لغات القرآن

مع فہرست الفاظ

تالیف

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

۱-۲

دارالاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی

إِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

مُکمّل

لُغاتُ القُرآن

مع فہرستِ الفاظ

جلد اوّل ــــ الف

مدینۃ العلم دار العلوم سجدیہ
نور آباد - ... - سیالکوٹ

تالیف

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دارُالاشاعت
مُقابل مولوی مسافرخانہ اردو بازار، کراچی ۱

Marfat.com

طبع اوّل دارالاشاعت نومبر ۱۹۸۶ء

طباعت : احمد پرنٹنگ کارپوریشن ناظم آباد کراچی

ناشر:۔ دارالاشاعت کراچی ۱

حق طبع

جناب شاہد نذیر خان یوسفی مجددی و ڈاکٹر خورشید صاحب مکتبہ حسن سہیل لاہور سے لغات القرآن کامل چھ جلد کی کتابت اب دارالاشاعت کراچی نے خرید لی ہے۔ لہٰذا آئندہ اس کتابت یا اسکے فوٹو لے کر طبع کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے اور اسکے تمام حقوق دارالاشاعت کو حاصل ہیں۔

ملنے کے پتے:

دارالاشاعت اردو بازار کراچی ۱

مکتبہ دارالعلوم۔ کورنگی۔ کراچی ۱۴

ادارۃ المعارف کورنگی۔ کراچی ۱۴

ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور ۲

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نؤمن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یہدہ اللہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ و نشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و نشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تسلیما کثیرا۔

اما بعد قرآن مجید کے سمجھنے کیلئے سب سے پہلی ضرورت الفاظِ قرآنی کے معنی جاننے کی ہے عربی زبان میں اس موضوع پر بہت سی کتابیں لکھی گئی ہیں بڑے بڑے ائمہ لغت زجاج، فراء، اخفش، ابو عبیدہ، ابن قتیبہ، ابو عمرو زاہد، ابن درید، ابو بکر ابن الانباری، عزیزی، راغب اصفہانی، ابو حیان اندلسی وغیرہ نے اس فن پر بیش بہا اور گراں قدر تصنیفات یادگار چھوڑی ہیں۔

ان کتابوں میں اب امام راغب کی مفردات کے علاوہ تقریباً تمام کتابیں ناپید ہیں علامہ جلال الدین سیوطی اس کو اس سلسلہ کی بہترین کتاب بتاتے ہیں اور حقیقت بھی یہی ہے کہ جہاں تک لغتِ قرآن کی تحقیق اور استناد کا تعلق ہے، یہ کتاب اپنی مثال نہیں رکھتی۔

ہماری زبان میں بھی لغاتِ قرآن پر متعدد کتابیں موجود ہیں جو عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں لیکن ضرورت اس کی تھی کہ اس موضوع پر ایک ایسی جامع، مکمل اور مستند کتاب تحقیق کی روشنی میں لکھی جائے جو قرآن مجید کے معانی اور مطالب کے سمجھنے اور حل کرنے میں ہر حیثیت سے مددد سے سکے معلوم ہے کہ اس قسم کی علمی اور تحقیقی تصنیف سے اس وقت تک اردو زبان کا دامن یکسر خالی ہے۔ پیشِ نظر کتاب اسی مقصد کو سامنے رکھ کر لکھی گئی ہے۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ مؤلف کو اس مقصد میں کہاں تک کامیابی ہوئی لیکن ایک بات یقین کے ساتھ کہی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اردو میں اپنی نوعیت اور اپنے انداز کی یہ پہلی کتاب ہے جس کا اندازہ قارئین کتاب کے ہر صفحہ سے کر سکیں گے۔

اتمامِ فائدہ کے لئے لغاتِ قرآن کے ساتھ ساتھ الفاظِ قرآن کی فہرست بھی تیار کی گئی ہے اور اسی وجہ سے قرآن مجید کا ہر کلمہ اور ہر لفظ علیحدہ علیحدہ لکھنا پڑا، اور اس کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ کوئی لفظ چھوٹنے نہ پائے۔ اردو کی دوسری کتابوں کے برخلاف مرکب الفاظ بھی نظر انداز نہیں کئے گئے کیونکہ ایسی صورت میں علاوہ اس کے کہ فہرست الفاظ ناتمام اور ناقص رہتی، لغت بھی مکمل نہیں ہو سکتا تھا۔ اردو میں عِلم کے معنی جاننے کے کون نہیں جانتا مگر کتنے ہیں جو عَلِمَ، عَلِمَتْ، عَلِمْتُ، عَلِمْتَ، عَلِمُوْا، عَلِمْتُمْ، عَلِمْنَا، عَلِمَهٗ، عَلِمْتَهٗ، عَلِمْتُمُوْهُنَّ وغیرہ مشتقات اور مرکبات کے معانی بھی جانتے ہیں، ظاہر ہے کہ ایک اردو داں جس طرح عَلٰی کے معنی جانتا عَلَيْنَا کے معنی سے بھی ناواقف ہے

Marfat.com

اس طریق کار سے کتاب گو طویل ہو گئی لیکن فائدہ بھی اسی قدر بڑھ گیا ورنہ اگر مشتقات اور مرکبات کو سرے سے نظرانداز کر دیا جاتا تو اس سے صرف وہی اشخاص نفع اٹھا سکتے جو عربی صرف و نحو اور اشتقاق کے قواعد سے واقف ہیں۔

کتاب کی تدوین کی صورت یہ ہے کہ الفاظ حروف معجم کی ترتیب سے لکھے گئے ہیں اور ترتیب ظاہر الفاظ کی صورت ہی پر رکھی گئی ہے، ماخذِ اشتقاق کا لحاظ نہیں کیا گیا کیونکہ اس کا دریافت کرنا عوام کی دسترس سے باہر تھا بلکہ متوسطین کو بھی ماخذ پر پوری طرح عبور نہیں ہوتا۔

اول حرف باب ہے اور ثانی حرف فصل، پہلے لفظ لکھا گیا ہے پھر اس کا سلیس ترجمہ اب اگر وہ لفظ حرف ہے، تو اس کے معانی مع امثلہ بیان کئے گئے ہیں اور اگر فعل ہے تو اس کا باب اور صیغہ پھر مزید فیہ میں تو باب ہی کو ذکر کیا گیا ہے اور مجرد میں اس کے مادہ اشتقاق کا بھی، مزید فائدہ کے لئے باب اور مادہ اشتقاق کا ترجمہ بھی لکھ دیا گیا ہے۔ اب اگر ایک باب کے چند مشتقات ایک ہی فصل میں مذکور ہیں تو باب اور مادۂ اشتقاق کا ترجمہ اختصار کے خیال سے نہیں دہرایا گیا بلکہ پہلے ہی لفظ کے ذیل میں جو ترجمہ لکھا گیا اسی کو کافی سمجھا ہے اور مجرد میں باب کا تعین بھی پہلے ہی لفظ کے ساتھ کر دیا گیا ہے مثلاً اَبْصَرَ، اَبْصَرَ، اَبْصَرْنَا میں صرف پہلے لفظ کے ضمن میں اِبْصَارٌ کے معنے بیان کئے ہیں اور بقیہ الفاظ کے ذیل میں صرف اِبْصَارٌ سے ان کا آنا بتایا ہے اس کا ترجمہ نہیں لکھا یا مثلاً اَبَوْا کے ضمن میں اس کا باب ضَرَبَ اور فَتَحَ سے آنا، نیز مادۂ اشتقاق اِبَاءٌ کے معنی ذکر کر دئے گئے تو اب اس فصل میں اَبیٰ اور اَبَيْنَ کے ذیل میں باب کا ذکر نہیں ہوگا اور نہ اِبَاءٌ کے معنی بتائے جائیں گے بلکہ صرف اِبَاءٌ سے مشتق ہونے کا بیان ہوگا اور اگر وہ لفظ اسم ہے تو مفرد کی جمع اور جمع کا مفرد بھی بتایا گیا ہے لیکن اگر قرآنِ مجید میں مفرد اور جمع دونوں مذکور ہیں تو پھر ہر ایک کا ذکر اپنے اپنے موقع پر کیا گیا ہے، الفاظِ مرکبہ میں ضمائر کا تعین کیا گیا ہے، ترکیب اضافی اور ترکیب توصیفی بھی بیان کی گئی ہے جہاں مناسب سمجھا تعلیل صرفی کی بھی تفصیل کر دی گئی ہے

تمام الفاظ کی ضروری تشریح اور تفصیل کا پورا اہتمام کیا گیا ہے، کسی لفظ کی تشریح یا اس کے معنی کی تحقیق میں جہاں مفسرین، فقہاء اور اہلِ لغت وغیرہ کا اختلاف ہے، اس کو نقل کر کے قولِ فیصل بیان کیا گیا ہے۔ جا بجا تمام وہ مناسب فوائد قلمبند کر دئے گئے ہیں جو فہمِ قرآن میں سہولت پیدا کر سکیں چونکہ مقصد یہ ہے کہ منشا قرآن کے مطابق قرآنِ مجید کا لغت تیار ہو اس لئے محض لغت ہی کے تتبع پر اکتفاء نہیں کی بلکہ کوشش کی ہے کہ ہر لفظ کے وہی معنی لکھے جائیں جس معنی میں قرآنِ مجید نے اس کا استعمال کیا ہے اور جو معنی علماءِ حق نے اس سے سمجھے ہیں۔

اسی طرح جو لفظ قرآنِ مجید میں متعدد معانی میں استعمال ہوا ہے وہ تمام معانی بالتفصیل لکھے ہیں اور یہ بھی بتا دیا ہے کہ کس موقع پر وہ لفظ کس معنی میں مستعمل ہوا ہے، جس لفظ کی تفسیر میں کوئی مرفوع

Marfat.com

حدیث یا کسی صحابی یا تابعی کا قول مل گیا ہے اسے درج کر دیا گیا ہے۔

انبیاءِ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام یا دیگر مشاہیر قرآن مثل فرعون، ہامان، شیطان علیہم اللعن والخذلان وغیرہ کا قرآنِ مجید میں جو جابجا مذکور ہے وہ ہر شخص اس فہرست کی مدد سے دیکھ سکتا ہے اس لئے صحیح حدیثوں اور مستند روایتوں میں جو ان کے حالات و واقعات مرقوم تھے ان کو بھی ذکر کر دیا ہے، موضوع اور جعلی روایات یا اسرائیلیات کے بیان کرنے سے حتی الوسع اجتناب کیا ہے اور جو جعلی روایات زیادہ زمشہور تھیں ان کے موضوع اور بے اصل ہونے کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے قصصِ قرآن جابجا اپنے موقع پر اختصار کے ساتھ تحقیق کی روشنی میں تحریر کئے گئے ہیں، اماکنِ قرآن یعنی قرآن مجید نے جن جن مقامات کا تذکرہ کیا ہے، ان کا تعین اور ان کی ضروری تشریح و تفصیل کر دی گئی ہے۔

الفاظِ قرآن کے معانی اور ان کی تحقیق میں میرا جو کچھ سرمایہ ہے وہ بڑی حد تک امام راغب اصفہانی کی کتاب مفردات غریب القرآن ہے اور پھر تفسیر، حدیث، لغت اور جغرافیہ کی وہ تمام مستند اور متداول کتابیں جن کے حوالے جابجا کتاب کے صفحات پر بکھرے پڑے ہیں، اس امر کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ جو کچھ لکھا جائے، پوری تحقیق سے لکھا جائے چنانچہ کسی آسان سے آسان لفظ کا ترجمہ بھی بغیر کتابوں کی مراجعت کے تحریر نہیں کیا گیا۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ مجھے لغت سے زیادہ الفاظِ قرآن کی فہرست تیار کرنے میں دقت پیش آئی اور چونکہ یہ بالکل غیر علمی کام تھا اس لئے اس کے انجام دینے سے بار بار طبیعت اکتا جاتی تھی مگر الحمد للہ یہ کام بھی پورا ہو گیا۔

عام طور پر الفاظِ قرآن کی جو فہرستیں اس وقت متداول ہیں ان میں سے بعض میں تو صرف نمبر سورت اور نمبر آیت درج ہیں، اس میں ایک دقت تو یہ ہے کہ ہر شخص کو سورت کا نمبر کہاں یاد رہتا ہے، دوسرے ہندوستان میں عام طور پر جو قرآنِ مجید شائع ہوتے ہیں ان میں آیات کے نمبر لکھنے کا التزام نہیں ہوتا اور بعض میں سورت کے نام کے ساتھ دہائیوں کا حوالہ تحریر ہے مثلاً سورت کے نام کے ساتھ عشر کے ذیل میں (۹) لکھا ہوگا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس سورت کے نویں عشر یعنی (۸۰) سے (۹۰) تک کی آیات میں اس لفظ کو تلاش کرنا چاہئے۔ اس صورت میں بھی وہی پہلی دقت باقی رہتی ہے، علاوہ ازیں متعدد سورتوں کے کئی کئی نام ہیں جن میں سے بعض نام عوام میں مشہور نہیں بعض میں سورت کے نام کے ساتھ ساتھ رکوع، آیت، پارہ اور آیت کے نمبر کا بھی حوالہ درج ہے۔

یہ فہرست اگرچہ اپنی جگہ مکمل ہے مگر اس میں دشواری یہ تھی کہ حروف کی فہرست بالکلیہ نظر انداز

Marfat.com

کردی گئی ہے، پھر پاروں اور سورتوں کے حوالے ترتیب وار درج نہیں اور پھر تکرار زیادہ، مثلاً اَطِیعُوا کے متعلق حسبِ ذیل حوالے بہ ترتیب ذیل درج ہیں، آل عمران، نور، نساء، انفال، آل عمران، طٰہٰ، مائدہ، تغابن، آل عمران، نوح، بلاشبہ فہرست نگار نے جس مقصد کو سامنے رکھ کر اس فہرست کو مرتب کیا ہے اس کے پیشِ نظر یونہی ہونا چاہئے تھا مگر ظاہر ہے کہ مؤلف کے لئے اس کی پیروی مشکل تھی۔

میں نے فہرست کے سلسلہ میں یہ کیا ہے کہ ہر لفظ کے متعلق پارہ اور رکوع کا حوالہ دیا ہے، علامت پارہ کے لئے (پ) کا نشان لکھا ہے (پ) کے اوپر پارہ کا عدد مرقوم ہے اور نیچے رکوع پارہ کا، اسطرح کی ایک فہرست نجوم القرآن جدید کے نام سے عرصہ ہوا لاہور سے شائع ہوئی تھی مگر اس میں کمی یہ تھی کہ مرتب کے اس ادعا کے باوجود کہ "ہر ایک لفظ متجانس الشکل کو جدا جدا دکھایا گیا ہے" اکثر مقامات میں تجنیسِ خطی بدستور باقی ہے، بعض الفاظ سرے سے مذکور ہی نہیں جیسے 'ایسن' وغیرہ، اسی طرح مرکبات کے علیحدہ حوالے دینے کا بھی التزام نہیں کیا گیا چنانچہ پہلے ہی لفظ کے سلسلہ میں جو حوالے مرقوم ہیں وہ ملاحظہ ہوں، آبَا پ۱۲/۲ پ۱۳/۳،۴،۵،۲ پ۱۴/۲ پ۱۵/۵ دیکھنے والا یہ خیال کرے گا کہ یہ سب ایک لفظ کے حوالے ہیں حالانکہ اس میں حسبِ ذیل الفاظ کے حوالے مندرج ہیں، اَبَا پ۱۳/۲ آبَآ پ۲۲/۳ آبَآ پ۳۰/۵ آبَاکُم پ۲۴/۴ اَبَانَا پ۱۲/۱۲ پ۱۳/۲،۴،۵ آبَاهُ پ۱۳/۲ ظاہر ہے اَبَّا تو مستقل لفظ ہی علیحدہ ہے جس کے معنی بھی جدا ہیں لیکن محض تجنیسِ خطی کی بنا پر اس کا حوالہ یہاں دیا گیا ہے۔

اور بقیہ مرکب الفاظ ہیں جنکو علیحدہ علیحدہ لکھنے کی صورت میں ہر حوالہ کو قرآنِ مجید سے نکال کر جدا جدا لکھنا پڑا ان حوالوں کا ایک ایک کر کے نکالنا اور ان کو مرتب کرنا کوئی معمولی کام نہ تھا اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ محنت اور جانفشانی کرنی پڑی ہے اسے اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

چونکہ ہماری کتاب میں فہرست کی بنا پاروں اور پاروں کے رکوعوں پر رکھی گئی ہے اس لئے ہر پارہ کے پہلے رکوع کی ابتدا اس کے شروع سے مقرر کی ہے اب اگر پارہ کے ختم پر رکوع بھی ہو جاتا ہے تو خیر ورنہ جتنی آیتیں اس کے اخیر میں مذکور ہیں، ان کو ایک مستقل علیحدہ رکوع قرار دیکر اس کا نمبر شمار لکھ دیا گیا ہے مثلاً پہلے پارہ کے سولہ رکوع ہیں اور سولہویں ہی رکوع پر وہ ختم بھی ہو جاتا ہے اور دوسرے پارہ کے بھی سولہ ہی رکوع ہیں مگر وہ سولہویں رکوع پر ختم نہیں ہوتا بلکہ چند آیات کے بعد ختم ہوتا ہے تو ہم نے ان آیتوں کو فہرست کی ترتیب کے لئے ایک جدا رکوع قرار دیا ہے اس لئے جو لفظ ان آیتوں میں مذکور ہوگا اس کے حوالہ کے لئے درج ہوگا پ۲/۱۷ یعنی وہ دوسرے پارہ کے سترہویں رکوع میں ہے۔

جہاں تک ہو سکا کوشش کی گئی ہے کہ کتاب کا نفع زیادہ سے زیادہ حد تک عام ہو، امید ہے کہ انشاء اللہ

Marfat.com

تعالیٰ عوام کے لئے الفاظ کا ترجمہ متوسطین کے لئے ماخذ اشتقاق صیغوں کا تعین اور معانی کی ضروری تشریح و تفصیل اور خواص کے لئے اس کے علمی مباحث دلچسپی کا باعث ہوں گے۔ ایک مدرس اس کتاب کو ہاتھ میں لیکر قرآن مجید کا درس دے سکتا ہے۔ ایک طالب علم اس کے ذریعہ استاد کے دئے ہوئے قرآنی سبق کو اچھی طرح یاد کر سکتا ہے اور ایک عام آدمی اس کے مطالعہ سے اپنی فہم کے مطابق قرآن مجید کو بخوبی سمجھ سکتا ہے۔

ہم نے بہت سے انگریزی فارسی تعلیم یافتہ اصحاب کو دیکھا ہے جن کا مذہبی جذبہ انکو قرآن مجید کیطرف متوجہ کرتا ہے، وہ اسکو عربی میں سمجھنا بھی چاہتے ہیں اور اس غرض سے عربی زبان کے حاصل کرنیکی ان کے دل میں خواہش بھی ہوتی ہے مگر بڑی عمر میں دوسری زبان سیکھ لینے کا حوصلہ ہر شخص کو نہیں ہوتا، نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ دو ایک ہفتہ ماضی مضارع کی عربی گردانوں کے یاد کرنے پر صرف ہوئے کہ طبیعت اکتا گئی، جی چھوٹ گیا اور عربی سیکھنے کا سارا جوش فرو ہو کر رہ گیا، یہ لوگ دوسری زبانوں کی قواعد سے بھی کسی نہ کسی حد تک ضرور واقف ہوتے ہیں اس لئے الفاظ کے متعلق وہ ضروری تشریح و تفصیل جو کتاب میں درج ہے اگر ان حضرات کے ذہن نشین ہو جائے تو امید ہے کہ عربی ہی میں قرآن مجید کے سمجھنے کا سلیقہ پیدا ہو جائے گا۔

جو کچھ ادھر ادھر سے بن آیا ہدیۂ ناظرین ہے، یقیناً اس میں بہت سی کوتاہیاں بھی رہی ہونگی اور فروگذاشتیں بھی کہ ع ہیچ نفس بشر خالی از خطا نہ بود

دعا ہے اللہ تعالیٰ اس حقیر سعی کو شرفِ قبولیت سے نوازے اور اصلاح و توبہ کی توفیق بخشے، آمین آمین یارب العالمین۔

عبدالرشید نعمانی

عرضِ ناشر

لغات القرآن عرصۂ دراز سے نایاب تھی، قرآنِ پاک کا تحقیقی مطالعہ کرنیوالے حضرات کے مسلسل مطالبہ کے پیشِ نظر یہ کتاب انتہائی محدود تعداد میں شائع کی جارہی ہے۔ اس کی اشاعت میں کسی مالی فائدہ کی بجائے علمِ دین کی خدمت کو مدِنظر رکھا گیا ہے۔ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس ناچیز کوشش کو قبول فرمائے۔ آمین۔

Marfat.com

فہرست

نمبر شمار		صفحہ
۱	باب الالف	۱
۲	فصل الالف	۱
۳	فصل الباء الموحدہ	۲
۴	فصل التاء المثناة	۱۶
۵	فصل الثاء المثلثہ	۲۵
۶	فصل الجیم المعجمہ	۲۷
۷	فصل الحاء المہملہ	۳۲
۸	فصل الخاء المعجمہ	۴۱
۹	فصل الدال المہملہ	۵۰
۱۰	فصل الذال المعجمہ	۵۹
۱۱	فصل الراء المہملہ	۶۴
۱۲	فصل الزاء المعجمہ	۷۲
۱۳	فصل السین المہملہ	۷۶
۱۴	فصل الشین المعجمہ	۱۰۲
۱۵	فصل الصاد المہملہ	۱۰۹
۱۶	فصل الضاد المعجمہ	۱۵۳
۱۷	فصل الطاء المہملہ	۱۵۸
۱۸	فصل الظاء المعجمہ	۱۶۱
۱۹	فصل العین المہملہ	″
۲۰	فصل الغین المعجمہ	۱۷۱
۲۱	فصل الفاء	۱۷۴
۲۲	فصل القاف	۱۸۳
۲۳	فصل الکاف	۱۹۶
۲۴	فصل اللام	۲۰۳
۲۵	فصل المیم	۲۳۶
۲۶	فصل النون	۲۵۸
۲۷	فصل الواو	۲۹۰
۲۸	فصل الہاء	۳۰۰
۲۹	فصل الیاء المثناة	۳۱۰

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب الالف

فصل الالف

۔ کیا۔ خواہ بھلا۔ یا اگر متحرک ہو تو اس کو ہمزہ کہتے ہیں، ورنہ الف۔ جو الف یا ہمزہ کہ بامعنی ہو اس کی تین قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو شروع کلام میں آتا ہے۔ دوسرا وہ جو وسط کلام میں واقع ہو۔ تیسرا وہ جو آخر کلام میں آئے۔

جو الف کہ شروع کلام میں آتا ہے اس کی بھی کئی قسمیں ہیں۔

(۱) الف استفہام جس سے کسی چیز کے متعلق کوئی خبر دریافت کی جائے خواہ بصورت استفہام یعنی بطور سمجھنے کے ہو جیسے أَتَجْعَلُ فِيهَا مَنْ يُفْسِدُ فِيهَا (کیا آپ زمین پر اس شخص کو خلیفہ بنائیں گے جو اس میں فساد برپا کرے) خواہ بصورت تہدید یعنی زجر و توبیخ کے لئے جیسا آلْئٰنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ (اب تو یہ کہنے لگا حالانکہ پہلے سے نافرمانی کرتا رہا) یا تسویہ یعنی دو چیزوں کے درمیان برابری ثابت کرنے کے لئے جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ (آپ ان کو ڈرائیے یا نہ ڈرائیے وہ ایمان لانے کے نہیں) یا استہزا کے لئے جیسے اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا (کیا تیری نماز نے تجھے یہ سکھایا ہے کہ ہمارے باپ دادا جن کی پرستش کرتے آئے انہیں ہم چھوڑ دیں) یا استبطاء یعنی مہلت دینے کے لئے جیسے اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (کیا وقت نہیں آیا ایمان والوں کے لئے کہ گڑگڑائیں

Marfat.com

ان کے دل اللہ کی یاد سے) یعنی ابھی گڑگڑانے کے لئے مہلت باقی ہے؛

واضح رہے کہ الفِ استخبار جب اثبات پر داخل ہوتا ہے تو اسے نفی بنا دیتا ہے کیونکہ جب کسی شے کے متعلق اثبات کا سوال ہوا تو اس کی نفی پہلے سے ثابت ہوئی جب ہی تو اس کے ثبوت کو دریافت کیا جا رہا ہے اور جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اسے اثبات میں بدل دیتا ہے کیونکہ یہ جب نفی پر داخل ہوگا تو نفی کی نفی ہوئی اور نفی کی نفی اثبات ہے جیسے اَلَیْسَ اللّٰہُ بِاَحْکَمِ الْحٰکِمِیْنَ (کیا نہیں ہے اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم) یعنی ضرور ہے۔

(۲) وہ الف جو نفس کلام کے متعلق خبر دیتا ہے جیسے اَبْصِرْ بِهٖ وَ اَسْمِعْ (کیا عجیب دیکھتا اور سنتا ہے)

(۳) الفِ امر خواہ قطعی ہو یا وصلی جیسے اَنْزِلْ عَلَیْنَا مَآئِدَۃً مِّنَ السَّمَآءِ (ہم پر آسمان سے بھرا ہوا خوان نازل فرما) اور رَبِّ ابْنِ لِیْ عِنْدَکَ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ (اے رب میرے لئے بہشت میں ایک گھر اپنے پاس بنا دے)۔

(۴) وہ الف جو لام تعریف کے ساتھ آتا ہے اور جس پر داخل ہوتا ہے اس کو معرفہ بنا دیتا ہے جیسے یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ (اے قید خانہ کے ہر دو رفیقو) کہ یہاں "السجن" سے ایک خاص قید خانہ مراد ہے جس میں حضرت یوسف علیہ السلام قید تھے۔

جو الف کہ وسطِ کلام میں آتا ہے وہ تثنیہ کا الف ہے اور بعض جمعوں میں بھی آتا ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ اور مَسَاکِیْنَ

الف تانیث جیسے حُبْلٰی (حاملہ عورت) بَیْضَآءَ (سفید عورت) اور تثنیہ کا الف ضمیر جیسے اِذْهَبَا یہ دونوں آخر کلام میں واقع ہوتے ہیں۔

تَظُنُّوْنَ بِاللّٰہِ الظُّنُوْنَا وَ اَضَلُّوْنَا السَّبِیْلَا وغیرہ آیات میں الظُّنُوْنَا اور السَّبِیْلَا وغیرہ میں جو الف ہے یہ بامعنی نہیں بلکہ محض اصلاحِ لفظ اور اشباع کے لئے ہے جس طرح کہ بعض اشعار کے آخر میں ہوا کرتا ہے۔

فصل الباء الموحدہ

اَبّ باپ۔ اَبٌ باپ کو اور ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ایجاد یا ظہور یا اصلاح کا سبب ہو۔ ۴۳ ۴۳

اٰبَآءَ باپ دادا اور چچا۔ اب کی جمع ہے جس کے معنی باپ کے ہیں۔ جمع میں اس کے مفہوم میں دادا اور چچا بھی داخل ہوتے ہیں۔ ۳۰ب

Marfat.com

أَبًّا۔ جانوروں کے کھانے کی گھاس اور چارہ کو کہتے ہیں لیکن وہ کونسی گھاس اور کونسا چارہ ہے اور اس کی کیا شکل و صورت ہے اس کے تعین میں اہلِ لغت کے متعدد اقوال ہیں مفسرین سلف میں سے مجاہد، حسن بصری، قتادہ اور ابن زید کا بیان ہے کہ انسانی غذا میں فواکہ (میوے) کا جو درجہ ہے چرندوں کی خوراک میں وہی حیثیت اس کی ہے[1]۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے جب اس کے تعین کے متعلق سوال ہوا تو فرمانے لگے ای سماءٍ تظلنی وای ارضٍ تقلنی اذا قلتُ فی کتاب اللہ مالا اعلم اخرجہ ابو عبید فی فضائلہ و عبد بن حمید کونسا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا اور کونسی زمین مجھے اپنے اوپر رہنے دیگی جب کہ میں کتاب اللہ کی تفسیر میں ایسی بات کہوں جس کا مجھے علم نہ ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ یہ آیت پڑھی اور فرمایا کہ اَبّ کیا ہے پھر خود ہی فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے ناس کے تعین کا ہم کو مکلف کیا ہے اور نہ اس کا حکم دیا ہے[2]۔ اس سے تفسیر قرآن کے متعلق صحابہ کرام اور سلف صالحین کی انتہائی احتیاط کا اندازہ کیا جا سکتا ہے۔ ایک ہمارا یہ زمانہ ہے کہ ہر منکرِ حدیث اور عمل بالقرآن کا دعویدار جو چاہتا ہے بلا تکلف اپنی طرف سے قرآن مجید کے معنی بیان کر دیتا ہے۔ اَبٌّ کی جمع اَوُبٌ آتی ہے۔ ب

أَبَابِيلَ۔ جھنڈ کے جھنڈ پرے کے پرے۔ ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے کہ متفرق جماعت کو ابابیل کہتے ہیں چنانچہ عرب والے بولتے ہیں جاءت الخیل ابابیل من ھھنا وھھنا (ادھر اور ادھر سے سواروں کے پرے کے پرے آئے) اس کا واحد آتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں ؛ اخفش اور فراء کا بیان ہے کہ جس طرح شماطیط اور عَبَادِیدُ کا واحد نہیں آتا ویسے ہی اس کا بھی واحد نہیں آتا۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اس کا واحد آتا ہے چنانچہ ابو جعفر رواسی نے جو لغت میں ثقہ اور معتبر خیال کیا جاتا ہے تصریح کی ہے کہ اس نے ابابیل کا واحد اِبَّالَۃٌ سنا ہے۔ کسائی کا بیان ہے کہ عِجَّوْلٌ اور عَجَاجِیلُ کی طرح میں نحویوں کو اِبُّوْلٌ اور اَبَابِیلُ بولتے ہوئے سنتا تھا۔ فراء نے کہا ہے کہ اگر کوئی شخص دینار

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۴۷۴ طبع مصر ۱۳۵۶ھ برحاشیہ فتح البیان ۱۲ [2] ان دونوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۵ ص ۴ م ۲ طبع مصر

اور دنانیر کی طرح اس کا واحد اِبّالۃ بتائے تو درست ہو سکتا ہے۔[1] پ ۳۰

اَبَارِیْقَ۔ لوٹے۔ جگ۔ اِبْرِیْقٌ کی جمع ہے جس کے معنے لوٹے اور جگ کے ہیں۔ آب ریز کا معرب ہے پ ۲۷

اٰبَآئِكَ تیرے باپ دادا اور چچا۔ اس جگہ اٰبآء کے مفہوم میں چچا بھی داخل ہیں۔ اٰبآءِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ

اٰبَاكُمْ۔ تمہارا باپ۔ اٰبَا مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۳۔

اٰبَآؤُكُمْ۔ تمہارے باپ دادا۔ اٰبَآؤُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ پ پ پ پ پ پ پ پ اٰبَآئِكُمْ پ پ۔

اٰبَانَا۔ ہمارا باپ۔ اٰبَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۱۲ پ ۱۳۔

اٰبَآؤُنَا۔ ہمارے باپ دادا۔ اٰبَآءُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ اٰبَآءَنَا پ پ پ پ پ پ پ پ

اٰبَاهُ۔ اس کا باپ۔ اٰبَا مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ

اٰبَآؤُهُمْ۔ ان کے باپ دادا۔ اٰبَآءُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ پ پ پ اٰبَآءَهُمْ پ پ پ پ

اٰبَآئِهِنَّ۔ ان عورتوں کے باپ دادا۔ اٰبَآءِ مضاف هِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ پ

اٰبَآئِیْ۔ میرے باپ دادا۔ اٰبَآءِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۲۔

اَبَتِ۔ اے باپ لفظ (اب) پر ندا کے وقت ت زیادہ کر دیتے ہیں پ پ پ پ پ پ

اِبْتَدَعُوْهَا۔ انھوں نے اس کو اپنے آپ گھڑ لیا۔ اِبْتَدَعُوْا۔ اِبْتِدَاعٌ سے جس کے معنی دین میں نئی بات نکالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲۷

اَلْاَبْتَرُ۔ دم کٹا۔ جس کی اولاد نہ ہو۔ جس کا ذکر باقی نہ رہے بَتَرٌ سے۔ صفت مشبہ کا صیغہ۔ پ ۳۰

اِبْتَغِ۔ تو تلاش کر۔ اِبْتِغَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵ پ ۲۰

اِبْتِغَاءً۔ چاہنا۔ تلاش کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے

---

[1] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۴۹۴ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

ابتغاء سخت کوشی کے لئے مخصوص ہے اگر اچھے
مقصد کے لئے ہو تو محمود ہے ورنہ مذموم ہے پ۴ پ۵
پ۱۲ پ۱۳ پ۱۵ پ۲۷ پ۲۸ پ۲۸

ابتغاءکم۔ تمہارا تلاش کرنا۔ ابتغاء مضاف کم ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱

ابتغوا۔ تم تلاش کرو۔ چاہو۔ ابتغاء سے امر کا صیغہ جمع
مذکر حاضر پ۶ پ۶ پ۲۰ پ۲۸

ابتغوا۔ انہوں نے چاہا۔ تلاش کیا۔ ابتغاء سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰ پ۱۵

ابتغی۔ اس نے چاہا تلاش کیا۔ ابتغاء سے ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۸ پ۲۹

ابتغی میں چاہوں تلاش کروں۔ ابتغاء سے مضارع
کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۸

ابتغیت۔ تو نے چاہا۔ ابتغاء کے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۲

ابتلوا۔ تم آزماؤ۔ ابتلاء سے جس کے معنی آزمانے اور
امتحان لینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۴

ابتلی۔ اس نے آزمایا۔ امتحان لیا۔ ابتلاء سے ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب ابتلا و آزمائش کے دو مقصد
ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ امتحان لینے والا اس شخص کی
لیاقت وصلاحیت سے پوری طرح باخبر ہو جائے دوسرے
یہ کہ اس کی لیاقت وصلاحیت کا تو ممتحن کو پوری طرح
علم ہو مگر اوروں کی نظر میں اس کی حالت کا پیش کرنا
منظور ہو کہ وہ کس قابلیت وصلاحیت کا مالک ہے،
قرآن مجید میں ابتلاء کی نسبت جب اللہ عزوجل کی طرف
ہو تو دوسرے معنی مراد ہوتے ہیں پ۱

ابتلی۔ وہ آزمایا گیا۔ ابتلاء سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد
مذکر غائب پ۲۱

ابتلٰہ۔ اس کو آزمایا۔ ابتلی ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰

ابحر۔ سمندر، بحر کی جمع ہے۔ بحر سمندر کو کہتے ہیں پ۲۱

ابدا۔ ہمیشہ۔ زمانہ مستقبل غیر محدود۔ پ۱ پ۵ پ۶ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۵ پ۱۸ پ۲۴ پ۲۶ پ۲۸ پ۲۹ پ۳۰

ابدلہ۔ میں اس کو بدل دوں۔ تبدیل سے جس کے معنی
بدل ڈالنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہ ضمیر
واحد مذکر غائب۔ پ۱۱

ابرار۔ نیک لوگ۔ بر اور بار کی جمع جس کے معنی نیک کے
ہیں پ۴ پ۲۹ پ۳۰

Marfat.com

ابراھیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اللہ کے مقدس رسول اور ہمارے نبی خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد اور بجز آپ کے تمام انبیاء و مرسلین سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ بحالت تشہد نماز میں درود کے وقت آپ کا بھی نام لینے کا حکم دیا گیا حدیث معراج میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتویں آسمان پر آپ کو اس حال میں پایا تھا کہ بیت المعمور سے آپ اپنی پشت کا تکیہ کئے ہوئے تھے۔[۲] آپ نے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح فرماتے ہوئے کیا تھا۔[۳] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے دن سب سے پہلے جس کو لباس پہنایا جائیگا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے صحیح مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر آپ کو یا خیر البریۃ سے خطاب کیا تو آپ نے فرمایا وہ ابراہیم تھے۔ شفاعت کی طویل حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن جب تمام لوگ اکٹھے ہو کر حضرت آدم و حضرت نوح علیہما السلام کے بعد حضرت ابراہیم کی خدمت میں حاضر ہو کر شفاعت کرانے کے لئے درخواست کرینگے تو آپ فرمائیں گے کہ اس کام کے لئے میں نہیں تم موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ یہ حدیث صحیحین میں مذکور ہے۔[۴] آپ کی ولادت باسعادت ملک بابل کے شہر اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل ہوئی عام مورخین کے بیان کے مطابق آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت سام بن نوح سے ملتا ہے لیکن ان کا بیان قیاس و تخمین سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سلسلۂ نسب کے بارے میں اس یقین کے باوجود کہ آپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے ہیں عدنان سے اوپر کے سلسلہ کے متعلق ارشاد فرمایا ہے کذب النسابون (نسب بیان کرنیوالے ناموں کی تعیین میں غلط بیانی سے کام لیا ہے) جب حضرت ابراہیم سے بیچ کے متعلق یہ حال ہے تو اوپر کے سلسلہ کے متعلق کیا کہا

[۱] صحیح مسلم کتاب الایمان باب الاسراء۔ [۲] صحیح بخاری باب المعراج۔ [۳] ایضاً کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔ [۴] مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔

Marfat.com

جاسکتا ہے علیہ مبارک کے متعلق حدیث صحیح میں وارد ہوا کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اما ابراھیم
فانظروا الی صاحبکم[1] (اگر ابراہیم کو دیکھنا چاہو تو اپنے
صاحب (یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھو)
حضرت ابراہیم کی قوم بت پرستی کے ساتھ ستارہ کو ایک
ہستی بھی کرتی تھی آپ نے بعثت کے بعد سب سے
پہلے اپنے باپ آزر کو حق کی تبلیغ کی پھر اپنی قوم کو سمجھایا
پھر بادشاہِ وقت نمرود سے مناظرہ کیا اور توحید کے
دلائل بیان کر کے اس کو ششدر کر دیا مگر بدبختوں نے
ایک نہ سُنی اور سوائے آپ کی زوجہ محترمہ حضرت سارہ
رضی اللہ عنہا اور آپ کے پیارے بھتیجے حضرت لوطؑ کے
اور کوئی ایمان نہیں لایا۔ قوم نے ہر طرح آپ کو ستانے
اور آپ کی ایذا رسانی پر کمر باندھی یہاں تک کہ ظالموں نے
آپ کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا لیکن اللہ تعالیٰ نے
کافروں کو ذلیل کر کے آگ کو آپ کے لئے برد و سلام
کر دیا۔ مسند احمد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی
مرفوعاً مروی ہے کہ جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ
کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے اللھم انک فی السماء
واحد وانا فی الارض واحد اعبدک (اے اللہ بلا شبہ
تو آسمان میں واحد ہے اور میں زمین میں تیرا اکیلا پرستار ہوں[2]
آخر حضرت نے تنگ آکر وہاں سے ہجرت کی اور فرات
کے غربی کنارہ کے قریب ایک بستی میں تشریف لے گئے
کچھ دنوں کے بعد یہاں سے حران، حران سے فلسطین
اور فلسطین سے نابلس غرض اسی طرح تبلیغ کرتے کرتے
مصر پہنچے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اور حضرت لوط
علیہ السلام سفر میں ہمرکاب تھے یہاں شاہِ مصر نے اپنی
بیٹی حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو آپ کی زوجیت میں دیا
اب آپ نے اللہ تعالیٰ سے فرزند کے متعلق دعا مانگی اور
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت اسماعیل
علیہ السلام تولد ہوئے اس پر حضرت سارہ رضی اللہ عنہا
کو رشک ہوا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور
حضرت اسماعیل علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر جہاں آج
خانہ کعبہ ہے وہاں تشریف لائے اور اس جگہ ایک بڑے
درخت کے نیچے زمزم کے موجودہ مقام سے بالائی حصہ

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا و کتاب اللباس باب الجعد، و صحیح مسلم کتاب الایمان
[2] البدایہ والنہایہ لابن کثیر ج ۱ ص ۱۴۶ طبع مصر

ان کو چھوڑ گئے اور گو خود فلسطین میں مقیم رہے مگر برابر مکہ میں
حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام
کو دیکھنے آتے رہتے تھے۔ اسی اثنا میں اللہ تعالیٰ نے
خانہ کعبہ کی تعمیر کا حکم دیا۔ آپ نے حضرت اسماعیل
علیہ السلام سے تذکرہ کیا اور دونوں باپ بیٹوں کے مقدس
ہاتھوں سے بیت اللہ کی تعمیر ہوئی جب حضرت ابراہیم
علیہ السلام کی عمر ۹۰ سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ختنہ
کا حکم دیا۔ حضرت نے اس کی تعمیل کی۔ جب آپ کی عمر
سو سال کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سارہؓ کے بطن
سے حضرت اسحٰق علیہ السلام کی پیدائش کی بشارت دی
حضرت ابراہیم کی وفات ۱۷۵ سال کی عمر میں واقع ہوئی
اور مدینۃ الخلیل میں تدفین عمل میں آئی آپ کی پیغمبرانہ
سیرت کا تذکرہ قرآن عظیم میں جا بجا نہایت تفصیل سے
مذکور ہے۔ آپ کا شمار انبیاء اولوالعزم میں ہے یہود و نصاریٰ
اور مسلمان سب آپ کو پیغمبر اور مقتدا مانتے ہیں[۵] پ۱ ع۱۵و۱۶
پ۳ ع۲و۱۵و۱۶ پ۵ ع۱ پ۷ ع۱۵ پ۸ ع۳ پ۹ ع۱۵ پ۱۱ ع۱۴ پ۱۳ ع۱۳ پ۱۴ ع۲
پ۱۵ ع۵و۱۶ پ۱۴ ع۱۸ پ۱۳ ع۲و۱۴ پ۱۶ ع۶و۷ پ۱۶ ع۵و۱۱و۱۲و۱۶ پ۱۹ ع۹
پ۲۰ ع۱۲و۱۶ پ۲۱ ع۱۶ پ۲۳ ع۶و۸ پ۲۵ ع۲و۱۲ پ۲۶ ع۱۹ پ۲۷ ع۵و۱۵و۲ پ۲۸ ع۵ پ۳۰ ع۱۲
اَبْرَحُ۔ میں پھروں گا، پھرتا ہوں (ہٹوں) بَرْحٌ سے
جس کے معنی کسی جگہ سے ہٹنے اور پلٹنے کے ہیں مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۳ ع۳ پ۱۵ ع۱۲
اَبْرَصَ۔ کوڑھی۔ برص ایک مشہور مرض ہے پ۳ ع۱۲ پ۷ ع۵
اَبْرَمُوْا۔ انہوں نے مضبوط ارادہ کیا۔ اِبْرَامٌ سے جس کے
معنی کسی کام کے مضبوط کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب۔ پ۲۵ ع۱۳
اُبْرِئُ۔ میں اچھا کر دیتا ہوں۔ اِبْرَاءٌ سے جس کے معنی ہر
بری چیز مرض وغیرہ سے بری کرنے اور نجات دلانے کے
ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے پ۳ ع۱۲
اُبَرِّئُ۔ میں بری کرتا ہوں یا کروں گا۔ تَبْرِئَۃٌ سے جس کے
معنی بری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳
اُبْسِلُوْا۔ گرفتار کئے گئے۔ اِبْسَالٌ سے۔ جس کے معنی بلا
وقہر گرفتار کرنے اور محروم کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا
صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۷ ع۱۳
اَبْشِرُوْا۔ تم کو خوش خبری ہو۔ اِبْشَارٌ سے جس کے معنی
بشارت پانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۴ ع۱۸
اَبْصَارٌ۔ آنکھیں اور بینائیاں۔ بصر کی جمع ہے۔ بصر
آنکھ اور بینائی دونوں کو کہتے ہیں اور بینائی بھی آنکھ کی ہو
یا دل کی دونوں کو بصر کہا جا سکتا ہے پ۱ ع۲ پ۷ ع۱۹ پ۷ ع۱۹ پ۱۷ ع۱۸

[۵] تفصیل کے لئے دیکھو "قصص القرآن" مطبوعہ ندوۃ المصنفین

Marfat.com

۱۷/۱۲ ۱۷/۱۲ ۷/۱۲ ۱۸/۱۴ ۱۳/۱۸ ۲۲/۱۲ ۲۱/۲ ۲۸/۲ ۲۹/۲

اَبْصَارُكُمْ۔ تمہاری آنکھیں یا تمہاری بینائیاں اَبْصَارُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۱/۶ ۲۴/۱۷

اَبْصَارُنَا۔ ہماری نگاہیں۔ اَبْصَارُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۱۴/۱۳

اَبْصَارُهَا۔ ان کی بینائیاں هَا ضمیر قلوب کی طرف لوٹتی ہے۔ اَبْصَارُ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ ۲۳/۳

اَبْصَارُهُمْ۔ ان کی نگاہیں یا ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۲۰ ۱۱/۱ ۱۰/۱ ۲۴/۱۷ ۲۲/۳ ۲۸/۸ ۲۹/۵

اَبْصَارُهُنَّ۔ ان عورتوں کی نظریں۔ ان کی آنکھیں۔ اَبْصَارُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۰

اَبْصِرْ۔ دیکھتا رہ (انتظار کر) اِبْصَارٌ سے جس کے معنے دیکھنے اور دکھانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ابصار کا استعمال زیادہ تر دل سے دیکھنے کے متعلق ہوتا ہے ۲۳/۲۳

اَبْصَرَ۔ اس نے دیکھ لیا۔ اس نے بصیرت حاصل کی۔ اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۹/۶

اَبْصِرْ بِهٖ۔ کیا عجیب دیکھتا ہے فعل تعجب ہے ۱۵/۱۴ ۵/۱۶

اَبْصَرْنَا۔ ہم نے دیکھ لیا۔ ہم نے بصیرت حاصل کی اِبْصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے ۲۱/۱۵

اَبْصِرْهُمْ۔ ان کو دیکھتا رہ۔ اَبْصِرْ اِبْصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۳/۳

اِبْعَثْ۔ تو بھیج (فتح) بَعْثٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اٹھا کھڑا کرنے اور سامنے کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ بَعْثٌ کی دو قسمیں ہیں ایک بشری دوسری الٰہی۔ اگر اس کی نسبت فاعل انسان کی طرف ہو تو اس کو بشری کہیں گے۔ جیسے ایک شخص کا کسی دوسرے شخص کو روانہ کرنا اور بھیجنا اور اگر خدا کی طرف سے ہو تو اس کو الٰہی کہا جائے گا اور اس کی بھی دو قسمیں ہیں، پہلی قسم اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے جیسے اشیاء کو عدم سے وجود میں لانا، دوسری قسم کی مثال مُردوں کو جلانا ہے کبھی کبھی اللہ تعالیٰ اس صفت سے اپنے ممتاز بندوں کو بھی سرفراز فرماتا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا واقعہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ۱۲/۱۹ ۱۴/۱۶ ۲/۱۱

اُبْعَثُ۔ مجھے اٹھایا جائے گا۔ بَعْثٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم ۵/۱۶

اِبْعَثُوْا۔ تم بھیجو۔ بَعْثٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

ع پ

اَبْغِیْ۔ میں تلاش کروں (ضَرَبَ) بَغْیٌ سے مضارع کا
صیغہ واحد متکلم۔ بَغْیٌ کے معنی اصل میں میانہ روی سے
بڑھنے کی خواہش کرنے کے ہیں اور اس کی دو قسمیں ہیں
ایک محمود جیسے عدل کی بجائے احسان کرنا اور فرائض
کے علاوہ نوافل کا بھی پابند رہنا۔ دوسرے مذموم جیسے
حق سے تجاوز کرکے باطل کو اختیار کرنا یا شبہات میں پڑنا
قرآن عظیم میں اکثر مواقع پر بغی کا استعمال مذموم
معنی میں ہی ہوا ہے ع

اَبْغِیْکُمْ۔ میں تمہارے لئے تلاش کروں۔ اس میں
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ

اَبَقَ۔ وہ بھاگا۔ (نَصَرَ، ضَرَبَ، سَمِعَ) اِبَاقٌ سے جس کے
معنی غلام کے بھاگنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

اَبْقٰی۔ دیر تک رہنے والا سدا باقی رہنے والا بَقَاءٌ سے
جس کے معنی باقی رہنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔
یہ لفظ جب اللہ کی صفت ہوگا تو اس کے معنی
سدا باقی رہنے والے کے ہوں گے ورنہ دیر تک رہنے
والے کے۔ پ ع پ

اَبْقٰی۔ اس کو باقی چھوڑا۔ اِبْقَاءٌ سے جس کے معنی باقی
چھوڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ع

اَبْکَارٌ۔ صبح۔ بروزن اَفْعَالٌ اسم ہے پ ع

اَبْکَارًا۔ کنواریاں۔ بِکْرٌ کی جمع ہے بکر کنواری لڑکی کو
کہتے ہیں پ ع

اَبْکَمُ۔ مادر زاد گونگا۔ بَکَمٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ع

اَبْکٰی۔ اس نے رلایا۔ اِبْکَاءٌ سے جس کے معنی رلانے کے
ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ع

اِبِلٌ۔ اونٹ۔ اسم جنس ہے واحد اور جمع دونوں کے لئے
بولا جاتا ہے مگر نہ جمع ہے نہ اسم جمع ع پ

اِبْلَعِیْ۔ تو نگل جا (فَتَحَ) بَلْعٌ سے جس کے معنے نگلنے کے
ہیں امر کا صیغہ واحد مونث حاضر

اَبْلُغَ۔ میں پہنچ جاؤں (نَصَرَ) بُلُوْغٌ سے جس کے معنی
کسی شے تک پہنچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اَبْلَغْتُکُمْ۔ میں نے تم کو پہنچا دیا۔ اَبْلَغْتُ۔ اِبْلَاغٌ سے
جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ ع

اُبَلِّغُکُمْ۔ میں تم کو پہنچاتا ہوں۔ اُبَلِّغُ۔ تَبْلِیْغٌ سے جس کے
معنے پہنچانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر ع

Marfat.com

اَبْلَغُوْا ۔انہوں نے پہنچایا۔ اِبْلَاغٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۹

اَبْلِغْہُ ۔اس کو پہنچا دے اَبْلِغْ ۔اِبْلَاغٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱

اِبْلِیْس ۔شیطان کا نام ہے ۔ بروزن اِفْعِیْل اِبْلَاسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی سخت ناامیدی کے باعث غمگین ہو کر ششدر و متحیر ہو جانے کے ہیں چونکہ شیطان رحمت حق سے ناامید ہے اس لئے اس کا نام ابلیس ہوا لیکن علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ مریم میں لفظ ادریس پر بحث کرتے ہوئے تصریح کی ہے کہ ابلیس عجمی لفظ ہے اور اس کا اشتقاق ابلاس سے بتانا صحیح نہیں اس لئے کہ یہ غیر منصرف ہے اور غیر منصرف ہونے کے لئے تو اسباب منع صرف میں سے کم از کم دو سبب یا وہ ایک سبب جو دو سببوں کے قائم مقام ہو پایا جانا ضروری ہے اور ابلاس سے مشتق ہونے کی صورت میں اس میں بجز علمیت کے کوئی دوسرا سبب پایا نہیں جاتا لہٰذا غیر منصرف ہونا اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے۔[1]

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ابلیس کا تخت سمندر میں ہے وہ روزانہ اپنے لشکر کی ٹکڑیاں بھیجتا رہتا ہے تاکہ لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کریں جو جتنا زیادہ لوگوں میں فتنہ پھیلاتا ہے اتنا ہی زیادہ ابلیس کے نزدیک اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے ۔ مسند مذکور میں حضرت جابرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب ابن صیاد سے (جو شیطانی خلل میں گرفتار ہو کر دعاوی باطلہ کا مدعی تھا) دریافت فرمایا کہ تو کیا دیکھتا ہے، تو کہنے لگا مجھے سمندر پر ایک تخت بچھا ہوا نظر آتا ہے جس کے گرداگرد سانپ ہی سانپ ہیں آپ نے ارشاد فرمایا اس نے سچ کہا وہ ابلیس کا تخت ہے[2] ۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو لفظ شیطان) پ ۱ پ ۸ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۲ پ ۲۳۔

اِبْن ۔ بیٹا پ ۱ پ ۲ پ ۳ پ ۶ پ ۷ پ ۸ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۸ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۱ پ ۲۶ پ ۲۸

اِبْنِ ۔ تو بنا (ضَرَبَ) بِنَاءٌ سے جس کے معنی بنانے اور تعمیر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۴ پ ۲۸

اِبْنُ السَّبِیْل ۔ مسافر ۔ ابن السبیل کے لفظی معنی

[1] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۴۱۲ طبع مصر ۱۳۵۴ھ ۔ [2] البدایہ والنہایہ مصنفہ حافظ ابن کثیر ج ۱ ص ۷۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

راستے کے بیٹے کے ہیں چونکہ مسافر راہ نوردی کرتا ہے اس لئے اسے ابن السبیل کہتے ہیں

اَبْنَآءَ۔ بیٹے۔ اِبْنٌ کی جمع ہے

اَبْنَآءَکُمْ۔ تمہارے بیٹے اَبْنَآءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اِبْنَ اُمَّ۔ ماں کا جنا۔ ماں جایا بھائی۔ اِبْنَ مضاف اُمَّ مضاف الیہ۔

اَبْنَآءَنَا۔ ہمارے بیٹے۔ اَبْنَآءَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اَبْنَآءَهُمْ۔ ان کے بیٹے۔ اَبْنَآءَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَبْنَآءِ هِنَّ۔ ان عورتوں کے بیٹے۔ اَبْنَآءِ مضاف هِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ

اِبْنَتَ۔ بیٹی۔ اِبْنٌ کی مونث

اِبْنَتَیَّ۔ میری دو بیٹیاں۔ ی متکلم کی ہے اِبْنَتَیَّ اصل میں اِبْنَتَیْنِ تھا اِبْنَةٌ کا تثنیہ۔ یاء متکلم کی طرف اضافت کے سبب سے نون گر پڑا۔

اِبْنَكَ۔ تیرا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ

اُبْنُوْا۔ تم بناؤ۔ بِنَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِبْنَهٗ۔ اس کا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

اِبْنَهَا۔ اس عورت کا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف۔ هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ

اِبْنِیْ۔ میرا بیٹا۔ اِبْنَ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ

اِبْنَیْ اٰدَمَ۔ آدم کے دو بیٹے۔ نہ تو قرآنِ عظیم میں ان دونوں کے نام مذکور ہیں اور نہ حدیث شریف میں، البتہ توریت میں قاتل کا نام قابیل اور مقتول کا ہابیل لکھا ہے۔ قرآنِ عظیم میں سورہ مائدہ میں ان کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ صحیحین، مسند احمد، ترمذی، نسائی اور ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا میں جب بھی کوئی مظلوم قتل ہوتا ہے تو اس کے خون کا اتنا ہی گناہ آدم کے اس پہلے بیٹے پر ہوتا ہے کیونکہ وہی پہلا شخص ہے جس نے اس قتل کی راہ نکالی۔ مسند احمد، ابوداؤد، اور ترمذی میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

مروی ہے کہ فتنہ عہدِ عثمانی کے موقع پر انھوں نے بیان کیا، میں اس کی شہادت دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ عنقریب ایک فتنہ اٹھنے والا ہے جس میں بیٹھنے والا شخص کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا چلنے والے سے اور چلنے والا دوڑنے والے سے بہتر ہوگا میں نے عرض کیا کہ اس صورت میں آپ کی کیا رائے ہے جبکہ کوئی میرے گھر میں ہی آگھسے اور مجھے قتل کرنے کے لئے ہاتھ بڑھاوے تو آپ نے فرمایا کہ تم آدم کے بیٹے کی طرح بن جاؤ۔ ابن مردویہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے اور مسلم ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں کہ کن کخیر ابنی ادم (آدم کے دونوں بیٹوں میں سے بہتر بیٹے کی طرح بن جاؤ) ہے[1]

اَبَوْا۔ انھوں نے سختی سے انکار کیا۔ (ضرب۔ فتح) اِبَاءٌ سے جس کے معنی سختی سے انکار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اگر انکار میں سختی نہ ہو تو اِبا نہیں ہے۔ [illegible]

اَبْوَاب۔ دروازے۔ بَابٌ کی جمع ہے جس کے معنی دروازے کے ہیں [illegible]

اَبْوَابُهَا۔ اس کے دروازے اَبْوَابُ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ہے [illegible]

اَبَوَاهُ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَا اصل میں اَبَوَانِ تھا، اَبٌ کا تثنیہ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب کی طرف اضافت کے سبب ن گر گیا ہے [illegible]

اَبُوْكِ۔ تیرا باپ۔ اَبُوْ مضاف كِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مضاف الیہ ہے [illegible]

اَبُوْنَا۔ ہمارا باپ۔ اَبُوْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ہے [illegible]

اَبُوْهُمْ۔ ان کا باپ۔ اَبُوْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے [illegible]

اَبُوْهُمَا۔ ان دونوں کا باپ، اَبُوْ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ہے [illegible]

اَبَوَيْكَ۔ تیرے دونوں باپ دادا۔ اَبَوَيْ اصل میں اَبَوَيْنِ تھا۔ اَبٌ کا تثنیہ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن گر گیا ہے [illegible]

---

[1] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ج ا ص ۹۲

Marfat.com

اَبَوَيْكُمْ. تمہارے ماں باپ۔ اَبَوَیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۸

اَبَوَيْهِ۔ اس کے ماں باپ۔ اَبَوَیْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲ س۱۳

اَبٰى۔ اس نے سخت انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَبَوا) پ۱ پ۴ پ۱۵ پ۱۶

اَبِىْ میرا باپ۔ اَبٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ س۱۲ پ۱۹ پ۲۰

اَبْيَضُ۔ سفید۔ بَيَاضٌ سے جس کے معنی سفیدی کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ اَلْخَيْطُ الْاَبْيَضُ سے مراد سپیدۂ سحر ہے۔

اِبْيَضَّتْ۔ سفید ہوگئیں، دمکنے لگیں۔ اِبْيِضَاضٌ سے جس کے معنی سفید ہونے اور دمکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب حضرت یعقوب علیہ السلام کے قصہ میں آنکھوں کے سفید ہونے کے معنی ہیں اور دوسری جگہ چہروں کے دمکنے اور روشن ہونے کے پ۴ پ۱۳

اَبِيْكُمْ۔ تمہارا باپ سا اَبٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۲ س۱۳ پ۱۸

اَبِىْ لَهَبٍ۔ یہ عبدالعزیٰ بن عبدالمطلب کا لقب ہے اس کی کنیت ابو عتبہ ہے۔ ابولہب کے معنی ہیں "شعلہ کا باپ" چونکہ یہ خوبصورت تھا اور نہایت سرخ و سپید اس لئے قریش نے اس کو ابولہب کا خطاب دیا تھا جو بعد میں اسلام دشمنی کی وجہ سے ایہاماً اس کے جہنمی ہونے کی نشانی بن گیا۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حقیقی چچا تھا اور سردارانِ قریش میں شمار کیا جاتا تھا۔ لیکن کفر و شقاوت کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا بدترین مخالف اور اسلام کا سخت ترین دشمن تھا۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی قبیلہ کو تبلیغ فرماتے یہ بدبخت آپ پر پتھر پھینکتا کہ پائے مبارک لہولہان ہوجاتے اور لوگوں کو کہتا پھرتا کہ اس کی بات مت سنو یہ شخص تم سے لات و عزیٰ اور تمہارے دیوتاؤں کو چھڑانا چاہتا ہے، کبھی کہتا محمدؐ ہم سے ان چیزوں کا وعدہ کرتے ہیں جو مرنے کے بعد ملیں گی ہم کو تو وہ چیزیں ہوتی نظر نہیں آتیں۔ کبھی دونوں ہاتھوں سے خطاب کرکے کہتا تبًّا لکما ما اری فیکما شیئا مما یقول محمد (تم دونوں ٹوٹ جاؤ میں تو تمہارے اندر ان میں سے کوئی چیز نہیں دیکھتا جو محمدؐ بیان کرتے ہیں) صحیحین، مسند احمد اور ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جب آیت وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ نازل ہوئی تو رسالتمآب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے کوہ صفا پر چڑھ کر بنی فہر، بنی عدی قریش کے مختلف خاندانوں کو آواز دینی شروع کی اور لوگ جمع ہونے لگے یہاں تک کہ جو شخص نہ آ سکا اس نے کسی دوسرے شخص کو خبر لینے کے لئے بھیجا۔ غرض جب قریش جمع ہو گئے اور ان میں ابولہب بھی تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں تم کو یہ خبر دوں کہ ایک لشکر وادی میں پڑاؤ ڈالے تم کو لوٹنے کا ارادہ کر رہا ہے تو کیا تم میری تصدیق کرو گے سب نے کہا ہاں ہم نے آپ کو ہمیشہ سچا پایا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ یقیناً میں تم کو آخرت کے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں اس پر ابولہب برہم ہو کر بولا "تبالك سائر الايام الهذا جمعتنا" تو سدا برباد ہے کیا اسی لئے ہم کو جمع کیا تھا۔[1] غرض اس کی شقاوت و بدبختی حد کو پہنچ گئی تھی، جب اس کو عذاب سے ڈرایا جاتا تو کہتا کہ اگر واقعی یہ بات ہونے والی ہے تو میرے پاس مال اور اولاد بہت ہے ان کو فدیہ میں دے کر عذاب سے چھوٹ جاؤں گا۔ ہجرت کے بعد قریش کے جارحانہ ارادوں کا باعث ایک یہی تھا۔ سنہ ۲ھ میں مکہ میں غزوہ بدر سے سات روز بعد اس کے زہریلی قسم کا ایک دانہ نکلا۔ مرض لگ جانے کے خوف سے سب گھر والوں نے اسے الگ ڈال دیا اور وہیں پڑا پڑا مر گیا۔ تین روز تک اس کی لاش اسی جگہ پڑی سڑتی رہی۔ آخر کار اس کے ورثا کو شرم محسوس ہونے لگی تو حبشی مزدوروں سے اجرت پر اٹھوا کر اس کو گڑوایا انہوں نے گڑھا کھود کر ایک لکڑی سے اس کو اندر لڑھکا دیا اور اوپر سے پتھر بھر دیئے۔ اس طرح بصد رسوائی و ذلت وہ ناری جہنم کو سدھارا۔ سورۂ لہب میں ابولہب کی ہلاکت سے اس کی ذاتی ہلاکت مراد نہیں بلکہ اس کی قومی ہلاکت مراد ہے جو غزوۂ بدر کے بعد ہی واقع ہوئی، جس طرح دیگر انبیا علیہم السلام کے زمانے میں ہمیشہ ایک نافرمان اور سرکش ان کا مقابل رہا ہے اور جو اپنی گمراہی کے باعث پوری کی پوری قوم کی تباہی و بربادی کا سبب ہوا جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں نمرود، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں فرعون، اسی طرح اس امت محمدیہ کا نمرود یا فرعون ابولہب کو سمجھنا چاہیے اور قرآن عظیم نے اسی حیثیت سے تمام عمائد قریش کو چھوڑ کر صرف اسی کا نام لیا

أَبَيْنَ۔ انہوں نے انکار کیا۔ اِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۶۰ طبع مصر

Marfat.com

جمع مؤنث غائب پ۲۲

اُبَیِّنُ۔ میں بیان کروں۔ تَبْیِیْنٌ سے جس کے معنی بیان کرنے اور ظاہر کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۵ پ۱۲

اَبِیْنَا۔ ہمارا باپ۔ اَبٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ۱۲

اَبِیْہِ۔ اس کا باپ۔ اَبٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲ پ۷ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۳ پ۲۵ پ۲۸ پ۳۰

اَبِیْهِمْ۔ ان کا باپ۔ اَبٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۳

فصل التاء المثناة

اٰتِ۔ تو دے۔ اِیْتَاءٌ سے جس کے معنی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۵ پ۲۱

اٰتٍ۔ آنے والا۔ اِتْیَانٌ سے جس کے معنی آنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۸ پ۱۳

- - - - - - - - - - - -

اِتِّبَاعٌ تابعداری کرنا حکم ماننا پیروی کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ پ

اَتَّبِعُ۔ میں پیروی کرتا ہوں، اتباع کرتا ہوں اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۸ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۶ پ۲۲

اِتَّبَعَ۔ اس نے پیروی کی اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ پ۵ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۲ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۶

اِتَّبِعْ۔ تو پیروی کر۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۶ پ۱۱ پ۱۶ پ۲۱ پ۲۹

اَتْبَعَ۔ وہ پیچھے پڑ گیا۔ اِتْبَاعٌ سے جس کے معنی پیچھے لگ جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۶

اِتَّبَعْتُ۔ میں نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲

اِتَّبَعْتَ۔ تو نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۱۳

اِتَّبَعْتُمْ۔ تم نے پیروی کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸ پ۹

اِتَّبَعْتَنِیْ۔ تو نے میری اتباع کی۔ اِتَّبَعْتَ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْتَ) پ۱۶

اَتْبَعَهُمْ۔ اس نے ان کی پیروی کی اَتْبَعَ اِتْبَاعٌ

Marfat.com

سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۷/۴

اَتَّبِعُكَ۔ میں تیری پیروی کروں۔ اَتَّبِعُ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ) ۱۵/۱۱

اِتَّبَعَكَ۔ اس نے تیری پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) ۸/۴ ۱۳/۳ ۱۴/۳ ۱۹/۱۰، ۱۵

اِتَّبَعَكُمَا۔ اس نے تم دونوں کی پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) ۲۰/۷

اِتَّبَعْنَا۔ ہم نے پیروی کی، ہم نے تابعداری کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۱/۱۲

اَتْبَعْنَا۔ ہم نے پیچھے لگا دیا۔ اِتْبَاعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۱۸/۳

اِتَّبَعْنٰكُمْ۔ ہم تمہاری پیروی کرتے۔ اِتَّبَعْنَا۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعْنَا) ۸/۴

اَتْبَعْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کے پیچھے لگا دیا۔ اَتْبَعْنَا ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعْنَا) ۶/۲

اِتَّبَعَنِیْ۔ اس نے میری پیروی کی۔ اِتَّبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبَعَ) ۳/۱۰ ۶/۱۳

اِتَّبِعْنِیْ۔ تو میری پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) ۱۶/۶

اِتَّبَعُوْا۔ انھوں نے اتباع کی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱/۱۲ ۲/۴ ۴/۹ ۵/۹ ۸/۱۵ ۱۶/۷ ۱۴/۶ ۲۶/۵، ۹، ۱۰ ۲۷/۸ ۲۹/۱۰

اُتُّبِعُوْا۔ ان کی پیروی کی گئی۔ اِتِّبَاعٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲/۴

اِتَّبِعُوْا۔ تم پیروی کرو۔ اِتِّبَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۴ ۲/۴ ۴/۸ ۸/۱۴ ۲۰/۱۲ ۲۱/۱۲ ۲۳/۱۹

اُتْبِعُوْا۔ ان کے پیچھے لگا دیا گیا۔ اِتْبَاعٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲/۵، ۱۰

اِتَّبَعُوْكَ۔ انھوں نے تیری اتباع کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتَّبَعُوْا) ۴/۱۴ ۱۰/۱۲

اِتَّبِعُوْنِیْ۔ تم میری اتباع کرو۔ اِتَّبِعُوْا امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) ۳/۱۲ ۱۶/۱۴ ۲۴/۱۰ ۲۵/۱۲

اِتَّبَعُوْهُ۔ انھوں نے اس کی پیروی کی اِتَّبَعُوْا۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اتَّبَعُوْا) ۲/۵ ۱۱/۳ ۲۲/۸ ۲۷/۲۰

اِتَّبِعُوْهُ۔ تم اس کی پیروی کرو۔ اِتَّبِعُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِتَّبِعُوْا) ۸/۶،۷،۶ ۹/۱۰

اِتَّبَعُوْهُمْ۔ انھوں نے ان کی پیروی کی۔ اِتَّبَعُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۱/۲

اَتْبَعُوْهُمْ وہ ان کے پیچھے پڑے۔ اَتْبَعُوْا اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۹/۸

اَتْبَعَهٗ۔ وہ اس کے پیچھے لگا اَتْبَعَ۔ اِتْبَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) ۹/۱۲ ۱۴/۲ ۲۳/۵

اَتَّبِعُهٗ۔ میں اس کی پیروی کروں۔ اَتَّبِعُ اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَّبِعُ) ۲۰/۸

اِتَّبِعْهَا تو اس کی پیروی کر۔ اِتَّبِعْ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ ملاحظہ ہو اِتَّبِعْ) ۲۵/۱۸

اَتْبَعَهُمْ۔ ان کے پیچھے ہولیا۔ اَتْبَعَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتْبَعَ) ۱۱/۱۴ ۱۶/۱۳

اَتَتْ۔ وہ لائی۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳/۴ ۱۳/۱۴ ۱۶/۱۰

اَتَتْ۔ وہ آئی۔ (ضَرَبَ) اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۶/۵ ۲۷/۱

اَتَتْكَ۔ تیرے پاس آئی۔ اَتَتْ صیغہ ماضی اور كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۶/۱۴

اَتَتْكُمْ۔ تمہارے پاس آئی۔ كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲/۸

اَتَتْهُمْ۔ ان کے پاس آئی۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱۰/۱۵

اِتِّخَاذٌ۔ اختیار کرنا۔ پسند کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے ۱/۴

اَتَّخِذُ۔ میں بناؤں، اختیار کروں۔ اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۸/۷ ۱۹/۱

اِتَّخَذَ۔ اس نے اختیار کیا۔ پسند کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱/۱۴ ۵/۱۵ ۹/۸ ۱۱/۱۲ ۱۴/۴ ۱۵/۱،۹،۱۳ ۱۵/۲۱ ۱۶/۸،۹ ۱۷/۲ ۱۸/۵ ۱۹/۲ ۲۵/۸،۹،۱۰،۱۱،۱۶ ۲۹/۱۱،۲۰ ۳۰/۲

ءَ اَتَّخِذُ۔ بھلا میں اختیار کروں۔ ہمزہ استفہام انکاری کی (ملاحظہ ہو اور اَتَّخِذُ) ۲۳/۱

Marfat.com

اِتَّخَذْتُ۔ میں نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۱ ع ۹

اِتَّخَذْتَ۔ تو نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱ ع ۶ پ ۹ ع ۶

اِتَّخَذَتْ۔ اس عورت نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ ۱ ع ۵ پ ۲۰ ع ۱۶

اِتَّخَذْتُمْ۔ تم نے اختیار کیا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ ع ۲ و ۹ و ۱۱ پ ۱۳ ع ۱ پ ۱۰ ع ۱۵ پ ۲۵ ع ۲۰

اِتَّخَذْتُمُوْهُ۔ تم نے اس کو ٹھیرایا۔ اِتَّخَذْتُمُوْا اصل میں اِتَّخَذْتُمْ تھا ضمیر کے اتصال کی بنا پر واو جمع لایا گیا۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲ ع ۸

اِتَّخَذْتُمُوْهُمْ۔ تم نے ان کو ٹھیرایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۸ ع ۹

اَتَّخِذَنَّ۔ میں ضرور ٹھیراؤں گا۔ اختیار کرونگا اِتِّخَاذٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۵ ع ۱۵

اِتَّخَذْنٰهُ۔ ہم اس کو ٹھیراتے۔ اِتَّخَذْنَا۔ اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷ ع ۲

اَتَّخَذْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو ٹھیرایا۔ اَتَّخَذْنَا صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۲۳ ع ۱۲

اِتَّخَذُوْا۔ انھوں نے ٹھیرالیا۔ انھوں نے اختیار کرلیا اِتِّخَاذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱ ع ۲ و ۱۵ پ ۷ ع ۱۴ پ ۸ ع ۱۰ و ۱۲ پ ۹ ع ۱۱ پ ۱۰ ع ۲ پ ۱۵ ع ۱۲ و ۲۸ پ ۱۶ ع ۳ و ۸ پ ۱۷ ع ۲ پ ۱۸ ع ۱۶ پ ۱۹ ع ۱ پ ۲۰ ع ۱۶ پ ۲۳ ع ۴ و ۱۵ پ ۲۴ ع ۲ پ ۲۵ ع ۲ و ۱۷ پ ۲۶ ع ۴ پ ۲۸ ع ۳ و ۱۴

اِتَّخِذُوْا۔ تم اختیار کرو۔ تم ٹھیراؤ۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ ع ۱۵

اِتَّخَذُوْكَ۔ انھوں نے تجھ کو اختیار کرلیا۔ اِتَّخَذُوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۵ ع ۸

اِتَّخِذُوْنِيْ۔ تم مجھے ٹھیراؤ۔ اِتَّخِذُوْا امر حاضر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۶ ع ۶

اِتَّخَذُوْهُ۔ انھوں نے اس کو اختیار کیا۔ اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۹ ع ۸

اِتَّخِذُوْهُ۔ تم بنالو اس کو۔ اِتَّخِذُوْا صیغہ امر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۲ ع ۱۳

اِتَّخَذُوْهَا۔ انھوں نے ٹھیرالیا ہے اس کو اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۶ ع ۱۳

اِتَّخَذُوْهُمْ۔ انھوں نے ٹھیرالیا ہے ان کو اِتَّخَذُوْا صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۸ ع ۱۵

اِتَّخِذْهُ۔ تو بنالے اس کو۔ اِتَّخِذْ۔ اِتِّخَاذٌ امر کا صیغہ

Marfat.com

واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۱/۱۲

اِتَّخَذَهَا۔ اس نے ٹھیرالیا ہے اس کو۔ اِتَّخَذَ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اِتَّخَذَ) پ ۵/۱۶

اِتَّخِذِیْ۔ تو بنالے۔ اِتِّخَاذٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۴/۱۵

اَتْرَابٌ۔ ہم سن عورتیں۔ تِرْبٌ کی جمع پ ۲۳/۱۲ اَتْرَابًا پ ۲۷/۱۴ پ ۳۰/۲

اُتْرِفْتُمْ۔ تمہیں عیش دیا گیا، تم نازو نعمت میں پالے گئے۔ اِتْرَافٌ سے، جس کے معنی عیش و آرام عطا کرنے اور نازو نعمت میں پرورش کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۷/۲

اَتْرَفْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آرام دیا۔ اَتْرَفْنَا اِتْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۸/۲

اُتْرِفُوْا وہ آرام دئے گئے۔ اِتْرَافٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۲/۱۰

اُتْرُكْ۔ تو چھوڑ۔ (نَصَرَ) تَرْكٌ سے جس کے معنی چھوڑنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۵/۱۴

اِتَّسَقَ۔ وہ پورا ہوا، مکمل ہوا۔ اِتِّسَاقٌ سے جس کے معنی پورا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱ قمر کے اتساق کے معنی نور سے بھرنے کے ہیں پ ۳۰/۹

اِتَّقِ۔ تو ڈر۔ اِتِّقَاءٌ سے جس کے معنی اللہ سے ڈرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲/۹ پ ۲۱/۱۷ پ ۲۲/۲

اَتْقَنَ۔ اس نے درست کیا، مضبوط کیا۔ اِتْقَانٌ سے جس کے معنی درست و استوار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۰/۲

اِتَّقَوْا۔ وہ ڈرے۔ انھوں نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱/۱۲ پ ۱/۱۰ پ ۳/۱۰ پ ۴/۲ پ ۶/۲ پ ۹/۲، ۱۳ پ ۱۲/۲، ۵، ۹ پ ۱۴/۲۲ پ ۱۴/۸ پ ۱۳/۱۹ پ ۲۳/۲، ۵

اِتَّقُوْا۔ تم ڈرو۔ پرہیزگاری اختیار کرو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۲، ۹، ۱۵ پ ۲/۸، ۹، ۱۲، ۱۳، ۱۴ پ ۳/۲، ۶ پ ۳/۶، ۱۲ پ ۴/۲، ۳، ۱۰، ۱۱، ۱۲ پ ۵/۱۹ پ ۶/۵، ۹، ۱۰، ۱۲ پ ۶/۳، ۴، ۵ پ ۶/۶ پ ۷/۵، ۱۵، ۱۶ پ ۱۰/۶ پ ۱۱/۴ پ ۱۲/۷ پ ۱۴/۵ پ ۱۵/۲ پ ۱۹/۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ پ ۲۱/۱۲ پ ۲۲/۹ پ ۲۳/۲ پ ۲۴/۱۲ پ ۲۶/۱۲، ۱۳ پ ۲۷/۲۰ پ ۲۸/۲، ۳، ۹، ۱۵، ۱۶، ۱۸

اِتَّقُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے پ ۱/۵ پ ۲/۹ پ ۷/۱۴ پ ۱۸/۲ پ ۲۳/۱۶

اِتَّقُوْهُ۔ اس سے ڈرو۔ اِتَّقُوْا صیغہ امر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۷/۱۴ پ ۱۶/۱۲ پ ۲۱/۶ پ ۲۹/۹

اِتَّقٰى۔ وہ ڈرا، اس نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے

Marfat.com

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ۸/۹ ۔ ۱۹
۵/۸ ۔ ۶/۱۱ ۔ ۷/۹ ۔ ۲۰/۱۴

اَتْقٰی۔ بڑا ڈرنے والا۔ بڑا پرہیزگار۔ وَقْیٌ سے جس کے معنی بچنے اور پرہیز کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ اصل میں اَوْقٰی تھا واو کو تا سے بدل لیا گیا ہے ۲۰/۱۴

اِتَّقَيْتُنَّ۔ تم سب عورتیں ڈریں۔ تم نے پرہیزگاری اختیار کی۔ اِتِّقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ۲۲/۱

اَتْقٰکُمْ۔ تم میں سب سے زیادہ پرہیزگار۔ اَتْقٰی سے افعل التفضیل کا صیغہ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۲۶/۱۴

اِتَّقِيْنَ۔ تم سب عورتیں ڈرتی رہو۔ پرہیزگاری رہو۔ اِتِّقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ۲۲/۳

اُتْلُ۔ تو پڑھ۔ تلاوت کر۔ تِلَاوَۃٌ سے جس کے معنے پڑھنے اور معنی میں تدبر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۸/۹ ۔ ۵/۹ ۔ ۶/۱۲ ۔ ۱۵/۱۴ ۔ ۱۹/۶ ۔ ۲۱/۲

اَتْلُوْا۔ میں پڑھتا ہوں۔ تِلَاوَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۳/۲ ۔ ۲۰/۲

اُتْلُوْهَا۔ تم اس کو پڑھو۔ تِلَاوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۴/۱

اُتِمُّ۔ میں تمام کردوں۔ پورا کردوں۔ اِتْمَامٌ سے جس کے معنی پورا کردینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۲/۲

اِئْتَمِرُوْا۔ تم سکھاؤ۔ مشورہ دو۔ حکم منواؤ۔ اِئْتِمَارٌ سے جس کے معنی حکم قبول کرنے اور مشورہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۸/۱۹

اَتْمِمْ۔ تو پورا کردے۔ اِتْمَامٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۸/۱۷

اَتْمَمْتُ۔ میں نے پورا کیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۶/۵

اَتْمَمْتَ۔ تو نے پورا کردیا۔ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۰/۳

اَتْمَمْنٰهَا۔ ہم نے اس کو پورا کردیا۔ اَتْمَمْنَا اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۹/۲

اَتِمُّوْا۔ تم پورا کرو۔ اِتْمَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۸/۲ ۔ ۱۰/۴

اَتَمَّهَا۔ اس کو پورا کیا۔ اَتَمَّ اِتْمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۱۴/۱۱

اَتَمَّهُنَّ۔ ان کو پورا کیا۔ اَتَمَّ صیغہ ماضی ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ۱۵/۱

اٰتِنَا۔ ہم کو عطا فرما۔ ہم کو دے۔ اٰتِ صیغہ امر نَا ضمیر

جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰت) ۹ ۱۱ ۱۹ ۱۲/۳ ۱۵/۲۶ ۳

اٰتُوْا۔ تم دو۔ اِیْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱/۲ و ۵ و ۱۰ و ۱۲ ۲/۸ ۴/۱ و ۱۲ ۵/۸ ۹/۴ ۱۱/۹ ۲/۲ ۱۶/۵ و ۱۶ ۱۸/۱۲ ۲۰/۸ ۲۲/۹ ۲۵/۵ ۲۸/۲ ۲۹/۱۲

اٰتَوْا۔ انھوں نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۲ ۱/۵ و ۸ ۱۶/۱۲ ۱۸/۴

اَتَوْا۔ وہ لائے۔ وہ آئے۔ وہ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۱۰ ۹/۹ ۱۹/۲ و ۱۶

اِئْتُوْا تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۹/۱۲

اَتُوْبُ۔ میں توبہ قبول کرتا ہوں (نَصَرَ) تَوْبَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ توبہ کی نسبت فاعل، جب اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو توبہ قبول کرنے کے معنی ہوتے ہیں چنانچہ اس جگہ یہی معنی مراد ہیں ۲

اَتَوْکَ۔ وہ تیرے پاس آئے۔ اَتَوْا ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۰/۱۸

اَتَوَکَّؤُ۔ میں ٹیک لگاتا ہوں۔ تَوَکُّؤٌ سے جس کے معنی ٹیک لگانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۰/۱۶

اٰتُوْنَا۔ تم ہمارے پاس لاؤ۔ اٰتُوْا صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم ۱۳/۱۳

اٰتُوْنِیْ۔ تم میرے پاس لاؤ۔ اٰتُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۳/۱۲ ۱۳/۴ ۱۹/۱۶

اٰتَوْہُ۔ انھوں نے اس کو دیا۔ اٰتَوْا صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲/۲

اَتَوْہُ وہ سب اس کے پاس آئے۔ اَتَوْا صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۰/۲

اَتَوْھَا۔ وہ اس کو مان لیتے۔ وہ اس کو لا ڈالتے۔ اَتَوْا صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب ۲۱/۱۸

اٰتُوْھُمْ تم ان کو دو۔ اٰتُوْا صیغہ امر۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۴/۲ ۱۸/۱ ۲۸/۸

اٰتُوْھُنَّ تم ان عورتوں کو دو۔ اٰتُوْا۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ۴/۱۲ ۵/۱ ۲۸/۱۶

اٰتِھِمْ۔ تو ان کو دے۔ اٰتِ اِیْتَاءٌ سے صیغہ امر۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰت) ۸/۱۱ ۲۲/۵

اٰتٰی۔ اس نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲/۲ ۴/۴

اٰتِیْ۔ آنے والا۔ اِتْیَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ جب اس کا تعدیہ باء کے ذریعہ ہو تو معنی لانے والے کے ہوں گے ۴/۲

Marfat.com

أَتَىٰ۔ وہ آیا۔ وہ آپہنچا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۴/۱۰ پ۱۴/۱۲ پ۱۹/۲ پ۲۷/۱۴ پ۲۹/۱۹

أَتَيَا۔ وہ دونوں آئے۔ پہنچے۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۱۶

اِئْتِيَا۔ تم دونوں آؤ۔ تم دونوں پہنچو۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ۱۹/۲ پ۲۴/۱۶

اِئْتِيَاهُ۔ تم دونوں اس کے پاس پہنچو۔ اِئْتِيَا صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۶/۱۱

آتَيْتَ۔ تو نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۱/۱۲ پ۲۲/۲۔

أَتَيْتَ۔ تو لایا۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر جب اس کا تعدیہ با کے ذریعہ ہو تو لانے کے معنی آتے ہیں پ۲

آتَيْتُكَ۔ میں نے تجھ کو دیا۔ آتَيْتُ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۹

آتَيْتُكُمْ۔ میں نے تم کو دیا۔ آتَيْتُ صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۳

آتَيْتُمْ۔ تم نے دیا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲ پ۴/۱۲ پ۲۱

آتَيْتُمُوهُنَّ تم نے ان عورتوں کو دیا۔ آتَيْتُمْ صیغہ ماضی هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ۲ پ۴/۱۲ پ۵/۱۴ پ۶/۵ پ۲۸

آتَيْتَنَا۔ تو نے ہم کو دیا۔ آتَيْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو آتَيْتَ) پ۱۱/۱۴

آتَيْتَنِي۔ تو نے مجھ کو دیا۔ آتَيْتَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر متکلم (ملاحظہ ہو آتَيْتَ) پ۱۳/۵

آتَيْتَهُنَّ۔ تو نے ان عورتوں کو دیا آتَيْتَ صیغہ ماضی هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب (ملاحظہ ہو آتَيْتَ) پ۲۲/۳

آتَاكَ۔ اس نے تجھ کو دیا۔ آتَىٰ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو آتَىٰ) پ۲۰/۱۱

آتِيكَ۔ میں تیرے پاس لائے دیتا ہوں۔ آتِي صیغہ اسم فاعل كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو آتِي) پ۱۹/۱۸

أَتَاكَ۔ وہ تیرے پاس آیا۔ أَتَىٰ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو أَتَىٰ) پ۱۶ پ۱۱/۲۲ پ۲۶/۱۹ پ۳۰/۱۳,۱۰,۳

آتَاكُمْ۔ اس نے تم کو دیا۔ آتَىٰ صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو آتَىٰ) پ۶/۱۱,۸ پ۹/۷ پ۱۳/۱۶ پ۲۰/۱۰ پ۱۹/۱۸ پ۲۶/۱۹ پ۲۸

آتِيكُمْ۔ میں تمہارے پاس لاتا ہوں۔ آتِي صیغہ اسم فاعل كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو آتِي) پ۶/۱۰ پ۱۹/۷ پ۹/۱۹ پ۲۰ پ۲۵/۱۱

آتٰکُمْ وہ تمہارے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَتٰی) پ۱۱ پ۱۱

اٰتِیْنَ۔ تم دو۔ اِیْتَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر پ۲۲

اَتَیْنَ۔ وہ آئیں۔ وہ کریں۔ اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ۴

اَتَیْنَا۔ ہم آئے۔ ہم لے آئے اِتْیَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ اس کا تعدیہ جب باء کے ذریعہ ہو تو معنے لے آنے اور پہنچا دینے کے ہوں گے پ۸ پ۱۷

اٰتَیْنَا ہم نے دیا۔ ہم نے بخشا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی صیغہ جمع متکلم پ۱ پ۲ پ۵ پ۷ پ۹ پ۱۰ پ۱۵ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۸ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۶ پ۲۷

اٰتٰنَا اس نے ہم کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اٰتٰی) پ۶

اَتٰنَا۔ وہ ہمارے پاس آپہنچا۔ اَتٰی صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَتٰی) پ۲

اٰتَیْنٰکَ۔ ہم نے تجھ کو دیا۔ اٰتَیْنَا صیغہ ماضی۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۴ پ۳۰

اَتَیْنٰکَ ہم تیرے پاس لائے ہیں۔ اَتَیْنَا صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۶

اٰتَیْنٰکُمْ ہم نے تم کو دیا۔ اٰتَیْنَا صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱ پ۹

اٰتَیْنٰهُ۔ ہم نے اس کو دیا۔ اٰتَیْنَا صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳ پ۷ پ۹ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۹ پ۱۶ پ۱۷ پ۲۱ پ۲۳ پ۲۴

اٰتَیْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو دیا۔ اٰتَیْنَا صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۱۱ پ۱۴ پ۱۴ پ۲۰ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷

اَتَیْنٰهُمْ ہم نے ان کو پہنچا دیا۔ اَتَیْنَا صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتَیْنَا) پ۱۸

اٰتِیَنَّهُمْ میں ان پر ضرور آؤں گا۔ اٰتِیَنَّ اِتْیَانٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۸

اٰتَیْنٰهُمَا ہم نے ان دونوں کو دی اٰتَیْنَا اِیْتَاءٌ سے صیغہ ماضی ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۲۳

اٰتٰنِیْ۔ اس نے مجھ کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم (ملاحظہ ہو اٰتٰی) پ۱۲ پ۱۳ پ۱۹

اٰتِیَةٌ آنے والی۔ اِتْیَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث پ۱۴ پ۱۶ پ۲۴

Marfat.com

اٰتِیْہِ۔ اس کے پاس آنے والا۔ اٰتِی مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

اٰتٰـہُ۔ اس کو دیا۔ اٰتٰی۔ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) [illegible]

اٰتٰـھَا۔ اس کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) [illegible]

اَتٰـھَا۔ اس کو پہنچا۔ اس کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی) [illegible]

اٰتٰـھُمْ۔ ان کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) [illegible]

اَتٰـھُمْ۔ ان کو پہنچا۔ ان کے پاس آیا۔ اَتٰی صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَتٰی) [illegible]

اٰتِیْھِمْ۔ ان پر آنے والا ہے۔ اٰتِیْ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَتٰی) [illegible]

اٰتٰـھُمَا۔ ان دونوں کو دیا۔ اٰتٰی صیغہ ماضی ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب (ملاحظہ ہو اٰتٰی) [illegible]

فصل الثاء المثلثة

اَثَابَکُمْ۔ اس نے تم کو عوض میں پہنچایا۔ اَثَابَ اِثَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر اِثَابَۃٌ کے معنی عمل کی جزا دینے کے ہیں خواہ وہ انعام ہو یا سزا۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں [illegible]

اَثَابَھُمْ۔ ان کو بدلہ دیا۔ انعام دیا۔ اَثَابَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں اثابۃ ثواب اور انعام دینے کے معنی میں مستعمل ہوا ہے [illegible]

اَثَاثًا۔ گھر کا ساز و سامان، مال و اسباب۔ اس کا واحد نہیں آتا [illegible]

اٰثَار۔ نشانیاں۔ علامتیں۔ اَثَرٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَثَرٌ) [illegible] اٰثَارًا [illegible]

اَثَارُوْا۔ انہوں نے جوتا۔ اِثَارَۃٌ سے جس کے معنی جوتنے اور کھیتی کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اٰثَارِھِمْ۔ ان کے نشانات۔ ان کے نشانات قدم، ان کے پیچھے پیچھے۔ اٰثَارِ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اٰثَارِھِمَا۔ ان دونوں کے نشانات قدم۔ اٰثَارِ مضاف ھِمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اِثَّاقَلْتُمْ۔ تم بوجھ سے جھکے۔ تَثَاقُلٌ سے جس کے معنی گراں بار اور بوجھل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ

Marfat.com

جمع مذکر حاضر۔ اشیاء کو کبھی تو ہلکے اور بھاری ہونے کے اعتبار سے ثقیل کہا جاتا ہے اور کبھی جن اجسام کا رخ اوپر کی طرف ہوتا ہے ان کو خفیف (ہلکا) کہتے ہیں۔ جیسے آگ اور ہوا، جو نیچے کی طرف مائل ہوتے ہیں ان کو ثقیل کہا جاتا ہے جیسے پانی اور پتھر۔ یہاں دوسرے معنی ہی کے اعتبار سے بوجھ سے جھکے جانے کے معنی مراد ہیں۔ پ ۱۰

اَثَامًا۔ گناہ۔ مجازاً عذاب کو بھی کہتے ہیں۔ عکرمہ اور مجاہد کا بیان ہے کہ اثام جہنم کی ایک وادی کا نام ہے۔[1] ابن جریر، ابن المنذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے بھی یہی نقل کیا ہے۔[2] پ ۱۹

اُثْبُتُوْا۔ تم ثابت قدم رہو۔ (نصر) ثبات سے جس کے معنی ثابت قدم رہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰

اَثْخَنْتُمُوْهُمْ۔ تم ان کو خوب قتل کر چکے۔ اَثْخَنْتُمْ اِثْخَانٌ سے جس کے معنی دشمن کو خوب اچھی طرح قتل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۶

اٰثَرَ۔ اس نے پسند کیا، بہتر سمجھا۔ اِیْثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو دوسری چیز پر ترجیح دینے اور پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳۰

اَثَرٌ۔ اس کے حقیقی معنی تو نشان اور علامت کے ہیں مجازاً نشان قدم کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے پ ۱۵ پ ۲۶

اٰثَرَكَ۔ تجھ کو پسند کر لیا۔ اٰثَرَ ماضی کا صیغہ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۳

اَثَرْنَ۔ انہوں نے اٹھایا۔ اثار (ضرب نصر) اِثَارَةٌ کی جس کے معنی برانگیختہ کرنے اور غبار اٹھانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ ۳۰

اَثٰرَةٍ۔ وہ روایت یا تحریر جس کا اثر باقی رہ گیا ہو پ ۲۶

اَثَرِیْ۔ میرے نشانِ قدم۔ میرے پیچھے۔ اَثَرِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۶

اَثْقَالٌ۔ بوجھ۔ یہاں گناہ کے بوجھ مراد ہیں۔ ثِقْلٌ کی جمع ہے جس کے معنی بوجھ اور گھر کے مال و اسباب کے ہیں پ ۱۴

اَثْقَالَكُمْ۔ تمہارے بوجھ۔ اَثْقَالَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اَثْقَالَهَا۔ اس کے بوجھ۔ یہاں دفینے اور خزانے مراد ہیں۔ اَثْقَالَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۳۰

اَثْقَالَهُمْ۔ ان کے بوجھ مراد گناہ۔ اَثْقَالَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۸۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔ [2] ایضاً ص ۸۸۔

Marfat.com

غائب. مضاف الیہ ہے۔

اَثْقَلَتْ۔ وہ بوجھل ہوئی یعنی حمل میں پورے دنوں سے ہوئی۔ اِثْقَالٌ سے جس کے معنی گرانبار اور بوجھل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے۔

اَثْلٍ۔ جھاؤ کا درخت۔ اس کی جمع اَثَلَاتٌ. اَثَالٌ اُثُوْلٌ آتی ہے۔

اٰثِمٌ۔ گنہگار۔ اَثْمٌ جس کے معنی گناہ کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ اٰثِمًا ہے۔

اِثْمٌ۔ گناہ۔ جمع اٰثَامٌ ہے۔ اِثْمًا ہے۔

اَثْمَرَ۔ وہ بار آور ہوا۔ وہ پھل لایا۔ اِثْمَارٌ سے جس کے معنی بار آور ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

اِثْمِكَ۔ تیرا گناہ۔ اِثْمِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ہے۔

اِثْمُهٗ۔ اس کا گناہ۔ اِثْمُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اِثْمُهُمَا۔ ان دونوں کا گناہ۔ اِثْمُ مضاف۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔

اِثْمِیْ۔ میرا گناہ۔ اِثْمِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ہے۔

اٰثِمِیْنَ۔ بہت سے گنہگار۔ اٰثِمٌ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ۔ جمع مذکر ہے۔

اِثْنَا عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَا عَشَرَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَیْ عَشَرَ ہے۔

اِثْنَانِ۔ دو۔ تثنیہ مذکر کے لئے آتا ہے بحالت رفع اِثْنَانِ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَیْنِ ہے۔

اِثْنَتَا عَشْرَةَ۔ بارہ۔ مونث کے لئے آتا ہے۔ بحالت رفع اِثْنَتَا عَشْرَةَ ہوگا اور بحالت نصب و جر اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ ہے۔

اِثْنَتَیْ عَشْرَةَ۔ بارہ۔ ہے۔

اِثْنَتَیْنِ۔ دو۔ تثنیہ مونث کے لئے آتا ہے۔

اِثْنَیْ عَشَرَ۔ بارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے۔

اِثْنَیْنِ۔ دو۔

اَثِیْمٍ۔ گنہگار۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے۔ اَثِیْمًا ہے۔

فصل الجیم المعجمہ

اُجَاجٌ۔ کڑوا پانی۔ کھاری پانی ہے۔ اُجَاجًا ہے۔

اَجَآءَهَا۔ اس کو لے کر آیا۔ اَجَآءَ اِجَآءَةٌ سے۔

Marfat.com

جس کے معنی بلانے اور لانے پر مجبور کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب

اُجِبْتُمْ۔ تمہیں جواب دیا گیا۔ اِجَابَۃٌ سے جس کے معنی جواب دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَجَبْتُمْ۔ تم نے جواب دیا۔ اِجَابَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِجْتَبَیْتَهَا۔ تو نے اس کو چھانٹ لیا۔ اِجْتَبَیْتَ اِجْتِبَاءٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور انتخاب کر لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر اور ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

اِجْتَبٰکُمْ اس نے تم کو پسند کیا۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اِجْتَبَیْنَا ہم نے پسند کیا۔ اِجْتِبَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم

اِجْتَبَیْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو پسند کیا۔ هُمْ ضمیر جمع متکلم

اِجْتَبٰهُ۔ اس کو پسند کیا۔ اِجْتَبٰی اِجْتِبَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہُ ضمیر واحد مذکر غائب

اُجْتُثَّتْ۔ اس کو اکھاڑا گیا۔ اِجْتِثَاثٌ سے جس کے معنی جڑ سے اکھاڑنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

اِجْتَرَحُوْا۔ انہوں نے گناہ کمایا۔ اِجْتِرَاحٌ سے جس کے معنی گناہ کمانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِجْتَمَعَتْ۔ وہ جمع ہوئی۔ اِجْتِمَاعٌ سے جس کے معنی جمع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

اِجْتَمَعُوْا۔ وہ سب جمع ہوئے۔ اِجْتِمَاعٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِجْتَنِبُوْا۔ تم پرہیز کرو۔ تم بچو۔ اِجْتِنَابٌ سے جس کے معنی پرہیز کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اِجْتَنَبُوْا۔ وہ بچے۔ انہوں نے پرہیز کیا۔ اِجْتِنَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اِجْتَنِبُوْهُ۔ تم اس سے بچے رہو۔ اِجْتَنِبُوْا صیغہ امر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب

اَجِدُ۔ میں پاتا ہوں یا پاؤں گا۔ (ضَرَبَ۔ حَسِبَ)۔ وُجُوْدٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اَجْدَاثٌ۔ قبریں۔ جَدَثٌ کی جمع جس کے معنی

قبر کے ہیں پ۲۳/۳ پ۲۴/۸ پ۲۹/۹

اَجْدَرُ زیادہ لائق۔ زیادہ سزاوار۔ جَدَارَۃٌ سے جس کے معنی کسی کام کے لائق اور اہل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۱

اَجِدَنَّ میں ضرور پاؤں گا۔ وُجُوْدٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵/۱۶

اَجْرٌ ۔ مزدوری۔ ثواب مہر۔ بدلہ۔ اُجُوْرٌ جمع۔ پ۲/۱۱و۱۵و۱۸

پ۹/۹ پ۹/۱۱و۱۸ پ۹/۹ پ۱۲/۴ پ۱۲/۲و۱۰ پ۱۳/۱و۴و۵ پ۱۳/۱۲ پ۱۵/۱۹ پ۱۶/۲

پ۲۰/۲و۶ پ۲۱/۲ پ۲۲/۱۲و۱۸ پ۲۲/۱۴ پ۲۲/۵و۱۵ پ۲۶/۱۲ پ۲۷/۱۶ پ۲۸/۱۹ پ۲۹/۱

پ۳۰/۲و۶ ۔ اَجْرًا۔ پ۴/۳و۶و۱۲و۱۳و۱۸ پ۵/۴ پ۶/۱۹ پ۹/۴

پ۱۲/۵ پ۱۵/۱و۱۲ پ۱۶/۱ پ۱۸/۷ پ۲۱/۲۰ پ۲۲/۲و۴و۱۹ پ۲۵/۴ پ۲۶/۹و۱۰و۱۲

پ۲۸/۴ پ۲۸/۱۶ پ۲۹/۲و۴و۱۲

اِجْرَامِیْ ۔ میرا جرم کرنا۔ اِجْرَامٌ بروزن اِفْعَالٌ بمعنی جرم کرنا مصدر ہے۔ اِجْرَامٌ۔ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۲/۴

اَجْرَمْنَا ۔ ہم نے جرم کیا۔ ہم نے گناہ کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۴/۴

اَجْرَمُوْا ۔ انہوں نے جرم کیا۔ اِجْرَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۸/۳ پ۸/۱۵ پ۸/۲۳

اَجْرُہٗ ۔ اس کا ثواب۔ اس کا بدلہ۔ اَجْرٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۱۴ پ۱۱/۱۰ پ۱۱/۵ پ۲۵/۵

اَجِرْہُ ۔ اس کو پناہ دے۔ اِجْرٌ اِجَارَۃٌ سے بمعنی پناہ دینے کے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۰/۷

اَجْرَھَا ۔ اس عورت کا ثواب۔ اَجْرٌ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۲۲/۲

اَجْرُھُمْ ۔ ان کا ثواب۔ ان کا بدلہ۔ اَجْرٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۱۷ پ۳/۲و۱۵ پ۴/۱۱ پ۱۴/۱۹

پ۹/۹ پ۱۴/۱۹ پ۲۲/۱ پ۲۷/۱۸و۱۹و۲۱

اَجْرِیْ ۔ میرا بدلہ۔ میرا ثواب۔ میری مزدوری۔ اَجْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۱/۱۱ پ۱۲/۳و۵ پ۱۹/۱۰و۱۱و۱۲و۱۳

پ۱۹/۱۲و۱۴ پ۲۲/۱۲

اَجْسَامُھُمْ ۔ ان کے ڈیل ڈول۔ جِسْمٌ کی جمع اَجْسَامٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۸/۱۳

اَجْعَلُ میں بنا دوں (بنا دوں گا) جَعْلٌ سے جس کے معنی بنانے اور رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو جَعَلَ) پ۱۶/۲

اِجْعَلْ ۔ تو کر دے۔ تو بنا دے۔ تو رکھ۔ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جَعَلَ) پ۱/۱۵ پ۳/۲و۱۲ پ۵/۷

[illegible]

اِجْعَلْنَا۔ ہم کو بنا۔ اِجْعَلْ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم [illegible]

اَجْعَلَنَّكَ۔ یقیناً تجھ کو کروں گا۔ اَجْعَلَنَّ جَعْلٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر [illegible]

اِجْعَلْنِیْ مجھ کو بنا دے۔ مجھ کو کر دے۔ مجھ کو مقرر کر دے اِجْعَلْ صیغہ امر نِ وقایہ یْ ضمیر واحد متکلم [illegible]

اِجْعَلُوْا۔ تم بناؤ۔ تم ٹھیراؤ جَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِجْعَلْهُ۔ اس کو کر دے۔ اس کو بنا دے۔ اِجْعَلْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

اَجْلِ۔ واسطے۔ غرض۔ سبب۔ مصدر اَجْلٌ کا [illegible]

اَجَلٌ۔ مدت مقررہ۔ اسی وجہ سے موت کو بھی اَجَل کہتے ہیں۔ اٰجَالٌ جمع ہے [illegible]

اَجْلَابٌ [illegible]

اَجْلِبْ لے آ۔ چڑھا لا۔ اِجْلَابٌ سے جس کے معنی اکٹھا کرنے۔ شور مچانے اور کھینچ لانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَجَّلْتَ۔ تو نے مدت مقرر کی۔ تَاْجِیْلٌ سے جس کے معنی مدت ٹھیرانے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اُجِّلَتْ۔ دیر کی گئی۔ تَاْجِیْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب [illegible]

اِجْلِدُوْا۔ تم کوڑے مارو۔ درے لگاؤ (ضرب) جَلْدٌ سے جس کے معنی کوڑے مارنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اَجَلَنَا۔ ہماری مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَجَلَهٗ۔ اس کی مدت مقررہ۔ اَجَلَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَجَلَهَا۔ اس کی مدت مقررہ۔ اس کی موت اَجَلَ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَجَلُهُمْ۔ ان کی مدت مقررہ۔ ان کی موت۔ اَجَلُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

Marfat.com

اَجَلَهُنَّ۔ ان عورتوں کی مدت مقررہ۔ اَجَل مضاف
هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲ پ۲۸
اَجَلَيْنِ۔ دو مقررہ مدتیں۔ اَجَل کا تثنیہ پ۲۰
اَجْمِعُوْا۔ تم سب جمع کرو۔ اِجْمَاعٌ سے جس کے معنی ہیں
ایک ملے ہونے کے لئے لوگوں کا اکٹھا ہونا یا اکٹھا کرنا
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۱ پ۱۶
اَجْمَعُوْا۔ وہ سب جمع ہو گئے یا انہوں نے جمع کر لیا
اِجْمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۲ پ۱۳
اَجْمَعُوْنَ۔ وہ سب کے سب۔ تاکید کے لئے آتا ہے
رفع کی حالت میں اَجْمَعُوْنَ اور نصب و جر کی حالت
میں اَجْمَعِیْنَ ہوگا پ۱۴ پ۱۹ پ۲۳
اَجْمَعِيْنَ۔ وہ سب کے سب۔ پ۱ پ۲ پ۳ پ۸
[illegible]
[illegible]
اُجْنُبْنِیْ۔ تو مجھ کو دور رکھ۔ تو مجھ کو بچا۔ نَصَرَ اُجْنُبْ
جَنْبٌ سے جس کے معنی دور رکھنے اور بچانے کے ہیں۔
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۳
اِجْنَحْ۔ تو جھک جا۔ تو مائل ہو۔ نَصَرَ ضَرَبَ۔ فَتَحَ
جُنُوْحٌ سے جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے

ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۰
اَجْنِحَةٍ۔ پر۔ بازو۔ جَنَاحٌ کی جمع۔ پ۲۲
اَجِنَّةٌ۔ بچے جو پیٹ میں ہوں۔ جَنِيْنٌ کی جمع۔
جنین پیٹ کے بچے کو کہتے ہیں۔ پ۲۷
اُجُوْرَكُمْ۔ تمہارا حق۔ تمہارا بدلہ اُجُوْرَ مضاف كُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اُجُوْرٌ اَجْرٌ کی جمع ہے
پ۴ پ۸
اُجُوْرَهُمْ۔ ان کا حق ان کا بدلہ اُجُوْرَ مضاف هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳ پ۵ پ۱۴
اُجُوْرَهُنَّ۔ ان کا حق ان کا مہر اُجُوْرَ مضاف هُنَّ
ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۴ پ۵ پ۲۲ پ۲۸
اُجْهُرُوْا۔ تم زور سے کہو (فتح) جَهْرٌ سے جس کے
معنی کھلم کھلا کسی چیز کے کہنے یا کرنے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۹
اُجِيْبُ۔ میں قبول کرتا ہوں۔ اِجَابَةٌ سے جس کے
معنی قبول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے
اُجِيْبَتْ۔ وہ قبول کر لی گئی۔ اِجَابَةٌ سے۔ ماضی
مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۱
اَجِيْبُوْا۔ تم قبول کرو۔ تم مان لو۔ اِجَابَةٌ سے امر کا

Marfat.com

صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۶

فصل الحاء المهملہ

اَحَادِیْثُ۔ کہانیاں، باتیں حَدِیْثٌ کی جمع ہے وہ کلام جو انسان تک پہنچ سکے خواہ بذریعہ سماعت خواہ بذریعہ وحی عالمِ خواب میں ہو یا بحالتِ بیداری اس کو حدیث کہتے ہیں پ۱۲ پ۱۳ پ۱۸ پ۲۲

اَحَاطَ۔ اس نے گھیر لیا۔ قابو میں کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے جس کے معنی کسی شے پر اس طرح چھا جانے کے ہیں کہ اس سے فرار ممکن نہ ہو۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۵ پ۱۶ پ۱۸ پ۲۵

اَحَاطَتْ۔ اس نے گھیر لیا۔ اس پر چھا گئی۔ اِحَاطَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱

اُحِبُّ۔ میں پسند کرتا ہوں۔ دوست رکھتا ہوں اِحْبَابٌ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۷

اَحَبُّ۔ زیادہ پیارا حُبٌّ سے جس کے معنی دوست رکھنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے پ۱۰ پ۱۲

اَحِبَّاءُ۔ پیارے حَبِیْبٌ کی جمع ہے پ۶

اَحْبَارٌ۔ علماء حِبْرٌ کی جمع پ۶ پ۱۰

اَحْبَارَهُمْ۔ ان کے علماء۔ اَحْبَارَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۰

اَحْبَبْتَ۔ تو نے پسند کیا۔ اِحْبَابٌ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۰

اَحْبَبْتُ۔ میں نے دوست رکھا۔ اِحْبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۲۳

اَحْبَطَ۔ اس نے اکارت کر دیا۔ اِحْبَاطٌ سے جس کے معنی اکارت کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب حبط عمل کی تین شکلیں ہیں (۱) ایمان نہ ہونے کے باعث دنیا کے تمام اچھے اعمال مثلاً حسن معاشرت، پاکیزہ اخلاق وغیرہ آخرت میں بالکل بے نتیجہ ہیں (۲) انسان میں ایمان موجود تھے لیکن جو اعمالِ خیر سرانجام دیے وہ لوجہ اللہ نہیں تھے اس لئے اکارت ہوئے (۳) اعمال صالحہ تو موجود ہیں لیکن اس کے مقابل اس کثرت سے گناہ کئے کہ اعمالِ صالحہ بے اثر ہو کر رہ گئے اور گناہوں کا پلہ بھاری ہو گیا۔ پ۲۱ پ۲۶

اِحْتَرَقَتْ۔ وہ جل گئی۔ اِحْتِرَاقٌ سے جس کے معنی جلنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۳

اِحْتَمَلَ۔ اس نے اٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے جس کے معنی

Marfat.com

برداشت کرنے اور اٹھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۳ ۱۲ پ۱۸ ۴

اِحْتَمَلُوْا ۔ انہوں نے اٹھایا۔ اِحْتِمَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۵ ۲

اِحْتَنِكَنَّ ۔ میں ضرور ڈھاٹی دے دونگا۔ قابو میں کر لونگا لگام دیدونگا۔ اِحْتِنَاکٌ سے، جس کے معنی ڈھاٹی دینے اور قابو میں کرنے کے ہیں۔ صیغہ واحد متکلم مضارع با نون تاکید ہے پ۱۵ ۷

اَحَدٌ ۔ ایک۔ اکیلا۔ پہلا۔ اَحَدٌ کا استعمال کبھی نفی میں ہوتا ہے کبھی اثبات میں۔ نفی کی شکل میں استغراق جنس کے لئے آتا ہے یعنی پوری جنس کی نفی مقصود ہوتی ہے خواہ قلیل ہو یا کثیر مجتمع طور پر ہو یا متفرق طور پر جیسے وَلَا تُصَلِّ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ (ان منافقوں میں سے کسی پر بھی نماز نہ پڑھ) اور اس معنی میں اَحَدٌ کا استعمال صرف نفی کی حالت میں درست ہے اثبات میں درست نہیں کیونکہ دو متضاد چیزوں کی نفی تو صحیح ہو سکتی ہے لیکن اثبات نہیں ہو سکتا۔ اثبات کی حالت میں اس کا استعمال تین طرح پر ہوتا ہے۔ (۱) دہائیوں پر ایک کے اضافہ کے لئے جیسے ۱۱ و ۲۱ و ۳۱ و ۴۱ وغیرہ مثلاً احد عشر، احدٌ عشرون وغیرہ وغیرہ (۲) مضاف یا مضاف الیہ ہو کر جیسے احد کما (۳) معنی وصفی کے لئے یعنی اکیلے کے معنی میں اور اس صورت میں اس کا استعمال صرف اللہ ہی کے لئے درست ہے جیسے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ احد کی جمع آحاد ہے۔

پ۱ ۱۲ و ۹ پ۳ ۸ و ۱۹ پ۴ ۷ پ۵ ۴ پ۶ ۱ و ۲ پ۷ ۱۲ پ۸ ۳ پ۱۰ ۱۶ و ۱۶ پ۱۱ ۵

پ۱۲ ۷ و ۱۱ پ۱۴ ۵ پ۱۶ ۹ پ۱۸ ۹ پ۲۰ ۱۵ پ۲۲ ۱ و ۲ و ۱۶ پ۲۳ ۱۲ پ۲۹ ۱۲ و ۱۲

پ۳۰ ۱۴ و ۱۵ و ۱۶۔ **اَحَدًا** ۔ پ۸ پ۵ پ۶ پ۱۵ ۱۵ و ۱۶ و ۱۶ و ۱۶

پ۱۶ ۲ و ۳ پ۱۸ ۱۰ پ۲۳ ۲ پ۲۸ ۵ پ۲۹ ۱۱ و ۱۲

اُحْدِثُ ۔ میں نکالوں، میں شروع کروں۔ اِحْدَاثٌ سے جس کے معنی پیدا کرنے اور کسی چیز کو نئے سرے سے شروع کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵ ۲۱

اَحَدَ عَشَرَ ۔ گیارہ۔ مذکر کے لئے آتا ہے پ۱۲ ۱۱۔

اَحَدُكُمْ ۔ تم میں سے کوئی۔ تم میں سے ایک۔ اَحَدَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۲ ۹ پ۳ ۴ پ۵ ۱۲ پ۱۲ ۲۶ پ۲۸ ۱۲

اَحَدُكُمَا ۔ تم دونوں میں سے ایک۔ اَحَدُ مضاف کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۵ ۳

اَحَدَنَا ۔ ہم میں سے ایک۔ اَحَدَ مضاف نَا

Marfat.com

ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ ۱۳/۱

اَحَدُهُمْ ان میں سے کوئی۔ ان میں سے ایک اَحَدُ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۱۱ ۱۰/۲ ۱۳/۴ ۱۴/۱۲ ۱۸/۶،۷ ۲۵/۸

اَحَدُهُمَا ان دونوں میں سے ایک۔ اَحَدُ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ۱۳/۹ ۱۳/۱۵ ۱۴/۱۶ ۱۵/۳،۷

اِحْدٰی ایک عورت۔ اَحَدٌ کا مونث ۱/۱۲ ۶/۱۵ ۲۰/۶ ۲۲/۱۷ ۲۹/۱۲

اِحْدٰهُمَا ان دو عورتوں میں سے ایک۔ اِحْدٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مونث غائب مضاف الیہ ۳/۱۲ ۲۰/۶ ۲۶/۱۲

اِحْدٰهُنَّ ان عورتوں میں سے ایک۔ اِحْدٰی مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ ۵/۱۲

اِحْذَرُوْا تم ڈرو۔ تم بچو (تم بچتے رہو) حَذْرٌ سے جس کے معنی کسی خوف کی بات سے ڈرنے اور بچنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۷/۲

اِحْذَرُوْهُ تم اس سے ڈرو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲/۱۵

اِحْذَرُوْهُمْ تم ان سے بچو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۸/۱۲

اِحْذَرْهُمْ تو ان سے بچ۔ اِحْذَرْ حَذْرٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۶/۱۱ ۲۸/۱۲

اَحْرَصَ بڑا لالچی۔ حِرْصٌ سے جس کے معنی طمع اور لالچ ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ کبھی کبھی ارادہ کی زیادتی کو بھی حرص کہتے ہیں۔ ۱/۱۱

اَحْزَابَ گروہ۔ ٹولیاں۔ جماعتیں۔ حِزْبٌ کی جمع ہے جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں ۱۳/۷ ۱۳/۱۱ ۱۶/۵ ۲۱/۱۸،۱۹ ۲۲/۱۰ ۲۴/۹،۹ ۲۵/۱۲

اَحَسَّ اس نے محسوس کیا۔ اِحْسَاسٌ سے جس کے معنی محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳/۱۳

اِحْسَانٌ نیکی کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ احسان دو معنی کے لئے آتا ہے ایک غیر کے ساتھ بھلائی کرنے کے لئے دوسرے کسی اچھی بات کے معلوم کرنے اور نیک کام کے انجام دینے کے لئے ۱/۹،۱۳ ۱۱/۲ ۱۴/۱۹ ۲۶/۱۲

اِحْسَانًا ۱/۱۰ ۵/۴ ۸/۶ ۱۵/۳ ۲۶/۲

اَحْسَنُ بہت اچھا۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱/۱۶ [illegible]

۱۹/۸ ۱۸/۱۵و۱۶ ۱۵/۱ ۲۰/۱۲ ۲۱/۱ ۲۳/۸و۱۷ ۳۲/۲۱و۱۹ ۳۶/۲

۳۰/۱ ۳۰/۲

أَحْسَنَ۔ اس نے احسان کیا۔ اس نے اچھا کیا۔ اس نے اچھا بنایا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۲/۱۲ ۱۳/۵ ۱۵/۱۲ ۲۰/۱۱ ۲۱/۱۴ ۲۲/۱۲ ۲۸/۱۵و۱۸۔

أَحْسِنْ۔ تو احسان کر۔ تو نیکی کر۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۰/۱۱

أَحْسَنْتُمْ۔ تم نے نیکی کی۔ تم نے بھلائی کی۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵/۱

أَحْسَنُوْا۔ انہوں نے بھلائی کی۔ انہوں نے احسان کیا۔ اِحْسَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲/۹

۲۰/۲ ۱۱/۸ ۱۲/۱۰ ۲۳/۱۹ ۲۷/۹

أَحْسِنُوْا۔ تم نیکی کرو۔ اِحْسَانٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۳/۸

أَحْسَنَهٗ۔ اس کا بہتر۔ أَحْسَنَ مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَحْسَنَ) ۲۶/۱۹

أَحْسَنِهَا۔ اس کا بہتر۔ أَحْسَنِ مضاف، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۹/۶

أَحَسُّوْا۔ انہوں نے پایا۔ دریافت کیا۔ محسوس کیا اِحْسَاسٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲/۱۷

أُحْشُرُوْا۔ تم اکٹھا کرو۔ تم جمع کرلو (نَصَرَ، ضَرَبَ) حَشْرٌ سے جس کے معنی جماعت کے اکٹھا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲۳/۹

أُحْصِرْتُمْ۔ تم روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِحْصَارٌ کے معنی روکنے کے ہیں خواہ رکاوٹ کسی ظاہری سبب کی بناء پر ہو جیسے دشمن کا آڑے آکر روکنا یا کسی باطنی سبب سے جیسے مرض کی وجہ سے رکنے پر مجبور ہونا۔ ۲/۸

أُحْصِرُوْا۔ وہ بند کئے گئے روکے گئے۔ اِحْصَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۵

أُحْصُرُوْهُمْ (نَصَرَ، ضَرَبَ) ان کو قید رکھو، روکے رکھو اُحْصُرُوْا۔ حَصْرٌ سے جس کے معنی قید کرنے اور تنگ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۱/۱۰

أُحْصِنَّ۔ وہ نکاح میں لائی گئیں۔ اِحْصَانٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اِحْصَانٌ لغت میں مختلف معانی کے لئے آتا ہے۔ حریت، عفت، تزوج، اسلام، قید میں رکھنا۔ قرآن عظیم میں أُحْصِنَّ جس موقع پر ہے

Marfat.com

وہاں منکوحہ بنانے کے معنی ہیں۔ اور قید سے بھی یہاں

قید نکاح ہی مراد ہے۔ پ۵

أَحْصَنَتْ ۔ اس عورت نے محافظت کی۔ اِحْصَانٌ

سے، ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب، یہاں احصان

سے مراد عصمت و عفت کی حفاظت ہے۔ پ۱۷ پ۲۸

أَحْصُوا ۔ تم گنو، تم شمار کرو۔ اِحْصَاءٌ سے جس کے معنی

شمار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸

أَحْصَىٰ ۔ خوب گننے والا۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔

آیت شریفہ اَحْصٰی لِمَا لَبِثُوْا اَمَدًا میں بعض مفسرین

نے اَحْصٰی کو ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال

سے بتایا ہے اور معنی محفوظ کرنے اور شمار کرنے کے لئے ہیں اور

بعض باب افعال ہی کا افعل التفضیل بحذف زوائد

بتاتے ہیں اور اَمَدًا کو تمیز قرار دیتے ہیں۔ غرض یہاں

اَحْصٰی ماضی اور اسم تفضیل دونوں کا محتمل ہے۔ اِحْصَاءٌ

کا اشتقاق حَصَا سے ہے جس کے معنی کنکری کے ہیں

چونکہ عرب شمار کے لئے کنکریوں کا استعمال کرتے تھے

اس لئے شمار کرنے اور محفوظ کرنے کے لئے اِحْصَاءٌ

بولا جانے لگا۔ پ۱۵

أَحْصَىٰ ۔ اس نے گن لیا۔ اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد مذکر غائب۔ پ۲۹

أَحْصَيْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو گن رکھا۔ ہم نے اس کو شمار کر لیا

اَحْصَیْنَا اِحْصَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر

واحد مذکر غائب۔ پ۲۲ پ۳۰

أَحْصٰىهُ ۔ اس کو گن رکھا۔ اَحْصٰی صیغہ ماضی ہٗ

ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۸

أَحْصٰىهَا ۔ گن لیا اس کو۔ اس میں ھا ضمیر واحد مونث

غائب ہے۔ پ۱۵

أَحْصٰىهُمْ ۔ ان کو گن رکھا۔ اس میں ھم ضمیر جمع

مذکر غائب ہے۔ پ۱۶

أُحْضِرَتْ ۔ وہ حاضر کی گئی۔ اِحْضَارٌ سے جس کے معنی

حاضر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث

غائب پ۵

أَحْضَرَتْ ۔ اس نے حاضر کیا۔ اِحْضَارٌ سے۔ ماضی کا

صیغہ واحد مونث غائب۔ پ۳۰

أَحَطْتُ ۔ میں نے احاطہ کیا۔ اِحَاطَةٌ سے ماضی کا صیغہ

واحد متکلم احاطہ خبر کے معنی خبر معلوم کرنے کے ہیں حضرت

سلیمان علیہ السلام کے قصہ میں ہُدہُد کہتا ہے اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ

تُحِطْ بِهٖ خُبْرًا میں نے ایسی بات معلوم کی جو آپ کو

Marfat.com

معلوم نہیں (۱) پ۱۹ ع۱۷

اَحَطْنَا۔ ہم نے گھیر لیا ہم نے معلوم کر لیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۵

اِحْفَظُوْا۔ تم حفاظت کیا کرو (رکھا کرو) حِفْظٌ سے جس کے معنی حفاظت کرنے کے ہیں امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر پ۷

اَحَقُّ۔ بڑا حق دار، اسم تفضیل اور فاعل دونوں کے معنی میں آتا ہے پ۲ ع۱۲ پ۵ ع۳ پ۷ ع۱۸ پ۱۰ ع۱۳ پ۱۱ ع۲ پ۲۲ ع۲ پ۱۵ ع۱۱

اَحْقَابًا۔ بے شمار قرن، بے انتہا زمانے۔ حُقُبٌ کی جمع۔ حُقُبٌ بضم قاف زمانہ کو کہتے ہیں اور حُقْبٌ بسکون قاف زمانہ کی ایک مقررہ مدت کا نام ہے مگر اس مدت کی تعین میں اہلِ لغت کا اختلاف ہے بعض اَسّی برس کی مدت کو بعض ستر برس کے زمانے کو بعض تین سو برس بعض چالیس سال بعض تیس ہزار سال بتاتے ہیں۔ مفسرین سلف میں سے امام قتادہؒ نے صاف تصریح کر دی ہے کہ احقاب سے غیر منقطع زمانہ مراد ہے باقی حقب کی مدت کا تعین بجز اللہ تعالیٰ کے کسی کو معلوم نہیں۔ امام حسن بصریؒ سے بھی اسی کے قریب منقول ہے۔[1] پ۲۹

اَحْقَافٌ۔ ریت کے لمبے لمبے اور بلند لیکن ذرا مڑے ہوئے ٹیلے۔ حِقْفٌ کی جمع ہے۔ حِقْفٌ ریت کے اس ٹیلہ کو کہتے ہیں جو مستطیل ہو اور مرتفع لیکن قدرے منحنی ہو۔ قومِ عاد کا مرکزی مقام ارضِ احقاف ہے، یہ حضر موت کے شمال میں اس طرح واقع ہے کہ اس کے شرق میں عمان اور شمال میں ربع خالی ہے جسے صحرائے اعظم "الدہنا" بھی کہا جاتا ہے گو ربع خالی آبادی کے قابل نہیں تاہم اس کے اطراف میں کہیں کہیں آبادی کے قابل کچھ کچھ زمین ہے خصوصاً اس حصہ میں جو حضر موت سے نجران تک پھیلا ہوا ہے اگرچہ اس وقت وہ بھی آباد نہیں اور بجز ریت کے ٹیلوں کے اور کچھ نظر نہیں آتا تاہم قدیم زمانے میں اسی حضر موت اور نجران کے درمیانی حصہ میں "عادِ ارم" کا مشہور قبیلہ آباد تھا۔ جس کو خدا نے اس کی نافرمانی کی پاداش میں آندھی کا عذاب بھیج کر نیست و نابود کر دیا تھا۔ شیخ عبدالوہاب نجار نے قصص الانبیاء[2] میں تصریح کی ہے کہ مجھ سے سید عبداللہ بن احمد بن عمر بن یحییٰ علوی نے جو حضر موت کے باشندے ہیں بیان کیا

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۲۶ طبع مصر ۱۳۰۱ھ

Marfat.com

کر وہ ایک جماعت کے ساتھ ان ہلاک شدہ قوموں کے
قدیم مساکن کے کھوج میں حضرموت کے شمالی میدان
میں قیام پذیر رہے بڑی تلاش و کوشش کے بعد ٹیلوں
کی کھدائی میں سنگِ مرمر کے کچھ برتن دستیاب ہوئے
جن پر خطِ سماری میں کچھ کندہ تھا لیکن افسوس ہے کہ
سرمایہ کی کمی کے باعث ان کو اس مہم سے دستبردار
ہونا پڑا۔ پ ۲۶

اُحْكُمْ ۔ تو حکم کر، تو فیصلہ کر (نصر) حُکْمٌ سے جس کے
معنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔
پ ۱۱ پ ۱۵

اَحْكُمُ ۔ میں حکم کروں گا۔ فیصلہ کرونگا۔ حُکْمٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۱۳

اَحْكَمُ ۔ بہتر حکم کرنے والا۔ سب حاکموں سے بڑھکر
حاکم، حُکْمٌ سے۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۱۲ پ ۳۰

اُحْكِمَتْ ۔ مضبوط کی گئی۔ ثابت کی گئی۔ (جس میں
نہ لفظ کے اعتبار سے شبہ پیدا ہو سکتا ہے نہ معنی کے
اعتبار سے) اِحْكَامٌ سے جس کے معنی محکم اور مضبوط
کرنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۱

اُحِلَّ ۔ وہ حلال کر دیا گیا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے
معنی مباح کرنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر
غائب ہے۔ پ ۲ پ ۵ پ ۶ پ ۹

اُحِلُّ میں حلال کرتا ہوں۔ اِحْلَالٌ سے مضارع
کا صیغہ واحد متکلم پ ۳

اَحَلَّ اس نے حلال کیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ پ ۳ پ ۵ پ ۱۹

اَحْلَامٌ خواب۔ عقلیں۔ اَحْلَامٌ حُلْمٌ کی بھی جمع ہے جس کے
معنی خواب کے ہیں۔ اور حِلْمٌ کی بھی جس کے معنی بردباری
کے ہیں اور چونکہ بردباری عقل کی وجہ سے ہوتی ہے
اس لئے حِلْمٌ کے معنی عقل کے بھی لے لیتے ہیں گویا
مسبب بول کر سبب مراد لیتے ہیں۔ سورۂ طور آیت اَمْ
تَاْمُرُهُمْ اَحْلَامُهُمْ میں احلام سے مراد عقول ہیں
پ ۱۲ پ ۱۷

اَحْلَامُهُمْ ان کی عقلیں۔ اَحْلَامٌ مضاف هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۷

اُحِلَّتْ وہ حلال کی گئی۔ مباح کی گئی۔ اِحْلَالٌ سے
ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۶ پ ۱۷

اُحْلُلْ تو کھول دے (نصر) حَلٌّ سے جس کے معنی
گرہ کشائی کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۶

Marfat.com

اَحْلَلْنَا۔ ہم نے حلال کر دیا۔ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۲

اَحَلَّنَا۔ اس نے ہم کو لا اتارا۔ اَحَلَّ اِحْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ نا ضمیر جمع متکلم۔ اِحْلَال کے معنی اتارنے کے بھی آتے ہیں اس کا مجرد نصر اور ضرب دونوں سے آتا ہے مادہ اشتقاق حُلُوْلٌ ہے۔ پ۲۲

اَحَلُّوْا۔ انہوں نے لا اتارا۔ اِحْلَالٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۳

اَحْمَالٌ۔ (بہت سے) حمل۔ حَمْلٌ کی جمع۔ حمل پیٹ کے بچہ کو کہتے ہیں۔ پ۲۸

اَحْمَدُ۔ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور کے مبعوث ہونے کی بشارت اسی نام سے دی تھی۔ اَحْمَدُ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ مبالغہ فاعل بھی ہو سکتا ہے یعنی دوسروں سے بہت زیادہ اللہ عزوجل کی حمد بیان کرنے والے۔ اور مبالغہ مفعول بھی یعنی اپنے اوصاف حمیدہ کے باعث دوسروں سے زیادہ آپ کی مدح کی گئی پ۲۸

اِحْمِلْ۔ تو چڑھا لے۔ سوار کر لے (ضرب) حَمْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ حَمْلٌ کے اصلی معنی اٹھانے اور برداشت کرنے کے ہیں اور اسی مناسبت سے سوار کرنے اور چڑھانے کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پ۱۲

اَحْمِلُ۔ میں اٹھا رہا ہوں۔ حَمْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۱۲

اَحْمِلُكُمْ۔ میں تم کو سوار کر دوں۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۱۰

اَحْوٰى۔ کالا سیاہ مائل بسبزی۔ سرخ مائل بسیاہی۔ حُوَّةٌ سے ماخوذ ہے حُوَّةٌ اس سیاہی کو کہتے ہیں جو مائل بسبزی ہو یا اس سرخی کو جو مائل بسیاہی ہو۔ پ۳۰

اَحْيَا۔ اس نے زندہ کیا۔ جلایا۔ اِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ حَيَاةٌ مصدر ہے۔ حَيَاةٌ کا استعمال مختلف معانی میں ہوتا ہے (۱) قوت نامیہ جو نبات و حیوان میں موجود ہوتی ہے (۲) قوتِ احساس جس کی بنا پر حیوان کو حیوان کہا جاتا ہے چنانچہ آیہ شریفہ اِنَّ الَّذِىْۤ اَحْيَاهَا لَمُحْىِ الْمَوْتٰى (یقیناً جس نے اس زمین کو زندہ کیا وہی مردوں کو زندہ کر دیگا) میں زمین کی زندگی سے اس کی شادابی اور روئیدگی یعنی قوتِ نامیہ مراد ہے اور مردوں کے جلانے سے قوتِ احساس کا عطا کرنا مقصود ہے۔ (۳) عقل کی قوتِ کارکردگی۔ چنانچہ

Marfat.com

آیتِ شریفہ اَوَمَنْ کَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰہُ (کیا وہ شخص
کہ جو پہلے مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ بنا دیا) یہاں
زندگی سے مراد عقل کی قوتِ کارکا عنایت کرنا ہے۔
(۴) بقاءِ فہم کے ساتھ ساتھ لذت اندوزی چنانچہ آیت
وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ
اَحْیَآءٌ (ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے
مردہ مت خیال کر بلکہ وہ لوگ زندہ ہیں) یہاں زندگی کا
مراد یہ ہے کہ ان میں فہم باقی ہے اور وہ اللہ کی نعمتوں
سے لذت اندوز ہو رہے ہیں جس کا ذکر شہداء کے متعلق خود
قرآنِ عظیم میں اور بکثرت احادیث میں وارد ہے (۵)
آخرت کی دائمی زندگی جیسے یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ
(اے کاش میں اپنی اخروی زندگی کے لئے کچھ نیک
عمل آگے بھیج دیتا) یہاں حیات سے حیاتِ اخروی
دائمی مراد ہے (۶) حیات جب اللہ جل شانہٗ کی صفت
واقع ہو تو حیّ سے مراد وہ ذاتِ قدوس ہے جس کے
متعلق کبھی موت کا تصور کیا ہی نہیں جا سکتا۔ (۷)
ہلاکت سے نجات دینا چنانچہ آیت وَمَنْ اَحْیَاھَا
فَکَاَنَّمَآ اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا (اور جو شخص کسی کو بچا لیوے
تو گویا اس نے تمام آدمیوں کو بچا لیا) میں حیات سے ہلاکت

بچانا مقصود ہے۔ [illegible]

اَحْیَاکُمْ ۔ اس نے تم کو جلایا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر ہے۔ [illegible]

اَحْیَاھَا ۔ اس کو جلایا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مونث
غائب ہے [illegible]

اَحْیَاھُمْ ۔ ان کو جلایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے۔ [illegible]

اَحْیَآءٌ ۔ زندہ لوگ۔ حَیّ کی جمع [illegible]

اُحِیْطَ ۔ گھیر لیا گیا۔ اِحَاطَۃٌ سے ماضی مجہول کا
صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اُحْیِیْ ۔ میں جلاتا ہوں۔ زندہ کرتا ہوں۔ اِحْیَآءٌ سے۔
مضارع کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اَحْیٰی ۔ اس نے جلایا۔ اس نے زندہ کیا۔ اِحْیَآءٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اَحْیَیْتَنَا ۔ تو نے ہم کو جلایا۔ اَحْیَیْتَ۔ اِحْیَآءٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم [illegible]

اَحْیَیْنَا ۔ ہم نے جلایا۔ اِحْیَآءٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم [illegible]

اَحْیَیْنٰہُ ۔ ہم نے اس کو زندہ کر دیا۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر

Marfat.com

غائب ۔ پ ۲

اَحْيَيْنٰهَا ۔ ہم نے اس کو زندہ کر دیا ۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب پ ۲۲

فصل الخاء المعجمہ

اَخٌ ۔ بھائی اصل میں ہر وہ شخص جو پیدائش میں ماں باپ یا صرف باپ یا صرف ماں کی طرف سے یا رضاعت میں دوسرے کا شریک ہو ۔ اخ کہلاتا ہے لیکن مجازاً ہر اس شخص کو بھی اخ کہدیتے ہیں جو قبیلہ یا مذہب یا صنعت و حرفت یا دوستی و محبت وغیرہ میں کسی دوسرے کا شریک ہو ۔ لفظ اَخْ جبکہ یاء متکلم کے سوا کسی اور اسم کی طرف مضاف ہو تو بحالت رفع و کے ساتھ اور بحالت نصب الف کے ساتھ اور بحالتِ جری کے ساتھ لکھا جاتا ہے ۔ پ ۳ پ ۱۳

اَخَا عَادٍ ۔ عاد کے بھائی یعنی حضرت ہود علیہ السلام یہ قوم عاد کی طرف نبی بنا کر بھیجے گئے قصہ ملاحظہ ہو هُوْد ۔ پ ۱۲

اَخَافُ ۔ میں ڈرتا ہوں ۔ (سمع) خَوْفٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اللہ تعالیٰ سے خوف کا یہ مطلب نہیں کہ جیسے انسان شیر کے دیکھنے سے ڈر جاتا ہے اسی قسم کا رعب اللہ تعالیٰ کے تصور سے اس کے قلب پر طاری رہے بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا یہ مطلب ہے کہ انسان گناہوں سے بچتا رہے اور نیکی کی طرف متوجہ رہے اسی بنا پر کہا گیا ہے لَا يُعَدُّ خَائِفًا مَنْ لَمْ يَكُنْ لِلذُّنُوْبِ تَارِكًا ۔ جو گناہوں کو نہیں چھوڑتا اسے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا نہیں کہا جا سکتا ۔ پ ۷

پ ۸ پ ۹ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۰

پ ۲۳ پ ۲۴ پ ۲۶ پ ۲۸

اُخَالِفَكُمْ ۔ میں تمہاری مخالفت کروں ۔ اُخَالِفُ مُخَالَفَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۔ پ ۱۲

اَخَانَا ۔ ہمارا بھائی ۔ اَخَا مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۳

اَخَاهُ ۔ اس کا بھائی ۔ اَخَا مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۲۰ پ ۲۳ پ ۲۶

اَخَاهُمْ ۔ ان کے بھائی ۔ اَخَا مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸ پ ۱۲ پ ۱۹

اَخْبَارَكُمْ ۔ تمہارے احوال ۔ تمہاری خبریں ۔ اَخْبَار مضاف

Marfat.com

کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَخْبَارٌ خَبَرٌ کی
جمع ہے پ ۲۶/۸ پ ۲۶/۸

اَخْبَارَهَا اس کی خبریں۔ اَخْبَار مضاف هَا ضمیر
واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۳۰

اَخْبَتُوْا۔ وہ جھکے۔ انھوں نے عاجزی کی اِخْبَاتٌ
سے جس کے معنی تواضع اور خضوع و خشوع کے ہیں
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱۲

اُخْتٌ۔ بہن۔ اَخٌ کی تانیث ہے۔ اَخَوَاتٌ جمع
پ ۴ پ ۱۵ و ۱۲

اِخْتَارَ۔ اس نے چن لیا۔ اِخْتِيَارٌ سے جس کے معنی
انتخاب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹

اِخْتَرْتُكَ میں نے تجھکو پسند کیا۔ اِخْتَرْتُ اِخْتِيَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶

اِخْتَرْنَاهُمْ ہم نے ان کو پسند کرلیا۔ اِخْتَرْنَا۔ اِخْتِيَارٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۵

اِخْتَصَمُوْا انھوں نے جھگڑا کیا۔ اِخْتِصَامٌ سے۔ جس کے
معنی جھگڑا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷

اُخْتُكَ تیری بہن۔ اُخْتُ مضاف كَ ضمیر واحد
مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۱۶

اِخْتِلَافٌ کے معنی ہیں معاملہ یا گفتگو میں وہ طریق کار
اختیار کرنا جو دوسرے کا نہ ہو۔ اور چونکہ اس رویہ سے
عموماً جھگڑا پیدا ہو جاتا ہے اس لئے اختلاف نزاع کے
معنی میں بھی مستعمل ہونے لگا۔ اختلافِ لیل و نہار کے
معنی ہیں دن رات کا آگے پیچھے آنا۔ پ ۲ پ ۴ پ ۱۱ پ ۵
پ ۱۷ پ ۲۵ اِخْتِلَافٌ فَاتٌ

اِخْتِلَاقٌ افترا۔ بہتان طرازی۔ بروزن اِفْتِعَالٌ
مصدر ہے۔ پ ۲۳

اِخْتَلَطَ وہ مل گیا۔ اِخْتِلَاطٌ سے جس کے معنی ملنے
کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۵

اِخْتَلَفَ اس نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے۔ ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲ پ ۳ پ ۵ پ ۱۲ پ ۲۵

اُخْتُلِفَ اختلاف کیا گیا۔ اِخْتِلَافٌ سے۔ ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۲ پ ۲۵

اِخْتَلَفْتُمْ تم نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے۔ ماضی
کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱ پ ۲۵

اِخْتَلَفُوْا۔ انھوں نے اختلاف کیا۔ اِخْتِلَافٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳ پ ۳ پ ۴ پ ۲
پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۲۵

Marfat.com

اُخْتِہٖ - اس کی بہن۔ اُخْتِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۲/۱۶

اُخْتُھَا - اس کی بہن۔ اُخْتَ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۔ ۲/۱۲

اُخْتَیْنِ - دو بہنیں۔ اُخْتٌ کا تثنیہ ہے۔ ۴/۱۹

اَخْدَانٍ - چھپے یار چھپے آشنا۔ خِدْنٌ کی جمع ہے خِدْن جمع کا استعمال مذکر و مؤنث دونوں میں ہوتا ہے ۔ ۵/۱

اُخْدُوْدِ - کھائی خندق۔ اَخَادِیْد جمع (ملاحظہ ہو اَصْحَابُ الْاُخْدُوْدِ) ۔

اٰخِذٌ - پکڑنے والا۔ اَخْذٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ۔ ۱۲/۶

اَخْذٌ - پکڑ، پکڑنا۔ مصدر ہے اس کے معنی کبھی لینے کے آتے ہیں اور کبھی پکڑنے کے یہاں دوسرے معنی مراد ہیں ۔ اَخْذًا ۔ اَخْذَةً ۔

اَخَذَ - اس نے پکڑا اس نے لیا (نَصَرَ) اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔ ۱۱/۳ معارف ۔

اُخِذَ - وہ لیا گیا۔ اَخْذٌ سے معنی لینے کے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔

اَخَذَتْ - اس نے آ پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۔ ۱۲/۸

اَخَذْتُ - میں نے پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۔ ۱۵/۱۲

اَخَذَتْكُمُ - اس نے تم کو پکڑا۔ تم کو آ لیا۔ اَخَذَتْ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۔

اَخَذْتُمْ - تم نے لیا۔ اَخْذٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔

اَخَذَتْهُ - اس کو پکڑ لیا (آمادہ کر دیا) اَخَذَتْ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۔ ۱۹

اَخَذْتُهَا - میں نے اس کو پکڑا۔ اَخَذْتُ صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۔ ۱۴

اَخَذْتُهُمْ - میں نے ان کو پکڑا۔ اَخَذْتُ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔

اَخَذَتْهُمُ - ان کو آ پکڑا۔ اَخَذَتْ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔

اَخَذْنَ - ان عورتوں نے لیا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب ۔

اَخَذْنَا - ہم نے لیا ہم نے پکڑا۔ اَخْذٌ سے ماضی کا صیغہ

Marfat.com

جمع متکلم۔ پ۱ ۸،۱۰،۱۱ پ۹ ۲،۵،۱۳ پ۹ ۲،۹،۱۱ پ۱۰ ۱۲ پ۱۸ ۲
پ۱۹ پ۲۱ ۱۴ پ۲۹

اَخَذْنٰهُ ہم نے اس کو پکڑا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۳۰ پ۲۷ ۱ پ۲۹ ۱۲

اَخَذْنٰهُمْ ہم نے ان کو پکڑا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۷ ۱۱ پ۹ ۲ پ۱۸ ۴ پ۲۵ ۱۱ پ۲۶ ۱

اُخِذُوْا۔ وہ پکڑے گئے۔ اَخْذٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲۲ ۱۲،۱۵

اَخَذَهٗ۔ اس کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰ ۲

اَخْذَهٗ۔ اس کی پکڑ۔ اَخْذَ مصدر مضاف۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۲ ۹

اَخَذَهُمْ ان کو پکڑا۔ اَخَذَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۳ ۱۱ پ۱۰ ۳ پ۱۳ ۱۲ پ۱۹ ۱۲،۱۴ پ۳۰ ۲ پ۲۳ ۸ پ۱۹ ۵

اَخْذِهِمْ۔ ان کا لینا۔ اَخْذٌ مصدر مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۶

اٰخِذِيْنَ۔ لینے والے۔ اَخْذٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔ آخِذٌ کی جمع پ۲۶ ۱۸

اٰخِذِيْهِ اس کے لینے والے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ آخِذِیْ اصل میں آخِذِیْنَ تھا۔ اضافت کے سبب سے نَ گر گیا۔ آخِذِیْ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۳

اٰخَرَ دوسرا۔ الآخَرُ سے معدول ہے اور اس بارے میں یہ اپنی آپ نظیر ہے ورنہ عام قاعدے کے مطابق جو صیغہ بھی اَفْعَلُ سے آتا ہے یا تو اس کے بعد مِنْ لفظاً یا تقدیراً مذکور ہوتا ہے اور اس صورت میں اس کی نہ جمع آتی ہے نہ تثنیہ نہ تانیث۔ یا مِنْ مذکور نہیں ہوتا تو پھر اس پر الف لام داخل ہو کر اس کی جمع بھی آتی ہے اور تثنیہ بھی۔ البتہ یہ اس قاعدے سے مستثنٰی ہے اور اس کی جمع بغیر الف لام کے آتی ہے جیسے اُخَرُوْنَ۔ پ۲ پ۴ ۱۵ پ۶ ۱۴ پ۷ ۲،۵ ۱۵
پ۱۸ ۱،۲ پ۱۹ ۴،۱۵ پ۱۱ ۱۲ پ۱۳ ۱۳ پ۱۶ ۱۹ پ۲۶ ۲

اٰخِرُ۔ پچھلا۔ جہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کی صفت ہو وہاں تمام مخلوقات کے فنا ہونے کے بعد باقی رہنے والی ذات مراد ہے۔ پ۳ پ۲۷ ۱۷

اُخَرُ۔ اور دوسرے۔ اُخْرٰی کی جمع پ۲ پ۳ پ۱۲ ۱۹

اَخَّرَ۔ اس نے پیچھے چھوڑا۔ تاخیر سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور دیر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۹ ۱۷

Marfat.com

اِخْرَاجٌ - نکالنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ تر ذوات واعیان کے متعلق ہوتا ہے یا تکوین (رونما کرنا بنانا) کے معنی میں جو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔ ب ب اِخراجٌ

اِخْرَاجِکُمْ - تمہارا نکالنا۔ اِخْرَاجٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ب۔

اِخْرَاجُهُمْ - ان کا نکالنا۔ اِخْرَاجٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ب

اُخْرَانِ - دو دوسرے۔ اُخَرُ کا تثنیہ ب

اَخَّرَتْ - اس نے پیچھے چھوڑا۔ تَاخِیْرٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے اور ڈھیل دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ب

اَخَّرْتَنِیْ - تو نے مجھ کو ڈھیل دی۔ اَخَّرْتَ تَاخِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ ب ب

اَخَّرْتَنَا - تو نے ہم کو ڈھیل دی اَخَّرْتَ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ب

اَخْرَجَ - اس نے نکالا اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ب ب ب ب ب ب ب ب

اَخْرِجْ - تو نکال اِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ب

اُخْرُجْ - تو نکل (نَصَرَ) خُرُوْجٌ سے جس کے معنی نکلنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ب ب ب ب ب

اُخْرَجُ - میں نکالا جاؤں گا۔ اِخْرَاجٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد متکلم۔ ب ب

اُخْرِجَتْ - وہ نکالی گئی (بھیجی گئی) اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مونث غائب ب

اَخْرَجَتْ اس نے نکال باہر کیا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ب

اَخْرَجَتْكَ اس نے تجھکو نکالا۔ اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ ب

اُخْرِجْتُمْ تم نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ب

اَخْرَجَكَ اس نے تجھکو نکالا۔ اَخْرَجَ صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ب

اَخْرَجَكُمْ اس نے تم کو نکالا اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ب

Marfat.com

أُخْرِجْنَا۔ ہم نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۱۹

اَخْرِجْنَا تو ہم کو نکال۔ اَخْرِجْ۔ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَخْرِجْ) پ ۵ پ ۹ پ ۱۲

اَخْرَجْنَا۔ ہم نے نکالا۔ اِخْرَاجٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ پ پ پ پ پ پ

اَخْرَجْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو نکال باہر کیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۹

اَخْرَجَنِیْ۔ اس نے مجھ کو نکالا۔ اَخْرَجَ۔ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ

اَخْرِجْنِیْ۔ تو مجھے نکال۔ اَخْرِجْ صیغہ امر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم پ

أُخْرِجُوْا۔ وہ نکالے گئے۔ اِخْرَاجٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ پ پ

اُخْرُجُوْا۔ تم نکلو۔ خُرُوْجٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

اَخْرِجُوْا۔ تم نکالو۔ اِخْرَاجٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ پ

اَخْرِجُوْهُمْ۔ تم ان کو نکالو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ پ

اَخْرَجُوْكُمْ۔ انہوں نے تم کو نکالا۔ اَخْرَجُوْا صیغہ ماضی كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ پ

اَخْرَجَهٗ اس کو نکالا۔ اَخْرَجَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ

اَخْرَجَهُمَا ان دونوں کو نکالا۔ اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے پ

اٰخِرِنَا۔ ہمارا پچھلا۔ اٰخِر مضاف نَا ضمیر جمع متکلم۔ مضاف الیہ۔ پ

اَخَّرْنَا۔ ہم نے تاخیر کی۔ ہم نے روکے رکھا۔ تَاْخِیْرٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ

اَخِّرْنَا۔ ہم کو مہلت دے۔ تاخیر عطا کر۔ اَخِّرْ تَاْخِیْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ

اٰخَرُوْنَ۔ دوسرے۔ اور لوگ۔ اٰخَرُ کی جمع بحالت رفع۔ پ پ پ

اٰخِرَةٌ۔ آخرت۔ عالم بقا۔ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ میں آخرت یعنی پچھلے کے ہے پ [illegible]

[illegible]

پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹

پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳

پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸ پ۲۹

پ۲۹ پ۳۰

آخَرَهٗ۔ اس کا آخر۔ آخِر مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۳

اُخْرٰی۔ دوسری پچھلی۔ آخَر اور آخِر دونوں کی مؤنث اُخْرٰی آتی ہے۔ پ۳ پ۸ پ۷ پ۱۵ پ۱۹ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸

اُخْرٰىكُمْ۔ تمہاری پچھلی (جماعت) اُخْرٰی مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۴

آخَرِيْنَ۔ دوسرے۔ آخَر کی جمع بحالت نصب و جر۔ پ۵ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۴ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۳ پ۲۵ پ۲۸

آخِرِيْنَ۔ پچھلے۔ آخِر کی جمع بحالت نصب و جر۔ پ۱۹ پ۲۳ پ۲۵ پ۲۷ پ۲۹

اُخْرٰىهُمْ۔ ان کی پچھلی (جماعت) اُخْرٰی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۸

اَخْزٰی۔ زیادہ رسوا۔ زیادہ شرمسار۔ خِزْیٌ سے جس کے معنی رسوائی کے ہیں یا خِزَایَۃٌ سے جس کے معنی شرمساری کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۲۴

اَخْزَيْتَهٗ۔ تو نے اس کو رسوا کیا۔ شرمسار کیا۔ اَخْزَيْتَ اِخْزَاءٌ سے۔ جس کے معنی رسوا اور شرمسار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۴

اَخْسَرُوْنَ۔ سب سے زیادہ نقصان پانے والے زیادہ ٹوٹا اور گھاٹا پانے والے۔ اَخْسَرُ کی جمع بحالت رفع خُسْرَانٌ اور خَسَارَۃٌ سے جس کے معنی ٹوٹا اور گھاٹا پانے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۲ پ۱۹

اَخْسَرِيْنَ زیادہ نقصان میں رہنے والے۔ زیادہ گھاٹا پانے والے اَخْسَرُ کی جمع بحالت نصب و جر۔ پ۱۷ پ۲۰

اِخْسَئُوْا۔ پڑے رہو پھٹکارے ہوئے (فَتَحَ) خَسْأً جس کے معنی پھٹکارنے اور دھتکارنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۸

اِخْشَوْا۔ تم ڈرو۔ (سَمِعَ) خَشْيَۃٌ سے جس کے معنی ڈرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۱

اِخْشَوْنِيْ تم مجھ سے ڈرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم کی ہے۔ پ۲ پ۶

اِخْشَوْهُمْ تم ان سے ڈرو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع

Marfat.com

مذکر غائب ہے۔ پ۴

أَخْضَر سبز ہرا۔ خَضَرٌ سے جس کے معنی سبز ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ۲۳

أَخْطَأْتُمْ تم چوک گئے تم نے خطا کی۔ اِخْطَاءٌ سے جس کے معنی چوکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر خطا کی مختلف صورتیں ہیں (۱) جو چیز مستحسن نہ ہو اس کا ارادہ کرے اور کر گزرے ایسی خطا مکمل خطا ہے جو قابلِ گرفت ہے۔ قرآنِ عظیم میں جو ارشاد ہے اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْأً كَبِيرًا (بیشک ان کا مار ڈالنا بڑی خطا ہے) یہاں خطا سے یہی خطا مراد ہے (۲) ارادہ تو اچھے ہی فعل کا کیا لیکن غلطی سے اس کے خلاف ہو گیا خطا اگرچہ یہ بھی ہے لیکن چونکہ ارادہ اچھا تھا اس لئے ایسی خطا قابلِ مواخذہ نہیں قرار دی گئی حدیث شریف میں وارد ہے رُفِعَ عَنْ أُمَّتِي الْخَطَاءُ وَالنِّسْيَانُ (میری امت سے خطا و نسیان مرفوع[عہ] ہے) آیت شریفہ وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً (اور جس نے مسلمان کو قتل کیا غلطی سے) میں اسی قسم کی خطا مراد ہے۔ پ۲۱

أَخْطَأْنَا ہم نے خطا کی ہم چوک گئے۔ اِخْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۳

أَخْفِضْ تو جھکا دے (ضَرَبَ) خَفْضٌ سے جس کے معنی پست ہونے نرم روی اختیار کرنے اور جھکنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۴ پ۱۵ پ۱۹

أَخْفَىٰ - زیادہ پوشیدہ خِفَاءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۶

أُخْفِيَ وہ چھپایا گیا۔ اِخْفَاءٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۱

أَخْفَيْتُمْ تم نے چھپایا۔ اِخْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲۸

أُخْفِيهَا میں اس کو مخفی رکھتا ہوں۔ اُخْفِيْ اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم هَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ۱۶

أَخِلَّاءُ دوست۔ احباب۔ خَلِيلٌ کی جمع ہے جس کے معنی دوست کے ہیں۔ پ۲۵

أَخْلَدَ - وہ سدا رہا۔ اِخْلَادٌ سے جس کے معنی ہمیشہ رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۹ پ۳۰

أَخْلَصْنَاهُمْ ہم نے ان کو امتیاز دیا۔ ہم نے ان کو خالص کر لیا۔ أَخْلَصْنَا اِخْلَاصٌ سے جس کے معنی خالص کرنے اور صاف کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۲۳

[عہ] یعنی اسکی بلند پرس نہیں

Marfat.com

اَخْلَصُوْا انہوں نے خالص رکھا۔ اِخْلَاصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اخلاص کی اصل حقیقت یہ ہے کہ اللہ کے سوا سب سے بیزاری ظاہر کر دی جائے [illegible]

اِخْلَعْ تو اتار ڈال (فَتَحَ) خَلْعٌ سے جس کے معنی الگ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ [illegible]

اَخْلَفْتُمْ تم نے خلاف کیا۔ اِخْلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اخلاف وعدے کے معنی وعدہ خلافی کے ہیں۔ [illegible]

اَخْلَفْتُكُمْ میں نے تم سے وعدہ خلافی کی۔ اَخْلَفْتُ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ [illegible]

اَخْلَفْنَا ہم نے وعدہ خلافی کی۔ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ [illegible]

اُخْلُفْنِیْ میرا خلیفہ رہ (نَصَرَ) اُخْلُفْ خِلَافَةٌ سے جس کے معنی خلیفہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ن وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم۔ [illegible]

اَخْلَفُوْا انہوں نے خلاف کیا۔ انہوں نے وعدہ خلافی کی۔ اِخْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ [illegible]

اَخْلُقُ میں بنا دیتا ہوں (نَصَرَ) خَلْقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ لفظ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے معجزہ کے بیان میں آیا ہے۔ یہاں خلق سے استحالہ (تبدیلِ ماہیت یا انقلابِ حقیقت) مراد ہے۔ [illegible]

اَخُنْهُ میں نے اس سے خیانت کی (نَصَرَ) اَخُنْ خِیَانَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب لَمْ اَخُنْهُ میں نے اس سے خیانت نہیں کی لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی دیتا ہے۔ [illegible]

اَخَوَاتِكُمْ تمہاری بہنیں۔ اَخَوَاتٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ اَخَوَاتٌ اُخْتٌ کی جمع ہے (دیکھو اُخْتٌ) [illegible]

اَخَوَاتِهِنَّ ان عورتوں کی بہنیں اَخَوَاتِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَخْوَالِكُمْ تمہارے ماموں۔ اَخْوَالٌ خَالٌ کی جمع خَالٌ ماموں کو کہتے ہیں۔ اَخْوَالِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ [illegible]

اِخْوَان بھائی۔ اَخٌ کی جمع (دیکھو اَخٌ) [illegible]
اِخْوَانًا [illegible]

اِخْوَانُكُمْ تمہارے بھائی اِخْوَانٌ مضاف کُمْ ضمیر

Marfat.com

جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۲/۱۱ ۱۰/۸ و ۹ ۲۱/۱۱ اِخْوَانِکُمْ ۲۸/۱۱ اِخْوَانُکُمْ ۱۸/۱۱

اِخْوَانِنَا۔ ہمارے بھائی۔ اِخْوَانِ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف ایہ۔ ۲۸/۱۴

اِخْوَانِھِمْ۔ ان کے بھائی۔ اِخْوَان مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۴/۸ ۵/۱۴ ۲۱/۱۸ ۲۹/۲ و ۵

اِخْوَانِھِنَّ۔ ان عورتوں کے بھائی۔ اِخْوَانِ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۸/۱۰ ۲۲/۴

اِخْوَتِکَ۔ تیرے بھائی۔ اِخْوَۃٌ اَخٌ کی جمع ہے (دیکھو اَخٌ) اِخْوَۃ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۲/۱۱

اِخْوَتِہٖ۔ اس کے بھائی۔ اِخْوَۃِ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۲/۱۴

اِخْوَتِیْ۔ میرے بھائی۔ اِخْوَۃِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ ۱۳/۵

اَخُوْکَ۔ تیرا بھائی۔ اَخُوْ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۳/۲ ۱۶/۱۱

اَخُوْہُ۔ اس کا بھائی۔ اَخُوْ مضاف ہُ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۲/۱۳

اِخْوَۃٌ۔ بھائی۔ اَخٌ کی جمع۔ ۴/۱۳ ۱۲/۲ ۱۴/۲ ۲۶/۱۳

اَخُوْھُمْ۔ ان کا بھائی۔ اَخُوْ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۹/۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

اَخَوَیْکُمْ۔ تمہارے دونوں بھائی۔ اَخَوَیْ اَخٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر۔ اصل میں اَخَوَیْنِ تھا اضافت کے سبب ی گر گئی اَخَوَیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۶/۱۴

اَخِیْ۔ میرا بھائی۔ اَخٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف ایہ۔ ۹/۸ و ۹ ۱۳/۸ ۱۶/۱۱ ۲۰/۷ ۲۳/۱۱

اَخْیَارٌ۔ نیک لوگ۔ خَیْرٌ کی جمع ہے۔ خَیْرٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ ۲۳/۱۴

اَخِیْکَ۔ تیرا بھائی۔ ماخ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۲۰/۷

اَخِیْہِ۔ اس کا بھائی۔ اَخٌ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۲/۶ ۸/۸ و ۹ ۱۴/۱۴ ۱۳/۲ و ۳ و ۴ ۲۳/۱۴ ۲۶/۱۴ ۳۰/۷

فصل الدال المہملہ

اِدًّا۔ بھاری بوجھ۔ ابن خالویہ لغوی نے اچنبھے کے معنی بیان کئے ہیں۔ اور علامہ راغب نے اِدًّا کے

Marfat.com

معنی ایسے نامناسب کام کے بتلاتے ہیں جس کے کرنے
سے شور مچ جائے۔ پ

اَدَاءٌ۔ حق کا یکدم پورا پورا دینا اور پہنچانا یہ مصدر ہے۔ پ

اِدَّارَأْتُمْ۔ تم نے ایک دوسرے پر دھرا۔ تَدَارُءٌ سے جس
کے معنی تدافع یعنی ایک دوسرے پر ڈالنے کے ہیں ماضی
کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَدَارَأْتُمْ تھا۔ تا کو
ادغام کے باعث دال بنایا پھر ابتداء بالسکون کی
دشواری کی وجہ سے شروع میں ہمزہ وصل لائے۔ پ

اِدَّارَكَ۔ تھک کر رہ گیا۔ فنا ہو گیا تَدَارُكٌ سے ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تَدَارَكَ تھا۔ تا
کا دال میں ادغام کر کے شروع میں ہمزہ وصل لائے
تَدَارُكٌ کے معنی اصل میں پے در پے کسی کام کے
ہونے اور یکے بعد دیگرے ایک چیز کے کسی دوسری چیز کو
ملنے کے ہیں مگر یہاں تھک کر رہ جانے اور فنا ہونے کے
معنی مراد ہیں جب کسی خاندان کے لوگ پے در پے
ہلاک ہونا شروع ہو جاتے ہیں تو ایسے موقع پر اہل عرب
بولتے ہیں تَدَارَكَ بنو فلان (فلاں خاندان کے لوگ
پے در پے ہلاک ہو گئے) یہاں فنا ہونے کے معنی اسی
محاورہ سے ماخوذ ہیں۔ پ

اِدَّارَكُوْا۔ وہ گر چکے۔ اگلے پچھلوں سے جا ملے۔ تَدَارُكٌ
جس کے معنی پے در پے ایک کے دوسرے سے ملنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ اصل میں تَدَارَكُوْا تھا
جو تَدَارُكٌ میں عمل ہوا وہی اس میں ہوا۔ پ

اِدْبَارٌ۔ پیٹھ پھیرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ

اَدْبَارٌ۔ پیٹھیں۔ دُبُرٌ کی جمع ہے پیچھے کے معنی میں
بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پ پ پ پ پ

اَدْبَارِكُمْ۔ تمہاری پیٹھیں تمہاری پشتیں۔ اَدْبَارِ مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ

اَدْبَارِهَا۔ اس کی پیٹھ۔ اس کی پشت اَدْبَارِ مضاف
هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ پ

اَدْبَارَهُمْ۔ ان کے پیچھے۔ ان کی پیٹھیں۔ اَدْبَارَ مضاف
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ پ پ پ

اَدْبَرَ۔ اس نے پیٹھ پھیری۔ اِدْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ پ پ

اُدْخِلَ۔ وہ داخل کیا گیا۔ اِدْخَالٌ سے جس کے معنی
داخل کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب
پ

اُدْخُلْ۔ تو داخل کر۔ اِدْخَالٌ سے امر کا صیغہ واحد

Marfat.com

مذکر حاضر پ ۱۹/۱۹

اُدْخُلْ۔ تو داخل ہو (نَصَرَ) دُخُوْلٌ سے جس کے معنی داخل ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۳/۱

اُدْخُلَا۔ تم دونوں داخل ہو۔ دُخُوْلٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ پ ۲۸/۲۰

اَدْخِلْنَا۔ ہم کو داخل کر۔ اَدْخِلْ۔ اِدْخَالٌ سے صیغہ امر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ ۹/۸

اَدْخَلْنٰہُ۔ ہم نے اس کو داخل کیا۔ اَدْخَلْنَا اِدْخَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷/۵

اَدْخَلْنٰہُمْ۔ ہم نے ان کو داخل کیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۵/۱۲ پ ۱۷/۶

اُدْخِلَنَّکُمْ۔ میں تم کو ضرور داخل کروں گا۔ اُدْخِلَنَّ اِدْخَالٌ سے۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۶

اُدْخِلَنَّھُمْ۔ میں ان کو ضرور داخل کروں گا اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۴

اَدْخِلْنِیْ۔ تو مجھے داخل کر۔ اَدْخِلْ اِدْخَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۵ پ ۱۹/۱۱

اُدْخُلُوْا۔ تم داخل ہو۔ دُخُوْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۹ پ ۶/۹ پ ۸/۱۰ پ ۱۳/۲-۵ پ ۱۰/۸ پ ۱۴/۱۱-۱۳ پ ۱۳/۲-۵ پ ۲۰/۱۷ پ ۱۹/۱۶ پ ۲۲/۱۲ پ ۲۴/۱۳-۵ پ ۲۵/۱۲

اُدْخِلُوْا۔ وہ داخل کئے گئے۔ اِدْخَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۹/۹

اَدْخِلُوْا۔ تم داخل کرو۔ اِدْخَالٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۴/۱

اُدْخُلُوْھَا۔ تم اس میں داخل ہو۔ اُدْخُلُوْا صیغہ امر ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ ۱۳/۴ پ ۱۴/۵ پ ۲۶/۱۷

اَدْخِلْھُمْ۔ ان کو داخل کر۔ اَدْخِلْ صیغہ امر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۲۴/۹

اُدْخُلِیْ۔ تو (عورت) داخل ہو۔ دُخُوْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ ۱۸/۱۹ پ ۳۰/۱۲

اَدْرِ۔ میں جانتا (ضَرَبَ) دِرَایَۃٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے متعلق جاننے اور معلوم کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۵/۲۹

اَدْرَکَہٗ۔ اس کو پالیا اِدْرَاکٌ سے جس کے معنی کسی شئ کو پوری طرح پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۱/۱۲

اِدْرَءُوْا۔ تم دفع کرو۔ تم دور کرو۔ (فَتَحَ) دَرْءٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی دفع کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

أَدْرِيْ۔ میں جانتا ہوں (ضَرَبَ) دِرَايَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ ب ۲۱ ع ۱۲

إِدْرِيْسُ۔ خدا کے بھیجے ہوئے سچے اور جلیل القدر نبی تھے۔ لفظ ادریس کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ لفظ سریانی ہے یا عربی۔ عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق دراست سے ہے جس کے معنی پڑھنے اور یاد کرنے کے ہیں صحف الٰہیہ کے مطالعہ و درس کی کثرت کی وجہ سے آپ کو ادریس کہا گیا۔ لیکن زمخشری نے کشاف میں اور مجدالدین فیروزآبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ لفظ عجمی ہے اور دراست سے اس کا اشتقاق بنانا محض وہم ہے صحیح نہیں۔ زمخشری کہتے ہیں کہ اگر ادریس کو بروزن اِفْعِيْل دَرْس سے مشتق مانا جائے تو اسے منصرف ہونا چاہئے کیونکہ اس صورت میں اس میں صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہتی ہے حالانکہ یہ منصرف نہیں بلکہ غیر منصرف ہے لہٰذا اس کا غیر منصرف ہونا اس کی عجمیت کی دلیل ہے۔ زمخشری نے یہی خیال ظاہر کیا ہے کہ ممکن ہے ادریس جس زبان کا لفظ ہو اس زبان میں اس کے معنی درس اور دراست کے ملتے جلتے ہوں جس سے راوی نے اس کو درس سے مشتق خیال کر لیا ہو۔ [1]

صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ سریانی تھے اس لئے ممکن ہے کہ یہ نام بھی سریانی ہو [2]

قرآن عزیز میں حضرت ادریس کا ذکر صرف دو جگہ آیا ہے ایک سورۂ مریم میں دوسرے سورۂ انبیاء میں۔ آپ کے نام و نسب اور زمانہ کے متعلق مورخین کو سخت اختلاف ہے اور اس وجہ سے کہ کوئی صحیح رائے اس بارے میں قائم نہیں کی جا سکتی۔ قرآن عظیم کا مقصد چونکہ رشد و ہدایت ہے نہ کہ تاریخی بحث اس لئے اس میں صرف آپ کی صفات عالیہ نبوت۔ صدیقیت۔ صبر اور رفعتِ منزلت کا ذکر ہے۔ یہی حال احادیث کا ہے۔ اس لئے اس سلسلہ میں جو کچھ بھی بیان کیا گیا ہے وہ تمام تر اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جس میں سخت اختلاف و تضاد ہے۔ معراج کی صحیحین والی روایت میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چوتھے آسمان پر حضرت

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کشاف سورۂ مریم ج ۲ ص ۱۴۹ طبع مصر ۱۳۰۸ھ۔ [2] فتح الباری جزو ۱۳ ص ۲۲۵ طبع انصاری دہلی۔

Marfat.com

ادریس علیہ السلام سے ملاقات کی تھی صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ آپ نبی اور رسول تھے اور آپ ہی نے سب سے پہلے تحریر میں قلم کا استعمال کیا۔[۱] ابن اسحٰق نے آپ کی اولیات میں بہت سی باتوں کا ذکر کیا ہے منجملہ ان کے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ہی نے سب سے پہلے کپڑے سئے۔[۲] امام بخاریؒ کا بیان ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے یہ منقول ہے کہ الیاس نبی کا ہی نام ادریس ہے عبداللہ بن مسعودؓ کی جس روایت کا امام بخاریؒ نے حوالہ دیا ہے۔ عبد بن حمید اور ابن ابی حاتمؒ نے اس کو بسند حسن روایت کیا ہے لیکن عبداللہ بن عباسؓ کی روایت میں ضعف ہے۔ ان ہی دونوں روایات کی بنا پر حافظ ابوبکر بن العربی نے کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے دادا نہیں بلکہ انبیائے بنی اسرائیل میں سے ہیں کیونکہ حضرت الیاس کے متعلق روایات میں موجود ہے کہ آپ انبیائے بنی اسرائیل میں سے تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں تصریح کی ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا زندگی میں اٹھا لیا جانا کسی مرفوع اور قوی روایت سے ثابت نہیں ہے اور طبری نے جو کعب احبار کی اس سلسلہ میں روایت نقل کی ہے وہ اسرائیلیات میں سے ہے جس کی صحت کا حال خدا ہی کو معلوم ہے۔[۳] حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں آپ کے ذکر میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء تفسیر واحکام کا یہ خیال ہے کہ حضرت ادریس علیہ السلام ہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے رمل کے متعلق باتیں بیان کی ہیں اور وہ ان کو ہرمس الہرامسہ[۴] کے نام سے یاد کرتے ہیں اور ان کے متعلق اسی طرح غلط بیانیوں سے کام لیتے ہیں جس طرح کہ دوسرے انبیاء علماء حکماء اور اولیاء کے متعلق کیا گیا ہے۔[۵] پ ۶ ب

اَدْرٰىكَ ۔ تجھے واقف کیا۔ تجھے خبردار کیا۔ اَدْرٰی اِدْرَاءٌ سے جس کے معنی واقف کرنے اور بتانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔

پ ۲۹ ۱۵،۵ — پ ۳۰ ۶،۸،۱۷،۱۹،۲۲،۳۶،۲۹

اَدْرٰىكُمْ تم کو خبردار کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر

---

[۱] و [۲] فتح الباری جزو ۱۲ ص ۲۲۶ طبع مصر　[۳] ایضاً ص ۲۲۵۔ [۴] ہرمس علم نجوم کے ماہر اور عالم کو کہتے ہیں۔ ہرمس الہرامسہ کے معنی ہیں علماء نجوم کا استاذ الاساتذہ ہرمس یونان کا ایک مشہور منجم گزرا ہے [۵] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۹۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔

Marfat.com

حاضر ہے۔ ۱۱/۱

اُدْعُ ۔ تو مانگ۔ تو دعا کر۔ تو بلا۔ (نَصَرَ) دَعْوَۃٌ سے جس کے معنی بلانے اور مانگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ ۱/۸ ۹/۹ ۲۲/۱۳ ۱۹/۱۶ ۱۲/۲۰ ۲و۱۱/۲۵

اُدْعُوْا ۔ تم بلاؤ۔ تم پکارو۔ دَعْوَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ ۲/۱ ۱۴/۸ ۱۲/۹ ۲/۱۱ ۲/۱۲ ۹و۱۲/۱۵ ۱۷/۱۸ ۱۰/۲۰ ۵و۱۰/۲۴ ۲۲/۴

اَدْعُوْا ۔ میں بلاتا ہوں۔ میں پکاروں گا۔ دَعْوَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۹و۱۱/۱۳ ۹/۹ ۱۲/۹

اَدْعُوْکُمْ ۔ میں تم کو بلاتا ہوں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۱۰/۲۴

اُدْعُوْنِیْ ۔ مجھ کو پکارو۔ اُدْعُوْا صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۱/۲۴

اُدْعُوْہُ ۔ اس کو پکارو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۱۰و۱۲/۸ ۱۲/۹ ۱۲/۲۴

اُدْعُوْہُمْ ۔ ان کو پکارو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۱۳/۹ ۱۶/۲۱

اُدْعُهُنَّ ۔ ان کو بلا۔ اُدْعُ صیغہ امر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ ۳/۳

اَدْعِیَآئَکُمْ ۔ تمہارے منہ بولے بیٹے پالک اَدْعِیَا مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اَدْعِیَاءُ دَعِیٌّ کی جمع جو بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مفعول ہے۔ ۱۲/۲۱

اَدْعِیَآئِهِمْ ۔ ان کے لے پالک۔ اَدْعِیَآءِ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۲/۲۲

اِدْفَعْ ۔ تو دے۔ تو دور کر۔ (فَتَحَ) دَفْعٌ کا تعدیہ جب اِلیٰ سے ہوگا تو اس کے معنی دینے کے آتے ہیں اور جب عَنْ سے ہوگا تو اس کے معنی حفاظت اور حمایت کے ہوتے ہیں ۴/۱۸ ۱۹/۲۴

اِدْفَعُوْا ۔ تم دفع کرو۔ تم دیدو۔ حوالہ کردو۔ دَفْعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۸و۱۲/۴

اِدَّکَرَ ۔ اس کو یاد آگیا۔ اِدِّکَارٌ سے جس کے معنی یاد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۱۴/۱۲

اَدُلُّکَ ۔ میں تجھ کو بتاؤں (نَصَرَ) اَدُلُّ دَلَالَۃٌ سے جس کے معنی رہنمائی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ ۱۴/۱۶

اَدُلُّکُمْ ۔ میں تمہیں بتاؤں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۱۱/۲۲ ۲/۲۳ ۱۰/۲۸

اَدْلیٰ ۔ اس نے لٹکایا۔ اِدْلَاءٌ سے جس کے معنی ڈول

Marfat.com

ڈالنا اور ڈول کھینچنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے

آدم ۔ قرآنِ عزیز میں انبیاء علیہم السلام کے تذکروں میں سب سے پہلا تذکرہ سیدنا حضرت ابوالبشر آدم صلوات اللہ علیہ وسلامہ کا ہے جو سورہ بقرہ، اعراف، اسراء، کہف اور طٰہٰ میں نام اور صفات دونوں کے ساتھ اور سورہ حجر و ص میں فقط ذکر صفات کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور آل عمران، مائدہ، مریم اور یٰس میں صرف ضمنی طور پر نام لیا گیا ہے۔ حافظ بدرالدین عینی عمدۃ القاری میں رقمطراز ہیں کہ آپ کی کنیت ابوالبشر مشہور ہے۔ والبی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آپ کی کنیت ابو محمد روایت کی ہے۔ قتادہ کا بیان ہے کہ جنت میں حضرت آدم علیہ السلام کے علاوہ اور کسی کو کنیت سے یاد نہیں کیا جائیگا۔ آپ کی کنیت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے اظہار شرف کے لئے ابو محمد ہوگی۔

لفظ آدمؑ کے متعلق علماء لغت میں اختلاف ہے کہ یہ عجمی ہے یا عربی۔ ابو منصور جوالیقی نے کتاب المعرب میں تصریح کی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے تمام اسماء عجمی ہیں۔ البتہ چار نام اس سے مستثنیٰ ہیں۔ آدم، صالح شعیب، محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جوہری نے بھی اس کو عربی نام بتایا ہے[1]۔ عربی ہونے کی صورت میں اس کا اشتقاق یا تو ادیم سے ہے کیونکہ وہ ادیم ارض یعنی صفحۂ زمین سے پیدا کئے گئے ہیں۔ چنانچہ مسند امام احمد بن حنبل اور ترمذی کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سطح زمین کے چپہ چپہ سے ایک مشتِ خاک لیکر حضرت آدمؑ کی تخلیق کی۔ یہی وجہ ہے کہ بنی آدم مختلف رنگ و روپ کے پیدا ہوئے[2]۔ مجاہد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آدم کا اشتقاق اُدْمَۃٌ سے ہے جس کے معنی گندم گوں ہونے کے ہیں[3]۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اَدْمٌ اور اُدْمَۃٌ سے مشتق ہے جس کے معنی موافقت اور شرکت کے ہیں چونکہ ان کا خمیر پانی اور مٹی سے ملا کر کیا گیا اس لئے ان کا نام آدم ہوا۔ بعض کے نزدیک اَدَمَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی قابل تقلید و لائق اتباع کے ہیں۔ عربی ہونے کی صورت میں یہ اَفْعَلُ کے وزن پر ہوگا اور غیر منصرف علیت اور وزن فعل کی بنا پر بعض علماء آدم کو سریانی زبان کا لفظ بتاتے ہیں۔ اہل کتاب اس کو آدام بروزن فاعال پڑھتے ہیں۔ ابواسحٰق ثعلبی نے

[1] و [2] ان تمام حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۰ طبع مصر۔ [3] روح المعانی ج ۱ ص ۲۰۵ طبع مصر ۱۳۴۵ھ

Marfat.com

تصریح کی ہے کہ عبرانی زبان میں اُدام خاک کو کہتے ہیں اسی مناسبت سے ان کا نام آدم یعنی خاکی ہوا اور دوسرا الف حذف کر دیا گیا۔[1] اس اعتبار سے ثعلبی کے نزدیک یہ لفظ عبرانی ہوا علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف میں سورہ بقرہ میں لکھا ہے کہ لوگوں کا آدم کو ادمۃ یا ادیم الارض سے مشتق بتانا ایسا ہی ہے جیسا کہ یعقوب کو عقب سے اور ادریس کو درس سے اور ابلیس کو ابلاس سے مشتق بتانا۔ حالانکہ آدم قطعی عجمی نام ہے جس کا فاعَل کے وزن پر ہونا بفرض قیاس ہے جیسے کہ آزر، عاذر، عابر، شالخ، فالغ وغیرہ ہیں۔ مگر یاد رہے کہ ادریس اور ابلیس کے غیر منصرف ہونے کی جو دلیل علامہ موصوف نے بیان کی ہے وہ یہاں نہیں چلتی۔ کیونکہ ادریس و ابلیس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے صرف ایک سبب یعنی علمیت باقی رہ جاتا ہے جو غیر منصرف ہونے کے لئے کافی نہیں۔ اس لئے ان کا غیر منصرف ہونا ان کے عجمی ہونے کی دلیل ہے لیکن آدم میں ایسا نہیں کیونکہ اس کو اگر عجمی نہ مانا جائے تو اس کے غیر منصرف ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا اس لئے کہ اس کے غیر منصرف ہونے کے لئے اس میں علمیت کے علاوہ وزن فعل موجود ہے اس صورت میں ادم دراصل أأدم تھا جس میں دو ہمزہ ہیں پھر چونکہ ہمزہ ثانیہ ساکن ہے اور ماقبل اس کا مفتوح اس لئے اسے الف سے تبدیل کر دیا گیا۔ ہاں آدم کی جمع اوادم اور تصغیر کا اویدم واو کے ساتھ آنا زمخشری کے خیال کی تائید کرتا ہے کیونکہ اگر آدم أأدم ہوتا تو اس کی جمع بھی أآدم اور تصغیر بھی أؤیدم ہمزہ کے ساتھ ہوتی۔

حضرت آدم پہلے نبی اور رسول تھے۔ نبی اس ہستی کو کہتے ہیں جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہو اور رسول اس نبی کو کہا جاتا ہے جس پر نئی شریعت اور نئی کتاب بھیجی گئی ہو۔ صحیح ابن حبان میں حضرت ابوذرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم سے انبیاء کی تعداد دریافت کی تو آپ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار پھر سوال کیا ان میں رسول کتنے ہیں فرمایا تین سو تیرہ۔ میں نے عرض کیا ان میں اول کون ہیں فرمایا آدم میں نے کہا آدم نبی مرسل تھے فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی پھر

[1] عمدۃ القاری ج ۷، ص ۳۰۷۔

Marfat.com

اپنے سامنے ان کو درست کیا[۱] حافظ بدر الدین عینی نے شرح بخاری میں نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر میں حدیث شفاعت پر بحث کرتے ہوئے صاف تصریح کی ہے کہ الصحیح انہ نبی رسول وقد نزل علیہ جبریل وانزل علیہ صحفا وعلم اولادہ الشرائع (صحیح یہی ہے کہ حضرت آدم نبی اور رسول تھے آپ پر جبریل نازل ہوئے اور آپ پر صحیفے اتارے گئے اور آپ نے اپنی اولاد کو شریعت کی تعلیم دی)[۲] حضرت آدم کے متعلق یہ جو روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت حوا کے کوئی اولاد نہیں جیتی تھی شیطان نے حضرت حوا سے کہا کہ اب جو بچہ پیدا ہو تو اس کا نام عبد الحارث رکھنا وہ جیتا رہیگا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا اور بچہ جی گیا۔ صحیح نہیں معلول ہے۔ حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ اسرائیلیات سے لیا گیا ہے البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں والمظنون بل المقطوع بہ ان رفعہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم خطا (اور ظن غالب کیا بلکہ یقین ہے کہ اس روایت کو رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا غلطی ہے)[۳] اسی طرح سانپ اور مور کا قصہ یا اسی قسم کی اور باتیں جو قرآن عظیم اور صحیح حدیثوں میں موجود نہیں یہ سب اسرائیلی فسانے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کی وفات جمعہ کے دن واقع ہوئی۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کا خلافت الٰہی سے سرفراز فرمانا، ابلیس لعین کی آپ سے دشمنی اور آپ کو سجدہ کرنے سے انکار کرنا، اور آپ کی سیرت کے واقعات قرآن مجید میں تفصیل سے مذکور ہیں۔

علم پ ۱۴،۱۲،۳ | پ ۹ | پ ۸ ۲۹،۲۲،۱۱ | پ ۱۵ ۱۹،۷ | پ ۱۹ ۲۱،۱۵،۷ | پ ۲۳ ۲

اَدْنٰی ادنیٰ زیادہ نزدیک۔ زیادہ کم۔ یہ جب اکبر کے مقابلہ میں استعمال کیا جاتا ہے تو اس کے معنی اصغر یعنی دوسرے کی بہ نسبت چھوٹے اور کم کے آتے ہیں جیسے آیت وَلَا اَدْنٰی مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ (اور نہ اس سے کم اور نہ زیادہ) ہیں۔ اور جب خیر کے مقابل میں اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی ارذل یعنی بہت گھٹیا کے ہوتے ہیں جیسے اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ۔ (کیا لے لینا چاہتے ہو وہ چیز جو ادنیٰ ہے اس کے بدلہ میں جو بہتر ہے) اور جب اقصیٰ کے مقابل میں آتا ہے تو اس کے معنی زیادہ قریب اور زیادہ نزدیک کے ہوتے ہیں جیسے ذٰلِكَ اَدْنٰی اَنْ تُعْرَفْنَ (اس میں بہت قریب ہے کہ

[۱] البدایہ والنہایہ ج ا ص ۹۷ ۔ [۲] عمدۃ القاری ج ۷، ص ۳۲۴ ۔ [۳] البدایۃ النہایہ ج ا ص ۹۶

Marfat.com

پیچانی پڑیں) یہ دَاْبٌ اور دَنِیٌّ کا اسم تفضیل ہے۔ پہلی صورت میں اس کے معنی اقرب کے اور دوسری صورت میں ارذل اور اصغر کے آتے ہیں۔ پ۱ ع۸ پ۱۲ ع۴ پ۴ ع۴ پ۱۱ ع۴ پ۲۱ ع۴ و۱۵ پ۲۳ ع۵ و۳ پ۲۶ ع۵ پ۲۸ ع۲ پ۲۹ ع۱۲۔

اَدُّوْا تم حوالے کرو۔ تَاْدِیَۃٌ سے جس کے معنی ادا کرنے اور حوالہ کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۵ ع۱۲

اَدْھٰی۔ بڑی آفت۔ دَاہِیَۃٌ کا افعل التفضیل ہے پ۲۷ ع۹

فصل الذال المعجمہ

اِذْ۔ جب، جبکہ، جس وقت، چونکہ۔ یہ ظرف زمان ہے یا ظرف مکان، یا حرف مفاجات ہے یا حرف موکد، اس بارے میں متعدد اقوال ہیں لیکن حق یہ ہے کہ اذ اور اذا دونوں اسم ظرف ہیں جن کے لئے ظرفیت لازمی ہے یعنی اکثر مواقع پر مفعول فیہ ہوتے ہیں۔ رہا کبھی کبھی ان کا مفعول بہ یا بدل یا خبر مبتدا واقع ہونا سو وہ کم ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِذْ اصل واقعہ کے اعتبار سے تو زمان ماضی کا اور اذا زمانِ مستقبل کا ظرف ہے لیکن کبھی دوسرے زمانے کی نسبت بھی ان کی طرف واقع ہو جاتی ہے یعنی اِذْ زمان مستقبل کے لئے اور اذا زمانِ ماضی کے لئے بھی آجاتا ہے اِذْ کبھی مفاجات یعنی کسی بات کے اچانک واقع ہونے کے لئے بھی آتا ہے بَیْنَا اور بَیْنَمَا کے بعد اس میں مفاجات ہی کے معنی ہوتے ہیں اور کبھی تعلیل یعنی کسی چیز کی علت اور سبب بیان کرنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے وَلَنْ یَّنْفَعَکُمُ الْیَوْمَ اِذْ ظَّلَمْتُمْ (اور کچھ فائدہ نہیں تم کو آج کے دن جبکہ تم ظالم ٹھیر چکے) یعنی تمہارے ظلم کے سبب آج تم کو کچھ نفع نہیں ہو سکتا۔ قرآن مجید میں جہاں کہیں بھی وَاِذْ وارد ہے وہاں لفظ اُذْکُرْ محذوف ہے یعنی آپ ان سے ذکر کیجئے یا آپ خود یاد کیجئے غرض سیاق و سباق کے اعتبار سے جیسا موقع ہوگا ویسے ہی معنی لئے جائیں گے

پ۱ ع۴ و۶ و۷ و۸ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۵ و۱۶ و۱۷ پ۲ ع۴ و۵ پ۳ ع۴ و۹ و۱۳ و۱۴ و۱۷

پ۴ ع۱۲ و۱۷ پ۵ ع۴ و۶ و۷ و۸ و۱۵ پ۶ ع۷ و۹ و۱۴ پ۶ ع۱۵ و۱۸ پ۷ ع۶ و۱۵ و۱۹ و۱۹

پ۸ ع۱۱ و۱۵ و۱۷ پ۸ ع۴ و۸ و۱۹ و۱۹ و۱۶ و۱۸ پ۹ ع۱ و۲ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۵ و۱۹ و۲۰

پ۱۰ ع۱۸ و۱۹ پ۱۱ ع۱ و۳ و۱۰ و۱۲ پ۱۲ ع۳ و۱۲ و۱۳ پ۱۳ ع۷ و۱۲ و۱۶ پ۱۴ ع۴ و۵

پ۱۴ ع۱۲ و۱۸ پ۱۴ ع۴ و۴ پ۱۵ ع۵ و۶ و۷ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۵ و۱۶ و۱۷ و۱۹ و۲۳

پ۱۶ ع۴ و۵ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۹ پ۱۷ ع۵ و۶ و۱۶ پ۱۸ ع۸ پ۱۹ ع۱ و۲ و۶ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳

۱؎ ملاحظہ ہو کلیات ابوالبقا کفوی ص ۴۴ و ۴۵ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

Marfat.com

پ۱۹/۱۳و۱۴و۱۶و۲۱ پ۲۰/۸و۱۲و۱۴و۱۵و۱۸ پ۲۱/۱۱و۱۵و۱۷و۱۸ پ۲۲/۲و۱۰و۱۱

پ۲۲/۱۳و۱۹ پ۲۳/۶و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴ پ۲۴/۱و۶و۹و۱۰و۱۲و۱۹ پ۲۵/۷و۹

پ۲۶/۲و۳و۴و۱۰و۱۷و۱۹ پ۲۷/۱و۵و۹ پ۲۸/۲و۵و۷و۹و۱۹و۲۰

پ۲۹/۲و۳و۱۹ پ۳۰/۲و۱۰و۱۹

إِذَا۔ جب۔ اس وقت، ناگہاں ظرف زمان ہے زمانہ مستقبل پر دلالت کرتا ہے اور کبھی زمانہ ماضی کے لئے بھی آتا ہے جیسے وَإِذَا رَأَوْا تِجَارَةً أَوْ لَهْوًا انْفَضُّوا إِلَيْهَا (اور جب انھوں نے سودا بکتا یا تماشا دیکھا تو جھٹک کر اسی طرف چل دیئے) اور قسم کے بعد واقع ہو تو پھر زمانہ حال کے لئے آتا ہے جیسے وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ (قسم ہے تارے کی جب وہ گرنے لگے) إِذَا اکثر و بیشتر تو شرطی ہوتا ہے مگر مفاجات یعنی کسی چیز کے اچانک پیش آنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسے فَإِذَا هِيَ حَيَّةٌ تَسْعَىٰ (پس یکایک وہ دوڑتا ہوا سانپ بن گیا) مفاجات کی صورت میں یہ زمانہ حال ہی کے معنی دیتا ہے، یہ اپنے شرط ہونے کے اعتبار سے امر مشکوک پر داخل ہوتا ہے اور ظرفیت کے لحاظ سے ان امور کے لئے آتا ہے کہ جن کا ہونا متیقن اور ضروری ہو۔ ریاشی اور زجاج اس کو ظرف زمان بتاتے، مبرد اور سیبویہ کے خیال میں ظرف مکان ہے۔ اخفش اور اہل کوفہ کے نزدیک حرف ہے لیکن ابو حیان اندلسی اور ابو البقاء کفوی کے خیال میں پہلی ہی رائے درست ہے[1]

اَوَ اِذَا میں ہمزہ۔ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی انتہائی استبعاد کو ظاہر کرنا مقصود ہے کہ کہیں بھلا یہ بھی ہو سکتا ہے۔ پ۱/۲و۹و۱۱و۱۲ پ۲/۳و۵و۶و۷و۸و۹و۱۳و۱۴و۱۸

۱۵ پ۳/۶و۱۱و۱۳ پ۴/۳و۵و۶و۸و۱۲و۱۷ پ۵/۲و۳و۶و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۳

۱۶و۱۸ پ۶/۵و۶و۸و۱۳ پ۷/۱و۲و۳و۴و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸و۱۹

پ۸/۲و۳و۶و۱۰و۱۳و۱۴ پ۹/۲و۳و۵و۶و۱۲و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸

پ۱۰/۲و۶و۷و۱۲و۱۴و۱۸ پ۱۱/۱و۲و۳و۵و۶و۷و۸و۱۰و۱۲ پ۱۲/۲و۹

پ۱۳/۲و۴و۶و۸ پ۱۴/۲و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸و۱۹ پ۱۵/۱و۲و۳و۵

پ۱۵/۵و۶و۹و۱۲و۱۴و۱۹و۲۲ پ۱۶/۱و۲و۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۱ پ۱۷/۲و۳و۴

پ۱۷/۶و۸و۱۲و۱۳و۱۹ پ۱۸/۲و۳و۴و۵و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶

پ۱۹/۲و۳و۴و۶و۷و۹و۱۶و۱۸و۱۹ پ۲۰/۱و۲و۳و۴و۵و۹و۱۲

پ۲۱/۲و۴و۶و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۸ پ۲۲/۲و۳و۴و۶و۸و۹و۱۰و۱۱

پ۲۲/۱۷ پ۲۳/۱و۲و۳و۴و۵و۶و۹و۱۴و۱۵ پ۲۴/۲و۴و۵و۶و۹و۱۲و۱۳

پ۲۴/۱۹ پ۲۵/۱و۲و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۶و۱۹و۲۰ پ۲۶/۱و۲و۳و۴

پ۲۶/۵و۶و۷و۱۰و۱۵ پ۲۷/۵و۹و۱۲و۱۳و۱۵و۱۹ پ۲۸/۲و۸و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۱ ص ۹۰ طبع مصر ۱۳۲۸ھ وکلیات ابوالبقاء وقاموس۔

Marfat.com

پ ۲۹ — ۱۱، ۲، ۳، ۵، ۶، ۷ و ۹، ۹ و ۱۲ و ۱۵، ۱۶ و ۱۷، ۱۹ و ۲۰، ۲۱ و ۲۲

پ ۳۰ — ۲، ۳ و ۵، ۶، ۷ و ۸، ۹ و ۱۲، ۱۶ و ۱۷، ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۳، ۲۵، ۲۹

اِذًا ۔ تب۔ اس وقت۔ حرفِ جزا ہے سیبویہ کی تصریح کے جواب اور جزا کے لئے آتا ہے۔ اصل میں یہ اِذَنْ ہے وقف کی صورت میں نون کو الف سے بدل لیتے ہیں۔

پ ۲، پ ۵/۶، ۹، ۹، پ ۶/۱۳، پ ۷/۱، پ ۸/۱۹، پ ۱۱/۱۲، ۱۳، پ ۱۳/۳، پ ۱۴/۱، پ ۱۵/۵، ۹، ۱۷

پ ۱۵/۱۱، ۱۲، ۱۵، ۲۰، پ ۱۸/۳، ۵، پ ۱۹/۹، ۷، پ ۲۱/۱، پ ۲۳/۱، پ ۲۶/۵، ۸، پ ۲۷/۳

اَذَاعُوْا ۔ انہوں نے مشہور کیا۔ اِذَاعَۃٌ سے جس کے معنی شہرت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵/۸

اَذَاقَهَا ۔ اس کو چکھایا۔ اَذَاقَ۔ اِذَاقَۃٌ سے جس کے معنی چکھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ یہاں اِذَاقَۃٌ سے آزمائش اور امتحان مراد ہے۔ پ ۱۴/۲۰

اَذَاقَهُمْ ۔ ان کو چکھایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۱/۶، پ ۲۴/۳

اٰذَانٌ ۔ کان۔ اُذُنٌ کی جمع۔ اُذُنْ کان کو کہتے ہیں۔ پ ۹/۱۳، پ ۱۲/۱۳، ۱۵، پ ۱۴/۱۲

اَذَانٌ ۔ سُنا دینا۔ مصدر ہے۔ پ ۱۰/۷

اٰذَانِنَا ۔ ہمارے کان۔ اٰذَانِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۲۴/۱۵

اٰذَانِهِمْ ۔ ان کے کان۔ اٰذان مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۲، پ ۶/۹، پ ۱۵/۱۲، ۱۵، ۲۰، پ ۱۶/۱۹، پ ۲۶/۹

اَذَاهُمْ ۔ ان کا ستانا۔ اَذٰی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَذٰی) پ ۲۲/۳

اَذْبَحُكَ ۔ میں تجھ کو ذبح کر رہا ہوں (فتحو) اَذْبَحُ۔ ذَبْحٌ سے جس کے معنی ذبح کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۳/۷

اَذْبَحَنَّهٗ ۔ میں اس کو ذبح کر ڈالوں گا۔ اَذْبَحَنَّ۔ ذَبْحٌ سے۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۹/۱۷

اَذْقَانٌ ۔ ٹھوڑیاں۔ ذَقَنٌ کی جمع جس کے معنی ٹھوڑی کے ہیں۔ پ ۱۵/۱۲، پ ۲۲/۱۸

اَذَقْنَا ۔ ہم نے چکھایا۔ اِذَاقَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۱/۲، پ ۲۱/۷، پ ۲۵/۹

اَذَقْنٰكَ ۔ ہم نے تجھ کو چکھایا۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ ۱۵/۸

اَذَقْنٰهُ ۔ ہم نے اس کو چکھایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۲/۱، پ ۲۵/۸۔

Marfat.com

اُذْكُرْ۔ تو یاد کر۔ ذکر کر (نصر) ذِكْرٌ سے جس کے معنی یاد کرنے اور ذکر کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔ ب ۵/۱۲ ب ۱۲ ب ۱۶/۱۵ ب ۱۱ و ۱۳ ب ۲۲/۳ ب ۲۹/۱۲ و ۲۰

اَذْكُرْكُمْ۔ میں یاد رکھوں تم کو۔ اَذْكُرُ۔ ذِكْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ب ۲

اُذْكُرْنَ۔ تم یاد کرو۔ ذِكْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مونث حاضر ہے۔ ب ۲۲

اُذْكُرْنِيْ۔ تو میرا ذکر کیجیو۔ اُذْكُرْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ب ۱۵

اُذْكُرُوْا۔ تم یاد کرو۔ ذِكْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب ۱ ب ۱۲ و ۱۵ ب ۲ ب ۱۲ ب ۵ و ۸ ب ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ ب ۲ ب ۱۲ ب ۱۳ ب ۱۸ ب ۱۳ و ۲۲ ب ۲۸/۱۲

اُذْكُرُوْنِيْ تم مجھ کو یاد کرو۔ اس میں ن وقایہ اور ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ ب ۲

اُذْكُرُوْهُ۔ اس کو یاد کرو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب ۲

اَذْكُرْهُ۔ میں اس کو یاد کروں۔ اَذْكُرُ صیغہ مضارع ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ب ۱۵

اَذَلُّ۔ زیادہ ذلیل۔ زیادہ کمزور۔ ذِلَّةٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ ب ۲۸

اَذِلَّةٌ۔ کمزور۔ نرم دل۔ ذلیل۔ ذَلِيْلٌ کی جمع قلت ذَلِيْلٌ کے معنی کبھی تو متواضع اور نرم دل کے آتے ہیں اور کبھی کمزور اور ذلیل کے۔ ب ۴ ب ۶ ب ۱۹/۱۸

اَذَلِّيْنَ۔ سب سے بیقدر لوگ اَذَلُّ کی جمع ہے۔ ب ۲۸

اٰذَنَ۔ میں اجازت دوں۔ اِيْذَانٌ سے جس کے معنی اطلاع دینے اور اجازت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ب ۹ ب ۱۱ ب ۱۹

اُذُنٌ۔ کان۔ اور مجازاً اس شخص کو بھی کہتے ہیں جو کان لگا کر سنے اور سنکر مانے۔ ب ۱۰ ب ۲۹

اُذِنَ۔ حکم دیا گیا۔ اجازت دی گئی۔ (سمع) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ب ۱۴

اَذَّنَ۔ وہ پکارا۔ تَاْذِيْنٌ سے جس کے معنی اعلان کرنے اور اطلاع دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ب ۸ ب ۱۳

اَذِّنْ پکار دے۔ تَاْذِيْنٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ب ۱۷

اَذِنَ۔ اس نے حکم دیا۔ اِذْنٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ب ۱۱ ب ۱۶ ب ۱۹ ب ۲۲ ب ۲

اِذْنٌ حکم۔ اجازت۔ ارادہ۔ مشیت۔ اِذْنٌ کا استعمال

Marfat.com

مشیت کے مفہوم کے بغیر نہیں ہوتا۔ پ ۱۲ پ ۱۲ پ ۱۳

پ ۸ و ۹ پ ۱ و ۱۰ پ ۱۴ پ ۵ پ ۱۰ پ ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ پ ۱۹ و ۲۸

پ ۱۳ پ ۱۲ و ۱۹ پ ۲۲

اٰذَنّٰکَ۔ ہم نے تجھ کو کہہ سنایا۔ اٰذَنَّا۔ اِیْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۵

اَذِنْتَ۔ تو نے رخصت دیدی۔ اجازت دیدی۔ اِذْنٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۴

اَذِنَتْ۔ اس نے سن لیا۔ (سمع) اَذَنٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۳۰

اٰذَنْتُکُمْ۔ میں نے تم کو خبر کردی۔ میں نے تم کو اطلاع دیدی۔ اٰذَنْتُ۔ اِیْذَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۷

اِذْنِہٖ۔ اس کی اجازت۔ اس کا حکم۔ اِذْنٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۳ پ ۱۰ و ۱۱ پ ۲ پ ۷

پ ۸ پ ۹ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۲۲ پ ۲۳

اِذْنِیْ۔ میری اجازت۔ میرا حکم۔ اِذْنٌ مضاف یْ ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ پ ۷

اُذُنَیْہِ۔ اس کے دونوں کان۔ اُذُنَیْ اُذُنٌ کا تثنیہ مضاف ہے۔ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

اصل میں اُذُنَیْنِ تھا اضافت کے سبب ن گر گئی۔ پ ۲۱

اٰذَوْا۔ انہوں نے ستایا۔ اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۷

اٰذُوْھُمَا۔ ان دونوں کو ایذا دو۔ اٰذُوْا۔ اِیْذَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمَا ضمیر تثنیہ غائب ایذا سے یہاں مارنے پیٹنے کی طرف اشارہ ہے۔ پ ۱۳

اَذْھَبَ۔ اس نے دور کیا۔ اس نے ہٹا دیا۔ اِذْھَابٌ سے جس کے معنی دور کرنے اور ہٹا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۲۲

اِذْھَبْ۔ تو جا (تم) ذَھَابٌ سے جس کے معنی جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اگر صلہ میں با ہو تو پھر لیجانے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ پ ۸ پ ۱۵ پ ۱۰ و ۱۱ و ۱۵

پ ۱۶ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۰

اِذْھَبَا۔ تم دونوں جاؤ۔ ذَھَابٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔ پ ۱۱ پ ۱۶ و ۱۹

اَذْھَبْتُمْ۔ تم لے چکے۔ تم ضائع کر چکے۔ اِذْھَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۶

اِذْھَبُوْا۔ تم جاؤ۔ ذَھَابٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۳

اَذًی۔ ہر وہ ضرر جو کسی جاندار کی روح یا جسم کو پہنچے خواہ

Marfat.com

وہ ضرر دنیوی ہو یا اخروی۔ قرآن مجید میں جو حیض میں جماع کرنے کو اَذًی سے تعبیر کیا گیا ہے وہ یا تو باعتبار شرع ہے یعنی شریعتِ الٰہی اس فعل کو اذیت سمجھتی ہے یا باعتبارِ طب کہ اطبا اس فعل کو مضرت رساں خیال کرتے ہیں۔ [illegible]

اُوْذِیْتُمُوْنَا۔ تم نے ہم کو ایذا دی۔ اُوْذِیْتُمُوْا اِیْذَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم۔ [illegible]

فصل الراء المهملہ

اَرَادَ۔ اس نے چاہا۔ ارادہ کیا۔ اِرَادَةٌ سے جس کے معنی چاہنے اور ارادہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اَرَادَا۔ ان دونوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ غائب [illegible]

اَرَادَنِیْ۔ اس نے مجھ کو چاہا۔ اس نے میرے متعلق ارادہ کیا۔ اَرَادَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم [illegible]

اَرَادُوْا۔ انہوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

اَرَاذِلُنَا۔ ہم میں نیچ قوم ہمارے رذیل لوگ۔ اَرَاذِل اَرْذَلٌ کی جمع جو رَذَالَةٌ سے جس کے معنی رذیل اور ذلیل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ اَرَاذِلُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اَرَائِكُ۔ بہت سے تخت۔ اَرِیْكَةٌ کی جمع جس کے معنی اس مزین تخت کے ہیں جس پر پردہ لٹکا ہوا ہو [illegible]

اَرْبَابٌ۔ کئی معبود، رَبٌّ کی جمع ہے رَبّ کا استعمال جب بلا اضافت ہوتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے بولا جاتا ہے اس اعتبار سے اس کی جمع نہیں آتی قرآن مجید نے جو ارباب کا لفظ استعمال کیا ہے وہ کافروں کے اعتقاد کے اعتبار سے ہے أَأَرْبَابٌ میں ہمزہ استفہام انکاری کے لئے ہے (ملاحظہ ہو رَبّ) [illegible] اَرْبَابًا [illegible]

اِرْبَةٌ۔ غرض، حاجت۔ ایسی سخت حاجت جس کو دور کرنے کے لئے حیلہ اور تدبیر سے کام لینا پڑے لے اِرْبٌ کہتے ہیں پس ہر ارب حاجت میں داخل ہے لیکن ہر حاجت ارب نہیں ہو سکتی۔ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَةِ میں اِرْبَةٌ سے نکاح کی حاجت مراد ہے۔ [illegible]

Marfat.com

اَرْبَعٌ۔ چار مونث اگر تمیز ہو تو اَرْبَعٌ کہا جاتا ہے پ۴ ع۱۲
اَرْبَعَۃٌ۔ چار مذکر اگر تمیز ہو تو اَرْبَعَۃٌ بولا جاتا ہے
پ۲ ع۱۲، پ۲ ع۲، پ۱۲، پ۷ ع۱۱، پ۸ ع۱۸، پ۱۸ ع۱۹
اَرْبَعِیْنَ۔ چالیس۔ پ۱، پ۶، پ۹، پ۲۰
اَرْبٰی۔ زیادہ چڑھا ہوا (نصر) رِبَا سے جس کے معنی بڑھنے
اور چڑھنے کے افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ۱۴
اِرْتَابَ۔ وہ شبہ میں پڑا اس نے شبہ کیا۔ اِرْتِیَابٌ سے
جس کے معنی شک میں پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ پ۱
اِرْتَابَتْ۔ وہ شک میں پڑی۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا
صیغہ واحد مونث غائب پ۱۲
اِرْتَابُوْا۔ وہ شک میں پڑے۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱۲
اِرْتَبْتُمْ۔ تم شک میں پڑے۔ اِرْتِیَابٌ سے ماضی کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷، پ۲۸
اِرْتَدَّ۔ وہ لوٹ گیا اِرْتِدَادٌ سے جس کے معنی جس راستہ
آیا اسی راستہ واپس جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب یہاں اپنی اصلی حالت پر لوٹ آنا مراد ہے پ۱۳
اِرْتَدَّا۔ وہ دونوں لوٹ پھرے۔ اِرْتِدَادٌ سے ماضی
کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ۲۱
اِرْتَدُّوْا۔ وہ لوٹ پھرے۔ اِرْتِدَادٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب۔ پ۲۶
اِرْتَضٰی۔ وہ راضی ہوا اس نے پسند کیا۔ اِرْتِضَاءٌ سے
جس کے معنی پسند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب۔ پ۴، پ۱۸، پ۲۹
اِرْتَقِبْ۔ انتظار کر۔ راہ دیکھ۔ اِرْتِقَابٌ سے جس کے
معنی انتظار کرنے اور راہ دیکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر۔ پ۲۵
اِرْتَقِبُوْا۔ تم انتظار کرو۔ اِرْتِقَابٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ پ۱۲
اِرْتَقِبْھُمْ۔ تو ان کا انتظار کر، تو ان کو دیکھتا رہ۔ اِرْتَقِبْ
صیغہ امر۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۷
اَرْجَائِھَا۔ اس کے کنارے۔ اَرْجَاءٌ، رجا کی جمع جس کے
معنی کنارے کے ہیں مضاف ہے ھَا ضمیر واحد مونث
غائب مضاف الیہ۔ پ۲۹
اَرْجِعُ۔ میں واپس جاؤں (ضَرَبَ) رُجُوْعٌ سے جس کے
معنی لوٹنے اور واپس ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم پ۱۲

Marfat.com

اِرْجِعْ۔ تو لوٹ جا۔ پھر جا۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۲ پ۸ پ۲۹

اَرْجِعْنَا۔ تو ہم کو لوٹا۔ ہم کو پھر بھیج دے۔ اَرْجِعْ اِرْجَاعٌ سے جس کے معنی واپس کرنے اور لوٹانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم پ۱۵

اِرْجِعُوْا تم واپس جاؤ پھر جاؤ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳ پ۱۰ پ۱۸ پ۱۸

اَرْجِعُوْنِ۔ مجھ کو پھر بھیج دیجئے۔ اَرْجِعُوْا اِرْجَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اس میں اللہ تعالیٰ سے خطاب ہے اور جمع کا صیغہ تعظیماً استعمال کیا گیا ہے۔ پ۱۹

اِرْجِعِیْ۔ پھر چل۔ واپس ہو۔ رُجُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ۳۰

اَرْجُلٌ۔ پاؤں۔ پیر۔ رِجْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔ پ۹

اَرْجُلُکُمْ۔ تمہارے پاؤں۔ اَرْجُلٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۶ پ۹ پ۱۶ پ۲۱

اَرْجُلِکُمْ پ۱۲

اَرْجُلُهُمْ۔ ان کے پاؤں۔ اَرْجُلٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۶ پ۹ پ۲۳

اَرْجُلِهِمْ پ۷ پ۱۲

اَرْجُلِهِنَّ ان عورتوں کے پاؤں اَرْجُلٌ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱۸ پ۲۸

اَرْجُمَنَّکَ میں تجھے سنگسار کرونگا۔ (نَصَرَ) اَرْجُمَنَّ رَجْمٌ سے جس کے معنی سنگسار کرنے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ رَجْمٌ کا استعمال مجازاً سب و شتم اور دھتکارنے پھٹکارنے کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ پ۱۶

اُرْجُوْا۔ تم امید رکھو (نَصَرَ) رَجَاءٌ سے جس کے معنی امید کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۰

اَرْجِهْ تو اس کو ڈھیل دے اَرْجِ اِرْجَاءٌ سے جس کے معنی ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۹ پ۱۹

اَرْحَامٌ۔ رحم۔ قرابت رِحْمٌ کی جمع ہے۔ رحم عورت کے پیٹ کا وہ حصہ جس میں بچہ پیدا ہوتا ہے اور مجازاً قرابت کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کیونکہ اہلِ قرابت ایک ہی رحم سے پیدا ہوتے ہیں۔ پ۳ پ۴ پ۶ پ۱۰ پ۱۳ پ۲۱ پ۲۱

اَرْحَامُکُمْ تمہاری قرابتیں ارحام مضاف کُمْ

Marfat.com

ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۴ پ ۱۶

اَرْحَامِهِنَّ۔ ان عورتوں کے رحم، اَرْحَام مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ۔ پ ۱۲

اَرْحَمُ۔ سب سے زیادہ رحم کرنے والا۔ رَحْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ پ ۸ پ ۱۳ پ ۱۳ پ ۱۷

اِرْحَمْ۔ تو رحم کر (سَمِعَ) رَحْمٌ اور رَحْمَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۸

اِرْحَمْنَا۔ ہم پر رحم کر۔ اِرْحَمْ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۳ پ ۹ پ ۹

اِرْحَمْهُمَا۔ ان دونوں پر رحم کر۔ اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ غائب ہے پ ۱۵

اَرَدْتُّ۔ میں نے چاہا۔ ارادہ کیا اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ ۲ پ ۱۶

اَرَدْتُّمْ۔ تم نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ پ ۴ پ ۱۸

اَرَدْنَ۔ ان عورتوں نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب۔ پ ۱۸

اَرَدْنَا۔ ہم نے چاہا۔ اِرَادَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۹ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۷ پ ۲۳

اَرَدْنٰهُ۔ ہم نے اس کو چاہا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۴

اَرْدٰىكُمْ۔ اس نے تم کو غارت کیا۔ اَرْدٰى اِرْدَاءٌ سے جس کے معنی ہلاک اور غارت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲۴

اَرْذَلُ۔ سب سے زیادہ کمتر۔ رَذَالَةٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ ارذل عمر سے خرافت سن مراد ہے پ ۱۴ پ ۱۷

اَرْذَلُوْنَ کمینے لوگ، اَرْذَلُ کی جمع۔ پ ۱۹

اُرْزُقْ۔ تو روزی دے (نَصَرَ) رِزْقٌ سے جس کے معنی روزی دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱

اُرْزُقْنَا۔ تو ہم کو روزی دے۔ اُرْزُقْ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم پ ۷

اُرْزُقُوْهُمْ۔ ان کو کچھ کھلا دو، اُرْزُقُوْا رِزْقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۴

اُرْزُقْهُمْ۔ ان کو روزی دے۔ اُرْزُقْ صیغہ امر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۱۳

اُرْسِلَ۔ وہ بھیجا گیا۔ اِرْسَالٌ سے جس کے معنی بھیجنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲ پ ۱۱ پ ۲۶

اَرْسَلَ۔ اس نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲ پ ۸ پ ۱۰ پ ۱۲ پ ۱۲ پ ۱۸ پ ۲۰

Marfat.com

أَرْسِلْ۔ تو بھیج دے۔ تو پیغام دے۔ اِرْسَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب ۹/۲و۳ ب ۱۲/۲ ب ۱۲/۱ ب ۹/۹

أُرْسِلْتُ میں بھیجا گیا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم ب ۸/۱۸ ب ۱۱/۵ ب ۲۶/۲

أَرْسَلْتَ۔ تو نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ب ۱۶/۱۷ ب ۳۰/۱۸

أَرْسَلَتْ۔ اس عورت نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ب ۱۲/۱۴

أُرْسِلْتُمْ تم بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب ۱۳/۱۲ ب ۱۲/۱۰ ب ۱۳/۱۶ ب ۲۹/۸

أَرْسَلْنَا۔ ہم نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ب ۲/۳ ب ۵/۹ ب ۷/۱۴ ب ۷/۱۱و۶ ب ۸/۱۵ ب ۹/۱۰و۹و۲ ب ۱۲/۹و۳ ب ۱۳/۱۲و۱۳ ب ۱۳/۱۳و۱۲و۱۰ ب ۱۵/۸ ب ۱۶/۹و۵ ب ۱۷/۱۳و۱ ب ۱۸/۱۰و۱۲و۱۳ ب ۱۹/۱۹ ب ۲۰/۱۹و۱۳ ب ۲۱/۱۸و۸ ب ۲۲/[illegible] ب ۲۳/۹ ب ۲۴/۸و۲۸ ب ۲۳/۱۹ ب ۲۵/[illegible] ب ۲۶/۹ ب ۲۷/[illegible] ب ۲۹/۱۳و۹

أُرْسِلْنَا۔ ہم بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم ب ۱۱/۱۲ ب ۱۲/۱۳ ب ۲۷/۱

أَرْسَلْنٰكَ ہم نے تجھ کو بھیجا۔ اَرْسَلْنَا صیغہ ماضی کٌ ضمیر واحد مذکر حاضر ب ۵/۸ ب ۵/۸ ب ۱۳/۱۰ ب ۱۵/۱۲و۹ ب ۲۲/۶

ب ۱۱/۲ ب ۱۲/۹ ب ۲۵/۶ ب ۱۱/۹

أَرْسَلْنٰهُ ہم نے اس کو بھیجا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ب ۱۳/۹ ب ۲۳/۱

أَرْسَلُوْا۔ انہوں نے بھیجا۔ اِرْسَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب ۱۲/۲

أُرْسِلُوْا۔ وہ بھیجے گئے۔ اِرْسَالٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ب ۳۰/۸

أَرْسِلُوْنِ تم مجھ کو بھیجو۔ اَرْسِلُوْا اِرْسَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے ب ۱۲/۱۹

أَرْسِلْهُ اس کو بھیج۔ اَرْسِلْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب ۱۲/۱۲ ب ۲۰

أُرْسِلُهٗ۔ میں اس کو بھیجوں گا۔ اُرْسِلُ اِرْسَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب ۱۳

أَرْسٰهَا۔ اس کو قائم کر دیا۔ اَرْسٰی اِرْسَاءٌ جس کے معنی لنگر باندھنے۔ ثابت رکھنے اور میخ ٹھونکنے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ ب ۳۰/۴

اِرْصَادٌ گھات لگانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے

أَرْضٌ۔ زمین۔ اَرَضُوْنَ۔ جمع۔ آیہ شریفہ اعْمَلُوْا

أَنَّ اللّٰهَ يُحْيِي الْأَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا۔ جان رکھو کہ
اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرجانے کے بعد
میں زمین کی زندگی سے مراد مٹی ہوئی چیزوں کا دوبارہ
بنانا ہے اور ارض سے تمام کائنات زمین مراد ہے
یہاں تک بعض مفسرین نے سخت دلی کے بعد نرم دلی
تک اس آیت کے مفہوم میں داخل سمجھا ہے۔ پ۱ ۲و۳

پ۱ ۴و۶و۸و۱۲و۱۳ — پ۲ ۳و۵و۹و۱۶ — پ۳ ۲و۵و۸و۹و۱۱و۱۶

پ۴ ۲و۴و۵و۸و۹و۱۰و۱۱ — پ۵ ۳و۱۱و۱۳و۱۵و۱۶ — پ۶ ۱و۳و۶و۸و۹

پ۶ ۱۳و۱۴ — پ۷ ۲و۳و۴و۷و۸و۱۰و۱۳و۱۵و۱۹ — پ۸ ۱و۲و۷و۸و۹

پ۸ ۱۳و۱۶و۱۸ — پ۹ ۲و۳و۵و۶و۷و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۶ — پ۱۰ ۲و۵و

پ۱۰ ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۹ — پ۱۱ ۲و۴و۶و۹و۱۱و۱۳و۱۴و۱۸

پ۱۲ ۱و۲و۴و۸و۹و۱۰و۱۲ — پ۱۳ ۱و۲و۳و۵و۶و۷و۹و۱۰و

پ۱۳ ۱و۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۸و۱۹ — پ۱۴ ۲و۳و۴و۷و۸و۱۱و

پ۱۴ ۳و۱۲و۱۶ — پ۱۵ ۱و۲و۴و۵و۸و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

پ۱۵ ۱۴و۱۸و۱۹ — پ۱۶ ۲و۵و۸و۹و۱۰و۱۱ — پ۱۷ ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸

پ۱۷ ۸و۹و۱۲و۱۴و۱۹ — پ۱۸ ۲و۳و۵و۶و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶

پ۱۹ ۲و۳و۵و۶و۱۲و۱۳و۱۶و۱۸ — پ۲۰ ۱و۲و۳و۴و۵و۱۱و۱۲و۱۳و

پ۲۰ ۱۲و۱۶ — پ۲۱ ۲و۳و۵و۶و۸و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۹ — پ۲۲ ۲و۶و۸و

پ۲۲ ۹و۱۲و۱۳و۱۶ — پ۲۳ ۲و۳و۵و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۹

پ۲۴ ۲و۳و۴و۵و۸و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷ — پ۲۵ ۲و۳و۴و

پ۲۵ ۵و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۷و۱۸و۱۹و۲۰ — پ۲۶ ۱و۲و۳و۴و۵و

پ۲۶ ۷و۹و۱۰و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۸ — پ۲۷ ۲و۳و۸و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۷و۱۸و

پ۲۷ ۱۹ ۲و۳و۴و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۸ — پ۲۸ [illegible] — پ۲۹ ۲و۵و۷و۹و۱۰و

پ۲۹ ۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ — پ۳۰ ۱و۲و۳و۵و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۶و۱۷و۲۲

اَرْضَا۔ پ۱۳ پ۲۱ ۱۴

اَرْضَعَتْ۔ اس عورت نے دودھ پلایا۔ اِرْضَاعٌ
سے جس کے معنی بچہ کو چھاتی سے دودھ پلانے اور پستان
چوسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۷

اَرْضَعْنَ۔ ان عورتوں نے دودھ پلایا۔ اِرْضَاعٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب۔ پ۲۸ ۱۷

اَرْضَعْنَكُمْ۔ ان عورتوں نے تم کو دودھ پلایا۔ اس
میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۴ ۱۵

اَرْضِعِيْهِ۔ تو اس کو دودھ پلا۔ اَرْضِعِيْ اِرْضَاعٌ
سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر اور ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰

اَرْضِكُمْ۔ تمہاری زمین۔ اَرْض مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۹ پ۱۳ ۱۶ پ۱۳

اَرْضِنَا۔ ہماری زمین۔ اَرْض مضاف نَا ضمیر جمع
متکلم مضاف الیہ پ۱۳ ۱۵ پ۱۶ پ۳۰

Marfat.com

اَرْضَهُمْ ۔ ان کی زمین۔ اَرْضَ مضاف ھم ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۲۱

اَرْضِیْ ۔ میری زمین۔ اَرْضِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۲۱

اِرْعَوْا ۔ تم چراؤ (فتح) رَعْیٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر رَعْیٌ کے معنی اصل میں جانور کی حفاظت کرنے کے ہیں خواہ غذا کے ذریعہ اس کی زندگی کی حفاظت کی جائے یا دشمن سے اسے محفوظ رکھا جائے۔ یہاں چرانے کے معنی مراد ہیں۔ پ ۱۶/۱۱

اِرْغَبْ ۔ تو دل لگا۔ تو رغبت کر۔ (سمع) رَغْبَۃٌ سے جس کے معنی دل لگانے اور متوجہ ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۳۰/۱۹

اِرْکَبْ ۔ تو سوار ہو جا۔ (سمع) رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر رُکُوْبٌ کے اصل معنی تو جانور کی پشت پر سوار ہونے کے ہیں مگر کبھی کبھی کشتی پر سوار ہونے کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے اور یہاں یہی مراد ہے۔ پ ۱۲/۴

اِرْکَبُوْا ۔ تم سوار ہو جاؤ۔ رُکُوْبٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں بھی کشتی پر سوار ہونا مراد ہے۔ پ ۱۲/۴

اُرْکِسُوْا ۔ وہ الٹ دیے گئے۔ اِرْکَاسٌ سے جس کے معنی سر کے بل اوپر سے نیچے تک بالکل الٹ دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۵

اَرْکَسَهُمْ ۔ ان کو الٹ دیا۔ اَرْکَسَ اِرْکَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۵

اُرْکُضْ ۔ تو لات مار (نصر) رَکْضٌ سے جس کے معنی لات مارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۳/۱۲

اِرْکَعُوْا ۔ تم جھکو۔ رکوع کرو، جھک جاؤ۔ (فتح) رُکُوْعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر رُکُوْعٌ کے معنی اصل میں جھکنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے نماز کی ہیئت مخصوصہ کو رکوع کہا جاتا ہے پ۱ پ۱۷ پ ۲۹/۲۲

اِرْکَعِیْ ۔ تو جھک، رکوع کر، رُکُوْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ ۳/۱۳

اِرَمَ ۔ اس کی تفسیر میں مفسرین کا اختلاف ہے لیکن زیادہ قرین صحت یہی ہے کہ یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جو جد قبیلہ ارم بن سام بن نوح کے نام پر رکھا گیا ہے عرب بائدہ میں سے عاد اولیٰ اسی قبیلہ میں شمار کیا جاتا ہے چنانچہ قرآن عظیم میں بِعَادٍ اِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ میں عاد سے عاد اولیٰ اور ارم سے ان کا قبیلہ مراد ہے

Marfat.com

ارم یا تو تانیث اور علیت کی بنا پر غیر منصرف ہے یا عجمیت اور علیت کی وجہ سے ارم کے سلسلہ میں جو شداد کی جنت کا قصہ بیان کیا جاتا ہے وہ محض فسانہ ہے جس کی کچھ اصل نہیں (مزید تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو عاد) پ ۳۰

اَرِنَا۔ تو ہم کو دکھا۔ ہم کو بتلا۔ اَرِ۔ اِرَاءَةٌ سے جس کے معنی دکھلا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم پ ۱ پ ۱۵ پ ۲۴

اَرِنِی۔ مجھکو دکھلا دے۔ اَرِ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۳ پ ۹

اَرُوْنِی۔ تم مجھکو دکھلاؤ۔ اَرُوْا۔ اِرَاءَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۲۲ پ ۲۲ پ ۲۶

اِرْهَبُوْنِ۔ مجھ سے ڈرو۔ (سہمو) اِرْهَبُوْا رَهْبَةٌ سے جس کے معنی بے تابی او بے چینی کے ساتھ ڈرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے پ ۱ پ ۱۴

اُرْهِقُهٗ۔ میں اسے سخت مشقت میں مبتلا کروں گا۔ اُرْهِقُ۔ اِرْهَاقٌ سے جس کے معنی کسی ناگوار کام کرنے پر انسان کو مجبور کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۹

اَرٰی۔ میں دیکھتا ہوں (فتحہ) رُؤْيَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ رُؤْيَةٌ کے معنی اصل میں ادراک مرئی (دیکھنے) کے ہیں خواہ آنکھ کے ذریعہ ہو یا تخیل یا تفکر کے اعتبار سے یا عقل کی راہ سے پ ۲ پ ۱۹ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۲ پ ۲۳

اُرِیْدُ۔ میں چاہتا ہوں۔ اِرَادَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۹ پ ۸ پ ۹ پ ۲

اُرِیْدَ۔ ارادہ کیا گیا۔ اِرَادَةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹

اَرٰىكَ۔ تجھ کو دکھایا۔ تجھ کو سجھایا۔ اَرٰی اِرَاءَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۵

اَرٰىكَ۔ میں تجھ کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُؤْيَةٌ سے صیغہ مضارع کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۵

اَرٰىكُمْ۔ اس نے تم کو دکھایا۔ اَرٰی اِرَاءَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۴

اَرٰىكُمْ۔ میں تم کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُؤْيَةٌ سے صیغہ مضارع کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۸ پ ۱۲ پ ۲۴

Marfat.com

اُرِیْکُمْ۔ میں تم کو دکھاتا ہوں۔ اُرِیُ اِرَاءَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸ پ۱۴ پ۲۴

اَرٰىکَهُمْ۔ اس نے تجھے ان کو دکھلایا اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے صیغہ ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱

اَرَیْنٰکَ۔ ہم نے تجھ کو دکھلایا۔ اَرَیْنَا اِرَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۵

اَرَیْنٰکَهُمْ۔ ہم نے تجھکو ان لوگوں کو دکھلایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲۶

اَرَیْنٰهُ۔ ہم نے اس کو دکھلایا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۶

اَرٰىنِیْ۔ میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں۔ اَرٰی رُوْیَۃٌ سے صیغہ مضارع ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۱۲

اَرٰىهُ۔ اس نے اس کو دکھلایا۔ اَرٰی اِرَاءَۃٌ سے صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳۰

فصل الزاء المعجمة

اَزًّا۔ ابھارنا۔ مصدر ہے پ۱۶

اَزَاغَ۔ اس نے پھیر دیا۔ ٹیڑھا کر دیا۔ اِزَاغَۃٌ سے جس کے معنی کجی میں ڈالنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۸

اِزْدَادُوْا۔ وہ بڑھے۔ اِزْدِیَادٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱ پ۱۵ پ۱۵

اُزْدُجِرَ۔ وہ جھڑکا گیا۔ اِزْدِجَارٌ سے جس کے معنی جھڑکنے اور ڈانٹنے ڈپٹنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب بعض نے وَازْدُجِرَ کے معنی آسیب زدہ کئے ہیں۔ پ۲۷

اٰزَرَ۔ بروزن فَاعَلَ۔ عابر، فالغ، شالخ کی طرح عبرانی لفظ ہے اور بسبب عجمیت و علمیت کے غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام ہے توراۃ میں آپ کے والد کا نام تارخ بیان کیا گیا ہے اگر توراۃ کا یہ بیان تحریف سے محفوظ ہے تو قرین قیاس یہی ہے کہ اس صورت میں آزر تارخ کی تعریب ہے جس طرح اسحٰق، اضحک یا اصحاق کا معرب ہے اور عیسیٰ، ایشوع کا۔ چنانچہ امام راغب اصفہانی مفردات غریب القرآن میں رقمطراز ہیں

Marfat.com

قیل کان اسم ابیہ تارخ فعرب فجعل آزر۔
بیان کیا گیا ہے کہ ان کے باپ کا نام تارخ تھا پھر معرب بنا کر آزر کر لیا گیا۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر ہی مذکور ہے اس لئے اگر تورات کا بیان صحیح ہے تو یہی ممکن ہے کہ آزر اور تارخ یعقوب و اسرائیل کی طرح ایک ہی شخص کے دو نام ہوں یا ان میں سے ایک لقب ہو اور دوسرا نام۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا چونکہ اسی نے انھیں پرورش کیا تھا اس لئے قرآن نے اسے باپ کہا عربی میں چچا کے لئے بھی 'اب' کا لفظ بولا جاتا ہے لیکن یہ محض لغو ہے۔ اب کا لفظ جب مفرد استعمال ہوگا ہمیشہ باپ کے معنی میں مستعمل ہوگا۔ ہاں البتہ کوئی قرینہ مجاز جو اس کو حقیقی معنی میں استعمال کر روکتا ہو موجود ہو تو دوسری بات ہے اور آیت شریفہ اِذْ قَالَ اِبْرَاهِیْمُ لِاَبِیْهِ آزَرَ میں کوئی قرینہ مجاز موجود نہیں پھر صحیح بخاری کی حدیث میں ان کے والد کا نام آزر ہی بیان کیا گیا ہے لہذا ایسی صورت میں بلا کسی قرینہ اور ثبوت کے یہ کہہ دینا کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چچا کا نام ہے جب کہ اس دعوی کے ثبوت میں نہ کوئی صحیح حدیث ہے نہ تاریخی روایت نہ علماء انساب کی تصریح نہ تورات کا کوئی بیان اور نہ صرف اس ایک مقام پر بلکہ جہاں بھی لابیہ آیا ہے اس سے یہی فرضی چچا مراد لینا اور تمام کفر وشرک، بت پرستی اور کوکب پرستی اسی فرضی چچا کے سر منڈھ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو اس سے بری قرار دینا بہت بڑی جسارت ہے۔ اصل میں اس خیال کی بنا تمام تر اس پر ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد کو حضرت آدم علیہ السلام تک مومن و موحد تسلیم کیا جائے حالانکہ حسب تصریح امام رازی و ابو حیان اندلسی یہ شیعہ کا عقیدہ ہے[1]۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سب سے پہلے اپنے باپ ہی کو دعوت حق کا پہلا مخاطب قرار دیا تھا چنانچہ آپ کی موعظت و تبلیغ حق کا مفصل بیان قرآن مجید میں مذکور ہے مگر آزر پر اس کا مطلق کوئی اثر نہیں ہوا اور اس نے اپنے مقدس اور

[1] ملاحظہ ہو تفسیر کبیر ج ۴ ص ۰، طبع مصر سنہ ۱۳۲۴ھ والبحر المحیط ج ۴ ص ۱۶۴ طبع مصر سنہ ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

محترم بیٹے کو دھمکی دی کہ اگر تو بتوں کی برائی کرنے سے باز نہ آیا تو تجھے سنگسار کر کے چھوڑوں گا اپنی خیر چاہتا ہے تو جان سلامت لیکر مجھ سے الگ ہو جا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اچھا میری طرف سے سلام میں نے تم سب کو چھوڑا اور انھیں بھی جنہیں تم اللہ کے سوا پکارا کرتے ہو۔ صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے باپ آزر کو اس حال میں پائیں گے کہ اس کا چہرہ سیاہ اور خاک آلود ہوگا اس وقت آپ اس سے فرمائیں گے کہ کیوں میں نے تجھے نہیں کہا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر؟ باپ جواب دیگا کہ آج میں تیری نافرمانی نہیں کرونگا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام عرض کریں گے کہ اے پروردگار تو نے وعدہ کیا تھا کہ تو مجھے قیامت کے دن رسوا نہیں کرے گا پس اس دور افتادہ رحمت باپ کی ذلت سے بڑھکر میری اور کیا رسوائی ہوگی اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا کہ میں نے جنت کو کافروں پر حرام کر دیا ہے۔ پھر کہا جائے گا کہ اے ابراہیم تمہارے پیروں تلے کیا ہے اب جو دیکھیں گے تو ایک نجاست آلود گھنے بالوں والا خون میں لتھڑا ہوا گفتار پڑا ہوا ہے پھر اس کی ٹانگ پکڑ کے اسے آگ میں ڈال دیا جائے گا۔[1] ۶: ۷۵

اَزَرَهٗ۔ اس کی کمر مضبوط کی۔ اَزْرٌ مُوَازَرَۃٌ سے جس کے معنی کمر مضبوط کرنے قوی کرنے اور معاونت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۴۸: ۲۹

اَزْرِیْ۔ میری کمر۔ میری قوت، اَزْرٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۲۰: ۳۱

اَزِفَتْ۔ آپہنچی (۵۳: ۵۷) اَزِفٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اَزَفٌ کے اصل معنی تنگی وقت کے ہیں چونکہ تنگی وقت کا مطلب وقت کا قریب آلگنا ہوتا ہے اس لئے اس کا استعمال قریب آلگنے میں ہونے لگا۔ ۵۳: ۵۷

اٰزِفَةٌ۔ نزدیک آنیوالی۔ قریب آلگنے والی جس کے آنے کا وقت بہت تنگ ہو گیا ہو۔ مراد قیامت ہے اَزِفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب ۴۰: ۱۸

[1] صحیح بخاری باب قول اللہ واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا۔

Marfat.com

أَزْکٰی - زیادہ ستھرا۔ زَکوٰۃٌ سے جس کے معنی طہارت اور پاکیزگی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۵ پ۱۵ پ۱۶

أَزْلَام - تیر زَلَمٌ کی جمع۔ زلم اس تیر کو کہتے ہیں جس میں پر نہ ہو۔ ازلام سے مراد وہ تیر ہیں جن کو اہلِ مشرکین عرب کو جب کوئی اہم کام در پیش ہوتا جیسے سفر یا جنگ یا تجارت یا نکاح وغیرہ تو اس کام کے کرنے یا نہ کرنے کا وہ فیصلہ کرتے۔ یہ تیر خانہ کعبہ میں رکھے ہوئے تھے ان میں سے کسی پر اَمَرَنِیْ رَبِّیْ (مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا) کسی پر نَھَانِیْ رَبِّیْ (میرے رب نے مجھے منع کر دیا) تحریر تھا اور کسی پر کچھ نہیں۔ پس اگر حکم دینے والا تیر نکلتا تو اس کام کو سر انجام دیتے اور اگر منع کرنے والا نکلتا تو باز رہتے اور اگر وہ تیر نکلتا جس پر کچھ نہ لکھا ہوتا تو پھر دوبارہ تیر نکالتے تا آنکہ حکم یا ممانعت کا تیر نکل آتا۔[1] پ۶ پ۷

أُزْلِفَتْ - وہ قریب لائی گئی۔ اِزْلَافٌ سے جس کے معنی قریب لانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹ پ۲۶ پ۳۰

أَزْلَفْنَا - ہم نے قریب کر دیا۔ پاس پہنچا دیا۔ اِزْلَافٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۹

أَزَلَّهُمَا - ان دونوں کو ہلا دیا۔ ان دونوں کے قدم ڈگمگا دیے۔ اَزَلَّ اِزْلَالٌ سے جس کے معنی ڈگمگا دینے پھسلا دینے اور لغزش میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمَا ضمیر تثنیہ غائب پ۱

أَزْوَاجٌ - جوڑے۔ ہم شکل چیزیں۔ اقران۔ زَوْجٌ کی جمع۔ حیوانات کے جوڑے میں سے نر ہو یا مادہ ہر ایک کو زوج کہتے ہیں اور اسی طرح غیر حیوانات میں ہر اس شے کو جو دوسری شے کے قریں ہو خواہ مماثل ہو یا متضاد زوج کہتے ہیں۔ پ۱ پ۳ پ۴ پ۹ پ۱۲

أَزْوَاجًا پ۱۳ پ۱۴ پ۱۳ پ۱۴ پ۲۳ پ۲۵

پ۱۸ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵ پ۲۷ پ۲۸ پ۳۰

أَزْوَاجَكَ - تیری بیویاں۔ تیری عورتیں۔ اَزْوَاجٌ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۸

أَزْوَاجُكُمْ - تمہاری بیویاں۔ تمہاری عورتیں۔ اَزْوَاجٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲ پ۲ پ۴ پ۱۴ پ۱۸ پ۲۱ پ۲۸ پ۲۸

[1] کلیات ابی البقاء ص ۴۰ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

Marfat.com

اَزْوَاجِنَا - ہماری بیویاں۔ ہماری عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اَزْوَاجَہٗ - اس کی بیویاں۔ اس کی عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

اَزْوَاجَھُمْ - ان کی بیویاں۔ ان کی عورتیں۔ اَزْوَاج مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَزْوَاجَھُنَّ - ان کے شوہر۔ ان کے خاوند۔ اَزْوَاج مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ

اَزِیْدَ - میں زیادہ کروں (ضَرَبَ) زِیَادَۃٌ سے جس کے معنی زیادہ ہونے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اَزِیْدَنَّکُمْ - میں تم کو زیادہ دوں گا۔ اَزِیْدَنَّ زِیَادَۃٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

اِزَّیَّنَتْ - وہ مزین ہو گئی۔ تَزَیُّنٌ سے جس کے معنی زینت پانے اور آراستہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب

اُزَیِّنَنَّ - میں زینت دوں گا۔ آراستہ کروں گا تَزْیِیْنٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم

فصل السین المھملہ

اَسَاءَ - اس نے برائی کی۔ اس نے برا کیا۔ اِسَاءَۃٌ سے جس کے معنی کسی برے کام کے انجام دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

اَسَاْتُمْ - تم نے برا کیا۔ تم نے برائی کی اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَسَاطِیْرُ - کہانیاں۔ من گھڑت لکھی ہوئی باتیں۔ اُسْطُوْرَۃٌ کی جمع، وہ جھوٹی خبر جس کے متعلق اعتقاد ہو کہ وہ جھوٹ گڑھ کر لکھدی گئی ہے سطورہ کہلاتی ہے

اَسَاءُوْا - انہوں نے برا کیا۔ اِسَاءَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

اَسَاوِرَ - کنگن، پہنچیاں۔ سِوَارٌ کی جمع جس کے معنی کنگن اور پہنچی کے ہیں

اَسْبَابٌ - رسیاں۔ ذرائع۔ علاقے۔ سَبَبٌ کی جمع سبب اصل میں اس رسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعہ درخت پر چڑھا جاتا ہے۔ اسی مناسبت سے ہر اس

Marfat.com

شے کا نام سبب ہوا جو کسی دوسری شے کے توسل کا ذریعہ ہو۔

اَسْبَاط۔ قبیلے۔ ایک دادا کی اولاد۔ سِبْط کی جمع جس کے معنی پوتا اور نواسہ دونوں کے آتے ہیں مگر نواسے کے معنی میں اس کا استعمال زیادہ ہوتا ہے جب اسباط یہود یا اسباط بنی اسرائیل کہا جائے تو اس سے مراد وہ قبیلہ ہوتا ہے جو ایک دادا کی اولاد ہو۔ **اَسْبَاطًا**۔

اَسْبَغَ اس نے پورا کر دیا۔ اِسْبَاغٌ سے جس کے معنی کامل کرنے اور پورا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِسْتَاْجَرْتَ۔ تو نے اجرت پر نوکر رکھا۔ اِسْتِیْجَارٌ سے جس کے معنی اجرت پر نوکر رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

اِسْتَاْجِرْهُ۔ تو اس کو اجرت پر نوکر رکھ لے۔ اِسْتَاْجِرْ اِسْتِیْجَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اِسْتَاْذَنَ۔ اس نے اجازت چاہی۔ اِسْتِیْذَانٌ سے جس کے معنی اجازت چاہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اِسْتَاْذَنَکَ۔ اس نے تجھ سے اجازت چاہی اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔

اِسْتَاْذَنُوْکَ۔ انھوں نے تجھ سے اجازت چاہی اِسْتَاْذَنُوْا اِسْتِیْذَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔

اِسْتِبْدَالٌ۔ بدلنا۔ تبدیل چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔

اِسْتَبْرَقٌ۔ ریشم کا دبیز موٹا کپڑا۔ دیبا۔

اِسْتَبْشِرُوْا۔ خوشیاں مناؤ۔ بشارت پاؤ۔ اِسْتِبْشَارٌ سے جس کے معنی بشارت پانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اِسْتَبَقَا۔ وہ دونوں دوڑے ان دونوں نے ایک دوسرے پر سبقت کی۔ اِسْتِبَاقٌ سے جس کے معنی ایک کے دوسرے پر سبقت لیجانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔

اِسْتَبِقُوْا۔ تم سبقت کرو۔ اِسْتِبَاقٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

Marfat.com

اِسْتَجَابَ۔ اس نے قبول کیا۔ اس نے مانا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے جس کے معنی قبول کرنے اور ماننے کے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲ ع۱۴ پ۱۱ ع۹ پ۱۳ ع۱۵

اِسْتَجَابُوْا۔ انہوں نے قبول کیا۔ انہوں نے مانا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۹ ع۸ پ۱۳ ع۱۱ پ۱۳ ع۱۲ پ۱۴ ع۵

اِسْتَجَارَكَ۔ اس نے تجھ سے پناہ مانگی۔ اِسْتِجَارَۃٌ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۰ ع۱

اِسْتَجِبْ۔ میں قبول کروں گا۔ میں قبول کرتا ہوں۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۴ ع۱۱

اِسْتَجَبْتُمْ۔ تم نے مان لیا۔ تم نے قبول کر لیا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۳ ع۱۶

اِسْتَجَبْنَا۔ ہم نے اس کی فریاد سن لی۔ اس کی دعا قبول کر لی۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۷ ع۶

اُسْتُجِيْبَ۔ وہ مان لیا گیا۔ وہ قبول کر لیا گیا۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۵ ع۳

اِسْتَجِيْبُوْا۔ تم حکم مانو۔ تم قبول کرو۔ اِسْتِجَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ ع۱۶ پ۲۵ ع۶

اِسْتَحَبُّوْا۔ انہوں نے عزیز رکھا۔ انہوں نے پسند کیا۔ اِسْتِحْبَابٌ سے جس کے معنی عزیز رکھنے اور دوست رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰ ع۹ پ۱۴ ع۲۰ پ۲۴ ع۱۶

اُسْتُحْفِظُوْا۔ وہ نگہبان ٹھیرائے گئے۔ اِسْتِحْفَاظٌ سے جس کے معنی نگہبان بنانے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۶ ع۱۱

اِسْتَحَقَّ۔ وہ حقدار ہوا۔ لائق ہوا۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے جس کے معنی مستحق ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ۔ واحد مذکر غائب۔ پ۷ ع۴

اِسْتَحَقَّا۔ وہ دونوں حقدار ہوئے۔ اِسْتِحْقَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب پ۷ ع۴

اِسْتَحْوَذَ۔ اس نے قابو میں کر لیا۔ اِسْتِحْوَاذٌ سے جس کے معنی قابو میں کر کے ہانکنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۸ ع۳

اِسْتِحْيَاءٍ۔ شرمانا۔ حیا کرنا۔ بروزن اِسْتِفْعَال مصدر ہے پ۲۰ ع۶

اِسْتَحْيُوْا۔ جیتی رکھو۔ اِسْتِحْيَاءٌ سے جس کے معنی جیتا رکھنے اور زندہ چھوڑنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۴ ع۸

اِسْتَخْرَجَهَا۔ اس کو نکالا۔ اس کو نکلوایا۔

Marfat.com

اِسْتَخْرَجَ۔ اِسْتِخْرَاجٌ سے جس کے معنی نکلوانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ ۱۳

اِسْتَخَفَّ اس نے عقل کھودی۔ اِسْتِخْفَافٌ سے جس کے معنی بیوقوف جاہل بنانے اور راہِ حق سے ہٹانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۵

اَسْتَخْلِصْهُ میں اس کو خالص کر رکھوں۔ اَسْتَخْلِصُ اِسْتِخْلَاصٌ سے جس کے معنی پسند کرنے اور خالص کر رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۱۳

اِسْتَخْلَفَ۔ اس نے حاکم کیا اس نے خلیفہ بنایا۔ اِسْتِخْلَافٌ سے جس کے معنی خلیفہ بنانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۸

اِسْتَرَقَ۔ اس نے چرایا اِسْتِرَاقٌ سے جس کے معنی چرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۴

اِسْتَرْهَبُوْهُمْ انھوں نے ان کو ڈرایا۔ اِسْتَرْهَبُوْا اِسْتِرْهَابٌ سے جس کے معنی ڈرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۹

اِسْتَزَلَّهُمْ۔ اس نے ان کو بہکایا۔ اِسْتَزَلَّ اِسْتِزْلَالٌ سے جس کے معنی بہکانے اور لغزش کروانے کی تاک میں لگے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۴

اِسْتَسْقٰی - اس نے پانی مانگا۔ اِسْتِسْقَاءٌ سے جس کے معنی پانی مانگنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۱

اِسْتَسْقٰهُ۔ اس نے اس سے پانی مانگا۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۹

اِسْتَشْهِدُوْا تم گواہ کرو۔ تم گواہ لاؤ۔ اِسْتِشْهَادٌ سے جس کے معنی گواہ بنانے اور گواہی طلب کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے ۳

اُسْتُضْعِفُوْا۔ وہ ضعیف سمجھے گئے۔ کمزور خیال کئے گئے۔ اِسْتِضْعَافٌ سے جس کے معنی کمزور شمار کرنے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵ ۲۰ ۲۲

اِسْتَضْعَفُوْنِیْ انھوں نے مجھکو کمزور سمجھا۔ اِسْتَضْعَفُوْا۔ اِسْتِضْعَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۹

اِسْتَطَاعَ۔ اس سے ہو سکا۔ وہ کر سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ان چیزوں کا

Marfat.com

بتمام وکمال پایا جاتا جن کی وجہ سے فعل سرزد ہو سکے استطاعت کہلاتا ہے۔ [illegible]

اِسْتَطَاعُوْا۔ وہ کر سکے۔ ان سے ہو سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب [illegible]

اِسْتَطَعْتَ تجھ سے ہو سکا۔ تو کر سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اِسْتَطَعْتُ۔ میں کر سکا۔ مجھ سے ہو سکا۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

اِسْتَطَعْتُمْ تم سے ہو سکا تم کر سکے۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِسْتَطْعَمَا۔ ان دونوں نے کھانا مانگا۔ اِسْتِطْعَامٌ سے۔ جس کے معنی کھانا طلب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب [illegible]

اِسْتَطَعْنَا۔ ہم سے ہو سکا۔ ہم کر سکے۔ اِسْتِطَاعَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اِسْتِعْجَالَهُمْ۔ ان کا جلدی مانگنا۔ ان کا عجلت کرنا۔ اِسْتِعْجَالٌ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اِسْتِعْجَالٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ [illegible]

اِسْتَعْجَلْتُمْ۔ تم نے جلدی کی۔ اِسْتِعْجَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ [illegible]

اِسْتَعِذْ۔ تو پناہ مانگ۔ اِسْتِعَاذَۃٌ سے جس کے معنی پناہ مانگنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ [illegible]

اِسْتَعْصَمَ اس نے تھام رکھا۔ بچا لیا۔ اِسْتِعْصَامٌ سے جس کے معنی تھام رکھنے اور روک رکھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اِسْتَعْلٰی۔ اس نے غلبہ چاہا۔ اس نے بلندی چاہی اِسْتِعْلَاءٌ سے جس کے معنی بلندی چاہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب [illegible]

اِسْتَعْمَرَكُمْ۔ اس نے تم کو آباد کیا۔ اِسْتَعْمَرَ اِسْتِعْمَارٌ سے جس کے معنی آباد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر [illegible]

اِسْتَعِيْنُوْا تم مدد طلب کرو۔ اِسْتِعَانَۃٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِسْتَغَاثَهُ اس سے فریاد کی۔ اِسْتِغَاثَۃٌ سے جس کے معنی فریاد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

Marfat.com

اِسْتَغْشَوْا۔ انہوں نے اپنے اوپر لپیٹ لیا۔ اِسْتِغْشَاءٌ سے جس کے معنی اپنے اوپر پردہ ڈال لینے اور اپنے آپ کو کپڑے میں لپیٹ لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ یہاں کافروں کے نہ سننے کی طرف اشارہ ہے یا کپڑے لپیٹ کر بھاگنے کی طرف۔ پ۱۱

اِسْتِغْفَارٌ۔ مغفرت چاہنا بخشش مانگنا۔ خواہ بذریعہ قول ہو یا بذریعہ فعل۔ بروزن اِسْتِفْعَالٌ مصدر ہے پ۳

اِسْتَغْفِرْ۔ تو بخشش مانگ، معافی مانگ، مغفرت چاہ اِسْتِغْفَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۵ پ۲۶ پ۲۴ پ۱۹ پ۱۴ پ۱۰ پ۵

اِسْتَغْفَرَ۔ اس نے بخشش چاہی، اِسْتِغْفَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۵ پ۲۳

اَسْتَغْفِرُ۔ میں بخشش مانگونگا مغفرت چاہونگا اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۸ پ۱۲

اَسْتَغْفَرْتَ۔ خواہ تو نے بخشش مانگی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں أَاسْتَغْفَرْتَ تھا حسب تصریح شوکانی[1] پہلی ہمزہ استفہام (جو یہاں تسویہ کے معنی میں تھی) حذف کردی گئی کیونکہ آیت میں اَمْ اس کے معنی پر دلالت کرنے کے لئے موجود ہے اور حسب تصریح ابوحیان ہمزہ تسویہ باقی ہے اور دوسری ہمزہ جو ہمزہ وصل تھی وہ محذوف ہے۔[1] پ۲۸

اَسْتَغْفِرَنَّ۔ میں بخشش چاہوں گا، میں معافی مانگونگا۔ اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ پ۲۸

اِسْتَغْفِرُوْا۔ تم بخشش چاہو، تم مغفرت مانگو۔ اِسْتِغْفَارٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۴ پ۱۲ پ۲۹

اِسْتَغْفَرُوْا۔ انہوں نے بخشش مانگی انہوں نے مغفرت چاہی۔ اِسْتِغْفَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۵۔

اِسْتَغْفِرُوْهُ۔ اس سے گناہ بخشواؤ اس سے مغفرت طلب کرو۔ اِسْتَغْفِرُوْا صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۲ پ۲۴

اِسْتَغْفِرْهُ۔ تو اس سے بخشش چاہ، معافی مانگ۔ اِسْتَغْفِرْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۳۰

اِسْتَغْفِرِیْ۔ (عورت) تو بخشوا تو مغفرت چاہ۔ اِسْتِغْفَارٌ

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۲۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ اور البحر المحیط ج ۸ ص ۲۷۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

سے، امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ۱۲/۱۲

اِسْتَغْلَظَ۔ وہ موٹا ہوا۔ اِسْتِغْلَاظٌ سے جس کے معنی موٹے ہونے کے لئے تیار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۶/۱۲

اِسْتَغْنٰی۔ اس نے بے پروائی کی۔ اِسْتِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پروا ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۲۸/۱۵ ۳۰/۱۲، ۵، ۶، ۱۳، ۱۶

اِسْتَفْتَحُوْا۔ انہوں نے فیصلہ مانگا۔ انہوں نے فتح چاہی، اِسْتِفْتَاحٌ سے۔ جس کے معنی فتح چاہنے اور فیصلہ مانگنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۳/۱۵

اِسْتَفْتِهِمْ۔ تو ان سے پوچھ۔ اِسْتَفْتِ اِسْتِفْتَاءٌ سے جس کے معنی حکم دریافت کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۲۳/۹، ۹

اِسْتَفْزِزْ۔ تو گھبرا لے۔ اِسْتِفْزَازٌ سے۔ جس کے معنی گھبرا لینے کے آتے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۵/۶

اِسْتَقَامُوْا۔ وہ سیدھے رہے۔ وہ قائم رہے، ثابت قدم رہے۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے جس کے معنی سیدھا راستہ پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۰/۸ ۱۸/۲۴ ۲/۲۵ ۱۱/۲۹

اِسْتَقَرَّ۔ وہ اپنی جگہ ٹھیرا رہا۔ اِسْتِقْرَارٌ سے جس کے معنی ٹھیرے رہنے اور قرار پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۹/۶

اِسْتَقِمْ۔ تو سیدھا چلا جا، تو قائم رہ، تو ثابت قدم رہ۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۰/۱۲ ۲۵/۲

اِسْتَقِيْمَا۔ تم دونوں ثابت قدم رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۱۱/۱۴

اِسْتَقِيْمُوْا۔ تم سیدھے رہو، تم سیدھا راستہ اختیار کئے رہو۔ اِسْتِقَامَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۰/۸ ۲۴/۱۵

اِسْتَكَانُوْا۔ وہ دبے گئے۔ انہوں نے عاجزی کی اِسْتِكَانَۃٌ سے۔ جس کے معنی دبنے اور عاجزی کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۴/۶ ۱۸/۴

اِسْتِكْبَارًا۔ غرور کرنا، بڑائی چاہنا۔ بروزن اِسْتِفْعَال مصدر ہے۔ استکبار یعنی اپنے آپ کو بڑا بنانا اگر شریعت کے حکم کے تحت ہو اور ایسے مقام اور ایسے وقت پر ہو جب کہ ایسا کرنا اس پر واجب ہو تو محمود ہے۔ ورنہ استکبار بمعنی غرور کرنے کے (یعنی اپنی بڑائی میں جھوٹ موٹ ان چیزوں کا اظہار جن کا وہ مستحق نہیں مذموم ہے)

Marfat.com

قرآن مجید میں اس کا استعمال دوسرے ہی معنی میں ہوا ہے۔ ۲۲/۱۴ ۹/۲

اِسْتَكْبَرَ۔ اس نے گھمنڈ کیا۔ اس نے غرور کیا اِسْتِكْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۴/۲ ۱/۴ ۱۲/۱۴ ۸/۱۵

اِسْتَكْبَرْتَ۔ تو نے غرور کیا۔ اِسْتِكْبَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲/۲۴

اَسْتَكْبَرْتَ۔ تو نے غرور کیا، اصل میں اِسْتَكْبَرْتَ تھا۔ دوسری ہمزہ جو وصلی تھی حذف ہو گئی۔ پہلی ہمزہ استفہام انکاری کی ہے ۱۴/۲۳

اِسْتَكْبَرْتُمْ۔ تم نے تکبر کیا۔ غرور کیا۔ اِسْتِكْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۱۱ ۲۵/۲۰ ۱/۲۶

اِسْتَكْبَرُوْا۔ انھوں نے گھمنڈ کیا۔ انھوں نے غرور کیا اِسْتِكْبَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۳/۱۷ ۱۱ و ۱۲ و ۱۶ ۱۱ و ۲ ۱۴/۱۲ ۱۵/۱۳ ۲۰/۱۸ ۱/۱۹ ۱۲/۲۰ ۱۰/۲۷ ۳/۲۹ ۱۲ و ۱۹/۲۹

اِسْتَكْثَرْتُ۔ میں نے بہت زیادہ (جمع) کر لیا۔ اِسْتِكْثَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو کثیر سمجھنے یا کسی کام کو بہت زیادہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۲/۹

اِسْتَكْثَرْتُمْ۔ تم نے بہت زیادہ (تابع) کر لیا۔ اِسْتِكْثَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲/۸

اِسْتَمْتَعَ۔ اس نے فائدہ اٹھایا۔ اس نے کام نکالا اِسْتِمْتَاعٌ سے جس کے معنی فائدہ اٹھانے اور برتنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲/۸ ۱۵/۱۰

اِسْتَمْتَعْتُمْ۔ تم کام میں لائے تم نے فائدہ اٹھایا تم برت چکے۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے ماضی کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ ۱/۵ ۱۵/۱۰ ۲/۲۶

اِسْتَمْتَعُوْا۔ انھوں نے فائدہ اٹھایا۔ اِسْتِمْتَاعٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۵/۱۰

اِسْتَمْسَكَ۔ اس نے پکڑ لیا۔ اِسْتِمْسَاكٌ سے جس کے معنی پکڑے رہنے اور روکے رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲/۳ ۱۱/۲۱

اِسْتَمْسِكْ۔ تو پکڑے رہ۔ اِسْتِمْسَاكٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۱۰/۲۵

اِسْتَمَعَ۔ اس نے سن لیا۔ اِسْتِمَاعٌ سے جس کے معنی متوجہ ہو کر سننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۱/۲۹

اِسْتَمِعْ۔ تو سن، کان لگا۔ اِسْتِمَاعٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۴/۱۶ ۲۶/۱۷

Marfat.com

اِسْتَمِعُوْا تم کان لگائے رہو۔ اِسْتِمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ سپ ۱۴ پ ۱۷

اِسْتَمَعُوْهُ۔ انہوں نے اس کو سنا۔ اِسْتَمَعُوْا اِسْتِمَاعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱

اِسْتَنْصَرُوْكُمْ۔ انہوں نے تم سے مدد چاہی، اِسْتَنْصَرُوْا اِسْتِنْصَارٌ سے جس کے معنی مدد چاہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۰

اِسْتَنْصَرَهٗ۔ اس نے اس سے مدد مانگی، اِسْتَنْصَرَ۔ اِسْتِنْصَارٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۰

اِسْتَنْكَفُوْا۔ انہوں نے عار کی، اِسْتِنْكَافٌ سے جس کے معنی ننگ و عار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶

اِسْتَوَتْ۔ وہ ٹھیر گئی۔ اِسْتِوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِسْتِوَاءٌ کا استعمال جب عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی استقرار (ٹھیرنے) اور ارتفاع (بلند ہونے اور چڑھنے) کے ہوتے ہیں پ ۱۲

اِسْتَوْقَدَ۔ اس نے آگ جلائی۔ اِسْتِيْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱

اِسْتَوٰى۔ اس نے قصد کیا۔ اس نے قرار پکڑا۔ وہ قائم ہوا، وہ سنبھل گیا، وہ چڑھا، وہ سیدھا بیٹھا۔ اِسْتِوَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، استوا کے جب دو فاعل ہوتے ہیں تو اس کے معنی دونوں کے مساوی اور برابر ہونے کے آتے ہیں۔ جیسے لَا يَسْتَوِى الْخَبِيْثُ وَالطَّيِّبُ (برابر نہیں ناپاک اور پاک) اور اگر فاعل دو نہوں تو سنبھلنے، درست ہونے اور سیدھے رہنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے فَاسْتَوٰى وَهُوَ بِالْاُفُقِ الْاَعْلٰى (پھر سیدھا بیٹھا اور وہ آسمان کے اونچے کنارے پر تھا) اور لَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗ وَاسْتَوٰى (جب پہنچ گیا اپنے زور پر اور سنبھل گیا) اس صورت میں استواء کے معنی میں کسی شے کا اعتدال ذاتی مراد ہے۔ جب اس کا تعدیہ عَلٰی کے ساتھ ہوتا ہے تو اس کے معنی چڑھنے، قرار پکڑنے اور قائم ہونے کے آتے ہیں جیسے وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ (اور وہ (کشتی) جودی پہاڑ پر ٹھیری) اور لِتَسْتَوٗا عَلٰی

Marfat.com

تَظۡهَرُوا۟ (تاکہ تم اس کی پیٹھ پر چڑھ بیٹھو) اور جب
اس کا تعدیہ اِلٰی کے ساتھ ہوتا تو اس کے معنی قصد
کرنے اور پہنچنے کے ہوتے ہیں جیسے ثُمَّ اسۡتَوٰۤی اِلَی
السَّمَآءِ (پھر قصد کیا آسمان کی طرف)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے استوا علی العرش
کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ قرآن وحدیث
میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی صفات
میں بھی بیان کیے گئے ہیں اور مخلوق کے اوصاف
میں بھی ان کا ذکر ہوا ہے جیسے حی، سمیع، بصیر کہ یہ
الفاظ اللہ عزوجل کے لیے بھی استعمال کیے گئے اور
بندہ کے لیے بھی۔ لیکن دونوں جگہ ان کے استعمال
کی حیثیت بالکل جداگانہ ہے، کسی مخلوق کو سمیع و
بصیر کہنے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے پاس دیکھنے
والی آنکھ اور سننے والے کان موجود ہیں۔ اب
یہاں دو چیزیں ہوئیں ایک تو وہ آلہ کہ جو سننے اور
دیکھنے کا مبدأ اور ذریعہ ہے یعنی کان اور آنکھ
دوسرا اس کا نتیجہ اور غرض وغایت یعنی وہ خاص
علم جو آنکھ سے دیکھنے اور کان کے سننے سے حاصل
ہوتا ہے پس جب مخلوق کو سمیع وبصیر کہا جائیگا

تو اس کے حق میں یہ مبدأ اور غایت دونوں چیزیں معتبر
ہوں گی، جن کی کیفیات ہم کو معلوم ہیں لیکن یہی
الفاظ جب اللہ عزوجل کے متعلق استعمال کیے جائیں
گے، تو یقیناً ان سے وہ مبادی اور کیفیاتِ جسمانیہ
نہیں مراد لیے جا سکتے جو مخلوق کے خواص میں داخل
ہیں اور جن سے جنابِ باری عزاسمہ قطعاً منزہ ہے۔
البتہ یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ سمع وبصر کا مبدأ
اس ذات اقدس میں بدرجہ اتم موجود ہے اور اس کا
نتیجہ یعنی وہ علم جو رویت وسماع سے حاصل ہوتا ہے
اس کو بدرجہ کمال حاصل ہے۔ رہا یہ کہ وہ مبدأ کیسا
ہے اور دیکھنے اور سننے کی کیا کیفیت ہے تو ظاہر
ہے کہ اس سوال کے جواب میں بجز اس کے اور کیا
کہا جا سکتا ہے کہ اس کا دیکھنا اور سننا مخلوق کی
طرح نہیں۔ غرض اسی طرح اس کی تمام صفات
کو سمجھنا چاہیے کہ صفت باعتبار اپنے اصل مبدأ و
غایت کے ثابت ہے مگر اس کی کوئی کیفیت نہیں
بیان کی جا سکتی۔ اور نہ کسی آسمانی شریعت نے
کبھی انسان کو اس پر مجبور کیا ہے کہ وہ خواہ مخواہ ان
حقائق میں غور وخوض کر کے جو اس کی عقل وادراک

Marfat.com

کی دسترس سے باہر ہیں بیکار اپنے عقل و دماغ کو پریشان کرے۔ اسی اصول پر استواء علی العرش کو بھی سمجھ لیجئے۔ کہ عرش کے معنی تخت اور بلند مقام کے ہیں اور استواء کا ترجمہ اکثر محققین نے تمکن واستقرار یعنی قرار پکڑنے اور قائم ہونے سے کیا ہے مطلب یہ ہے کہ تخت حکومت پر اس طرح قابض ہو تاکہ نہ اس کا کوئی حصہ اور کوئی گوشہ حیطہ اقتدار سے باہر ہو اور نہ قبضہ و تسلط میں کسی قسم کی کوئی مزاحمت اور گڑ بڑ ہو غرض سب کام اور انتظام درست ہو اب دنیا میں بادشاہوں کی تخت نشینی کا ایک تو مبادا اور ظاہری صورت ہوتی ہے اور ایک حقیقت یا غرض و غایت یعنی ملک پر پورا تسلط اور اقتدار اور نفوذ و تصرف کی قدرت حاصل ہونا سو حق تعالیٰ کے استوار علی العرش میں یہ حقیقت اور غرض و غایت بدرجہ کمال موجود ہے کہ تمام مخلوقات اور ساری کائنات پر پورا پورا تسلط و اقتدار اور مالکانہ اور شہنشاہانہ تصرف و نفوذ بے روک ٹوک صرف اسی کو حاصل ہے آیت شریفہ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي

اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ (پھر قرار پکڑا عرش پر اُڑھاتا ہے رات پر دن کو کہ وہ اس کے پیچھے لگا آتا ہے دوڑتا ہوا اور آفتاب، ماہتاب اور ستارے (سب) اس کے حکم کے تابع ہیں) اور آیۃ شریفہ۔ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِن بَعْدِ إِذْنِهِ (پھر قائم ہوا عرش پر تدبیر کرتا ہے کام کی، کوئی سفارش نہیں کر سکتا مگر اس کی اجازت کے بعد) سے بخوبی اس مضمون پر روشنی پڑتی ہے۔ رہا استوار علی العرش کا مبدا اس کی ظاہری صورت و کیفیت، پس دیگر صفات سمع و بصر کی طرح یقیناً اس کی کوئی ایسی صورت نہیں ہو سکتی کہ اس میں مخلوق کی صفت اور حدوث کا ذرا سا بھی شائبہ ہو۔ پھر وہ کیونکر ہے اور کس طرح ہے تو اس کی کیفیت کے لئے اس کے سوا کیا کہا جا سکتا ہے کہ لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ (نہیں ہے اس کی طرح کا سا کوئی) ہمارا کیا ماہیہ علمی کہ اس کی کیفیت بیان کر سکیں۔ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِهِ عِلْمًا (وہ تو جو کچھ لوگوں کے

Marfat.com

آگے پیچھے ہے سب جانتا ہے مگر لوگ اپنے علم سے اس کا احاطہ نہیں کر سکتے) حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں ۹لاستواء غیر مجہول و الکیف غیر معقول والاقرار بہ ایمان و الجحود بہ کفر رواہ ابن مردویہ واللالکائی فی کتاب السنۃ[۱] (استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت عقل میں نہیں آ سکتی۔ اس کا اقرار ایمان ہے اور انکار کفر ہے) قاضی ابو العلاء صاعد بن محمد نے کتاب الاعتقاد میں امام ابو یوسفؒ کی روایت سے امام ابو حنیفہؒ کا یہ قول نقل کیا ہے لاینبغی لاحد ان ینطق فی اللہ تعالیٰ بشئی من ذاتہ ولکن یصفہ بما وصف سبحانہ بہ نفسہ ولا یقول فیہ برایہ شیئا تبارک اللہ تعالیٰ رب العٰلمین[۲] (کسی کو مناسب نہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اس کی ذات کے متعلق ذرا بھی زبان کھولے بلکہ اسی طرح بیان کرے جس طرح کہ خود اللہ سبحانہ نے اپنے لئے بیان فرمایا ہے اپنی رائے سے کچھ نہ کہے بڑی برکت والا ہے اللہ تعالیٰ جو رب ہے سارے جہان کا)

سچ ہے ؎

اے برتر از خیال و قیاس و گمان و وہم
وز ہرچہ گفتہ اند شنیدیم و خواندہ ایم
دفتر تمام گشت و بپایاں رسید عمر
ما ہمچناں در اول وصف تو ماندہ ایم

پ ۱ ع ۳ ، پ ۸ ع ۱۴ ، پ ۱۱ ع ۹ ، پ ۱۲ ع ۷ ، پ ۱۶ ع ۱۰ ، پ ۱۹ ع ۳ ، پ ۲۱ ع ۵ ، پ ۲۴ ع ۱۴ ، پ ۲۵ ع ۱۲ ، پ ۲۶ ع ۱۲ ، پ ۳۰ ع ۱۴

اِسْتَوَیْتَ تو چڑھ چکا۔ اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۸

اِسْتَوَیْتُمْ تم بیٹھ چکے۔ تم سوار ہوئے اِسْتِوَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۵

اِسْتَھْزِءُوْا تم ٹھٹھے کرتے رہو۔ اِسْتِھْزَاءٌ سے جس کے معنی تمسخر کرنے اور ٹھٹھا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰ ع ۱۴

اُسْتُھْزِیَ اس سے ٹھٹھا کیا گیا۔ اِسْتِھْزَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۷ ع ۱۳ پ ۱۳

اِسْتَھْوَتْہُ اس نے اس کو راستہ بھلا دیا۔ اِسْتِھْوَاءٌ سے جس کے معنی فریفتہ کرنے اور راستہ بھلا دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب

---

[۱] فتح البیان ج ۳ ص ۳۰۷ طبع مصر ۱۳۰۱ھ و روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۴۲ طبع مصر۔ [۲] روح المعانی ج ۱۶ ص ۱۴۲

Marfat.com

ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۵

اِسْتَایْئَسَ ۔ وہ ناامید ہو گیا۔ اِسْتِیاسٌ سے جس کے معنی مایوس ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱۳

اِسْتَایْئَسُوْا ۔ وہ ناامید ہو گئے۔ اِسْتِیَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱۳

اِسْتَیْسَرَ ۔ وہ میسر ہوا۔ وہ آسان ہوا۔ اِسْتِیْسَارٌ سے۔ جس کے معنی آسان ہونے اور میسر ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۸

اِسْتَیْقَنَتْهَا ۔ اس کا یقین کیا۔ اِسْتَیْقَنَتْ اِسْتِیْقَانٌ سے جس کے معنی یقین کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ھَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ۱۹

اُسْجُدْ ۔ تو سجدہ کر۔ (نَصَرَ) سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ سجود کی اصل تو عاجزی کرنا اور جھکنا ہے اور اسی اعتبار سے اللہ کے آگے جھکنے اور اس کی عبادت کرنے کو سجود کہا جاتا ہے۔ اور یہ انسان حیوانات جمادات سب کے حق میں عام ہے۔ سجود کی دو قسمیں ہیں ایک سجود تسخیری دوسرے سجود اختیاری۔ سجود تسخیر تو تمام مخلوقات کے لئے ثابت ہے۔ چنانچہ آیہ شریفہ وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ (اور اللہ کو سجدہ کرتا ہے جو کوئی ہے آسمان اور زمین میں خوشی سے اور زور سے اور ان کی پرچھائیاں صبح اور شام) جو اللہ پر یقین لایا خوشی سے سر رکھتا ہے اور جو نہ یقین لایا اس پر بھی بے اختیار اسی کا حکم جاری ہے اور پرچھائیاں صبح اور شام زمین پر پسر جاتی ہیں یہی ہے ان کا سجدہ۔ مطلب یہ ہے کہ جواہر ہوں یا اعراض کوئی چیز اللہ کے حکم تکوینی سے باہر نہیں ہو سکتی اور اس کے نفوذ و اختیار کے سامنے سب مطیع و منقاد اور سربسجود ہیں ہر چیز ٹھیک دوپہر میں کھڑی ہے اس کا سایہ بھی کھڑا ہے۔ جب دن ڈھلا سایہ جھکا پھر جھکتے جھکتے سر شام زمین پر پڑ گیا جیسے نماز میں کھڑے سے رکوع رکوع سے سجدہ اسی طرح ہر چیز آپ کھڑی ہے اپنے سایہ سے نماز کرتی ہے کسی ملک میں کسی موسم میں داہنی طرف جھکتا ہے کہیں بائیں طرف۔ اور سجود اختیاری صرف انسان وجن غرضکہ جملہ مکلفین کے لئے خاص ہے

Marfat.com

جیسے آیت شریفہ فَاسْجُدُوْا لِلّٰہِ وَاعْبُدُوْا (سو سجدہ کرو اللہ کے آگے اور بندگی) ہماری شریعت میں سجود سے نماز کا وہ خاص رکن مراد ہے جو نماز میں ادا کیا جاتا ہے یا تلاوتِ قرآن اور شکر کے وقت انجام دیا جاتا ہے۔ پ۱۹ع۲۰ پ۳۰ع۲۱

اَسْجُدُ ۔ میں سجدہ کروں، سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ءَ اَسْجُدُ میں ہمزہ اولی استفہام انکاری کی ہے۔ پ۱۵ع۷

اُسْجُدُوْا ۔ تم سجدہ کرو، سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱ع۴ پ۸ع۹ پ۱۵ع۶،۱۰،۱۹ پ۱۶ع۱۲ پ۱۷ع۱۷ پ۱۹ع۲ پ۲۴ع۱۹ پ۲۷ع۷

اُسْجُدِیْ ۔ تو (عورت) سجدہ کر۔ سُجُوْدٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر۔ پ۳ع۱۳

اَسْحَار ۔ صبح کے اوقات، سَحَرٌ کی جمع جس کے معنی رات کی تاریکی کے ساتھ دن کی روشنی کے ملنے کے ہیں اور اسی وجہ سے سحر صبح کے اول وقت کو کہتے ہیں۔ پ۳ع۱۰ پ۲۶ع۱۸

اِسْحٰق علیہ الصلوٰۃ والسلام حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحبزادے اور اللہ تعالیٰ کے سچے اور برگزیدہ نبی تھے۔ خدا کے مقرب فرشتوں نے آپ کی ولادت کی بشارت آپ کے والدین کو اس وقت دی تھی جبکہ وہ حضرت لوط علیہ السلام کی قوم کو عذاب دینے کے لئے جا رہے تھے۔ اس وقت حضرت سارہ رضی اللہ عنہا بڑھیا اور بانجھ ہو چکی تھیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی بہت ہی بوڑھے ہو گئے تھے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سورۂ ہود، سورہ ابراہیم اور سورہ الذاریات میں فرشتوں کی آمد اور ان کی بشارت دینے کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے۔ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کی صحیح حدیث مرفوع میں آپ کو الکریم بن الکریم کے الفاظ سے یاد کیا گیا ہے[1]۔ اسحٰق کے غیر منصرف ہونے کی وجہ ایک علمیت ہے دوسرے عجمہ۔ پ۱ع۱۶ پ۳ع۱۶ پ۶ع۳ پ۷ع۱۲ پ۱۳ع۶،۱۱،۱۵ پ۱۴ع۱۸ پ۱۶ع۶ پ۱۷ع۵ پ۲۰ع۱۵ پ۲۳ع۶،۱۳

اَسْخَطَ ۔ اس نے بیزار کر دیا۔ اس نے غصہ دلایا۔ اِسْخَاطٌ سے جس کے معنی بیزار کرنے اور غصہ دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۶

---

[1] صحیح البخاری، باب ام کنتم شہداء اذ حضر یعقوب الموت۔

أَسَرَّ۔ اس نے چھپایا۔ آہستہ بات کی، چھپا کر کہا۔ إِسْرَارٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۳/۸ پ ۲۸/۱۹

أَسْرِ۔ تو رات کو لیکر چل۔ إِسْرَاءٌ سے جس کے معنی رات کو لیکر چلنے اور رات کو سفر کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۲/۷ پ ۱۳/۵ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۹/۸ پ ۲۵/۱۲

إِسْرَارًا۔ چھپانا، آہستہ سے کوئی بات کہنا۔ بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ ۲۹/۹

إِسْرَارَهُمْ۔ ان کا چھپا کر سرگوشیاں کرنا۔ إِسْرَارٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

إِسْرَافًا۔ ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا، زیادتی کرنا بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اصل میں اسراف ہر کام میں انسان کے حد سے تجاوز کرنے کا نام ہے مگر اس کا استعمال خرچ کے بارے میں زیادہ مشہور ہے قرآن مجید میں اپنے اپنے موقع اور محل کے لحاظ سے دونوں معنی میں مستعمل ہوا ہے۔ پ ۴/۱۲

إِسْرَافَنَا۔ ہماری زیادتی، إِسْرَافٌ مضاف۔ نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۴

إِسْرَائِيلَ۔ بروزن ابراہیم واسمٰعیل علیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے۔ یہ حضرت یعقوب علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لقب ہے۔ عبرانی میں اس کے معنی اللہ کے برگزیدہ یا اللہ کے بندے کے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آپ کے دو نام ہوں ایک یعقوب دوسرا اسرائیل پ ۱/۵ پ ۱/۶

أُسَرِّحْكُنَّ۔ میں تم کو رخصت کر دوں۔ إِسْرِيحٌ تَسْرِيحٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور رخصت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم كُنَّ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۱/۲۰

أَسْرَرْتُ۔ میں نے چھپایا۔ پوشیدہ طور پر کہا۔ إِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۲۹/۹

أَسْرَعُ۔ بہت جلدی کرنے والا۔ سُرْعَةٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ پ ۱۱/۸

أَسْرَفَ۔ وہ حد سے تجاوز کر گیا۔ إِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۶/۱۹

أَسْرَفُوا۔ انھوں نے زیادتی کی۔ إِسْرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۴/۴

أَسَرُّوا۔ انھوں نے چھپایا۔ انھوں نے پوشیدہ کیا

Marfat.com

اِسْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۲ پ ۱۱

پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۲۲

اَسِرُّوْا۔ تم چھپاؤ، تم چھپا کر کہو، اِسْرَارٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹

اَسَرُّوْهُ۔ انھوں نے چھپایا۔ اَسَرُّوْا صیغہ ماضی ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۲

اَسَرَّهَا۔ اس کو چھپایا۔ اَسَرَّ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَسَرَّ) پ ۱۳

اَسْرَهُمْ۔ ان کی جوڑ بندی، ان کی قید کی بندش اَسْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۹

اَسْرٰی۔ وہ رات کو لے گیا، اِسْرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَسْرِ) پ ۱۵

اُسٰرٰی۔ قیدی، اَسِیْرٌ کی جمع جس کے معنی قیدی کے ہیں۔ پ ۱۰

اَسْرٰی۔ قیدی، یہ بھی اَسِیْر کی جمع ہے پ ۱۰

اُسِّسَ۔ اس کی بنیاد رکھی گئی۔ تاسِیْسٌ سے جس کے معنی بنیاد رکھنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۱

اَسَّسَ۔ اس نے بنیاد رکھی تاسِیْسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۱

اِسْطَاعُوْا۔ وہ کر سکے، اصل میں اِسْتَطَاعُوْا تھا ت اور ط دو حرف قریب المخرج جمع ہوئے ت حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو اِسْتَطَاعُوْا) پ ۱۶

اِسْعَوْا۔ تم دوڑو (فتح) سَعْیٌ سے جس کے معنی اصل میں تیز روی کے ہیں۔ اور اسی مناسبت سے کوشش کرنے کو بھی سعی کہتے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۸

اَسَفًا۔ افسوس کرنا، پچھتانا، مصدر ہے پ ۸ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۱۶

اَسْفَارًا۔ کتابیں، سِفْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی اس کتاب کے ہیں جو حقائق کو واضح کرتی ہے۔ پ ۲۸

اَسْفَارِنَا۔ ہمارے سفر، اَسْفَارٌ سَفَرٌ کی جمع جس کے معنی قطع مسافت کے ہیں۔ اَسْفَارٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ ۲۲

اَسْفَرَ۔ وہ روشن ہوا، اِسْفَارٌ سے۔ جس کے معنی روشن ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹

اَسْفَل۔ سب سے نیچا، اَعْلٰی کی ضد۔ سُفُوْلٌ سے جس کے معنی نیچے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ پ ۵ پ ۱۰ پ ۲۱ پ ۳۰

اَسْفَلِیْنَ۔ سب سے نیچے۔ اَسْفَل کی جمع پ ۱۷ پ ۲۴

Marfat.com

اَسَفُوْنَا۔ انھوں نے ہم کو غصہ دلایا یعنی وہ کام کے جن پر عادۃً خدا کا غضب نازل ہوتا ہے اَسَفُوْا اِیْسَافٌ سے جس کے معنی غصہ دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۵/۱۱

اَسَفٰی۔ افسوس، اہلِ عرب حسرت و غم کے موقعہ پر کہتے ہیں یَا اَسَفٰی (ہائے افسوس) پ۱۳/۴

اَسْقِطْ۔ تو گرادے۔ اِسْقَاطٌ سے جس کے معنی گرادینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۵/۱۱

اَسْقَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو پلایا۔ اَسْقَیْنَا۔ اِسْقَاءٌ سے، جس کے معنی سیراب کرنے اور پلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۹/۲۱

اَسْقَیْنٰکُمُوْہُ۔ ہم نے تم کو اسے پلایا۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۴/۲

اَسْقَیْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو پلایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۲۹/۲۱

اُسْکُنْ۔ تو رہا کر، تو رہ (نَصَرَ) سُکُوْنٌ سے اصل میں تو حرکت کے نہ ہونے کو کہتے ہیں مگر اس کا استعمال رہنے بسنے میں بھی ہوتا ہے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱/۴

اَسْکَنَّاہُ۔ ہم نے اس کو ٹھیرا دیا۔ اَسْکَنَّا اِسْکَانٌ سے جس کے معنی ٹھیرانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ۹/۱

اَسْکَنْتُ۔ میں نے بسایا ہے۔ اِسْکَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳/۱۸

اُسْکُنُوْا۔ تم رہو بسو، سُکُوْنٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹/۱۵/۱۲

اَسْکِنُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) کو گھر رہنے کے واسطے دو، ان کو رہنے بسنے دو۔ اَسْکِنُوْا اِسْکَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب پ۲۸/۱۴

اِسْلَامٌ۔ دین اسلام، تابعداری کرنا، مسلمان ہونا، بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ شریعت میں اسلام کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جس سے انسان کی جان اور مال محفوظ ہو جائے یعنی اسلام کا صرف زبان سے اقرار خواہ اعتقاد ہو یا نہ ہو۔ اس کا درجہ ایمان سے نیچے ہے آیت شریفہ قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰکِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا (کہتے ہیں گنوار کہ ہم ایمان لائے تو کہہ کہ تم ایمان نہیں لائے پر کہو کہ ہم مسلمان ہوئے) میں یہی اسلام مراد ہے دوسری صورت یہ ہے کہ زبان کے اعتراف کے ساتھ

Marfat.com

ساتھ دل سے اعتقاد ہو عمل سے پورا کرے اور قضا و قدرِ الٰہی کے آگے گردن جھکا دے۔ آیتِ شریفہ مَنْ يُّؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا فَهُمْ مُّسْلِمُوْنَ (جو یقین کرتا ہے ہماری باتوں پر سو وہ حکمبردار ہیں) میں یہی اسلام مراد ہے۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق جو ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ (یاد کرو جب اس کو کہا اس کے رب نے کہ حکمبرداری کر تو بولا کہ میں حکمبردار ہوں تمام عالم کے پروردگار کا) یہاں بھی اسی دوسرے قسم کے اسلام کا ذکر ہے اس کا درجہ ایمان سے بھی بڑھکر ہے ع۹ ع۱۶ ع۲ ع۵ ع۱۷ ع۲۹

اِسْلَامَكُمْ۔ تمہارا اسلام لانا۔ اِسْلَام مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ع۲۶ پ۱۱

اِسْلَامِهِمْ۔ ان کا اسلام لانا۔ اِسْلَام مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ع۱ پ۱۰

اَسْلِحَتَكُمْ۔ تمہارے ہتیار۔ اَسْلِحَةٌ سِلَاحٌ کی جمع جس کے معنی ہتیار کے ہیں اَسْلِحَة مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ع۵ پ۱۱

اَسْلِحَتَهُمْ۔ ان کے ہتیار۔ اَسْلِحَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ع۵ پ۱۲

اَسْلَفَتْ۔ وہ پہلے کر چکی۔ اس نے آگے بھیجا۔ اِسْلَافٌ سے جس کے معنی کسی کام کے اگلے وقت میں کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ع۱۱ پ۸

اَسْلَفْتُمْ۔ تم آگے بھیج چکے۔ تم پہلے کر چکے۔ اِسْلَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ع۹ پ۵

اُسْلُكْ۔ تو ڈال لے۔ تو داخل کر (نصر) سُلُوْكٌ سے جس کے معنی چلنے اور داخل ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ع۹ پ۲ ع۱۰

اُسْلُكُوْهُ۔ اس کو جکڑ دو، اس کو داخل کرو۔ اُسْلُكُوْا سُلُوْكٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ع۹ پ۵

اُسْلُكِيْ۔ تو چل۔ سُلُوْكٌ سے، امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ع۱۲ پ۱۵

اَسْلَمَ۔ وہ اسلام لایا۔ مسلمان ہوا۔ تابعدار ہوا۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ع۱ پ۱۲ ع۱۲ ع۵ پ۱۵ ع۸ ع۱۹ پ۱۱

اَسْلِمْ۔ تو حکمبرداری کر۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ع۱ پ۱۲

Marfat.com

أُسْلِمَ - میں تابعدار ہوں۔ اِسْلَامٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۲۲/۱۲

أَسْلَمَا - دونوں نے حکم مانا۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ۲۳/۱۲

أَسْلَمْتُ - میں حکمبردار ہوا میں حکمبردار ہوئی۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱/۱۲ ۳/۱۰ ۱۹/۱۸

أَسْلَمْتُمْ - تم تابع ہوئے تم اسلام لائے، اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۳/۱

أَسْلَمْنَا - ہم مسلمان ہوئے۔ اِسْلَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۶/۱۴

أَسْلَمُوْا - وہ تابع ہوئے، وہ حکمبردار ہوئے، مسلمان ہوئے۔ اِسْلَامٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۳/۱ ۶/۱ ۱۰/۱۲

أَسْلِمُوْا - حکمبردار رہو۔ اِسْلَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۳/۲ ۲۴/۱۲

أَسَلْنَا - ہم نے بہا دیا۔ اِسَالَۃٌ سے جس کے معنی بہانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۲/۸

اِسْمٌ - نام۔ جس سے کسی شے کی ذات معلوم کی جائے ۱/۸ ۸/۳ ۱۴/۱۵ ۲۶/۱۴ ۲۷/۱۳ ۲۹/۲۶ ۳۰/۱۲

أَسْمَاءٌ - نام۔ اِسْمٌ کی جمع ۱/۴ ۸/۱۹ ۹/۱۲ ۱۲/۱۵ ۱۵/۱۲ ۱۶/۱۱ ۲۷/۵ ۲۸/۹ -

أَسْمَائِهٖ - اس کے نام۔ اَسْمَاءٌ مضاف۔ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۹/۱۲

أَسْمَائِهِمْ - ان کے نام، اَسْمَاءٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱/۴

اِسْمَعْ - تو سن۔ سَمَاعٌ اور سَمَاعَۃٌ سے جس کے معنی سننے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۵/۴

أَسْمَعُ - میں سنتا ہوں۔ سَمَاعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۶/۱۱

أَسْمِعْ - کیا خوب سنتا ہے۔ قرآن مجید میں فعلِ تعجب ہو کر مستعمل ہوا ہے۔ آیت شریفہ أَبْصِرْ بِهٖ وَأَسْمِعْ میں ہے (کیا خوب دیکھتا اور سنتا ہے) ۱۵/۱۶

أَسْمِعْ بِهِمْ - کیا خوب سنتے ہیں۔ أَفْعِلْ بِهِمْ کے وزن پر ہے۔ افعال تعجب میں سے ہے۔ ۱۶/۵

اِسْمَعُوْا - تم سنو۔ سنتے رہو۔ سَمَاعٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۱۱ ۵/۴ ۹/۱۹

اِسْمَعُوْنِ - مجھ سے سن لو۔ اِسْمَعُوْا سَمَاعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی متکلم کی

Marfat.com

محذوف ہے

اَسْمَعَهُمْ۔ ان کو سنا دیا۔ اَسْمَعَ اِسْمَاعٌ سے جس کے معنی سُنا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اِسْمٰعِيْل علیہ الصلوۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی اور رسول تھے۔ قرآن مجید نے آپ کو صادق الوعد کے لفظ سے یاد کیا ہے۔ آپ حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم صلوۃ اللہ وسلام علیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے درگاہِ باری میں نیک فرزند کے عطا کرنے کی درخواست کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور غلام حلیم کے الفاظ میں حضرت اسمٰعیلؑ کے تولد کی بشارت دی۔ ہمارے پیغمبر جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی کی نسل سے ہیں۔

اسمٰعیل عجمی نام ہے جو دو کلموں سے مرکب ہے "اسمع" اور "ایل" جس کے معنی عبرانی میں ہوتے ہیں "میری دعا سن اے اللہ" کہا جاتا ہے کہ یہی وہ الفاظ ہیں جو طلب فرزند کی دعا کرتے وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ورد زبان تھے۔ دعا قبول ہوئی تو آپ نے مبارک بیٹے کو اسی نام سے موسوم فرمایا۔ لیکن علامہ محمود آلوسی اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں واراہ فی غایۃ البعد (مجھے یہ بات بہت بعید معلوم ہوتی ہے) بعض نے اسمٰعیل کے عربی معنی اللہ کے مطیع کے بیان کئے ہیں۔[1] بہرحال اسمٰعیل کے غیر منصرف ہونے کی وجہ علمیت اور عجمہ ہے۔

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سب سے پہلے عورتوں نے کمر پٹی باندھنا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ سے سیکھا انھوں نے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کی خدمت گذاری کے لئے کمر باندھی تھی تاکہ اُن کے دل میں ان کی طرف سے جو میل پیدا ہو گیا ہو اُسے مٹا دیں۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کو اور ان کے صاحبزادے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جو شیر خوار بچے تھے۔ بیت اللہ کے نزدیک زمزم کے اوپر مسجد کے بالائی حصہ میں ایک بڑے درخت کے

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ا ص ۳۹۴ طبع مصر۔

Marfat.com

پاس لیکر آئے. ان دنوں مکہ کی سرزمین پر نہ کوئی
متنفس آباد تھا، نہ پانی کا نام ونشان تھا حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دونوں کو یہیں چھوڑا اور ان
کے پاس ایک تھیلے میں کھجور اور ایک مشکیزہ میں پانی
رکھکر روانہ ہونے لگے حضرت اسماعیل علیہ السلام
کی والدہ ان کے پیچھے پیچھے آئیں اور کہنے لگیں کہ
ابراہیم ہمیں اس وادی میں چھوڑ کر کہاں چلے جہاں
نہ کوئی انیس ہے اور نہ کوئی شے. وہ بار بار ان سے
یہی کہتی رہیں مگر حضرت ابراہیم علیہ السلام ان کی
طرف متوجہ نہیں ہوئے تب کہنے لگیں کہ کیا اللہ تعالیٰ
نے تمہیں یہ حکم دیا ہے، فرمایا ہاں کہنے لگیں تو اللہ تعالیٰ
ہمیں ضائع نہیں کرے گا اس کے بعد وہ لوٹ
آئیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام روانہ ہوگئے
چلتے چلتے جب ایک ایسے ٹیلہ کے پاس پہنچے جہاں
سے وہ نظر نہیں آسکتے تھے تو انھوں نے بیت اللہ کی
طرف رخ کرکے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا مانگی رَبَّنَا اِنِّیْ
اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ بِوَادٍ غَیْرِ ذِیْ زَرْعٍ الآیہ
یہ پوری دعا قرآن مجید میں مذکور ہے حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کو ان کی والدہ دودھ پلاتی رہیں اور

وہی پانی پیتی رہیں. آخر جب مشکیزہ کا پانی ختم ہوگیا
اور یہ خود اور ان کے صاحبزادے پیاس سے بیتاب
ہوئے اور انھوں نے دیکھا کہ بچہ ہاتھ پیر پٹکنے اور
بلکنے لگا تو ان سے بچہ کا بلکنا اور ہاتھ پیر پٹکنا دیکھا
نہ گیا اور اس خیال سے اٹھکر چلیں کہ بچہ کو اس
حالتِ زار میں اپنی آنکھ سے نہ دیکھیں ان کو اپنے
سے سب سے زیادہ نزدیک صفا کی پہاڑی نظر
آئی. یہ اس کے اوپر چڑھ گئیں اور وادی کی طرف
رخ کرکے دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی نظر پڑے مگر
کوئی دکھائی نہیں دیا. آخر صفا سے اتریں اور جب
وادی میں پہنچیں تو دوپٹہ کے دامن اٹھائے اور
حیران پریشان انسان کی طرح تیزی سے دوڑنے
لگیں. وادی کو طے کرکے مروہ پر آئیں نظر اٹھا کر
دیکھنے لگیں کہ شاید کوئی دکھائی دے مگر کوئی نظر نہ
پڑا غرض اسی طرح انھوں نے سات مرتبہ کیا۔
ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا "یہی وہ سعی بین الصفا والمروہ" ہے
پھر جب وہ مروہ پر چڑھیں تو انھوں نے ایک آواز
سُنی، چونک کر دل میں کہنے لگیں کہ خاموشی کر سانس

Marfat.com

سننا چاہیے۔ کان لگا کر سنا تو پھر آواز آئی، کہنے لگیں تم
نے اپنی آواز تو سنا دی اگر تم کچھ مدد کر سکتے ہو تو کرو،
اب ان کو زمزم کے موجودہ مقام پر فرشتہ نظر پڑا،
اس نے اپنی ایڑی سے اس جگہ کو کھودا۔ یا بازو سے
اشارہ کیا تو پانی جاری ہو گیا اور یہ اپنے ہاتھوں
سے اس کے چار طرف باڑھ بنانے لگیں اور مشکیزہ
میں پانی بھرنے لگیں لیکن پانی ان کے بھرنے کے
بعد بھی برابر ابلتا رہا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما کہتے
ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا
اللہ تعالیٰ اسمٰعیل کی والدہ پر رحم کرے اگر وہ زمزم
کو اسی حال پر چھوڑ دیتیں تو زمزم بہتا چشمہ ہوتا۔
پس انھوں نے خود بھی پانی پیا اور اپنے بچہ کو بھی
پلایا۔ فرشتہ نے ان سے کہا کہ تم ضائع ہونے سے
نہ ڈرو، یہ مقام بیت اللہ ہے اس کی تعمیر اس لڑکے
اور اس کے باپ کے ہاتھوں انجام پائیگی، اور
اللہ تعالیٰ اہل اللہ کو ضائع نہیں کرتا۔ بیت اللہ
کا حصہ زمین سے ٹیلہ کی طرح مرتفع تھا نالے
آتے تھے تو اس کے داہنے بائیں گزر جاتے تھے
اسی زمانے میں جرہم کی ایک جماعت یا ان کا ایک
خاندان کداء (مکہ کے بالائی حصہ) سے آتے ہوئے ان
کے قریب سے گزرے اور مکہ کے زیریں حصہ میں
فروکش ہوئے انھوں نے جو پرند اڑتے دیکھے تو کہنے
لگے کہ یقیناً یہ پرند پانی پر منڈلا رہے ہیں۔ ہم نے تو اس
وادی میں کبھی پانی نہیں دیکھا چنانچہ انھوں نے
ایک یا دو آدمی اس کی تلاش میں بھیجے۔ وہ پانی پر
آ موجود ہوئے اور جا کر ان لوگوں کو مطلع کیا سب
کے سب وہاں سے چل کھڑے ہوئے حضرت اسمٰعیل
علیہ السلام کی والدہ پانی کے پاس موجود تھیں چنانچہ
ان لوگوں نے ان سے کہا کہ کیا آپ اپنے نزدیک
اترنے کی ہم کو اجازت دیتی ہیں فرمانے لگیں ہاں
لیکن تمہارا پانی میں کوئی حق نہیں ہو گا کہنے لگے بہتر
ابن عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت اسمٰعیل کی والدہ
باہمی انس کو پسند فرماتی تھیں اس لئے ان کو اجازت
دینا مناسب معلوم ہوا۔ چنانچہ وہ لوگ یہاں فروکش
ہو گئے اور باقیماندہ اہل خاندان کے پاس آدمی
روانہ کئے کہ وہ بھی یہاں آکر اتر گئے۔ یہاں تک کہ
جب وہاں بنی جرہم کے متعدد خاندان آباد ہو گئے

Marfat.com

اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام بچے سے جوان ہوئے اور ان سے عربی زبان سیکھی تو حضرت اسمٰعیل ان لوگوں کو بہت بھائے اور جوان ہونے پر بہت پسند آئے پس جب ذرا ہوشیار ہوئے تو ان لوگوں نے اپنی خاندان کی ایک لڑکی سے آپ کی شادی کردی اس اثنا میں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی والدہ ماجدہ انتقال فرماگئیں آپ کے نکاح کے بعد ایک مرتبہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل وعیال کی خبرگیری کے لئے تشریف لائے مگر آپ کو نہ پایا آپ کی اہلیہ سے آپ کا حال دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ آپ روزی کی تلاش میں باہر گئے ہوئے ہیں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گزران کی کیفیت اور گھر بار کی حالت دریافت کی وہ کہنے لگی ہم تکلیف میں ہیں ہم تنگی اور سختی میں ہیں. غرض اس نے حضرت سے شکایت کی. حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو سلام کہنا اور یہ کہدینا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالو. حضرت اسمٰعیل علیہ السلام لوٹ کر آئے تو آپ کو کچھ محسوس ہوا دریافت کیا کہ کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا وہ (توہین آمیز انداز میں) کہنے لگی ہاں اس اس طرح کے ایک بڑے میاں آئے تھے انھوں نے آپ کے متعلق ہم سے دریافت کیا بس میں نے ان کو آپ کی خبر دی اس پر انھوں نے ہماری گزران کے متعلق پوچھا میں نے اپنی تنگی اور سختی سے ان کو مطلع کیا حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے دریافت کیا پھر انھوں نے کیا حکم دیا جواب دیا کہ مجھے یہ حکم دے گئے کہ میں تم کو ان کا سلام پہنچادوں اور وہ یہ بھی فرماگئے ہیں کہ آپ اپنے دروازہ کی چوکھٹ بدل ڈالئے. حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ میرے والد ماجد تھے مجھ کو یہ حکم دے گئے ہیں کہ میں تمہیں چھوڑ دوں، اس لئے تم اپنے گھر والوں کے پاس جاؤ چنانچہ آپ نے ان کو طلاق دیدی اور ان ہی لوگوں میں سے ایک دوسری عورت سے شادی کرلی. تھوڑے عرصہ کے بعد حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام پھر تشریف لائے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو نہ پایا کر ان کی اہلیہ کے پاس آئے اور ان سے آپ کے متعلق دریافت کیا وہ کہنے لگیں ہمارے لئے روزی کی تلاش

Marfat.com

میں گئے ہوئے ہیں حضرت نے دریافت فرمایا تمہارا
کیا حال ہے گزر بسر کی کیا صورت ہے کہنے لگیں
خیریت ہے اچھی طرح گزر رہی ہے۔ خدا کا شکر ہے
آپ نے پوچھا کھانے کو کیا ملتا ہے جواب یا گوشت
آپ نے فرمایا اور پینے کو؟ کہنے لگیں پانی آپ نے
دعا کی اللھم بارک لھم فی اللحم والماء (اے اللہ
ان کو گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں ان دنوں ان لوگوں
کے پاس اناج نہیں تھا ورنہ اگر اناج ہوتا تو
آپ اس کے لئے بھی دعا فرماتے۔ مکہ کے علاوہ
جہاں کہیں ان دونوں پر کوئی شخص اکتفا کرتا ہے
یہ موافق مزاج نہیں پڑتے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام
نے فرمایا کہ تمہارے شوہر آئیں تو ان کو سلام کہنا
اور حکم دینا کہ اپنے گھر کی چوکھٹ محفوظ رکھیں۔ حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو آپ نے دریافت کیا کہ
کیا تمہارے پاس کوئی آیا تھا کہنے لگیں ہاں اچھی
شکل وہیئت کے ایک بزرگ تشریف لائے تھے
اور ان کی تعریف کی انہوں نے مجھ سے آپ کے
متعلق دریافت کیا میں نے ان کو اطلاع دی، پوچھنے
لگے گزران کس طرح ہے میں نے عرض کیا ہم لوگ
خوش وخرم ہیں۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام نے فرمایا
پھر انہوں نے تم کو کچھ حکم دیا جواب دیا ہاں آپ کو
سلام کہہ گئے ہیں اور حکم دے گئے ہیں کہ اپنے دروازہ
کی چوکھٹ محفوظ رکھنا۔ آپ نے فرمایا وہ میرے والد
ماجد تھے اور تم چوکھٹ ہو مجھے حکم دے گئے ہیں کہ میں
تمہیں اپنے پاس سے جدا نہ کروں۔ کچھ عرصہ کے بعد
حضرت ابراہیم علیہ السلام پھر تشریف لائے۔ حضرت
اسمٰعیل علیہ السلام زمزم کے قریب اسی بڑے درخت
کے نیچے بیٹھے ہوئے تیر درست کر رہے تھے انہوں نے
جو آپ کو آتے دیکھا کھڑے ہو گئے دونوں نے وہی
طرز عمل اختیار کیا جو ایک شفیق باپ اپنے بیٹے کے
لئے اور ایک سعادتمند بیٹا اپنے باپ کے لئے کرتا ہے
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسمٰعیل
مجھے اللہ تعالیٰ نے ایک حکم دیا ہے۔ حضرت اسمٰعیل
نے عرض کیا آپ تعمیل حکم کیجئے آپ نے فرمایا تم
میری مدد کروگے۔ عرض کیا کرونگا۔ فرمایا مجھے خدا نے

Marfat.com

حکم دیا ہے کہ میں یہاں بیت اللہ کی تعمیر کروں اور اس مرتفع حصۂ زمین کی طرف اشارہ کیا پھر دونوں نے ملکر بنیادیں کھڑی کیں حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تو پتھر ڈھوتے جاتے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام تعمیر میں مصروف تھے۔ یہاں تک کہ جب وہ عمارت بلند ہوئی تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام مقام کا پتھر لے کر آئے اب ابراہیم علیہ السلام اس پر کھڑے ہو کر تعمیر فرمانے لگے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام آپ کو پتھر لا لا کر دیتے گئے۔ اور یہ دعا دونوں کی وردِ زبان تھی رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ (اے ہمارے پروردگار ہمارا یہ عمل تیرے حضور قبول ہو بیشک تو ہی ہے دعاؤں کا سننے والا اور جاننے والا) غرض یہی دعا پڑھتے ہوئے دونوں مقدس باپ بیٹوں نے خانہ کعبہ کی تعمیر کرکے اس کا دورہ پورا کیا۔[1] حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں اس روایت کو نقل کرکے فرماتے ہیں وھذا الحدیث من کلام ابن عباس وموشح برفع بعضہ وفی بعضہ غرابۃ وکانہ مما تلقاہ ابن عباس عن الاسرائیلیات (یہ حدیث حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما کا بیان ہے جس کا بعض حصہ کلامِ نبوی ہونے سے مزین ہے اور بعض حصہ میں غرابت ہے جو غالباً ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے اسرائیلیات سے لیا ہے)[2] صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (فتح مکہ پر) جب بیت اللہ میں تصویریں دیکھیں تو آپ اندر داخل ہونے سے باز رہے اور حکم دیا کہ ان کو مٹا دیا جائے چنانچہ تعمیلِ ارشاد ہوئی۔ آپ کی نظر جب ابراہیم و اسمٰعیل علیہما السلام کی تصویروں پر پڑی کہ ازلام[3] (تقسیم کے لئے جوئے کے تیر) ان کے ہاتھوں میں ہیں تو آپ نے فرمایا اللہ کی ان پر مار ہو خدا کی قسم ان میں کسی نے بھی کبھی ان تیروں سے تقسیم نہیں چاہی[4] صحیح بخاری میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی مروی ہے کہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کے لئے اس دعا سے تعوذ

---

[1] صحیح بخاری باب یزفون النسلان فی المشی [2] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۶۱ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

[3] ملاحظہ ہو "ازلام" [4] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ "واتخذ اللہ ابراہیم خلیلا"

Marfat.com

فرماتے تھے۔ اور ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ تمہارے باپ (حضرت ابراہیم علیہ السلام) بھی اسی دعا سے حضرت اسمٰعیل و اسحٰق علیہما السلام کے لئے تعوذ کرتے تھے اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ عَیْنٍ لَّامَّۃٍ (میں اللہ کے کلمات کاملہ کے ذریعہ ہر شیطان اور تمام جانوران گزندہ اور ہر نظر بد سے جو ضرر رساں ہو پناہ مانگتا ہوں[۱]۔) حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے ذبح کا واقعہ قرآن مجید میں سورۃ الصافات میں تفصیل سے مذکور ہے پ۲۳ ع۷
پ۱ ع۱۵ پ۱ ع۱۶ پ۳ ع۱۵ پ۶ ع۷ پ۱۳ ع۱۶ پ۱۶ ع۴ پ۱۷ ع۶ پ۲۳ ع۷

اِسْمُہٗ ۔ اس کا نام، اسم مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ ع۱ پ۳ ع۱۲ پ۸ ع۱۲ پ۱۸ ع۱۱ پ۲۸ ع۹

اٰسِنٌ ۔ سخت بدبودار۔ اَسْنٌ سے جس کے معنی سخت بدبودار ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ۲۶ ع۶

اَسْوَءَ ۔ سب سے برا۔ سُوْءٌ سے جس کے معنی برا ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۴ ع۱ و ۱۸

اَسْوَاق ۔ بازاریں۔ سُوْقٌ کی جمع جس کے معنی بازار کے ہیں پ۱۸ ع۱۶ و ۱۷

اَسْوَدِ ۔ کالا۔ سَوَادٌ سے جس کے معنی سیاہ ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے پ۲ ع۷

اِسْوَدَّتْ ۔ وہ سیاہ ہوئی۔ اِسْوِدَادٌ سے جس کے معنی سیاہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۴ ع۲

اَسْوِرَۃٌ ۔ کنگن۔ سِوَارٌ کی جمع۔ جس کے معنی کنگن اور پہنچی کے ہیں۔ پ۲۵ ع۱۱

اُسْوَۃٌ ۔ چال، ڈھنگ، نمونہ عمل، اسم ہے۔ غیر کی پیروی و اتباع میں انسان جس چال پر ہوتا ہے اس کا نام اسوہ ہے۔ خواہ وہ اچھی ہو یا بری منفعت پہنچانے والی ہو یا ضرر رساں۔ پ۲۱ ع۱۹ پ۲۸ ع۷

اٰسٰی ۔ میں افسوس کروں (بہمتہ) اَسٰی سے جس کے معنی سخت غمگین ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ماضی اصل میں ءَاَسٰی تھا۔ دوسری ہمزہ الف سے بدل گئی ہے پ۹

اَسِیْرًا ۔ قیدی۔ اُسَارٰی اور اَسْرٰی جمع پ۲۹ ع۱۹

اِسْئَلْ ۔ تو سوال کر۔ پوچھ لے۔ (فتح) سُوَالٌ سے جس کے معنی مانگنے یا دریافت کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب یزفون النسلان فی المشی۔

Marfat.com

صیغہ واحد مذکر حاضر ۔

اَسْئَلُكَ میں تجھ سے پوچھوں، دریافت کروں اَسْئَلُ سُؤالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔ كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۔

اَسْئَلُكُمْ میں تم سے مانگتا ہوں۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۔

اِسْئَلُوْا تم مانگو، تم پوچھو، سُؤَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۔

اِسْئَلُوْهُمْ ان سے پوچھو ان سے دریافت کرو، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۔

اِسْئَلُوْهُنَّ ان عورتوں سے مانگو، ان سے پوچھو اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے ۔

اِسْئَلْهُ تو اس سے پوچھ، اِسْئَلْ صیغہ امر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۔

اِسْئَلْهُمْ تو ان سے پوچھ۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۔

فصل الشین المعجمہ

اَشَآءُ میں چاہوں (فتح) مَشِیْئَۃٌ سے جس کے معنی چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔

اَشَارَتْ اس نے اشارہ کیا۔ ہاتھ سے بتلایا۔ اِشَارَۃٌ سے، جس کے معنی اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۔

اَشْتَاتًا جدا جدا۔ طرح طرح۔ شَتٌّ اور شَتَاتٌ کی جمع جس کے معنی پراگندہ اور متفرق کے ہیں ۔

اِشْتَدَّتْ وہ سخت ہوگئی۔ اِشْتِدَادٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۔

اِشْتَرَوْا انھوں نے مول لیا۔ انھوں نے بیچا۔ اِشْتِرَاءٌ سے۔ جس کے معنی بیچنے اور خریدنے دونوں کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔

اِشْتَرٰی اس نے خریدا۔ اِشْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۔

اِشْتَرٰىهُ اس نے اس کو خرید کیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۔

اِشْتَعَلَ شعلہ نکلا۔ اس نے آگ پکڑی۔ اِشْتِعَالٌ

Marfat.com

ی۔ جس کے معنی شعلہ بھڑکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یہاں مجازاً بڑھاپے سے سر سفید ہونا مراد ہے۔ پ۱۶/۴

اِشْتَمَلَتْ۔ وہ مشتمل ہے۔ اِشْتِمَالٌ سے جس کے معنی مشتمل ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۸/۴

اِشْتَهَتْ۔ اس نے خواہش کی۔ اس نے رغبت کی اِشْتِهَاءٌ سے جس کے معنی خواہش کرنے اور رغبت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب پ۱۷/۷

اَشِحَّةً۔ حریص لوگ۔ کسی چیز پر ٹوٹ پڑنے والے شَحِیْحٌ کی جمع جس کے معنی حریص کے ہیں پ۲۱/۱۸

اَشَدَّ۔ نہایت سخت۔ شِدَّۃٌ سے جس کے معنی سخت اور قوی ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ

پ۱/۵و۷ پ۲/۹و۸و۴ پ۵/۸و۶ پ۹/۱۵ پ۱۰/۱۵و۱۶ پ۱۱/۱ پ۱۵/۸و۱۲و۱۶

پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۴ پ۲۲/۱۶ پ۲۳/۵ پ۲۴/۸و۱۰و۱۳و۱۴ پ۲۵/۶ پ۲۶/۶و۱۶

پ۲۸ پ۲۹/۱۲ پ۳۰

اَشِدَّاءُ۔ زورآور۔ شَدِیْدٌ کی جمع جس کے معنی سخت، قوی اور زورآور کے ہیں پ۲۶/۱۲

اُشْدُدْ۔ تو سخت کردے۔ تو مضبوط کر (نَصَرَ، ضَرَبَ) شَدٌّ سے جس کے معنی قوی اور مضبوط کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۱/۱۲ پ۱۶/۱۱

اَشُدَّکُمْ۔ تمہارا زور جوانی، تمہارا پورا زور۔ اَشُدَّ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ اشد کے معنی ہیں قوت عقل و تمیز کا مکمل ہونا یہ واحد ہے یا جمع اس بارے میں علماء لغت کے پانچ قول ہیں بعض علماء کا خیال ہے کہ یہ اُنُک کی طرح سے لفظاً اور معناً واحد ہے مگر جمع کے وزن پر آیا ہے اور ان دونوں لفظوں کی اس خصوصیت میں کوئی اور نظیر نہیں ابن الانباری وغیرہ کا یہی خیال ہے[۱]۔ لیکن علامہ ابوحیان اندلسی نے سورۃ انعام کی تفسیر میں تصریح کی کردی ہے اس لئے ٹھیک نہیں کہ مفردات میں کوئی لفظ جو باعتبار وضع اَفْعُلٌ کے وزن پر ہو موجود نہیں[۲]

[۱] ابوحیان نے ابن الانباری کا مختار یہی بیان کیا ہے لیکن علامہ محمود آلوسی کا بیان ہے کہ ابن الانباری نے اس کو شُدٌّ (بالضم) کی جمع بتایا ہے جیسے وُدٌّ اور اَوُدٌّ ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۸ ص ۲۰ طبع مصر

[۲] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔

علامہ زمخشری سورۂ حج کی تفسیر میں رقمطراز ہیں کہ یہ ان الفاظ جمع میں سے ہے جن کے لئے واحد کا استعمال نہیں ہوتا جیسے اَسِدَّۃٌ، قَتُودٌ، اَبَاطِیلُ وغیرہ گویا متعدد اشیاء میں شدت اور قوت کا پایا جانا مراد ہے اس بنا پر بلفظ جمع اس کا استعمال کیا گیا ہے[1] مگر علامہ موصوف نے جو الفاظ بطورِ مثال پیش کئے ہیں ان سب کا واحد مستعمل ہے چنانچہ اَسِدَّۃ کا سَدٌّ قَتُودٌ کا قَتَدٌ اور اَبَاطِیلُ کا واحد بَاطِلٌ استعمال کیا جاتا ہے۔ اس لئے ان الفاظ کی بجائے اگر اَبَابِیلُ عَبَادِیدُ، مَذَاکِیرُ وغیرہ کو بطورِ مثال پیش کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے۔ بعض علما اس کو شَدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جس کے معنی تقویت اور ارتفاع کے ہیں جیسے کَلْبٌ سے اَکْلُبٌ بعض شِدٌّ کی جمع بتاتے ہیں جیسے ذِئْبٌ سے اَذْؤُبٌ علامہ مجد الدین فیروز آبادی قاموس میں رقمطراز ہیں کہ یہ دونوں جمعیں سنی نہیں گئیں بلکہ صرف قیاس ہی قیاس ہے۔

سیبویہ جو لغت و عربیت کے امام ہیں اس کا واحد شِدَّۃٌ بیان کرتے ہیں۔ امام جوہری نے تصریح کی ہے کہ معنی کے اعتبار سے تو یہ درست ہے لیکن فِعْلَۃٌ کی جمع اَفْعُلٌ کے وزن پر آتی نہیں[2]۔ مجد الدین فیروز آبادی بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں لیکن ان کا اعتراض سیبویہ پر صحیح نہیں کیونکہ نِعْمَۃٌ کی جمع اَنْعُمٌ موجود ہے

جس طرح اَشُدَّ کی لفظی تحقیق میں اختلاف ہے۔ اسی طرح ائمہ میں اس کے زمانہ کے تعین میں بھی اختلاف ہے کہ کس وقت انسان اس حالت پر پہنچتا ہے چونکہ اس زمانہ کے تعین کی بنیاد محض اجتہاد رائے اور ظنِ غالب پر ہے اس لئے اس میں اختلاف ہونا لازمی تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اس کی مدت پچیس سال ہے اکابر تابعین میں سے عکرمہ کا بھی یہی قول ہے[3]۔ بعض علما کے نزدیک اس کی ابتدا بلوغ سے شروع ہوجاتی ہے۔ بعض اٹھارہ سال بعض تیس بعض پینتیس بعض چالیس سال پر اس کی ابتدا بتاتے ہیں۔ قاموس میں اس کا زمانہ اٹھارہ

[1] تفسیر کشاف ج ۳ ص ۲۶ طبع مصر ۱۳۵۴ھ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[3] البحر المحیط ج ۴ ص ۲۵۲۔

Marfat.com

سال سے لیکر تیس سال کا بتایا ہے لیکن بقول زمخشری
اس کی انتہائی مدت باسٹھ سال تک بیان کی گئی ہے۱؎
آیت شریف حَتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہٗ وَبَلَغَ اَرْبَعِیْنَ
سَنَۃً (یہاں تک کہ جب پہنچا اپنی قوت کو اور پہنچ
گیا چالیس برس کو) سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا زمانہ
تیس سال پر ختم نہیں ہو جاتا بلکہ چالیس سال کے
بعد تک باقی رہتا ہے پ۲ ، پ۲۶/۱۲

اَشُدَّہٗ۔ اس کی قوت، اور عقل و تمیز کا مکمل ہونا
اَشُدَّ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ
پ۸/۹ ، پ۱۲/۱۳ ، پ۱۵/۴ ، پ۲۰/۵ ، پ۲۶/۲

اَشُدَّھُمَا۔ ان دونوں کا زور آور ہونا اور عقل و تمیز
کا مکمل ہونا۔ اَشُدَّ مضاف۔ ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر
غائب، مضاف الیہ پ۱۶

اَشِرٌ۔ بڑائی مارنے والا۔ بہت زیادہ اترانے والا۔
اَشَرٌ سے۔ جس کے معنی بہت زیادہ اترانے اور بڑائی
مارنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ۲۷

اَشْرَارِ۔ برے لوگ۔ شَرِیْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی
شرارت کرنے والے کے ہیں پ۲۳/۱۴

اَشْرَاطُھَا۔ اس کی نشانیاں۔ اَشْرَاطُ شَرَطٌ کی
جمع، شرط علامت اور نشانی کو بھی کہتے ہیں اَشْرَاطُ
مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ۲۶

اِشْرَاقِ۔ صبح۔ اِشْرَاقٌ کے اصل معنی تو روشن ہونے
کے ہیں۔ یہاں صبح کا وقت مراد ہے۔ پ۲۳/۱۱

اِشْرَبُوْا۔ تم پیو (سَمِعَ) شُرْبٌ سے جس کے معنی
پینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۷
پ۲۷/۳ پ۲۹/۵ ۹ ۲۲

اُشْرِبُوْا۔ ان کو پلایا گیا۔ اِشْرَابٌ سے جس کے معنی
پلانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱/۱۱

اِشْرَبِیْ۔ تو پی۔ شُرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد
مونث حاضر۔ پ۱۶

اِشْرَحْ۔ کشادہ کر، تو کھول دے۔ (فَتَحَ) شَرْحٌ
سے جس کے معنی کھلنے، کھولنے اور پھیلنے کے ہیں
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

اَشْرَقَتْ۔ وہ چمک اٹھی۔ اِشْرَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ
واحد مونث غائب (ملاحظہ ہو اشراق) پ۲۴

اَشْرَکَ۔ اس نے شرک نکالا۔ اس نے شرک کیا۔

۱؎ تفسیر کشاف ج ۲ ص ۲۴۸۔

اِشْرَاکٌ سے جس کے معنی شریک بنانے اور شریک کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب شرک کی دو قسمیں ہیں ایک شرک عظیم یعنی اللہ تعالیٰ کا کسی کو شریک ٹھہرانا۔ اور یہ بہت بڑا کفر ہے۔ دوسرے شرک صغیر یعنی بعض امور میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرے کی رعایت کرنا جیسے ریا وغیرہ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شِرْکٌ) پ ۱۱

أُشْرِكُ ۔ میں شرک کروں شریک بناؤں۔ اِشْرَاکٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۲۹

أَشْرَكْتَ ۔ تو نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۴

أَشْرَكْتُمْ تم نے شرک کیا۔ تم نے شریک بنایا اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵

أَشْرَكْتُمُونِ ۔ تم نے مجھے شریک بنایا اس میں ن وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم کی محذوف ہے پ ۱۳

أَشْرَكْنَا ۔ ہم نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۸

أَشْرَكُوا ۔ انھوں نے شرک کیا۔ اِشْرَاکٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱ پ ۱۰،۷ پ ۱۵ پ ۱۶،۹ پ ۱۹،۱۶

پ ۱۱ پ ۱۸،۱۵ پ ۲۴

أَشْرِكْهُ ۔ اس کو شریک کر۔ اَشْرِكْ اِشْرَاکٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۶

أَشْعَارِهَا ۔ ان کے بال۔ اَشْعَارٌ شَعْرٌ کی جمع جس کے معنی بال کے ہیں اَشْعَارِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ پ ۱۴

أَشْفَقْتُمْ تم ڈر گئے۔ اِشْفَاقٌ سے جو اصل میں اس توجہ کو کہتے ہیں جس میں خوف موجود ہو۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت شریفہ ءَأَشْفَقْتُمْ أَنْ تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوَاكُمْ صَدَقَاتٍ (کیا تم سرگوشی کے پہلے خیرات کرنے سے ڈر گئے) میں پہلی ہمزہ استفہام تقریری کے لئے ہے پ ۲۸

أَشْفَقْنَ ۔ وہ ڈر گئیں۔ اِشْفَاقٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب پ ۲۲

أَشَقُّ ۔ بہت ہی سخت۔ شَقٌّ سے جس کے معنی مشقت اور سختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۱۳

أَشُقُّ ۔ میں تکلیف دوں۔ میں مشقت میں ڈالوں۔ (نَصَرَ) شَقٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۰

أَشْقَى ۔ بڑا بدبخت۔ بڑا بد قسمت شَقَاوَةٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی بدبختی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔

أَشْقٰهَا اس کا بڑا بدبخت، أَشْقٰی مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ یہاں قوم ثمود کے اس بڑے بدبخت کا ذکر ہے۔ جس نے حضرت صالح علیہ السلام کی ناقہ کی کونچیں کاٹی تھیں۔ اس کا نام قدار بن سالف تھا۔ قدار بروزن غلام اس کے معنی اصل میں اونٹ ذبح کرنے والے کے ہیں۔ اہلِ عرب میں یہ نحوست میں ضرب المثل ہے۔ چنانچہ کہا جاتا ہے فلان اشأم من قدار (یعنی فلاں شخص قدار سے بھی زیادہ منحوس ہے) صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اثنا خطبہ میں اس ناقہ اور اس کے کونچ کاٹنے والے کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایک بے مثل سخت خبیث اور مفسد اور جو اپنی قوم میں صاحب شوکت و قوت تھا جیسے ابو زمعہ ہے وہ اس ناقہ کا خاتمہ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔[1]

امام احمد، ابن ابی حاتم، البغوی، طبرانی، ابن مردویہ، حاکم نیز ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیا میں تمہیں اشقی الناس (سب سے زیادہ بدبخت شخص) کو نہ بیان کروں۔ حضرت علیؓ نے عرض کیا ضرور، فرمایا دو شخص ہیں ایک قوم ثمود کا سرخ رنگ کا انسان جس نے ناقہ کی کونچیں کاٹی۔ دوسرا وہ جو تمہارے سر پر ضرب لگائیگا کہ اس سے تمہاری ڈاڑھی تر ہو جائیگی۔ مگر اس روایت کے ایک راوی محمد بن خثیم المحاربی کو امام بخاری ضعفا میں شمار کرتے ہیں علاوہ ازیں اس کے راویوں کا آپس میں سماع بھی ثابت نہیں ہوتا۔[2] [3]

أَشْكُرُ۔ میں شکر کروں۔ (نَصَرَ) شُكْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ شکر کے معنی ہیں نعمت کو یاد رکھنا اور اس کا اظہار کرنا۔ کفر کی ضد ہے جس کے معنی نعمت کو بھولنے اور اس کو چھپانے کے ہیں۔ شکر کی تین قسمیں ہیں۔ شکر قلب یعنی دل میں نعمت کا دھیان رکھنا۔

---

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاهم صالحا۔ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۴۸ طبع مصر ۱۳۴۹ھ۔ [3] ملاحظہ ہو میزان الاعتدال ج ۳ ص ۵۲ طبع مصر ۱۳۲۵ھ۔

شکر لسان یعنی زبان سے نعمت دینے والے کی ثناء کرنا
بقیہ تمام اعضاء و جوارح کا شکر یعنی بقدر استحقاق
نعمت کی مکافات کرنا۔ ءَاَشْکُرُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام
تقریری کے لئے ہے۔ پ۱۹ ع۱۸ پ۲۶
اُشْکُرْ۔ تو حق مان۔ شکر کر۔ شُکْرٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ پ۲۱
اُشْکُرُوْا۔ تم شکر کرو احسان مانو۔ حق مانو۔ شُکْرٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲ پ۱۴ پ۲۰ پ۴ پ۸
اَشْکُوْ۔ میں کہتا ہوں۔ شَکْوٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد متکلم۔ شَکْوٌ کے معنی اضطراب اور غم کے اظہار اور
بیان کرنے کے ہیں۔ اصل میں شَکْوَۃٌ (چھوٹا سا مشکیزہ)
کے کھولنے کو شَکْوٌ کہتے ہیں۔ پھر بطور استعارہ اظہار
غم و الم میں استعمال ہونے لگا۔ پ۱۳
اِشْمَأَزَّتْ۔ وہ رک گئی۔ اس نے نفرت کی۔ اِشْمِئْزَازٌ
سے جس کے معنی ہیں غم و غصہ سے اس طرح بھر جانا کہ چہرے
سے رکاوٹ اور نفرت کا اظہار ہونے لگے۔ ماضی کا
صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۴
اَشْہَادٌ۔ گواہی دینے والے، گواہ۔ یہ یا تو شَاہِدٌ کی
جمع ہے جیسے صَاحِبٌ کی اَصْحَابٌ یا شَہِیْدٌ کی

جیسے شَرِیْفٌ کی اَشْرَافٌ پ۱۲ پ۲۴
اَشْہَدُ۔ میں گواہ کرتا ہوں۔ اِشْہَادٌ سے جس کے معنی
گواہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲
اَشْہَدُ۔ میں گواہی دوں گا (سَمِعَ، کَرُمَ) شَہَادَۃٌ سے
جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
متکلم۔ پ۸
اِشْہَدْ۔ تو گواہ رہ۔ شَہَادَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر پ۳ پ۵
اَشْہَدْتُّهُمْ۔ میں نے ان کو شاہد بنایا۔ میں نے ان کو
دکھلایا۔ اَشْہَدْتُ اِشْہَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد
متکلم اور ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱۵
اَشْہِدُوْا۔ گواہ کر لیا کرو۔ گواہ کر لو۔ اِشْہَادٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳ پ۲۸
اِشْہَدُوْا۔ تم گواہ رہو۔ شَہَادَۃٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۳
اَشْہَدَهُمْ۔ ان سے اقرار کرایا، ان کو گواہ بنایا۔ اَشْہَدَ
اِشْہَادٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ہُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب۔ پ۹
اَشْہُرٌ۔ مہینے۔ شَہْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی مہینہ کے

Marfat.com

ہیں۔ پ ۲ ع ۹ و ۱۲ و ۱۳۔ پ ۷ ع ۸۔ پ ۲۵ ع ۱۷

اَشْیَآءَ۔ باتیں۔ شَیْءٌ کی جمع جس کے معنی ہر اس چیز کے ہیں جو جانی جاسکے اور اس کے متعلق خبر دی جاسکے پ ۶ ع ۱۰

اَشْیَآءَهُمْ۔ ان کی چیزیں۔ اَشْیَآءَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸ ع ۱۶ پ ۱۲ ع ۸ پ ۱۹ ع ۱۲

اَشْیَاعَكُمْ۔ تمہارے ساتھ والے تمہارے طریقے والے اَشْیَاعٌ شِیْعَةٌ کی جمع جس کے معنی تبعین اور انصار کے ہیں اشیاع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۷ ع ۹

اَشْیَاعِهِمْ۔ ان کے طریقے والے۔ ان کے ساتھی اَشْیَاعٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۲ ع ۱۲

فصل الصاد المهملة

اَصَابَ۔ وہ پہنچا۔ وہ آپڑا۔ اس نے پالیا۔ اِصَابَةٌ سے جس کے معنی پالینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۸ ع ۱۳ پ ۱۲ ع ۱۱ پ ۱۴ ع ۲۰ پ ۱۹ ع ۲۸

اَصَابَتْ۔ وہ جا لگی۔ اِصَابَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۵ ع ۷

اَصَابَتْكُمْ۔ وہ تم کو پہنچی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۲ ع ۸ پ ۵ ع ۴ پ ۶ ع ۱۴

اَصَابَتْهُ۔ اس کو پہنچ گئی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۴ ع ۱

اَصَابَتْهُمْ۔ ان کو پہنچی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲ ع ۵ پ ۵ ع ۹

اَصَابِعَهُمْ۔ ان کی انگلیاں۔ اِصْبَعٌ کی جمع جس کے معنی انگلی کے ہیں۔ اَصَابِعَ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱ ع ۲ پ ۲۹ ع ۹

اَصَابَكَ۔ تجھ کو پہنچا۔ اَصَابَ صیغہ ماضی۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۵ ع ۸ پ ۲۱ ع ۱۱

اَصَابَكُمْ۔ تم کو پیش آیا۔ تم کو پہنچا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۴ ع ۷ پ ۵ ع ۸ پ ۲۵ ع ۵

اَصَابَهٗ۔ اس کو پہنچا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۳ ع ۵

اَصَابَهَا۔ اس پر آپڑا۔ اس پر پہنچا۔ اس کو آلیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۳ ع ۳

اَصَابَهُمْ۔ ان کو پہنچا۔ ان پر پڑا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۴ ع ۸ پ ۵ ع ۹ پ ۹ ع ۱۰ پ ۱۲ ع ۱۳ پ ۱۳ ع ۲ پ ۲۵ ع ۵

اَصَالِ۔ شام، شام کے وقت۔ زجاج، اخفش، جوہری، مجدالدین فیروز آبادی وغیرہ کا بیان ہے کہ یہ اَصِیْلٌ

کی جمع ہے۔ فراء، ازہری، ابوبکر سجستانی کے خیال میں یہ اُصُلٌ کی اور اُصُلٌ اَصِیْلٌ کی جمع ہے۔ اَصِیْلٌ کے متعلق جوہری کا بیان ہے کہ عصر کے بعد سے لیکر مغرب کے وقت تک کو کہتے ہیں۔ پس اس اعتبار سے یہ جمع الجمع ہے نہ کہ جمع قلت۔ اور ازہری نے تصریح کی ہے کہ یہ اَصِیْلٌ کی جمع نہیں ہو سکتی کیونکہ فَعِیْلٌ کی جمع اَفْعَالٌ کے وزن پر نہیں آتی۔ لیکن یہ صحیح نہیں کیونکہ یَمِیْنٌ کی جمع اَیْمَانٌ موجود ہے۔ علامہ ابوحیان اندلسی تفسیر البحر المحیط میں سورہ اعراف میں لکھتے ہیں کہ اٰصَالٌ کے متعلق اس دعوی کی کوئی ضرورت نہیں کہ وہ جمع الجمع ہے کیونکہ اُصُلٌ گو اَصِیْلٌ کی جمع ہو سکتی ہے جیسے کَثِیْبٌ کی جمع کُثُبٌ مگر ثابت یہی ہے کہ اُصُلٌ مفرد ہے۔ ان کے خیال میں اٰصَالٌ یا تو اُصُلٌ کی جمع ہے جس کے معنی شام کے وقت کے ہیں جیسے عُنُقٌ اور اَعْنَاقٌ (علامہ زمخشری نے بھی کشاف میں سورہ نور کی تفسیر میں یہی خیال ظاہر کیا ہے) یا اَصِیْلٌ کی جمع ہے جیسے یَمِیْنٌ اور اَیْمَانٌ۔[1] پ ۸ ع ۱۱

اَصْبُ۔ میں مائل ہو جاؤں گا۔ (نَصَرَ) صَبْوَۃٌ سے جس کے معنی مائل ہونے اور مشتاق ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَصْبُ اصل میں اَصْبُوْ تھا واو عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا۔ پ ۱۲

اِصْبَاحٌ۔ صبح کی روشنی۔ اصل میں مصدر ہے بروزن اِفْعَالٌ جس کے معنی صبح کرنے کے آتے ہیں اور صبح کا نام بھی ہے یہاں نام ہی مراد ہے۔ پ ۷ ع ۱۸

اَصَبْتُمْ۔ تم پہنچ چکے۔ اِصَابَۃٌ سے جس کے معنی پہنچنے، پالینے اور پہنچا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۴ ع ۸

اَصْبَحَ۔ لگا۔ ہو گیا۔ اس نے صبح کی۔ اس کو صبح ہوئی افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے جس کے معنی صبح کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۶ ع ۱۵ پ ۳۰ پ ۱۹

اَصْبَحَتْ۔ وہ ہو گئی۔ اس نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۲۶۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ قاموس، البحر المحیط ج ۴ ص ۴۴۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ روح المعانی ج ۹ ص ۱۴۰ طبع مصر، نزہۃ القلوب فی غریب القرآن للسجستانی ج ۱ ص ۲۱ طبع مصر برحاشیہ تبصیر الرحمٰن للمہایمی - تفسیر کشاف ج ۲ ص ۸۰ طبع مصر ۱۳۵۴ھ

Marfat.com

غائب پ ۱۹

اَصْبَحْتُمْ تم ہو گئے۔ تم نے صبح کی۔ افعالِ ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۴ ع ۲

اَصْبَحُوْا ۔ وہ ہو گئے۔ انھوں نے صبح کی۔ افعال ناقصہ میں سے ہے۔ اِصْبَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶ ع ۱۱ پ ۷ ع ۱۶ پ ۸ ع ۹ پ ۱۰ ع ۱ پ ۱۱ ع ۱۲ پ ۱۲ ع ۱۹ پ ۲۰ ع ۲ پ ۲۹ ع ۳

اِصْبِرْ ۔ تو صبر کر۔ استقلال سے رہ۔ اپنے آپ کو روکے رکھ۔ (ضَرَبَ) صَبْرٌ سے جس کے معنی نفس کو عقل و شرع کے مطابق روکے رکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲ ع ۴ پ ۱۲ ع ۱۰ پ ۱۲ ع ۲۲ پ ۱۵ ع ۱۶ پ ۱۶ ع ۱۴ پ ۱۷ ع ۹ و ۱۱ پ ۲۱ ع ۱۲ پ ۲۳ ع ۱۱ پ ۲۴ ع ۱۶ پ ۲۴ ع ۴ پ ۲۹ ع ۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۲۰

اِصْبِرُوْا تم صبر کرو۔ صَبْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۴ ع ۱۰ پ ۹ ع ۵ پ ۱۰ ع ۲ پ ۲۳ ع ۱۰ پ ۲۶ ع ۱۳ پ ۲۹ ع ۲

اَصْبَرَهُمْ ۔ وہ کس قدر صبر کرنے والے ہیں۔ آیت میں فَمَآ اَصْبَرَهُمْ ہے جو افعالِ تعجب میں سے ہے۔ پ ۲ ع ۵

اَصَبْنٰهُمْ ۔ ہم نے ان کو آیا۔ اَصَبْنَا اِصَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۹ ع ۱۲

اَصْحٰبٌ ۔ ساتھی۔ رفیق۔ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی ساتھی اور کبھی مالک کے بھی آتے ہیں پ ۱ ع ۸

اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۔ کھائیاں کھودنے والے اصحاب الاخدود (کھائیوں والوں) سے خدا کے وہ دشمن مراد ہیں جنھوں نے گڑھوں اور کھائیوں میں آگ دھکا کر اللہ کے پرستاروں کو نذرِ آتش کیا تھا۔ تاریخ عالم میں اس قسم کے واقعات بارہا رونما ہو چکے ہیں۔ اسی بنا پر اصحاب الاخدود کی تعیین میں مفسرین وارباب تاریخ نے مختلف واقعات نقل کئے ہیں قدماء میں عبدالرحمن بن جبیر، سدی اور مقاتل بھی اس سلسلہ میں تعددِ واقعات ہی کے قائل ہیں[1] متاخرین میں ملا عصام الدین نے تصریح کی ہے کہ لعل جمیع ماروی فی ذلک وقع والقرآن شامل له (غالباً اس سلسلہ میں جتنے واقعات بیان کئے گئے وہ سب واقع ہوئے۔ اور قرآنِ عظیم میں (اصحاب الاخدود کے الفاظ) ان سب پر مشتمل ہیں)[2]۔ لیکن عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، احمد، عبد بن حمید، مسلم

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۹۹ طبع مصر ۱۳۴۸ھ بر حاشیہ فتح البیان۔ [2] روح المعانی محمود آلوسی ج ۳۰ ص ۸۹ طبع مصر

Marfat.com

نسائی، ترمذی اور طبرانی نے جو روایت اس سلسلہ میں الفاظ کے معمولی تغیر اور خفیف سی کمی بیشی کے ساتھ حضرت صہیبؓ سے مرفوعاً نقل کی ہے وہ یہ ہے کہ اگلے وقتوں میں ایک کافر بادشاہ تھا جس کے پاس ایک جادوگر رہتا تھا جب جادوگر کا آخری وقت ہوا تو اس نے بادشاہ سے کہا کہ اگر کوئی ہوشیار اور ہونہار لڑکا میرے سپرد کیا جائے تو اچھا ہو کہ میں اس کو اپنا یہ علم سکھلا دوں چنانچہ بادشاہ نے ایک لڑکا اس کام کے لئے اس کے پاس بھیجا۔ راستہ میں ایک راہب رہتا تھا لڑکا اس کے پاس بیٹھتا اور اس کی باتیں سن کر پسند کرتا۔ اسی زمانہ میں ایسا اتفاق ہوا کہ ایک روز لڑکے نے دیکھا کہ کسی بڑے جانور (شیر یا اژدہے) نے لوگوں کا راستہ روک رکھا ہے لڑکے نے کہا کہ آج معلوم ہو جائے گا کہ راہب افضل ہے یا جادوگر چنانچہ اس نے ایک پتھر ہاتھ میں لیکر دعا کی کہ یا اللہ اگر بجائے جادوگر کے راہب کا دین تجھے پسند ہو تو اس جانور کا کام تمام کر دے تاکہ لوگ اپنا اپنا راستہ لیں یہ کہکر پتھر پھینکا، خدا نے اس جانور کا کام تمام کر دیا اور سب لوگ اپنے اپنے

راستے چل نکلے۔ لڑکے نے سارا واقعہ راہب سے کہہ سنایا۔ راہب نے سن کر کہا، بیٹا اب تم مجھ سے بھی افضل ہو کہ تمہارا معاملہ اس درجہ پہنچ گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اب اللہ تعالیٰ تم کو ابتلا اور آزمائش میں ڈالے گا۔ اب لڑکے کی دعا سے نابینا کوڑھی اچھے ہونے لگے۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین نابینا تھا اس نے جو سنا تو بہت سے تحفہ تحائف لے کر لڑکے کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر تو مجھے شفا دے تو یہ سب تیرا ہے لڑکے نے کہا کہ میں کسی کو شفا نہیں دے سکتا۔ شفا دینے والا تو اللہ ہے اگر تو ایمان لے آئے تو میں اللہ سے دعا کروں وہ تجھے شفا دیدے چنانچہ وہ ایمان لے آیا اور اسے شفا ہو گئی۔ وہ جب بادشاہ کے پاس آکر بیٹھا تو اس نے دریافت کیا کہ تجھے دوبارہ بینائی کس نے دی۔ اس نے کہا میرے رب نے۔ بادشاہ کہنے لگا کہ کیا میرے سوا تیرا کوئی اور رب ہے؟ اس نے جواب دیا ہاں میرا اور تیرا رب اللہ ہے اس پر وہ بہت برہم ہوا اور اس شخص کو گرفتار کر کے طرح طرح کی اذیتیں دینے لگا۔ آخر کار اس نے لڑکے کا پتہ دیا چنانچہ لڑکا لایا گیا۔ بادشاہ اس سے کہنے لگا کہ

Marfat.com

اب تو تیر اجادو اس درجہ چلنے لگا کہ اس سے کوڑھی
اور نابینا تک اچھے ہونے لگے، لڑکے نے جواب میں
کہا کہ میں کسی کو اچھا نہیں کرتا اللہ شفا دیتا ہے اس
پر اس نے لڑکے کو بھی پکڑ کے ستانا شروع کیا۔ اس نے
راہب کا واقعہ کہہ سنایا۔ اس پر راہب طلب کیا گیا
بادشاہ نے راہب سے کہا کہ تو اپنا مذہب چھوڑ دے
راہب کے انکار پر بادشاہ نے اس کو آرے سے چروا دیا،
اور یہی حال اپنے اس ہم نشین کا کیا۔ اب لڑکے کی
باری آئی اور جب اس نے بھی مذہب کے چھوڑنے
سے صاف انکار کر دیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ اس کو کسی
اونچے پہاڑ پر سے گرا کر ہلاک کر دیا جائے مگر خدا کی
قدرت جو لوگ اس کو لیکر گئے تھے سب پہاڑ سے
گر کر ہلاک ہوئے اور لڑکا صحیح و سالم بچ کر نکل آیا پھر
بادشاہ نے اس کو دریا میں ڈبونے کا حکم دیا وہاں بھی
یہی صورت پیش آئی کہ لڑکا صاف بچ کر نکل آیا اور
جو لیکر گئے تھے وہ سب دریا میں ڈوب گئے۔ آخر
لڑکے نے بادشاہ سے کہا کہ میں خود اپنے مرنے کی ترکیب
بتلاتا ہوں تو سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کر،
ان کے سامنے مجھے سولی پر لٹکا اور یہ لفظ کہہ کر مجھ پر
تیر چلا بسم اللہ رب الغلام (اس اللہ کے نام پر جو
لڑکے کا رب ہے) چنانچہ بادشاہ نے ایسا ہی کیا تیر لڑکے
کی کنپٹی پر بیٹھا لڑکے نے اپنا ہاتھ کنپٹی پر رکھا اور اپنے
رب کے نام پر قربان ہو گیا۔ لوگوں نے جو یہ دیکھا تو
بیساختہ پکار اٹھے اٰمنا برب الغلام اٰمنا برب الغلام
(ہم سب لڑکے کے رب پر ایمان لائے) مصاحبوں نے
بادشاہ کے کان بھرے کہ دیکھئے جس کا آپ کو کھٹکا تھا
وہی ہوا، اب تو سب ایمان لے آئے۔ بادشاہ نے برافروختہ
ہو کر سرِراہ خندقیں کھدوائیں اور ان کو آگ سے دہکا کر
اعلان کیا کہ جو شخص دینِ اسلام سے نہ پھریگا اس کو
ان خندقوں میں جھونک دیا جائے گا۔ مومنین نے
اس حکم کو ماننے سے صاف انکار کر دیا اور اس بدبخت
بادشاہ نے ان نیک بختوں کو آگ میں جھونک دیا۔
ایک ایماندار عورت جس کی گود میں دودھ پیتا بچہ تھا جب
لائی گئی تو آگ میں گرتے دیکھکر ذرا گھبرائی مگر بچہ نے
فوراً خدا کے حکم سے آواز بلند کی کہ اماں جان صبر کر
تو حق پر ہے۔ ابنِ اسحٰق نے روایت کی ہے کہ حضرت
عمرؓ کے زمانے میں نجران میں ایک ویرانے کو ایک شخص
نے کسی ضرورت سے کھودا تو اس لڑکے کی لاش کو اس

Marfat.com

حال میں پایا کہ ہاتھ اسی طرح کنپٹی پر رکھ رکھا تھا، جب ہاتھ وہاں سے ہٹایا جاتا تو خون بہہ نکلتا اور جب چھوڑ دیا جاتا تو اسی زخم پر جا کر رک جاتا۔[1]

(ملاحظہ ہو لفظ اُخْدُوْد) ب۔

اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ۔ اعراف والے۔ اصحابِ اعراف کون ہیں؟ ان کے متعلق مفسرین میں اختلاف ہے۔ قرطبی وغیرہ نے اس بارے میں بارہ اقوال نقل کئے ہیں ان اقوال کی قدر مشترک کے اعتبار سے تین قسمیں قرار دی جا سکتی ہیں۔

(۱) اصحابِ اعراف سے خدا کے بعض ممتاز اور برگزیدہ بندے مراد ہیں، اس خیال کے مؤیدین کے بھی مختلف اقوال ہیں (۱) امام ابنِ جریر طبری نے بسندِ صحیح مشہور تابعی ابو مجلز سے روایت کی ہے کہ یہ فرشتے ہیں جو اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کو پہچانتے ہیں حافظ ابنِ کثیر نے تفسیر سورۂ اعراف میں ان کے اس قول کو غریب اور قرآن مجید کے ظاہر سیاق کے خلاف بتلایا ہے۔[2] اور اس کی غرابت کی وجہ صاف ظاہر بھی ہے کیونکہ علاوہ جمہور کی رائے کی مخالف ہونے کے قرآن مجید میں اصحاب اعراف کے لئے رجال کا لفظ مستعمل ہوا ہے ارشاد ہے وَعَلَى الْاَعْرَافِ رِجَالٌ يَّعْرِفُوْنَ كُلًّا بِسِيْمٰهُمْ (اور اعراف کے اوپر مرد ہوں گے کہ پہچان لیں گے ہر ایک کو اس کی نشانی سے) اور فرشتوں کو نہ مرد کہا جاتا ہے نہ عورت۔ مشہور معتزلی علامہ ابو مسلم اصفہانی نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے اور اس اعتراض کا یہ جواب دیا ہے کہ چونکہ وہ اس وقت مردوں کی صورت میں ہوں گے اس لئے قرآن مجید نے ان کو رجال (مرد) کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔[3] لیکن جواب تکلف سے خالی نہیں۔ (۲) زجاج کا خیال ہے کہ ان سے مراد انبیاء ہیں۔[4] وہ کہتے ہیں کہ ان کے اظہارِ شرف و علو مرتبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کو تمام اہلِ قیامت سے ممتاز کرنے کے لئے ایسے بلند مقام پر متمکن فرمائیگا جہاں سے وہ تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ملاحظہ کر سکیں گے اور ان کے حالات اور عذاب و ثواب کی کیفیت اور مقدار کو بخوبی دیکھ سکیں گے۔

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۰۲، ۴۰۵ طبع مصر و روح المعانی ج ۳۰ ص ۸۸۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۱۷ طبع مصر ۱۳۵۶ھ
[3] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸۔ [4] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

Marfat.com

(۳) زہری کا بیان ہے کہ یہ برامت کے وہ نیک لوگ ہیں جو قیامت کے روز لوگوں کے متعلق شہادت دیں گے۔ نحاس نے بھی اسی قول کو اختیار کیا ہے۔[1]

(۴) علامہ آلوسی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں کہ ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب اعراف حضرات عباس، حمزہ، علی اور جعفر ذوالجناحین رضی اللہ عنہم ہیں۔ یہ پل صراط پر ایک مقام پر پہنچے ہوں گے اور اپنے سے محبت رکھنے والوں کو ان کے چہروں کی درخشندگی اور بغض رکھنے والوں کو ان کی روسیاہی کی بنا پر شناخت کریں گے۔ علامہ رشید رضا تفسیر المنار میں روح المعانی کی مذکورہ بالا عبارت نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں

ولم نر عن شیء من کتب التفسیر المأثور والظاهر انه نقله عن تفاسیر الشیعة (ہم نے اس روایت کو تفسیر ماثور کی کسی کتاب میں نہیں پایا۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آلوسی نے اس کو تفاسیر شیعہ سے نقل کیا ہے) علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ اصحاب اعراف تو تمام جنتیوں اور دوزخیوں کو ان کی نشانیوں سے پہچانیں گے اور ان میں باہم تمیز کریں گے یا ان کے متعلق شہادت دیں گے اور ان بزرگوں کے پل صراط پر بیٹھ کر اپنے سے بغض رکھنے والے بنی امیہ یا حضرت علیؓ سے عداوت رکھنے والے منافق اور خارجیوں کی شناخت کرنے سے کیا فائدہ۔ پھر کہاں پل صراط اور کہاں اعراف غرض یہ قول نظم و سیاق کلام اللہ سے سراسر بعید ہے۔[2] پھر خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی تصریح اس کے خلاف تمام تفاسیر میں موجود ہے کہ اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں اور بدیاں دونوں برابر ہیں۔ (۵) مشہور تابعی اور مفسر مجاہد کا بیان ہے کہ صلحاء امت میں سے فقہاء اور علماء کی جماعت مراد ہے۔ اس خیال کا منشا بھی درحقیقت وہی ہے جو تیسرے

---

[1] روح المعانی ج ۸ ص ۱۰۸ طبع مصر [1] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸۔

[2] ملاحظہ ہو تفسیر المنار ج ۸ ص ۴۲۲۔ واضح رہے کہ اس روایت کو صرف آلوسی ہی نقل نہیں کرتے بلکہ اور علماء بھی بیان کرتے ہیں چنانچہ ابو حیان اندلسی نے البحر المحیط میں اور شوکانی نے فتح القدیر میں اس کا ذکر کیا ہے۔ قرطبی نے اپنی تفسیر میں اس روایت کے متعلق ثعلبی کا حوالہ دیا ہے جو موضوعات کا انبار ہے۔ ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۴ ص ۳۰۲ فتح القدیر ج ۲ ص ۱۹۸ حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۲ ص ۱۳۶ طبع مصر ۱۳۵۳ھ

قول کا ہے۔ چونکہ اس قول کی بظاہر کوئی دلیل نہیں اس لئے حافظ ابن کثیر نے اس کے متعلق تصریح کی ہے کہ یہ قول غرابت سے خالی نہیں[1]۔

(۲) ایک خاص صفت کے لوگ جو نہ اہلِ جنت میں سے ہیں نہ اہلِ دوزخ میں سے بلکہ ان دونوں کے درمیانی مقام اعراف میں ہیں۔ رہا یہ کہ وہ خاص صفت کے لوگ کون ہیں، ان کے تعین میں بھی مختلف اقوال ہیں۔ (۱) عبد العزیز بن یحییٰ الکنانی کا بیان ہے کہ یہ لوگ اہلِ فترت[2] ہیں جنہوں نے اپنے دین کو نہیں بدلا۔ علامہ خازن اس قول کو بیان کر کے لکھتے ہیں وفیہ بعد لان اخر امر اصحاب الاعراف الی الجنۃ وھؤلاء الذین ماتوا علی الفترۃ اللہ اعلم بحالھم (اس قول میں بعد ہے کیونکہ اصحاب اعراف آخرکار جنت ہی میں ہوں گے اور جو لوگ فترت پر مرے ان کا حال اللہ ہی خوب جانتا ہے[3]) (۲) بعض علماء کا خیال ہے کہ اصحابِ اعراف مومنین جن ہیں۔ ابن عساکر، بیہقی، ابو سعید الکنجرودی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اس بارے میں ایک مرفوع روایت نقل کی ہے لیکن حافظ ذہبی کی اس روایت کے متعلق تصریح ہے ھذا حدیث منکر جدا (یہ روایت سخت منکر ہے[4]) (۳) بعض کے نزدیک مشرکین کی وہ اولادِ مراد ہے جو سنِ طفولیت ہی میں انتقال کر گئی۔ لیکن اطفالِ مشرکین کے متعلق بخاری کی صحیح حدیث میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو جنت میں حضرت ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ السلام کے ساتھ دیکھا ہے[5]۔ (۴) بعض ان کو اولادِ زنا بتاتے ہیں (۵) بعض کے خیال میں یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے نفس پر اتراتے اور غرور کرتے ہیں۔ علامہ رشید رضا لکھتے ہیں کہ ان دونوں اقوال کی قطعی کوئی وجہ نہیں ہے[6] (۶) عمرو بن جریر کی مرسل حدیث میں بسندِ حسن مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷۔ [2] فترت کی تشریح کے لئے ملاحظہ ہو فترۃ ۱۲ [3] لباب التاویل للخازن ج ۲ ص ۱۹۲ طبع مصر۔ [4] ابن عساکر اور بیہقی سے تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۷ میں یہ روایت منقول ہے اور ابو سعید الکنجرودی سے علامہ عینی نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں نقل کی ہے ذہبی کی تصریح بھی عینی ہی میں مذکور ہے ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۸۷ طبع مصر باب ذکر الجن وثوابہم وعقابہم [5] صحیح بخاری باب تعبیر الرویا بعد صلاۃ الصبح۔ [6] تفسیر المنار ج ۸ ص ۴۳۲۔

Marfat.com

وہ لوگ ہیں جن کا فیصلہ بندوں میں سب کے اخیر میں ہوگا۔ جب اللہ رب العلمین دوسرے بندوں کا فیصلہ کرچکے گا تو ان سے مخاطب ہوگا کہ تمہاری نیکیوں نے تم لوگوں کو آگ سے تو نکالا مگر تم جنت میں داخل نہ ہو سکے اس لئے اب تم میرے آزاد کردہ ہو لہٰذا جنت میں جہاں چاہو کھاؤ پیو۔[51] مگر یہ صحیحین کی اس حدیث کے معارض ہے جو حضرت ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ سب سے اخیر میں جنت میں وہ لوگ داخل ہوں گے جو آگ میں جل کر کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنھوں نے کبھی کوئی نیکی نہ کی ہوگی اللہ تعالیٰ ان کو دوزخ سے نکال کر جنت میں داخل کریگا۔ اہل جنت ان لوگوں کے متعلق کہیں گے یہ عتقاء الرحمٰن (اللہ کے آزاد کردہ) ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بغیر کسی عمل اور خیر کے جنت میں داخل کیا ہے۔[52]

(۳) وزنِ اعمال کے بعد جن لوگوں کی نیکیاں زیادہ ہوں گی وہ جنت میں داخل ہوں گے اور جن کی برائیاں زیادہ ہوں گی وہ دوزخ میں ڈالے جائیں گے اور جن کی نیکیاں اور بدیاں بالکل برابر رہیں گی وہ اصحاب اعراف ہیں۔ حافظ ابو بکر بن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے جو روایت مرفوعاً نقل کی ہے اس میں اس کی تصریح موجود ہے۔ اسی طرح سعید بن منصور، ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے حضرت عبدالرحمٰن مزنی رضی اللہ عنہ سے اور ابن ماجہ نے حضرت ابن عباس اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے اس سلسلہ میں جو مرفوع روایتیں نقل کی ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اصحاب اعراف اور ان لوگوں کے متعلق جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں جب سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے باپ کی اجازت کے بغیر جہاد کے لئے نکل کھڑے ہوئے اور اللہ کے راستہ میں شہید ہو گئے ان روایات سے بھی اس قول کی تائید ہوتی ہے کیونکہ درحقیقت یہ شہدا بھی اس کلیہ میں داخل ہیں کہ ان کی نیکی بدی برابر ہے۔ جمہور نے کثرت روایات کی بنا پر اسی قول کو اختیار کیا ہے اور یہی حضرت ابن مسعود، حذیفہ، ابن عباس رضی اللہ عنہم اور اکثر سلف وخلف سے منقول ہے۔[53]

---

۵۱ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۰۔ ۵۲ مشکوٰۃ باب الحوض والشفاعۃ۔ ۵۳ تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۱۹۵۔

Marfat.com

قرآن مجید کی آیت شریفہ وَعَلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرِفُونَ كُلًّا بِسِيمَاهُمْ وَنَادَوْا أَصْحَابَ الْجَنَّةِ أَنْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ. (اور اعراف پر کچھ لوگ ہوں گے جو (جنتیوں اور دوزخیوں میں سے) ہر ایک کو اس کی نشانی سے پہچان لیں گے اور جنتیوں کو پکار کر سلام علیکم کہیں گے (اعراف والے) خود ابھی جنت میں نہیں گئے مگر وہ جنت میں جانے کی توقع کر رہے ہیں) سے پتہ چلتا ہے کہ انجام کار اصحاب اعراف بھی جنت میں چلے جائیں گے بعض روایات سے اس کا ثبوت بھی ملتا ہے اور یہ ویسے بھی ظاہر ہے کہ جب گنہگار مومن بندے جن کی نیکیاں کم اور برائیاں زیادہ ہیں یا سرے سے جن سے گناہ ہی گناہ سرزد ہوئے اور بجز ایمان کے ان کے پاس کوئی نیکی نہیں جہنم سے نکل کر آخر کار جنت میں داخل ہوں گے تو اصحاب اعراف جن کی نیکیاں اور بدیاں برابر ہیں ان سے پہلے داخل ہونے چاہئیں یہ لوگ اہل جہنم اور اہل جنت کے درمیان ہونے کی وجہ سے دونوں طبقے کے لوگوں کو ان کی مخصوص نشانیوں سے اچھی طرح پہچانتے ہوں گے جنتیوں کو ان کے روشن اور تابناک چہروں سے اور دوزخیوں کو ان کی روسیاہی اور بدہیئت ہونے سے اہل جنت کو دیکھ کر سلام کریں گے جو بطور مبارکباد ہوگا اور چونکہ خود ابھی جنت میں داخل نہیں ہو سکے اس لئے اس کی طمع اور آرزو کریں گے جو بالآخر پوری کر دی جائے گی۔ غرض جنت و دوزخ کے بیچ میں ہونے کی وجہ سے ان لوگوں کی حالت امید و بیم کے درمیان ہوگی ادھر دیکھیں گے تو اللہ کی رحمت سے امیدوار ہو کر اس کے داخلہ کی طمع کریں گے اور ادھر نظر پڑے گی تو اس کے عذاب سے ڈر کر پناہ مانگیں گے کہ اے ہمارے رب ہمیں ان گنہگار لوگوں کے زمرہ میں داخل نہ کرنا۔ ش ۱۲

أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ بن کے رہنے والے۔ ایکہ کے لوگ۔ أَصْحَابُ مضاف الْأَيْكَةِ مضاف الیہ ان لوگوں میں شرک اور بت پرستی کے علاوہ ڈنڈی مارنا۔ کم تولنا اس کا بڑا رواج تھا۔ ان ہی خرابیوں کی اصلاح کے لئے حضرت شعیب علیہ السلام بھیجے

سلہ ایکہ کے لئے دیکھو ایکۃ

گئی لیکن انھوں نے ان کی ایک نہ سنی اور بالآخر عذاب الٰہی سے ہلاک ہو کر رہے۔ ابنِ مردویہ اور ابنِ عساکر نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مدین اور اصحاب ایکہ دو قومیں ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت شعیب علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تھا[۱]۔ مفسرین سلف وخلف کی اکثریت اسی جانب مائل ہے کہ مدین اور اصحاب ایکہ دو جدا گانہ قومیں تھیں۔ تاریخ طبری اور مستدرک حاکم میں قتادہ[۲] سے جو مشہور تابعی ومفسر ہیں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیب نبی علیہ السلام کو دو قوموں کی طرف[۳] مبعوث فرمایا تھا ایک اہل مدین کی طرف جو خود ان کی قوم تھی دوسرے اصحاب الایکہ یہ ایکہ (بن جنگل) گھنے درختوں کا تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو عذاب دینا چاہا تو ان پر سخت گرمی مسلط کر دی اور عذاب بادل کی شکل میں لایا گیا جیسے ہی بدلی قریب ہوئی لوگ اس کی طرف چل پڑے کہ شاید کچھ ٹھنڈک ملے جب اس کے نیچے پہنچے تو اس میں سے آگ برسنے لگی۔ فرمانِ الٰہی فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ (پھر ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آپکڑا) میں اسی کا بیان ہے[۴]۔ ابنِ اسحٰق اور ابنِ عساکر نے عکرمہ اور سدی سے روایت کی ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کے سوا اور کسی نبی کو اللہ تعالیٰ نے دو مرتبہ مبعوث نہیں کیا۔ یہ ایک دفعہ مدین کی طرف مبعوث ہوئے جن پر عذاب الٰہی چیخ کی شکل میں آیا اور دوسری دفعہ اصحاب الایکہ کی طرف جن کو اللہ تعالیٰ نے سائبان والے دن کے عذاب میں پکڑا[۵]۔ بعد کے علماء میں بغوی[۶]، خازن[۷]، بیضاوی[۸]، زمخشری[۹]، ابوحیان اندلسی[۱۰]، عینی[۱۱]، شوکانی[۱۲]، محمود آلوسی[۱۳]، فخر الدین رازی[۱۴] وسید رضا مصری[۱۵] وغیرہ کی یہی تصریح ہے۔ قرآن مجید کے مطالعہ سے بھی بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اصحاب مدین اور اصحاب ایکہ دو علیحدہ

[۱] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۲۵ [۲] تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۸ طبع مصر و مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۶۹ طبع دائرۃ المعارف حیدر آباد دکن ۱۳۴۰ھ [۳] فتح القدیر ج ۴ ص ۱۱۵۔ [۴] لباب التاویل مع معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۳ طبع مصر۔ [۵] انوار التنزیل و اسرار التاویل البیضاوی ج ۲ ص ۱۰۹ طبع مصر [۶] تفسیر کشاف ج ۲ ص ۱۲۶۔ [۷] البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸۔ [۸] عمدۃ القاری شرح بخاری ج ۷ ص ۳۴۲ [۹] فتح القدیر ج ۲ ص ۱۱۱۔ [۱۰] روح المعانی ج ۸ ص ۱۵۲ و $\frac{۱۰۹}{۱۹۶}$ [۱۱] تفسیر کبیر $\frac{۲۸۹}{۹۷}$ [۱۲] تفسیر المنار ج ۹ ص ۱۱ طبع مصر۔

Marfat.com

علیحدہ قومیں ہیں کیونکہ ان دونوں قوموں سے حضرت شعیب علیہ السلام سے سوالاتُ جوابات، ان کا طرزِ خطاب اور پھر انجام کار عذاب اور طریقۂ عذاب بالکل مختلف ہے نیز یہ امر بھی قابلِ غور ہے کہ اصحابِ مدین کے ذکر میں قرآن مجید کی تصریح ہے وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) لیکن اصحابِ الایکہ کے متعلق ارشاد ہے اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ (جب شعیب نے ان سے کہا کیا تم نہیں ڈرتے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام مدین کے خاندان سے تھے اصحاب الایکہ میں سے نہ تھے امام بغوی معالم التنزیل میں آیہ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَیْبٌ کی تفسیر میں لکھتے ہیں وَلَمْ یَقُلْ اَخُوْهُمْ لانہ لم یکن من اصحاب الایکۃ فی النسب فلما ذکر مدین قال اخاهم شعیبا لانہ کان منھم وکان اللہ تعالیٰ بعثہ الی قومہ اھل مدین[۱]

والی اصحاب الایکۃ (یہاں اَخُوْهُمْ (ان کا بھائی) نہیں کہا کیونکہ وہ نسب میں اصحاب الایکہ میں سے نہ تھے اور مدین کے ذکر میں فرمایا اَخَاهُمْ شُعَیْبًا (ان کے بھائی شعیب) کیونکہ وہ مدین ہی میں سے تھے ان کو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم اہلِ مدین اور اصحاب الایکہ کی طرف مبعوث فرمایا تھا[۱])۔

ایک جماعت کا خیال ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں بلکہ یہ دونوں ایک ہی قوم کے دو نام ہیں چنانچہ ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اصحاب الایکہ اہلِ مدین ہی ہیں[۲] مگر حافظ ابوحیان اندلسی اور علامہ محمود آلوسی اس روایت کو غریب النقل کہتے ہیں[۳]۔ مستدرک حاکم میں وہب بن منبہ سے[۴] اور تاریخ طبری میں سفیان سے[۵] مروی ہے کہ اہلِ مدین ہی اصحاب الایکہ ہیں متاخرین میں سے حافظ ابن کثیر اور حافظ ابن حجر بھی اسی خیال پر مصر ہیں[۶]۔ ابن کثیر سورہ شعراء کی تفسیر میں لکھتے ہیں

---

[۱] معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۰۳ طبع مصر۔ [۲] فتح القدیر ج ۳ ص ۱۳۵ [۳] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷ ص ۳۸ اور روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۰۶۔ [۴] مستدرک ج ۲ ص ۵۶۸۔ [۵] تاریخ طبری ج ۱ ص ۱۶۷

[۶] فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۲ و ۳۲۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ۔

Marfat.com

کہ صحیح قول کے مطابق اصحاب الایکہ اور مدین
ایک ہی ہیں اور حضرت شعیب علیہ السلام ان ہی
میں سے تھے، وہ اقنوی کے استدلال کا یہ جواب
دیتے ہیں کہ ایکہ ایک درخت تھا جس کی یہ لوگ
پرستش کرتے تھے اس لئے اسی کی عبادت کی طرف
منسوب ہوئے ہیں جب قرآن مجید نے اصحاب الایکہ
کے نام سے ان کا ذکر کیا تو حضرت شعیب کو اَخُوهُمْ
سے تعبیر نہیں فرمایا بلکہ اذ قال لھم شعیب کہہ کر عبادت
شجر کے سلسلہ میں ان کے نسبی اخوت کو منقطع کر دیا
گو وہ نسباً ان کے بھائی ہی ہوتے تھے فرماتے ہیں مگر
چونکہ بعض لوگوں نے اس نکتہ کو نہیں سمجھا اس لئے
وہ اصحاب الایکہ اور اصحاب مدین کو الگ الگ خیال
کرنے لگے۔ مگر ابن کثیرؒ کے اس نکتہ کا پتہ نہ متقدمین کے
اقوال میں ملتا ہے نہ کسی صحابی کے قول میں نہ کسی
حدیث صحیح مرفوع سے اس کی تائید ہوتی ہے بلکہ حق
یہ ہے کہ ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے ان آیات کی تفسیر میں جو روایت نقل کی ہے وہ یہ ہے
کذّب اصحٰب الئیکۃ (اصحاب الایکہ نے رسولوں کی

المرسلین) قال کانوا
اصحاب غیضۃ من ساحل
البحر الی مدین قال
لھم شعیب ولم یقل
اخوھم شعیب لانہ لم
یکن من جنسھم (الا
تتقون) کیف لا تتقون
وقد علمتم انی رسول
امین لا تعتبرون من
ھلاک مدین وقد اھلکوا
فیما یاتون وکان اصحاب
الایکۃ مع ما کانوا فیہ
من الشرک استنوا بسنۃ
اصحاب مدین۔

تکذیب کی ابن عباس رضی اللہ عنہما
کا بیان ہے کہ یہ لوگ بن کے
رہنے والے تھے جو ساحل سمندر سے
لیکر مدین تک پھیلا ہوا ہے (جب ان
سے شعیب نے کہا) اخوہم شعیب
نہیں کہا کیونکہ وہ ان کی قوم کے نہ
تھے (کیا تم نہیں ڈرتے) یعنی کیوں
نہیں ڈرتے حالانکہ تم کو علم ہے کہ میں
معتبر رسول ہوں، تم مدین کی ہلاکت
سے بھی عبرت نہیں پکڑتے حالانکہ
وہ اپنی حرکتوں کی پاداش میں
ہلاک کر دیئے گئے، اصحاب الایکہ نے
شرک میں مبتلا ہونے کے ساتھ ساتھ
اصحاب مدین کی روش اختیار
کر رکھی تھی۔ لہ

اس روایت میں ابن کثیرؒ کی اس نکتہ سنجی کے
برخلاف صاف تصریح موجود ہے یہ چیز کہ اصحاب
الایکہ شجر پرست تھے خدا جانے کہاں سے اخذ کی

لہ تفسیر ابن کثیر ج ۷ ص ۱۸۰ طبع مصر [illegible] ج ۵ ص ۹۱۔

Marfat.com

گئی ہے۔ عربی زبان میں ایکہ کے معنی بن اور جنگل کے ہیں چونکہ ان کا مسکن جنگل تھا اس لئے ان کو اصحاب الایکہ (جنگل والے) کہا گیا۔ عرب کے قدیم جغرافیہ میں جو شاہراہ یمن سے ساحل بحر احمر کے کنارے کنارہ حجاز و مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکلکر تیمار وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی گزرتی ہے جو اگلے زمانے میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے تجارتی قافلوں کی نہایت ہی قدیم اور مشہور شاہراہ ہے اسی شاہراہ پر اصحاب الایکہ آباد تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے سو برس پہلے بھی یہاں جنگل موجود تھا۔ اصحاب الایکہ اسی جنگل میں اسی شاہراہ پر بستے تھے، قرآن مجید میں قوم لوط کے ذکر کے بعد ارشاد ہے وَإِنْ كَانَ أَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لَظَالِمِينَ فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ وَإِنَّهُمَا لَبِإِمَامٍ مُبِينٍ اور بن کے رہنے والے یقیناً گنہگار تھے سو ہم نے ان سے بدلہ لیا اور یہ دونوں (قوم لوط اور اصحاب الایکہ کھلے راستہ پر واقع ہیں) کھلا راستہ اسی قدیم شاہراہ کو فرمایا کیونکہ صیف (موسم گرما) اور شتا (موسم سرما) دونوں زمانوں میں قریش کے تجارتی کاروانوں کا یہی تنہا اور کھلا راستہ تھا، حجاز و شام کے درمیان اس راستہ پر جہاں قوم لوط کی بستیاں تھیں وہیں ذرا نیچے اتر کر اصحاب الایکہ کا مسکن تھا دونوں کے آثار رستہ چلنے والوں کو نظر آتے ہیں۔

ابن کثیر کہتے ہیں صحیح یہی ہے کہ یہ ایک قوم ہیں جن کے متعلق ہر جگہ ایک ہی چیز بیان کی گئی ہے اسی لئے جیسا کہ ٹھیک ٹھیک مدین کے قصہ میں مذکور ہے۔ ان لوگوں کو بھی حضرت شعیب علیہ السلام نے یہی نصیحت کی تھی اور یہی حکم دیا تھا کہ ناپ تول پوری کرو۔ بس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ یہ دونوں ایک ہی ہیں۔

علامہ محمود آلوسی ابن کثیر کی اس عبارت کو نقل کرکے فرماتے ہیں وفیہ ما لا یخفی[1] (اس توجیہ میں جو کمزوری ہے ظاہر ہے) جو علماء کہ ان دونوں کو علیحدہ علیحدہ قومیں اور جدا جدا قبیلے مانتے ہیں وہ ابن کثیر کے استدلال کا یہ جواب دیتے ہیں کہ چونکہ ان دونوں کی آبادیوں کے ڈانڈے اور ان کے ملک کے سرے ایک دوسرے سے ملے جلے تھے ان کا عہد اور زمانہ بھی ایک تھا۔ تمدن اور معاشرت میں اشتراک تھا۔ دونوں ہم پیشہ اور ہم مذہب

[1] روح المعانی ج ۱۹ ص ۱۸۰

اسی لئے دونوں کی حالت مذہباً اور اخلاقاً بالکل ایک تھی جس کی بنا پر دونوں آبادیوں کے لئے ایک ہی پیغمبر کی بعثت عمل میں آئی اور قرآن مجید نے دونوں قوموں کے اخلاق کا نقشہ ایک ہی کھینچا ورنہ ظاہر ہے کہ قرآن مجید میں جس طرح ان دونوں قوموں کا جدا جدا مذکور ہے حضرت شعیب علیہ السلام سے سوال وجواب باہمی گفتگو اور طرز تکلم کا جس طرح بیان ہے عذاب اور طریق عذاب جس طرح بالکل الگ الگ مرقوم ہے۔ اس سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مدین اور اصحاب الایکہ دو جدا جدا قومیں ہیں۔

لیکن حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں لکھتے ہیں کہ جس طرح یہ لوگ مختلف صفات قبیحہ سے متصف تھے اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کئی قسم کے عذاب کئی طرح کی سزائیں اور کئی شکل کی بلائیں ان کے لئے جمع کردیں عذاب الٰہی زلزلہ، ہیبتناک چیخ اور سائبان ابر کی شکل میں ان پر مسلط کیا گیا۔ زلزلہ نے ان کی حرکت ختم کی چیخ نے ان کی آوازوں کو گم کردیا اور ابر چہار طرف سے آگ برسانے لگا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر سورت میں اسی سورت کے سیاق و سباق کے مطابق عذاب اور طریق عذاب کا ذکر کیا ہے غرض ہر جگہ طرز خطاب کے مطابق انواع عذاب کا مذکور ہوا[1]

اور عبداللہ بن عمروؓ کی حدیث کے متعلق کتاب مذکور میں ارقام فرماتے ہیں وانہ حدیث غریب وفی رجالہ من تکلم فیہ والاشبہ انہ من کلام عبداللہ بن عمرو مما اصابہ یوم الیرموک من تلک الزاملتین من اخبار بنی اسرائیل واللہ اعلم۔ یہ حدیث غریب ہے اس کے بعض رجال پر کلام کیا گیا ہے اشبہ (زیادہ قرین صحت) یہ ہے کہ یہ حضرت عبداللہ بن عمرو کا بیان ہے جو ان کو جنگ یرموک میں یہود و نصاریٰ کی بنی اسرائیل کے واقعات کے سلسلہ میں پہنچا ہے واللہ اعلم[1]) حافظ ذہبی نے بھی میزان الاعتدال میں اس حدیث کے راوی معاویہ بن ہشام کے ترجمہ میں اس حدیث کو ذکر کرکے تصریح کی کہ یہ خطا ہے[2]

پ۸/۵ پ۱۴/۱۲ پ۲۳/۱۰ پ۲۶/۱۵

اَصْحٰبُ الْجَحِیْمِ: دوزخ میں رہنے والے، دوزخی لوگ، اَصْحٰبُ مضاف، اَلْجَحِیْمِ مضاف الیہ (دیکھو جحیم) پ۱ پ۳ پ۱۱/۳ پ۱۴/۱۳ پ۲۶/۱۸

---

[1] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ طبع مصر ۱۳۵۱ھ۔ [2] میزان الاعتدال ج ۳ ص ۱۸۱ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

Marfat.com

أَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۔ جنت کے رہنے والے جنتی لوگ۔ أَصْحٰبُ مضاف اَلْجَنَّةِ مضاف الیہ۔ (دیکھو جَنَّةٌ) ۱/۲ ۹/۱۲و۱۳ ۱۱/۸ ۱۲/۲ ۱۹/۱ ۲۳/۳ ۲۸/۲

أَصْحٰبَ الْجَنَّةِ ۔ باغ والے أَصْحٰبَ مضاف الْجَنَّةِ مضاف الیہ۔ یہ باغ والے کئی بھائی تھے۔ ان کے باپ کے پاس ایک باغ تھا اس میں کھیتی بھی ہوتی تھی اور درختہائے ثمردار بھی تھے سارے خاندان کی گزراوقات بس اسی پر تھی۔ باپ کا دستور تھا کہ جس دن کھیتی کٹتی یا میوہ توڑا جاتا شہر کے سب فقیر اور محتاج جمع ہوجاتے یہ اپنے سال بھر کے گزارہ کے لئے نکال کر جو باقی بچا سب فقیروں اور محتاجوں کو صدقہ کر دیتا۔ اس کار خیر سے بڑی برکت تھی اور گھر کا گھر باغ کی پیداوار سے آسودہ تھا۔ بیٹے ہرچند باپ کی زندگی میں اسے اس کار خیر سے روکتے مگر وہ ان کی ایک نہ سنتا آخر جب اس نے وفات پائی تو انہوں نے آپس میں کہنا شروع کیا کہ اباجان کی حماقت تو دیکھو خواہ مخواہ اپنا پیٹ کاٹ کر مسکینوں کو باغ کی پیداوار کھلا دیتے تھے اب ہم ٹھیرے سب بال بچے دار آدمی۔ باپ کی طرح کرنے لگیں تو بڑی تنگی سے گزراوقات ہو لہذا ایسی تدبیر کرنی چاہئے کہ فقیروں کو کچھ دینا دلانا نہ پڑے اور ساری پیداوار گھر کی گھر ہی میں رہے۔ آخر صلاح مشورہ ہو کر آپس میں اس بات پر قسا قسمی ہوگئی کہ صبح سویرے کھیت پر چل کر سب کچھ توڑ لائیں۔ فقیر بعد میں آئیں گے تو کچھ نہ پائیں گے اور اپنی اس تدبیر پر ایسے پھولے کہ قسم کھاتے وقت انشاءاللہ تک زبان سے نہ کہا۔ اگر ادھر تو یہ صلاح مشورہ کر کے رات کو پڑ کے سو رہے اُدھر باغ میں عذاب الٰہی آیا۔ بگولا اٹھا آگ لگی یا اور کوئی آفت آئی غرض سب کھیت اور باغ صاف ہو رہا۔ صبح ہوتے ہی ایک نے دوسرے کو آواز دی کہ توڑنا ہے تو سویرے ہی کھیت پر پہنچو ایسا نہ ہو کہیں دیر کرنے میں کوئی مسکین باغ میں آجائے چنانچہ آواز کے ساتھ ہی تیار ہوکر تیزی سے لپکتے ہوئے چل نکلے۔ وہاں زمین کھیتی اور درختوں سے ایسی صاف ہوچکی تھی کہ یہ پہنچے تو پہچان بھی نہ سکے سمجھے راہ بھول کر کہیں اور نکل آئے غور کیا تو معلوم ہوا جگہ وہی ہے اب خیال ہوا کہ قسمت پھوٹ گئی دردرگاہ الٰہی سے

Marfat.com

حرماں نصیبی مقدر ہوئی۔ منجھلا بھائی ان میں زیادہ نیک تھا اس نے ان کو پہلے ہی کہا تھا کہ دیکھو خدا کو مت بھولو اب جو یہ تباہی دیکھی تو اس نے وہی پہلی بات یاد دلائی۔ آخر سب نے اپنی تقصیر کا اعتراف کیا اور اللہ کی تسبیح میں مشغول ہو گئے۔ پھر جیسا کہ ایسے موقع پر عام دستور ہے لگے ایک دوسرے کو الاہنا دینے اور اپنی تباہی و بربادی کا الزام دوسرے کے سر تھوپنے بالآخر سب نے ملکر اقرار کیا کہ واقعی ہماری سب کی زیادتی تھی ہم نے فقیروں اور محتاجوں کو محروم کیا تھا۔ اللہ نے ہم کو محروم کر دیا بیشک ہم حد سے بڑھ گئے تھے اب ہمیں اللہ سے لو لگانی چاہیے کیا عجب کہ وہ اس باغ سے اچھا باغ عطا فرمادے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ لوگ حبشی تھے[1] قرآن مجید میں سورۂ ن میں ان لوگوں کا تذکرہ تفصیل سے مذکور ہے۔ پ ۲۹

أَصْحٰبُ الْحِجْرِ۔ حجر والے۔ حجر کے رہنے والے أَصْحٰبُ مضاف الْحِجْرِ مضاف الیہ۔ شام مفسرین اور مورخین سلفاً و خلفاً اس پر متفق ہیں کہ اصحاب الحجر سے مراد قوم ثمود ہے۔ لیکن ہمارے مشہور اور محترم معاصر مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کے نزدیک اصحاب الحجر ثمود نہیں بلکہ وہ انباط ہیں جنہوں نے حجر کو اپنا مرکز قرار دیا تھا جو ملک ثمود میں واقع تھا اسی لئے قرآن مجید نے ان کو اصحاب الحجر کے نام سے یاد کیا ہے۔ چنانچہ ارض القرآن میں قمطراز ہیں

"تمام مفسرین نے اصحاب الحجر سے ثمود مراد لیا ہے، اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی یہی شہر تھا۔ لیکن قرآن مجید کا عام طرز ادا بتاتا ہے کہ اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ ان کے بعد کی آبادی مراد ہے۔ قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے لیکن ہر جگہ ان کا نام لیا ہے۔ اس اجمال کے ساتھ یعنی "حجر والے" کہکر کہیں نہیں بیان کیا ہے۔ ایک اور بات بھی قابل ذکر ہے، ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القریٰ وَثَمُوْدَ الَّذِیْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ۔ ثمود جنہوں نے وادی القریٰ

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۶۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

میں پتھر تراشے۔ یہاں حجر والے کھکران کی تعمیر و سنگ تراشی کا ذکر کیا ہے۔ اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں۔ ان کے نشان اور آثار اب تک موجود ہیں، ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام طیو بتلاتے ہیں جس کو ہر نبطی خط و زبان کا عالم ہر وقت پڑھ کر تصدیق کر سکتا ہے اس سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی کہ کہ اصحاب الحجر انہی انباط کا اتعب تھا۔ صحیح بخاری اور احادیث و سیر کی دوسری کتابوں میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک کو تشریف لیجاتے ہوئے مقام حجر سے گزرے تھے اس موقع پر بھی اکثر روایتوں میں ثمود کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے کہ آپ نے فرمایا لا تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسھم الا ان تکونوا باکین ان یصیبکم مثل ما اصابھم۔ ان اپنی جان پر آپ ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے چلو ایسا نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے یہ روایت امام بخاری نے باب غزوہ تبوک، تفسیر سورۂ حجر اور ثمود کے ذکر میں درج کی ہے اس میں ثمود کا مطلق نام نہیں۔ ایک روایت میں یہی حدیث بزیادت الفاظ اس طرح مروی ہے ان الناس مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نزلوا ارض ثمود الحجر اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے ہم کو انکار نہیں ہے۔ [1]

جس طرح قرآن مجید نے ثمود کا ۲۶ جگہ ذکر کیا ہے مگر صرف ایک جگہ وَثَمُودَ الَّذِينَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ کھکران کا تعارف کرایا ہے اسی طرح ایک مقام پر اصحاب الحجر کے الفاظ بھی ان کے متعلق استعمال کئے ہیں ورنہ قرآن مجید کی رو سے صاف ظاہر ہے کہ ثمود اور اصحاب الحجر دو علیحدہ علیحدہ قومیں نہیں کیونکہ دونوں جگہ ان کے حالات کے بیان کرنے میں طرز کلام ایک ہی ہے۔ دونوں مقام پر ان کی تعمیر اور طرزِ تعمیر عذاب اور طریقۂ عذاب ایک ہی بیان کیا گیا ہے۔ حضرت صالح علیہ السلام ثمود کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

وَتَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوتًا (اعراف، شعراء) اور تراشتے ہو پہاڑوں کے گھر۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق ارشاد ہے۔

وَكَانُوا يَنْحِتُونَ مِنَ الْجِبَالِ اور وہ تراشتے تھے

[1] ملاحظہ ہو ارض القرآن ص ... مطبوعہ اعظم گڑھ ۱۳۴۲ھ

Marfat.com

بُیُوْتًا - (حجر) پہاڑوں کے گھر۔

ثمود کے عذاب کے متعلق فرمایا جاتا ہے۔

وَاَخَذَ الَّذِیْنَ ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دِیَارِھِمْ جٰثِمِیْنَ ۞ (ھود)
اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا ان کو ہولناک آواز نے آلیا تو صبح صبح سب اپنے گھروں میں اوندھے پڑے تھے۔

اور اصحاب الحجر کے متعلق بیان ہوتا ہے۔

فَاَخَذَتْھُمُ الصَّیْحَۃُ مُصْبِحِیْنَ۔ (حجر)
پھر صبح ہوتے ان کو ہولناک آواز نے آلیا۔

غرض اس بنا پر کون دعوی کرسکتا ہے کہ ثمود اور اصحاب الحجر دو جداگانہ قومیں ہیں۔ رہی یہ نکتہ سنجی کہ ثمود کی تعمیر و سنگتراشی کا قرآن مجید میں جہاں ذکر ہے وہاں مقام کا نام بھی بتا دیا ہے یعنی وادی القری جہاں "حجر والے" کہکر ان کی تعمیر و سنگتراشی کا ذکر کیا ہے اس سے اشارہ یہ ہے کہ ان کی سنگی عمارتیں حجر میں واقع تھیں۔ سو محض فضول ہے کیونکہ حجر اور وادی القری دو جداگانہ مقامات کے نام نہیں۔

علامہ علی بن محمد خازن لکھتے ہیں۔

قال المفسرون الحجر اسم وادکان یسکنہ ثمود و ھو معروف بین المدینۃ النبویۃ والشام وآثارہ موجودۃ باقیۃ یمر علیھا رکب الشام الی الحجاز و اھل الحجاز الی الشام ؎
مفسرین کا بیان ہے کہ حجر اس وادی کا نام ہے جس میں ثمود رہتے تھے۔ یہ وادی مدینہ منورہ اور شام کے درمیان مشہور ہے اور اس کے آثار موجود اور باقی ہیں۔ شام کا کاروان حجاز کی طرف اور اہل حجاز شام کی طرف اس پر گذرتے ہیں

پھر حجر کے متعلق سید صاحب خود تسلیم کرتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ ثمود کا دار الحکومت بھی کبھی یہی شہر تھا۔ اب اگر ثمود اور اصحاب الحجر کو دو جداگانہ قومیں مانا جائے تو کتنی لو العجبی ہوگی کہ جس قوم نے اپنے دار الحکومت کے تمام اکناف و اطراف میں اپنی بہترین تعمیر کاری کے نمونے چھوڑے ہوں خود اس کا دار الحکومت اس سے خالی ہو۔

درحقیقت سید صاحب کے اشتباہ کا اصل منشا یہ ہے کہ حجر میں جو سنگی عمارتوں کے آثار اب تک موجود ہیں ان پر جو کتبات منقوش ہیں ان میں بانی اپنا نام نبطیو بتاتے ہیں۔ لیکن اس سے صرف اس قدر معلوم

؎ لباب التاویل تفسیر سورۂ حجر ج ۳ ص ۵۹ طبع مصر۔

Marfat.com

ہوتا ہے کہ زمانہ قبل مسیح میں حجر پر نبطیوں کا قبضہ ہو گیا تھا اور انھوں نے بھی اپنے وہاں کچھ آثار چھوڑے ہیں جو اب تک موجود ہیں۔ اس سے یہ کس طرح ثابت ہو گیا کہ اصحاب الحجر سے ثمود کی بجائے انباط مراد ہیں پھر اب تک جن آثار کے کتبات پڑھے گئے ہیں وہ صرف چار مقامات ہیں۔ قصر بنت۔ قبر باشا۔ قلعہ اور برج آثار کی کھدائی کا کام ہنوز باقی ہے ایسی صورت میں صرف تین چار مقامات کے کتبات کے پڑھ لینے سے اتنے بڑے عظیم الشان مسئلہ کا فیصلہ کیسے کیا جا سکتا ہے؟

یہ بھی خیال رہے کہ قرآن مجید کے مخاطب اول عرب ہیں اور اسی لئے عرب اور حوالی عرب کی قوموں اور ان کے پیغمبروں کا ذکر قرآن مجید نے خصوصیت کے ساتھ بار بار کیا ہے۔ حجر کا علاقہ شام و حجاز کے درمیان مدینہ سے کچھ آگے بجانب شمال واقع ہے۔ اصحاب الحجر سے اگر ثمود کی بجائے کوئی اور قوم مراد ہوتی کہ جس میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے اور جو عذاب الٰہی میں بھی گرفتار ہوئی تو ناممکن تھا کہ اس کا ذکر قرآن مجید ایسے مشتبہ اور مبہم انداز میں کرتا کہ آج تک امت اس قوم کا صحیح طور پر تعین ہی نہ کر سکی اور ثمود انباط کی بجائے غلطی سے ثمود ہی کو اس کا مصداق سمجھتی رہی۔ غور فرمایئے اصحاب الحجر سے انباط مراد ہیں۔ ان میں پیغمبر بھی مبعوث ہوئے۔ عذاب الٰہی بھی آیا مگر عرب میں ہوتے ہوئے بھی نہ ان کے پیغمبر کا نام مذکور ہے اور نہ قرآن مجید میں ان کا کہیں دوبارہ ذکر ہے۔ ایک جگہ اور صرف ایک جگہ ان کا تذکرہ آیا بھی تو اس طرح کہ جو حالات ثمود کے متعلق بیان کئے گئے تھے وہ ہی ان کے متعلق بیان کئے گئے اور پھر عہد نبوی سے آج تک امت ان کے تعین میں غلطی ہی کرتی رہی۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ عاد و ثمود کے متعلق قرآن مجید کی تصریح ہے وَعَادًا وَّثَمُوْدَا۟ وَقَدْ تَّبَيَّنَ لَكُمْ مِّنْ مَّسٰكِنِهِمْ (اور ہم نے قوم) عاد اور ثمود (کو بھی ہلاک کیا) اور تم کو ان کے گھر بھی دکھائی دیتے ہیں) عہد نبوی سے لیکر آج تک مسلمان مساکن ثمود ہی کو اصحاب الحجر ہی کے مساکن سمجھتے چلے آئے ہیں۔ اگر اصحاب حجر کے مساکن ثمود کے مساکن نہیں ہیں تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ مسلمانوں نے جو کچھ سمجھا غلط سمجھا اور قرآن مجید نے ان کی اس غلطی کو برقرار رکھا۔

Marfat.com

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیث کے الفاظ ہیں ان الناس نزلوا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارض ثمود الحجر (لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سرزمین ثمود حجر میں فروکش ہوئے) اس سے صاف ظاہر ہے کہ صحابہ اصحاب الحجر سے صرف ثمود ہی کو مراد لیتے تھے اسی لئے حجر کے ساتھ ارض ثمود کے الفاظ بیان کئے گئے ورنہ یوں کہتے ارض النبط الحجر یا صرف حجر ہی کا تعین کرنا ہوتا تو کہتے ارض ثمود والنبط الحجر۔ سید صاحب نے اس میں یہ نکتہ سنجی کی ہے کہ اس سے صرف اتنا ثابت ہوتا ہے کہ حجر ثمود کا ملک بھی تھا اور اس سے ہم کو انکار نہیں حالانکہ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عہد نبوی میں صحابہ کا ذہن حجر سے فوراً ثمود کی طرف منتقل ہو جاتا تھا نبطیوں کا کسی کو خیال بھی نہ گزرتا تھا۔ اگر سید صاحب اسی حدیث پر پورے طور پر غور کر لیتے تو ان الفاظ کے لکھنے کی ضرورت نہ پیش آتی اسی حدیث میں مذکور ہے کہ صحابہ نے حجر کے کنوؤں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ ان کنوؤں سے جو کچھ پانی کھینچا گیا ہے وہ بہا دیا جائے اور آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اسی کا آخری فقرہ ہے وامرہم ان یستقوا من البئر التی کان تردھا الناقۃ[1] (اور ان کو حکم دیا کہ وہ اس کنوئیں سے پانی لیں جہاں ناقہ آکر پیتی تھی) غور فرمایئے کہ اصحاب الحجر سے اگر انباط مراد ہیں تو کیا ان میں بھی کوئی خاص ناقہ تھی جس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا۔ اور مستدرک حاکم میں اس سلسلہ میں جو حدیث مروی ہے اس سے تو بحث کا تمام تر فیصلہ ہو جاتا ہے۔ حضرت جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما اتی علی الحجر	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مقام حجر پر آئے تو آپ نے اللہ کی
حمد اللہ واثنی علیہ ثم	حمد وثنا کی پھر فرمایا لوگو اپنے پیغمبر
قال اما بعد فلا تسئلوا	سے نشانی مت مانگو۔ یہ صالح
رسولکم الآیات ھذا قوم	کی قوم ہے جس نے اپنے پیغمبر سے
صالح سألوا رسولھم الآیۃ	نشانی مانگی تھی اللہ تعالیٰ نے ان
فبعث اللہ لھم الناقۃ	لوگوں کے لئے ایک ناقہ بھیجی جو اس

[1] صحیح بخاری مع فتح الباری ج ۶ ص ۲۹۲ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

Marfat.com

فکانت ترد من هذا الفجو راہ آتی تھی اور اس راہ کو جاتی وَاَخَذَ الَّذِیْنَ اور جن لوگوں نے ظلم کیا تھا
تصدر من هذا الفج فتشرب تھی اور اپنی باری کے دن ان ظَلَمُوا الصَّیْحَۃُ ان کو ہولناک آواز نے آلیا
ماءہم یوم ورودها سب کا پانی پی جاتی تھی (ملاحظہ ہو ثمود) ۲۳۱

حاکم نے اس کی اسناد کو صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبی
نے تلخیص المستدرک میں اس کو مسلم کی شرط پر صحیح مانا[1]
ہے۔ اگر اصحاب الحجر سے ثمود کے علاوہ کوئی دوسری
قوم مراد ہوتی تو اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اس کا ذکر کبھی نظر انداز نہ فرماتے۔

سید صاحب نے جو یہ تحریر فرمایا ہے کہ اکثر
روایتوں میں ثمود کا نام نہیں یہ فقرہ مذکور ہے۔ لا
تدخلوا مساکن الذین ظلموا انفسهم الا ان تکونوا
باکین ان یصیبکم مثل ما اصابکم، اپنی جان پر آپ
ظلم کرنے والوں کے گھروں میں روتے ہوئے چلو، ایسا
نہ ہو کہ جو مصیبت ان پر آئی ہے تم پر بھی آئے، اس
سے کبھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ اصحاب الحجر سے ثمود
کی بجائے ان کے بعد کی آبادی مراد ہے بلکہ چونکہ
خود قرآن مجید میں ان کو ظالم کہا گیا تھا اس لئے حدیث
میں بھی ان کے اس وصف کو برقرار رکھا گیا ارشاد ہے۔

اَصْحٰبُ الرَّسِّ

کنویں والے۔ اَصْحٰبُ مضاف
الرس مضاف الیہ۔ یہ کون تھے، کہاں تھے۔ ان کے
تعین میں مفسرین اور مورخین سخت مشکوک ہیں اور
اس سلسلہ میں جتنے اقوال اور روایات مذکور ہیں ان
میں سے کوئی ایک بھی اس درجہ مستند نہیں کہ اس کی بنا
پر اس بارے میں کوئی صحیح فیصلہ کیا جاسکے قرآن مجید
میں اصحاب الرس کا ذکر دو مقام پر آیا ہے لیکن کوئی
حال نہیں بیان کیا گیا بلکہ صرف گنہگار اور معذب
قوموں کی فہرست میں ان کا بھی شمار کیا گیا ہے۔ محققین
اس سلسلہ میں قرآن مجید کے بیان سے آگے بڑھنا
نہیں چاہتے۔ امام فخرالدین رازی نے تفسیر کبیر میں ان کے
متعلق آٹھ اقوال نقل کئے ہیں مگر آخر میں فیصلہ یہی کیا ہے
واعلم ان القول ماقاله اس کا علم رب کو ہے بات وہی ہے جو
ابو مسلم وھوان شیئا من ابو مسلم نے بیان کی ہے کہ ان
هذه الروایات غیر روایات میں سے کسی چیز کا بھی

[1] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۵۶۷ و ۵۶۸ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۲ء

Marfat.com

معلوم بالقرآن ولا بخبر نہ قرآن میں پتہ ہے اور نہ کسی قوی
قوی الاسناد ولکنھم الاسناد حدیث میں ہی یہ بات کہ
کیف کانوا فقد اخبر ان کے کوائف کیا تھے تو اللہ تعالیٰ
اللہ تعالیٰ عنھم انھم نے ان کے متعلق یہ اطلاع دی ہے
اھلکوا بسبب کفرھم [1] کہ وہ اپنے کفر کی بدولت ہلاک ہوئے۔
اور حافظ ابو حیان اندلسی البحر المحیط میں تفسیر سورۃ
فرقان میں بہت سے اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔
وملخص ھذہ الاقوال ان سب اقوال کا خلاصہ یہ ہے
انھم قوم اھلکھم اللہ کہ وہ کوئی قوم تھی جس کو اللہ تعالیٰ نے
بتکذیب من ارسل اپنے پیغمبر کی تکذیب کی پاداش
الیھم [2] میں ہلاک کیا۔

پ ۱۹ ب ۲ ۱۵۰

اَصۡحٰبَ السَّبۡتِ ۔ ہفتہ کے دن والے ۔

اَصۡحٰبَ مضاف السَّبۡتِ مضاف الیہ۔ مستدرک حاکم میں بسند صحیح حضرت عکرمہ سے جو مشہور تابعی اور مفسر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے خادم خاص ہیں مروی ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس داخل ہوا یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ ان کی بینائی ابھی نہیں گئی تھی وہ مصحف (قرآن مجید) میں پڑھتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے۔ میں نے عرض کیا اللہ تعالیٰ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کے رونے کی کیا وجہ ہے۔ فرمانے لگے تم ایلہ کو جانتے ہو میں نے کہا ایلہ [3] کیا ہے۔ فرمایا یہ وہ بستی ہے جہاں یہودیوں کی ایک قوم رہتی تھی اللہ تعالیٰ نے ہفتہ کے دن ان پر مچھلیوں کو حرام کر دیا تھا۔ اور ہفتہ ہی کے دن سفید سفید مچھلیاں حاملہ اونٹنیوں کے برابر موٹی تازی ان کے صحنوں اور مکانات میں پانی کی سطح پر آتیں اور جو ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو بغیر سخت محنت و مشقت کے نہ وہ ان کو پاتے اور نہ وہ ان کے ہاتھ لگتیں پس آپس میں ایک دوسرے سے کہا یا ان میں سے کسی نے کہا کہ ہم ایسا کیوں نہ کریں کہ ہفتہ کے دن ان کو پکڑیں اور دوسرے دنوں میں کھائیں چنانچہ ایک گھر کے لوگوں نے ایسا ہی کیا اور مچھلیاں پکڑ کر بھونیں۔ بھوننے کی خوشبو جو پڑوسیوں نے پائی تو کہنے لگے خدا کی قسم فلانے کے خاندان کو کوئی نہ کوئی بات

---

[1] تفسیر کبیر ج ۶ ص ۴۲۸ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ [2] البحر المحیط ج ۶ ص ۴۹۹ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] یہ بحر قلزم کے کنارہ پر جہاں حجاز و شام کی سرحدیں ملتی ہیں ایک مشہور شہر ہے اس کا شمار ملک شام میں ہوتا ہے۔

Marfat.com

ہاتھ لگی ہے چنانچہ لوگوں نے بھی یہی کیا یہاں تک کہ یہ
طریقہ ان میں پھیلا اور بڑھ گیا۔ اس پر ان میں تین جماعتیں
بن گئیں۔ ایک جماعت مچھلیاں کھانے لگی۔ دوسری
منع کرتی رہی تیسری کہنے لگی تم ان لوگوں کو کیوں
نصیحت کرتے ہو جن کو اللہ تعالیٰ یا ہلاک کرکے چھوڑیگا
یا سخت عذاب دیگا۔ منع کرنے والے فرقے نے کہا کہ
ہم تم کو اللہ کے غضب اور اس کی سزا سے ڈراتے ہیں،
ایسا نہ ہو کہ اس کی سزا خسف (زمین میں دھنسنا) یا
قذف (کسی چیز کو قوت سے اٹھاکر پھینک مارنا) کی
صورت میں تم کو پہنچ جائے یا اور کوئی عذاب اللہ کی طرف
سے نازل ہو۔ اللہ کی قسم ہم تو اس جگہ رات نہیں گزاریں
گے جہاں تم ہو۔ چنانچہ وہ شہر پناہ سے نکل گئے۔ صبح
جب شہر پناہ پر پہنچے دروازہ پر دستک دی کسی نے جواب
نہیں دیا۔ آخر سیڑھی لے کر شہر پناہ پر قائم کی اور ایک شخص
اس پر چڑھا اس نے چڑھتے ہی آواز لگائی اللہ کے
بندو، اللہ کی قسم دم والے بندر ہیں جو تین دفعہ چیختے ہیں
پھر اس شخص نے شہر پناہ سے اتر کر دروازہ کھولا اور یہ
لوگ اندر داخل ہوئے بندروں نے اپنے اپنے رشتہ دار
انسانوں کو پہچانا مگر انسان اپنے رشتہ دار بندروں کو نہ
پہچان سکے۔ اب تو یہ حالت ہوئی کہ بندر اپنے قرابتدار
اور ہم نسب شخص کے پاس آتا اس کے قدم بقدم چلتا
اور چاٹنے لگتا اور جب وہ کہتا کہ تو فلاں ہے تو یہ اپنے
سر سے اشارہ کرتا جاتا کہ ہاں اور روتا جاتا اسی طرح
بندریا اپنے ہم نسل اور قرابتدار انسان کے پاس آتی
اور وہ اس سے کہتا کہ تو فلاں ہے تو وہ سر سے اشارہ
کرتی کہ ہاں اور روتی جاتی۔ یہ لوگ ان سے کہتے کہ
کیوں کیا ہم نے تم کو اللہ کے غصہ اور اس کی سزا سے
نہیں ڈرایا تھا؟ کہ کہیں ایسا نہ ہو تم زمین میں دھنس جاؤ
یا مسخ ہو جاؤ یا اللہ کے اور کسی عذاب میں گرفتار ہو جاؤ
ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ سنو اللہ فرماتا ہے
وَأَنْجَيْنَا الَّذِينَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوءِ وَأَخَذْنَا الَّذِينَ
ظَلَمُوا بِعَذَابٍ بَئِيسٍ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ (ہم نے
ان لوگوں کو تو نجات دی جو برے کام سے منع کرتے
تھے اور گنہگاروں کو نافرمانی کی پاداش میں بڑے عذاب
میں پکڑا) اب مجھے نہیں معلوم کہ تیسرے نے کیا کیا،
(یعنی آیا انھوں نے بھی اس برے کام سے منع کرکے
نجات پائی یا نہیں) ابن عباسؓ نے کہا کہ ہم نے بہت
سی بری باتیں دیکھیں مگر ان سے منع نہ کرکے عکرمہ

Marfat.com

کہتے ہیں میں نے عرض کیا اللہ مجھے آپ پر قربان کرے آپ کی کیا رائے ہے بلا شبہ انھوں نے لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَانِ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا (کیوں نصیحت کرتے ہو ان لوگوں کو جن کو اللہ چاہتا ہے کہ ہلاک کرے یا ان کو سخت عذاب دے) کہکر اس فعل پر انکار بھی کیا اور اسے ناپسند بھی سمجھا۔ میری یہ یہ بات ان کو پسند آئی اور انھوں نے میرے لئے دو گاڑھی چادروں کا حکم دیا اور وہ مجھے پہنا دیں۔[1]

ابو عبید، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابو الشیخ نے آیت لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ عَلٰي لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (بنی اسرائیل کے کافر داؤد اور مریم کے بیٹے عیسیٰ کی زبان پر ملعون ہوئے یہ اس لئے کہ وہ نافرمان تھے اور حد سے گزر گئے تھے) کے سلسلہ میں حضرت ابو مالک غفاری سے جو صحابی ہیں روایت کیا ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام کی زبان پر ملعون ہوئے تو بندر کر دیئے گئے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی لعنت کیے گئے تو سور بنائے گئے۔[2] اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ غالباً یہ واقعہ حضرت داؤد علیہ السلام کے عہد میں واقع ہوا ہے چنانچہ علامہ محمود آلوسی نے روح المعانی میں تفسیر سورۃ البقرہ میں اس کی تصریح بھی کی ہے۔[3] قرآن مجید میں سورۂ اعراف پ ۹ میں اصحاب السبت کا قصہ تفصیل سے مذکور ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہوں الفاظ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ، سبت، قردۃ، قریۃ) پ ۹

اَصْحٰبِ السَّعِيْرِ ۔ دوزخ والے۔ اَصْحٰب مضاف السَّعِيْر مضاف الیہ (دیکھو سَعِیْر) س ۲۲ پ ۲۹

اَصْحٰبَ السَّفِيْنَةِ ۔ کشتی والے۔ جہاز والے اَصْحٰب مضاف السَّفِيْنَة مضاف الیہ۔ اصحاب السفینہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حضرت نوح علیہ السلام پر ایمان لائے اور طوفان کے وقت حضرت کی معیت میں جہاز پر سوار ہوئے۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے طوفان کے

---

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۳۲۲ ۔ ۳۲۳ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۰ھ [2] فتح القدیر للشوکانی ج ۲ ص ۶۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

[3] روح المعانی ج ۱ ص ۲۵۶ طبع مصر

عذاب سے نجات دیکر سرفراز فرمایا تھا۔ پ۲۱

اَصۡحٰبُ الشِّمَالِ۔ بائیں والے۔ اَصۡحٰبُ مضاف الشِّمَالِ مضاف الیہ۔ ان سے مراد وہ بدبخت انسان ہیں جو روزِ الست میں اخذ میثاق کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے بائیں پہلو سے نکالے گئے حشر کے دن یہ عرش کے بائیں جانب کھڑے کئے جائیں گے ان کا صحیفۂ اعمال ان کے بائیں ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے ان کو بائیں طرف سے پکڑ کر دوزخ میں ڈالیں گے۔ شبِ معراج میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے حضرت آدم صلوٰۃ اللہ علیہ وسلامہ کو دیکھا تھا کہ وہ جب بائیں طرف نظر کرتے ہیں تو روتے ہیں سو حضرت آدم علیہ السلام ان ہی اصحاب الشمال کو دیکھکر روتے تھے۔ پ۲۷ ع۱۵

اَصۡحٰبُ الصِّرَاطِ السَّوِیِّ۔ سیدھی راہ والے اَصۡحٰبُ مضاف الصِّرَاطِ السَّوِیِّ۔ مضاف الیہ (دیکھو صراط اور سوی) پ۱۶

اَصۡحٰبِ الۡفِیۡلِ۔ ہاتھی والے۔ اَصۡحٰبِ مضاف الۡفِیۡلِ مضاف الیہ۔ ۵۷۰ء میں ابرہہ نے جو یمن کا حاکم تھا بیت اللہ کو منہدم کرنے کے لئے مکہ مکرمہ پر فوج کشی کی۔ اس مہم پر چونکہ ابرہہ نے ہاتھیوں کو ساتھ لیکر یورش کی تھی اس لئے عرب اس مہم کو واقعۃ الفیل اور اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں اور اسی مناسبت سے قرآن مجید میں ان کے واقعات کو سورۃ الفیل میں اصحاب الفیل کے نام سے ذکر کیا گیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت اسی سال واقع ہوئی

ابرہہ لفظ ابراہیم کا حبشی مخفف ہے چونکہ ایک جنگ میں اس کی ناک کٹ گئی تھی اس لئے اشرم یعنی نکٹا کہلاتا تھا۔ یہ بادشاہ حبشہ کی طرف سے یمن کا حاکم تھا۔ عیسائیت کی ترویج واشاعت کے لئے اس نے صنعا میں جو یمن کا پایہ تخت تھا ایک نہایت عظیم الشان گرجا تعمیر کرایا اور اس کو پورے طور پر مجمع اور مزین اور ہر طرح آراستہ و پیراستہ کرکے کعبہ کے نام سے موسوم کیا مقصد یہ تھا کہ عرب اصلی کعبہ کو چھوڑ کر ادھر رجوع ہونے لگیں اور مکہ کا حج چھوٹ جائے۔ عربوں میں چونکہ کعبہ کی ہمیشہ سے بڑی عظمت تھی اور وہ ان کے ہر قبیلہ اور ہر جماعت کے نزدیک محترم سمجھا جاتا تھا اس لئے سارے عربوں میں کیا عدنانی اور کیا قحطانی اس نئے کعبہ کے خلاف نفرت کا جذبہ پھیل گیا قریش نے سنا تو سخت برہم ہوئے۔ ایک عرب نے رات کو چھپ کر اس گرجا میں

Marfat.com

باخانہ پھر دیا۔ ابرہہ کو اس واقعہ کا پتہ چلا تو غصے سے
آگ بگولا ہو گیا اور اپنے مقدس معبد کی بے حرمتی کا بدلہ
لینے کے لئے ایک فوج جرار اور ہاتھیوں کا دستہ ساتھ
لیکر مکہ مکرمہ کا رخ کیا کہ کعبہ ابراہیمی کو منہدم کر کے اپنے
غصہ کی آگ ٹھنڈی کرے۔ درمیان میں عرب کے متعدد
قبائل سد راہ ہوئے خوب جی داری کر کے لڑے اور
بڑھ بڑھ کر حملہ آور ہوئے لیکن ابرہہ کے گروہ پیکر ہاتھیوں
کے مقابلہ میں کسی کی پیش نہ گئی اور بالآخر ہزیمت
اٹھا کر پسپا ہونا پڑا۔

عبد بن حمید، ابن المنذر، ابن مردویہ، حاکم،
ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے اس واقعہ کے سلسلہ میں ان کے تفصیلی بیان کے
جو مختلف ٹکڑے مختلف راویوں سے علیحدہ علیحدہ
نقل کئے ہیں ان سب کا یکجائی ترجمہ یہ ہے۔

"اصحاب الفیل جب مقام صفاح (یہ مکہ کے قریب
ایک مقام ہے) میں آکر فروکش ہوئے تو حضرت
عبد المطلب نے ان کے بادشاہ سے جا کر کہا کہ آپ
کا یہاں کیسے آنا ہوا کسی وجہ سے آنا ہوا ہم خود سر چیز
لیکر حاضر ہو جاتے۔ ابرہہ کہنے لگا مجھے خبر ملی ہے کہ
اس گھر میں جو داخل ہوتا ہے وہ امن میں رہتا ہے اس لئے
میں اہل بیت اللہ کو خائف کرنے کے لئے آیا ہوں۔
حضرت عبد المطلب نے پھر بھی کہا کہ آپ جس چیز کی
خواہش ظاہر کریں گے ہم لا کر حاضر کر دیں گے۔ آپ
واپس لوٹ جائیے۔ اس نے ماننے سے انکار کر دیا تو
عبد المطلب نے کہا یہ مقام بیت اللہ ہے اللہ نے اس
پر کسی کو مسلط نہیں کیا۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ ہم بغیر
کعبہ کو منہدم کئے واپس نہیں ہوں گے۔ یہ سن کر عبد المطلب
ہٹ کر پہاڑ پر آکھڑے ہوئے کہنے لگے میں تو اپنی آنکھوں
بیت اللہ اور اہل بیت اللہ کی بربادی نہ دیکھوں گا۔
ادھر ان لوگوں نے کعبہ کا رخ کیا اور اس پر ہاتھی ہونا
چاہا مگر وہ پیچھے پلٹ پلٹ گیا کہ اتنے میں سمندر
کی طرف سے آسمان پر دل بادل نمودار ہوا اور پرندوں
کے جھنڈ کے جھنڈ اڑتے ہوئے آئے ان کے منہ اور پنجوں
میں کنکریاں تھیں انہوں نے آتے ہی لشکر کو حلقہ میں
[illegible] اور کنکریوں کی بارش شروع کر دی وہ کنکری تھیاں
بندوق کی گولی سے زیادہ کام کرنے لگیں جس کے سر پر
پڑی نشان سے [illegible] جاری ہو گیا
[illegible] گوشت گل گل کر گرنے لگا اور دیکھتے ہی دیکھتے بغیر

Marfat.com

خون اور بے گوشت و پوست کے خالی ہڈیوں کا ڈھانچہ ہوگیا۔ فوج کو واپسی نصیب نہ ہوسکی۔ اور یوں چند منٹوں میں سارا لشکر تہ و بالا ہو کر رہ گیا۔

ابن اسحٰق نے سیرۃ میں اور واقدی، ابن مردویہ، ابو نعیم اور بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ میں نے ہاتھی کے ہنکانے والے اور اس کے سائیس کو مکہ میں اس حال میں دیکھا تھا کہ وہ دونوں آنکھوں سے اندھے اور پیروں سے بالکل معذور ہو گئے تھے لوگوں سے کھانے کا سوال کیا کرتے تھے۔ واقدی نے حضرت اسماءؓ سے بھی جو حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں اسی قسم کی شہادت نقل کی ہے۔ لہ

سورۃ الفیل مکی ہے جو زیادہ سے زیادہ اس واقعہ کے پچاس برس بعد نازل ہوئی ہے اس وقت بہت سے ایسے اشخاص زندہ ہوں گے جنھوں نے اس واقعہ کو خود اپنی آنکھوں دیکھا ہوگا اور جنھوں نے نہ دیکھا ہوگا انھوں نے ان لوگوں سے جو اس کے چشم دید گواہ ہوں گے سنا ہوگا۔ تاہم کسی نے اس جی ہی کی تکذیب نہیں کی اس سے بڑھکر اس واقعہ کی صحت کا اور کیا ثبوت ہوسکتا ہے۔

عرب میں چیچک کی بیماری اسی سال پیدا ہوئی اس سے یورپ کے تاریخ نگاروں نے یہ نکتہ پیدا کیا ہے کہ ابرہہ کی فوج چیچک کی وبا سے برباد ہوئی۔ لیکن یاد رہے پرندوں کا پتھراؤ کرنا اور اس کے ایک بڑے لشکر کا دم بھر میں تباہ و برباد ہو جانا حیرت انگیز کہا جاسکتا ہے مگر محال نہیں جو قادر مطلق چیچک کے ذرا سے دانوں میں زہریلا مادہ پیدا کرکے انسان کو ہلاک کرسکتا ہے وہ اگر کنکریوں میں ہلاکت آفرینی کا سامان پیدا کردے تو کیا بعید ہے۔ اسی طرح سرسید نے تہذیب الاخلاق میں جو اس سورت کی تفسیر کی ہے وہ بھی سرتاسر لغو اور غلط ہے کہ جس کا نہ عربی زبان ساتھ دے سکتی ہے اور نہ وہ اصول روایت پر صحیح کہی جاسکتی ہے۔ ۳۰: ۱۰۵

اَصْحٰبَ الْقُبُوْرِ۔ قبر والے۔ مردے، اَصْحٰبَ مضاف الْقُبُوْرِ مضاف الیہ۔ ۶۰: ۱۳

اَصْحٰبَ الْقَرْيَةِ۔ گاؤں کے لوگ۔ گاؤں والے اَصْحٰبَ مضاف۔ اَلْقَرْيَةِ مضاف الیہ۔ اصحاب القریۃ

لہ ان تمام حوالوں کے لئے دیکھو فتح القدیر للشوکانی ج ۵ ص ۴۸۲ طبع مصر

Marfat.com

کا قصہ قرآن مجید میں سورۂ یٰسین میں تفصیل سے مذکور ہے لیکن نہ تو قریہ کے نام کی صراحت ہے نہ ان تین پیغمبروں کے نام بیان کئے گئے ہیں جو ان کی طرف بھیجے گئے تھے نہ اس شخص کا نام ہے جو شہر کی پرلی طرف سے دوڑتا ہوا آیا تھا اور نہ اس کے شہید کئے جانے کا ذکر ہے۔

قرطبی نے تصریح کی ہے کہ سب مفسرین کے قول میں اس قریہ سے انطاکیہ مراد ہے[1]۔ حافظ ابن حجر عسقلانی کا خیال ہے کہ غالباً یہ انطاکیہ کے قریب کوئی شہر ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اطلاع دی ہے کہ اس قریہ کے لوگوں کو ہلاک کردیا گیا مگر اس شہر انطاکیہ میں جواب موجود ہے اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا[2] حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ اگر تینوں پیغمبر عہد عتیق میں اہلِ انطاکیہ کی طرف بھیجے گئے ہوں اور اللہ تعالیٰ نے وہاں کے لوگوں کو پیغمبروں کی تکذیب کی پاداش میں ہلاک کردیا ہو اور انطاکیہ دوبارہ آباد ہونے پر جب مسیح علیہ السلام نے اپنے عہد میں ان کی طرف اپنے تینوں حواریوں کو بھیجا اور یہ ایمان لے آئے تو ایسا ہونے سے کوئی مانع نہیں۔[3]

ابن اسحٰق نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار اور وہب بن منبہ سے بلاغاً نقل کیا ہے کہ یہ شہر انطاکیہ تھا یہاں کے بادشاہ کا نام انطیخش بن انطیخش تھا جو بت پرست تھا اللہ تعالیٰ نے اس کی طرف تین رسول بھیجے جن کے نام صادق، صدوق اور شلوم ہیں، وہاں کے لوگوں نے ان کو جھٹلایا۔ قتادہ کا خیال ہے یہ حضرت مسیح علیہ السلام کے تین حواری تھے جو ان کا پیغام تبلیغ لے کر آئے تھے۔ شعیب جبائی نے ان کے نام شمعون، یوحنا اور بولص بتلائے ہیں[4]۔ حافظ ابن کثیر اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ متاخرین مفسرین میں سے کسی سے اس کے سوا منقول نہیں، مگر یہ چیز متعدد وجوہ سے محلِ نظر ہے۔

(۱) بظاہر اس قصہ سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تینوں بزرگ اللہ کے رسول تھے نہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر۔ ارشاد ہے۔

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۵۳ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔ [2] فتح الباری ج ۶ ص ۳۶۳ طبع مصر ۱۳۴۸ھ

[3] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۲۳۰۔ [4] ایضاً ج ۱، ۲۲۹ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

إِذْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمُ جب ہم نے ان کی طرف (دو پیغمبروں کو)
اثْنَيْنِ فَكَذَّبُوهُمَا تو انہوں نے ان دونوں کو جھٹلایا۔
فَعَزَّزْنَا بِثَالِثٍ اس پر ہم نے تیسرے (پیغمبر) سے ان کی
فَقَالُوا إِنَّا إِلَيْكُمْ (اور مدد کی) تو ان تینوں نے (ان سے)
مُرْسَلُونَ۔ کہا کہ ہم تمہارے پاس (خدا) کے بھیجے
ہوئے آئے ہیں۔

پھر جب ان لوگوں نے ان کو جھٹلایا تو کہتے ہیں۔

رَبُّنَا يَعْلَمُ إِنَّا ہمارا پروردگار علیم ہے کہ ہم بے شک
إِلَيْكُمْ لَمُرْسَلُونَ (اسی کے) بھیجے ہوئے تمہارے پاس
وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا آئے ہیں اور ہمارا کام تو خدا کا حکم
الْبَلَاغُ الْمُبِينُ۔ صاف صاف پہنچا دینا ہے اور بس۔

حالانکہ اگر وہ حواری تھے تو ان کو ایسی عبارت استعمال کرنی مناسب تھی جس سے پتہ چلتا کہ وہ حضرت مسیح علیہ السلام کے پیامبر ہیں۔ یہ امر بھی قابل لحاظ ہے کہ اگر وہ مسیح علیہ السلام کے پیامبر تھے تو اہلِ انطاکیہ کا ان سے یہ کہنا کیا معنی کہ

مَا أَنْتُمْ إِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا بس تم ہماری ہی طرح کے آدمی ہو
وَمَا أَنْزَلَ الرَّحْمَٰنُ مِنْ (اور خدا نے) رحمن نے تو کچھ نہیں
شَيْءٍ إِنْ أَنْتُمْ إِلَّا تَكْذِبُونَ اتارا۔ تم سارے جھوٹ کہتے ہو۔

(۲) اہلِ انطاکیہ پیامبرانِ مسیح پر ایمان لا چکے تھے بلکہ یہ پہلا شہر ہے جو حضرت پر ایمان لایا حالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان لوگوں نے اس کے رسولوں کو جھٹلایا اور عذابِ الٰہی نے ایک چنگھاڑ کی شکل میں ظاہر ہو کر ان کی زندگی کا چراغ بجھا کر رکھ دیا۔

(۳) حواریین مسیح علیہ السلام کے ساتھ اہلِ انطاکیہ کا واقعہ نزولِ توراۃ کے بعد کا واقعہ ہے۔ ابو سعید خدری اور سلف میں بہت سے لوگوں سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نزولِ توراۃ کے بعد کسی قوم کو عذاب بھیجکر ہلاک نہیں کیا بلکہ اس کے بعد مومنین کو حکم دیا گیا کہ وہ مشرکین سے قتال جاری رکھیں۔ پس ایسی صورت میں جس قریہ کا قرآن مجید میں ذکر ہے وہ انطاکیہ کے علاوہ کوئی اور قریہ ہوگا یا اس قصہ میں اگر انطاکیہ کا لفظ محفوظ ہے تو یہ اس نام کا کوئی اور شہر مشہور و معروف انطاکیہ کے علاوہ ہوگا کیونکہ موجودہ شہر کے متعلق یہ پتہ نہیں چل سکا کہ وہ زمانہ نصرانیت یا اس سے پہلے کبھی تباہ ہوا ہو۔ [1]

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۲۱۹ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ھ

Marfat.com

تیسری وجہ کے سلسلہ میں اتنا عرض کرنا ضروری ہے کہ اس میں صرف ایک استثنا ہے یعنی اصحاب السبت کا اس بارے میں جو حدیث مرفوعاً روایت کی گئی ہے اس میں بھی یہ استثنا موجود ہے چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ نے جب سے تورات نازل فرمائی ہے، روئے زمین پر کسی قوم کسی قرن کسی امت کسی بستی کو سوائے اس بستی کے جس کو بندر کی شکل میں مسخ کیا گیا آسمانی عذاب سے ہلاک نہیں فرمایا۔ کیا تم اس آیت پر خیال نہیں کرتے وَلَقَدْ آتَيْنَا مُوسَى الْكِتٰبَ مِنْ بَعْدِ مَآ أَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ الْأُوْلٰى بَصَآئِرَ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ (اور اگلی امتوں کے ہلاک کئے پیچھے ہم نے موسیٰ کو کتاب عنایت کی جس سے لوگوں کی آنکھیں کھلتی تھیں اور ان کے لئے ہدایت اور رحمت تھی تاکہ وہ نصیحت پکڑیں) حاکم اور ذہبی نے اس کو صحیح علی شرط الشیخین کہا ہے۔[۱]

یہ بھی یاد رہے کہ گو ابن کثیر انطاکیہ کے تعین میں مذبذب ہیں لیکن البدایہ والنہایہ سے ہم سابق میں نقل کر چکے ہیں کہ انطاکیہ تباہ ہونے کے بعد دوبارہ آباد ہو گیا ہو تو کوئی مانع نہیں ہے۔

جو شخص شہر کے پرلے سرے سے دوڑتا ہوا آیا اس کے متعلق ابن جریر، ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ یہ حبیب نجار تھا، نجار بڑھئی کو کہتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے دوسرے طریقہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ صاحب یٰسین کا نام حبیب تھا اور یہ سخت جذام میں مبتلا تھے۔ مستدرک حاکم میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب صاحب یٰسین نے یہ کہا کہ لوگو رسولوں کی پیروی کرو تو وہ لوگ ان کا گلا گھونٹنے لگے کہ دم نکل جائے اس وقت انھوں نے انبیا کی طرف مخاطب ہو کر کہا میں تمہارے رب پر ایمان لایا تم گواہ رہنا۔ حاکم نے اس کو صحیح الاسناد کہا ہے مگر ذہبی نے تلخیص میں تصریح کی ہے کہ اس روایت کا ایک راوی

---

[۱] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۲ ص ۴۰۸۔

Marfat.com

عبد الرحمن بن اسحاق ضعیف ہے۔[1] پ۲۲

أَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِيْمِ

غار اور رقیم والے۔ اَصْحٰبَ مضاف اَلْکَھْفِ مضاف الیہ

ان لوگوں کا قصہ قرآن مجید سورہ کہف پ۱۵ ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ میں تفصیل سے مذکور ہے۔ بعض علماء کی رائے ہے کہ اصحاب الکہف اور لوگ ہیں اور اصحاب الرقیم اور لوگ۔ ان علماء کے خیال میں اصحاب الرقیم کا قصہ قرآن مجید میں مذکور نہیں بلکہ محض عجیب ہونے کے لحاظ سے اصحاب الکہف کے تذکرہ میں ان کا حوالہ دیدیا گیا۔ پھر اس خیال کے قائلین کے بھی دو فریق ہیں۔ ایک جماعت کا خیال ہے کہ چونکہ ان کا قصہ بھی اصحاب الکہف سے ملتا جلتا تھا اس لیے صرف اصحاب الکہف کے ذکر پر ہی اکتفا کیا گیا۔ چنانچہ سعید بن المسیب سے مروی ہے کہ اس جماعت کا حال بھی اصحاب الکہف کا سا ہوا۔ ضحاک کہتے ہیں کہ رقیم روم کا ایک شہر ہے جہاں اصحاب الکہف کی طرح ایک غار کے اندر اکیس انسان مردہ پڑے ہوئے سو رہے ہیں۔[2] دوسرے فریق کی رائے میں اصحاب الرقیم وہی اصحاب الغار ہیں جن کا قصہ صحیحین میں مذکور ہے کہ اگلے زمانے میں تین شخص چلے جا رہے تھے کہ بارش نے ان کو آ لیا اور یہ بھاگ کر ایک غار میں پناہ گزیں ہوئے اوپر ایک بڑا پتھر آ پڑا جس سے غار کا منہ بند ہو گیا اس وقت ان میں سے ہر ایک شخص نے اپنی عمر بھر کے بہترین عمل کا حوالہ دیکر اللہ تعالیٰ سے دعا کی اور ہر ایک کی دعا سے پتھر کا ایک تہائی حصہ غار کے منہ سے ہٹتا گیا یہاں تک کہ ادھر تیسرے کی دعا ختم ہوئی اور ادھر غار کا دہانہ بالکل وا ہو چکا تھا۔

بزار اور طبرانی نے باسناد حسن نعمان بن بشیر سے روایت کی ہے کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رقیم کا ذکر فرماتے ہوئے اس قصہ کو سنا تھا۔[3] لیکن اس سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے رقیم کا ذکر کرتے ہوئے اصحاب الغار کے قصہ کو بھی بیان فرمایا اس میں یہ تصریح نہیں ہے کہ رقیم سے مراد غار ہی ہے قرآن مجید سے جو ظاہر معلوم ہوتا ہے وہ یہی ہے کہ

---

[1] مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۴۳۹۔ [2] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری ج ۷ ص ۲۴۶

اصحاب الکہف والرقیم سے ایک ہی جماعت مراد ہے
اور یہی جمہور علماء کی رائے ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ الرقیم
فی الحقیقت ایک شہر کا نام تھا جہاں یہ واقعہ پیش آیا
یاقوت حموی معجم البلدان میں رقمطراز ہیں۔
وبقرب البلقاء من اطراف — اطرافِ شام میں بلقاء کے قرب
الشام موضع یقال له — ایک مقام ہے جس کو رقیم کہا جاتا
الرقیم یزعم بعضهم — ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ
ان به اهل الکهف[1] — وہیں اصحاب کہف ہیں۔
چونکہ کہف یعنی غار اسی رقیم میں واقع تھا اس لئے
قرآن مجید نے ان کو اصحاب الکہف والرقیم کے
نام سے ذکر کیا۔ مصنف عبدالرزاق میں بسندِ صحیح
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کعب سے
موجود ہے کہ وہ اس کو ایک شہر کا نام بتاتے تھے[2] خود
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت
میں یہی مروی ہے۔ وہب[3] اور سدی[4] کی بھی یہی تصریح ہے۔

عیسائیت کی ابتدائی چند صدیوں میں بارہا ایسا
ہوا ہے کہ بہت سے راسخ الاعتقاد عیسائی مخالفوں
کے ظلم و ستم سے تنگ آکر پہاڑوں کے غاروں میں
پناہ لینے پر مجبور ہوئے اور آبادیوں سے روپوش ہو کر
انھوں نے اپنی زندگی کے بقیہ دن وہیں گزار دیئے
اور پھر ایک عرصہ کے بعد ان کی نعشیں برآمد ہوئیں
چنانچہ ایک واقعہ اطرافِ اندلس میں گزرا ہے ایک
روم کی طرف منسوب ہے اور ایک افسوس یا طرسوس
کا بیان کیا جاتا ہے۔ اصحاب الکہف کے شہر کے تعین
میں بھی مفسرین نے متعدد نام لئے ہیں۔ یاقوت حموی
نے معجم البلدان میں تصریح کی ہے کہ صحیح یہی ہے کہ
یہ بلادِ روم کا واقعہ ہے[5]۔ ابن کثیر نے بھی البدایہ والنہایہ
میں اسی طرف رجحان ظاہر کیا ہے[6]۔ ابوحیان اندلسی
کے نزدیک اصحاب الکہف کا اندلس میں ہونا زیادہ
راجح ہے[7]۔ لیکن قرآن مجید نے الکہف کے ساتھ

---

[1] معجم البلدان یاقوت ج ۴ ص ۲۶۲ طبع مصر ۱۳۲۳ھ۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۳ طبع مصر ۱۳۵۶ھ
[3] حضرت ابن عباسؓ اور وہب کی تصریح حافظ ابوحیان اندلسی نے البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ میں ذکر کی ہے۔
[4] سدی کا قول تفسیر کبیر امام رازی ج ۵ ص ۶۹۳ اور تفسیر فتح القدیر شوکانی ج ۳ ص ۲۶۳ میں مذکور ہے۔
[5] معجم البلدان ج ۴ ص ۲۶۲۔ [6] البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۱۱۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ
[7] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۲۔

Marfat.com

"الرقیم" کا بھی اضافہ فرمایا ہے۔ جو اس امر کی صاف تصریح ہے کہ یہ واقعہ نہ روم کا ہے نہ اندلس کا، نہ افسوس کا نہ طرسوس کا بلکہ الرقیم کا ہے۔ چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہما، کعب احبار، وہب بن منبہ اور سدی کی تصریح آپ کی نظر سے گزری کہ وہ اس کو ایک شہر کا ہی نام بتاتے ہیں۔ عطیہ عوفی، قتادہ، ضحاک اس کو اس وادی کا نام بتاتے ہیں جس میں یہ کہف (غار) تھا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں یہی تصریح منقول ہے[1]۔ ظاہر ہے کہ شہر اور اس کے اطراف و اکناف کی وادی ایک ہی نام سے موسوم ہوں گے اس لئے ان دونوں بیانات میں کوئی تعارض نہیں، شہر اور اس شہر کی مناسبت سے اس کی وادی کو بھی الرقیم ہی کہا گیا، چونکہ اس نام کا کوئی شہر عام طور پر مشہور نہ تھا اور جیسا کہ ہم نے سابق میں تصریح کی نصرانیت نے اپنے ابتدائی قرنوں ہی میں ریاضت اور گوشہ نشینی کی ایک خاص زندگی پیدا کر دی تھی جس نے آگے چل کر رہبانیت کی شکل اختیار کی، اس زندگی کی ایک نمایاں خصوصیت یہی کہ لوگ دنیا کے تمام تعلقات سے منہ موڑ کر کسی پہاڑ کے غار میں یا کسی غیر آباد مقام پر گوشہ گیر ہو جاتے اور پھر ان پر استغراق عبادت کی ایسی کیفیت طاری ہو جاتی کہ وضع و نشست کی جو ہیئت اختیار کر لیتے زندگی کے آخری سانس تک اسی ہیئت پر قائم رہتے اور مرنے کے بعد بھی اسی حالت پر نظر آتے نہ زندگی میں کوئی ان کو چھیڑتا اور نہ مرنے کے بعد کوئی اس کی جرأت کرتا اس لئے اگر موسم موافق ہوتا اور درندوں سے حفاظت حاصل ہوتی تو مدت تک ان کی نعشیں اسی حالت پر باقی رہتی تھیں جس حالت میں کہ انہوں نے اپنی زندگی کے آخری سانس لئے تھے اور صدیوں تک ان کے ڈھانچے اسی وضع و ہیئت پر محفوظ رہتے کہ دور سے دیکھنے والا ان کو زندہ انسان ہی تصور کرتا چونکہ اس قسم کی نعشیں متعدد جگہ برآمد ہوئیں اس لئے ان علماء کو اصحاب الکہف کے شہر اور مقام کے تعین میں سخت دھوکہ ہوا۔

اصحاب الکہف کا زمانہ قبل مسیح تھا یا بعد مسیح اس کے متعلق حافظ عماد الدین ابن کثیر اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۴

بیان کیا گیا ہے کہ اصحاب الکہف حضرت مسیح عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے مذہب پر تھے یوں تو خدا ہی بہتر جانتا ہے مگر ظاہر یہ ہے کہ وہ بالکلیہ ملتِ نصرانیت سے پہلے ہوئے ہیں کیونکہ اگر وہ دینِ نصرانیت پر ہوتے تو احبارِ یہود اپنی اس مخالفت کی بنا پر جو ان کو عیسائیوں سے تھی اصحاب الکہف کی خبر اور ان کے حالات کو محفوظ رکھنے کی طرف اعتناء کرتے، حالانکہ سابق میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت گزر چکی کہ قریش نے مدینہ میں احبارِ یہود کے پاس اپنے کچھ لوگ اس غرض سے بھیجے تھے کہ وہ ان سے چند ایسی باتیں معلوم کریں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ امتحان لے سکیں احبار نے یہ کہلا کر بھیجا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب الکہف کے حالات ذوالقرنین کی خبر اور روح کے متعلق سوال کریں اس سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اصحاب الکہف کا حال کتب اہل کتاب میں محفوظ تھا اور نیز یہ کہ ان کا واقعہ مذہب نصرانیت سے پہلے ہوا ہے واللہ اعلم۔ [1]

اصحاب الکہف کی تعداد کیا تھی اور وہ کتنے تھے؟ ان کے متعلق قرآن مجید کا ارشاد ہے۔

سَيَقُولُونَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ وَيَقُولُونَ خَمْسَةٌ سَادِسُهُمْ كَلْبُهُمْ رَجْمًا بِالْغَيْبِ وَيَقُولُونَ سَبْعَةٌ وَّثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ مَّا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ فَلَا تُمَارِ فِيْهِمْ اِلَّا مِرَآءً ظَاهِرًا وَّلَا تَسْتَفْتِ فِيْهِمْ مِّنْهُمْ اَحَدًا۔

کچھ لوگ کہیں گے وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا اور کچھ کہیں گے وہ پانچ ہیں چھٹا ان کا کتا یہ سب اندھیرے میں تیر چلاتے ہیں بعض کہتے ہیں وہ سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا اے پیغمبر کہدے ان کی گنتی میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے ان کا حال بہت کم لوگوں کو معلوم ہے تو اس بارے میں بحث و نزاع نہ کر مگر اس حد تک کہ صاف صاف بات ہیں ہو اور نہ ان لوگوں میں سے کسی سے اس بارے میں کچھ دریافت کر

اصحاب الکہف کی تعداد کے سلسلہ میں لوگوں کے اختلاف کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے تین اقوال نقل فرمائے ہیں اس سے پتہ چلا کہ ان تین اقوال کے علاوہ اور کوئی چوتھا قول نہیں پہلے دو اقوال کو رجمًا بالغیب (اٹکل پچو) فرمایا تیسرے کے متعلق

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۷۵ طبع مصر ۱۳۵۶ھ

Marfat.com

سکوت اختیار کیا۔ پہلے دونوں جملوں میں واوٴ عطف نہ تھا تیسرے جملہ میں وَثَامِنُهُمْ كَلْبُهُمْ عطف کے ساتھ کہنا اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ یہی تعداد حقیقت میں صحیح ہے۔ اور یہ جو فرمایا کہ قُلْ رَّبِّيْٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ (کہہ دے ان کی گنتی میرا پروردگار ہی خوب جانتا ہے) سو یہ اس طرف اشارہ ہے کہ ایسے مقامات پر علم کو اللہ ہی کے حوالہ کرنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ بغیر علم اس قسم کی باتوں میں غور وخوض کرنا فضول ہے ہاں جب کسی چیز کے متعلق پوری اطلاع ہو تو اس کو زبان سے نکالنا چاہیے ورنہ توقف کرنا بہتر ہے۔ خود قرآن مجید کی تصریح ہے مَا يَعْلَمُهُمْ اِلَّا قَلِيْلٌ (ان کی خبر نہیں رکھتے مگر تھوڑے لوگ) طبرانی نے معجم اوسط میں اور ابن جریر طبری نے اپنی تفسیر میں باسانید صحیحہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ میں بھی ان ہی تھوڑے لوگوں میں سے ہوں جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنے قرار دیا ہے۔ اصحاب الکہف کی تعداد سات تھی۔ ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا بعینہ یہی بیان نقل کیا ہے۔ [3]

اصحاب الکہف کے نام کیا تھے۔

اس کے متعلق حافظ ابوحیان اندلسی رقمطراز ہیں۔

واما اسماء فتية اهل الكهف فاعجمية لا تنضبط بشكل ولا نقط والسند في معرفتها ضعيف [4]	نوجوانان اصحاب الکہف کے نام عجمی ہیں نہ وہ اعراب کے ذریعہ منضبط ہوتے ہیں نہ نقطوں کے ذریعہ نیز ان کی معرفت کی سند بھی ضعیف ہے۔

حافظ ابن کثیر کا بھی یہی فیصلہ ہے۔

وفي تسميتهم بهذه الاسماء واسم كلبهم نظر في صحته [5]	اصحاب الکہف کے جو نام بتائے جاتے ہیں ان کی اور موسوم جو نہیں اور نیز ان کے کتے کے نام کی صحت میں کلام ہے۔

اصحاب الکہف غار میں کتنی مدت تک رہے

اس کے متعلق قرآن مجید میں مرقوم ہے۔

وَلَبِثُوْا فِيْ كَهْفِهِمْ اور مدت گزری ان پر اپنی کھو

---

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [2] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱ طبع مصر ۱۳۰۱ھ
[3] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰ [4] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ [5] تفسیر ابن کثیر برحاشیہ فتح البیان ج ۶ ص ۱۳۱

Marfat.com

ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ یں تین سو برس اور ان کے اوپر

وَازْدَادُوْا تِسْعًا نو۔ تو کہدے اللہ ہی بہتر جانتا

قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا ہے کہ وہ کتنی مدت تک رہے

لَبِثُوْا لَهٗ غَیْبُ السَّمٰوٰتِ وہ آسمان و زمین کی ساری پوشیدہ

وَالْاَرْضِ۔ باتیں جانتا ہے۔

لیکن اس کے متعلق بعض علماء کی رائے یہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید نے پہلے اصحاب الکہف کی تعداد کے بارے میں لوگوں کے متعدد اقوال نقل کئے تھے۔ اسی طرح سال بھی مدتِ بقار کے بارے میں لوگوں کا قول نقل کیا ہے یعنی لوگ کہتے ہیں غار میں تین سو برس تک رہے اور بعضوں نے اس پر نو برس اور بڑھا دئے تم کہدو اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ فی الحقیقت کتنی مدت گزر چکی ہے۔ پس ان علماء کے خیال میں یہ قرآن کی تصریح نہیں بلکہ لوگوں کا قول ہے اور سیقولون سے نقلِ اقوال کا جو سلسلہ شروع ہوا تھا اسی سلسلہ کی یہ آخری کڑی ہے سلف میں قتادہ اور مطرف بن عبداللہ کی یہی رائے ہے[1]،

ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ انسان کسی آیت کی تفسیر یہ سمجھ کر کرنے لگتا ہے کہ وہ ٹھیک ہو گی، حالانکہ وہ زمین و آسمان کے درمیان نہایت دور جا کے گرتا ہے اس کے بعد یہ آیت تلاوت کی وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ الآیہ پھر دریافت کرنے لگے کہ یہ لوگ کتنے عرصہ رہے۔ لوگوں نے جواب دیا تین سو نو برس آپ نے فرمایا اگر اتنی مدت تک رہے ہوتے تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کا مقولہ نقل کیا ہے چنانچہ سَیَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ سے رَجْمًا بِالْغَیْبِ تک فرما کر ان کی لاعلمی کی خبر دی اور پھر فرمایا کہ وہ یہ بھی کہیں گے وَلَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ مِائَةٍ سِنِیْنَ وَازْدَادُوْا تِسْعًا۔

علامہ محمود آلوسی اپنی مشہور تفسیر روح المعانی میں اس روایت کو نقل کر کے فرماتے ہیں۔

ولعل هذا لا یصح عن غالبا حضرت حبر امت عبداللہ بن الحبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے یہ فقد صح عنہ القول بان روایت صحیح نہیں کیونکہ ان سے ثابت عدة اصحاب الکهف ہو چکا کہ اصحاب الکہف کی تعداد

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۳۳۔

Marfat.com

سبعة وثامنهم كلبهم سات ہیں اور آٹھواں ان کا کتا تھا
الله تعالى عقب القول حالانکہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کو
بذلك بقوله سبحانه قُلْ بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا قُلْ
رَّبِّیٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ و رَّبِّیٓ اَعْلَمُ بِعِدَّتِهِمْ اور اس میں
لافرق بينه وبين قوله اور قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا لَبِثُوْا کے
تعالیٰ قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فرمانے میں کوئی فرق نہیں ہیں قال اللہ
بِمَا لَبِثُوْا ثم دل هذا اعلم بما لبثوا سے تردید کو نکہ ثابت
على الرد ولم يرد ذالك[1] ہوئی اور اس کی کوئی ثابت نہیں کی
عبد الرزاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی
حاتم نے قتادہ کا بیان نقل کیا ہے کہ حضرت عبد اللہ
بن مسعود کی قرات میں قالوا کا لفظ آیا ہے یعنی
انھوں نے اس آیت کی قرات اس طرح کی ہے وَ
قَالُوْا لَبِثُوْا فِیْ كَهْفِهِمْ اس کے صاف یہ معنی ہیں کہ یہ
لوگوں کا مقولہ ہے قتادہ کہتے ہیں تم نہیں دیکھتے کہ
اللہ تعالیٰ نے اس کے ساتھ ہی فرمایا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا لَبِثُوْا[2] حافظ ابن کثیر اس روایت کے بارے
میں فرماتے ہیں۔

ورواية قتادة قراءة ابن ابن مسعود کی قرات کے متعلق
مسعود منقطعة ثم هي قتادہ کی روایت منقطع ہے نیز قرات
شاذة بالنسبة الى قراءة جمہور کے لحاظ سے شاذ بھی ہے لہذا
الجمهور فلا يحتج بها[3] اس سے استدلال نہیں کیا جا سکتا
علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ ابن مسعود کی قرات
سے صرف یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان لوگوں کا قول ہے
جو اصحاب الکہف کے معاملہ میں بحث کر رہے تھے
رہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا فرمانا قُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ
بِمَا لَبِثُوْا یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اصحاب الکہف کی تعداد
کے بارے میں تیسرے قول کو بیان کرکے فرمایا اس سے
اس قول کی تردید کا پتہ نہیں چلتا[4]

غرض اکثر مفسرین اسی کے قائل ہیں کہ اصحاب الکہف
کے غار میں رہنے کی یہ تین سو نو برس کی مدت خود اللہ تعالیٰ
کی بیان کی ہوئی ہے۔ امام بغوی لکھتے ہیں۔
هذا اخبار من الله تعالى کہف میں ان لوگوں کے ٹھیرنے
عن قدر لبثهم فى الكهف رہنے کے متعلق یہ اللہ تعالیٰ نے
وهو الاصح[5] خبر دی ہے اور یہی اصح ہے۔

[1] و [2] روح المعانی ج ۱۵ ص ۲۳۳ طبع مصر۔ [3] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۲۷۰۔ [4] تفسیر ابن کثیر ج ۶ ص ۱۳۳ طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ [5] معالم التنزیل ج ۴ ص ۱۹۹ طبع مصر۔

Marfat.com

امام ابن جریر طبری اور حافظ ابن کثیر نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے۔ ابن کثیر رقمطراز ہیں۔

وھذا الذی قلناہ علیہ غیر واحد من علماء التفسیر کمجاھد وغیر واحد من علماء السلف والخلف[1]

ہم جس بات کے قائل ہیں اسی پر اکثر علماء تفسیر جیسے مجاہد اور اکثر علماء سلف و خلف ہیں۔

خود حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے شانِ نزول میں جو روایت مروی ہے اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے چنانچہ ابن مردویہ نے بروایت ضحاک حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ جب یہ آیت اتری وَلَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلَاثَ مِائَةٍ تو کہا گیا یا رسول اللہ یہ تین سو دن ہیں یا مہینے یا برس۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا۔ ابن ابی شیبہ، ابن جریر، ابن منذر ابن ابی حاتم نے خود ضحاک سے بھی یہی نقل کیا ہے[2]

اصحاب الکہف کس طرح ایک دوسرے کو آ کر ملے اور اکٹھے ہوئے اور پھر کس طرح وہ شہر سے باہر نکلے اس بارے میں مختلف باتیں بیان کی جاتی ہیں حافظ ابوحیان اندلسی فرماتے ہیں۔

والرواۃ مختلفون فی قصصھم وکیف کان اجتماعھم وخروجھم ولم یات فی الحدیث الصحیح کیفیۃ ذلک ولا فی القرآن الا ما قص تعالیٰ علینا من قصصھم[3]

ان کے قصوں کے بیان کرنے میں راوی مختلف ہیں کہ ان کا اجتماع کیونکر ہوا اور کس طرح شہر سے باہر نکلے۔ اس کی کیفیت نہ تو کسی صحیح حدیث میں آئی ہے اور نہ قرآن میں بجز ان واقعات کے جن کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے اور کچھ مذکور ہے۔

اسی طرح اصحاب الکہف کے دائیں بائیں کروٹ بدلوانے کی مدت میں بھی مختلف اقوال مذکور ہیں بعض چھ ماہ بعض ایک سال بعض نو برس بتاتے ہیں۔ مگر امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں۔

ھذہ التقدیرات لا سبیل للعقل الیھا ولفظ القرآن لا یدل علیہ وما جاء بہ خبر صحیح فکیف یعرف[4]

یہ مقداریں عقل سے نہیں معلوم کی جاسکتیں نہ قرآن کے الفاظ ان پر دلالت کرتے ہیں اور نہ کوئی صحیح حدیث اس کے متعلق موجود ہے پس ان کا کیونکر پتہ چل سکتا ہے۔

---

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۴۲ [2] فتح القدیر ج ۳ ص ۲۶۱ [3] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۰۱ [4] تفسیر کبیر ج ۵ ص ۴۰۲ مطبوعہ ۱۳۲۴ھ

Marfat.com

اصحاب الکہف کے اس مرتبہ جاگنے کے بعد یہ پتہ نہیں کہ اس کے بعد ان کی وفات ہوگئی یا یہ زندہ رہے۔ وفات ہوئی تو کب ہوئی۔ زندہ رہے تو کب تک رہے یا کب تک رہیں گے۔ حافظ ابن کثیر علامہ محمود آلوسی اور دیگر علماء کی بڑی جماعت کا رجحان اسی طرف ہے کہ اس واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دیدی۔ واللہ اعلم پ ۱۵/۱۲

اَصْحٰبُ مَدْیَنَ ۔ مدین والے۔ مدین کے لوگ اَصْحٰبُ مضاف۔ مَدْیَنَ مضاف الیہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تین بیویاں تھیں۔ سارہ، ہاجرہ قطورا۔ مدین قطورا کے بطن سے حضرت ابراہیمؑ کا بیٹا تھا۔ سامی قوموں کا عام قاعدہ ہے کہ وہ اپنی آبادی اور قبیلہ کو بانی و موسس خاندان کے نام سے موسوم کرتی ہیں۔ اسی لحاظ سے مدین کا سارا خاندان جو آگے چل کر ایک بہت بڑا قبیلہ بن گیا تھا جد قبیلہ مدین بن ابراہیم کی طرف منسوب ہوا اور جہاں یہ قبیلہ آباد ہوا وہ ملکِ مدین کہلایا۔ حضرت شعیب علیہ السلام اول ان کی ہی طرف مبعوث ہوئے تھے اور اسی نسل اور اسی قبیلہ سے تھے چنانچہ قرآن مجید نے وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا (اور مدین کے پاس ان کے بھائی شعیب کو بھیجا) کہہ کر ان کے اسی نسلی رشتہ کو واضح کیا ہے۔ اصحابِ مدین کا ذکر قرآن مجید میں سورہ اعراف پ ۸ و پ ۹ اور سورہ ہود پ ۱۲ اور سورہ عنکبوت پ ۲۰ میں قدرے تفصیل سے آیا ہے اور سورہ توبہ پ ۱۰ اور سورہ حج پ ۱۷ میں صرف معذب اور گنہگار قوموں کی فہرست میں ان کا نام بتلانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اصحابِ مدین اور اصحاب الایکہ آیا ایک ہی قوم ہیں یا دو جداگانہ قومیں اس کے متعلق اصحابِ الایکہ کے ضمن میں تفصیلی بحث سپرد قلم کی جا چکی ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اصحاب الایکہ، شعیب، مدین) پ ۱۵/۱۰ پ ۱۲

اَصْحٰبُ الْمَشْئَمَةِ ۔ کمبختی والے۔ بائیں والے اَصْحٰبُ مضاف۔ اَلْمَشْئَمَةِ مضاف الیہ۔ یہی لوگ ہیں جن کو دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب الشمال کہا گیا ہے (تفصیل کے لئے دیکھو اصحاب الشمال، اور مشئمہ) پ ۲۷ پ ۳۰

اَصْحٰبُ مُوْسٰى ۔ موسیٰ کے لوگ۔ اَصْحٰبُ مضاف مُوْسٰى مضاف الیہ۔ یہ وہی بنی اسرائیل

Marfat.com

ہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مصر سے نکل کر چلے تھے اور بحرِ قلزم کے کنارہ پہنچکر اس کو پار کرنے کی فکر کر رہے تھے کہ دور سے فرعون لشکر لے کر آتا ہوا دکھائی دیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے وحیِ الٰہی کے مطابق عصا کو دریا پر مارا، پانی جو بہت گہرا تھا۔ بارہ جگہ سے پھٹ کر خشک راستے بن گئے جن میں سے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلے الگ الگ گزرے اور بیچ میں پانی کے پہاڑ کھڑے ہو گئے۔ عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اصحاب موسیٰ جنہوں نے سمندر کو پار کیا بارہ اسباط تھے اور ہر راستے میں بارہ ہزار انسان تھے جو سب کے سب اولادِ یعقوب علیہ السلام سے تھے۔[1] پ ۹ ع ۸

اَصْحٰبُ الْمَیْمَنَةِ۔ داہنے والے بڑے نصیب والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْمَیْمَنَةِ مضاف الیہ۔ یہ وہ خوش نصیب انسان ہیں جن کو عہدِ الست کے دن حضرت آدم علیہ السلام کے داہنے پہلو سے نکالا گیا تھا۔ جو روزِ حشر عرشِ الٰہی کے داہنی جانب ہوں گے، ان کا اعمالنامہ ان کے داہنے ہاتھ میں دیا جائیگا اور فرشتے ان کو داہنی طرف سے لیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں دیکھا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنی داہنی طرف دیکھکر ہنستے ہیں۔ سو حضرت آدم علیہ السلام انہی خوش نصیب اور مبارک لوگوں کو دیکھکر خوش ہو رہے تھے۔ دوسری جگہ قرآن مجید میں انہیں کو اصحاب الیمین کہا گیا ہے پ ۲۷ ع ۱۵ پ ۳۰ ع ۱۵

اَصْحٰبُ النَّارِ۔ دوزخ کے رہنے والے۔ دوزخ والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلنَّارِ مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً میں اصحاب النار سے دوزخ کے داروغہ مراد ہیں اس لئے یہاں اصحاب النار کا ترجمہ دوزخ پر داروغہ کرنا چاہئے اصل میں اصحاب النار کے لفظی معنی ہیں دوزخ والے دوزخیوں کو دوزخ میں رہنے کی وجہ سے اور دوزخ کے فرشتوں کو دوزخ کے داروغہ ہونے کی وجہ سے دوزخ والے کہا گیا۔ قرآن مجید میں ان فرشتوں کی تعداد جو دوزخ پر مقرر ہوں گے انیس مذکور ہے۔

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۹۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

پ۱ ع۳ پ۱ ع۱۱ پ۲ ع۲ پ۳ ع۳ پ۵ ع۲ پ۶ ع۱۰ پ۸ ع۱۱ پ۸ ع۱۴ پ۱۱ پ۱۲

پ۱۵ ع۱ پ۱۶ ع۲ پ۱۷ ع۸ پ۲۶

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ - داہنی طرف والے۔ اَصْحٰبُ مضاف اَلْيَمِيْنِ مضاف الیہ۔ ان کو ہی دوسری جگہ قرآن مجید میں اصحاب الیمنہ کہا گیا ہے (دیکھو اصحاب الیمنہ) پ۲۷ ع۱۴ پ۲۹ ع۱۶

اَصْحٰبِهِمْ - ان کے ساتھی۔ اَصْحٰبٌ صَاحِبٌ کی جمع جس کے معنی رفیق اور ساتھی کے ہیں مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۷

اِصْدَعْ - تو کھول کر سنا دے (فَتَحَ) صَدْعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں صَدْعٌ کے معنی کسی ٹھوس جسم مثلاً لوہا یا شیشہ وغیرہ میں شگاف پڑ جانے اور اس کے شق ہو جانے کے ہیں۔ گویا کھل جانا اس کے مفہوم میں داخل ہے اسی اعتبار کر کسی بات کے کھلم کھلا کہنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے اور یہاں یہی معنی مراد ہیں۔ پ۱۴

اَصْدَقُ - زیادہ سچا۔ صِدْقٌ سے جس کے معنی سچ بولنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۵ ع۸ ۱۵

اَصَّدَّقَ - میں خیرات کروں۔ تَصَدُّقٌ سے کہ جس کے معنی صدقہ دینے اور خیرات کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲۸ ع۱۴

اِصْرًا - بھاری بوجھ۔ اصل میں اِصْرٌ کے معنی اس بوجھ کے ہیں جو اپنے اٹھانے والے کو چلنے سے روک رکھے یہاں مراد تکلیف شاقہ اور سخت و دشوار امور ہیں پ۳

اَصْرِفُ - میں پھیر دوں گا۔ (ضَرَبَ) صَرْفٌ سے جس کے معنی کسی شے کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف پھیر دینے یا ایک شے کو کسی دوسری شے سے بدل دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۹

اِصْرِفْ - ہٹا دے، پھیر دے۔ صَرْفٌ سے امر حاضر کا صیغہ واحد مذکر۔ پ۱۹

اَصَرُّوْا - انہوں نے ضد کی۔ انہوں نے اصرار کیا اِصْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر سختی کے ساتھ جمے رہنے اور مصر ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۴

اِصْرَهُمْ - ان کے بوجھ۔ اِصْرٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں مراد ان سخت احکام سے ہے جو یہودیوں پر تھے۔ پ۹

اِصْرِیْ - میرا عہد۔ اِصْرِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم

مضاف الیہ۔ چونکہ عہد کی ذمہ داری کا بھی انسان پر بوجھ ہوتا ہے اس سے اِصْر کا استعمال عہد کے معنی میں بھی ہوتا ہے۔ پ ۳/۱۶

اِصْطَادُوْا تم شکار کرلو۔ اِصْطِیَادٌ سے جس کے معنی شکار کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر۔ اصلہ ہ پ ۶

اِصْطَبِرْ تو قائم رہ۔ ہمارہ صبر کر۔ اِصْطِبَارٌ سے جس کے معنی صبر کے ساتھ قائم رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۶/۷ و ۱۶ پ ۲۷/۹

اِصْطَفٰی۔ اس نے چن لیا۔ اس نے پسند کر لیا۔ اِصْطِفَآءٌ سے جس کے معنی چن لینے اور برگزیدہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱/۱۹ پ ۲/۱۲ پ ۳/۱۰ و ۱۵ پ ۲۳/۹ و ۱۵۔

اَصْطَفَیْتُکَ میں نے تجھکو امتیاز دیا۔ میں نے تجھکو برگزیدہ کیا۔ اِصْطَفَیْتُ اِصْطِفَآءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۹

اِصْطَفٰکِ۔ تجھ کو پسند کیا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی۔ کِ ضمیر واحد مونث حاضر۔ پ ۳/۱۲

اِصْطَفَیْنَا ہم نے چن لیا۔ برگزیدہ کیا۔ اِصْطِفَآءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۲۳/۱۶

اِصْطَفَیْنٰهُ۔ ہم نے اس کو منتخب کیا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱/۱۹

اِصْطَفٰىهُ اس کو پسند فرمایا۔ اِصْطَفٰی صیغہ ماضی، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۲/۱۹

اِصْطَنَعْتُکَ میں نے تجھ کو بنایا۔ اَصْطَنَعْتُ اِصْطِنَاعٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے کی درستی اور بنانے میں مبالغہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۶/۱۱

اَصْغَرُ۔ زیادہ چھوٹا۔ صِغَرٌ سے جس کے معنی چھوٹے ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ ۱۱/۱۲ پ ۲۲/۷

اَصْفَادِ زنجیریں۔ بیڑیاں۔ صَفَدٌ اور صَفَادٌ کی جمع جس کے معنی بیڑی اور زنجیر کے ہیں پ ۱۳/۱۹ پ ۲۳/۱۲

اِصْفَحْ تو درگزر کر۔ (فَتْحٌ) صَفْحٌ سے جس کے معنی درگزر کرنے اور اعراض کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۶ پ ۱۴/۶ پ ۲۵/۱۳

اِصْفَحُوْا۔ درگزر کرو۔ صَفْحٌ سے۔ امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر پ ۱/۱۲

اَصْفٰىكُمْ۔ تم کو چن لیا۔ تم کو انتخاب کر لیا اَصْفٰی اِصْفَآءٌ سے جس کے معنی برگزیدہ کرنے اور منتخب کرنے

Marfat.com

کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر ۴ [illegible]

اَصْلِ ۔ جڑ۔ اُصُوْلٌ جمع۔ [illegible]

اَصْلَابِکُمْ ۔ تمہاری پشتیں۔ اَصْلَابٌ صُلْبٌ
کی جمع۔ جس کے معنی پشت کی ہڈی کے ہیں مضاف
ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ [illegible]

اِصْلَاحٌ ۔ سنوارنا۔ صلح کرانا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر
ہے [illegible] اِصْلَاحًا [illegible]

اِصْلَاحِهَا ۔ اس کی اصلاح۔ اِصْلَاحٌ مضاف
هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اُصَلِّبَنَّكُمْ ۔ میں تم کو سولی پر چڑھاؤں گا اُصَلِّبَنَّ
تَصْلِیْبٌ سے جس کے معنی سولی دینے کے ہیں مضارع
بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر۔ [illegible]

اَصْلَحَ ۔ اس نے صلح کرادی۔ اس نے اصلاح کی۔
وہ سنور گیا۔ نیک ہو گیا۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ [illegible]

اَصْلِحْ ۔ تو اصلاح کر۔ تو نیک بنادے۔ اِصْلَاحٌ سے
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible] ۔

اَصْلَحَا ۔ ان دونوں نے اپنی اصلاح کر لی ۔
اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب [illegible]

اَصْلَحْنَا ۔ ہم نے اچھا کر دیا۔ ہم نے درست کر دیا۔
اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

اَصْلَحُوْا ۔ انھوں نے اپنے کام کو درست کیا۔
انھوں نے نیک کام کئے۔ انھوں نے اپنی اصلاح
کی۔ وہ سنور گئے۔ اِصْلَاحٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر
غائب [illegible]

اَصْلِحُوْا ۔ تم صلح کرو۔ تم صلح کرادو۔ تم ملاپ کرادو۔
اِصْلَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

اِصْلَوْهَا ۔ اس میں جا پڑو۔ اس کے اندر چلے جاؤ۔
(سَمِعَ) اِصْلَوْا صَلْیٌ سے جس کے معنی آگ میں جلنے
اور اس میں جا پڑنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا
ضمیر واحد مونث غائب [illegible]

اَصْلُهَا ۔ اس کی جڑ۔ اَصْلٌ مضاف هَا ضمیر
واحد مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اُصْلِیْهِ ۔ میں اس کو آگ میں ڈالوں گا۔ اُصْلِی
اِصْلَاءٌ سے جس کے معنی آگ میں ڈالنے کے ہیں مضارع
کا صیغہ واحد متکلم ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

Marfat.com

أَصَمّ۔ بہرا۔ صَمَمٌ سے جس کے معنی بہرا ہونے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ۔ پ ۱۲/۲

أَصَمَّهُمْ۔ ان کو بہرا کر دیا۔ أَصَمَّ۔ إِصْمَامٌ سے جس کے معنی بہرا کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۲۶/۷

أَصْنَام۔ بت، مورت۔ ہر وہ چیز جس کو خدا کے سوا پوجا جائے۔ صَنَمٌ کی جمع پ ۷/۱۸ پ ۱۱ أَصْنَامًا پ ۹

أَصْنَامَكُمْ۔ تمہارے بت۔ أَصْنَامُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۷/۵

أَصْنَعْ۔ تو بنا۔ تو درست کر (فتح) صَنْعٌ سے جس کے معنی کسی کام کے درست کرنے اور بنانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲/۲ پ ۱۸/۲

أَصْوَات آوازیں۔ صَوْتٌ کی جمع جس کے معنی آواز کے ہیں۔ پ ۱۵/۱۹ پ ۲۱/۱۱

أَصْوَاتَكُمْ۔ تمہاری آوازیں۔ أَصْوَاتَ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۶/۱۳

أَصْوَاتَهُمْ۔ ان کی آوازیں۔ أَصْوَاتَ مضاف۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۶/۱۲

أَصْوَافِهَا۔ ان کی اون۔ أَصْوَافٌ۔ صُوْفٌ کی جمع جس کے معنی اون کے ہیں۔ أَصْوَافِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ جس کا رجوع انعام کی طرف راجع ہونے کے سبب سے (ان) کیا گیا ہے۔ پ ۱۴/۱۷

أُصُوْلِهَا۔ اس کی جڑیں۔ اصول أَصْلٌ کی جمع هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۸/۴

أُصِيْبُ۔ میں پہنچاتا ہوں۔ ڈالتا ہوں۔ إِصَابَةٌ سے جس کے معنی پہنچانے اور لا ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۹

أَصِيْلًا۔ شام۔ عصر و مغرب کے درمیانی وقت کو کہتے ہیں۔ پ ۱۹/۵ پ ۲۲/۳ پ ۲۶/۹ پ ۲۹/۲۰

فصل الضاد المعجمة

أَضَاءَ۔ اس نے روشن کیا۔ إِضَاءَةٌ سے جس کے معنی روشن کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱/۲

أَضَاءَتْ۔ اس نے روشن کر دیا۔ إِضَاءَةٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ ۱/۲

أَضَاعُوْا۔ وہ کھو بیٹھے۔ انھوں نے ضائع کر دیا۔ إِضَاعَةٌ سے جس کے معنی کھو دینے اور ضائع کر دینے کے

ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱۶

اَضْحَكَ۔ اس نے ہنسایا۔ اِضْحَاکٌ سے جس کے معنی ہنسانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۷

اِضْرِبْ۔ تو مار۔ تو بنادے۔ تو بیان کر۔ ضَرْبٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اصل میں ضَرْبٌ کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر واقع کرنے کے ہیں۔ چونکہ اس کی صورتیں مختلف ہیں اس لئے مختلف محل پر اس کے مختلف معانی آتے ہیں۔ کہیں مارنے کے، کہیں ڈال دینے کے، کہیں چلنے کے، کہیں بیان کرنے کے اور کہیں تھپک دینے کے غرض ہر موقع اور محل پر اس کے مناسب ترجمہ ہونا چاہیے۔ بشرطیکہ اصل معنی ملحوظ رہیں چونکہ چلنے میں زمین پر پیر پڑتے ہیں اس لئے ضَرَبَ فِی الْاَرْضِ میں ضَرْبٌ کے معنی زمین پر چلنے کے ہوں گے کسی چیز کا اس طرح ذکر کرنا کہ اس کا اثر دوسری چیز پر پڑے اس کا نام ضَرْبُ الْمَثَلِ ہے۔ اس لئے جب مَثَلٌ کے ساتھ ضَرْبٌ کا استعمال ہو تو اس کے معنی بیان کرنے کے آئیں گے۔ آیتِ شریفہ فَاضْرِبْ لَهُمْ طَرِيقًا فِي الْبَحْرِ يَبَسًا (تو ان کے لئے سمندر میں خشک راستہ بنادے) میں چونکہ طَرِیْقٌ (راستہ) کو بحر (سمندر) پر واقع کیا جارہا ہے اس لئے یہاں اِضْرِبْ کا ترجمہ بنادے۔ تیار کردے یا ڈال دے کرنا چاہیے۔ پ ۱ پ ۴ پ ۱۵و۱۶ پ ۱۶/۱۲ پ ۸ پ ۲۳/۱۴ پ ۲۳/۱۲

اِضْرِبُوْا۔ تم مارو۔ تم کا تُو، ضَرْبٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۹

اِضْرِبُوْهُ۔ اس پر مارو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱

اِضْرِبُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) کو مارو۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے جو عورتوں کی طرف راجع ہے۔ اگر بیویوں سے سرکشی اور بدخوئی کا ڈر اور اندیشہ ہو تو یہ نہ چاہیے کہ فوراً دل برداشتہ ہو کر قطع تعلق کر لیا جائے بلکہ پہلے ان کو نرمی اور محبت سے سمجھایا جائے اور نصیحت کی جائے اگر اس پر بھی وہ سرکشی سے باز نہ آئیں تو خوابگاہ میں ان سے الگ رہنا چاہیے اور اگر اب بھی نہ مانیں تو بطور تنبیہ کے مارنے کا بھی حکم ہے لیکن بس اس قدر کہ اس کا نشان باقی نہ رہے یا ہڈی ٹوٹ جائے۔ یاد رہے مارنا پیٹنا آخری درجہ ہے۔ اور جب وہ نافرمانی اور بدخوئی سے باز آجائیں اور بظاہر مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ ان کو الزام لگانے کے لئے راہیں

Marfat.com

نہیں ڈھونڈنی چاہئیں بلکہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا
چاہئے۔ ۲ پ

اُضْطُرَّ ۔ وہ بے اختیار کیا گیا۔ وہ لاچار کیا گیا۔
اِضْطِرَارٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب
اضطرار کے معنی اصل میں انسان کو کسی ضرر رساں
چیز پر مجبور کرنے کے ہیں۔ عام طور پر اس کا استعمال
انسان کو کسی ایسے امر پر مجبور کرنے کے لئے ہوتا ہے
کہ جس کو وہ ناپسند کرتا ہو۔ اضطرار کی دو شکلیں ہیں
ایک یہ کہ کسی خارجی سبب کی بنا پر ہو پھر اس کی بھی
دو صورتیں ہیں اول یہ کہ انسان کو کسی امر پر اس طور
سے مجبور کیا جائے کہ اس امر کے نہ ہونے کی صورت
میں اس کو قتل کیا جائے یا قتل کی دھمکی دی جائے
یا اس کا کوئی عضو بیکار کر دیا جائے یا بیکار کرنے کی
دھمکی دی جائے۔ دوم یہ کہ زبردستی پکڑ کر اس سے
کام لیا جائے۔ آیہ شریفہ ثُمَّ اَضْطَرُّہٗ اِلٰی عَذَابِ
النَّارِ (پھر اس کو دوزخ کے عذاب میں جبراً بلاؤں گا)
میں اضطرار کی یہی آخری صورت مراد ہے۔ دوسری
شکل یہ ہے کہ اضطرار کسی داخلی سبب کی بنا پر ہو یعنی
ایسی قوت کے غلبہ کی وجہ سے کہ اگر اس کی مدافعت
کی جائے تو ہلاکت واقع ہو۔ جیسے بھوک سے بیتاب
ہو کر کسی حرام چیز کے کھانے پر مجبور ہونا آیت شریفہ
فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ عَلَیْہِ
(پھر جو کوئی بے اختیار ہو جائے نہ تو نافرمانی کرے اور
نہ زیادتی تو اس پر کچھ گناہ نہیں) اس میں دونوں طرح
کا اضطرار داخل ہے یعنی یہ کہ انسان کسی ایسی جگہ
ہو جہاں اس کو بجز کسی حرام چیز کے اور کچھ کھانے
پینے کو نہ مل سکے اور وہ بھوک یا پیاس کی شدت سے
قریب بہ ہلاکت ہو یا یہ کہ رزق حلال موجود ہے مگر
وہ حرام چیز کے کھانے یا پینے پر اس لئے مجبور ہے
کہ اگر اس نے ایسا نہ کیا تو اس کو ہلاک کر دیا جائیگا یا
اس کا کوئی عضو ضائع کر دیا جائے گا۔ ۲ پ ۶ ع
۸ پ ۱۴ ع

اُضْطُرِرْتُمْ ۔ تم مجبور کئے گئے۔ اِضْطِرَارٌ سے
ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۸ پ

اَضْطَرُّہٗ ۔ میں اس کو مجبور کروں گا۔ اَضْطَرُّ
اِضْطِرَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اُضْطُرَّ) ۱ پ

اَضْعَافًا ۔ کئی گنا۔ دونے پر دونا۔ ضِعْفٌ کی جمع

Marfat.com

جس کے معنی دگنے کے آتے ہیں۔ یہ بھی نِصْفٌ اور زَوْجٌ کی طرح سے الفاظِ متضائفہ میں سے ہے کہ جن میں سے کسی ایک کا وجود دوسرے کے وجود کا مقتضی ہوتا ہے۔ پ۱۲ ع۵

اَضْعَفُ۔ زیادہ کمزور۔ ضُعْفٌ سے جس کے معنی کمزور ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۸ ع۱۶ پ۱۲ ع۱۹

اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ۔ خیالی خواب پریشان خواب۔ اَضْغَاثٌ ضِغْثٌ کی جمع جس کے معنی سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھر کے آتے ہیں۔ اور اَحْلَامٌ حُلْمٌ کی جمع ہے جس کے معنی خواب دیکھنے کے ہیں چونکہ سینکوں کے مٹھے یا لکڑیوں کے گٹھر میں بری بھلی ہر طرح کی سینکیں یا لکڑیاں ملی جلی ... اس لئے خوابہائے پریشاں یا طرح طرح کے خیالی خواب کو اضغاث احلام کہتے ہیں اَضْغَاثٌ مضاف اَحْلَامٌ مضاف الیہ۔ پ۱۲ ع۱۲

اَضْغَانَكُمْ۔ تمہارے دل کی خفگیاں۔ اَضْغَانٌ ضِغْنٌ کی جمع جس کے معنی سخت کینہ اور دل کی خفگی کے آتے ہیں اَضْغَانَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۲۶ ع۸

اَضْغَانَهُمْ۔ ان کے کینے۔ اَضْغَانَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۸

اَضَلَّ۔ اس نے گمراہ کیا۔ اس نے بہکایا۔ اس نے بھٹکایا۔ اس نے کھو دیا۔ اِضْلَالٌ سے جس کے معنی گمراہ کرنے اور سیدھے راستے سے ہٹانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یاد رہے اس لفظ کا استعمال جب اللہ تعالیٰ کے لئے ہوگا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ ایک یہ کہ اس اضلال کا سبب ضلال بنا۔ بایں طور کہ کسی شخص نے گمراہی اختیار کی بدیں وجہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس پر گمراہی اور ضلالت کا حکم لگایا اور آخرت میں جنت کے راستے سے دوزخ کے راستے کی طرف اس کو ہٹا دیا۔ دوسری صورت اضلالِ الٰہی کی یہ ہے کہ خالقِ کائنات نے جبلتِ انسانی ایک خاص ہیئت اور وضع کی بنائی ہے جب انسان کسی اچھے یا برے راستے کو اختیار کر لیتا ہے تو پھر وہی راستہ اس کو مرغوب و محبوب ہوتا ہے جس کو وہ کسی طرح نہیں چھوڑتا بلکہ وہ اس کی طبیعت و خو بن جاتا ہے۔ اسی اعتبار سے کہا گیا ہے "العادۃ طبع ثانی" چونکہ انسان میں

Marfat.com

یہ قوت اللہ تعالیٰ ہی کی ودیعت کی گئی ہے اس لئے اس لحاظ سے بھی اضلال کی نسبت اللہ تعالیٰ کے لئے صحیح ہے اور اسی وجہ سے اس اضلال کی مومنین سے نفی کی گئی اور کافروں اور فاسقوں کے لئے اس کا اثبات کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا بَعْدَ اِذْ هَدٰىهُمْ (اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کہ گمراہ کرے کسی قوم کو جبکہ ان کو راہ پر لا چکا) فاسقوں کے حق میں ارشاد ہے وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ (اور گمراہ نہیں کرتا اس سے مگر بدکاروں کو) کافروں کے متعلق فرمایا جاتا ہے كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ هُوَ مُسْرِفٌ مُّرْتَابٌ (اسی طرح بھٹکاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جو ہو بے باک شک کرنے والا) ۵ ۲۶ ۱۱ ۲۳ ۲۶

اَضَلُّ بہت بہکا ہوا۔ زیادہ بے راہ۔ زیادہ گمراہ ضَلَالٌ سے جس کے معنی سیدھے راستے ہٹنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ ۱۲ ۱۲ ۸ ۱ ۲۶ ۱۸ ۲۵ ۱

اَضِلُّ میں بہکونگا۔ (ضرب۔ سمع) ضَلَالٌ ع مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۱۲ (مزید تفصیل کے لئے دیکھو ضَلَالٌ)

اَضَلَّانَا۔ ان دونوں نے ہم کو بہکایا۔ گمراہ کیا۔ اَضَلَّا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ نَا ضمیر جمع متکلم۔ ۲۴

اَضْلَلْتُمْ۔ تم نے بہکایا تم نے گمراہ کیا اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۹

اَضْلَلْنَ۔ انھوں نے بہکایا۔ انھوں نے گمراہ کیا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ۱۳ ۱۸

اَضَلَّنَا۔ اس نے ہم کو بہکایا۔ اس نے ہم کو گمراہ کیا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی نَا ضمیر جمع متکلم ۱۹

اُضِلَّنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور بہکاؤں گا۔ اُضِلَّنَّ اِضْلَالٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۵ ۱۵

اَضَلَّنِیْ۔ اس نے مجھ کو بہکایا۔ اَضَلَّ صیغہ ماضی۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ ۱۹

اَضَلُّوْا۔ انھوں نے گمراہ کر دیا۔ انھوں نے بہکایا۔ اِضْلَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۱۲ ۱۰

اَضَلُّوْنَا۔ انھوں نے ہم کو گمراہ کیا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے ۱۱ ۱۹

Marfat.com

أَضَلَّهُ۔ اس کو بے راہ کر دیا۔ أَضَلَّ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۵پ

أَضَلَّهُمْ۔ ان کو بہکایا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۱۲پ

أُضْمُمْ۔ تو ملالے (نَصَرَ) ضَمٌّ سے جس کے معنی ملانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۱۶پ

أُضِيعُ۔ میں ضائع کرتا ہوں۔ میں ضائع کروں گا۔ إِضَاعَةٌ سے جس کے معنی ضائع کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۴پ

فصل الطاء المهملة

أَطَاعَ۔ اس نے حکم مانا۔ إِطَاعَةٌ سے جس کے معنی حکم ماننے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ فرمانبرداری خواہ زندہ کی ہو یا مردہ کی۔ عربی لغت میں دونوں اطاعت کے معنی میں داخل ہیں۔ ۵پ

أَطَاعُونَا۔ انھوں نے ہماری اطاعت کی۔ انھوں نے ہمارا حکم مانا۔ أَطَاعُوا إِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم ۴پ

أَطَاعُوهُ۔ انھوں نے اس کا کہا مانا۔ انھوں نے اس کی اطاعت کی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۲۶پ

أَطْرَافٌ۔ حصے۔ طَرَفٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے کے حصہ اور اس کی جانب اور کنارے کے آتے ہیں۔ ۴پ

أَطْرَافِهَا۔ اس کے کنارے۔ أَطْرَافِ مضاف هَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔ ۱۳پ ۱۲پ

اِطْرَحُوهُ۔ اس کو پھینک دو۔ (فَتَحَ) اِطْرَحُوا۔ طَرْحٌ سے جس کے معنی پھینکنے اور دور ڈالدینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲پ

إِطْعَامٌ۔ کھانا دینا۔ کھانا کھلانا۔ بروزن إِفْعَالٌ مصدر ہے۔ ۷پ ۲۹پ ۳۰پ

أَطَعْتُمْ۔ تم نے حکم مانا۔ تم نے اطاعت کی۔ إِطَاعَةٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۱۸پ

أَطَعْتُمُوهُمْ۔ تم نے ان کا کہا مانا۔ تم نے ان کی اطاعت کی۔ أَطَعْتُمُوا إِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل صیغہ أَطَعْتُمْ ہی ہے اس میں و اشباع کا ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۸پ

أَطْعِمُوا۔ تم کھلاؤ۔ إِطْعَامٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۷پ

أَطْعَمَهُ۔ اس کو کھلایا۔ أَطْعَمَ إِطْعَامٌ سے ماضی کا

Marfat.com

صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۳/۲

اَطْعَمَهُمْ ۔ ان کو کھانا دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۳۰/۱

اَطِعْنَ ۔ تم اطاعت میں رہو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَة سے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر پ ۲۲/۱

اَطَعْنَا ۔ ہم نے حکم مانا۔ ہم نے اطاعت کی۔ اِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۱۸ پ ۴ پ ۵ پ ۲۸ پ ۲۲

اَطَعْنَكُمْ ۔ ان عورتوں نے تمہارا کہا مانا۔ اَطَعْنَ اِطَاعَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ ۵

اَطْغٰى ۔ زیادہ شریر۔ بہت سرکش۔ طُغْيَانٌ سے جس کے معنی نافرمانی میں حد سے زیادہ بڑھ جانے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ ۲۷

اَطْغَيْتُهٗ ۔ میں نے اس کو شرارت میں ڈالا۔ اَطْغَيْتُ اِطْغَاءٌ سے جس کے معنی شرارت اور سرکشی میں ڈالنے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۲۶/۱۹

اَطْفَالٌ ۔ لڑکے۔ طِفْلٌ کی جمع بچہ۔ جب تک نعوت و تازگی موجود رہیگی وہ طفل ہی کہلائیگا پ ۱۸/۱۴

اَطْفَاهَا ۔ اس کو بجھا دیا۔ اَطْفَا اِطْفَاءٌ سے جس کے معنی بجھا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ ۱۲/۴

اِطَّلَعَ ۔ اس نے جھانکا۔ وہ مطلع ہوا۔ اِطِّلَاعٌ سے جس کے معنی جھانکنے اور مطلع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۶/۸ پ ۲۳/۹

اَطَّلِعُ ۔ میں جھانکوں۔ میں مطلع ہوں۔ اِطِّلَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۲۰ پ ۲۴

اِطَّلَعْتَ ۔ تو نے جھانکا۔ اِطِّلَاعٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۵/۱۵۔

اِطْمَاَنَّ ۔ وہ قائم ہو گیا، وہ مطمئن ہو گیا۔ اِطْمِينَانٌ سے جس کے معنی سکون حاصل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۷/۱

اِطْمَاْنَنْتُمْ ۔ تم مطمئن ہوئے۔ اِطْمِينَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۱/۵

اِطْمَاَنُّوْا وہ مطمئن ہو گئے اِطْمِينَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ

اُطْمِسْ ۔ تو مٹا دے۔ طَمْسٌ سے جس کے معنی محو کرنے اور مٹا دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۱/۱۲

Marfat.com

اَطْمَعُ - میں توقع رکھتا ہوں۔ طَمَعٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کی طرف جی چاہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے۔ پ۱۹

اَطْوَارًا - طرح طرح۔ طَوْرٌ کی جمع جس کے معنی حد اور اندازہ کے آتے ہیں اَطْوَارٌ کے معنی طرح طرح کی شکل و صورت کے بھی ہو سکتے ہیں اور یہ بھی کہ انسان نے ماں کے پیٹ میں جو طرح طرح کے رنگ بدلے ہیں یعنی نطفہ، علقہ، مضغہ پھر جیتا جاگتا انسان اور پھر پیدائش سے لے کر موت تک آدمی جتنے ادوار اور اطوار سے گزرتا ہے پ۲۹

اَطْهَرُ - بہت پاکیزہ۔ زیادہ پاک۔ طَهَارَةٌ سے جس کے معنی پاک ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ۔ طہارت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک طہارتِ جسم دوسرے طہارتِ نفس۔ پ۲ پ۲ پ۱۲ پ۲۱۔

اِطَّهَّرُوْا - خوب پاک ہو۔ تَطَهُّرٌ سے جس کے معنی خوب پاک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِطَّهَّرُوْا اصل میں تَطَهَّرُوْا تھا۔ تا اور طا دونوں کے قریب المخرج ہونے کی وجہ سے تا کا طا میں ادغام کر دیا گیا اور ابتدا میں ہمزہ وصل لائی گئی تو اِطَّهَّرُوْا بن گیا۔ تَطَهُّرٌ میں چونکہ طہارت میں تکلف یعنی اہتمام کے معنی ملحوظ ہیں۔ اس لئے سطحِ بدن کے جس حصہ تک پانی بغیر ضرر کے پہنچ سکتا ہو پہنچانا ضروری ہے یہاں تک کہ اگر ناخن میں آٹا لگا رہ گیا اور خشکی باقی رہ گئی تو غسل نہیں ہوا۔ اسی بنا پر امام ابوحنیفہ، ابویوسف، محمد، زفر، لیث بن سعد، سفیان ثوری غسل میں کلی کرنے اور ناک میں پانی ڈالنے کو بھی فرض کہتے ہیں۔ پ۶

اِطَّيَّرْنَا - ہم نے بدفالی لی۔ ہم نے منحوس سمجھا۔ اِطَّيَّرَ۔ تَطَيُّرٌ سے جس کے معنی اصل میں تو پرندوں سے بدفالی لینے کے ہیں مگر پھر اس کا استعمال ہر بدفالی کے لئے ہونے لگا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم اِطَّيَّرْنَا اصل میں تَطَيَّرْنَا تھا تا کا طا میں ادغام کیا اور ہمزہ وصل شروع میں لائی گئی۔ پ۱۹

اَطِيْعُوْا - تم اطاعت کرو۔ تم حکم مانو۔ اِطَاعَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴ پ۵ پ۵ پ۶ پ۷ پ۱۰ پ۱۲ پ۱۸ پ۲۱ پ۲۸

اَطِيْعُوْنِ - میری اطاعت کرو۔ میرا کہا مانو۔ اس میں ن وقایہ ہے اور ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ۳ پ۱۹ پ۲۵ پ۲۹

فصل الظاء المعجمة

اَظْفَرَكُمْ۔ اس نے تم کو کامیاب کیا۔ اَظْفَرَ۔ اِظْفَارٌ سے جس کے معنی کامیاب بنانے اور فیروزمند کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۲۶

اَظْلَمُ۔ زیادہ ظالم۔ ظُلْمٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ افعل تفضیل کا صیغہ مزید تفصیل کے لئے دیکھو ظلم پ ۱ پ ۲ و ۱۴ پ ۷ و ۹ و ۱۶ پ ۷ و ۱۴ و ۱۱ پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۲ و ۲۰ پ ۱۳ و ۱۵ پ ۱۳ پ ۱۸ پ ۲۱ پ ۲۸

اَظْلَمَ۔ اس نے اندھیرا کیا۔ وہ اندھیرے میں ہو گیا اِظْلَامٌ سے جس کے معنی اندھیرا کرنا اور اندھیرے میں پھنس جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱

اَظُنُّ۔ میں خیال کرتا ہوں میں سمجھتا ہوں (نصر) ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ظَنٌّ کے معنی اس اعتقاد راجح کے ہیں جس میں اس کے خلاف ظہور پذیر ہونے کا بھی احتمال موجود ہو کبھی شک اور کبھی یقین کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے۔ پ ۱۵ پ ۲۵

اَظُنُّكَ میں تجھ کو سمجھتا ہوں۔ میں تجھ کو خیال کرتا ہوں۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ ۱۵

اَظُنُّهٗ۔ میں اس کو خیال کرتا ہوں۔ میں اس کو سمجھتا ہوں۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۵ پ ۲۴

اَظْهَرَهٗ۔ اس کو ظاہر کر دیا۔ اَظْهَرَ اِظْهَارٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۸

فصل العین المهملة

اَعَانَهٗ۔ اس کی مدد کی۔ اس کا ساتھ دیا۔ اَعَانَ اِعَانَةٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۸

اَعْبُدُ۔ میں بندگی کروں۔ میں عبادت کرتا ہوں (نصر) عِبَادَةٌ اور عُبُوْدِيَّةٌ سے جس کے معنی بندگی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ واضح رہے کہ عِبَادَةٌ میں عُبُوْدِيَّةٌ سے زیادہ بلاغت ہے پ ۱۲ پ ۱۹ پ ۱۱ پ ۴ پ ۱۴ و ۱ پ ۱۲ پ ۲۰

اُعْبُدْ۔ تو بندگی کئے جا۔ عِبَادَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۳ و ۱۵ پ ۳

اُعْبُدُوْنِیْ۔ میری بندگی کر۔ اس میں ن وقایہ اور

Marfat.com

ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ۱۳

اُعْبُدُوْا ۔ تم بندگی کرو۔ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۲ پ۴ پ۵ پ۷ پ۸

پ۱۲ پ۱۴ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۶ پ۲۹

اُعْبُدُوْنِ ۔ میری بندگی کرو۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ۱۷ پ۲۱ پ۲۳

اُعْبُدُوْہُ ۔ تم اسی کی بندگی کرو۔ اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۱ پ۱۴ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۲۵

اُعْبُدْہُ ۔ تو اسی کی عبادت کر۔ اُعْبُدْ عِبَادَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۳ پ۱۶

اِعْتَبِرُوْا ۔ تم عبرت پکڑو۔ اِعْتِبَارٌ سے اَمر کا صیغہ جمع مذکر حاضر کسی حالت سے اس طرح عبرت پکڑنا کہ مشاہد چیز کی معرفت سے غیر مشاہد تک رسائی حاصل ہو جائے اعتبار کہلاتا ہے۔ چونکہ قیاس بھی اعتبار کی ایک صنف ہے اس لئے ظاہر آیت سے ضرورت کے وقت احکامِ حوادث میں قیاس کے استعمال کا واجب ہونا معلوم ہوتا ہے۔ قیاس شرعی کی حجیت علماءُ نے اسی آیت سے استنباط کی ہے۔ پ۲۸

اَعْتَدَتْ ۔ اس عورت نے تیار کی۔ اِعْتَادٌ سے جس کے معنی تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۲

اَعْتَدْنَا ۔ ہم نے تیار کر رکھا ہے۔ اِعْتَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۵ پ۶ پ۷ پ۱۱ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۹

اِعْتَدَوْا ۔ انہوں نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے جس کے معنی حق سے تجاوز کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۱

اِعْتَدُوْا ۔ تم زیادتی کرو۔ اِعْتِدَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲

اِعْتَدٰی ۔ اس نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲ پ۶

اِعْتَدَیْنَا ۔ ہم نے زیادتی کی۔ اِعْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۶

اِعْتَرَفْنَا ۔ ہم قائل ہو گئے۔ ہم نے اقرار کر لیا۔ اِعْتِرَافٌ سے جس کے معنی اقرار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم اصل میں اعترافِ گناہ کی معرفت کے اظہار کا نام ہے پ۲۴

اِعْتَرَفُوْا ۔ انہوں نے اقرار کیا۔ وہ قائل ہو گئے

Marfat.com

اِعْتَرَافٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۱ ع ۹

اِعْتَرٰىكَ ۔ تجھکو آسیب پہنچایا ہے۔ اِعْتِرَاءٌ سے۔ اِعْتِرَاءٌ جس کے معنی کسی شے کی طرف قصد کرنے اور اس پر چھا جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب لَکَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۱۲

اِعْتَزَلْتُمُوْهُمْ ۔ تم نے ان سے کنارہ کرلیا۔ اِعْتَزَلْتُمُوْا اِعْتِزَالٌ سے۔ جس کے معنی کنارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر واو اشباع کا ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۱۵

اَعْتَزِلُكُمْ ۔ میں تم کو چھوڑتا ہوں۔ اَعْتَزِلُ اِعْتِزَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۶

اِعْتَزِلُوْا ۔ تم الگ رہو۔ تم چھوڑ دو۔ اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲

اِعْتَزَلُوْكُمْ ۔ وہ تم سے الگ رہے۔ انھوں نے تم کو چھوڑ دیا۔ اِعْتَزَلُوْا اِعْتِزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۵

اِعْتَزِلُوْنِ ۔ تم مجھ سے پرے ہو جاؤ۔ مجھ کو چھوڑ دو اِعْتَزِلُوْا اِعْتِزَالٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن

وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے قوم فرعون کو خطاب کرکے کہا تھا یعنی میں اپنی قوم کو لیجاؤں تم راہ نہ رو کو۔ پ ۲۵

اِعْتَزَلَهُمْ ۔ وہ ان سے جدا ہوا۔ اس نے ان کو چھوڑ دیا۔ اِعْتَزَلَ اِعْتِزَالٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۱۶

اِعْتَصِمُوْا ۔ تم مضبوط پکڑو۔ اِعْتِصَامٌ سے جس کے معنی کسی شے کو مضبوطی کے ساتھ پکڑنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ ۴

اِعْتَصَمُوْا انھوں نے مضبوط پکڑا۔ اِعْتِصَامٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے پ ۶

اِعْتِلُوْهُ ۔ اس کو دھکیل کر لیجاؤ (ضَرَبَ. نَصَرَ) اِعْتِلُوْا اَعْتَلُ سے جس کے معنی چہار طرف سے پکڑ کر زبردستی کھینچنے اور دھکیلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۲۵

اِعْتَمَرَ ۔ اس نے عمرہ کیا۔ اِعْتِمَارٌ سے جس کے معنی عمرہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (عمرہ کے لئے دیکھو عُمْرَۃ) پ ۲

اَعْثَرْنَا ۔ ہم نے تبلا دیا۔ ہم نے مطلع کر دیا۔ اِعْثَارٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی بالطلب مطلع کرنے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ جمع متکلم ۱۵/۱۵

اَعْجَازُ۔ جڑیں۔ تنے۔ عَجْزٌ کی جمع جس کے معنی جسم
کے پچھلے حصے کے آتے ہیں اور درختوں کا چونکہ پچھلا حصہ
جڑ ہی ہے اس اعتبار سے اَعْجَازُ نَخْلٍ کے معنی
درختوں کی جڑوں کے ہیں۔ ۲۰/۲۷ ۵۴/۲۰

اَعْجَبَ۔ اس کو خوش لگا اس کو بھایا۔ اِعْجَابٌ سے
جس کے اصلی معنی اچنبھے میں ڈالنے کے ہیں اور مجازًا
بھانے اور خوش لگنے کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا
ہے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۵۷/۲۰

اَعْجَبَتْكُمْ۔ وہ تم کو بھائی وہ تم کو بھلی لگی۔ اَعْجَبَتْ
اِعْجَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ۹/۲۵

اَعْجَبَكَ۔ وہ تجھ کو بھایا تجھے بھلا معلوم ہوا۔ اَعْجَبَ
صیغہ ماضی كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۲/۲۰۴

اَعْجَبَكُمْ۔ وہ تم کو بھایا۔ وہ تم کو بھلا لگا۔ اس میں
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۲/۲۲۱

اَعْجَلَكَ۔ اس نے تجھ سے جلدی کرائی اَعْجَلَ
اِعْجَالٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۲۰/۸۳

اَعْجَمِیٌّ۔ عجمی۔ اوپری زبان والا۔ اَعْجَمُ اس کو کہتے
ہیں جس کی زبان میں عجمیت اور اوپرا پن ہو ی اس
میں نسبت کی ہے ۱۶/۱۰۳ ۴۱/۴۴ اَعْجَمِیًّا ۴۱/۴۴

اَعْجَمِیْنَ۔ اوپری زبان والے عجمی لوگ۔ اَعْجَمُ
کی جمع ۲۶/۱۹۸

اَعَدَّ۔ اس نے تیار کیا۔ اِعْدَادٌ سے، جس کے معنی
تیار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِعْدَادٌ
عَدٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں اس
اعتبار سے اِعْدَادٌ کے معنی کسی چیز کے اس طرح تیار
کرنے کے ہوئے کہ وہ شمار کی جا سکے۔ ۹/۸۹ ۹/۱۰۰ ۳۳/۲۹
۳۳/۳۵ ۳۳/۴۴ ۴۸/۶ ۵۸/۱۵ ۶۵/۱۰ ۷۶/۳۱

اَعْدَاءٌ۔ دشمن۔ عَدُوٌّ کی جمع جس کے معنی دشمن کے
ہیں۔ تفصیل کے لئے دیکھو عَدُوٌّ ۳/۱۰۳ ۷/۱۵۰ ۴۱/۱۹
۴۱/۲۸ ۶۰/۲

اَعْدَائِكُمْ۔ تمہارے دشمن۔
اَعْدَاءٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔
مضاف الیہ ۴/۴۵

اُعِدَّتْ۔ وہ تیار کی گئی۔ اِعْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ

Marfat.com

واحد مونث غائب پ ۲۶ ک ۴

اَعْدِلَ۔ میں انصاف کروں (ضَرَبَ) عَدْلٌ سے جس کے معنی انصاف کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ عدل کا مطلب ہے کسی شخص کے ساتھ بدون افراط و تفریط کے وہ معاملہ کرنا جس کا وہ مستحق ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک مطلق عدل کہ جس میں حسن و خوبی کا پایا جانا عقل صحیح کا اقتضاء ہے۔ جیسے محسن کے ساتھ احسان سے پیش آنا اور جو اذیت دے اس کو ستانے سے باز رہنا۔ یہ عدل ہر عہد اور ہر زمانے میں واجب التعمیل ہے اور کسی وقت اس کا چھوڑنا روا نہیں۔ عدل کی دوسری قسم عدلِ شرعی ہے جس کا ترک بھی بعض اوقات روا ہو جاتا ہے جیسے قصاص اور دیات کہ اگر صاحبِ حق معاف کر دے تو ان کو ترک کیا جا سکتا ہے۔ پ ۲

اِعْدِلُوْا۔ تم انصاف کرو، عَدْلٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ ۸

اِعْتَدُوْا۔ تم زیادتی کرو۔ اِعْتِدَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ ۳۲

اُعَذِّبَنَّهٗ۔ میں اس کو ضرور سزا دونگا۔ اُعَذِّبَنَّ تَعْذِیْبٌ سے جس کے معنی عذاب دینے اور سزا دینے کے ہیں۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۹ ک ۱۷

اُعَذِّبُهٗ۔ میں اس کو عذاب دوں گا۔ اُعَذِّبُ تَعْذِیْبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۵

اُعَذِّبُهُمْ۔ میں ان کو عذاب دوں گا اس میں ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۳ ۱۱

اَعْرَاب۔ گنوار۔ بدو۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد عرب ہے اور اعراب دراصل اسی کی جمع ہے جو صحرا نشینوں کا علم قرار پا گیا ہے۔ لیکن مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ اعراب بادیہ نشین عربوں کو کہتے ہیں اس کا واحد نہیں ہے جمع اعاریب آتی ہے۔ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورہ براۃ میں رقمطراز ہیں کہ اعراب وہ ہیں جو صحراؤں میں سکونت گزیں ہوں۔ اس کے برخلاف لفظ 'عرب' کے مفہوم میں وسعت ہے کیونکہ اس کا استعمال ان تمام انسانوں کے لئے عام ہے جو ریگستانِ عرب کے باشندے ہوں

Marfat.com

خواہ وہ صحراؤں میں بستے ہوں یا آبادیوں میں رہتے ہوں۔ اہلِ لغت کا بیان یہی ہے اور اسی بنا پر سیبویہ نے کہا ہے کہ اعراب صیغہ جمع تو ہے مگر لفظ "عرب" کی جمع کا صیغہ نہیں ہے۔ نیساپوری کا بیان ہے کہ اہلِ لغت رجل عربی اسی شخص کو کہتے ہیں جس کا نسب عرب کی طرف ثابت ہوتا ہے اور جس طرح مَجُوْسٌ مَجُوْسِیٌّ کی اور یَهُوْدُ یَهُوْدِیٌّ کی جمع ہے اسی طرح عُرْبٌ عَرَبِیٌّ کی جمع ہے، جب کسی اعرابی کو یا عربی کہا جاتا ہے تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا۔ لیکن اگر کسی عربی سے یا اعرابی کہہ دیا جائے تو وہ طیش میں آجاتا ہے، ایسا کیوں؟ اس لئے کہ جو عرب کے شہروں میں متوطن ہو وہ عربی ہے اور جو بادیہ نشین ہو وہ اعرابی، مہاجرین وانصار چونکہ سب کے سب عرب ہیں اس لئے ان کو اعراب کہنا جائز نہیں۔[1] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible]

اِعْرَاضًا۔ روگردانی کرنا۔ رخ پھیر لینا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے پ [illegible]

اِعْرَاضُهُمْ۔ ان کا منہ پھیر لینا۔ اِعْرَاضٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ [illegible]

اَعْرَافٌ۔ اعراف عُرْفٌ کی جمع ہے جس کے معنی مکان مرتفع یعنی اونچی جگہ کے ہیں۔ یہاں اس دیوار کے بالائی حصے مراد ہیں جو قیامت میں جنت و دوزخ کے درمیان حائل ہوگی۔ سعید بن منصور و ابن المنذر نے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ اور فریابی عبد بن حمید ابن جریر اور ابو الشیخ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی روایت کیا ہے۔[2] اور یہی اکثر مفسرین سلف کا قول ہے (ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ) پ [illegible]

اَعْرَجُ۔ لنگڑا۔ عَرَجٌ سے جس کے معنی لنگڑا کر چلنے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ [illegible] پ [illegible]

اَعْرِضْ۔ تو منہ پھیر لے۔ تو کنارہ کر۔ اِعْرَاضٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible]

اَعْرَضَ۔ اس نے منہ پھیر لیا۔ اس نے کنارہ کیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible] پ [illegible]

اَعْرَضْتُمْ۔ تم نے کنارہ کر لیا۔ تم نے رخ پھیر لیا

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۳۰۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] ایضاً ج ۲ ص ۱۹۹۔

Marfat.com

اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۵

اَعْرِضُوْا۔ تم درگزر کرو۔ تم کنارہ کرلو۔ اِعْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۲ پ۵

اَعْرَضُوْا۔ انہوں نے کنارہ کرلیا۔ انہوں نے منہ پھیرلیا۔ اِعْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۳ پ۲۲

اَعَزُّ۔ زیادہ زور والا۔ زیادہ عزت والا۔ عِزٌّ سے جس کے معنی عزت کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۰ پ۱۴ پ۲۸

اَعِزَّةٌ۔ زبردست۔ عزت والے۔ عَزِیْزٌ کی جمع جس کے معنی زبردست اور باعزت کے ہیں پ۱۲ پ۱۹

اِعْصَارٌ۔ بگولا۔ اَعَاصِرُ اور اَعَاصِیْرُ جمع پ۳

اَعْصِرُ۔ میں نچوڑتا ہوں (ضَرَبَ) عَصْرٌ سے جس کے معنی نچوڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۲

اَعْصِیْ۔ میں نافرمانی کروں گا (ضَرَبَ) مَعْصِیَةٌ سے جس کے معنی نافرمانی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵

اُعْطُوْا۔ ان کو دیا گیا۔ ان کو ملا۔ اِعْطَاءٌ سے جس کے معنی عطا کرنے اور دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۰

اَعْطٰی۔ اس نے دیا۔ اِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۱ پ۲۷ پ۳۰

اَعْطَیْنٰكَ۔ ہم نے تجھ کو دیا۔ اَعْطَیْنَا اِعْطَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۳۰

اَعِظُكَ۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں (ضَرَبَ) اَعِظُ وَعْظٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۱۲

اَعِظُكُمْ۔ میں تم کو نصیحت کرتا ہوں۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۲۲

اَعْظَمُ۔ بہت بڑا۔ عَظَامَةٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۱۰ پ۱۴ پ۲۹

اُعْفُ۔ تو درگزر کر، معاف کر (نَصَرَ) عَفْوٌ سے جس کے معنی معاف کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۵ پ۹ پ۲

اُعْفُوْا۔ تم معاف کرو عَفْوٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱

اَعْقَابِكُمْ۔ تمہاری ایڑیاں۔ اَعْقَابٌ عَقِبٌ کی

جمع جس کے معنی ایڑی کے ہیں ۔۔۔۔۔۔

اَعْقَابِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے

اَعْقَابِنَا ۔ ہماری ایڑیاں۔ اَعْقَابِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ہے

اَعْقَبَهُمْ ۔ ان میں اثر رکھ دیا ان کو وارث بنا دیا اَعْقَبَ اِعْقَابٌ سے جس کے معنی اثر چھوڑنے اور وارث بنانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

اَعْلَامِ ۔ پہاڑ۔ عَلَمٌ کی جمع۔ عَلَمٌ اصل میں تو اس علامت کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے کسی شے کا علم ہو سکے جیسے نشانِ راہ کے پتھر اور فوج کا عَلَم، اسی اعتبار سے پہاڑوں کا بھی نام عَلَم ہو گیا

اَعْلَمُ ۔ میں جانتا ہوں۔ مجھ کو معلوم ہے۔ (سمجھ) عِلْمٌ سے جس کے معنی کسی شے کو اس کی حقیقت کے ساتھ جاننے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم علم کی دو قسمیں ہیں ایک کسی شے کی ذات کا ادراک دوسرے کسی شے میں ایسی شے کے پائے جانے کا حکم لگانا جو اس میں موجود ہے یا کسی شے کے متعلق اس شے کی نفی کرنا جو اس میں موجود نہیں پہلی صورت میں وہ متعدی بیک مفعول ہو گا جیسے آیہ شریفہ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ (تم ان کو نہیں جانتے اللہ ان کو جانتا ہے) اور دوسری صورت میں متعدی بدو مفعول جیسے آیہ شریفہ فَاِنْ عَلِمْتُمُوْهُنَّ مُؤْمِنٰتٍ (پھر اگر جانو کہ وہ ایمان پر ہیں)

اَعْلَمُ ۔ خوب جاننے والا۔ عِلْمٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ

اِعْلَمْ ۔ تو جان لے۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِعْلَمُوْا ۔ تم جان لو۔ عِلْمٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

اَعْلَنْتُ ۔ میں نے کھلم کھلا کہا۔ میں نے اعلان کیا اِعْلَانٌ سے جس کے معنی کھول کر کہنے اور اعلان

Marfat.com

کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ
اَعْلَنْتُمْ ۔ تم نے ظاہر کیا۔ تم نے اعلان کیا اِعْلَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

اَعْلَوْنَ ۔ غالب۔ بلند مرتبہ۔ اَعْلٰی کی جمع اَعْلَوْنَ اصل میں اَعْلَیُوْنَ تھا ی متحرک ماقبل مفتوح لہذا ی کو الف سے بدلا گیا اب دو ساکن جمع ہوئے اَ اور وَ لہذا اَ کو حذف کیا گیا اور فتحہ کو باقی رکھا گیا تاکہ وہ حذفِ الف پر دلالت کرے

اَعْلٰی ۔ سب سے اوپر، غالب، سب سے برتر۔ عُلُوٌّ سے جس کے معنی بلند و برتر ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ

اَعْمَالٌ ۔ کام۔ عَمَلٌ کی جمع۔ عمل ہر اس فعل کو کہتے ہیں جو کسی حیوان سے بالقصد صادر ہو اچھے اور برے دونوں طرح کے کاموں کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ عمل فعل سے اخص ہے۔ فعل کے مفہوم میں قصد و ارادہ داخل نہیں۔ اس لئے فعل کا استعمال ان حیوانات کے لئے بھی ہوتا ہے جن سے بلا قصد و ارادہ کوئی فعل سرزد ہو اسی طرح جمادات کے متعلق بھی فعل کا لفظ بولتے ہیں

اَعْمَالًا پ

اَعْمَالُكُمْ ۔ تمہارے اعمال۔ تمہارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اَعْمَالُنَا ۔ ہمارے اعمال۔ ہمارے کام۔ اَعْمَالُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

اَعْمَالُهُمْ ۔ ان کے اعمال، ان کے کام۔ اَعْمَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اَعْمَامِكُمْ ۔ تمہارے چچا۔ تمہارے تایا۔ اَعْمَامٌ عَمٌّ کی جمع جس کے معنی باپ کے بھائی کے ہیں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اَعْمَلُ ۔ میں عمل کروں۔ میں عمل کرتا ہوں یا کروں گا عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم

اِعْمَلْ ۔ تو بنا، تو کام کر، تو عمل کر۔ عَمَلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر

اِعْمَلُوْا ۔ تم عمل کرو۔ تم کام کرو عَمَلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

اَعْمٰی۔ اندھا۔ عَمًی سے جس کے معنی بینائی کے مفقود ہوجانے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ بینائی دل کی جاتی رہے یا آنکھوں کی، دونوں کے لئے عَمًی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں جہاں نابینائی کی مذمت کی گئی ہے وہاں چشم بصیرت ہی کے جاتے رہنے کے معنی ہیں۔ آیت شریفہ لَیْسَ عَلَی الْاَعْمٰی حَرَجٌ (اندھے پر کچھ تکلیف نہیں) اور عَبَسَ وَتَوَلّٰٓی اَنْ جَآءَهُ الْاَعْمٰی (تیوری چڑھائی اور منہ موڑا اس بات سے کہ اس کے پاس ایک اندھا آیا) میں اَعْمٰی سے چشم ظاہر کا نابینا مراد ہے دوسرے مواقع پر حسب مقتضائے کلام دونوں معنی لئے جاسکتے ہیں۔

اَعْمٰی۔ اس نے اندھا کردیا۔ اِعْمَآءٌ سے جس کے معنی نابینا کردینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یہاں چشم بصیرت کا کھو دینا مراد ہے۔

اَعْنَابٌ۔ انگور۔ عِنَبٌ کی جمع جس کے معنی انگور کے ہیں۔

اَعْنَابًا

اَعْنَاقِ۔ گردنیں۔ عُنُقٌ کی جمع جس کے معنی گردن کے ہیں۔

اَعْنَاقِهِمْ۔ ان کی گردنیں اَعْنَاقِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

اَعْنَتَكُمْ۔ اس نے تم پر مشقت ڈال دی۔ اَعْنَتَ اِعْنَاتٌ سے جس کے معنی مشقت میں ڈالنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔

اَعُوْذُ۔ میں پناہ چاہتا ہوں (نَصَرَ) عَوْذٌ سے جس کے معنی دوسرے سے التجا کرنے، اس سے متعلق ہونے اور پناہ مانگنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔

اَعْهَدْ۔ میں نے عہد لیا۔ عَهْدٌ سے جس کے معنی ہیں ایک حال کے بعد دوسرے حال میں کسی چیز کی حفاظت اور نگہداشت کرنے کے ہیں اور اسی بنا پر اس وعدہ کو جس کی پابندی ضروری ہو عہد کہا جاتا ہے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ قرآن مجید میں یہ لفظ یوں مذکور ہے اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ (کیا میں نے کہہ نہ رکھا تھا تم کو۔ کیا میں نے تم سے عہد نہ لیا تھا) قاعدہ یہ ہے کہ لَمْ

Marfat.com

جب مضارع پر آتا ہے تو اس کو ماضی منفی کے معنی
میں کر دیتا ہے اس لئے لَمْ اَعْہَدْ کے معنی ہوئے
میں نے عہد نہ لیا۔ پ۲۳

اَعِیْبَہَا۔ میں اس میں عیب ڈال دوں۔
(ضَرَبَ) اَعِیْبُ عَیْبٌ سے جس کے معنی عیبدار
کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ھَا ضمیر
واحد مونث غائب ہے پ۱۶

اُعِیْدُوْا۔ وہ لوٹا دیئے گئے۔ اِعَادَۃٌ سے جس کے
معنی کسی شئے سے واپس ہونے کے بعد اسی کی طرف
لوٹا دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے پ۲۱

اُعِیْذُھَا۔ میں اس کو پناہ میں دیتی ہوں۔ اُعِیْذُ
اِعَاذَۃٌ سے جس کے معنی پناہ میں دینے کے ہیں، واحد متکلم
کا صیغہ ھَا ضمیر واحد مونث غائب ہے پ۳

اَعْیُنٌ۔ آنکھیں۔ عَیْنٌ کی جمع جس کے معنی آنکھ
کے آتے ہیں پ۸ (۱۲، ۱۳) پ۹ پ۱۷ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵

اَعْیُنِکُمْ۔ تمہاری آنکھیں اَعْیُنُ مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے پ۱۰

اَعْیُنُنَا۔ ہماری آنکھیں۔ اَعْیُنُ مضاف۔ نَا
ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۲ پ۲ پ۳۰

اَعِیْنُوْنِیْ۔ تم میری مدد کرو۔ اَعِیْنُوْا اِعَانَۃٌ سے
جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر
ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۶

اَعْیُنُہُمْ۔ ان کی آنکھیں، اَعْیُنُ مضاف ھُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے پ۷ پ۱۰ پ۱۶
پ۱۷ پ۲۲ پ۲۶

اَعْیُنُہُنَّ۔ ان (عورتوں) کی آنکھیں۔ اَعْیُنُ
مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے پ۲۲

فصل الغین المعجمہ

اَغْتَرَفَ۔ اس نے ایک چلو بھرا۔ اِغْتِرَافٌ
سے جس کے معنی چلو بھرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب ہے

اُغْدُوْا۔ تم سویرے چلو (نصر) غُدُوٌّ سے
جس کے معنی صبح سویرے چلنے کے ہیں امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۲۹

اَغْرَقْنَا۔ ہم نے ڈبا دیا۔ ہم نے غرق کر دیا۔ اِغْرَاقٌ
سے جس کے معنی ڈبا دینے اور غرق کر دینے کے ہیں۔
ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱ پ۹ پ۱۰ پ۱۲ پ۱۹

Marfat.com

پ ۱۹ پ ۱۲

اَغْرَقْنٰہُ ہم نے اس کو ڈبا دیا۔ ہم نے اس کو غرق کر دیا اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۵/۱۲

اَغْرَقْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو غرق کر دیا۔ ہم نے ان کو ڈبا دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ

پ پ ۹ پ ۲۵/۱۱

اُغْرِقُوْا۔ وہ ڈبوئے گئے، وہ غرق کیے گئے۔ اِغْرَاقٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۲۹

اَغْرَیْنَا۔ ہم نے لگا دی۔ ہم نے ڈال دی اِغْرَاءٌ سے، جس کے معنی لگانے ڈالنے اور رغبت دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔ پ

اِغْسِلُوْا۔ تم دھولو (ضَرَبَ) غَسْلٌ سے جس کے معنی دھونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پ ۶

اُغْشِیَتْ۔ وہ ڈھانک دی گئی۔ اِغْشَاءٌ سے جس کے معنی ڈھانک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۱۱/۸

اَغْشَیْنٰھُمْ۔ ہم نے ان کو اوپر سے ڈھانک دیا۔ اَغْشَیْنَا اِغْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۲/۱۸

اُغْضُضْ۔ تو نیچی کر۔ تو جھکا۔ (نَصَرَ) غَضٌّ سے جس کے معنی جھکانے اور نیچا کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۱/۱۱

اَغْطَشَ۔ اس نے تاریک کر دیا۔ اِغْطَاشٌ سے جس کے معنی تاریک ہونے اور تاریک کر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۳۰

اِغْفِرْ۔ تو بخش دے۔ تو معاف کر دے۔ (ضَرَبَ) غَفْرٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل میں غفر ایسے لباس پہنا دینے کو کہتے ہیں جو ہر قسم کی گندگی اور میل سے محفوظ رکھ سکے۔ مغفرتِ الٰہی کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ بندے کو عذاب سے محفوظ رکھے۔ اسی اعتبار کہ غفر کا استعمال معاف کرنے اور بخش دینے کے معنی میں ہوتا ہے۔ پ ۳ پ ۴ پ ۸ پ ۹ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۱۸ پ ۲۲ پ ۲۴ پ ۲۸ پ ۲۹

اَغْفَلْنَا۔ ہم نے غافل کر دیا۔ اِغْفَالٌ سے جس کے معنی غافل کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ۔ جمع متکلم۔ (دیکھو غَفْلَۃٌ) پ ۱۵/۱۹

اَغْلَالٌ قیدیں۔ طوق۔ ہتھکڑیاں۔ غُلٌّ کی جمع۔ غُلٌّ اس شے کے ساتھ مخصوص ہے جس سے قید کیا

Marfat.com

جائے اور اس میں اعضا باندھ دیے جائیں ۔

اَغْلَالًا

اَغْلِبَنَّ۔ میں ضرور غالب ہوں گا۔ (ضَرَبَ) غَلَبَۃٌ سے جس کے معنی غالب ہونے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ۔

اُغْلُظْ۔ تو کڑا رہ۔ سختی کر (نَصَرَ، کَرُمَ) غِلْظَۃٌ سے جس کے معنی سختی برتنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۔

اَغْنَتْ۔ اس نے بے پرواہ کر دیا۔ وہ کام آیا۔ اِغْنَاءٌ سے جس کے معنی بے پرواہ بنا دینے اور دوسرے کے کام آنے اور اس کے لئے کافی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ۔

اَغْنٰی۔ وہ کام آیا۔ اس نے غنی بنا دیا۔ اس نے دولت دی۔ اِغْنَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (دیکھو غَنِیٌّ) ۔

اُغْنِیْ۔ میں کام آسکتا ہوں یا آسکوں گا۔ اِغْنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۔

اَغْنِیَآءَ۔ مالدار۔ دولتمند لوگ۔ غَنِیٌّ کی جمع جس کے معنی مالدار کے ہیں اور جو غِنَاءٌ کا صفت مشبہ ہے (دیکھو غَنِیٌّ) ۔

اَغْنٰهُمْ۔ ان کو دولتمند کر دیا۔ اَغْنٰی صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔

اَغْوَیْتَنِیْ۔ تو نے مجھے گمراہ کر دیا۔ تو نے مجھے راہ سے کھو دیا۔ اَغْوَیْتَ اِغْوَاءٌ سے جس کے معنی بے راہ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ جب اغوار کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو اس کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک گمراہی پر سزا دینا دوسرے اضلال یعنی بے راہ کرنا اس کے متعلق ہم اَضَلَّ میں بحث کر چکے ہیں۔ ۔

اَغْوَیْنَا۔ ہم نے بہکایا۔ اِغْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۔

اَغْوَیْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو گمراہ کیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے ۔

اَغْوَیْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بہکایا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۔

اُغْوِیَنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور گمراہ کر دوں گا۔ اُغْوِیَنَّ اِغْوَاءٌ سے مضارع بالون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔

Marfat.com

فصل الفاء

اُفٍّ۔ ہوں۔ اصل میں اف ہر قسم کے میل کچیل (جیسے ناخن کا تراشہ وغیرہ) کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے کسی چیز کے متعلق گندگی اور نفرت کے اظہار کے لیے اس کا استعمال ہوتا ہے۔ شیخ المشائخ قاضی شوکانی تفسیر فتح القدیر سورۂ اسرا میں رقمطراز ہیں۔

اصمعی کا بیان ہے کہ اف کان کا میل ہے اور تف ناخن کا۔ کسی چیز سے گھن ظاہر کرتے وقت اف کہا جاتا ہے چنانچہ اس معنی میں یہ اس کثرت سے بولا گیا کہ ہر اذیت رساں چیز کے بارے میں اہل عرب اس کا استعمال کرنے لگے ثعلب ابن الاعرابی سے راوی ہیں کہ اَلْاَفَفُ (جو اُفٌّ کی اصل ہے) کے معنی جی میں گھٹنے اور تنگدلی ہونے کے ہیں۔ قتیبی کا بیان ہے کہ اس کی اصل یہ ہے کہ جب کسی شخص پر خاک وغیرہ آپڑتی ہے تو وہ اس کو پھونک مار کر صاف کرنے لگتا ہے۔ اس پھونک مارنے سے جو آواز پیدا ہوتی ہے وہی اف ہے پھر لوگوں نے اس کے معنی میں وسعت پیدا کی اور ہر قسم کی تکلیف کے پہنچنے پر اس کو بولنے لگے۔ زجاج نے اس کے معنی بدبو کے بتائے ہیں۔ ابو عمرو بن العلاء کا قول ہے کہ اف ناخن کا میل ہے اور تف اس کا تراشہ بہرحال یہ یا تو اسم فعل ہے یا اسم صوت جو تنگدلی اور گرانی کو بتلاتا ہے۔ سلہ

اولاد کو والدین کے متعلق ایسے کلمہ کے اظہار سے بھی منع کر دیا کہ جس سے ان باپ کے متعلق ذرا سی تنگدلی اور گرانی کا بھی اظہار ہو سکے۔ سـ ۱۵ ع ۳ ـ ۵ ـ ۲ ـ ۲

اَفَاۤءَ۔ اس نے لوٹایا۔ اس نے ہاتھ لگوا دیا۔ اس نے فَےْ میں عطا فرمایا۔ اِفَاءَۃٌ سے جس کے معنی لوٹانے اور فَےْ میں دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب فَےْ کے معنی اصل میں کسی اچھی حالت کی طرف لوٹنے کے ہیں۔ اسی اعتبار سے لوٹنے والے سایہ کو بھی فَےْ کہتے ہیں اور جو مالِ غنیمت بلا مشقت حاصل ہو وہ بھی فَے کہلاتا ہے۔ علامہ ناصر بن عبد السید المطرزی المغرب میں رقمطراز ہیں۔

غنیمت وہ ہے جو بحالت جنگ کفار سے بزور شمشیر حاصل کی جائے۔ اس کا پانچواں حصہ نکال کر بقیہ چار حصے

سلہ فتح القدیر ج ۳ ص ۲۱۰ و ۲۱۱ طبع مصر سنہ ۱۳۵۰ھ

قائمین یعنی مجاہدین کا حق ہے۔ فئی وہ ہے جو کفار سے بغیر جنگ کے حاصل ہو جیسے خراج۔ یہ عام مسلمانوں کا حق ہے[1]

افاء کا لفظ قرآن مجید میں تین جگہ آیا ہے اول سورہ احزاب میں یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْ اٰتَیْتَ اُجُوْرَھُنَّ وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلَیْکَ (اے نبی ہم نے آپ کے لئے آپ کی بیبیاں جن کو آپ ان کے مہر دے چکے ہیں حلال کی ہیں اور وہ عورتیں بھی جو تمہاری مملوکہ ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو فئی میں دلوادی ہیں) فئی کے سلسلہ میں جو بیبیاں آپ کی ملک میں آئیں وہ چار تھیں حضرت صفیہ، حضرت جویریہ، حضرت ریحانہ، حضرت ماریہ رضی اللہ عنہن اجمعین۔ اول الذکر دو بیبیوں کو آپ نے آزاد کرکے ان سے نکاح کرلیا تھا اور دوسری دو سے آپ نے تسری کی تھی۔[2]

دوسرے سورہ حشر میں ارشاد ہوتا ہے وَمَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَا اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَاءُ (اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسول کو ان سے دلوا دیا سو تم نے اس پر نہ گھوڑے دوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے رسولوں کو جس پر چاہے مسلط فرمادیتا ہے) یہاں مَا اَفَاءَ سے بنو نضیر کا مال واسباب مراد ہے۔ یہ پہلا مال ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے فئی میں دلوایا۔ یہ مال خالص آپ کی ملکیت تھا اور فئی میں اس طرح کی ملکیت آپ ہی کی خصوصیت تھی۔ آپ نے اموالِ بنی نضیر کا اکثر حصہ مہاجرین کو تقسیم فرمایا اور انصار میں سے صرف تین حضرات کو دیا اور بقیہ میں سے اپنے اہل وعیال کو سال بھر کا خرچ دیکر جو بچتا وہ جہاد کی تیاری ہتیار اور سواری کی خریداری میں صرف فرمادیتے۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ مشرکین کا جو مال مسلمانوں کو بغیر لشکر کشی کے بطور صلح حاصل ہو وہ بیت المال میں داخل کیا جائیگا اور خراج وجزیہ کے مصارف میں اس کو بھی صرف کیا جائے گا۔ کیونکہ ایسے مال کا حکم بنو نضیر کے مال کا ہوگا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ملکیت تھا اور آپ کے بعد

[1] الدر المختار ج ۳ ص ۳۱۵ بحاشیہ شامی۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۸ ص ۹۹ برحاشیہ فتح البیان۔

Marfat.com

بیت المال کی ملکیت ہوگا۔

تیسرے سورۂ حشر میں اسی آیت کے بعد دوسری آیت میں مذکور ہے مَا اَفَاءَ اللّٰهُ عَلٰى رَسُوْلِهٖ مِنْ اَهْلِ الْقُرٰى الخ (جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کو دوسری بستیوں سے دلوادے) یہاں مَا اَفَاءَ سے قریظہ۔ فدک اور خیبر کی زمینیں مراد ہیں۔ پہلی آیت میں اس فئی کا حکم تھا جو بغیر لشکر کشی کے ہاتھ لگے اور اس آیت میں اس فئی کا حکم ہے جو لشکر کشی کے ذریعہ حاصل ہو اس کے مصارف خود قرآن مجید میں مذکور ہیں پ ۲۸ ع ۱

اَفَاضَ۔ وہ پھرا۔ وہ متفرق ہوا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اصل میں تَوْفِیْضٌ کے معنی پانی کے اوپر سے گر کر بہنے کے ہیں پھر بہنے کے مفہوم کا لحاظ کرتے ہوئے بطورِ استعارہ اس کا استعمال پھیلنے کے معنی میں ہونے لگا اور اسی اعتبار سے افاضہ کے معنی منتشر اور متفرق ہونے کے ہوئے۔ پ ۲

اَفَاقِ۔ دنیا۔ اطراف۔ اُفْقٌ اور اُفُقٌ کی جمع۔ (ملاحظہ ہو اُفُق) پ ۲۵

اَفَاقَ۔ وہ ہوش میں آیا۔ اِفَاقَۃٌ سے جس کے معنی غشی یا نشہ کی مستی یا جنون سے ہوش میں آنے یا مرض کے بعد قوت پلٹنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹

اَفَّاكٌ۔ جھوٹا۔ اِفْكٌ سے۔ مبالغہ کا صیغہ ہے بروزن فَعَّالٌ (ملاحظہ ہو اُفِكَ) پ ۱۹ ع ۱۵

اِفْتَحْ۔ تو فیصلہ کردے۔ اس باب کی ماضی اور مضارع دونوں پر فتحہ ہوتا ہے فَتْحٌ سے جس کے معنی کشودگی کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ علامہ ابو حیان البحر المحیط تفسیر سورۂ بقرہ میں لکھتے ہیں۔

"یمنی زبان میں فتح کے معنی قضا یعنی فیصلہ کرنے کے ہیں۔ ارشاد ہے وَهُوَ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ (وہی ہے فیصلہ چکانے والا سب کچھ جاننے والا) اذکار یعنی یاد دہانی کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے فَتَحَ عَلَى الْاِمَامِ (اس نے امام کو یاد دلایا) ظفر و نصرت کے معنی بھی رکھتا ہے جیسے فَقَدْ جَاءَكُمُ الْفَتْحُ (پس تمہارے پاس فتح آچکی) بقولِ کلبی قصص یعنی بیان کرنے اور بقولِ کسائی تبیین یعنی ظاہر کرنا اور بقول اخفش مَنّ یعنی احسان بھی آتا ہے۔ اصل میں فتح کے معنی خرق یعنی کھولنے کے ہیں جو سد کی ضد ہے جس کے معنی بند کرنے کے آتے ہیں"۔

(البحر المحیط ج ۱ ص ۲۶۹ طبع مطبع سعادت ۱۳۲۸ھ)

Marfat.com

راغب اصفہانی لکھتے ہیں.

فتح کے معنی انغلاق واشکال کے ازالے کے ہیں اس کی دو صورتیں ہیں ایک وہ جو نظر آسکے جیسے فتح باب وغیرہ یعنی دروازے وغیرہ کا کھولنا اور جیسے قفل یا کسی بند چیز یا ساز وسامان کا فتح (کھولنا) مثلاً ارشاد ہے وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ (اور جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا) وَلَوْ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا مِّنَ السَّمَآءِ (اور اگر ہم ان پر آسمان سے دروازہ کھول دیں) دوسرے وہ جو بنگاہِ بصیرت معلوم کیا جاسکے جیسے فتح ہم یعنی غم کا ازالہ یہ بھی کئی طرح ہے جیسا کہ دنیویہ میں ہو مثلاً غم کو دور کر دیا جائے اور فقیری کو مال عطا کر کے زائل کر دیا جائے جیسے فَلَمَّا نَسُوا مَا ذُكِّرُوا بِهِ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ أَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ (جب وہ بھول گئے اس نصیحت کو جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے) یعنی ہم نے ان پر وسعت کر دی اور آیت وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِم بَرَكَاتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْأَرْضِ (اور اگر بستیوں والے ایمان لاتے اور پرہیزگار بن جاتے تو ہم ان پر آسمان وزمین سے نعمتیں کھول دیتے) یعنی ان پر برکتیں آنی شروع ہو جاتیں. تیسرے علوم مغلقہ کا حل جیسے عرب کا قول ہے فَتَحَ فُلَانٌ مِنَ الْعِلْمِ بَابًا مُغْلَقًا (اس نے علم کا مغلق باب کھولا)۔[1]

پ ۱۰ پ ۱

اِفْتَدَتْ. اس (عورت) نے اپنے چھڑانے کا فدیہ (بدلہ) دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے جس کے معنی اپنے نفس کی طرف سے فدیہ یعنی بدلہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲ پ ۱۱

اِفْتَدَوْا انہوں نے اپنے چھڑانے کا فدیہ دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱ پ ۲۲

اِفْتَدٰی اس نے اپنے چھڑانے کا بدلہ دیا۔ اِفْتِدَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۷

اِفْتِرَاءً۔ بہتان باندھنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے۔

اِفْتَرٰی۔ اس نے جھوٹ باندھا۔ اس نے بہتان تراشا۔ اِفْتِرَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

پ ۱ پ ۵ پ ۷ پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۸ پ ۲۱ پ ۲۲ پ ۲۵ پ ۲۸

اِفْتَرَيْتُهٗ۔ میں نے اس کا افترا کیا۔ میں نے اس کو گھڑ لیا

[1] مفردات راغب طبع خیریہ مصر ج ۲ ص ۱۹۹ و ۲۰۰ برحاشیہ نہایہ۔

اِفْتَرَیْتُ اِفْتِرَآءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۲ [illegible]

اِفْتَرَیْنَا۔ ہم نے بہتان باندھا۔ اِفْتِرَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱

اِفْتَرٰىهُ۔ اس نے اس کو گھڑ لیا۔ اس نے اس کا افترا کیا۔ اِفْتَرٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۹ پ۱۱ پ۱ پ۱۹ پ۱۲ پ۱

اَفْتِنَا۔ تو ہم کو حکم دے۔ اَفْتِ اِفْتَآءٌ سے جس کے معنی فتوی دینے اور مشکل احکام کا جواب دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۲

اَفْتُوْنِیْ۔ مجھ کو خبر دو۔ مجھ کو جواب دو۔ اَفْتُوْا اِفْتَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۲ پ۱۸

اَفْرِغْ۔ تو ڈال دے، تو دہانہ کھول دے۔ اِفْرَاغٌ سے جس کے معنی بہانے اور دہانہ کھولنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ایک مادی چیز کے طور پر صبر کے بہانے اور دہانہ کھولنے کا سوال کیا جا رہا ہے یعنی صبر ان پر اس طرح بہایا جائے کہ وہ سب طرف سے چھا جائے۔ گویا صبر بمنزلہ ظرف کے ہوا اور مانگنے والے بمنزلہ مظروف فیہ کے۔ پ۲

اُفْرِغْ۔ میں ڈال دوں۔ میں بہا دوں۔ اِفْرَاغٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۲

اُفْرُقْ۔ جدائی کر دے۔ (نَصَرَ۔ ضَرَبَ) فَرْقٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کے درمیان جدائی اور فصل کرنے کے ہیں خواہ وہ جدائی ظاہری ہو یا معنوی۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۸

اِفْسَحُوْا۔ تم کھل جاؤ (فَتَحَ) فَسْحٌ سے جس کے معنی وسعت سے بیٹھنے اور کھل کر رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۸

اَفْسَدُوْهَا۔ انھوں نے اس کو خراب کر دیا۔ اَفْسَدُوْا اِفْسَادٌ سے جس کے معنی فساد پھیلانے اور خراب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب هَا ضمیر واحد مونث غائب۔ پ۱۹

اَفْصَحُ۔ زیادہ فصیح۔ فَصَحٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے ہر قسم کی آمیزش سے پاک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ اصل میں تو اس کا استعمال دودھ کے خالص ہونے کے لئے ہوا اور پھر بطور استعارہ زبان کی عمدگی اور آمیزش سے پاک ہونے کے لئے مستعمل ہونے لگا ہے

Marfat.com

اَفَضْتُمْ. تم منتشر ہوئے تم نے پھیلایا۔ اِفَاضَۃٌ سے جس کے معنی منتشر ہونے اور پھیلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفَاضَ) پ ۲ ع ۹

اَفْضٰی۔ وہ پہنچ گیا بے حجابانہ مل گیا۔ اِفْضَاءٌ سے جس کے معنی فضا میں پہنچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ خازن لکھتے ہیں۔

• دراصل لغت میں افضاء کے معنی پہنچنے کے ہیں۔ کہا جاتا ہے اَفضٰی اِلَیْہِ یعنی وہ اس کی طرف پہنچا۔ اس آیت میں افضاء سے کیا مراد ہے اس کے متعلق مفسرین کے دو قول ہیں۔ (۱) افضاء جماع سے کنایہ ہے اور یہی قول حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ، مجاہد اور سدی کا ہے زجاج اور ابن قتیبہ نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے اور یہی امام شافعیؒ کا مذہب ہے کیونکہ ان کے نزدیک اگر شوہر نے قبل مسیس (جماع) طلاق دیدی تو گو وہ خلوت کر چکا ہو نصف مہر واپس لے سکتا ہے۔

(۲) افضاء کے معنی عورت کے ساتھ خلوت کرنے کے ہیں گو اس سے جماع نہ کرے۔ کلبی نے کہا ہے کہ افضاء یہ ہے کہ عورت کے ساتھ ایک لحاف میں ہو خواہ جماع کرے یا نہ کرے اسی قول کو فراء نے اختیار کیا ہے۔ امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے کہ خلوت صحیحہ سے پورا مہر ثابت ہو جاتا ہے۔[1]

قاضی شوکانی نے تفسیر فتح القدیر میں ہروی کے بھی افضاء کے وہی معنی نقل کئے ہیں جو کلبی سے نقل کئے گئے۔[2] حافظ ابوحیان البحر المحیط میں رقمطراز ہیں

وقال عمر و علی و ناس من الصحابة والکلبی والفراء ھی الخلوة۔[3]

حضرت عمرؓ حضرت علیؓ اور صحابہ (رضی اللہ عنہم اجمعین) میں سے بہت سے لوگوں نے نیز کلبی اور فراء نے افضاء کے معنی خلوت ہی کے بتاتے ہیں۔

اور خود اصل لغت کے اعتبار سے بھی خلوت ہی کے معنی زیادہ قوی معلوم ہوتے ہیں۔ چنانچہ امام ابوبکر جصاص فرماتے ہیں۔

• فراء کا بیان ہے کہ افضاء سے خلوت ہی مراد ہے اگرچہ صحبت نہوئی ہو۔ اور فراء کا بیان لغت کے بارے میں حجت ہے۔ پس جب افضاء کا لفظ خلوت کے متعلق مستعمل ہے تو آیت نے شوہر کو اس بات سے روک دیا کہ وہ خلوت اور طلاق کے بعد اپنی بیوی سے کچھ لے سکے۔ کیونکہ ارشادِ

[1] لباب التاویل ج ۱ ص ۴۰۸ طبع مصر۔ [2] فتح القدیر ج ۱ ص ۴۰۹ طبع مصر ۱۳۵۰ء۔ [3] البحر المحیط ج ۳ ص ۲۰۷ طبع مصر ۱۳۲۸ء

Marfat.com

باری وَاِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ نے تفریق وطلاق کو بتلادیا۔ افضا، فضا سے ماخوذ ہے۔ فضا اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں کوئی عمارت اس جگہ کی کسی چیز کے ادراک کو مانع نہ ہو خلوت بھی اسی وجہ سے افضا سے موسوم ہوئی کہ اس میں وطی اور دخول سے جو چیز مانع تھی وہ دور ہو گئی بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ فضا کے معنی وسعت کے ہیں اور اَفْضٰی کے یہ معنی ہوئے کہ کوئی شخص اپنے مقصد کے حصول کے لئے وسعت (آسانی) میں ہو گیا۔ اس اعتبار سے بھی خلوت کو افضا سے موسوم کیا جاسکتا ہے کیونکہ خلوت کے ذریعہ اس کو وطی کا موقع مل گیا اور اس کی بدولت اس بارے میں اس کو آسانی حاصل ہو گئی حالانکہ خلوت سے پہلے اس چیز تک پہنچنا اس پر تنگ تھا تو اس معنی کے لحاظ سے خلوت کا نام افضا ہوا۔ [1]

احتیاط کا مقتضی بھی یہی ہے کہ افضا سے خلوت صحیحہ مراد لی جائے کیونکہ جب اس کا اطلاق باعتبار لغت جماع اور خلوت دونوں پر صحیح ہے تو ایسی صورت میں صاف ظاہر ہے کہ جماع کے معنی مراد لینے میں خلوت کے معنی پر بالکل عمل نہیں ہو سکتا۔ لیکن خلوت کے معنی لینے کی صورت میں جماع بھی بدرجہ اولیٰ داخل ہوگا۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو۔ تَمَسُّوْهُنَّ) ۲۳۷؍۲

اِفْعَلْ۔ تو کر، تو کر ڈال (فَتْحٌ) فَعْلٌ جس کے معنی کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ فعل کے معنی اصل میں موثر کی طرف سے تاثیر کے ہیں خواہ وہ عمدگی کے ساتھ ہو یا بغیر عمدگی کے علم کے ساتھ ہو یا بغیر علم کے بالقصد ہو یا بغیر قصد کے انسان کی طرف سے ہو یا حیوان اور جمادات کی طرف سے ۱۰۲؍۳۷

اِفْعَلُوْا۔ تم کرو، تم کر ڈالو۔ فَعْلٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۷۷؍۲۲

اُفُقٌ۔ کنارہ آسمان، آفَاقٌ جمع۔ افق اصل میں آسمان کے اس کنارہ کو کہتے ہیں جہاں زمین آسمان دونوں ملے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آپ نے افق اعلیٰ کے معنی مطلع آفتاب کے بیان کئے ہیں۔ [2] قتادہ اور مجاہد کا بھی یہی بیان ہے [3]۔ یہاں جناب رسالتماب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو

[1] احکام القرآن ج ۲ ص ۱۳۳ طبع مصر ۱۳۴۷ھ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۰۷ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [3] ایضاً ص ۱۰۳۔

ان کی اصلی صورت پر دیکھا تھا۔ پ۲۷

اِفْكٌ۔ جھوٹ بہتان کسی شے کا اس کی اصلی جانب سے منہ پھیرنے کا نام افک ہے پس جو بات اپنی اصلی صورت سے پھر گئی اس کو افک کہیں گے جھوٹ اور بہتان میں چونکہ یہ صفت بدرجہ اتم موجود ہے اس لئے ان کو افک کہا گیا۔ پ۱۸ پ۲۲ پ۲

اَفَّاكٌ پ۲۵

اُفِكَ۔ وہ پھیر گیا۔ (ضَرَبَ۔ سَمِعَ) اَفْكٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۶

اِفْكِهِمْ۔ ان کی افترا پردازی۔ ان کا جھوٹ اِفْكٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶

اَفَلَ۔ وہ غائب ہو گیا۔ غروب ہو گیا۔ (ضَرَبَ، نَصَرَ، سَمِعَ) اُفُوْلٌ سے جس کے معنی آفتاب، ماہتاب وغیرہ ستاروں کے چھپنے اور غروب ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷

اَفَلَتْ۔ وہ غائب ہو گئی۔ چھپ گئی۔ اُفُوْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ عربی میں شمس (آفتاب) کو مؤنث بولا جاتا ہے۔ پ۷

اَفْلَحَ۔ وہ جیت گیا۔ وہ مراد کو پہنچا۔ اِفْلَاحٌ سے جس کے معنی کامیابی اور مقصد وری کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ فلاح کی دو قسمیں ہیں دنیوی اور اخروی۔ فلاح دنیوی ان کامیابیوں کا حصول ہے جن سے دنیوی زندگی سنور جائے یعنی مال و دولت صحت اور عزت اور اخروی فلاح چار چیزوں میں ہے۔ بقا بلا فنا۔ غنا بلا فقر۔ عزت بغیر ذلت۔ علم بغیر جہالت۔ آیت شریفہ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى (اور جیت گیا آج جو غالب رہا) میں فلاح دنیوی کا مراد ہونا ہی زیادہ قرین قیاس ہے۔ پ۱۶

پ۱ پ۱۲ پ۱۶

اٰفِلِيْنَ۔ غائب ہو جانے والے۔ غروب ہو جانے والے۔ اٰفِلٌ کی جمع جو اُفُوْلٌ کا اسم فاعل ہے۔ پ۷

اَفْنَانٍ۔ شاخیں۔ رنگا رنگ۔ علامہ محمود آلوسیؒ سورہ رحمٰن میں اس لفظ کی تفسیر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔ "اَفْنَان یا تو فَنٌّ کی جمع ہے بمعنی نوع (قسم) کے اور اسی بنا پر عرف میں اس کا استعمال بمعنی علم کے ہوتا ہے یعنی (ذَوَاتَا اَفْنَانٍ کے معنی ہوں گے) انواع و اقسام کے درختوں

Marfat.com

اور پھلوں والے. یہی معنی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ابن جبیر اور ضحاک سے مروی ہیں اور اسی معنی کے اعتبار سے شاعر کا قول ہے سہ

ومن کل افنان اللذاذۃ والصبا

اور میں ہر طرح کی لذت اور شوق

لھوت بہ والعیش اخضر ناضر

میں مور رہا جبکہ زندگی خوش و خرم تھی

یا فَنَنٌ کی جمع ہے جس کے معنی پتلی اور نرم و نازک ڈالی کے ہیں جیسا کہ ابن الجوزی کا بیان ہے اور کبھی بعض شاخ کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ [1]

عبد بن حمید اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی شاخ ہی کے معنی نقل کئے ہیں۔ [2] قاضی شوکانی نے مجاہد، عکرمہ، اور عطیہ وغیرہم کا بھی یہی قول بیان کیا ہے۔ [3] امام رازی نے تفسیر کبیر میں [4] اور علامہ ابو حیان نے البحر المحیط میں تصریح کی ہے کہ یہی معنی زیادہ اولیٰ ہیں۔ ابو حیان کہتے ہیں کیونکہ اَفْعَالٌ کے وزن پر فَعْلٌ بسکون عین کی بہ نسبت فَعَلٌ کی جمع زیادہ آتی ہے اور فَنٌّ کی جمع فُنُونٌ ہے۔ [5] پ ۲۷ / ۱۴

اَفْوَاجًا. غول کے غول. فوج در فوج فَوْجٌ کی جمع جس کے معنی تیز رو جماعت کے ہیں۔ پ ۳۰ / ۲۵

اَفْوَاهِكُمْ. تمہارے منہ. اَفْوَاهٌ فَمٌ کی جمع جس کے معنی منہ کے ہیں فَمٌ کی اصل فُوْهٌ تھی ہ کو گرا کر و کو م سے بدل لیا گیا۔ افواہ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ قرآن مجید میں جہاں صرف منہ سے کہنے پر بات رکھی گئی ہے وہاں دروغ بیانی کی طرف اشارہ ہے اور اس طرف تنبیہ ہے کہ اعتقاد واقع کے مطابق نہیں۔ پ ۱۸ / ۲۱

اَفْوَاهِهِمْ. ان کے منہ. اَفْوَاهِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸ / ۴ پ ۸ / ۱۰ پ ۱۱ / ۱۰ پ ۱۱ / ۱۶ پ ۱۲ / ۱۵ پ ۲۳ / ۴ پ ۲۸ / ۹

اَفُوْزَ. میں مراد پاتا ہوں یا پاؤں گا. (نَصَرَ) فَوْزٌ سے جس کے معنی سلامتی کے ساتھ بامراد اور کامیاب ہونے کے ہیں. مضارع کا صیغہ واحد متکلم. پ ۵

اُفَوِّضُ. میں سونپتا ہوں. تَفْوِیْضٌ سے جس کے

---

[1] روح المعانی ج ۲۷ ص ۱۰۱ طبع منیریہ مصر۔ [2] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۳۱ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [3] ایضاً ص ۱۳۲

[4] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۲۴ھ۔ [5] البحر المحیط ج ۵ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

معنی سونپنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۰ ع

اَفْئِدَۃ۔ دل۔ فُؤادٌ کی جمع جس کے معنی دل کے ہیں۔ ...

اَفْئِدَتُھُمْ۔ ان کے دل۔ اَفْئِدَۃ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ ...

اَفِیْضُوْا۔ تم پھرو۔ تم بہاؤ۔ اِفَاضَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو افاض) ...

فصل القاف

اَقَامَ۔ اس نے قائم کیا۔ اس نے درست کیا۔ اِقَامَۃٌ سے جس کے معنی ٹھیرنے اور درست کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کسی جگہ پر اقامت کرنے کے معنی وہاں ٹھیرنے اور قیام کرنے کے ہیں اور کسی شے کی اقامت کے معنی اس کو درست رکھنے قائم کرنے اور اس کے حقوق کی بجا آوری کے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں جہاں کہیں نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے یا اس کی تعریف کی گئی ہے اِقَامَۃ کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس میں اس طرف متنبہ کرنا مقصود ہے کہ نماز پڑھنے کا مقصد محض اس کی ظاہری سنت کا ادا کرنا ہی نہیں بلکہ اس کی شرائط کا پورا کرنا ہے پ۱۰ ع

اِقَامَ۔ قائم رکھنا۔ یہ دراصل باب افعال کا مصدر اِقَامَۃٌ تھا۔ تخفیف کے لئے ت کو آخر سے حذف کر دیا ...

اِقَامَتِکُمْ۔ تمہارا قیام کرنا۔ تمہارا فروکش ہونا۔ اِقَامَۃ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ...

اَقَامُوْا۔ انہوں نے درست کیا۔ انہوں نے قائم رکھا۔ انہوں نے حقوق کو پورا کیا۔ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ...

اَقَامَہٗ۔ اس کو سیدھا کر دیا۔ کھڑا کر دیا۔ اَقَامَ اِقَامَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ...۔

اَقَاوِیْلِ۔ باتیں۔ یہ اَقْوَالٌ کی جمع ہے اور اَقْوَالٌ قَوْلٌ کی جس کے معنی بات کے ہیں۔ ...

اَقْبَرَہٗ۔ اس کو قبر میں رکھوایا۔ اَقْبَرَ اِقْبَارٌ سے جس کے معنی قبر میں رکھنے اور رکھوانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ...

اَقْبِلْ۔ تو آگے آ۔ تو متوجہ ہو۔ اِقْبَالٌ سے جس کے معنی

Marfat.com

آگے آنے متوجہ ہونے اور رخ کرنے کے ہیں۔ امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۳

أَقْبَلَ۔ اس نے رخ کیا۔ وہ متوجہ ہوا۔ إِقْبَالٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۳ پ۲۶ پ۱۹

أَقْبَلَتْ۔ وہ سامنے آئی۔ وہ متوجہ ہوئی۔ إِقْبَالٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۶

أَقْبَلْنَا۔ ہم نے رخ کیا۔ ہم آگے آئے۔ إِقْبَالٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۳

أَقْبَلُوْا۔ انھوں نے رخ کیا۔ وہ متوجہ ہوئے۔ إِقْبَالٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۳ پ۲۳

أُقِّتَتْ۔ اس کا وقت مقرر کیا گیا۔ تَوْقِيْتٌ سے
جس کے معنی وقت مقرر کرنے کے ہیں۔ ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ أُقِّتَتْ اصل میں
وُقِّتَتْ تھا واو مضموم کو ہمزہ سے بدل لیا کیونکہ ہر
وہ واو جو مضموم ہو اور اس کا ضمہ لازم ہو اس کو
ہمزہ سے بدلنا جائز ہے۔ پ۲۹

اِقْتَتَلَ اس نے قتال کیا۔ اس نے جنگ کی۔ اِقْتِتَالٌ
سے جس کے معنی آپس میں جنگ و قتال کرنے کے
ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳

اِقْتَتَلُوْا انھوں نے قتال کیا۔ وہ آپس میں لڑے
اِقْتِتَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳ پ۲۶

اِقْتَحَمَ۔ وہ آچڑھا۔ وہ گھس پڑا۔ اِقْتِحَامٌ سے
جس کے معنی بے دیکھے بھالے اپنے آپ کو کسی شے
میں جھونک دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳۰

اِقْتَدِهْ۔ تو اس کی پیروی کر۔ اس کی اقتدا کر۔
اِقْتَدِ۔ اِقْتِدَاءٌ سے جس کے معنی پیروی کرنے کے ہیں
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہ ضمیر واحد مؤنث غائب پ۷

اِقْتَرِبْ۔ تو نزدیک ہو۔ اِقْتِرَابٌ سے جس کے
معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر۔ پ۳۰

اِقْتَرَبَ۔ وہ نزدیک ہوا۔ وہ قریب ہوا۔ اِقْتِرَابٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۹ پ۱۷

اِقْتَرَبَتْ۔ وہ پاس آگئی۔ وہ نزدیک ہو گئی۔ اِقْتِرَابٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۷

اِقْتَرَفْتُمُوْهَا۔ تم نے اس کو کمایا۔ اِقْتَرَفْتُمُوْا۔
اِقْتِرَافٌ سے جس کے معنی کمانے کے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہ دراصل اِقْتَرَفْتُمْ ہی ہے۔
واو اشباع کا ہے اور ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

Marfat.com

اصل میں اِقْتِرَافْ کے معنی درخت کا چھلکا اتارنے یا زخم پر سے کھال اتارنے کے ہیں پھر بطور استعارہ اس کا استعمال کسی چیز کے کمانے کے معنی میں ہونے لگا خواہ وہ چیز اچھی ہو یا بری لیکن برائی کے کمانے میں استعمال زیادہ ہے۔ پ

اَقْتُلُ ۔ میں قتل کروں گا۔ میں مار ڈالوں گا۔ (نصر) قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ قتل کے معنی اصل میں جسم سے روح کے زائل کرنے کے ہیں۔ جس طرح کہ موت میں ہوتا ہے۔ قتل اور موت میں فرق یہ ہے کہ اگر اس فعل کے انجام دینے والا کا اعتبار کیا جائیگا تو اس کو قتل کہا جائیگا۔ اور اگر صرف زندگی کے ختم ہونے کا اعتبار کیا جائے گا تو وہ موت کہلائے گی۔ پ

اَقْتُلَکَ ۔ میں تجھے قتل کروں۔ مار ڈالوں۔ اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ

اَقْتُلَنَّکَ ۔ میں تجھ کو ضرور مار ڈالوں گا۔ اَقْتُلَنَّ قَتْلٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ

اُقْتُلُوْا ۔ تم قتل کرو۔ تم مار ڈالو۔ قَتْلٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ پ پ پ

اُقْتُلُوْہُ ۔ اس کو مار ڈالو۔ اس کو قتل کر دو۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ

اُقْتُلُوْھُمْ ۔ ان کو مار ڈالو۔ ان کو قتل کر دو۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ پ

اَقْدَامٌ ۔ قدم۔ پاؤں۔ اس کا واحد قَدَمٌ ہے جس کے معنی پاؤں کے ہیں۔ پ پ

اَقْدَامَکُمْ ۔ تمہارے پاؤں۔ اَقْدَامٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ

اَقْدَامَنَا ۔ ہمارے پاؤں۔ اَقْدَامٌ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ پ

اَقْدَمُوْنَ ۔ زیادہ آگے لوگ۔ پہلے لوگ۔ اَقْدَمُ کی جمع جس کے معنی زیادہ آگے کے ہیں اَقْدَمُ قَدُمٌ سے جس کے معنی آگے ہونے اور سبقت کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ پ

اِقْذِفِیْہِ ۔ تو اس کو ڈال دے (ضرب) اِقْذِفِیْ قَذْفٌ سے جس کے معنی دور پھینکنے اور ڈال دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ

Marfat.com

اِقْرَءْ ۔ تو پڑھ۔ (فَتَحَ، نَصَرَ) قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳۰ ۲۱

اَقْرَبُ ۔ زیادہ نزدیک۔ زیادہ قریب۔ قُرْبٌ سے جس کے معنی نزدیک ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قرب اور بعد دو متقابل صفتیں ہیں۔ قرب کا استعمال قرآن مجید میں کہیں باعتبار مکان کے ہوا ہے اور کہیں باعتبار زمان کے کہیں باعتبار نسب کے قرب ہونا مراد ہے اور کہیں باعتبار درجہ کے کسی جگہ باعتبار رعایت وحفاظت کے قرب کا ذکر ہے اور کسی مقام پر باعتبار قدرت کے بندے اللہ کے قریب ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ اس پر اپنے فضل ورحمت سے متوجہ ہے پ۱۵ پ۱۹،۱۹ پ۱۴ پ۹ پ۸، ۱۲ پ۵ پ۱

پ۲۶ پ۱۶ پ۱۹

اَقْرَبُوْنَ ۔ قریبی قرابت والے۔ قریب کے رشتہ دار اَقْرَبُ کی جمع۔ یہاں قرب سے قرب نسب ونسبت مراد ہے۔ حالت رفعی میں اس کی جمع اَقْرَبُوْنَ اور حالت نصبی وجری میں اَقْرَبِیْنَ آتی ہے۔ پ۱۲ پ۴

اَقْرَبُهُمْ ۔ ان میں سب سے نزدیک۔ اَقْرَبُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۶

اَقْرَبِیْنَ ۔ قریبی قرابت والے۔ قریب کے رشتہ دار۔ (ملاحظہ ہو اَقْرَبُوْنَ) پ۲، ۹ پ۶ پ۱۹

اَقْرَرْتُمْ ۔ تم نے اقرار کیا۔ اِقْرَارٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو ثابت کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اقرار کبھی صرف دل سے ہوتا ہے اور کبھی صرف زبان سے اور کبھی دونوں سے۔ توحید اور ایمانیات میں صرف زبان سے اقرار کر لینا کافی نہیں بلکہ دل اور زبان دونوں کا اقرار ضروری ہے۔ پ۱ پ۳

اَقْرَرْنَا ۔ ہم نے اقرار کیا۔ اِقْرَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۳

اَقْرَضْتُمْ ۔ تم نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے جس کے معنی قرض دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶

اَقْرَضُوْا ۔ انہوں نے قرض دیا۔ اِقْرَاضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۷ ۱۸

اَقْرِضُوْا ۔ تم قرض دو۔ اِقْرَاضٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۹ ۱۴

اِقْرَءُوْا ۔ تم پڑھو۔ تم پڑھ لیا کرو۔ (فَتَحَ۔ نَصَرَ) قِرَاءَۃٌ سے جس کے معنی پڑھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۹ ۱۲، ۱۵

Marfat.com

اَقْسَطُ ۔ پورا انصاف والا۔ زیادہ انصاف والا۔ یہ افعل التفضیل کا صیغہ ہے۔ علامہ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں لکھتے ہیں۔

"بیان کیا جاتا ہے کہ یہ بھی شذوذ ہے کیونکہ یہ رباعی سے اَفْعَلَ کے وزن پر آیا ہے۔ کہا جاتا ہے اَقْسَطَ الرَّجُلُ یعنی اس مرد نے انصاف کیا۔ قرآن مجید میں وَاَقْسِطُوْا (اور تم انصاف کرو) اسی باب سے وارد ہے۔ چنانچہ اس شذوذ سے نکالنے کے لیے اَقْسَطُ کو قَاسِطٌ سے بطریق نسبت یعنی ذِیْ قِسْطٍ (انصاف والے) ماخوذ جانتے ہیں۔ زمخشری نے یہی کہا ہے۔ ابن عطیہ کا بیان ہے کہ اس کو دیکھنا چاہیے کہ جس طرح اَکْرَمُ کَرُمَ سے آتا ہے اسی طرح کیا یہ بھی قَسُطَ بضم سین سے آتا ہے۔ اس کو قِسْطٌ بالکسر سے بھی جس کے معنی عدل کے ہیں بیان کیا گیا ہے لیکن قِسْطٌ ایسا مصدر ہے جس سے کوئی فعل مشتق نہیں ہوا۔ اور یہ اِقْسَاطٌ سے بھی نہیں ہے کیونکہ افعل التفضیل اِفْعَالٌ سے نہیں بنتا۔ زمخشری نے کہا ہے کہ اگر تم دریافت کرو کہ اَقْسَطُ اور اَقْوَمُ کس فعل سے افعل التفضیل بنے ہیں تو میں کہوں گا کہ سیبویہ کے مذہب پر اَقْسَطَ اور اَقَامَ سے ان کی بنا جائز ہے اتنی یہ چیز کہ افعل التفضیل اَفْعَلَ سے بنایا جاسکتا ہے اس پر سیبویہ کی کوئی تصریح موجود نہیں ہاں بذریعہ استدلال یہ چیز اخذ کی جاسکتی ہے کیونکہ سیبویہ نے اپنی کتاب کے اول میں یہ تصریح کی ہے کہ اَفْعَلَ فعل تعجب کا صیغہ فَعَلَ فَعُلَ فَعِلَ اور اَفْعَلَ ان سب سے آتا ہے پس اس سے بھی ظاہر ہے کہ اَفْعَلُ جو تعجب کے لیے آتا ہے وہ اَفْعَلَ سے بھی بنتا ہے اور نحویوں کی یہ تصریح ہے کہ جس فعل سے اَفْعَلُ صیغہ تعجب بنتا ہے اس سے افعل التفضیل کا صیغہ بھی بنتا ہے پس جس فعل سے تعجب کا صیغہ قیاسی ہوگا تفضیل کا صیغہ بھی قیاسی ہوگا۔ اور جس سے تعجب کا صیغہ شاذ ہوگا تفضیل کا بھی یہی شاذ ہوگا اور اَفْعَلَ سے تعجب کا صیغہ بننے میں بھی نحویوں کے تین مذہب ہیں بعض مطلق جائز کہتے ہیں بعض بالکل ممنوع اور بعض اس میں تفریق کرتے ہیں کہ اگر ہمزہ اِفْعَالٌ نقل کے لیے ہے تب تو اس سے تعجب کا صیغہ اَفْعَلُ کے وزن پر نہیں بن سکتا اور اگر نقل کے لیے نہ ہو تو اس سے تعجب کا صیغہ بن سکتا ہے۔ زمخشری کے خیال میں سیبویہ کا یہی مذہب ہے۔ چنانچہ سیبویہ کے اَفْعَلَ کہنے سے مراد ان کے نزدیک اَفْعَلَ کا وہ باب ہے جس کی ہمزہ نقل کے لیے نہ ہو۔ اور جو لوگ اس کو مطلقاً ممنوع

Marfat.com

کہتے ہیں وہ سیبویہ کے قول واضح ہیں افعل کو امر کا صیغہ بتاتے ہیں یعنی یہ کہ سیبویہ کے قول میں فعل تعجب أَفْعِلْ کے وزن پر ہے جس کا صیغہ فَعَلَ۔ فَعُلَ۔ فَعِلَ۔ اور أَفْعَلَ سب سے آتا ہے۔ کتب نحو میں ان تمام مذاہب کے دلائل پورے طور پر مذکور ہیں۔ رہا یہ کہ أَقْسَطُ کس فعل سے مانا جائے تو زیادہ مناسب یہ ہے کہ اس کو قَسَطَ ثلاثی سے جو بمعنی عدل (اس نے انصاف کیا) ہے افعل التفضیل کا صیغہ سمجھا جائے۔ ابن السید نے الاقتضاب میں تصریح کی ہے کہ ابن السکیت نے کتاب الاضداد میں ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے کہ قَسَطَ کے معنی ہیں اس نے ظلم کیا اور اس نے انصاف کیا اور أَقْسَطَ بالالف کے معنی اس کے سوا کچھ نہیں کہ اس نے انصاف کیا۔ اور ابن القطاع نے کہا کہ قَسَطَ قُسُوطًا و قَسْطًا کے دونوں معنی آتے ہیں ظلم کرنے کے بھی اور انصاف کرنے کے بھی یہ اضداد میں سے ہے پس اس صورت میں یہ شاذ نہیں ہوگا اور أَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ کے معنی اللہ کے حکم میں زیادہ انصاف والے کے ہوں گے۔[۱] ۲ ۲۸۲ / ۱۲

أَقْسِطُوا۔ تم انصاف کرو۔ إِقْسَاطٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ إِقْسَاطٌ کے معنی اصل میں حق دار کا حصہ حق دار کو دینے کے ہیں اور چونکہ انصاف اسی چیز کا نام ہے اس لئے اس کے معنی انصاف کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ ۹ ۴۹ / ۱۲

أُقْسِمُ۔ میں قسم کھاتا ہوں۔ إِقْسَامٌ سے جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ دراصل قَسَامَةٌ سے ماخوذ ہے۔ قسامت وہ قسمیں ہیں جو اولیاءِ مقتول پر تقسیم کی جاتی ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں (۱) اپنی ذاتِ مقدسہ کی۔ (۲) اپنے افعالِ حکیمانہ کی (۳) اپنی مخلوق کی۔ مخالفین جو قرآن مجید پر اعتراض کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ قرآن مجید میں اللہ نے قسمیں کیوں کھائیں۔ یہ اعتراض طرح طرح کی رنگ آمیزیوں کے ساتھ مختلف طور پر دہرایا جاتا رہتا ہے لیکن قسم کی حقیقت اور اس کی تاریخ پر ذرا غور و فکر کی زحمت گوارا کی جاتی تو یہ عقدہ خود بخود حل ہو جاتا۔

اصل میں قسم کا استعمال ابتداءً اس طرح شروع

---

[۱] البحر المحیط تفسیر سورہ بقرہ ج ۲ ص ۳۵۱ و ۳۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

ہوا کہ جب کوئی اہم واقعہ بیان کیا جاتا تو اس کی صحت اور تصدیق کے لئے کسی شخص کی گواہی پیش کی جاتی یہی طریقہ جب بڑھنے لگا تو انسان کے علاوہ حیوانات اور جمادات کی شہادت بھی معرض ثبوت میں آنے لگی مثلاً ہم خود اپنی زبان میں کہتے ہیں در و دیوار اس بات پر شاہد ہیں۔ آسمان زمین اس امر پر گواہ ہیں، اس نے جنگ میں جب جانبازی کے جوہر دکھلائے میدانِ جنگ اس کی گواہی دے سکتا ہے وغیرہ وغیرہ۔ عربی زبان میں اس کی ہزاروں مثالیں موجود ہیں۔ اس قسم کی شہادتوں کے پیش کرنے اصلی غرض یہ ہوتی ہے کہ یہ چیزیں زبانِ حال سے اس کی شاہد ہیں یعنی اگر ان میں خدا بھی بولنے کی سکت ہوتی تو ضرور کہہ اٹھتیں کہ ہاں یہ واقعہ صحیح ہے یہی طریقہ آگے چل کر قسم کے معنی میں مستعمل ہونے لگا۔ چنانچہ خود قرآن مجید میں شہادت کا لفظ قسم کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔ سورۂ منفقون میں ارشاد ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ ۘ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ ؕ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ ۚ اِتَّخَذُوْۤا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً (منافقین جب تمہارے پاس آتے ہیں تو کہنے لگتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک تو اللہ کا رسول ہے اور اللہ جانتا ہے کہ بیشک تو اس کا رسول ہے لیکن خدا شہادت دیتا ہے کہ منافقین جھوٹے ہیں انہوں نے اپنی قسموں کو سپر بنا رکھا ہے) آیتِ مذکورہ میں منافقین کے الفاظ میں قسم کا کوئی لفظ مذکور نہیں صرف شہادت کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ قرآن مجید نے اسی شہادت کو قسم قرار دیا ہے اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں قسم کھاتے ہیں تو کہتے ہیں، اللہ جانتا ہے، خدا گواہ ہے، خدا شاہد ہے عربی زبان نے جب وسعت اختیار کی تو بعض حروف قسم کے ساتھ مخصوص ہو گئے جیسے و، ب، ت۔ واللہ، باللہ، تاللہ۔ کہیں صاف لفظِ قسم ہوتا ہے اور کبھی لا کے ساتھ آتا ہے لَاۤ اُقْسِمُ اور کبھی جملہ پر لام داخل کر قسم کھائی جاتی ہے جیسے لَعَمْرُكَ اب قسم کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے ایک یہ کہ جب کوئی چیز بیان کی جائے تو اس کے ثبوت پر کوئی شہادت پیش کی جائے خواہ وہ شہادت ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی، زبانِ حال ہو یا زبانِ قال۔ دوسرے

یہ کہ کسی چیز کی توثیق واثبات کے لیے کسی عظیم الشان شئے یا کسی عزیز چیز کی قسم کھائی جائے۔ یہ دوسرے معنی قسم کے حقیقی معنی نہیں بلکہ مجازی ہیں جو بعد میں چل کر پیدا ہوگئے۔ قرآن مجید میں جہاں جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے قسم کا لفظ آیا ہے پہلے معنی کے لحاظ سے آیا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نہایت کثرت سے شمس و قمر لیل ونہار، ابروباد، کوہ وصحرا، چرند پرند۔ دریا اور سمندر غرض جابجا تمام مظاہر قدرت کی نسبت آیت کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی نشانی کے ہیں۔ جن چیزوں کو اکثر مواقع پر آیات کے لفظ سے تعبیر کیا ہے انہی کی جابجا قسم بھی کھائی ہے جس کے صاف معنی یہ ہیں کہ یہ تمام چیزیں اس کے وجود اور عظمت و شان پر شہادت دے رہی ہیں اور اس کی قدرت پر گواہ ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ قسم، یمین، حلف عام لوگ ان تینوں کو ہم معنی خیال کرتے ہیں جن کی بنا پر بڑی غلط فہمی پیدا ہوجاتی ہے حالانکہ ان سب الفاظ کے مفہوم اور معانی بالکل جدا جدا ہیں۔ قسم کے معنی ہیں کسی چیز کی صحت اور تصدیق کے لیے گواہی پیش کرنا۔ قرآن مجید میں جو قسمیں مذکور ہیں ان سب کے یہی معنی ہیں کہ جن چیزوں کی قسم کھائی گئی ہے وہ خدا کے وجود پر اس کی قدرت وشان پر اس کی عظمت و اقتدار پر شہادت دے رہی ہے۔ سورۂ فجر میں ارشاد ہے وَالْفَجْرِ وَلَيَالٍ عَشْرٍ وَّالشَّفْعِ وَالْوَتْرِ وَالَّيْلِ إِذَا يَسْرِ هَلْ فِي ذَٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِي حِجْرٍ (فجر، دس راتیں، جفت اور طاق، اور رات جب چلنے پر ہو، ان باتوں میں صاحب عقل کے لیے قسم ہے) یعنی یہ سب چیزیں عقلمند کے نزدیک خدا کے وجود اور اس کی قدرت پر زبان حال سے گواہی دے رہی ہیں۔ یمین کے معنی ہاتھ کے ہیں یہ لفظ عموماً معاہدات کی توثیق کے لیے استعمال ہوتا ہے گویا دوسرے معاہد کو ضامن دینا مقصود ہوتا ہے۔ راغب اصفہانی رقمطراز ہیں۔

والیمین فی الحلف	معاہدہ کرنے والا اور حلیف
مستعار فی الید	جو دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ
اعتبارا بما یفعلہ	مارتا ہے۔ یمین حلف کے
المعاہد والحالف	معنی میں اسی فعل سے مستعار
غیرہ۔	لیا گیا ہے۔

(مفردات امام راغب ج ۲ ص ۲۸۶ برحاشیہ نہایہ طبع مصر)

Marfat.com

یمین کا لفظ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی زبان کہیں مستعمل نہیں ہوا۔

حلف کا لفظ ان دونوں لفظوں سے زیادہ وسیع ہے لیکن اس کے مفہوم میں ندامت اور ذلت شامل ہے اور اس کا استعمال بالکل اسی طرح ہوتا ہے جس طرح کہ آج کل عوام قسمیں کھاتے ہیں۔ اسی وجہ سے قرآن مجید میں حلاف کے لئے مہین (قابل نفرت) کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ ارشاد ہے وَلَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ (اور تو کہا نہ مان ہر قسمیں کھانے والے بے قدر کا) یہ لفظ جہاں آیا ہے منافقین کی زبان سے آیا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ لفظ اپنے لئے کہیں استعمال نہیں کیا۔

علامہ ابن القیم نے التبیان فی اقسام القرآن اور علامہ حمید الدین فراہی نے امعان فی اقسام القرآن خاص اسی موضوع پر تالیف کی ہیں جن میں اقسام قرآن پر سیر حاصل بحث ہے۔

جمہور مفسرین کے نزدیک لَا أُقْسِمُ میں لا تاکید کے لئے ہے۔ [illegible]

اَقْسَمْتُمْ۔ تم نے قسم کھائی اِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں قسم کا استعمال اس کے دوسرے معنی میں ہے۔ شہادت پیش کرنے میں نہیں [illegible]

اَقْسَمُوْا۔ انہوں نے قسمیں کھائیں۔ اِقْسَامٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب یہاں بھی قسم کا استعمال دوسرے معنی کے اعتبار سے ہے۔ [illegible]

اِقْصِدْ تو اعتدال اختیار کر (ضَرَبَ) قَصْدٌ سے جس کے معنی سیدھی راہ ہونے اور میانہ روی اختیار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اُقْصُصْ۔ تو بیان کر۔ (نَصَرَ) قَصَصٌ سے جس کے معنی بیان کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

اَقْصٰی۔ بہت بعید۔ زیادہ دور۔ قَصَاءٌ سے جس کے معنی دور ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ مسجد اقصیٰ کو باعتبار عرب مخاطبین کے اقصیٰ کہا گیا ہے [illegible]

اِقْضِ تو کر گزر۔ تو فیصلہ کرلے۔ (ضَرَبَ) قَضَاءٌ سے جس کے معنی فصل امر یعنی معاملہ فیصل کرنے کے ہیں خواہ بذریعہ قول ہو یا فعل۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ قضا قولی اور فعلی دونوں کی دو دو قسمیں ہیں

Marfat.com

الٰہی اور بشری۔ بذریعہ قول قضاء الٰہی کی مثال ہے آیت شریفہ وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ (اور تیرے رب نے فیصلہ کر دیا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو) یہ قضا بذریعہ حکم ہے۔ اور بذریعہ فعل قضاءِ الٰہی کی مثال ہے وَاللّٰہُ یَقْضِیْ بِالْحَقِّ (اور اللہ فیصلہ کرتا ہے انصاف سے) ہے۔ قضاءِ بشری بذریعہ قول حاکم کا فیصلہ کرنا ہے اور قضاءِ بشری بذریعہ فعل کی مثال ہے آیت شریفہ۔ فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْھَا وَطَرًا (جب زید فیصلہ کر چکا اس عورت سے اپنی غرض کا) اور فَاقْضِ مَآ اَنْتَ قَاضٍ (سو تو کر گزر جو تجھ کو کرنا ہے) میں بشری قضاء کی دونوں صورتیں بن سکتی ہیں فعلی بھی اور قولی بھی۔ پ ۲۲ ع ۱۲

اِقْضُوْٓا۔ تم کر گزرو۔ تم فیصلہ کر لو۔ قَضَآءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۱ ع ۱۳

اَقْطَارِ۔ کنارے۔ قُطْرٌ کی جمع۔ جس کے معنی جانب اور طرف کے ہیں۔ پ ۲۱ ع ۱۲

اَقْطَارِھَا۔ اس کے کنارے اَقْطَارِ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۱ ع ۱۸

اُقَطِّعَنَّ۔ میں ضرور کاٹوں گا۔ تَقْطِیْعٌ سے جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم۔ اصل میں قطع کا لفظ ہر قسم کی چیز کے جدا کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے خواہ مادی ہو یا غیر مادی۔ پ ۹ ع ۴، پ ۱۲ ع ۱۲، پ ۱۹ ع ۲

اِقْطَعُوْٓا۔ تم کاٹ ڈالو۔ (فتح) قَطْعٌ سے جس کے معنی جدا کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۶ ع ۱

اَقْعُدَنَّ۔ میں ضرور بیٹھوں گا۔ (نصر) قُعُوْدٌ سے جس کے معنی بیٹھنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۸ ع ۹

اُقْعُدُوْا۔ تم بیٹھو۔ قُعُوْدٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰ ع ۱۲ و ۱۶

اَقْفَالُھَا۔ اس کے قفل۔ اس کے تالے۔ اَقْفَالٌ قُفْلٌ کی جمع جس کے معنی تالے کے ہیں مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۲۶ ع ۷

اَقُلْ۔ میں نے کہا (ضرب) قَوْلٌ سے جس کے معنی بولنے اور کہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَقُلْ اصل میں اَقُوْلُ تھا۔ حرف جازم لَمْ کے آنے سے اجتماع ساکنین کے باعث واو گر گیا اور مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا۔ پ ۱ ع ۴ پ ۸ ع ۹ پ ۱۵ ع ۵

Marfat.com

پ ۵ ع ۲

آقَلُّ۔ زیادہ کم۔ قِلَّۃٌ سے۔ جس کے معنی کم ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ قلت وکثرت کا استعمال بیشتر اعداد وشمار میں ہوتا ہے۔ پ ۱۶ ع ۱۲

اَقْلَامٌ۔ قلمیں۔ قَلَمٌ کی جمع ہے۔ قَلَمٌ کے اصل معنی ہیں کسی سخت چیز مثلاً ناخن۔ نیزہ کی پور وغیرہ کا کاٹنا۔ اور اس کٹی ہوئی چیز یعنی مقلوم کو قلم کہا جاتا ہے جس طرح منقوض کو نقض بولتے ہیں قَلَمٌ کا لفظ لکھنے کے قلم اور جوئے کے تیر کے معنی میں مخصوص ہے یہاں قلم کے معنی ہی مراد ہیں۔ پ ع ۱۲

اَقْلَامَهُمْ۔ اپنے قلم ان کے قلم۔ اَقْلَامٌ قَلَمٌ کی جمع مضاف ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں قلم سے دونوں معنی مراد لئے جا سکتے ہیں۔ قرعہ اندازی کے تیر بھی اور لکھنے کے قلم بھی۔ چنانچہ عبد بن حمید نے مجاہد سے اور ابن ابی حاتم نے ابن جریج کی روایت کیا ہے کہ یہ وہی قلم تھے جن سے وہ لوگ توراۃ کی کتابت کرتے تھے۔ اور ان دونوں نے عطاء سے یہ نقل کیا ہے کہ وہاں کو قرعہ اندازی کے تیر بتلاتے تھے۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ جب حضرت مریم علیہا السلام کو مسجد میں لا کر رکھا گیا تو اہل مسجد نے جو وحی کی کتابت کرتے تھے ان کی کفالت کے بارے میں اپنے قلموں سے قرعہ اندازی کی۔ یہی دونوں بزرگ عکرمہ اور ربیع کے ناقل ہیں کہ جب ان دونوں نے اپنے قلم پانی میں ڈالے تو سب کے قلم پانی کی رو میں بہہ گئے اور حضرت زکریا علیہ السلام کا قلم الٹی طرف چڑھتا رہا۔ لہذا حضرت زکریا ان کے کفیل ہو گئے۔ لہ پ ع ۱۲

اَقَلَّتْ۔ اس نے کم سمجھا۔ اس نے اٹھانے میں ہلکا پایا۔ اِقْلَالٌ سے جس کے معنی قلیل پانے اور ہلکا سمجھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب کسی چیز کو ہلکا سمجھنا محض حکمی ہوتا ہے اور کبھی اس کی قوت کے اعتبار سے ہوا کرتا ہے۔ یہاں پر ہلکا سمجھنا بلحاظ قوت ہے یعنی اٹھانے میں ہلکا پانا مراد ہے۔ پ ع ۱۲

اَقْلِعِیْ۔ تو تھم جا۔ اِقْلَاعٌ سے جس کے معنی تھم جانے اور رک جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مونث حاضر ہے۔

لہ ان سب روایات کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ص ۱ ص ۳۰۱ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

اَقِمْ ۔ تو راست کر، سیدھا کر۔ قائم رکھ۔ اِقَامَۃٌ سے
جس کے معنی سیدھا کرنے اور قائم رکھنے کے ہیں امر کا
صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اقام) ۳۰/۱۲ ۲۴/۱۲
۱۵/۹ ۱۰/۲۱ ۲۱/۱۱۵و۹۸و۱۱۴ اور ۱۰

اَقَمْتَ ۔ تو نے قائم کی، تو نے درست کی۔ اِقَامَۃٌ
سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۵/۱۲

اَقَمْتُمْ ۔ تم نے قائم کیا، تم نے سیدھا کیا۔ اِقَامَۃٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۶/۱۲

اَقِمْنَ ۔ تم قائم کرو، تم درست کرو۔ اِقَامَۃٌ سے
امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر ۲/۲۲

اُقْنُتِیْ ۔ تو بندگی کر (نَصَرَ) قُنُوْتٌ سے جس کے
معنی خضوع و خشوع کے ساتھ عبادت میں لگے رہنے
کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ۱۳/۳

اَقْنٰی ۔ اس نے خزانہ دیا۔ اس نے فقیر بنایا۔ اِقْنَاءٌ
سے جس کے معنی قُنْیَۃ (ذخیرہ کیا ہوا مال و خزانہ
جو باقی رہ سکے) دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد
واحد مذکر غائب۔ معلوم ہوا کہ اقنی کے معنی

یہی بیان کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ حافظ ابن کثیر رقمطراز
ہیں وعلی هذا یدور کلام کثیر من المفسرین منهم
ابو صالح وابن جریر وغیرهما۔ ابو صالح ابن جریر
وغیرہ کا کلام اس معنی میں دائر ہے۔ لیکن ابن جریر اور
ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما
سے اَقْنٰی کے معنی اَرْضٰی (اس نے راضی کیا) کے
نقل کئے ہیں۔[1] علامہ محمود آلوسی کی تصریح ہے کہ یہ
معنی تنبیہ سے مجازاً لئے گئے ہیں۔[2] راغب اصفہانی
فرماتے ہیں کہ اس معنی کی حقیقت یہ ہوئی کہ اللہ تعالیٰ
نے اس کے لئے رضا و طاعت کا سرمایہ کر دیا۔ مجاہد
قتادہ اور حسن بصری نے اَقْنٰی کے معنی اَخْدَمَ کے
کئے ہیں یعنی اس نے خادم عطا فرمایا۔[3] مگر یاد رہے
کہ یہ دونوں معانی پہلے ہی معنی میں داخل ہیں کیونکہ
اپنی عمومیت کے اعتبار سے دونوں پر مشتمل ہے اور
یہ دونوں اس کے صرف دو افراد کی تعیین کر رہے ہیں
اِقْنَاءٌ کے معنی اس مال کے دینے کے ہیں جو باقی
رہ سکے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اس مال کو

---

[1] فتح القدیر الشوکانی ج ۵ ص ۱۱۵ [2] روح المعانی ج ۲۷ ص ۵۷
[3] تفسیر ابن کثیر ج ۹ ص ۲۲۸ طبع مصر برحاشیہ فتح البیان

Marfat.com

غیطاوی یعنی رضا و طاعت کے سراپا کی شکل میں متعین کرتے ہے اور حضرات ثلاثہ اس کی مادی شکل میں بصورتِ خادم تعیین کرتے ہیں۔

ابن زید، ابنِ کیسان اور اخفش اَقْنٰی کے معنی اَفْقَرَ کے کرتے ہیں یعنی اس نے کسی کو فقیر بنایا۔ شوکانی کا بیان ہے کہ ابنِ جریر بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں[1]۔ اگرچہ ابنِ کثیر کی رائے میں یہ معنی لفظ کے اعتبار سے بعید ہیں[2]۔ لیکن یاد رہے کہ باب افعال کی ہمزہ سلبِ ماخذ کے لئے بھی آتی ہے جیسے اَشْفٰی اور اَشْکٰی سلبِ شفاء و سلب شکایت کے معنی میں بھی مستعمل ہیں اور اسی اعتبار سے اگر اَقْنٰی کا بھی سلب قنیہ یعنی فقیر بنا دینے میں استعمال ہو تو کیا بعید ہے بلکہ یہ معنی یہاں سیاقِ آیات سے بھی مناسب معلوم ہوتے ہیں کیونکہ متقابلہ چیزوں کا ذکر چلا آرہا ہے۔ پ٢٧

اَقْوَاتَهَا۔ اس کی خوراکیں۔ اَقْوَات قُوْت کی جمع قوت اس خوراک کو کہتے ہیں جس سے سدِ رمق ہو سکے اَقْوَات مضاف ھا ضمیر واحد مؤنث غائب۔

مضاف الیہ۔ پ٢٤

اَقُوْلُ۔ میں کہتا ہوں۔ میں کہوں۔ میں کہوں گا۔ قَوْلٌ سے جس کے معنی بولنے اور کہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ٦ پ٧ پ١١ پ١٢ پ١٢ پ١٣

اَقْوَمُ۔ بہت درست رکھنے والا۔ سب سے سیدھا قیام سے جس کے معنی راست ہونے اور اعتدال پر رہنے کے بھی آتے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ بعض لوگوں نے اس کو اقامۃ سے افعل التفضیل بتایا ہے لیکن اس صورت میں پھر وہی شذوذ کی بحث پیدا ہو جاتی ہے جس کی تفصیل اَقْسَط کی بحث میں گزر چکی ہے۔ ہاں جیسا کہ زمخشری نے تصریح کی ہے اس کو قویمۃ (درست) سے باعتبار نسبت کے یعنی زیادہ درست و زیادہ سیدھے کے لے سکتے ہیں[3]۔ پ٣ پ٥ پ١٥ پ٢٩

اَقِيْمُوْا۔ تم قائم کرو۔ تم درست رکھو۔ اِقَامَۃ سے جس کے معنی ٹھیرنے قائم کرنے اور درست رکھنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَقَامَ) پ١ پ٢ پ٥ پ٥ پ٨ پ١١ پ١٣ پ١٤ پ١٨ پ٢١ پ٢٨

[1] دیکھو فتح القدیر ج ٥ ص ١١٣۔ [2] تفسیر ابن کثیر ص ٢٢٨ و ٢٢٩۔ [3] کشاف ج ١ ص ١٤١ طبع مصر ١٣٠٧ھ

Marfat.com

ب۲۱/۱۱ ب۲۸/۲ ب۲۱/۲۴

فصل الکاف

اَکُ۔ میں ہوں (نَصَرَ) کَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَکُ اصل میں اَکُوْنُ تھا۔ لَمْ کے آجانے سے اجتماع ساکنین کے باعث واؤ گر گیا۔ ب۱۶

اَکَابِرَ۔ بہت بڑے۔ اَکْبَرُ کی جمع ب۸

اَکَادُ۔ میں چاہتا ہوں (سَمِعَ) کَوْدٌ سے جس کے معنی قریب کرنے اور کبھی چاہنے اور ارادہ رکھنے کے بھی آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ یہ افعالِ مقاربہ میں سے ہے جو تنہا استعمال نہیں ہوتے بلکہ کسی دوسرے فعل کے ساتھ مل کر آتے ہیں اگر اس پر حرفِ نفی نہ ہو تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ فعل قریب تھا کہ واقع ہو جائے لیکن نہ ہو سکا اور اگر حرفِ نفی ہو تو یہ مطلب ہوگا کہ فعل واقع تو ہو گیا مگر قریب تھا کہ واقع نہ ہو سکے۔ یہاں اَکَادُ کا استعمال چاہنے اور ارادہ کرنے کے معنی میں ہوا ہے ب۱۶

اَکّٰالُوْنَ۔ بڑے کھانے والے۔ اَکّٰالٌ کی جمع جس کے معنی بڑے کھانے والے کے ہیں اَکّٰالٌ اَکْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہے۔ ب۶

اَکْبَرُ۔ زیادہ بڑا۔ کِبَرٌ سے جس کے معنی بڑے ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ صغیر، کبیر، اسماء متضائفہ میں سے ہیں جن میں سے ہر ایک کا استعمال دوسری شے کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ پس ایک ہی چیز ایک شے کے اعتبار سے اصغر بھی ہو سکتی ہے اور دوسری کے لحاظ سے اکبر بھی کہی جا سکتی ہے۔ اعداد کی طرح یہ دونوں لفظ بھی کمیتِ متصلہ میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ ب۱۱ ب۸ ب۷ ب۸ب۱۵ ب۱۱ ب۱۵ ب۱۱ ب۱۲ ب۲ ب۲ ب۲۲ ب۱۱ ب۲۲ ب۲۲ ب۲۲ ب۱۵ ب۲۲ ب۲۳ ب۲۵ ب۲۲

اَکْبَرْنَہٗ۔ ان عورتوں نے اس کو بہت بڑا سمجھا۔ اَکْبَرْنَ اِکْبَارٌ سے جس کے معنی بڑا سمجھنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ب۱۲

اِکْتَالُوْا۔ انہوں نے ناپا۔ انہوں نے پیمانہ سے ناپ کر لیا۔ اِکْتِیَالٌ سے جس کے معنی پیمانہ سے ناپ کر لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ب۳۰

Marfat.com

اُكْتُبْ. تو لکھ دے (نصر) كِتَابَةٌ سے جس کے
معنی لکھنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے

اُكْتُبْنَا. تو ہم کو لکھ دے۔ اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے

اُكْتُبُوْهُ. تم اس کو لکھ لو۔ اُكْتُبُوْا كِتَابَةٌ سے
امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے

اُكْتُبُهَا. میں اس کو لکھ دوں گا۔ اُكْتُبُ
كِتَابَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم هَا ضمیر
واحد مونث غائب ہے

اِكْتَتَبَهَا. اس نے اس کو گھڑ کر لکھ رکھا ہے۔
اس نے اس کو لکھوا لیا ہے۔ اِكْتَتَبَ اِكْتِتَابٌ
سے جس کے معنی گھڑ کر لکھ لینا اور دوسرے سے
لکھوا لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
هَا ضمیر واحد مونث غائب ہے

اِكْتَسَبَ اس نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے جس کے
معنی کمانے اور اپنے ارادہ و قدرت کو فعل میں صرف
کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ جس
چیز میں جلبِ منفعت یا کسی فائدہ کا حصول ہو اس
میں کوشش کرنے اور تحری کرنے کا نام کسب ہے
خواہ اپنے لئے ہو خواہ دوسرے کے لئے کبھی کسب کا
استعمال اس میں بھی ہوتا ہے جس کے متعلق انسان
گمان کرتا ہے کہ اس میں منفعت حاصل ہوگی حالانکہ
بجائے منفعت کے اس کو ضرر پہنچ جاتا ہے کسب اور
اکتساب میں فرق یہ ہے کہ اکتساب وہ ہے جو اپنے
لئے ہو اور کسب کا لفظ عام ہے پس ہر اکتساب
کسب میں داخل ہے لیکن ہر کسب اکتساب نہیں۔
کسب اور اکتساب دونوں کا استعمال قرآن مجید میں
اچھے اور برے دونوں طرح کے کام انجام دینے
کے لئے ہوا ہے۔

اِكْتَسَبَتْ. اس عورت نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب ہے

اِكْتَسَبْنَ. ان عورتوں نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مونث غائب ہے

اِكْتَسَبُوْا. انہوں نے کمایا۔ اِكْتِسَابٌ سے۔ ماضی
کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے

اَكْثَرُ. اکثر۔ بہت زیادہ۔ كَثْرَةٌ سے جس کے معنی
زیادہ ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے

Marfat.com

پ۱۵ ع۱ و۲ و۶ و۱۰ پ۱۹ ع۳ پ۱۶ ع۲ و۱۱ پ۱۷ ع۴ و۷ پ۲۲ ع۱ و۲ و۳ پ۲۳ ع۹ پ۱۵ ع۱۳ و۱۵ و۱۶

پ۱۳ ع۱۲ پ۲۵ ع۱۹ پ۲۸ ع۲

اَکْثَرْتَ۔ تونے بہت زیادہ کیا۔ تونے زیادہ بڑھایا

اِکْثَارٌ سے۔ جس کے معنی کثرت کو کام میں لانے کے

ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۲ ع۳

اَکْثَرُکُمْ۔ تم میں اکثر۔ اَکْثَرُ مضاف کُمْ ضمیر جمع

مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۲ ع۲ پ۲۵ ع۱۲

اَکْثَرُوْا۔ انھوں نے زیادہ کیا۔ انھوں نے بڑھایا۔

اِکْثَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳۰ ع۱۲

اَکْثَرُھُمْ۔ ان میں اکثر۔ ان میں بیشتر۔ اَکْثَرُ مضاف

ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۱ ع۱۲ پ۲ ع۳

پ۶ ع۱۰ و۲ پ۸ ع۱ و۲ پ۹ ع۳ و۹ و۱۲ و۱۸ پ۱۰ ع۸ پ۱۱ ع۱ و۱۱ پ۱۳ ع۹

پ۱۴ ع۱۹ و۱۶ و۲۰ پ۱۶ ع۲ پ۱۸ ع۴ پ۱۹ ع۲ و۵ و۸ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳

پ۱۹ ع۱۲ و۱۴ و۱۵ پ۲۰ ع۱ و۲ و۴ و۹ پ۲۱ ع۲ و۸ و۱۲ پ۲۲ ع۱ و۱۸ پ۲۲ ع۱۶

پ۲۳ ع۲ و۱۵ پ۲۵ ع۱۵ پ۲۹ ع۱۲ پ۲۶ ع۲

اَکْدٰی۔ وہ پتھر کی طرح سخت نکلا۔ اِکْدَاءٌ سے

جس کے معنی زمین کے پتھر کی طرح سخت نکلنے کے

ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اِکْدَاءٌ اصل میں

کُدْیَۃٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی زمین کے سخت ہونے

کے ہیں۔ چنانچہ جب کنواں کھودا جائے اور اس میں

کوئی ایسا پتھر نکل آئے جو کھودنے سے عاجز کر دے

تو اس وقت کہتے ہیں قَدْ اَکْدٰی (یعنی یہ سخت نکلا)

پھر اہل عرب اس کا استعمال اس شخص کے متعلق کرنے

لگے جو کچھ دیکر رک جائے اور پورے طور پر عطا نہ کرے

یا ذرا طلب کرے اور پھر مانگنے سے باز رہے۔ فراء نے

اس لفظ کے معنی دینے سے رک جانے اور عطا کو

منقطع کر دینے کے بتلائے ہیں اور مبرد نے سختی کے

ساتھ دینے سے رک جانے کے بیان کئے ہیں[1]۔ پ۲۷ ع۷

اِکْرَامٌ۔ باعظمت ہونا دوسرے کو عزت دینا اور

اس پر کرم کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اکرام

کے دو معنی آتے ہیں ایک یہ کہ دوسرے پر کرم کیا جائے

یعنی اس کو ایسا نفع پہنچایا جائے جس میں کسی طرح کا

کھوٹ نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ جو چیز عطا کی جائے وہ

عمدہ چیز ہو۔ آیۂ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ میں لفظ

اکرام دونوں معنی پر مشتمل ہے۔ کرم کا لفظ قرآن مجید

میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کے وصف میں آیا ہے وہاں

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۱۱۱ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

احسان وانعام الٰہی مراد ہے۔ ث ۱۲ و ۱۳

اِكْرَاہَ۔ انسان کو زبردستی کسی کام کے کرنے پر مجبور کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ دین اور ایمان کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ نے جبر اور زبردستی جاری نہیں فرمائی بلکہ اس کو انسان کے اختیار پر چھوڑا ہے۔ ظاہر ہے کہ جب دلائل توحید پورے طور پر بیان فرما دئے گئے اور کفر و ضلالت اور ایمان و ہدایت میں بخوبی امتیاز ہو گیا تو اب زور ذبردستی سے کسی کو مسلمان بنانے کی کیا حاجت ہو سکتی ہے چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مُؤْمِنِيْنَ (تو کیا اب تو لوگوں پر زبردستی کرے گا تاکہ وہ باایمان بن جائیں) یعنی زبردستی لوگوں کو ایمان لانے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ۲:۲

اِكْرَاهِهِنَّ۔ ان عورتوں پر زبردستی کرنا۔ اِكْرَاہ مضاف هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ۔ زمانہ جاہلیت میں بعض لوگ اپنی لونڈیوں سے کسب کراتے تھے۔ عبد اللہ بن ابی رئیس المنافقین کے پاس کئی لونڈیاں تھیں جن سے وہ بدکاری کرا کر روپیہ کماتا تھا۔ ان میں سے جب کچھ لونڈیاں ایمان لے آئیں تو انہوں نے اس بدکاری سے انکار کر دیا۔ اس پر اس ملعون نے ان کو زدوکوب کرنا شروع کیا۔ یہ آیت اسی سلسلہ میں نازل ہوئی ہے اور اس لئے اس فعل کی مزید قباحت ظاہر کرنے کے لئے آیت میں اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا (اگر وہ لونڈیاں بچنا چاہیں) اور لِتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا (کہ تم دنیوی زندگی کے لئے کچھ پونجی چاہنے لگو) کی قیود اضافہ کی ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ زنا ایسی بری چیز ہے کہ جو جبر و اکراہ کے بعد بھی بری ہی رہتی ہے۔ رضامندی کا تو کیا ذکر۔ ہاں ایسی صورت میں گناہ کی ساری ذمہ داری زبردستی کرنے والے پر ہوگی اور جس پر زبردستی کی جائے گی وہ بری ہو گا۔ ث ۱۸/۱۰

اَكْرَمُ۔ بڑا کریم۔ كَرَمٌ سے جس کے معنی باعزت ہونے اور سخاوت کرنے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ۔ ث ۲۱

اَكْرَمَكُمْ۔ تم میں زیادہ باعزت۔ اَكْرَمُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ث ۲۶/۱۳

اَكْرَمَنِ۔ اس نے مجھ کو عزت دی۔ اَكْرَمَ اِكْرَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی متکلم کی محذوف ہے۔ ث ۱۳

Marfat.com

اَکْرَمَهٗ۔ اس نے اس کو عزت دی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۳۰/۱۲

اَکْرِمِیْ۔ تو آبرو سے رکھ۔ تو باعزت کر۔ اِکْرَامٌ سے امر کا صیغہ واحد مونث حاضر پ ۱۲/۱۲

اُکْرِهَ۔ اس پر زبردستی کی گئی۔ اِکْرَاہٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۴/۲۰

اَکْرَهْتَنَا۔ تو نے ہم پر زبردستی کی۔ اَکْرَهْتَ اکراہ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ ۱۶/۱۲

اُکْسُوْهُمْ۔ ان کو پہناتے رہو۔ (نَصَرَ) اَکْسُوْ اَکْسُوْ سے جس کے معنی پہننے اور پہنانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۴/۱۲

اِکْشِفْ۔ تو دور کر دے۔ تو کھول دے۔ (ضَرَبَ) کَشْفٌ سے جس کے معنی کھولنے اٹھا دینے اور دور کر دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۵/۱۴

اَکْفُرُ۔ میں ناشکری کروں۔ میں منکر ہو جاؤں۔ (نَصَرَ) کُفْرٌ اور کُفْرَانٌ اور کُفُوْرٌ سے جن کے معنی چھپانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کفر کے معنی لغت میں کسی چیز کے چھپانے کے آتے ہیں۔ عربی میں رات کو اسی لئے کافر کہتے ہیں کہ وہ لوگوں کی پردہ پوشی کرتی ہے اور کاشتکار کو اس وجہ سے کافر کہا جاتا ہے کہ وہ بیج کو زمین میں چھپا دیتا ہے اسی اعتبار سے کفر نعمت اور کفرانِ نعمت کے معنی شکر ادا نہ کر کے نعمت کو چھپا دینے کے آتے ہیں اور اسی لحاظ سے وحدانیت یا شریعت یا نبوت کے انکار اور اس کی تصدیق کے ظاہر نہ کرنے کو کفر کہا جاتا ہے۔ انکار نعمت کے سلسلہ میں کُفْرَانٌ کا لفظ زیادہ مستعمل ہے اور انکار دین میں کُفْرٌ کا اور کُفُوْرٌ کا استعمال دونوں کے لئے برابر ہوتا ہے ءَاَشْکُرُ اَمْ اَکْفُرُ (میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری) میں کفرانِ نعمت اور تَدْعُوْنَنِیْ لِاَکْفُرَ بِاللّٰهِ (تم بلاتے ہو مجھکو کہ میں اللہ کا انکار کر دوں) میں کفر دین مراد ہے۔ پ ۱۹/۱۸ پ ۲۴

اُکْفُرْ۔ تو منکر ہو۔ کُفْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں بھی کفر سے انکار دین مراد ہے پ ۱۵

اُکَفِّرَنَّ۔ میں چھپا دوں گا۔ میں محو کر دوں گا۔ تَکْفِیْرٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح چھپانے اور ڈھانپ دینے کے ہیں گویا وہ کبھی کی ہی نہ گئی تھی۔ مضارع

Marfat.com

بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم ہے۔

اُكْفُرُوْا ۔ تم منکر ہو جاؤ۔ کُفْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں بھی کفر سے انکار دین ہی کے معنی مراد ہیں۔

اَكْفِلْنِيْهَا ۔ اس کو میرا حصہ قرار دے۔ بے مجھے اس کا کفیل کر دے۔ اَكْفِلْ۔ اِكْفَالٌ سے جس کے معنی کفیل بنانے اور دوسرے کا حصہ قرار دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم اور ھا ضمیر واحد مونث غائب ہے۔

اَكَلَ ۔ اس نے کھایا۔ (نَصَرَ) اَكْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

اُكُلٌ ۔ میوہ۔ پھل۔ جو کھایا جائے۔ بروزن فُعُلٌ۔

اَكَلَا ۔ ان دونوں نے کھایا۔ اَكْلٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔

اَكْلًا ۔ کھانا۔ مصدر ہے۔

اُكَلِّمَ ۔ میں بولوں گا۔ میں گفتگو کروں گا۔ تَكْلِيْمٌ سے جس کے معنی گفتگو کرنے اور زخمی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَلْمٌ اصل میں اس تاثیر کو کہتے ہیں جس کو کان یا آنکھ کے ذریعہ محسوس کیا جائے گفتگو کان سے سنی جاتی ہے اور زخم آنکھ سے نظر آتا ہے اس لئے تَكْلِيْمٌ کا لفظ دونوں معنی کے لئے مستعمل ہے۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔

اَكَلُوْا ۔ انہوں نے کھایا۔ اَكْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔

اٰكِلُوْنَ ۔ کھانے والے۔ اٰكِلٌ کی جمع اٰكِلٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع اٰكِلُوْنَ ہوگا اور بحالت نصب وجر اٰكِلِيْنَ۔

اَكَلَهُ ۔ اس کو کھا لیا۔ اَكَلَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔

اُكُلَهٗ ۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ اُكُلُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

اُكُلُهَا ۔ اس کا میوہ۔ اس کا پھل۔ اُكُلُ مضاف ھَا ضمیر واحد مونث غائب مضاف الیہ۔

اَكْلِهِمْ ۔ ان کا کھانا۔ اَكْلٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

Marfat.com

اٰكِلِیْنَ۔ کھانے والے۔ اٰكِلٌ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ نصب و جر۔ پ ۱۵/۱

اَكْمَامِ۔ میوے کے غلاف۔ كِمٌّ کی جمع۔ كِمٌّ اس غلاف کو کہتے ہیں جو کلی یا پھل پر لپٹا ہوا ہوتا ہے۔ پ ۱۱/۲۵

اَكْمَامِهَا۔ اس کے غلاف۔ اَكْمَامٌ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ ۲۵/۱

اَكْمَلْتُ۔ میں نے کامل کر دیا۔ میں نے پورا کر دیا اِكْمَالٌ سے جس کے معنی کامل کر دینے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۶/۵

اَكْمَهَ۔ مادر زاد اندھا۔ كَمَهٌ سے جس کے معنی نابینا ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ پ ۳/۱۲ پ ۷/۵

اَكُنْ۔ میں ہوں۔ (نَصَرَ) كَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم اَكُنْ دراصل اَكُوْنُ تھا۔ حرف جازم داخل ہونے کی وجہ سے اجتماع ساکنین کی بنا پر واو گر پڑا۔ پ ۶ پ ۱۲/۱۶ پ ۲/۱۶ پ ۱۴/۲۸ پ ۱۶/۳

اَكْنَانًا۔ چھپنے کی جگہیں۔ حفاظت کی جگہیں كِنٌّ کی جمع جس کے معنی حفاظت کی جگہ کے ہیں پ ۱۴/۱

اَكْنَنْتُمْ۔ تم نے دل میں چھپایا۔ تم نے دل میں محفوظ رکھا۔ اِكْنَانٌ سے جس کے معنی دل میں چھپانے اور محفوظ رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲/۱۴

اَكِنَّةً۔ پردے۔ غلاف۔ كِنَانٌ کی جمع جس کے معنی پردہ اور غلاف کے ہیں۔ پ ۷ پ ۱۵/۲۰ پ ۱۵/۵ پ ۲۴/۱۵

اَكْوَابٌ۔ کوزے۔ آبخورے۔ كُوْبٌ کی جمع جس کے معنی کوزے اور پیالے کے ہیں پ ۲۵/۱۲ پ ۲۷/۱۴ پ ۲۷/۱۴ پ ۲۹/۱۲

اَكُوْنَ۔ میں ہوں۔ كَوْنٌ سے جس کے معنی ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم یہ افعالِ ناقصہ میں سے ہے جو مخاطب کو پورا فائدہ دینے کے لئے اسم کے علاوہ خبر کے بھی محتاج ہیں۔ پ ۱/۸ پ ۷ پ ۸/۱ پ ۱۲/۱۹ پ ۷/۹ پ ۸/۵ پ ۱۹/۱۳ پ ۲۳/۳

اَكُوْنَنَّ۔ بیشک میں ہو جاؤں گا۔ كَوْنٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ ۸/۱۵

اَكِيْدُ۔ میں داؤ کرتا ہوں۔ كَيْدٌ سے جس کے معنی داؤ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کید یعنی داؤ کبھی اچھا ہوتا ہے اور کبھی برا۔ لفظ استدراج اور مکر کی طرح اس کا استعمال بھی مذموم معنی میں زیادہ ہوتا ہے مگر یہ سب محمود معنی میں بھی مستعمل ہوتے ہیں

Marfat.com

قرآن مجید میں جہاں جہاں ان الفاظ کا استعمال
بطورِ مذمت ہوا ہے وہاں اس سے معنی مذموم مراد
ہیں اور جہاں بطورِ مذمت نہیں وہاں معنی محمود
مراد ہوں گے۔ پ۳۰

اَکِیْدَنَّ ۔ میں ضرور داؤ کروں گا۔ میں ضرور تدبیر
کروں گا۔ کَیْدٌ سے مضارع با نونِ تاکید کا صیغہ
واحد متکلم پ۱۷

فصل اللام

اَلْ ۔ وہب۔ حرفِ تعریف ہے۔ نکرہ کو معرفہ
بنانے کے لئے آتا ہے۔ اس کی دو قسمیں ہیں۔ عہدیہ
اور جنسیہ۔ عہدیہ وہ جس سے کسی شئے معہود کی طرف
اشارہ کیا جائے خواہ وہ معہود ذہنی ہو یا معہود خارجی
اور جنسیہ کبھی تو حقیقیہ ہوتا ہے یعنی حقیقت جنس پر
دلالت کرتا ہے اور کبھی استغراقیہ یعنی ہر فردِ جنس پر
عمومیت کے ساتھ دلالت کرتا ہے۔ الف لام جب
اسم جنس پر آتا ہے تو اس کو معرفہ کر دیتا ہے یہ کبھی کبھی
بعض اعلام پر بھی آتا ہے۔

آلُ ۔ قوم۔ گھر کے لوگ۔ تبعین۔ دوست۔ آلؐ کی
اصل کیا ہے اس کے متعلق اہلِ لغت میں اختلاف
ہے بعض کا خیال ہے کہ یہ دراصل اَھْلٌ تھا ۔ اسی
بنا پر جب اس کی تصغیر کی جاتی ہے تو اصل کی طرف
لوٹا کر اُھَیْلٌ کہتے ہیں چنانچہ ان کے نزدیک اس
میں جو دوسرا لفظ ہے وہ ھ کے بدلے میں آیا ہے۔
صاحبِ قاموس کہتے ہیں کہ ھ ہمزہ سے بدل گئی أألٌ
ہوا۔ اب دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہوئیں لہٰذا دوسری ہمزہ
کو الف سے بدل دیا آلٌ ہوگیا۔ دیگر علماء کی رائے
ہے کہ یہ دراصل اَوْلٌ تھا جس کے معنی لوٹنے کے
ہیں واؤ کو الف سے بدلا گیا آلٌ ہوگیا۔ اور جو شخص کہ
کسی کی طرف قرابت اور دوستی میں لوٹے وہ آل سے
موسوم ہوا۔ ابوالحسن بن البادش نے اسی کو اختیار کیا
ہے۔ اسی بنا پر یونس اس کی تصغیر اُوَیْلٌ بیان کرتے
ہیں اور کسائی نے تو اہلِ عرب سے صر[illegible] اُوَیْلٌ ہی
نقل کیا ہے علاوہ بریں سیبویہ جو [illegible]یت اور [illegible] کے
امام ہیں[1]۔ حروف کی باہمی تبدیلی کے باب میں کہیں
یہ ذکر نہیں کرتے کہ ھا ہمزہ سے بدل جاتی ہے حالانکہ

[1] البحر المحیط ج ۱ ص ۱۸۸ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

انھوں نے ھرقت، ھیا، ھرحت ھیاک کے متعلق لکھا ہے کہ یہاں ہمزہ کو ھا سے بدل لیا گیا ہے۔

حافظ ابنِ حجر لکھتے ہیں کہ دوسرے خیال کی تقویت کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اٰل کی اضافت کسی قابلِ تعظیم شخص ہی کی طرف ہوتی ہے چنانچہ اٰل القاضی بولتے ہیں اور اٰل الحجام نہیں بولتے۔ اس کے برخلاف لفظ اھل کے استعمال میں یہ چیز ملحوظ نہیں

- - - - - - - -

- - - اسی طرح بیشتر اٰل کی اضافت غیر ذوی العقول کی طرف بھی نہیں ہوتی نیز اکثر علما کے نزدیک ضمیر کی طرف بھی وہ مضاف نہیں ہوتا۔ گو بعض علماء کسی کے ساتھ اس کے استعمال کو روا رکھتے ہیں۔ چنانچہ عبدالمطلب نے اصحابِ الفیل کے قصہ میں جو چند ابیات کہی تھیں ان میں سے ایک شعر میں یہ اضافت ثابت بھی ہے۔

وانصر علیٰ اٰل الصلیب وعابدیہ الیوم اٰلک

(آج تو صلیب والوں اور اس کے پرستاروں پر اپنے لوگوں کو فتح دے)

اٰلِ فلاں کا اطلاق کبھی تو صرف آل پر ہوتا ہے اور کبھی آل اور مضاف الیہ دونوں پر بولا جاتا ہے اس کا قاعدہ یہ ہے کہ جب صرف اٰلِ فلاں کہا جائے گا۔ تو اس صورت میں مضاف الیہ بھی اس کے معنی میں داخل ہوگا۔ مگر یہ کہ کوئی قرینہ وہاں ایسا موجود ہو جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ مضاف الیہ مراد نہیں ہے۔ چنانچہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ انا اٰل محمد لا تحل لنا الصدقۃ (ہم آلِ محمد کے لئے صدقہ حلال نہیں) یہ اسی کے شواہد میں ہے کیونکہ یہاں آلِ محمد کے مفہوم میں خود حضور کی ذاتِ گرامی بھی داخل ہے۔ اور جب دونوں کو ایک ساتھ ذکر کیا جائے تو پھر مضاف الیہ اس کے مفہوم میں داخل نہیں ہوگا (جیسے اللھم صل علی محمد و اٰل محمد کہ یہاں آلِ محمد کے لفظ میں ذاتِ گرامی داخل نہیں ہوگی) غرض آلِ فلاں کا لفظ فقیر اور مسکین۔ ایمان اور اسلام، فسوق اور عصیان کی طرح ہے کہ جب ان میں سے ایک بولا جائے گا تو دوسرا بھی اس کے مفہوم میں داخل ہوگا اور جب دونوں ایک ساتھ آئیں گے تو ایک دوسرے کے مفہوم میں داخل نہیں ہوں گے۔ [1]

[1] فتح الباری ج ۱۱ ص ۱۳۲ طبع مصر ۱۳۲۵ھ

Marfat.com

یاد رہے کہ باعتبارِ لغت آل کے معنی میں قرابتدار، احباب اور پوری قوم داخل ہے چنانچہ درود شریف والی حدیث میں آلِ محمد سے تمام صلحاءِ امت مراد ہیں۔ پ۱/۹ پ۳/۱۶ پ۳/۱۰و۱۲ پ۵/۵ پ۹/۹ پ۱۰/۴ پ۱۱/۱۱ پ۱۳/۱۲

پ۱۳/۲و۵ پ۱۴/۴ پ۱۹/۱۱ پ۲۰/۴ پ۲۲/۸ پ۲۴/۹و۱۰ پ۲۶/۹و۱۰

اِلٌّ ۔ قرابت ۔ عہد ۔ حلف ۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ عہد، حلف اور قرابت کی نمایاں حالت کا نام اِلٌّ ہے ۔ جب کوئی چیز اس طرح چمکنے لگے کہ اس کا انکار ناممکن ہو تو اس کے لئے تَأَلَّلَ (وہ چمکی ہے) کا لفظ استعمال کرتے ہیں ۔ امام رازی تفسیر کبیر میں رقمطراز ہیں ۔ اِلّ کے بارے میں متعدد اقوال ہیں ۔

(۱) اس کے معنی عہد کے ہیں شاعر کہتا ہے ۔

وجدناهم كاذبا الهم
وذو الالّ والعهد لا يكذب

ہم نے ان کے عہد کو جھوٹا پایا ۔ حالانکہ عہد و پیمان کرنے والا جھوٹ نہیں بولتا ۔

اس شعر میں اِلٌّ کے لفظ سے عہد مراد ہے ۔

(۲) فراء اِلٌّ کے معنی قرابت کے بیان کرتے ہیں ۔ حضرت حسان فرماتے ہیں ۔

لعمرك ان الّك من قريش
كالّ السقب من رائل النعام

(تیری جان کی قسم تیری قرابت قریش سے ایسی ہی ہے جیسی کہ اونٹنی کے بچے کی قرابت شتر مرغ کے بچے سے ہے)

یہاں اس کا استعمال قرابت کے معنی میں ہوا ہے ۔

(۳) اِلٌّ حلف کو کہتے ہیں ۔ چنانچہ اوس بن حجر کا قول ہے ۔

لولا بنو مالك والالّ مرقبة
ومالك فيهم الآلاء والشرف

(اگر بنو مالک نہ ہوتے اور قسم کہ جس کی پابندی کی گئی ہے ۔ بنو مالک میں ہی بخششیں ہیں اور شرافت)

یہاں یہ حلف کے معنی میں استعمال ہوا ہے ۔

(۴) یہ اللہ عزوجل کا نام ہے ۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جب مسیلمہ کا ہذیان آپ کے گوش گزار ہوا تو آپ نے فرمایا

ان هذا الكلام لم يخرج من إلٍّ　یہ کلام اللہ تعالیٰ سے سرزد نہیں ہوا ۔

لیکن زجاج نے اس پر یہ اعتراض کیا ہے کہ

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء احادیث اور قرآن کے ذریعہ معلوم ہیں اور کسی شخص کو یا اِلٌّ کہتے نہیں سنا گیا۔

(۵) زجاج کہتے ہیں کہ میرے نزدیک اِلٌّ کی حقیقت جس کو لغت ضروری بتلاتی ہے کسی شئے کا تیز کرنا ہے۔ اسی اعتبار سے بھالے کو اَلَّۃٌ اور تیز کانوں کو اُذُنٌ مؤللۃ کہتے ہیں پس اس کے تیز اور مستحکم ہونے کے لحاظ سے عہد و قرابت کے الفاظ کی جو اس کی تفسیر کی گئی ہے درست ہے۔

(۶) ازہری کا بیان ہے کہ عبرانی میں ایل اللہ عزوجل کا نام ہے پس ممکن ہے کہ اسی ایل کو تعریب کرکے اِلٌّ کہا گیا ہو۔

(۷) بعض نے کہا ہے کہ اِلٌّ ماخوذ ہے اَلَّ یَوُلُّ اَلًّا سے۔ جس کا استعمال صفائی اور چمک دمک کے لئے ہوتا ہے اور چمکنے کے اعتبار سے ہی اس کی اِل مشتق ہے (کیونکہ اولاد قرابت میں درخشاں حیثیت رکھتی ہے) اور بھالے سے اس کی تیزی میں تشبیہ دیتے ہوئے کانوں کے متعلق کہتے ہیں اُذُن مؤللۃ (یعنی بڑے تیز کان ہیں) اور عربی میں کسی شخص کے چلانے اور پکارنے کے لئے بھی اَلِیْل کا لفظ آتا ہے۔ چنانچہ جب عورت چلاکر نوحہ کرنے لگے تو کہتے ہیں رفعت المرأۃ الیلھا یعنی وہ زور زور سے یا ویلاہ پکارنے لگی۔ پس عہد کا اِلٌّ یا تو اس وجہ سے نام پڑا کہ وہ ظاہر ظہور ہوتا ہے اور بدعہدی کی آمیزشوں سے پاک صاف ہوتا ہے یا اس لئے کہ عرب جب باہم حلف لیتے تھے تو بلند آواز سے چلاتے اور اس کو شہرت دیتے تھے [1]

امام صاحب نے اگرچہ اس سلسلہ میں سات اقوال نمبروار شمار کرائے لیکن درحقیقت یہ صرف چار ہی قول ہوئے یعنی اِلٌّ کے معنی بعض اہل لغت عہد کے بیان کرتے ہیں بعض قرابت کے بعض حلف کے اور بعض اس کو اللہ تعالیٰ کا نام قرار دیتے ہیں چوتھا اور چھٹا قول درحقیقت ایک ہی ہے۔ اسی طرح پانچویں اور ساتویں قول میں صرف اشتقاق کی بحث ہے ورنہ معنی کے اعتبار سے کوئی اختلاف نہیں۔ دونوں اقوال میں عہد کے معنی مسلم رکھے ہیں۔

امام ابن جریر طبری نے ان تمام معانی اور

[1] تفسیر کبیر ج ۴ ص ۴۰۳ طبع مصر ۱۳۲۴ھ

Marfat.com

روایات کو بیان کر کے فرمایا ہے کہ چونکہ لفظ اِلّ شان تمام معانی پر شامل ہے اور اللہ تعالیٰ نے کسی ایک معنی میں اس کو مخصوص نہیں فرمایا۔ لہذا وجہ درست یہی ہے کہ اس کو اپنے تمام معانی میں اسی طرح عام سمجھا جائے جس طرح کہ اللہ عزوجل نے اس کو عام رکھا ہے۔ پس آیت شریفہ لَا یَرْقُبُوْنَ فِیْ مُؤْمِنٍ اِلًّا کا ترجمہ یوں کرنا چاہیے کہ یہ مشرکین کسی مومن کے متعلق بھی نہ اللہ کا پاس کرتے ہیں نہ رشتہ داری کا اور نہ کسی عہد کا خیال کرتے ہیں نہ کسی قسم کا۔ سلہ

اَلَا۔ خبردار ہو جاؤ۔ جان لو۔ سن رکھو۔ علامہ زمخشری قاضی بیضاوی اور علماء کی ایک جماعت کے خیال میں یہ ہمزہ استفہام اور لا نافیہ سے مرکب ہے جو اپنے مابعد کے تحقق و ثبوت پر دلالت کرتا ہے۔ دلیل یہ ہے کہ استفہام جب نفی پر داخل ہوتا ہے تو اس سے مزید ثبوت مقصود ہوتا ہے۔ چنانچہ آیت شریفہ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓی اَنْ یُّحْیِیَ الْمَوْتٰی (کیا ایسا خداوند نہیں کر سکتا مردوں کو) میں قدرت الٰہی کا ثبوت مزید مقصود ہے یعنی ضرور کر سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو جملہ اس کے بعد مذکور ہو گا وہ ایسے الفاظ سے شروع ہو گا جو قسم کے لئے آتے ہیں۔ سلہ لیکن علامہ ابوحیان اندلسی النہر الماد من البحر میں رقمطراز ہیں۔

"ہمارے نزدیک مختار یہی ہے کہ اَلَا حرف تنبیہ کے لئے مستعمل ہے حرف بسیط ہے اور اس کے مرکب ہونے کا دعویٰ خلاف اصل ہے کیونکہ ان لوگوں کا خیال غلط ہے اور اَلَا کے مواقع استعمال سے پتہ چلتا ہے کہ لا نافیہ نہیں جہاں کا دعویٰ مکمل ہو۔ غور فرمائیے اَلَا اِنَّ زَیْدًا منطلق کی اصل لا ان زیدا منطلق نہیں کیونکہ یہ عرب کی ترکیب نہیں۔ برخلاف آیت شریفہ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ کے جو بطور نظیر پیش کی گئی ہے کیونکہ لیس زید بقادر کی ترکیب صحیح ہے۔ نیز رُبَّ لَیْتَ اور حرف نداء وغیرہ سے پہلے بھی اَلَا آتا ہے جہاں یہ سمجھا ہی نہیں جا سکتا کہ لا نافیہ ہے اور ہمزہ استفہام نے لا نافیہ پر داخل ہو کر تحقیق شے کا فائدہ دیا"

سلہ تفسیر المنار ج ۱۰ ص ۱۸۰ طبع مصر [illegible]۔ سلہ دیکھو تفسیر کشاف ج ۱ ص ۲۲ طبع مصر [illegible]
تفسیر بیضاوی ج ۱ ص ۸۲ طبع مصر [illegible]

Marfat.com

اسی طرح ان لوگوں کا یہ دعویٰ بھی صحیح نہیں کہ اس کے بعد جو جملہ آتا ہے وہ اس قسم کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے جو قسم کے لئے آتے ہیں۔ کیونکہ اس کے بعد کا جملہ رُبَّ، لَیْتَ، فعل امر، ندا۔ اور حَبَّذَا سے بھی شروع ہوتا ہے حالانکہ ان میں سے کسی سے بھی قسم نہیں کھائی جاتی۔ اور اس اَلَا کی جو کہ حرف تنبیہ اور حرفِ استفتاح ہے علامت یہ ہے کہ کلام بغیر اس کے صحیح نہیں ہوتا۔ [۱]

اَلَا کا استعمال کبھی عرض کے لئے بھی ہوتا ہے یعنی کسی چیز کو نرمی سے طلب کرنا جیسے اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ یَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ (کیا تم نہیں چاہتے کہ اللہ تم کو معاف کرے) اور کبھی تحضیض یعنی کسی چیز کے سختی کے ساتھ مطالبے کے لئے بھی آتا ہے جیسے اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَیْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ (کیا تم نہیں لڑو گے ان لوگوں سے جنھوں نے اپنی قسمیں توڑیں اور رسول کو نکالنے کا ارادہ کیا اور انھیں نے تم سے پہلے چھیڑ کی)۔

سلیمان جمل شیخ سمین سے ناقل ہیں۔

اَلَا حرفِ تنبیہ و استفتاح (یعنی کلام کے شروع کرنے کے لئے) ہے اور ہمزہ استفہام و لا نافیہ سے مرکب نہیں بلکہ بسیط ہے۔ ہاں یہ تنبیہ استفتاح، عرض اور تحضیض میں مشترک ہے۔ جب یہ تنبیہ و استفتاح کے لئے استعمال ہوتا ہے تو جملہ اسمیہ اور فعلیہ دونوں پر داخل ہوتا ہے اور جب عرض یا تحضیض کے لئے آتا ہے تو صرف افعال کے ساتھ مخصوص ہوتا ہے خواہ وہ افعال لفظاً مذکور ہوں یا تقدیراً۔ [۲]

پ۲: ۱ — پ۷: ۱۰و۱۴ — پ۸: ۱۴ — پ۹: ۹ — پ۱۰: ۵و۱۲ — پ۱۱: ۱و۱۰و۱۲و۱۷ — پ۱۲: ۱۰

پ۱۳: ۲و۵و۶و۸ — پ۱۴: ۱۰ — پ۱۷: ۹و۱۲ — پ۱۸: ۱۵ — پ۱۹: ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۳

پ۲۲: ۷و۹و۱۵و۱۶ — پ۲۴: ۱و۲و۱۰و۱۲ — پ۲۶: ۹ — پ۲۸: ۲ — پ۲۹: ۱ — پ۳۰: ۸

اَلَّا ۔ کہ نہیں۔ کیوں نہیں۔ حرف تحضیض ہے اور جملہ فعلیہ خبریہ کے ساتھ مخصوص ہے۔ اصل میں اَنْ لَا تھا۔ نون کا لام میں ادغام کر دیا گیا۔ یا هَلَّا تھا ہا کو ہمزہ سے بدل لیا گیا۔ پ۱۰: ۱۳و۱۹ — پ۱۱: ۶و۱۵ — پ۱۱: ۸و۹و۹و۱۰و۱۵

[۱] النہر الماد من البحر ج ۱ ص ۶۵ طبع مصر بر حاشیہ البحر المحیط۔ مصنف نے البحر المحیط میں اپنے دعوی کے ثبوت میں اشعار عرب کو بطور استشہاد پیش کیا ہے۔ [۲] حاشیہ جمل علی الجلالین ج ۱ ص ۸ طبع مصر ۱۳۵۳ھ

[illegible]

اِلَّا ۔ مگر۔ سوائے۔ یہ حرف استثناء ہے اور کبھی لفظ غَیْر کی طرح صفت کے معنی بھی دیتا ہے جبکہ موصوف جمع منکر ہو۔ اور کبھی واو عطف کی طرح عاطفہ ہوتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے اور کبھی حرفِ جزا بھی ہوتا ہے

[illegible]

اَلَّا ۔ اگر نہ۔ اگر نہیں۔ اِنْ شرطیہ اور لا نفی سے مرکب

[illegible]

اٰلَاءٌ ۔ احسانات۔ نعمتیں۔ اِلیٰ کی جمع جس کے معنی نعمت کے ہیں۔

[illegible]

Marfat.com

اٰلَاف۔ ہزاروں۔ اَلْفٌ کی جمع جس کے معنی ہزار کے ہیں۔ پ۴

اَلْاٰنَ۔ اب۔ ظرفِ زمان ہے اور مبنی بر فتح۔ الف لام۔ اس پر بعض کے نزدیک تعریف کا۔ اور بعض کے نزدیک زائدہ اور لازم ہے پ۱ پ۲ پ۴ پ۵ پ۱۰ و ۱۲ پ۱۲ پ۱۹

اَلْبَاب۔ عقلیں۔ لُبٌّ کی جمع جس کے معنی اس عقل کے ہیں جو ہر طرح کی آمیزش سے خالص ہو چونکہ لُبّ ہر چیز کے خلاصہ اور جوہر کو کہتے ہیں اور عقل خالص بھی انسان کا خلاصہ و جوہر ہی ہے اس لئے اس کا نام لبّ ہوا بعض لوگوں نے لُبّ کے معنی پاکیزہ عقل کے بتلائے ہیں۔ غرض ہر لب عقل ہے لیکن ہر عقل لب نہیں کہی جا سکتی یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید نے ان تمام احکام کو جن کا صرف عقولِ زکیہ ہی ادراک کر سکتی ہیں اولو الالباب ہی سے متعلق رکھا ہے پ۲ پ۲ پ۳ پ۴ پ۱۳ پ۲۳ پ۲۳ پ۲۳ پ۲۵

اِلْتَفَّتْ۔ وہ لپٹ گئی۔ اِلْتِفَافٌ سے جس کے معنی لپٹ جانے اور آپس میں منضم ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۲۹

اِلْتَقَتَا۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں ان دونوں کی آپس میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اِلْتِقَاءٌ سے جس کے معنی باہم گر مقابل ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب۔ پ۳

اِلْتَقَطَهٗ۔ اس کو اٹھا لیا۔ اِلْتَقَطَ۔ اِلْتِقَاطٌ سے جس کے معنی بلا قصد و طلب کسی چیز کے پا جانے اور اس کو اٹھا لینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰

اِلْتَقَمَهٗ اس کا لقمہ کر لیا۔ اس کو نگل گیا۔ اِلْتَقَمَ اِلْتِقَامٌ سے جس کے معنی نگلنے اور لقمہ کرنے کے ہیں واحد مذکر غائب کا صیغہ اور ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۳

اِلْتَقٰى۔ وہ مقابل ہوا۔ وہ ملا اس کی مڈبھیڑ ہوئی اِلْتِقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۴ پ۱۰ پ۲۷

اِلْتَقَيْتُمْ۔ تم ملے۔ تمہاری مڈبھیڑ ہوئی۔ تم مقابل ہوئے۔ اِلْتِقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۰

اِلْتَمِسُوْا۔ تم ڈھونڈ لو۔ تم تلاش کرو۔ اِلْتِمَاسٌ سے جس کے معنی طلب کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع

Marfat.com

مذکر حاضر پ۱۸

اَلَتْنٰهُمْ ہم نے ان کو گھٹا دیا۔ اَلَتْنَا۔ اِلَاتَۃٌ سے جس کے معنی کم کرنے اور گھٹا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۷

اَلَّتِیْ۔ (وہ ایک عورت) جو۔ جس۔ اسم موصول ہے مفرد مؤنث کے لئے آتا ہے پ۱ ع۳و۵و۱۵ پ۲ ع۱و۴

پ۴ ع۱۲ پ۸ پ۶ ع۱۱ پ۹ ع۱۱و۱۹ پ۹ ع۱۲ پ۱۱ ع۶و۱۱

پ۱۳ ع۱۹و۲۲ پ۱۵ ع۲و۹ پ۱۶ ع۷ پ۱۶ ع۵و۷و۱۲ پ۱۸ ع۶و۱۶ پ۱۹ ع۲۲

پ۱۹ ع۴و۱۶ پ۲۱ ع۱و۷ پ۲۲ ع۸و۱۱ پ۲۳ ع۲ پ۲۳ ع۴و۱۲و۱۸و۱۹

پ۲۵ ع۱۳ پ۲۶ ع۴و۱۳و۱۶و۱۳ پ۲۷ ع۴و۱۲و۱۵ پ۲۸ ع۱و۲۰ پ۲۹ ع۶

پ۳۰ ع۴و۲۹

اِلْحَادٌ۔ کجروی۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ الحاد کی دو قسمیں ہیں۔ ایک ذات الٰہی کے ساتھ کسی کو شریک کر کے الحاد کرنا یا الحاد ایمان کے منافی ہے اور اس کو ایمان جاتا رہتا ہے۔ دوسرے اسباب میں شرک کر کے الحاد کرنا اس سے ایمان کی جڑ تو کھوکھلی ہو جاتی ہے مگر سرے سے ایمان [illegible] نہیں ہو جاتا۔ اسماء الٰہی میں الحاد کی بھی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کو ایسی صفت سے متصف کیا جائے جس سے اس کا متصف ہونا درست نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ صفات الٰہی کی ایسی تاویل کی جائے جو اس کی شان کے لائق نہ ہو پ۹

اِلْتِحَافًا۔ لپٹنا۔ اصرار کرنا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے۔ یہ اصل میں لِحَافٌ سے ماخوذ ہے۔ لحاف اس کپڑے کو کہتے ہیں جس سے ڈھانپا جائے۔ پ۳ ع۵

اَلْحَقْتُمْ۔ تم نے ملایا۔ تم نے الحاق کیا۔ اِلْحَاقٌ سے جس کے معنی ملانے اور پہنچانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۲

اَلْحَقْنَا۔ ہم نے پہنچا دیا۔ ہم نے ملا دیا۔ اِلْحَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲۷

اَلْحِقْنِیْ مجھ کو ملا دے۔ مجھ کو شامل کر دے۔ اَلْحِقْ اِلْحَاقٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۳ ع۵

اَلَدُّ۔ سخت جھگڑالو۔ لَدٌّ سے جس کے معنی سخت جھگڑا کرنے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ ہے پ۲

اَلِدُ۔ میں جنوں گی۔ میرے بچہ ہوگا۔ (ضَرَبَ) وِلَادَۃٌ سے۔ جس کے معنی جننے اور بچہ دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ءَاَلِدُ میں ہمزہ اولیٰ استفہام کی

Marfat.com

جو بر سبیلِ تعجب ہے۔ ۱۲: ۶

اَللَّذَانِ ۔ (وہ دو مرد) جو۔ جنھوں۔ اسمِ موصول ہے اَلَّذِیْ کا تثنیہ ہے۔ بحالتِ رفع اَللَّذَانِ آتا ہے ۴: ۱۶

اَلَّذِیْ (وہ ایک مرد) جو۔ جس۔ اسمِ موصول ہے۔ مفرد مذکر کے لئے آتا ہے۔ ۱: ۲و۳و۶و۷و۱۴

۲: ۵و۷و۱۲و۱۵و۱۶ — ۳: ۲و۳و۴و۶و۷و۹و۱۳

۳: ۱۹ — ۴: ۸و۱۵و۱۹ — ۵: ۸و۱۷ — ۶: ۹ — ۷: ۲و۳و۷و۱۰

۷: ۱۵و۱۷و۱۸ — ۸: ۱و۲و۳و۴و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۴و۱۷و۱۸

۹: ۹و۱۰و۱۲و۱۳ — ۱۰: ۴و۱۱و۱۵ — ۱۱: ۲و۳و۶و۸و۹و۱۰

۱۱: ۱۲و۱۳و۱۶ — ۱۲: ۱و۵و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶ — ۱۳: ۶و۷و۸و۱۲

۱۳: ۱۲و۱۷و۱۸ — ۱۴: ۱و۸و۱۱و۱۴و۲۰ — ۱۵: ۱و۵و۷و۸و۱۰

۱۵: ۱۱و۱۲و۱۳و۱۷ — ۱۶: ۵و۸و۱۱و۱۲و۱۴ — ۱۷: ۳و۵و۷و۱۰و۱۹

۱۸: ۲و۳و۸و۱۰و۱۲و۱۹و۱۶ — ۱۹: ۳و۴و۶و۷و۹و۱۱

۱۹: ۱۵و۱۶و۱۸ — ۲۰: ۲و۳و۵و۱۲و۱۳ — ۲۱: ۱و۶و۷و۸و۹

۲۱: ۱۳و۱۵و۱۸ — ۲۲: ۱و۲و۳و۷و۹و۱۰و۱۴و۱۶و۱۷ — ۲۳: ۱و۲

۲۳: ۴و۵ — ۲۴: ۱و۵و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۸و

۲۴: ۱۹ — ۲۵: ۳و۴و۶و۷و۹و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸ — ۲۶: ۲و۳و

۲۶: ۹و۱۱و۱۲و۱۶و۱۸ — ۲۷: ۲و۴و۶و۷و۱۵و۱۷و۱۸ — ۲۸: ۲و۳و

۲۸: ۹و۸و۹و۱۱و۱۵و۱۸ — ۲۹: ۱و۲و۸ — ۳۰: ۱و۷و۸و۱۰و

۳۰: ۱۲و۱۷و۱۹و۲۱و۲۹و۳۱و۳۳و۳۹

اَللَّذَيْنِ ۔ (وہ دو مرد) جو۔ جنھوں۔ اسمِ موصول ہے۔ اَلَّذِی کا تثنیہ ہے۔ بحالتِ نصب وجر اَللَّذَيْنِ آتا ہے۔ ۲۴: ۱۸

اَلَّذِيْنَ (وہ سب مرد) جو۔ جنھوں۔ اسمِ موصول ہے۔ اَلَّذِیْ کی جمع۔ ۱: ۲و۳و۵و۹و۸و۹و۱۰

۱: ۱۱و۱۲و۱۳و۱۴ — ۲: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹

۲: ۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ — ۳: ۱و۲و۴و۵و۶و

۳: ۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ — ۴: ۱و۲و۳و۴و

۴: ۵و۶و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵ — ۵: ۲و۳و۴و۵و۶و

۵: ۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ — ۶: ۱و۲و

۶: ۲و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵

۷: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴

۷: ۱۵و۱۶و۱۷و۱۹ — ۸: ۱و۲و۳و۵و۶و۷و۸و۱۱و۱۲و۱۳

۸: ۱۵و۱۶و۱۷ — ۹: ۱و۲و۶و۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴

۹: ۱۵و۱۶و۱۷و۱۸و۱۹ — ۱۰: ۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و

۱۰: ۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ — ۱۱: ۲و۳و

۱۱: ۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶

۱۲: ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰ — ۱۳: ۱و۶و۷و۸و۹

Marfat.com

پ۱۳: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۶ و ۱۹ — پ۱۴: ۱ و ۹ و ۸ و

پ۱۴: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲

پ۱۵: ۱ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ — پ۱۶: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

پ۱۶: ۸ و ۹ — پ۱۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

پ۱۷: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ۱۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ۱۸: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — پ۱۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و

پ۱۹: ۱۹ و ۲۰ — پ۲۰: ۲ و ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹

پ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و

پ۲۲: ۱۷ — پ۲۳: ۲ و ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ۲۴: ۱ و ۲ و ۳ و

پ۲۴: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹

پ۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰

پ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۸

پ۲۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۹ و ۲۰ — پ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و

پ۲۸: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و

پ۲۸: ۱۹ و ۲۰ — پ۲۹: ۱ و ۲ و ۴ و ۷ و ۸ و ۱۳ و ۱۵ — پ۳۰: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و

پ۳۰: ۱۵ و ۲۰ و ۲۳ و ۲۸ و ۳۲

الٓس ۔ اس قسم کے حروف کو جو سورتوں کی ابتداء میں آتے ہیں۔ مقطعات کہا جاتا ہے۔ اور مفردات حروف تہجی کی طرح الگ الگ پڑھا جاتا ہے۔ اسرار دین میں سے ہیں جن کے معانی سے اللہ تعالیٰ نے کسی مصلحت و حکمت کی بنا پر عام لوگوں کو مطلع نہیں کیا۔ اللہ اور اس کے رسول نے (صلی اللہ علیہ وسلم) اہتمام کے ساتھ وہی باتیں ہم کو بتلائی ہیں جن کے نہ جاننے سے دین میں کوئی حرج واقع ہوتا ہو ظاہر ہے کہ ان کے معانی نہ جاننے سے کوئی حرج لازم نہیں آتا۔ اس لئے ہم کو بھی اس کی تفتیش کے درپے نہیں ہونا چاہئے۔ بعض مفسرین نے ان کے جو معنی بیان کئے ہیں وہ ان کی اپنی ذاتی رائے ہے۔ علامہ حافظ ابوحیان اندلسی البحر المحیط میں اس سلسلہ میں مفسرین کے تمام اقوال نقل کر کے فرماتے ہیں۔

والذی اذهب الیه	میرا مذہب یہ ہے کہ تمام
ان هذه الحروف	حروف جو سورتوں کی ابتداء
التی فی فواتح السور هو	میں واقع ہوئے ہیں متشابہات
المتشابه الذی	میں سے ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ
استاثر الله بعلمه وسائر	کے ساتھ مخصوص ہے اور بقیہ
کلام الله تعالیٰ محکم والی	تمام کلام الٰہی محکم ہے۔ ابو محمد
هذا ذهب ابو محمد علی بن	علی بن احمد زیدی بھی اسی

Marfat.com

احمد المزیدی۔ وھو | طرف گئے ہیں اور یہی شعبی
قول الشعبی والثوری | ثوری اور محدثین کی ایک جماعت
وجماعۃ من المحدثین | کا قول ہے ان لوگوں کا بیان ہے
قالوا ھی سر اللہ فی | کہ یہ حروف قرآن مجید میں اسرار
القرآن وھی من المتشابہ | الٰہی ہیں داخل ہیں اور متشابہات
الذی انفرد اللہ | میں سے ہیں جن کا علم صرف اللہ
بعلمہ ولا یجب ان | ہی کو حاصل ہے۔ ہمارے لئے
نتکلم فیھا ولکن | ان کے بارے میں کچھ کہنا واجب
نؤمن بھا وتمر | نہیں بلکہ ہم ان پر ایمان لائیں گے
کما جاءت۔ | اور ان کو جس طرح نازل ہوا ہے
سلہ | اسی طرح رکھا جائیگا۔

امام قرطبی نے بھی خلفاء اربعہ حضرات ابوبکر صدیق عمر فاروق، عثمان ذی النورین، علی مرتضیٰ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے یہی نقل کیا ہے۔ ربیع بن خیثم اور ابو حاتم بن حبان بھی اسی کو اختیار کرتے ہیں کہ ان کے معانی کا علم اللہ ہی کو ہے لہٰذا ان کی کوئی تفسیر نہیں کی جائے گی اور ان کے علم کو اللہ ہی کے سپرد کیا جائے گا۔ سلہ پ ۱۱ پ ۱۱

پ ۱۳ ع ۴ و ۱۲ و ۲۰

اَلْزَمْنٰهُ۔ ہم نے اس کے لئے لگا دیا ہے۔ ہم نے اس کے لئے لازم کر دیا ہے۔ اَلْزَمْنَا۔ اِلْزَامٌ سے جس کے معنی لازم کرنے اور لگا دینے کے ہیں۔ جمع متکلم کا صیغہ ہُ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۵

اَلْزَمَهُمْ۔ ان پر لگا دیا۔ ان کو جما دیا۔ اَلْزَمَ۔ اِلْزَامٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۲۶

اَلْسِنَةٌ۔ زبانیں۔ لِسَانٌ کی جمع جس کے معنی زبان اور بولی کے ہیں۔ پ ۲۸

اَلْسِنَتِكُمْ۔ تمہاری زبانیں۔ تمہاری بولیاں۔ اَلْسِنَةٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ آیتِ کریمہ اِخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ میں بولیوں کا اختلاف بھی داخل ہے اور لہجوں کا اختلاف بھی۔ پ ۱۴ پ ۱۸ پ ۲۱

اَلْسِنَتِهِمْ۔ ان کی زبانیں۔ اَلْسِنَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ ۱۴ پ ۵ پ ۱۴ پ ۱۸ پ ۲۶

سلہ البحر المحیط ج ۱ ص ۳۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ سلہ تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۶۲ برحاشیہ فتح البیان طبع مصر ۱۳۰۰ھ

Marfat.com

اِلْعَنْهُمْ۔ ان کو پھٹکار۔ ان پر لعنت بھیج (فتح) اللعن لَعْنٌ سے۔ جس کے معنی پھٹکارنے اور لعنت کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۲

اِلْغَوْا۔ بک بک کرو۔ (نصر۔ سمع۔ فتح) لَغْوٌ سے۔ جس کے معنی بے سوچ سمجھے بکواس کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں لغا چڑیوں کے چوں چوں کرنے کو کہتے ہیں۔ اسی اعتبار سے بے سوچ سمجھے زبان سے بک دینے کو لغو اور لغا کہا گیا کہ وہ بھی چڑیوں کی طرح چوں چوں کرنے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ امام لغت ابو عبیدہ کی تصریح کے مطابق عَیْبٌ اور عَابٌ کی طرح لَغْوٌ اور لَغًا میں بھی دو لغتیں ہیں۔ کبھی ہر بری بات کو بھی لغو کہا جاتا ہے اسی طرح تقابلی اعتبارات کو بھی لغو کہتے ہیں۔ پ۲۴

اَلْفٌ۔ ایک ہزار۔ اَلْفٌ کے معنی اصل میں ایک دوسرے سے پیوست ہو کر مل جانے کے ہیں۔ اعداد کی چار قسمیں ہیں۔ اکائی۔ دہائی۔ سیکڑہ اور ہزار چونکہ ہزار میں یہ سب اعداد اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام اَلْفٌ ہو گیا۔ پ۱۱ پ۱۵ پ۵ پ۱۳ پ۱۲ پ۱۲ پ۴ پ۲۲ پ۱۲ اَلْفَانِ پ۱۰

اَلَّفَ۔ اس نے الفت دی۔ اس نے محبت ڈال دی تَالِیْفٌ سے جس کے معنی جمع کرنے اور الفت پیدا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۴ پ۱۰

اَلْفَافًا۔ لپٹے ہوئے۔ ایک دوسرے سے پیوست گنجان درخت: علامہ زمخشری لکھتے ہیں: اَوْزَاعٌ اور اَخْيَافٌ کی طرح اس کا واحد نہیں آتا اور بعض لوگ اس کا واحد لِفٌّ بتلاتے ہیں چنانچہ صاحب الاقلید کا بیان ہے کہ مجھے حسن بن علی طوسی نے یہ شعر سنایا ؎

جنة لف وعيش مغدق
گنجان باغ اور حیات شیریں
وندامى كلهم بيض زهر
اور ہمنشیں سب حسین وجمیل

ابن قتیبہ کا یہ خیال ہے کہ اَلْفَافٌ لُفٌّ کی جمع ہے اور لُفٌّ لَفَّاءُ کی جمع ہے مگر میرے خیال میں ابن قتیبہ کو اس کی کوئی نظیر نہ مل سکے گی کہ خُضْرٌ

Marfat.com

کی جمع اَحْضَارٌ اور حُمُرٌ کی جمع اَحْمَارٌ ہے ہاں اگر یہ کہا جائے کہ یہ مُتْفَقَةٌ کی جمع ہے۔ بصورت حذفِ زوائد تو بات ٹھکانے کی ہوگی [1] لیکن علامہ ابو حیان کہتے ہیں کہ اس طرح بات بنانا کیا صحیح نہیں کیونکہ مفردات کے بیان میں اس کا مفرد لِفٌّ لام کے زیر سے مذکور ہے اور یہی جمہور اہلِ لغت کا قول ہے [2]۔ صاحبِ قاموس نے اس کا واحد لفٌّ زبر سے بھی بتایا ہے۔

یہ بھی خیال رہے کہ علامہ ابن قتیبہ اپنے دعویٰ میں منفرد نہیں بلکہ اور ائمہ لغت بھی اس بارے میں ان کے ہمزبان ہیں۔ چنانچہ امام رازی نے فراء سے [3] اور قاضی شوکانی نے کسائی سے بھی یہی نقل کیا ہے [4]۔ ابو عبیدہ اس کا واحد لَفِيْفٌ بتاتے ہیں [5]۔ پ ۲۹

اَلَّفْتَ ۔ تو نے الفت ڈالی۔ تَاْلِيْفٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۰

اَلْفَوْا ۔ انھوں نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۳

اِلٰفِهِمْ ۔ ان کا مانوس رکھنا۔ ان کا دوست رکھنا اِلَافٌ بروزن اِفْعَالٌ مصدر، مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۳۰

اَلْفَيَا ۔ ان دونوں نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔ پ ۱۲

اَلْفَيْنِ ۔ دو ہزار۔ اَلْفٌ کا تثنیہ پ ۱۰

اَلْفَيْنَا ۔ ہم نے پایا۔ اِلْفَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ ۲

اَلْقِ ۔ تو ڈال۔ اِلْقَاءٌ سے۔ جس کے معنی ڈالنے اور پھینکنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِلْقَاءٌ کے معنی اصل میں تو کسی شے کو اس طرح ڈالنے کے ہیں کہ نظر آتی رہے۔ پھر عرف میں اس کا استعمال ہر طرح کے ڈالنے کے متعلق ہونے لگا پ ۹ پ ۱۶ پ ۱۹ پ ۲۲ پ ۲۶

اَلْقَابِ ۔ خطابات۔ لقب۔ لَقَبٌ کی جمع انسان کا اصلی نام کے علاوہ جو دوسرا نام ہوتا ہے اس کو لقب کہتے ہیں۔ علم (اصلی نام) اور لقب میں فرق یہ ہے کہ علم میں معنی کی رعایت نہیں ہوتی۔

[1] تفسیر کشاف ج ۱ ص ۱۷۷ طبع مصر ۱۳۰۷ھ [2] البحر المحیط ج ۸ ص ۱۲۴ طبع مصر ۱۳۲۸ھ۔ [3] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۲۰۵ طبع مصر ۱۳۲۲ھ [4] و [5] فتح القدیر ج ۵ ص ۳۵۴ طبع مصر ۱۳۵۱ھ

Marfat.com

لیکن لقب میں معنی کا لحاظ ہوتا ہے۔ لقب کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو عزت و شرف کے اعتبار سے ہو جیسے بادشاہوں کے القاب ہوتے ہیں دوسرے وہ جو بطور چڑانے کے رکھ دیا جائے آیت شریفہ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ (ایک دوسرے کو چڑانے کے لئے تم نہ ڈالو) میں دوسرے ہی قسم کے القاب مراد ہیں۔ ۱۱ : ۴۹

اَلْقَتْ۔ اس نے نکال ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۴ : ۸۴

اَلْقَوْا۔ انہوں نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۶ : ۱۱۶ ۷ : ۱۱۶ ۱۰ : ۸۰ ۲۶ : ۴۴

اَلْقُوْا۔ تم سب ڈالو۔ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۰ : ۸۰ ۲۶ : ۴۳

اُلْقُوْا۔ وہ ڈالے گئے۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۲۵ : ۱۳ ۶۷ : ۷

اَلْقُوْهُ۔ اس کو ڈال دو۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۱۲ : ۱۰ ۱۲ : ۱۵ ۱۲ : ۹۳

اَلْقِهْ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اَلْقِ امر کا صیغہ اور ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۷ : ۲۸

اَلْقِهَا۔ تو اس کو ڈال دے۔ اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۲۰ : ۱۹

اَلْقٰی۔ اس نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۴ : ۹۴ ۷ : ۱۵۰ ۲۰ : ۸۷ ۲۰ : ۱۶ ۲۲ : ۵۲ ۲۸ : ۷ ۳۱ : ۱۰ ۵۰ : ۳۷ ۲۰ : ۸۷ ۱۲ : ۹۶ ۱۶ : ۱۵

اُلْقِیَ۔ وہ ڈالا گیا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ءَاُلْقِیَ میں ہمزہ اولی استفہام انکاری کی ہے۔ ۵۴ : ۲۵ ۶۷ : ۸ ۲۷ : ۲۹ ۷ : ۱۲۰ ۲۰ : ۷۰ ۳۸ : ۳۴

اُلْقِیْ۔ میں ڈال دوں گا۔ اِلْقَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم ۸ : ۱۲

اَلْقِیَا۔ تم دونوں ڈال دو۔ اِلْقَاءٌ سے۔ امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۵۰ : ۲۴

اَلْقِیَاهُ۔ تم دونوں اس کو ڈال دو۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۵۰ : ۲۶

اَلْقَیْتُ۔ میں نے ڈال دیا۔ اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۲۰ : ۳۹

اَلْقَیْنَا۔ ہم نے ڈالا۔ اِلْقَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۵ : ۶۴ ۵ : ۱۴ ۱۵ : ۱۹ ۱۶ : ۱۵ ۵۰ : ۷

اَلْقٰهُ۔ اس کو ڈالا۔ اَلْقٰی صیغہ ماضی ہ ضمیر واحد

Marfat.com

مذکر غائب۔ ۱۳

اَلْقِيَاهُ۔ تو اس کو ڈال دے۔ اَلْقِ اِلْقَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر ۂ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۶

اَلْقٰهَا۔ اس کو ڈالا۔ اَلْقٰی صیغہ ماضی ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۲ ۔

اَللّٰاتِیْ۔ (وہ سب عورتیں) جو۔ جنہوں۔ اسم موصول ہے اَلَّتِیْ کی جمع۔ ۲ ۱۳ و ۱۵ ، ۱۶ ۳ ۱۶ ۱۴ ۱۱

اَللّٰائِیْ۔ (وہ سب عورتیں) جو۔ جنہوں۔ یہ بھی اسم موصول ہے جمع مؤنث کے لئے۔ اَلَّتِیْ کی جمع۔

۲۱ ۱۶ ۲۸ ۱ و ۱۶

اَللّٰهُ۔ اللہ۔ مولانا ابو الکلام آزاد ترجمان القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"نزولِ قرآن سے پہلے عربی میں اللہ کا لفظ خدا کے لئے بطورِ اسم ذات کے مستعمل تھا۔ جیسا کہ شعرائے جاہلیت کے کلام سے ظاہر ہے یعنی خدا کی تمام صفتیں اس کی طرف منسوب کی جاتی تھیں یہ کسی خاص صفت کے لئے نہیں بولا جاتا تھا۔ قرآن نے بھی یہی لفظ بطورِ اسم ذات کے اختیار کیا اور تمام صفتوں کو اس کی طرف نسبت دی۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی فَادْعُوْهُ بِهَا۔ (۷، ۱۷۹) اور اللہ کے لئے حسن و خوبی کے نام ہیں (یعنی صفتیں) پس چاہئے کہ ان صفتوں کے ساتھ اسے پکارو۔

کیا قرآن نے یہ لفظ محض اس لئے اختیار کیا کہ لغت کی مطابقت کا مقتضا یہی تھا یا اس سے بھی زیادہ کوئی معنوی موزونیت اس میں پوشیدہ ہے۔

نوعِ انسانی کے دینی تصورات کا سب سے زیادہ قدیم عہد جو تاریخ کی روشنی میں آیا ہے، مظاہرِ فطرت کی پرستش کا عہد ہے۔ اسی پرستش نے بتدریج اصنام پرستی کی صورت اختیار کی۔ اصنام پرستی کا لازمی نتیجہ یہ تھا کہ مختلف زبانوں میں بہت سے الفاظ دیوتاؤں کے لئے پیدا ہو گئے۔ اور جوں جوں پرستش کی نوعیت میں وسعت ہوتی گئی، الفاظ کا تنوع بھی بڑھتا گیا۔ لیکن چونکہ یہ بات انسان کی فطرت کے خلاف تھی کہ ایک ایسی ہستی کے تصور سے خالی الذہن رہے جو سب سے اعلیٰ اور سب کی پیدا کرنے والی ہستی ہے۔ اس لئے دیوتاؤں کی پرستش کے ساتھ ایک سب سے بڑی اور سب پر حکمراں ہستی کا تصور بھی کم و بیش ہمیشہ موجود رہا۔ اور اس کے جہاں

Marfat.com

جہاں بے شمار الفاظ دیوتاؤں اور ان کی جو دا نہ صفتوں کے لئے پیدا ہو گئے۔ وہاں کوئی نہ کوئی لفظ ایسا بھی ضرور مستعمل رہا جس کے ذریعہ اس ان دیکھی اور اعلیٰ ترین ہستی کی طرف اشارہ کیا جاتا تھا۔

چنانچہ سامی زبانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حروف و اصوات کی ایک خاص ترکیب ہے جو معبودیت کے معنی میں مستعمل رہی ہے۔ عبرانی سریانی، حمیری، عربی وغیرہ تمام زبانوں میں اس کا یہ لغوی خاصہ پایا جاتا ہے۔ یہ الف لام اور رہ کا مادہ ہے اور مختلف شکلوں میں مشتق ہوا ہے۔ کلدانی اور سریانی کا "الاھیا" عبرانی کا "الوہ" اور عربی کا "الٰہ" اسی سے ہے اور بلاشبہ یہی "الٰہ" ہے جو حرفِ تعریف کے اضافہ کے بعد اللہ ہو گیا ہے اور تعریف نے اسے صرف خالقِ کائنات کے لئے مخصوص کر دیا ہے۔

لیکن اگر اللہ "الٰہ" سے ہے تو "الٰہ" کے معنی کیا ہیں؟ علماء لغت و اشتقاق کے مختلف اقوال ہیں مگر سب سے زیادہ قوی قول یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس کی اصل "الٰہ" ہے اور "اَلِہَ" کے معنی تحیر اور درماندگی کے ہیں۔ بعضوں نے اسے "ولہ" سے ماخوذ بتلایا ہے اور اس کے معنی بھی یہی ہیں۔ پس خالقِ کائنات کے لئے یہ لفظ اس لئے اسم قرار پایا کہ اس بارے میں انسان جو کچھ جانتا اور جان سکتا ہے وہ عقل کے تحیر اور ادراک کی درماندگی کے سوا اور کچھ نہیں ہے وہ جس قدر بھی اس ذاتِ مطلق کی ہستی میں غور و خوض کرے گا اس کی عقل کی حیرانی اور درماندگی بڑھتی ہی جائے گی۔ یہاں تک کہ وہ معلوم کرے گا۔ اس راہ کی ابتدا بھی عجز و حیرت سے ہوتی ہے اور انتہا بھی عجز و حیرت ہی ہے

اے بروں از وہم و قال و قیل من
خاک بر فرقِ من و تمثیل من!

اب غور کرو خدا کی ذات کے لئے انسان کی زبان سے نکلے ہوئے لفظوں میں اس سے زیادہ موزوں لفظ اور کونسا ہو سکتا ہے؟ اگر خدا کو اس کی صفتوں میں پکارنا ہے تو بلاشبہ اس کی صفتیں بے شمار ہیں لیکن اگر صفات سے الگ ہو کر اس کی ذات کی طرف اشارہ کرنا ہے تو وہ اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ ایک متحیر کر دینے والی ذات ہے اور جو کچھ اس کی نسبت کہا جا سکتا ہے وہ عجز و درماندگی کے سوا کچھ نہیں ہے!

Marfat.com

فرض کرو، نوعِ انسانی نے اس وقت تک خدا کی ہستی یا خلقتِ کائنات کی اصلیت کے بارے میں جو کچھ سوچا اور سمجھا ہے وہ سب کچھ سامنے رکھ کر ہم ایک موزوں سے موزوں لفظ تجویز کرنا چاہیں تو وہ کیا ہوگا؟ کیا اس سے زیادہ اور اس سے بہتر کوئی بات کہی جا سکتی ہے؟

یہی وجہ ہے کہ جب کبھی اس راہ میں عرفان و بصیرت کی کوئی بڑی سے بڑی بات کہی گئی تو وہ یہی تھی کہ زیادہ سے زیادہ خود درماندگیوں کا اعتراف کیا گیا اور ادراک کا منتہی مرتبہ ہمیشہ یہی قرار پایا کہ ادراک کی نارسائی کا ادراک حاصل ہو جائے۔ عرفا کے دل و زبان کی صدا ہمیشہ یہی رہی کہ رب زدنی فیک تحیرًا! (یعنی خدایا کر کہ تیری ہستی میں ہمارا تحیر بڑھتا رہے! کیونکہ یہاں تحیر جہل کا نہیں بلکہ معرفت کا نتیجہ ہے)۔

زدنی بفرط الحب فیک تحیرًا

وارحم حشا بلظی ھواک تسعرا!

اور حکما کی حکمت و دانش کا بھی فیصلہ ہمیشہ یہی ہوا۔

معلوم شد کہ ہیچ معلوم نہ شد

چونکہ یہ اسمِ خدا کے لئے بطور اسمِ ذات کے استعمال میں آیا ہے۔ اس لئے قدرتی طور پر ان تمام صفتوں پر حاوی ہو گیا جن کو خدا کی ذات کے لئے تصور کیا جا سکتا ہے۔ اگر ہم خدا کا تصور اس کی کسی صفت کے ساتھ کریں مثلاً الرب یا الرحیم کہیں تو یہ تصور صرف ایک خاص صفت ہی میں محدود ہو گا۔ یعنی ہمارے ذہن میں ایک ایسی ہستی کا تصور پیدا ہو جائے گا جس میں ربوبیت یا رحمت ہے لیکن جب ہم اللہ کا لفظ بولتے ہیں تو فوراً ہمارا ذہن ایک ایسی ہستی کی طرف منتقل ہو جاتا ہے جو ان تمام صفات حسن و کمال سے متصف ہے۔ جو اس کی نسبت بیان کئے گئے ہیں اور جو اس میں ہونے چاہئیں۔[1]

علامہ سید سلیمان ندوی ارض القرآن میں لکھتے ہیں

"مستشرقین یورپ نے بکمال لیاقت ہم کو یہ بتانا چاہا ہے کہ اللہ اور اللات ایک ہی لفظ کی دو صورتیں ہیں۔ اللہ مذکر دیوتا کے لئے قریش میں مستعمل تھا۔ اور اللات یعنی دیوی اس اللہ کی قریش نے

[1] ترجمان القرآن ج ۱ ص ۱۰۔ طبع دہلی اشاعت ۱۹۳۵ء

Marfat.com

تانیث بنائی تھی۔ (دیکھو جارج سیل مترجم قرآن، ڈیون مترجم واقدی اور مارگولیتھ مصنف محمدؐ کی تحقیق ہے دیکھو سیل کا مقدمہ اور مارگولیتھ محمد صفحہ ۱۹ (حاشیہ ارض القرآن))۔ ان عقلمندوں سے پوچھنا چاہئے کہ اللہ کی تانیث عربی قواعد کے موافق اللات کیونکر ہوسکتی ہے؟ اس کی تانیث اگر ممکن ہے تو اَللّٰہۃ چاہئے۔ یا اَلْاِلٰہَۃ، اللہ کی ہائے اصلی کیونکر تانیث سے ساقط ہوگئی۔ ؎۱

آگے چل کر فرماتے ہیں۔

لفظ اللہ کے متعلق مارگولیتھ صاحب کی تحقیق کہ "یہ اصل میں قریش کے خاندانی دیوتا کا نام تھا اس لئے محمدؐ کی توحید پرستی کے یہ معنی ہیں کہ انھوں نے دوسرے قبائل کے دیوتاؤں کو مٹا کر اپنے خاندانی دیوتا کو منوایا" (محمد صفحہ ۱۹) یورپ کے مستشرقی تبحر علمی کی شرمناک مثال ہے سب سے پہلا سوال یہ ہے کہ اس عظیم الشان عربی زبان میں حقیقی خدا کے مفہوم کے لئے کوئی لفظ موجود نہ تھا تم کہتے ہو کہ محمدؐ سے پہلے عرب میں موحدین موجود تھے بہت بہتر ہے، لیکن کیا وہ اپنے خدا کے لئے اللہ کے سوا کوئی اور لفظ پیش کرتے تھے؟ موجودہ عیسائی ادبائے عرب کے بیان کے مطابق عرب میں عیسائی شعراء بکثرت پیدا ہوئے ہیں، ہاں سچ ہے، عرب میں عیسائی شعراء ہوئے ہیں لیکن کیا ان کی زبان سے لفظ اللہ تم نے نہیں سنا؟ قرآن نے اللہ تعالیٰ کی صفات خود مشرکین کے اقرار کے مطابق جو بیان کی ہیں وہ کیا کسی دیوتا پر صادق آسکتے ہیں؟ سب سے آخر یہ کہ اللہ کی اصل تو اَلْاِلٰہ ہے، اِلٰہ تو صرف عربی میں نہیں بلکہ تمام سامی زبانوں میں خدا تعالیٰ ہی کے لئے مستعمل ہے۔ کم از کم اِلٰوہ اور اِلوہیم سے تو ناواقفیت نہ ہوگی، قریش اپنے دیوتاؤں کے مجسمے بنا کر پوجا کرتے تھے، کیا اس سب سے بڑے قریشی دیوتا کا بھی کوئی مجسمہ تھا؟ ؎۲

۱ — ۱و۲و۳ و۴ و۵ و۶ و۷ و۸ و۹ و۱۰ و۱۱ و۱۲ و۱۳ و۱۴ و۱۵ و۱۶ و۱۷

۲ — ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۴و

۲ — ۱۵و۱۶و۱۷ ۳ — ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۱و

۳ — ۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶و۱۷ ۴ — ۱و۲و۳و۴و۵و۶و۷و۸و

؎۱ ارض القرآن ج ۲ ص ۲۳۳ طبع معارف ۱۳۴۲ھ ؎۲ ایضاً ج ۲ ص ۲۳۴

Marfat.com

۴: ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و
۵: ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸
۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و
۶: ۱۵ — ۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و
۷: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ — ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و
۸: ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و
۹: ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۱۰: ۱ و ۲ و
۱۰: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و
۱۰: ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ — ۱۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و
۱۱: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و
۱۲: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و
۱۳: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و
۱۳: ۱۸ و ۱۹ — ۱۴: ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و
۱۴: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ — ۱۵: ۲ و ۳ و ۱۰ و
۱۵: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۱ — ۱۶: ۵ و ۶ و ۷ و
۱۶: ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — ۱۷: ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و
۱۷: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۱۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و
۱۸: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — ۱۹: ۲ و ۳ و
۱۹: ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

۲۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و
۲۰: ۱۶ و ۱۷ — ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و
۲۱: ۱۴ و ۱۶ — ۲۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و
۲۲: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و
۲۳: ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — ۲۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و
۲۴: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — ۲۵: ۱ و ۲ و
۲۵: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و
۲۵: ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و
۲۶: ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ — ۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ و
۲۷: ۲۰ — ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و
۲۸: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — ۲۹: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و
۲۹: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰ — ۳۰: ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و
۳۰: ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲۴ و ۲۵ و ۲۷

اَللّٰھُمَّ ۔ یا اللہ، اے اللہ، امام رازی لکھتے ہیں "نحویوں کا اَللّٰھُمَّ کے بارے میں اختلاف ہے خلیل اور سیبویہ کہتے ہیں کہ اَللّٰھُمَّ کے معنی یا اللہ کے ہیں۔ میم مشدّدہ یا (حرفِ ندا) کے عوض میں آیا ہے۔ فرّاء کا بیان ہے کہ یہ اصل میں یا اللہ اُمَّ بِخَیر تھا۔ کثرتِ استعمال کی بنا پر حرفِ ندا اور اُمَّ کی

Marfat.com

ہمزہ حذف ہو کر اَللّٰھُمَّ بن گیا۔ اس کی نظیر ھَلُمَّ ہے کہ دراصل ھَلْ کے ساتھ اس میں اُمَّ کو منضم کر دیا گیا ہے۔ پہلے خیال کے قائلین فرا کی تردید میں حسب ذیل وجوہ پیش کرتے ہیں۔

(۱) اگر فرا کا خیال درست ہوتا تو اَللّٰھُمَّ افعل کذا کا استعمال بغیر حرفِ عطف کے صحیح نہ ہوتا کیونکہ اس صورت میں اس کی اصل یہ ہوتی یا اللہ اُمنا و اغفر لنا۔ حالانکہ ہم کسی شخص کو بھی نہیں پاتے کہ جو اس حرفِ عطف کو ذکر کرتا ہو۔

(۲) زجاج کی اس سلسلہ میں دلیل ہے اگر صحیح ہے تو پھر اصل کے اعتبار سے اَللّٰہُ اُمَّ کہنا بھی روا ہوتا۔ جیسے وَیْلُمِّہٖ کہ جب اصل کے اعتبار سے بولتے ہیں تو وَیْلُ اُمِّہٖ کہتے ہیں۔

(۳) اگر فرا کا بیان صحیح ہے تو حرفِ ندا محذوف ماننا پڑیگا۔ پس اس اعتبار سے یا اللّٰھم کہنا روا ہونا چاہئے تھا۔ اور صرف روا ہی نہیں بلکہ جس طرح یا اللہ اغفرلی کہا جاتا ہے اسی طرح ہمارے خیال میں یہاں حرفِ ندا کا لازم ہونا واجب تھا حالانکہ ایسا نہیں

فراان وجوہ کا یہ جواب دیتے ہیں کہ پہلی وجہ تو یوں ضعیف ہے کہ یا اللہ اُمَّ کے معنی ہوئے یا اللہ اقصد (لے اللہ تو ارادہ فرما) پس اگر وَاغفر کہا جائے تو اس صورت میں معطوف معطوف علیہ کے مغائر ہوگا اور ایک کی بجائے دو سوال ہوں گے۔ اول اُمَّنا (تو ہمارے لئے ارادہ فرما) دوسرے وَاغْفِرْ لَنا (ہماری مغفرت کر) لیکن حرفِ عطف کے حذف کرنے کی صورت میں اِغْفِرْ لَنا آمَّنا کی تفسیر ہوگا۔ تو اس صورت میں دونوں سوالوں کا مطلوب واحد ہوگا۔ اور زیادہ تاکید ہوگی۔ اس قسم کی نظائر خود قرآن میں بہت سی موجود ہیں۔ دوسری وجہ یوں ضعیف ہے کہ اس کی اصل ہمارے نزدیک یا اللہ اُمَّنا ہے اور اس کے متعلق جوازِ تکلم کا کون منکر ہے۔ علاوہ ازیں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جہاں فرع کو اصل کے قائم مقام کرنا روا نہیں۔ غور کیجئے سیبویہ اور خلیل کا مذہب ہے کہ مَا اَکْرَمَہٗ کے معنی اَیُّ شَیْئٍ اَکْرَمَہٗ کے ہیں مگر کبھی تعجب کے موقع پر یہ کلام جس کو وہ اصل قرار دیتے ہیں استعمال نہیں کیا جاتا۔ پس ایسے ہی یہاں بھی سمجھ لینا چاہئے۔ تیسری وجہ

Marfat.com

کا جواب یہ ہے کہ یہ کس نے تمہارے لئے تسلیم کر لیا
کہ یا اللھم کہنا روا نہیں چنانچہ فراء نے یہ شعر سند
میں پیش کیا ہے۔

وما علیك ان تقولی کلما
سبحت او صلیت یا اللھم

رہا بصرہ والوں کا یہ دعوٰی کہ یہ شعر غیر معروف
ہے تو اس کا حاصل تکذیبِ نقل ہے اور اگر اس کا
دروازہ کھول دیا گیا تو پھر لغت اور نحو کی کوئی چیز
بھی اعتراض سے نہیں بچ سکتی۔ رہا یہ کہنا کہ حرف
ندا کا لازمی ہونا واجب تھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ
حرفِ ندا کبھی حذف بھی کر دیا جاتا ہے جیسے آیتِ
شریفہ یُوْسُفُ اَیُّهَا الصِّدِّیْقُ اَفْتِنَا (اے
یوسف اے سچے ہم کو حکم دے) میں۔ پس یہ بات
کیا بعید ہے کہ یہ نام اس سلسلہ میں مخصوص ہو کہ
یہاں اس قسم کا حذف لازم مانا جائے۔

فراء نے بصرہ والوں پر اس سلسلہ میں جو اعتراض
کئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

(۱) اگر میم کو حرفِ ندا کا قائم مقام مانا جائے تو
ندا کو منادی سے مؤخر ماننا پڑے گا۔ حالانکہ یہ قطعاً
ناجائز ہے۔ چنانچہ اللہ یا کہنا قطعاً روا نہیں حالانکہ
ان کے اصول پر یہ جائز ہونا چاہیے تھا۔

(۲) اگر یہ حرف صرف ندا کا قائم مقام ہو سکتا
ہے تو اور اسماء میں بھی ہونا چاہئے۔ پس جیسے یا زید
یا بکر کہنا روا ہے۔ ایسے ہی زیدم اور بکرم کہنا
بھی روا ہوتا۔

(۳) میم اگر حرفِ ندا کے عوض آیا ہے تو ظاہر ہے
کہ اس کو حرفِ ندا کے ساتھ جمع نہیں ہونا چاہیے
تھا حالانکہ جو شعر روایت کیا اس میں یہ بات موجود ہے

(۴) ہم اہل عرب کو نہیں پاتے کہ وہ اسماء تامہ
میں اس میم کو اس لئے زیادہ کرتے ہوں کہ وہ بعض
ان حروف کے معنی کا فائدہ دے جو کسی کلمہ پر داخل
ہوں اور اس کے جانشین ہوں۔ پس صرف اسی ایک
لفظ میں یہ طریقہ اختیار کرنا لغت میں استقراء عام
کے برخلاف حکم لگانا ہے جو سرے سے ناجائز ہے[1]۔

قاضی شوکانی نے تصریح کی ہے کہ اہلِ بصرہ
کے نزدیک اَللّٰھُمَّ کی ھاء میں جو ضمہ ہے وہ

[1] تفسیر کبیر ج ۲ ص ۲۲۳ و ۲۲۴ طبع مصر حسینیہ مصریہ۔

Marfat.com

اسم منادی مفرد کا ہے۔ اور اہل کوفہ کے نزدیک وہی ضمہ ہے جو اُمَّنَا میں تھا جب ہمزہ حذف ہوئی تو اس کی حرکت منتقل ہو گئی۔ [1] پ ۳/۱۱ پ ۶/۵

پ ۸/۱۸ پ ۱۱/۹ پ ۲۲/۲

الٓمٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ حروف مقطعات ہیں۔

(دیکھو الٓر) پ ۱ پ ۷/۹ پ ۲۰/۱۳ پ ۲۱/۲ و ۱۰ و ۱۳

الٓمٓرٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ را۔ حروف مقطعات ہیں

(دیکھو الٓر) پ ۱۳/۱

الٓمٓصٓ۔ الف۔ لام۔ میم۔ صاد۔ حروف مقطعات ہیں (دیکھو الٓر) پ ۸

اَلَنَّا ہم نے نرم کر دیا۔ اِلَانَۃٌ سے جس کے معنی نرم کر دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۲/۸

اَلْوَاح۔ تختیاں۔ تختے۔ لَوْحٌ کی جمع جس کے معنی تختی اور تختے کے ہیں پ ۹/۷ و ۸ و ۹ پ ۲۷/۸

اَلْوَانُکُمْ۔ تمہاری رنگتیں۔ تمہارے رنگ۔ اَلْوَانٌ لَوْنٌ کی جمع جس کے معنی رنگ کے ہیں۔ اَلْوَانِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۱/۴

اَلْوَانُہٗ۔ اس کے رنگ۔ اس کی رنگتیں۔ اَلْوَانٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

پ ۱۴/۸ و ۱۰ پ ۲۲/۱۶ پ ۲۲/۱۶

اَلْوَانُھَا۔ اس کے رنگ۔ اس کی رنگتیں۔ اَلْوَانٌ مضاف۔ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ

پ ۲۲/۱۶

اُلُوْفٌ۔ ہزاروں۔ اَلْفٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَلْفٌ) پ ۲/۱۶

اِلٰہ۔ معبود۔ بروزن فِعَالٌ بمعنی اسم مفعول مَاْلُوْہٌ ہے۔ ہر قوم کے نزدیک جس کی بندگی کی جائے وہ الٰہ ہے خواہ معبود برحق ہو یا معبود باطل۔

(ملاحظہ ہو اللہ) پ ۱/۱۶ پ ۲/۲ پ ۳/۲ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ پ ۵/۸ پ ۶/۲ و ۱۳

پ ۷/۸ و ۱۱ و ۱۹ پ ۸/۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ پ ۹/۱۰ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۱/۵ و ۱۲

پ ۱۲/۲ و ۵ و ۶ و ۸ پ ۱۳/۱۰ و ۱۹ پ ۱۴/۷ و ۹ و ۱۳ پ ۱۶/۲ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴

پ ۱۷/۲ و ۶ و ۱۴ پ ۱۸/۲ و ۵ و ۹ پ ۱۹/۱۶ پ ۲۰/۱ و ۶ و ۱۲ و ۱۳

پ ۲۲/۱۳ پ ۲۳/۹ و ۱۴ و ۱۵ پ ۲۴/۹ و ۹ و ۱۴ و ۱۵ پ ۲۵/۱۳ و ۱۴ پ ۲۶/۹

پ ۲۷/۲ پ ۲۸/۹ و ۱۹ پ ۲۹/۱۳ اِلٰھًا پ ۱/۱۶ پ ۹ پ ۱۰/۱۱

پ ۱۴/۹ پ ۱۵/۳ و ۱۴ و ۱۳ پ ۱۸/۹ پ ۱۹/۳ و ۹ و ۱۵ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۲/۲ پ ۲۳/۹

پ ۲۷/۱۲

[1] فتح القدیر شوکانی ج ۱ ص ۲۹۸ و ۲۹۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ

Marfat.com

اٰلِھَۃً بہت سے معبود۔ اِلٰہٌ کی جمع۔ پ ۷/۸ و ۱۵ پ ۹/۹ پ ۱۵/۵ و ۱۲ پ ۱۶/۸ پ ۱۷/۲ و ۳ و ۵ پ ۱۸/۱۶ پ ۲۳/۱ و ۴ و ۶ و ۱۲ پ ۲۵/۱۰ پ ۲۶/۲

اٰلِھَتَكَ۔ تیرے معبود۔ اٰلِھَۃ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۹/۵

اٰلِھَتِكُمْ۔ تمہارے معبود۔ اٰلِھَۃ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۷/۲ و ۵ پ ۲۳/۱۰ پ ۲۹/۱۰

اٰلِھَتِنَا۔ ہمارے معبود۔ اٰلِھَۃ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۱۲/۵ پ ۱۶/۵ پ ۱۹/۲ پ ۲۳/۹ پ ۲۵/۱۲ پ ۲۶/۲

اٰلِھَتُھُمْ ان کے معبود۔ اٰلِھَۃ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲/۹ پ ۲۳/۷

اٰلِھَتِیْ۔ میرے معبود۔ اٰلِھَۃ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۶/۹

اِلٰھَكَ۔ تیرا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱/۱۶ پ ۱۶/۱۴

اِلٰھُكُمْ۔ تمہارا معبود۔ اِلٰہ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲/۲ پ ۱۴/۹ پ ۱۶/۴ و ۱۳ و ۱۴ پ ۱۷/۷ و ۱۲ پ ۲۱/۱ پ ۲۳/۵ پ ۲۴/۱۵

اَلْھَمَھَا۔ اس کو سمجھ دی۔ اس کو القا کیا۔ اَلْھَمَ اِلْھَامٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے دل میں ڈالدینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اِلْھَام لَھْمٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی نگلنے کے ہیں چونکہ الہام میں بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے دل میں ایک بات اتاری جاتی ہے، اس واسطے اس کا نام الہام ہوا۔ پ ۳۰/۱۶

اِلٰھُنَا۔ ہمارا معبود۔ اِلٰہٌ مضاف۔ نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲۱/۱

اِلٰھُهٗ۔ اس کا معبود۔ اِلٰہ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۹/۲ پ ۲۵/۱۱

اَلْھٰكُمُ۔ تم کو غفلت میں رکھا۔ اَلْھٰی اِلْھَاءٌ سے جس کے معنی زیادہ ضروری چیز سے غافل رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۳۰/۲۴

اِلٰھَیْنِ۔ دو معبود۔ اِلٰہٌ کا تثنیہ پ ۱۴/۱۲

اِلٰی۔ تک۔ طرف۔ ساتھ۔ میں۔ لئے۔ حروف جر میں سے ہے۔ جہات ششگانہ میں کسی چیز کی انتہا کی حد بتلانے کے لئے آتا ہے خواہ زمانہ اور وقت کی انتہا بتائے

Marfat.com

جیسے ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ (پھر
روزہ کو رات تک پورا کرو) یا جگہ اور مقام کی جیسے
مِنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔
(مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک) اور جب ایک چیز کو
دوسری چیز سے ملانا ہو تو معیت کے معنی دیتا ہے جیسے
وَلَا تَاْکُلُوْا اَمْوَالَهُمْ اِلٰی اَمْوَالِکُمْ (اور نہ کھاؤ
ان کے مال اپنے مالوں کے ساتھ) اور جب اس کا
مجرور فعل تعجب یا اسم تفضیل کے بعد محبت یا بغض
کے معنی کا فائدہ دے تو یہ بیانیہ ہوتا ہے یعنی اپنے
مجرور کی فاعلیت کو بیان کرتا ہے جیسے رَبِّ
السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ (اے رب مجھ کو قید پسند ہے) اور
کبھی لام جر کے مرادف ہوتا ہے جیسے وَالْاَمْرُ اِلَیْکِ
(اور کام تیرے اختیار میں ہے) اور کبھی فی کے معنی
بھی دیتا ہے جیسے لَیَجْمَعَنَّکُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ
(بےشک تم کو جمع کرے گا قیامت کے دن) اور
جب زائدہ ہوتا ہے تو تاکید کے لئے آتا ہے جیسے
فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْهِمْ
(سو کر بعضے لوگوں کے دل کہ مائل ہوں ان
کی طرف)

پ ۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲: ۱ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۶

پ ۳: ۳ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۴: ۱ و ۲ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹

پ: ۱ و ۱۲ — پ ۵: ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۸ — پ ۶: ۲ و ۶ و ۷ و ۹

پ ۶: ۱۱ و ۱۴ — پ ۷: ۱ و ۲ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹

پ ۸: ۱ و ۲ و ۷ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و

پ ۹: ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — پ ۱۰: ۱ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷

پ ۱۱: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — پ ۱۲: ۱ و ۲ و

پ ۱۲: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۳: ۲ و ۳ و

پ ۱۳: ۶ و ۸ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۹ — پ ۱۴: ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۱۴: ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۲ — پ ۱۵: ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۱۵: ۱۵ و ۱۶ و ۲۰ و ۲۱ — پ ۱۶: ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶

پ ۱۷: ۲ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ — پ ۱۸: ۲ و ۳ و ۴ و

پ ۱۸: ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ — پ ۱۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۲ و ۱۹

پ ۲۰: ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۱: ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۲۱: ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۲: ۲ و ۳ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

پ ۲۳: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۲۴: ۲ و

پ ۲۴: ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ — پ ۲۵: ۱ و ۲ و

پ ۲۵: ۲ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ — پ ۲۶: ۲ و ۸ و ۱۰ و ۱۳ و

پ ۲۶: ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹

Marfat.com

پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱

پ ۳۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ و ۲۱

اِلَیَّ۔ میری طرف۔ مجھ تک۔ اِلیٰ حرف جار، ی ضمیر واحد متکلم مجرور پ ۳/۱۴، پ ۴/۹، پ ۷/۸ و ۱۱ و ۱۷، پ ۸/۹، پ ۹/۱۴، پ ۱۱/۷ و ۱۳، پ ۱۲/۱۴، پ ۱۵/۳، پ ۱۶/۷ و ۱۳، پ ۱۹/۱۷، پ ۲۰/۹ و ۱۳، پ ۲۱/۱۱، پ ۲۲/۱۲، پ ۲۳/۱۴، پ ۲۴/۱۵، پ ۲۵/۱۴، پ ۲۶/۱، پ ۲۹/۱۱

اِلْیَاس۔ نام ہے ایک پیغمبر جلیل القدر اور اللہ کے رسول کا۔ عام طور پر مفسرین اور مورخین آپ کو انبیاء بنی اسرائیل میں شمار کرتے ہیں لیکن عبد بن حمید، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور ابن عساکر، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ الیاس حضرت ادریس ہی ہیں [1] حضرت ابن مسعود کی اس تفسیر سے ہو سکتا ہے کہ ان دو ناموں میں سے ایک آپ کا اصلی نام ہو اور دوسرا لقب۔ لیکن اگر مشہور نبی حضرت ادریس علیہ السلام مراد ہیں تو اول تو یہ کہ قرآن مجید نے جس انداز سے ان دونوں بزرگوں کا علیحدہ علیحدہ تذکرہ کیا ہے اس سے بظاہر یہ بالکل خلاف معلوم ہوتا ہے۔ نیز سورۂ انعام کی اس آیت کے اعتبار سے بھی اس کی صحت دشوار ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ۭ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاۗءُ ۭ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ۭ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ۭ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَ

اور یہ ہماری دلیل ہے جو ہم نے ابراہیم کو اس کی قوم کے مقابلہ پر دی تھی۔ ہم جس کے مرتبے بلند کرنا چاہیں بلند کر دیتے ہیں۔ یقیناً تمہارا پروردگار حکمت والا علم رکھنے والا ہے اور بخشا ہم نے ابراہیم کو اسحٰق اور یعقوب۔ سب کو ہم نے ہدایت دی اور ان سب سے پہلے نوح کو ہدایت دی اور اس کی اولاد میں سے داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون کو بھی اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام کرنے والوں کو۔ اور زکریا، یحییٰ

[1] اس روایت کی اسناد حسن ہے ملاحظہ ہو قسطلانی شرح صحیح بخاری ج ۵ ص ۳۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

عِیْسٰی وَاِلْیَاسَ کُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِیْنَ وَ اِسْمٰعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعٰلَمِیْنَ۔ عیسیٰ اور الیاس کو کہ یہ سب صالح انسانوں میں سے تھے نیز اسمٰعیل الیسع، یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان والوں پر۔

آیت مذکورہ میں وَمِنْ ذُرِّیَّتِہٖ کی ضمیر یا تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف راجع ہو گی کیونکہ آپ ہی کا بیان ہو رہا ہے یا حضرت نوح علیہ السلام کی طرف کہ قریب میں آپ کا ذکر آچکا ہے اور یہی زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ حضرت یونس اور لوط علیہما السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کی نسل سے نہیں ہیں بہرصورت قرآن مجید حضرت الیاس علیہ السلام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت نوح علیہ السلام کی ذریت میں شمار کرتا ہے۔ حالانکہ حضرت ادریس علیہ السلام کا عہد عام مورخین اور مفسرین کی تصریح کے مطابق حضرت نوح علیہ السلام سے بہت پہلے ہے۔ چنانچہ مستدرک حاکم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ

کانت فیما بین نوح وادریس الف سنة [1] حضرت نوح اور حضرت ادریس کے زمانہ میں ایک ہزار سال کا فرق ہے۔

لیکن امام بخاری نے جامع صحیح میں خود حضرت ابن عباس کا بھی تعلیقاً وہی بیان نقل کیا ہے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی جس روایت کا امام بخاری نے حوالہ دیا ہے گو اس کی سند ضعیف ہے [2] لیکن یہ واقعہ ہے کہ حضرت ابن عباس کی جس روایت کو حاکم نے ذکر کیا ہے اس سے یہ ہرگز پتہ نہیں چلتا کہ حضرت ادریس علیہ السلام کا عہد حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے ہے بلکہ حضرت نوح علیہ السلام کا پہلے نام لینا اس بات کا قرینہ بن سکتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ پہلے ہو۔ چنانچہ حافظ ابوبکر بن العربی جو اپنے عہد کے نامور اور مستند ترین علماء میں سے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی اسی روایت سے جس کا امام بخاری نے

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۲۰۸ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۳۵ھ [2] ملاحظہ ہو قسطلانی ج ۵ ص ۳۳۰۔

تعلیقاً ذکر کیا ہے استدلال کرتے ہیں کہ حضرت ادریس علیہ السلام نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے نہیں بلکہ انبیاء بنی اسرائیل میں سے تھے کیونکہ حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق وارد ہے کہ آپ اسرائیلی ہیں۔ وہ اس سلسلہ میں شب معراج کی مشہور حدیث بھی پیش کرتے ہیں جس میں حضرت ادریس علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مرحبا بالنبی الصالح والاخ الصالح کے الفاظ سے خطاب کیا ہے یعنی آپ کا خیر مقدم نبی صالح اور برادر صالح کہتے ہوئے کیا۔ حالانکہ اگر ادریس علیہ السلام حضرت نوح علیہ السلام کے اجداد میں سے ہوتے تو حضرت آدم و حضرت ابراہیم علیہما السلام کی طرح وہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال الابن الصالح (نیک بیٹے) کے الفاظ سے کرتے۔

لیکن حافظ ابن کثیر البدایہ والنہایہ میں قمطراز ہیں کہ ہو سکتا ہے راوی نے اچھی طرح الفاظ کو محفوظ نہ رکھا ہو یا حضرت ادریس علیہ السلام نے بر سبیل تواضع اپنے پدری انتساب کو ذکر نہ کیا ہو۔[۳]

تاہم اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ حضرت ادریس اور حضرت الیاس کی شخصیتوں کے علیحدہ علیحدہ ہونے پر بجز اس کے کہ قرآن مجید نے ان کا تذکرہ جدا جدا ناموں سے کیا ہے اور کوئی چیز دلیل کے طور پر نہیں پیش کی جا سکتی۔ اور یہ دلیل خود اپنی جگہ پر ایسی نہیں جس سے اس بحث کا کوئی قطعی فیصلہ ہو سکے۔ رہے عام مورخین کے اس سلسلہ میں بیانات سو وہ تمام تر اسرائیلیات سے ماخوذ ہیں۔ جن کی صحت خود اپنی جگہ پر محل بحث ہے۔

ایک روایت میں مرفوعاً بھی مذکور ہے کہ خضر ہی الیاس ہیں۔ ابن مردویہ نے تفسیر سورہ انعام میں اس کو روایت کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے الاصابہ میں اس کی پوری اسناد نقل کی ہے اور گو کسی راوی پر جرح تو نہیں ذکر کی مگر اس کو نہایت ہی غریب کہا ہے۔[۴]

قرآن مجید کا مقصد چونکہ ایام اللہ یعنی قصص کے بیان کرنے سے تذکیر و موعظت ہے اس لئے وہ اسی حد تک کسی واقعہ کا ذکر کرتا ہے جس تک

---

[۱] عینی شرح بخاری ج ۷ ص ۲۴ - طبع مصر۔ [۲] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۰۰ طبع مصر ۱۳۴۸ھ [۳] الاصابہ ج ۱ ص ۶۳ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

Marfat.com

کہ وہ زندگی پر اثر انداز ہو سکے۔ اور انسان کی فلاح و صلاح میں کام آ سکے۔ رہا واقعہ کی جزئیات کا استقصا یا تاریخ نگاری تو یہ قرآن مجید کے موضوع سے علیحدہ ہے۔ حضرت الیاس علیہ السلام کے تذکرہ میں بھی قرآن مجید نے آپ کی زندگی کے اسی پہلو کو نمایاں کیا ہے جو نوع انسانی کے لئے نشانِ راہ کا کام دے سکے۔ چنانچہ سورہ انعام میں آپ کے متعلق ہدایت و صلاح کا ذکر ہے اور الصافات میں آپ کا اپنی قوم کو دعوتِ حق دینا۔ بعل کی پرستش پر سرزنش کرنا اور بجز اللہ کے چند مخلص بندوں کے پوری قوم کا آپ کو جھٹلانے کا بیان ہے۔ شارح وحی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی انبیاء علیہم السلام کے واقعات و سوانح کے بیان میں اسی چیز کو ملحوظ رکھا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید نے جو کچھ اس سلسلہ میں بیان کیا ہے کسی صحیح حدیث میں اس سے زیادہ مذکور نہیں۔ اس لئے حضرت الیاس علیہ السلام کے متعلق جو کچھ بھی تاریخ و قصص کی کتابوں میں بیان کیا گیا ہے وہ یا اسرائیلی روایات سے ماخوذ ہے جن کی نہ تصدیق کی جا سکتی ہے نہ تکذیب بلکہ

بظاہر صحت سے دور ہی معلوم ہوتی ہیں۔ یا قصہ گو واعظین اور مورخین کے طبع زاد افسانے ہیں۔ جو انہوں نے اعجوبہ گوئی کی دھن میں عوام کو خوش کرنے کے لئے بیان کر ڈالے۔ چنانچہ حضرت الیاس ؑ کی حیات جاوید۔ اور ہر سال موسم حج میں آپ کی حضرت خضر علیہ السلام یا حضرت الیسع علیہ السلام سے ملاقات اور بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خضر یا حضرت الیاس ؑ کا آکر اہل بیت نبوی کی تعزیت کرنا۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زندگی میں آپ سے ملنا یہ سب خود ساختہ حکایات ہیں حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں اور حافظ ابن حجر نے الاصابہ میں حضرت خضر علیہ السلام کے تذکرہ میں ان روایات کو بیان کر کے ایک ایک کی تنقید کی ہے تعجب ہے کہ اس قسم کی ایک روایت مستدرک حاکم میں بھی موجود ہے چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں جب ہم منزل پر فروکش ہوئے تو وادی میں کوئی شخص یہ کہہ رہا تھا اللھم اجعلنی من امۃ محمد المرحومۃ المغفورۃ

Marfat.com

المثاب لها (اے اللہ مجھے محمد کی امت میں قرار
دے کہ جس امت پر رحم کیا گیا ہے. جس کی مغفرت
کی گئی اور جس کو اجر دیا گیا ہے) انس کا بیان ہے
کہ میں وادی پر آیا تو میں نے ایسے شخص کو پایا جس کا
قد تین سو گز سے بھی زیادہ تھا۔ اس شخص نے مجھ سے
پوچھا تو کون ہے میں نے کہا انس بن مالک خادم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم. دریافت کیا وہ کہاں
ہیں. میں نے کہا وہ یہ رہے آپ کی آواز سن رہے
ہیں. کہنے لگے تم جا کر ان سے میرا سلام کہو اور
یہ کہو کہ آپ کا بھائی الیاس آپ کو سلام کہتا ہے
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں آکر آپ کو اطلاع دی اور آپ نے ان سے
آکر ملاقات کی معانقہ کیا پھر دونوں بیٹھ کر باتیں
کرنے لگے حضرت الیاس نے کہا یا رسول اللہ
میں ہر سال میں ایک دن کھاتا ہوں اور آج میرے
افطار کا دن ہے لہذا میں اور آپ ساتھ مل کر
کھائیں گے. چنانچہ ان دونوں پر آسمان سے ایک
دسترخوان نازل ہوا جس میں روٹی مچھلی اور کرفس
(ایک ترکاری کا نام ہے) تھی. ان دونوں نے

خود بھی کھایا اور مجھ کو بھی کھلایا پھر ہم سب نے مل کر
عصر کی نماز پڑھی. پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ان کو وداع کہا تو میں نے دیکھا کہ آپ ابر پر سوار
ہو کر آسمان کی جانب روانہ ہو گئے. حاکم نے اس
روایت کو نقل کر کے لکھا ہے کہ۔

ھذا حدیث یہ حدیث صحیح الاسناد ہے اور
صحیح الاسناد ولم بخاری مسلم نے اس کی تخریج
یخرجاہ۔ نہیں کی۔

لیکن حافظ شمس الدین ذہبی تلخیص المستدرک
میں اس روایت کو نقل کر کے لکھتے ہیں۔

قلت بل موضوع قبح اللہ میں کہتا ہوں بلکہ موضوع ہے
من وضعہ وما کنت اللہ تعالیٰ اس کو وضع کرنے
احسب ولا اجوزان الجہل والے کا برا کرے۔ میرے
یبلغ بالحاکم الیٰ ان گمان میں بھی نہ تھا اور نہ میں
یصحح ھذا واسنادہ حدثنا اسے روا سمجھتا تھا کہ حاکم کو
احمد بن سعید المعدانی جہالت یہاں تک پہنچا کر رہے گی
بخارا حدثنا عبد اللہ کہ وہ اس کی تصحیح کر دیں گے
بن محمود ثنا عبدان بن حالانکہ اس کی سند یہ ہے
سیار ثنا احمد بن عبد اللہ (سند عربی عبارت میں مذکور ہے)

Marfat.com

البرقی تنا یزید البلوی ہم یا تو یزید بلوی نے
فاما ھذا افتراہ واما یہ افترا کیا ہے یا ابن
ابن سباو۔ ف سبا نے۔

واضح رہے کہ حضرت الیاس علیہ السلام کے بارے میں مستشرقین یورپ، کا سرمایہ تحقیق تمام تر ہی من گھڑت افسانے ہیں جن کے خود ساختہ اور جعلی ہونے کے متعلق ہمارے محدثین شکر اللہ مساعیہم صدیوں پہلے تصریح کر چکے ہیں مگر موجودہ مستشرقین جب اس موضوع پر قلم اٹھاتے ہیں تو ان ہی افسانوں کو حقائق و واقعات کی شکل میں پیش کرنے کی سعی نامحمود کرتے ہیں چنانچہ مسٹر وِنسنک نے انسائیکلوپیڈیا آف اسلام میں حضرت الیاس علیہ السلام کے مقالہ میں یہی دادِ تحقیق دی ہے۔

پ ۲۳

اِلْ یَاسِیْنَ۔ الیاس کو الیاسین بھی کہتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ الیاس دراصل عجمی نام ہے اور عجمی ناموں کے بولنے میں اہل عرب بہت سی تبدیلی سے کام لیتے ہیں اور ان کا تلفظ مختلف طرح سے پر کرتے ہیں، چنانچہ اسمٰعیل بھی کہتے ہیں اور اسمٰعین بھی۔ میکال بھی بولتے ہیں اور میکائیل و میکائین بھی ابراہیم بھی کہا جاتا ہے اور ابراہم و ابراہام بھی۔ اسی طرح اسرائیل اور اسرائین، طور سینا اور طور سینین وغیرہ۔ عرب کا یہ قاعدہ ہے کہ بعض اوقات وہ قوم کے بڑے اور بزرگ شخص کے نام سے پوری قوم کو موسوم کر دیتے ہیں چنانچہ مہلبین یا مہالبہ ایک پوری قوم کا نام ہے گویا ان میں ہر شخص کا نام مہلب ہے۔ اسی پر قیاس کر کے بعض لوگوں نے الیاسین کو الیاس کی جمع بتایا ہے اور اس سے مراد حضرت الیاس علیہ السلام کے متبعین کو لیا ہے بعض الیاسی کی جمع کہتے ہیں ان کا خیال ہے کہ جمع کی حالت میں جس طرح اشعرین اور اعجمین میں یار نسبت گر گئی ہے اس میں بھی ساقط ہو گئی لیکن یہ دونوں توجیہیں خواہ مخواہ کا تکلف ہیں۔ ال یاسین کے بارے میں ان کے اصول نحو و عربیت پر صحیح اترنے میں خود علماء فن کو کلام ہے بعض لوگوں نے آلِ یَاسِیْنَ اور اَلْیَاسِیْنَ بھی پڑھا ہے لیکن سب قراءتوں پر

---

[۱] مستدرک حاکم مع تلخیص ذہبی ج ۳ ص ۶۱۷ طبع دائرۃ المعارف سن ۱۳۴۲ھ

Marfat.com

حضرت الیاس علیہ السلام ہی مراد ہیں۔ کلبی نے آل یاسین کے معنی آل محمد کے بتائے ہیں لیکن علامہ واحدی کا بیان ہے۔

وھذا بعید لان ما بعدہ من الکلام وما قبلہ لا یدل علیہ یہ بعید معنی ہیں کیونکہ کلام کا اگلا پچھلا حصہ اس کو نہیں بتلاتا۔

اسی طرح علامہ محمود آلوسی نے تصریح کی ہے کہ اس قسم کے معانی کی صحت سے سیاق سباق انکار کرتے ہیں ۔[2]

مستشرق وینسنک کی رائے میں العیاذ باللہ محض ضرورت سجع اور قافیہ کی رعایت کے خیال سے الیاس کو آل یاسین بنا دیا گیا جس کی وجہ سے مفسرین کو اس کی تشریح میں بڑی دقتیں پیش آئیں ۔[3] غور فرمائیے جب الیاس کے بارے میں دونوں لغتیں موجود ہیں اور اہل عرب دونوں طرح اس کو بولتے ہیں پھر بھی اس کے متعلق تحریف کا دعوی کرنا علمی بددیانتی کی کیسی شرمناک مثال ہے۔ ایک تمیمی شاعر کا شعر ہے۔

یقول رب السوق لما جئنا

ھذا ورب البیت اسرائینا

دوسرا شاعر کہتا ہے۔

قالت وکنت رجلا فطینا

ھذا لعمر اللہ اسرائینا

ان دونوں شعروں میں اسرائیل کو اسرائین کہا گیا ہے۔

الیسع علیہ السلام۔ کہتے ہیں کہ آپ حضرت الیاس علیہ السلام کے خلیفہ تھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا تھا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ الیسع حضرت الیاس یا حضرت خضر ہی کا نام ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ اسی طرح یہ جو بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت خضر تری پر مقرر ہیں اور حضرت الیسع خشکی پر اور دونوں ہر شب میں سد سکندری پر ملاقات کرتے ہیں یا حضرت الیاس اور حضرت الیسع ہر سال موسم حج میں اکٹھے ہوتے اور زمزم پیتے

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۳۹۸ طبع مصر سنہ ۱۳۵۰ھ [2] روح المعانی ج ۲۳ ص ۱۳۹ طبع مصر

[3] ملاحظہ ہو انسائیکلوپیڈیا آف اسلام مقالہ (الیاس)

Marfat.com

ہیں محض جعل ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں پ۲۹/۱۲

اِلَیْکَ۔ تیری طرف۔ تجھ تک۔ اِلیٰ حرف جر کَ
ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور پ۱/۲و۳ پ۳/۴و۸و۱۳و۱۴
پ۵/۶و۱۳ پ۶/۲و۳و۱۱و۱۳و۱۴ پ۷/۹و۱۹ پ۸/۹ پ۹/۶و۹
پ۱۰/۱۲ پ۱۱/۱۰و۱۵و۱۶ پ۱۲/۲و۳و۶و۱۱ پ۱۳/۵و۶و۹و۱۰و۱۴
پ۱۳/۱۲ پ۱۴/۱۲و۲۲ پ۱۵/۳و۵و۹و۱۰و۱۱و۱۲ پ۱۶/۵و۱۳و۱۵ پ۱۹/۱۸
پ۲۰/۳و۶و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳ پ۲۱/۱و۶و۱۸ پ۲۲/۳و۶و۱۹ پ۲۳/۱۲و۱۵
پ۲۴/۲ پ۲۵/۲و۳و۹و۱۰ پ۲۶/۲و۳و۵و۶ پ۲۸/۶ پ۲۹/۱

اِلَیْکِ۔ تیری طرف۔ تجھ (عورت) تک۔ اِلیٰ حرفِ
جار کِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مجرور پ۱۲/۱۳ پ۱۹/۱۸ پ۲۰/۲

اِلَیْکُمْ۔ تمہاری طرف۔ تم تک۔ اِلیٰ حرفِ جار
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور پ۲/۳ پ۳/۱۱ پ۵/۹و۱۰
پ۷/۲و۱۲و۱۳ پ۸/۱و۸ پ۹/۱۰ پ۱۰/۲و۹ پ۱۱/۱ پ۱۲/۵ پ۱۴/۱
پ۱۸/۱۰ پ۱۹/۲ پ۲۰/۱ پ۲۱/۱۹ پ۲۲/۲ پ۲۳/۲ پ۲۴/۱۳و۱۶ پ۲۸/۷
پ۲۸/۹و۱۷و۱۸ پ۲۹/۱۲

اِلَیْکُمَا۔ تم دونوں تک۔ تم دونوں کی طرف۔ اِلیٰ
حرف جر کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مجرور پ۱۲/۲

اَلِیْمٌ۔ دردناک۔ دکھ دینے والا۔ بروزن فَعِیْلٌ
بمعنی فاعل ہے پ۱/۲و۱۳ پ۲/۵و۹ پ۳/۱۱و۱۲و۱۶
پ۴/۹و۱۰ پ۵/۱۰و۱۳ پ۶/۳و۱۳ پ۸/۱۷ پ۹/۱۸ پ۱۰/۶و۱۱و۱۳و۱۴
پ۱۰/۱۰و۱۹ پ۱۱/۲و۱۳و۱۵ پ۱۲/۲و۳و۹و۱۳ پ۱۳/۳ پ۱۴/۳و۴و۱۳و۲۰
پ۱۴/۲۱ پ۱۶/۱۰ پ۱۸/۸و۱۵ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۱۵ پ۲۱/۶و۱۹ پ۲۲/۹
پ۲۴/۱۲ پ۲۵/۳و۵و۱۲و۱۳و۱۷ پ۲۶/۲و۴ پ۲۷/۱ پ۲۸/۱و۵و۱۰
پ۲۸/۱۵ پ۲۹/۲و۹ پ۳۰/۹ **اَلِیْمًا** پ۱/۱۲ پ۵/۱۷ پ۶/۲و۴
پ۱۰/۱۲و۱۹ پ۱۵/۱ پ۱۹/۲ پ۲۱/۱۷ پ۲۶/۱۰و۱۱ پ۲۹/۱۳و۲۰

اِلَیْنَا۔ ہماری طرف۔ ہم تک۔ اِلیٰ حرفِ جار نَا
ضمیر جمع متکلم مجرور۔ پ۱/۱۹ پ۲/۱۰ پ۶/۱۲ پ۱۱/۸و۱۰و۱۲
پ۱۲/۲ پ۱۳/۵و۱۱و۱۳و۱۶ پ۱۶/۳و۶ پ۱۸/۹ پ۱۹/۲ پ۲۰/۶و۸
پ۲۱/۱و۱۲و۱۸ پ۲۳/۱۲ پ۲۶/۱۶ پ۳۰/۱۲

اِلَیْہِ۔ اس کی طرف۔ اس تک۔ اِلیٰ حرفِ جار
ہِ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور پ۱/۳و۵ پ۲/۳و۶و۹و۲۹
پ۳/۸و۱۶ پ۴/۳ پ۶/۲و۳و۶و۱۰و۱۵ پ۷/۳و۱۰و۱۲و۱۵و۱۶
پ۸/۸و۱۶ پ۹/۱۲ پ۱۱/۳و۹و۱۱و۱۹ پ۱۲/۲و۵و۶و۷و۸
پ۱۲/۱۰و۱۲و۱۴ پ۱۳/۲و۵و۱۰و۱۱و۱۲ پ۱۴/۵و۱۲ پ۱۶/۵و۱۲و۱۹
پ۱۷/۲و۵ پ۱۸/۲و۵و۱۲و۱۵و۱۹ پ۱۹/۹و۱۰و۱۲و۱۴ پ۲۱/۵و۷
پ۲۲/۱۲ پ۲۳/۴و۱۵ پ۲۴/۳و۹و۱۰و۱۵و۱۶ پ۲۵/۱و۳و۱۲
پ۲۶/۲و۱۹ پ۲۷/۱۹ پ۲۸/۲و۱۵ پ۲۹/۲و۷و۱۳

اِلَیْھَا۔ اس (عورت) کی طرف۔ اس تک۔ اِلیٰ

Marfat.com

حرف جار۔ هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور
پ ۹/۱۴ پ ۱۶/۵ پ ۲۱/۹ پ ۲۸/۱۴

اِلَيْهِمْ - ان تک۔ ان کی طرف۔ اِلٰی حرفِ جار
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور۔ پ ۲/۱۶ پ ۴/۱۱و۱۲ پ ۶/۱و۳و۱۲
پ ۸/۱و۸ پ ۱۰/۳و۷ پ ۱۱/۱و۳و۷ پ ۱۳/۲ پ ۲۳/۲و۶و۱۵و۱۸و۱۹
پ ۱۴/۱۲و۱۸ پ ۱۵/۸ پ ۱۶/۳و۱۲ پ ۱۷/۱و۵ پ ۱۹/۱۷و۱۸ پ ۲۲/۱۱و۱۹
پ ۲۴/۱ پ ۲۶/۱۳و۱۹ پ ۲۸/۳و۷و۸

اِلَيْهِنَّ - ان کی طرف۔ اِلٰی حرفِ جار۔ هُنَّ
ضمیر جمع مؤنث غائب مجرور۔ پ ۱۲/۱۴

فصل المیم

اُمّ - ماں۔ خواہ قریبی ماں ہو یعنی حقیقی والدہ یا دُور کی ہو یعنی نانی پر نانی وغیرہ سب کو عربی میں ام کہتے ہیں، یہانتک کہ حضرت حوا علیہا السلام تک کو ام کہا جاتا ہے اور اسی کا اثر ہے کہ آج بھی ہم اپنی زبان میں حضرت آدم علیہ السلام کو باوا آدم اور حضرت حوا رضی اللہ عنہا کو ماں حوا کہتے ہیں کسی شے کی اصل یا اس کی تربیت و اصلاح کے ذریعہ اور سبب کے لئے بھی ام کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے

خلیل نے تصریح کی ہے کہ ہر وہ شے ام سے موسوم ہو سکتی ہے جس کی طرف اس سے تمام متعلق چیزیں ملادی جائیں۔ پ ۹/۸

اَمْ - یا۔ خواہ۔ کیا۔ حرفِ عطف ہے۔ استفہام کے معنی دیتا ہے۔ اور کبھی بمعنی بَلْ یعنی بلکہ اور کبھی بمعنی الف استفہام آتا ہے اور کبھی زائدہ ہوتا ہے۔ پ ۱/۱۱
پ ۱/۹و۱۳و۱۶ پ ۲/۱۰ پ ۵/۵و۱۳ پ ۶/۴ پ ۹/۱۴ پ ۱۰/۸ پ ۱۱/۲
پ ۱۱/۹و۱۱ پ ۱۲/۳و۱۳ پ ۱۳/۸و۱۱ پ ۱۴/۱۲ پ ۱۵/۷ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۷/۲و۵و۷
پ ۱۸/۳و۱۳ پ ۱۹/۷و۱۸و۱۹ پ ۲۰/۱و۱۳ پ ۲۱/۷ پ ۲۲/۷و۱۷و۱۸
پ ۲۳/۵و۶و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵ پ ۲۴/۲و۱۹ پ ۲۵/۲و۳و۸و...
پ ۲۵/۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۸ پ ۲۶/۱و۷و۸ پ ۲۷/۳و۴و۶و۱۰و۱۵
پ ۲۹/۲و۳و۱۱و۱۲ پ ۳۰/۴

اَمَّا - لیکن۔ یا سو۔ حرفِ شرط ہے اور اکثر حالات میں تفصیل کے لئے آتا ہے اور کبھی تاکید کے لئے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ پ ۱/۴ پ ۳/۹و۱۲ پ ۴/۲ پ ۶/۴ پ ۸/۱۴ پ ۹/۵
پ ۱۲/۹و۱۵ پ ۱۳/۸ پ ۱۶/۱و۲ پ ۱۹/۲۰ پ ۲۰/۳و۱۰ پ ۲۱/۵و۱۵ پ ۲۲/۱۹ پ ۲۵...
پ ۲۶/۱۲ پ ۲۹/۱و۵ پ ۳۰/۴و۵و۹و۱۳و۱۶و۱۸و۱۹و۲۶

اِمَّا - اگر۔ یا۔ جا بجا۔ یہ اِنْ اور مَا سے مرکب ہے ا... مختلف معانی میں استعمال ہوتا ہے کبھی شک کے لئے...

Marfat.com

کبھی ابہام کے لئے کبھی اختیار دینے کبھی اباحت بنانے اور کبھی تفصیل بیان کرنے کے واسطے آتا ہے

۱/۲ ۷/۱۳ ۸/۱۱ ۹/۲ و ۱۴ ۲/۳ ۱۱/۲ و ۱۰ ۱۴/۱۲ ۱۵/۲

۱۶/۲ و ۵ و ۸ و ۱۲ و ۱۶ ۲۴/۱۳ و ۱۴ ۲۵/۱۰ ۲۶/۸ ۲۹/۱۹

اَمَاتَ۔ اس نے مار ڈالا۔ اس نے موت دی۔ اِمَاتَۃٌ سے جس کے معنی موت دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۲۴/۱

اَمَاتَہٗ۔ اس کو مردہ کیا۔ اس کو موت دی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۳/۳۰

اَمَّارَۃٌ۔ بڑا حکم دینے والا۔ اَمْرٌ سے۔ جس کے معنی حکم دینے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالَۃٌ ۱۳/۱

اُمُّ الْقُرٰی۔ مکہ معظمہ کا دوسرا نام ہے۔ اُمُّ الْقُرٰی کے معنی بستیوں کی اصل اور جڑ کے ہیں۔ مکہ معظمہ چونکہ ساری دنیا کا دینی مرکز ہے۔ تمام روئے زمین پر خدا کا پہلا گھر وہیں بنا۔ اور قبلۂ اول ہونے کا شرف اسی کو حاصل ہوا۔ زمانہ جاہلیت میں بھی تمام عرب کا دینی و دنیوی مرجع تھا اور آج بھی نہ صرف عرب بلکہ تمام عالم اسلامی کا۔ ان وجوہ سے قرآن مجید نے مکہ معظمہ کو ام القریٰ کہا ہے۔ ۷/۱۲ ۲۵/۲

اُمُّ الْکِتَابِ۔ کتاب کی اصل کتاب کی جڑ۔ لوحِ محفوظ۔ قرآن مجید بلکہ تمام آسمانی کتابوں میں دو قسم کی آیتیں ہیں۔ ایک وہ جن کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں یعنی ان میں لغت اور ترکیب کے اعتبار سے کسی قسم کا اجمال اور ابہام نہیں پایا جاتا اور مذہب کے عام اصول مسلمہ کے اعتبار سے ان کے معنی قطعاً متعین ہو چکے۔ دوسری وہ آیتیں جن کے معنی سمجھنے میں کچھ اشتباہ و التباس واقع ہو۔ یا تو اس وجہ سے کہ عبارت میں ابہام اور اجمال ہے یا اس وجہ سے کہ وہ کئی معنی کی محتمل ہے۔ پہلی قسم کی آیتیں محکمات اور دوسری قسم کی متشابہات کہلاتی ہیں۔ چونکہ آیاتِ محکمات درحقیقت کتاب کی ساری تعلیمات کی جڑ اور اصل ہوتی ہیں۔ اس لئے قرآن مجید نے ان کو ام الکتاب کہا ہے۔ اسی طرح لوحِ محفوظ چونکہ تمام علوم کا سرچشمہ ہے اور سارے علوم و فنون اسی کی طرف منسوب ہیں اور سب اسی سے نکلے ہیں۔ بدیں وجہ

Marfat.com

اس کو بھی ام الکتاب سے موسوم کیا گیا ہے پ۱۲ ع۹ پ۱۳ ع۱۲

اِمَامًا۔ پیشوا۔ مقتدا۔ رہنما۔ بروزن فِعَالٌ اسم ہے بمعنی من یؤتم بہ کے یعنی جس کا قصد کیا جائے چونکہ مقتدا اور رہنما کا قصد کیا جاتا ہے اس لئے اس کو امام کہتے ہیں۔ غرض جس کی پیروی کی جائے وہ امام ہے۔ حق میں پیروی ہو یا ناحق میں اور خواہ جس کی پیروی کی جائے وہ انسان ہو کہ اس کے قول و فعل کی اقتدا کریں یا کتاب ہو کہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کیا جائے یا اور کوئی شے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے آتا ہے نیز جمع کے موقع پر بلفظِ واحد بھی مستعمل ہے پ۱ ع۱۵ پ۱۲ ع۲ پ۱۴ ع۱۹ پ۱۹ ع۴

اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ کھلا راستہ۔ کھلی اصل۔ اِمَامٌ اس کو کہتے ہیں جس کا قصد کیا جائے اور مبین کے معنی واضح اور کھلے ہوئے کے ہیں چونکہ راستہ کا قصد کیا جاتا ہے اور قیامت میں صحائف اعمال کی پیروی کی جائے گی یعنی جیسا ان میں تحریر ہوگا اسی کے مطابق سزا جزا ہوگی۔ اسی طرح لوحِ محفوظ میں جو کچھ مرقوم ہوتا ہے اسی کے مطابق ظہور پذیر ہوتا ہے گویا ہر شے اپنے وجود میں اسی کی پیرو ہوتی ہے اس لئے قرآن مجید نے راستہ اور صحیفہ اعمال یا لوحِ محفوظ کے لئے امام کا لفظ استعمال کیا ہے۔ چنانچہ سورہ حجر میں ارشاد ہے وَاِنَّهُمَا لَبِاِمَامٍ مُّبِيْنٍ (اور وہ دونوں (یعنی قوم لوط اور اصحاب الایکہ) کھلے راستے پر واقع ہیں) یہاں امام مبین یعنی کھلا راستہ اس قدیم شاہراہ کو کہا گیا ہے جو عرب کے جغرافیہ میں یمن سے شروع ہو کر ساحل بحر احمر کے کنارہ کنارہ حجاز و مدین سے ہوتی ہوئی خلیج عقبہ کے کنارہ سے نکل کر تیما وغیرہ کو قطع کرتی ہوئی جاتی ہے۔ تمام قدیم جغرافیوں میں اس شاہراہ کا تذکرہ ملتا ہے، قوم ثمود، قوم لوط، قوم شعیب۔ تیما، اور رقیم کی بستیاں اسی شاہراہ پر حجاز و شام کے درمیان واقع تھیں یہی وہ شاہراہ ہے جو اگلے زمانے میں ہندوستان، یمن اور مصر و شام کے سفر کا تنہا راستہ تھی۔ قریش کے تجارتی قافلے صیف (موسم گرما) اور شتا، (موسم سرما) دونوں زمانوں میں اسی راہ سے گزرتے تھے۔ اور سورہ یٰس میں جو آیت کریمہ وَكُلَّ شَيْءٍ اَحْصَيْنٰهُ فِيْٓ اِمَامٍ مُّبِيْنٍ۔ (اور ہر چیز ہم نے ایک کھلی اصل میں گن رکھی

اس میں اختلاف ہے بعض مفسرین نے لوح محفوظ مراد لی ہے اور بعض نے صحیفۂ اعمال مگر پہلا قول زیادہ صحیح معلوم ہوتا ہے ۱۲:۳۶

اَمَامَہٗ اس کے سامنے۔ اس کے آگے۔ قُدَّامٌ کی طرح ہے۔ اسم بھی ہوتا ہے اور ظرف بھی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۵:۷۵

اِمَامِھِمْ۔ ان کا پیشوا۔ ان کا سردار۔ اِمَامٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے ۷۱:۱۷

اَمٰنٰتِ۔ امانتیں۔ اَمَانَۃٌ کی جمع ہے ۵۸:۴

اَمٰنٰتِکُمْ۔ تمہاری امانتیں۔ اَمَانَاتِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے ۲۷:۸

اَمَانَتَہٗ۔ اس کی امانت۔ اَمَانَۃَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ہے ۲۸۳:۲

اَمٰنٰتِھِمْ۔ ان کی امانتیں۔ اَمَانَاتِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے ۸:۲۳

اَمَانَۃَ۔ امانت۔ آیت شریفہ اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَۃَ عَلَی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَیْنَ اَنْ یَّحْمِلْنَہَا وَاَشْفَقْنَ مِنْہَا وَحَمَلَہَا الْاِنْسَانُ اِنَّہٗ کَانَ ظَلُوْمًا جَھُوْلًا۔ (ہم نے اس امانت کو آسمانوں اور زمین اور پہاڑ پر پیش کیا تو انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اس کو اٹھا لیا۔ اس میں شک نہیں کہ انسان بڑا بے ترس اور نادان ہے) میں امانت سے تمام مفسرین کے نزدیک تکلیف شرعی مراد ہے۔ حضرت شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"امانت کیا ہے؟ پرائی چیز رکھنی اپنی خواہش کو روک کر آسمان زمین وغیرہ میں اپنی خواہش کچھ نہیں۔ یا ہے تو وہی ہے جس پر قائم ہیں۔ انسان میں خواہش اور ہے اور حکم خلاف اس کے۔ اس پرائی چیز (یعنی حکم) کو برخلاف اپنے جی کے تھامنا بڑا زور چاہتا ہے اس کا انجام یہ کہ منکروں کو قصور پر پکڑا جائے اور ماننے والوں کا قصور معاف کیا جائے۔ اب بھی یہی حکم ہے کسی کی امانت کوئی جان کر ضائع کر دے تو بدلہ دینا پڑے گا اور بے اختیار ضائع ہو جائے تو کچھ نہیں" ۷۲:۳۳

اَمَانِیَّ۔ جھوٹی آرزوئیں۔ خیالات کے اندازے

امیدیں ٹھیرائی ہوئیں بروزن اَفَاعِیل بتشدید یاء ہے
اُمْنِیَّۃٌ کی جمع۔ جس کے معنی کسی ٹھیرائی ہوئی تمنا
اور اندازہ کی ہوئی چیز کے ہیں۔ بعض مفسرین نے
اَمَانِیّ کے معنی جھوٹی باتوں کے اور بعض نے بے
سمجھے بوجھے پڑھ لینے کے بیان کئے ہیں چونکہ جھوٹی
بات میں ایک بے حقیقت چیز کا ٹھیرانا ہوتا ہے اور
بے سمجھے بوجھے پڑھنا اندازہ پر چلنا ہے اس لئے یہ
دونوں معنی بھی امنیہ سے مراد ہو سکتے ہیں ؎۱

پ ۱ ع ۱۸

اَمَانِیُّکُمْ۔ تمہاری ٹھیرائی ہوئی امیدیں۔ تمہارے
خیالات کے اندازے۔ اَمَانِیّ مضاف کُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ہے پ ۵ ع ۱۵

اَمَانِیُّهُمْ۔ ان کی باندھی ہوئی آرزوئیں۔ ان کے
ٹھیرائے ہوئے خیالات۔ اَمَانِیّ مضاف هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے پ ۱ ع ۱۲

اِمَائِکُمْ۔ تمہاری لونڈیاں۔ اِمَاءٌ۔ اَمَۃٌ کی
جمع مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۸ ع ۸

اَمَۃٌ۔ لونڈی۔ باندی۔ اَمٌ سے ہے

اُمَّۃٌ۔ امت، جماعت مدت، طریقہ، دین، ہر وہ
جماعت جن میں کسی قسم کا کوئی رابطۂ اشتراک موجود
ہو اسے امت کہا جاتا ہے۔ خواہ یہ اتحاد مذہبی وحدت
کی بنا پر ہو یا جغرافیائی اور عصری وحدت کی وجہ
سے۔ اور خواہ اس رابطہ میں امت کے اپنے اختیار
کو دخل ہو یا نہ ہو۔ اخفش نے تصریح کی ہے کہ امت
باعتبار لفظ کے واحد ہے اور باعتبار معنی کے جمع
نیز حیوان کی ہر جنس ایک امت ہے ؎۔ ابن درستویہ
کا بیان ہے کہ جہاں بھی امت کے معنی مدت کے
ہوں گے وہاں اس کا مضاف محذوف ہوگا اور
مضاف الیہ مضاف کے قائم مقام سمجھا جائیگا۔ ؎۲
اس لحاظ سے وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ
اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ (اور اگر ہم ان سے عذاب کو
ایک مدت معلوم تک روکے رکھیں) اور وَادَّكَرَ
بَعْدَ اُمَّةٍ (اور اس کو مدت کے بعد یاد آیا) میں
لفظ زمن یا حین محذوف ہے گویا اصل میں

؎۱ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۱۹۸۔ باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم لانکتب ولا نحسب
؎۲ ملاحظہ ہو فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۲۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

یوں تھا الیٰ زمن امۃ معدودۃ اور بعد میں امۃ زمن اور حین کو حذف کرکے مضاف الیہ یعنی لفظ امت کو اس کا قائم مقام سمجھا گیا۔ امت کے مجازی معنی طریقہ اور دین کے بھی آتے ہیں۔ عرب والے بولتے ہیں۔ فلان لا امۃ لہ یعنی فلاں کا کوئی دین اور طریقہ نہیں۔[1] پ ۱ / ۱۵ و ۱۹

پ ۳ / ۱ و ۱۰۔ پ ۴ / ۲ و ۳۔ پ ۵ / ۳۔ پ ۶ / ۱۱ و ۱۲۔ پ ۷ / ۱۹

پ ۸ / ۱۱۔ پ ۹ / ۱۰ و ۱۱ و ۱۲۔ پ ۱۰ / ۹ و ۱۰۔ پ ۱۱ / ۱ و ۱۰ و ۱۹۔ پ ۱۲ / ۲

پ ۱۴ / ۱ و ۱۱ و ۱۸ و ۱۹ و ۱۲۔ پ ۱۵ / ۹ و ۱۲ و ۳۱۔ پ ۱۶ / ۳ و

پ ۱۸ / ۳ و ۱۲۔ پ ۲۰ / ۳ و ۹ و ۱۰۔ پ ۲۲ / ۱۵۔ پ ۲۳ / ۹

پ ۲۵ / ۲ و ۸ و ۹ و ۲۰

اَمْتًا۔ ٹیلا۔ اونچان۔ نشیب و فراز۔ کسی چیز کا مختلف ہونا۔ پ ۱۶ / ۱۴

اِمْتَازُوْا۔ تم الگ ہو جاؤ۔ اِمْتِیَازٌ سے۔ جس کے معنی الگ ہونے اور ممیز ہو جانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۳ / ۳

اِمْتَحَنَ۔ اس نے جانچ لیا۔ اِمْتِحَانٌ سے۔ جس کے معنی آزمانے اور جانچنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو اِبْتَلٰی) پ ۲۶ / ۱۳

اِمْتَحِنُوْهُنَّ۔ ان عورتوں کو جانچ لو۔ اِمْتَحِنُوْا اِمْتِحَانٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ پ ۲۸ / ۸

اَمْتِعَتِكُمْ تمہارے اسباب۔ تمہارے سازوسامان۔ اَمْتِعَةٌ۔ مَتَاعٌ۔ کی جمع۔ جس کے معنی ہر قسم کی چیز بست اور مال و اسباب کے۔ جس سے انسان اس دنیوی زندگی میں تھوڑا بہت نفع اندوز ہو سکے۔ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر مضاف الیہ۔ پ ۵ / ۱۱

اُمَتِّعْكُنَّ۔ میں تم کو کچھ فائدہ پہنچا دوں

[1] عمدۃ القاری ج ۵ ص ۴۹۸۔

Marfat.com

اُمَتِّعْ تَمْتِيْعٌ سے۔ جس کے معنی تھوڑا بہت فائدہ پہنچانے یا تھوڑا بہت مال اسباب دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ کُنَّ ضمیر جمع مؤنث حاضر۔ پ۲۱

اُمَتِّعُهٗ۔ میں اس کو کچھ نفع پہنچاؤں گا اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱

اُمَّتُكُمْ۔ تمہارا گروہ۔ تم لوگ اُمَّۃٌ مضاف۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۷ پ۱۸

اِمْتَلَئْتِ۔ تو پُر ہو گئی۔ تو بھر گئی اِمْتِلَاءٌ سے۔ جس کے معنی پر ہونے اور بھر جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ پ۲۶

اَمَتَّنَا۔ تو نے ہم کو موت دی۔ اَمَتَّ اِمَاتَۃٌ سے۔ جس کے معنی موت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۲۴

اَمْثَال۔ مثالیں۔ مانند۔ مَثَلٌ اور مِثْلٌ کی جمع۔ جس کے معنی مانند اور نظیر کے ہیں۔ امثال القرآن یعنی قرآن مجید نے جو مثالیں اور نظیریں بیان کی ہیں یہ ایک مستقل فن ہے۔ بیہقی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قرآن میں پانچ چیزیں نازل ہوئی ہیں۔ حلال و حرام۔ محکم اور متشابہ۔ اور امثال۔ پس حلال پر عمل کرو۔ حرام سے بچو۔ محکم کی اتباع کرو۔ متشابہ پر ایمان لاؤ۔ اور امثال سے عبرت پکڑو۔ [1]

[1] اتقان ج ۲ ص ۱۳۱ طبع مصر ۱۳۴۳ھ

Marfat.com

بو عبدالرحمٰن سلمی، ابوالحسن ماوردی، اور ابن قیم کی اس موضوع پر مستقل تصانیف ہیں۔ پ۱۳ ع۸، ۱۲، ۱۶، ۱۹۔ پ۱۴ ع۵۔ پ۱۸ ع۱۱، ۱۹۔ پ۱۹ ع۲۔ پ۲۰ ع۱۹۔ پ۲۷ ع۱۲۔ پ۲۸ ع۹

اَمْثَالُكُمْ۔ تمہاری طرح۔ تم جیسے۔ اَمْثَالُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۰ ع۱۴۔ پ۱۵ ع۸۔ پ۲۷

اَمْثَالُهَا۔ اس جیسے۔ اَمْثَالُ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۸ ع۵۔ پ۲۶

اَمْثَالُهُمْ۔ ان کی مثالیں۔ ان جیسے اَمْثَالُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۵ ع۲۰۔ پ۲۱

اَمْثَلُهُمْ۔ ان میں بہتر اَمْثَلُ کے اصلی معنی تو زیادہ مشابہ کے ہیں لیکن اس کا استعمال اسی شخص کے لئے ہوتا ہے جو اچھے لوگوں کے مشابہ ہو اور اسی اعتبار سے اس کے معنی زیادہ بہتر اور زیادہ نیک کے آتے ہیں پ۱۶

اَمَدٌ۔ مدت۔ اَمَدٌ اور اَبَدٌ دونوں قریب المعنی ہیں فرق یہ ہے کہ ابد غیر متعین اور غیر محدود زمانہ کا نام ہے اور امد محدود مگر غیر متعین زمانہ کا۔ البتہ اَمَدُ كَذَا یعنی اتنی مدت کہہ کر اس کی تعیین کی جا سکتی ہے۔ زمان اور امد کے لفظ میں صرف اتنا فرق ہے کہ امد کا استعمال باعتبار غایت یعنی کسی چیز کی مدت ختم ہونے کے لحاظ سے ہوتا ہے اور زمان کا لفظ مبدا، اور غایت دونوں کے لئے عام ہے۔ یعنی شروع زمانہ کے بتانے کے لئے بھی اور انتہائی زمانہ کے بتانے کے لئے بھی اَمَدُ پ۳ ع۱۸ اَمَدًا پ۱۵ ع۱۱۔ پ۱۲ ع۲۹

اَمْدَدْنٰكُمْ۔ ہم نے تمہاری مدد کی۔ اَمْدَدْنَا اِمْدَادٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۵

اَمْدَدْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کی مدد کی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲۷

اَمَدَّكُمْ۔ اس نے تمہاری مدد کی۔ اس نے تم کو پہنچایا۔ اَمَدَّ۔ اِمْدَادٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۹

اَمْرٌ۔ کام۔ معاملہ۔ حالت۔ حکم۔ امر کا لفظ تمام اقوال و افعال کے لئے عام ہے چنانچہ آیت شریفہ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ (اسی کی طرف رجوع ہے

سب کام کا) وغیرہ میں امر اپنے اسی عمومی معنی
میں مستعمل ہے۔ جب امر حکم کے معنی میں آئے تو یہ
ضروری نہیں کہ وہ بصیغہ امری ہو بلکہ خواہ بصیغہ
امر ہو خواہ بلفظ خبر یا بطریق اشارہ کنایہ ہو سب
امر کے معنی میں داخل ہے۔ حضرت ابراہیم خلیل اللہ
صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے مقدس صاحبزادے
حضرت اسمٰعیل ذبیح اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو
خواب میں اپنے ہاتھ سے ذبح کرتے ہوئے دیکھا
چونکہ نبی کا خواب سچا ہوتا ہے معلوم ہوا یہ
کی قربانی کا حکم ہے۔ اسی لئے قرآن نے جب
اس واقعہ کو بیان کیا تو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام
کی زبانی اس کو امر قرار دیا۔ چنانچہ حضرت ابراہیم
علیہ السلام خواب کا واقعہ اپنے اکلوتے صاحبزادے
کو سنا کر ان سے اس بارے میں رائے طلب کرتے
ہیں تو ذبیح اللہ کی زبان سے ارشاد ہوتا ہے۔
یٰاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ (ابا جان آپ کیجئے
جس کا آپ کو حکم ہوا ہے) آیت شریفہ میں خواب
کے غیبی اشارہ کو امر کہا گیا ہے۔ آیتِ شریفہ اَتٰی
اَمْرُ اللّٰہِ (آپہنچا حکم اللہ کا) میں امر سے قیامت

کی طرف اشارہ ہے۔ پ۹/۹ و ۱۲ پ۴/۴ و ۷ و ۸ پ۵/۴ و ۵ و ۸
پ۶/۱۲ پ۷/۷ و ۱۳ پ۸/۱۶ پ۹/۸ پ۱۱/۲ و ۳ و ۹ پ۱۲/۲ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۹
پ۱۲/۱۰ و ۱۴ و ۱۵ پ۱۳/۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۹ پ۱۳/۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۶
پ۱۵/۱۰ و ۱۹ پ۱۶/۲ و ۵ و ۷ و ۱۳ و ۱۶ پ۱۷/۱۶ پ۱۸/۱۵ پ۱۹/۲ و ۱۸
پ۲۰/۸ پ۲۱/۳ و ۱۳ پ۲۳/۱۲ پ۲۵/۱۳ و ۱۸ پ۲۶/۲ و ۷ و ۱۳ و ۱۵ پ۲۷/۱ و ۹ و ۱۸
پ۲۷/۱ و ۱۸ پ۲۹/۱۸ پ۳۰/۷ و ۱۳ اَمْرًا پ۱/۱۳ پ۳/۱۳ پ۱۰/۱ پ۱۲/۱۲
پ۱۴/۴ پ۱۵/۲۱ پ۱۶/۵ پ۱۹/۱۸ پ۲۲/۳ پ۲۳/۱۲ پ۲۵/۱۲ و ۱۳ پ۲۶/۱۸
پ۲۸/۱۷ پ۳۰/۳

اَمَرَ۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے فرمایا۔ (نَصَرَ) اَمْرٌ
سے جس کے معنی حکم دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب پ۱/۳ پ۵/۱۲ پ۸/۱۰ پ۱۳/۱۵ پ۱۴/۳ پ۳۰/۲۱

اُمُرْ۔ تو حکم دے۔ اَمْرٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر
حاضر پ۹/۷ و ۱۲ پ۱۶/۱۷ پ۲۱/۱۱

اَمَرُّ۔ بہت تلخ۔ مَرَارَۃٌ سے جس کے معنی کڑوا ہونے
اور تلخی کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۷/۱۰

اِمْرًا۔ بھاری۔ عجیب۔ انوکھا۔ قابلِ انکار۔
اسم ہے۔ پ۱۵/۲۲

اِمْرُؤٌ۔ مرد۔ انسان۔ شخص۔ اِمْرَؤٌ کی ہمزہ بحالت
رفع واو کی شکل میں اور بحالتِ نصب الف کی

Marfat.com

شکل میں اور بحالتِ جر یا کی شکل میں آتی ہے۔
اس کی را کو ضمہ بھی آتا ہے اور فتحہ بھی اور رفع
کی حالت میں ضمہ اور نصب کی حالت میں فتحہ
اور جر کی حالت میں کسرہ کے ساتھ پڑھنا بھی
درست ہے۔ پ ۴ اِمْرَأً پ ۵ اِمْرِئٍ پ ۸ پ ۲۶
پ ۲۹ ع ۸ و ۱۲ پ ۳۰ ع ۵

اِمْرَاَۃ۔ عورت۔ اِمْرَءٌ کی مؤنث پ ۳ ع ۱۲ پ ۵ ع ۱۲
پ ۱ پ ۲۲

اِمْرَاَتَیْنِ۔ دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالتِ
رفع۔ پ ۳

اِمْرَاَتُ عِمْرَانَ۔ عمران کی عورت، عمران
کی بیوی یہ حضرت مریم علیہا السلام کی والدۂ ماجدہ
اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جدۂ محترمہ ہیں۔
رضی اللہ عنہا۔ ان کا اسم مبارک حنہ تھا۔ یہ عبرانی
نام ہے مستدرک حاکم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ
عنہ سے مروی ہے کہ حضرت حنہ نے حضرت مریم
کو جنا اور حضرت مریم نے حضرت عیسیٰ کو[1] معراج
کی مشہور حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو خالہ زاد
بھائی فرمایا ہے[2]۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ حضرت
یحییٰ علیہ السلام کی بھی نانی ہوتی ہیں پ ۳

اِمْرَاَتُ الْعَزِیْزِ۔ عزیز کی عورت۔ عزیز کی
بیوی بعض علما اس کا نام راعیل بنت رعابیل
بتلاتے ہیں اور بعض زلیخا بنت تملیخا، زلیخا کا تلفظ
زا کے زبر اور لام کے زیر سے مشہور ہے اور بعض زا
کو پیش اور لام کو زبر دیتے ہیں۔ پ ۱۲ ع ۱۴ و ۱۶

اِمْرَاَتَ فِرْعَوْنَ۔ فرعون کی عورت۔
فرعون کی بیوی۔ ان کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا۔
رضی اللہ عنہا۔ فرعونیوں کو حضرت موسیٰ علیہ السلام
کے قتل سے انہیں نے روکا تھا۔ سورۂ تحریم میں اللہ تعالیٰ
نے ان کے ایمان کا تذکرہ کیا ہے اور مومنین کے
لئے ان کی مثال بیان فرمائی ہے، فرعون کو جب
ان کے ایمان کا حال کھلا تو وہ کمبخت ان کو طرح
طرح کی ایذائیں دینے لگا۔ ابن ابی شیبہ، عبد بن

[1] مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۹۲ طبع دائرۃ المعارف ۱۳۴۰ھ
[2] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ ذکر رحمۃ ربک عبدہ زکریا

Marfat.com

حمید، ابن المنذر، ابن جریر، حاکم نیز بیہقی نے اپنی کتاب شعب الایمان میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ان کو چلچلاتی دھوپ میں کھڑا کر کے ایذائیں دی جاتیں اور جب لوگ ایذائیں دے کر ہٹ جاتے تو فرشتے اپنے بازوؤں سے ان پر سایہ فگن ہوتے، ان کو جنت میں اپنا گھر نظر آتا تھا۔ حاکم نے مستدرک میں اس روایت کو بخاری، مسلم کی شرط پر صحیح بتلایا ہے اور ذہبی نے تلخیص میں ان کی رائے سے اتفاق ظاہر کیا ہے[۱] مسند احمد، مستدرک حاکم، اور معجم طبرانی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنتی بیویوں میں سب سے افضل خدیجہ بنت خویلد، فاطمہ بنت محمد، مریم بنت عمران اور آسیہ بنت مزاحم ہیں۔ آسیہ فرعون کی اہلیہ تھیں اپنی اس فضیلت کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کے متعلق ہم کو اس آیت میں بتائی ہے قَالَتْ رَبِّ ابْنِ لِي عِنْدَكَ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ الآیہ۔ صحیحین میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مردوں میں سے تو بہت سوں کو کمال حاصل ہوا مگر عورتوں میں بجز آسیہ، فرعون کی اہلیہ اور مریم بنت عمران کے اور کسی کو یہ بات نصیب نہیں ہوئی۔ اور بلاشبہ عائشہ کو عورتوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو اور کھانوں پر ہے[۲] ج ۳ ص ۲۵

[۱] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ و مستدرک مع تلخیص ج ۲ ص ۴۹۶ و ۴۹۷۔

[۲] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ تعالیٰ ضرب اللہ مثلا للذین آمنوا امرأۃ فرعون و صحیح مسلم کتاب الفضائل تعجب ہے کہ حافظ ابن کثیر اور قاضی شوکانی نے صحیحین کے حوالہ سے اس حدیث میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا کا نام بھی ذکر کیا ہے۔ (ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۲ طبع میرٹھ ۱۳۰۱ھ و تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹۔) حالانکہ صحیحین میں حضرت خدیجہ کا نام اس استثناء میں کہیں مذکور نہیں، البتہ معجم طبرانی، حلیۃ الاولیا ابو نعیم اصفہانی اور تفسیر ثعلبی میں جو روایت درج ہے اس میں حضرت آسیہ اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کے بعد حضرت خدیجہ بنت خویلد اور حضرت فاطمہ بنت محمد رضی اللہ عنہا کا بھی اس استثنا میں نام لیا گیا ہے۔

(ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۳۲۱ طبع میرٹھ ۱۳۰۰ھ)

Marfat.com

اِمْرَاَتَ لُوْطٍ - لوط کی عورت، لوط کی بیوی
مقاتل کا بیان ہے کہ اس کا نام والعہ[1] تھا قرآن مجید میں جو حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی اور حضرت لوط علیہ السلام کی بیوی کے متعلق اپنے شوہروں سے خیانت کرنا مذکور ہے۔ اس سے مراد خیانت دینی ہے حرامکاری اور بدکاری نہیں، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ان دونوں کی خیانت یہ تھی کہ وہ ان پیغمبروں کے دین پر نہ تھیں۔ نوح علیہا السلام کی بیوی کو ان کے خفیہ راز پر مطلع رہتی اور جب کوئی شخص ان پر ایمان لاتا تو قوم کے سرکشوں کو اس کی اطلاع دیتی۔ اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ جب حضرت لوط علیہ السلام کسی کی مہمانداری کرتے تو یہ شہر کے بدکاروں کو خبر دیتی[2] پ۲۸

اِمْرَاَتَ نُوْحٍ - نوح کی عورت، نوح کی بیوی
مقاتل نے اس کا نام والہہ بتایا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بطریق صحیحہ حدیث و تفسیر کی متعدد کتابوں میں منقول ہے کہ حضرت نوح اور لوط علیہا السلام کی جن دو بیویوں کا قرآن مجید میں ذکر ہے۔ ان دونوں نے حرامکاری نہیں کی تھی۔ نوح علیہ السلام کی بیوی کی خیانت تو یہ تھی کہ وہ لوگوں سے کہتی یہ دیوانے ہیں اور لوط علیہ السلام کی بیوی کی خیانت یہ تھی کہ وہ لوگوں کو مہمانوں کے متعلق اطلاع دیدیتی، قرآن مجید میں اسی خیانت کا ذکر ہے[3]۔ پ۲۸/۲۰

اِمْرَاَتَیْنِ - دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالت رفع۔ پ۲۰

اِمْرَاَتَكَ - تیری عورت۔ تیری بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ مضاف۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۲ پ۱۴/۱۹

اِمْرَاَتَهٗ - اس کی عورت۔ اس کی بیوی اِمْرَاَۃٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۴ پ۱۲/۵ پ۱۳/۱۲ پ۱۴/۱۹ پ۱۶/۱۲ پ۱۹/۲۲ پ۲۶/۱۱ پ۳۰/۲۶

اِمْرَاَتِیْ - میری عورت۔ میری بیوی۔ اِمْرَاَۃٌ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۳/۱۲ پ۱۶/۴

اِمْرَاَتٰنِ - دو عورتیں۔ اِمْرَاَۃٌ کا تثنیہ بحالت

[1] البحر المحیط ج ۸ ص ۲۹۲ طبع مصر ۱۳۲۹ھ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰ [3] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۲۴۹۔

Marfat.com

نصب وجر پ ۳۰/۲

اُمِرْتُ۔ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول
کا صیغہ واحد متکلم پ ۸/۶ پ ۸/۳ پ ۱۱/۹،۱۰ پ ۳۴/۱۱ پ ۳۰/۲

پ ۲۴/۱۶ پ ۲۴/۱۲

اُمِرْتَ۔ تجھے حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۲ پ ۲۵

اَمَرْتُكَ۔ میں نے تجھ کو حکم دیا۔ اَمَرْتُ اَمْرٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ كَ ضمیر واحد مذکر
حاضر۔ پ ۹

اَمَرْتَنِیْ۔ تو نے مجھے حکم کیا۔ اَمَرْتَ اَمْرٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد
متکلم۔ پ ۷

اَمَرْتَهُمْ۔ تو نے ان کو حکم دیا۔ اس میں هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۹/۱۲

اَمَرَكُمْ۔ اس نے تم کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی
كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۲

اَمْرُكُمْ۔ تمہارا کام۔ اَمْرُ مضاف كُمْ ضمیر جمع
مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۲ پ ۱۵

اَمَرْنَا۔ ہم نے حکم دیا۔ یہاں امرِ تکوینی مراد کر

اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۸

اُمِرْنَا۔ ہم کو حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا
صیغہ جمع متکلم پ ۱۵

اَمَرَنَا۔ اس نے ہم کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی،
نَا ضمیر جمع متکلم پ ۸

اَمْرُنَا۔ ہمارا حکم، ہمارا کام۔ اَمْرُ مضاف نَا
ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۶ پ ۱/۱۳ پ ۸ پ ۱۳/۵،۶
پ ۱۲/۶،۷،۸ پ ۱۵/۱۳ پ ۱۲/۱۱ پ ۱۶/۵ پ ۱۲/۱۹ پ ۲۲/۸ پ ۱۵/۶

لَاٰمُرَنَّهُمْ۔ میں ان کو ضرور حکم دوں گا۔ اٰمُرَنَّ
مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب پ ۵

اَمَرُوْا۔ انہوں نے حکم دیا۔ اَمْرٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب پ ۱۲

اُمِرُوْا۔ ان کو حکم دیا گیا۔ اَمْرٌ سے ماضی مجہول کا
صیغہ جمع مذکر غائب پ ۹ پ ۱۱ پ ۲۰/۲۲

اٰمُرُهٗ۔ میں اس کو حکم دیتی ہوں۔ اٰمُرُ اَمْرٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر
غائب پ ۱۲

اَمَرَهٗ۔ اس کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد

Marfat.com

مذکر غائب پ ۳۰/۵

اَمْرُهٗ۔ اس کا حکم۔ اس کا کام امر مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱/۶ پ ۱/۱۲ پ ۷/۴ پ ۸/۱۳ پ ۱۰/۹ پ ۱۳/۱۳ پ ۱۳/۱۴ پ ۱۴/۱،۷ پ ۵/۱۹ پ ۱۷/۲،۶،۱۶ پ ۸/۱۵ پ ۲۱/۲،۸ پ ۲۳/۴،۱۲ پ ۲۴/۷ پ ۲۵/۱۸ پ ۲۸/۱۴

اَمْرَهَا۔ اس کا کام اس کا حکم۔ امر مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۳/۱۹ پ ۲۸/۱۴

اَمَرَهُمْ۔ ان کو حکم دیا۔ اَمَرَ صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۳/۲ پ ۲۵/۱۹

اَمْرُهُمْ۔ ان کا کام۔ ان کا معاملہ۔ ان کا حکم۔ اَمْر مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸/۴ پ ۱۳/۱۲ پ ۱۵/۱۵ پ ۱۶/۱۲ پ ۱۷/۲ پ ۱۸/۴ پ ۲۲/۲ پ ۲۵/۵ پ ۲۸/۵،۱۰،۱۵

آمِرُوْنَ۔ حکم دینے والے۔ آمِرٌ کی جمع۔ اَمْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۱/۱۳

اَمْرِیْ۔ میرا حکم۔ میرا کام۔ امر مضاف ی متکلم کی مضاف الیہ پ ۱۵/۲۲ پ ۱۹/۱۱،۱۲ پ ۱۹/۱۸ پ ۲۴/۱۰

اَمْسِ۔ کل گزشتہ۔ ظرفِ زمان پ ۱۲/۳ پ ۲۰/۱،۱۱

اِمْسَاكٌ۔ روک رکھنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے پ ۲/۱۴

اِمْسَحُوْا۔ تم مسح کرو۔ تم ملو۔ (فَتْح) مَسْحٌ سے جس کے معنی ہاتھ پھیرنے اور پونچھنے کے آتے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۵/۴ پ ۶/۲

اَمْسِكْ۔ تو روک رکھ۔ اِمْسَاكٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۲/۲ پ ۲۳/۱۲

اَمْسَكَ۔ اس نے روک رکھا۔ اِمْسَاكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹/۲

اَمْسَكْتُمْ۔ تم نے روک رکھا۔ اِمْسَاكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵/۱۱

اَمْسَكْنَ۔ انھوں نے روک رکھا۔ اِمْسَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب پ ۱۸/۵

اَمْسِكُوْهُنَّ ان عورتوں کو روک رکھو۔ ان کو رکھ لو۔ اَمْسِكُوْا اِمْسَاكٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ ۲/۱۲ پ ۴/۱۴ پ ۲۸/۱۴

اَمْسَكَهُمَا۔ اس نے ان دونوں کو روک رکھا اَمْسَكَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۲۲/۱۴

Marfat.com

اَمْشَاجٍ - ملے ہوئے. مخلوط. مَشَجٌ مَشِيجٌ مَشْجٌ اور مِشْجٌ کی جمع جس کے معنی ملے جلے کے ہیں پ۲۹ ع۱۹

اِمْشُوْا - تم چلو (ضَرَبَ) مَشْیٌ سے جس کے معنی چلنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۰ ع۲ پ۲۹ ع۲

اِمْضُوْا - تم چلے جاؤ (نَصَرَ ضَرَبَ) مُضِیٌّ سے جس کے معنی گزر جانے اور چلے جانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۴ ع۵

اَمْضِیَ - میں چلا جاؤں گا۔ (نَصَرَ وَضَرَبَ) مُضِیٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۱۵ ع۲۱

اَمْطِرْ - تو برسا۔ اِمْطَارٌ سے جس کے معنی برسانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ مشہور لغوی ابو عبیدہ نے تصریح کی ہے کہ مَطَرَ کا استعمال باران رحمت میں ہوتا ہے اور اَمْطَرَ کا نزول عذاب میں۔[1] پ۹ ع۱۸

اُمْطِرَتْ - اس پر برسایا گیا ہے۔ اِمْطَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹ ع۱

اَمْطَرْنَا - ہم نے برسایا۔ اِمْطَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۸ ع۱۷ پ۱۲ ع۷ پ۱۳ ع۵ پ۱۹ ع۱۲ و ۱۹

اَمْعَآءَهُمْ - ان کی آنتیں۔ اَمْعَآءٌ مِعًی کی جمع جس کے معنی آنت کے ہیں مضاف ہے هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶ ع۴

اُمُّكَ - تیری ماں۔ اُمٌّ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۶ ع۱

اُمُّكِ - تیری ماں۔ اُمٌّ مضاف كِ ضمیر واحد مؤنث حاضر مضاف الیہ پ۱۶ ع۵

اُمْكُثُوْا - تم ٹھہرے رہو۔ (نَصَرَ) مُكْثٌ سے جس کے معنی ٹھہرے رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۶ ع۱۰ پ۲۰ ع۲

اَمْكَنَ - اس نے پکڑوایا۔ اس نے قابو دلوایا - اِمْكَانٌ سے جس کے معنی ایک کو دوسرے پر قابو دلوانے اور پکڑوانے کے آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۰ ع۵

اَمَلٌ - امید. توقع. آمَالٌ جمع پ۱۴ ع۱ اَمَلًا پ۱۵ ع۱۸

اِمْلَاقٍ - مفلس تنگدست ہونا. بروزن- اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ۸ ع۶ پ۱۵ ع۴

اَمْلَئَنَّ - میں ضرور بھردوں گا۔ (فَتَحَ) مَلْأٌ سے

[1] فتح القدیر شوکانی ج ۲ ص ۲۱۲ طبع مصر ۱۳۵۰ھ۔

Marfat.com

جس کے معنی بھرنے اور پر کرنے کے آتے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ۹ ع۱۰ پ۱۵ ع۱۲ پ۱۲ ع۱۲

اَمْلِكُ۔ میں مالک ہوں۔ میں اختیار رکھتا ہوں (ضَرَبَ) مُلْكٌ سے جس کے معنی مالک ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۶ ع۱۰ پ۹ ع۱۲ پ۲۹ ع۱۲

اَمْلٰی۔ اس نے مہلت میں ڈالدیا۔ اس نے لمبی لمبی امیدیں دلائیں۔ اِمْلَاءٌ سے جس کے معنی مہلت میں ڈالنے ڈھیل چھوڑنے اور لمبی امیدیں دلانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۶ ع۶

اُمْلِیْ۔ میں ڈھیل دونگا۔ میں ڈھیل دیئے جاتا ہوں۔ اِمْلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۹ ع۱۲ پ۲۹ ع۳

اَمْلَيْتُ۔ میں نے ڈھیل دی۔ اِمْلَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۳ ع۱۱ پ۱۷ ع۱۳

اُمَمٌ۔ امتیں۔ فرقے۔ اصناف۔ انواع۔ جماعتیں اُمَّةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اُمَّةٌ) پ۷ ع۱۰، ۱۱، ۱۲ پ۹ ع۱۱ پ۱۳ ع۴ پ۱۳ ع۱۲ پ۱۴ ع۱۲ پ۱۵ ع۱۰، ۱۱ اَمَمَ ع۱۱، ۱۰ پ۹

اُمِّ مُوْسٰی۔ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ماں۔ ان کا نام کیا تھا اس کے تعین میں مختلف اقوال ہیں۔ بعض محیانہ بنت یصہر بن لاوی بتلاتے ہیں اور بعض یوخابذ (بخا معجمہ و با موحدہ) اور بعض یارخا اور بعض یارخت اور بعض اور کچھ بیان کرتے ہیں[1]۔ سلیمان جمل ناقل ہیں کہ ان کا نام یوحانذ تھا (بضم یا و کسر نون و بذال معجمہ) ثعلبی کا بیان ہے کہ حضرت موسیٰ کی والدہ لوخا بنت ہانذ بن لاوی بن یعقوب ہیں[2]۔ اس پر علماء کا اتفاق ہے کہ یہ نبیہ نہیں تھیں[3]۔ اور قرآن مجید میں جو یہ وارد ہے اِذْ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّكَ مَا يُوْحٰٓى (جب ہم نے حکم بھیجا تیری ماں کو جو آگے سناتے ہیں) اور وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰٓى اُمِّ مُوْسٰٓى (اور ہم نے حکم بھیجا موسیٰ کی ماں کو) تو یہاں پر لفظ ایحاء سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا نبیہ ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ نبی وہ ہے جس کی طرف احکام الٰہی کی وحی ہو اور

---

[1] روح المعانی ج ۲۰ ص ۴۹ طبع مصر۔ [2] حاشیہ الجمل علی الجلالین ج ۳ ص ۲۳۵ طبع مصر ۱۳۵۳ھ
[3] تفسیر فتح القدیر ج ۲ ص ۱۵۴۔

Marfat.com

پھر ان کی تبلیغ کا امر ہو۔ یہاں یہ صورت نہیں،
حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو جو حکم دیا
گیا تھا سورۂ طٰہٰ اور سورۂ قصص میں وہ بالتفصیل
مذکور ہے۔ یہ حکم کس ذریعہ سے اور کیونکر ان کو پہنچا
اس کے متعلق مفسرین کی مختلف آرا ہیں۔ بعض
کہتے ہیں خواب دیکھا تھا۔ بعض کا خیال ہے بیداری
کا واقعہ ہے الہام ہوا تھا بعض کہتے ہیں خود فرشتہ
نے آکر کہا تھا اور یہی زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے
رہا غیر انبیا کی طرف فرشتوں کا آنا یہ اپنی جگہ پر
ثابت ہے۔ قرآن مجید میں حضرت مریم کے پاس
فرشتہ کا آنا مذکور ہے ارشاد ہے فَاَرْسَلْنَآ اِلَیْهَا
رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا (پھر ہم نے اس کے
پاس اپنا فرشتہ بھیجا تو وہ اس کے سامنے پوری پوری
انسانی شکل میں نمایاں ہوا) صحیحین میں اگلے زمانے
میں تین اشخاص کے امتحان کے لئے ایک فرشتہ
کے بھیجے جانے کا ذکر ہے جن میں ایک گنجا تھا،
دوسرا کوڑھی اور تیسرا اندھا۔ اندھا امتحان میں
کامیاب رہا اور دوسرے دونوں ناکام ثابت ہوئے[1]

اٰمَنَ۔ وہ ایمان لایا۔ اِیْمَانٌ سے جس کے معنی
ایمان لانے اور ماننے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد
مذکر غائب (اَلَّذِیْٓ اٰمَنَ کے لئے ملاحظہ ہو رَجُلٌ
مُؤْمِنٌ) پ۱ ۲و۸و۱۵ پ۲ ۹ پ۳ ۱و۸ پ۴ ۱و۲ پ۵ ۵ پ۶ ۱۲
پ۸ ۱۱ پ۹ ۱۷و۱۸ پ۱۰ ۹ پ۱۱ ۱۴و۱۵ پ۱۲ ۴ پ۱۶ ۲و۷و۱۲ پ۱۹ ۴
پ۲۰ ۱۰و۱۱و۱۵ پ۲۲ ۱۱ پ۲۴ ۹و۱۰ پ۲۶ ۱

اٰمِنْ۔ تو ایمان لا۔ اِیْمَانٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد
مذکر حاضر پ۵ ۲

اٰمِنٌ۔ امن۔ بےخوفی۔ دلجمعی۔ مصدر ہے۔ پ۸
پ۱۵ اٰمَنَا پ۱۵ پ۱۸ ۱۲

اَمِنَ۔ اس نے اعتبار کیا۔ وہ بےخوف ہوگیا۔
وہ نڈر ہوگیا۔ اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے
مطمئن ہونے اور نڈر ہونے کے آتے ہیں۔ ماضی کا
صیغہ واحد مذکر غائب پ۳ ۲ پ۵ ۲ پ۱۳ ۱۲

اَمَّنْ۔ یا کون۔ بھلا کون۔ بھلا جو۔ مرکب ہے
ہمزۂ استفہام اور مَنْ اسم موصول سے (ملاحظہ
ہو ہمزہ اور مَنْ) پ۱۱ ۱ پ۱۵ ۲۳ پ۲۰ ۱ پ۲۶ ۲

اٰمَنَّا۔ ہم ایمان لائے۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] تفسیر فتح القدیر ج ۳ ص ۱۵۴۔

Marfat.com

جمع متکلم پ۱ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۹ پ۱۰ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۴ پ۲۶ پ۲۸ پ۲۹

آمِنًا۔ امن والا۔ پر امن۔ اَمْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ پ۱ پ۴ پ۱۳ پ۸ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۴

آمَنْتُ۔ میں ایمان لایا۔ میں نے مانا۔ میں نے یقین کر لیا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۱ پ۲۳ پ۲۵

آمَنَتْ۔ وہ ایمان لائی۔ اس نے مانا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ۸ پ۱۱ پ۱۴ پ۳۰

آمِنَةٌ امن والی۔ پر امن۔ اَمْنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مونث غائب۔ پ۱۴

اَمَنَةٌ۔ امن۔ دلجمعی۔ چین۔ اَمْنٌ کی طرح مصدر ہے۔ پ۴ پ۹

اَمِنْتُكُمْ میں نے تمہارا اعتبار کیا۔ اَمِنْتُ اَمْنٌ سے جس کے معنی اعتبار کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۳

آمَنْتُمْ تم ایمان لائے۔ تم نے مانا۔ تم نے یقین کیا۔ اِیْمَانٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۵ پ۶ پ۹ پ۱۱ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۴ پ۲۸

اَمِنْتُمْ۔ تم مطمئن ہوئے۔ تم امن میں ہوئے۔ تم نڈر ہو گئے۔ اَمْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ءَاَمِنْتُمْ میں ہمزہ اولی استفہام کی ہے پ۲ پ۲۹ پ۱۵

آمَنُكُمْ میں تمہارا اعتبار کروں۔ اَمَنَ اَمْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۳

اُمْنُنْ۔ تو احسان کر۔ تو خرچ کر۔ (نَصَرَ) مَنٌّ سے جس کے معنی احسان کرنے کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۳

اٰمِنُوْا۔ تم ایمان لاؤ۔ اِیْمَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۴ پ۶ پ۹ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۵ پ۱۶ پ۲۲ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸

اَمِنُوْا۔ وہ نڈر ہو گئے۔ وہ بے خوف ہو گئے۔ اَمْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۹ پ۱۳

اٰمَنُوْا۔ وہ ایمان لائے۔ انہوں نے مانا۔ انہوں نے یقین کیا۔ اِیْمَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر

Marfat.com

غائب پ۱: ۲و۳و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۶ — پ۲: ۳و۴و۵و۶و
پ۲: ۷و۹و۱۰و۱۱و۱۷ — پ۳: ۲و۳و۵و۶و۷و۱۴و۱۵و۱۶
پ۴: ۱و۲و۳و۵و۷و۸و۱۱و۱۲ — پ۵: ۲و۳و۴و۵و۶و۷و
پ۵: ۱۰و۱۵و۱۷و۱۸ — پ۶: ۱و۴و۵و۶و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵
پ۷: ۱و۳و۴و۱۵ — پ۸: ۱۱و۱۲و۱۸ — پ۹: ۱و۹و۱۲و۱۷و۱۸
پ۱۰: ۲و۶و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۴ — پ۱۱: ۳و۴و۵و۶و۱۲و۱۵
پ۱۲: ۲و۳و۵و۶و۸ — پ۱۳: ۱و۱۰و۱۲و۱۷ — پ۱۴: ۱۹و۲۰ — پ۱۵: ۱۲و۱۹
پ۱۶: ۲و۸و۹ — پ۱۷: ۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۷ — پ۱۸: ۸و۹و۱۰و۱۳و
پ۱۸: ۱۲و۱۵ — پ۱۹: ۱۵و۱۹ — پ۲۰: ۱۳ — پ۲۱: ۲و۵و۸و۹و۱۰و۱۵و۱۸
پ۲۲: ۳و۴و۶و۷و۱۲ — پ۲۳: ۲و۹و۱۱و۱۲و۱۹ — پ۲۴: ۶و۸و۹
پ۲۴: ۱۱و۱۵و۱۶و۱۹ — پ۲۵: ۳و۴و۵و۶و۱۲و۱۳و۱۸و۲۰ — پ۲۶: ۲و۵
پ۲۶: ۶و۷و۸و۱۲و۱۳و۱۴ — پ۲۷: ۳و۱۷و۱۸و۱۹و۲۰
پ۲۸: ۲و۳و۶و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۶و۱۸و۱۹و۲۰
پ۲۹: ۱۵ — پ۳۰: ۸و۹و۱۰و۱۵و۲۰و۲۳و۲۸

اٰمِنُوْنَ ۔ امن والے ۔ بےخوف ۔ مطمئن ۔ اٰمِنٌ کی جمع اٰمِنٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع اٰمِنُوْن ہوگا اور بحالتِ نصب وجر اٰمِنِیْنَ پ۱۴/۱۱ پ۲۲/۱۱

اٰمَنَهُمْ ۔ ان کو امن دیا۔ اٰمَنَ اِیْمَانٌ سے جس کے معنی امن دینے کے بھی آتے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۳۰/۲۱

اُمْنِیَّتِهٖ ۔ اس کا خیال ۔ اس کی تمنا ۔ اس کی قرارت اُمْنِیَّۃ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۔ اُمْنِیَّۃٌ کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے اول تمنا کی وہ صورت جو ذہنِ انسانی میں حاصل ہو دوم قرارت تَمَنّٰی سے ماخوذ ہے۔ ابو مسلم اصفہانی نے تَمَنّٰی کے معنی نہایۃ التقدیر یعنی مقررہ اندازے کے انتہا کو پہنچنے کے بتائے ہیں ؎۔ تمنا کرنے والا اپنے اندازہ کے مطابق ایک مقررہ چیز کا خیال کرتا اور پڑھنے والا حروف کا اندازہ رکھتا اور ان کا تصور قائم کرتا ہے اسی اعتبار سے اُمْنِیَّۃٌ کا لفظ عربی زبان میں دونوں معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَمَنّٰی) پ۱۷/۱۳

اٰمِنِیْنَ ۔ مطمئن ۔ دلجمع ۔ بےخوف ۔ اٰمِنٌ کی جمع بحالتِ نصب وجر پ۱۳/۵ پ۱۴/۴و۶ پ۱۹/۱۲ پ۲۰/۳ پ۲۳/۸ پ۲۵/۱۹ پ۲۶/۱۲

اُمَنِّیَنَّهُمْ ۔ میں ان کو امیدیں دلا دوں گا۔ اُمَنِّیَنَّ ۔ تَمْنِیَۃٌ سے جس کے معنی آرزوئیں

Marfat.com

دلانے کے ہیں۔ مضارع با نونِ تاکید کا صیغہ واحد متکلم ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ب۵/۱۵

اَمْوَات۔ مردے۔ مَیِّتٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو موت) س۲ س۸ پ۱۵ اَمْوَاتًا س۲ س۸ س۲۹/۲۱

اَمْوَال۔ مال دولتیں۔ مَالٌ کی جمع س۳ و۷ س۱۲ س۲ س۹ و۱۱ ب۱ و۷ س۷ ب۱۹ س۹ اَمْوَالًا س۱۰ س۱۲ س۱۵

اَمْوَالُكُمْ۔ تمہارے مال اَمْوَالُ مضاف۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ س۹ پ۹ ب۱۰ و۱۲ پ۱ و۲ س۷ پ۱۲ س۱۱ س۸ س۱۰ و۱۲ و۱۲ و۲۶

اَمْوَالِنَا۔ ہمارے مال۔ اَمْوَالِ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ س۸ پ۱۰

اَمْوَالِهِمْ۔ ان کے مال اَمْوَال مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ س۲ و۷ و۱۰ س۱ و۳ پ۱ و۳ ب۱۸ س۱ و۲ و۱۲ و۱۶ س۲ و۳ و۱۳ ب۱۹ ب۱ و۱۳ س۱۸ پ۳ و۴ س۷

اَمُوْتُ۔ میں مروں گا۔ مَوْتٌ سے جس کے معنی مرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم

انواعِ حیات کے اعتبار سے موت کی بھی مختلف نوعیں ہیں (۱) انسانی، حیوانی، نباتی نشوونما کے بالمقابل جو کیفیت پائی جاتی ہے وہ بھی ایک طرح کی موت ہی ہے۔ ارشادِ حق ہے۔ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا (اللہ زندہ کرتا ہے زمین کو اس کے مرنے کے بعد) یہاں زمین کی موت سے مراد اس میں نشوونما کا نہ ہونا اور اس کی شادابی اور روئیدگی کا فنا ہو جانا ہے۔ (۲) زوالِ احساس چنانچہ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ هٰذَا (کسی طرح میں مر چکتی اس سے پہلے) اور ءَاِذَا مَا مِتُّ لَسَوْفَ اُخْرَجُ حَیًّا (کیا جب میں مر جاؤں تو پھر زندہ ہو کر نکلوں گا) میں موت سے زوالِ احساس ہی مراد ہے (۳) زوالِ عقل یعنی جہالت جیسے اَوَمَنْ كَانَ مَیْتًا فَاَحْیَیْنٰهُ وَجَعَلْنَا لَهٗ نُوْرًا یَّمْشِیْ بِهٖ فِی النَّاسِ (بھلا ایک شخص جو کہ مردہ تھا پھر ہم نے اس کو زندہ کر دیا اور ہم نے اس کو روشنی دی جس کو وہ لوگوں میں لئے پھرتا ہے) یعنی جو پہلے بے عقل اور جاہل تھا اس کو ہم نے علم کی روشنی سے حیاتِ تازہ و رونقِ بے اندازہ عنایت کی۔ آیت شریفہ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ

Marfat.com

الْمَوْتٰى (تو مردوں کو سنا نہیں سکتا) یہاں بھی یہی
عقل کے مردے مراد ہیں۔ (۴) وہ حزن وملال
جو زندگی کو مکدر کرکے چھوڑ دے جسے ہماری زبان
میں بے موت مرنا کہتے ہیں۔ ارشاد ہے وَیَاْتِیْهِ
الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَیِّتٍ (اور
چلی آتی ہے اس پر موت ہر طرف سے اور وہ
نہیں مرتا) (۵) نیند کی حالت چنانچہ اہلِ عرب
کا مقولہ ہے النوم موت خفیف والموت
نوم ثقیل (نیند خفیف قسم کی موت ہے اور موت
سخت قسم کی نیند) هُوَ الَّذِیْ یَتَوَفّٰىكُمْ بِالَّیْلِ
(وہی تو ہے جو تم کو رات میں وفات دیتا ہے) یہاں
وفات سے یہی موت مراد ہے۔ حدیث شریف
میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خواب سے
بیدار ہوتے تو فرماتے الحمد للہ الذی احیانا
بعد ما اماتنا (اللہ ہی کے لئے حمد ہے جس نے
مرنے کے بعد ہم کو زندہ فرمایا) سلہ پ۵

اُمُوْرٌ۔ معاملات۔ کام۔ اَمْرٌ کی جمع (ملاحظہ ہو
اَمْرٌ) پ۲ پ۴ ۲، ۱۰ پ۱۰ ۱، ۱۳ پ۱۲ ۶، ۱۴ پ۲۱ ۱۱، ۱۲ پ۲۲ ۱۳

پ۲۵ پ۳۰ ۱۸

اُمُّهٗ۔ اس کی ماں۔ اس کا ٹھکانا۔ اُمّ مضاف
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو
اُمّ) پ۷ ۱۲ پ۶ ۶، ۱۲ پ۸ ۳ پ۳ ۳ پ۱۱ ۱۱ پ۲۶ ۳ پ۳۰ ۲۶۵

اُمِّهَا۔ اس کی ماں۔ ان کی بڑی بستی۔ آیتِ شریفہ
وَمَا كَانَ رَبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى حَتّٰى یَبْعَثَ
فِیْٓ اُمِّهَا رَسُوْلًا یَّتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِنَا (اور تیرا
رب نہیں غارت کرنے والا بستیوں کو جب تک
کہ نہ بھیج لے ان کی بڑی بستی میں کسی کو پیغام دے کر
جو سنائے ان کو ہماری باتیں) میں اُمّها کے معنی
ان کی بڑی بستی کے ہیں ھَا ضمیر قُرٰی کی طرف
راجع اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے بستیوں
کی ماں یعنی بڑی بستی۔ اُمّ مضاف ھَا ضمیر واحد
مونث غائب مضاف الیہ۔ پ۲۰

اُمَّهَاتٌ۔ مائیں۔ اُمّ کی جمع (ملاحظہ ہو اُمّ)
پ۵ ۱۵

اُمَّهٰتُكُمْ۔ تمہاری مائیں۔ اُمّہات مضاف
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۴ پ۱۴ پ۱۷

سلہ سنن ابن ماجہ ص ۲۸۸ طبع فاروقی

Marfat.com

پ ۲۸، پ ۲۸، پ ۲۹
أُمَّهَاتُهُمْ۔ ان کی مائیں۔ اُمَّھَات مضاف۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۸ پ ۲۸
أَمْهِلْهُمْ۔ ان کو ڈھیل دے۔ اَمْهِلْ اِمْھَالٌ سے جس کے معنی مہلت دینا اور ڈھیل چھوڑنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۳۰
أُمِّيْ میری ماں۔ اُمّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ
أُمِّيٌّ۔ امی جو نہ لکھ سکے نہ کتاب پڑھ سکے۔ زجاج نے تصریح کی ہے کہ امی وہ ہے جو امتِ عرب کی صفت پر ہو بے پڑھا لکھا ہونا عرب کی مخصوص صفت تھی جس میں وہ دوسری قوموں سے ممتاز تھے۔ صحیحین میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انا امۃ امیۃ لا نکتب ولا نحسب (ہم امی جماعت ہیں نہ لکھنا جانیں نہ حساب کرنا) اس اعتبار سے امی کو عامی کی طرح سمجھنا چاہئے کیونکہ عامی وہ ہے جو عامۃ الناس کی صفت پر ہو

بعض علماء کے خیال میں امی اُمّ کی طرف منسوب ہے چونکہ مائیں اکثر بے پڑھی لکھی ہوتی ہیں اس اعتبار سے بے پڑھے لکھے شخص کا انتساب ماں کی طرف مناسب ہوا یا چونکہ بے پڑھے لکھے شخص کی حالت گویا وہی ہوتی ہے جس حالت پر کہ اس کو ماں نے جنا تھا اس لحاظ سے اس کی نسبت ماں کی طرف کی جانے لگی۔ امام باقرؒ کی طرف یہ خیال منسوب کیا جاتا ہے کہ وہ اس کو ام القریٰ (مکہ) کی طرف منسوب بتلاتے تھے چونکہ اہل مکہ یعنی قریش من حیث القوم بے پڑھے لکھے ہی تھے اس وجہ سے بے پڑھے لکھے شخص کو امی کہا جانے لگا۔ قرآن مجید میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی النبی الامی کہا گیا ہے۔ کیونکہ خود قرآن ہی آپ کو مخاطب کر کے آپ کی یہ صفت بیان کر رہا ہے وَمَا كُنْتَ تَتْلُوا مِنْ قَبْلِهٖ مِنْ كِتٰبٍ وَّلَا تَخُطُّهٗ بِيَمِيْنِكَ اِذًا لَّارْتَابَ الْمُبْطِلُوْنَ (اور آپ اس سے پہلے نہ تو کوئی کتاب پڑھتے تھے اور نہ اپنے دستِ مبارک سے کچھ لکھتے تھے تب تو البتہ یہ باطل پرست شبہ میں پڑتے) گویا آپ کے امی ہونے سے ایک طرف تو قرآن مجید

اپنا اعجاز کو ثابت کر رہا ہے اور دوسری طرف
آپ کے اس معجزہ کی طرف توجہ دلائی جا رہی ہے
کہ باوجود امی ہونے کے کمالِ علوم سے سرفراز ہیں
پس اس لحاظ سے لفظ امی آپ کے حق میں صفتِ
مدح ہے دوسروں کے حق میں نہیں جیسے صفتِ
تکبر کہ ذاتِ باری کے لئے صفتِ مدح ہے اور
غیر کے لئے مذموم ہے[1] پ ۹/۱۰

اُمِیْتُ۔ میں مار ڈالتا ہوں۔ میں مار ڈالوں گا۔ اِمَاتَۃٌ
سے۔ جس کے معنی موت دینے کے ہیں مضارع
کا صیغہ واحد متکلم ہے پ ۳

آمِّیْنَ۔ قصد کرنے والے۔ اَمٌّ سے جس کے معنی
قصد کرنے کے ہیں۔ اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر
واحد اٰمٌّ ہے پ ۶

اَمِیْنٌ۔ امانت دار۔ امن والا۔ معتبر اَمَانَۃٌ اور
اَمْنٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے اور اسم
مفعول کا بھی کیونکہ فَعِیْلٌ کا وزن دونوں میں مشترک
ہے۔ فرا نے اس کو بمعنی فاعل بتایا ہے[2] اور بعض
دوسرے علماء نے بمعنی مفعول ہے پ ۱۴ ۳۰

پ ۱۹ (۱۰ تا ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸) پ ۲۰ (۹) پ ۲۵ (۱۲ تا ۱۴) پ ۳۰ (۲ و ۵۹)

اُمِّیُّوْنَ۔ بے پڑھے لکھے۔ اُمِّیٌّ کی جمع بحالتِ
رفع۔ پ ۱

اُمِّیِّیْنَ۔ ان پڑھ۔ امی لوگ۔ اُمِّیٌّ کی جمع بحالتِ
نصب و جر۔ پ ۳ (۱۰ و ۱۶) پ ۲۸ (۱۱)

فصل النون المعجمہ

اَنْ۔ کہ۔ یہ کہ۔ اس کی چار صورتیں ہیں (۱) اَنْ مصدریہ
ماضی اور مضارع دونوں پر داخل ہوتا ہے اور اس کا
مابعد بمنزلہ مصدر ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں یہ مضارع
کو نصب دیتا ہے جیسے اَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ
یعنی روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ (۲) اَنْ مخففہ
جو کہ شروع میں ثقیلہ تھا پھر خفیفہ کر لیا گیا یہ کسی شے
کی تحقیق اور ثبوت کے معنی دیتا ہے جیسے عَلِمَ
اَنْ سَیَکُوْنُ مِنْکُمْ مَّرْضٰی (معلوم ہوا کہ بیشک تم
سے کتنے ہی بیمار ہو جائیں گے) (۳) اَنْ زائدہ جو
لَمَّا کی تاکید کے لئے آتا ہے جیسے فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ
الْبَشِیْرُ (پھر جب پہنچا خوشخبری دینے والا) (۴)

[1] ملاحظہ ہو روح المعانی ج ۱ ص ۰ ۰۔ طبع مصر [2] تفسیر فتح القدیر سورۃ والتین۔

Marfat.com

اَنْ مفسرہ۔ یہ ہمیشہ اس فعل کے بعد آتا ہے جس میں کہنے کے معنی پائے جائیں۔ خواہ کہنے کے معنی پر اس فعل کی دلالت لفظی ہو جیسے فَاَوْحَيْنَآ اِلَيْهِ اَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ (پھر ہم نے اس کو حکم بھیجا کہ کشتی بنا) یا دلالت معنوی جیسے وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا (اور ان میں سے کئی پنچ چل کھڑے ہوئے کہ چلو) یعنی ان کے اٹھ کر چلنے کا مطلب گویا یہ کہنا ہے کہ تم بھی چلو۔

پ ۱: ۳ و ۸ و ۱۰ و

پ ۱: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۲: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و

پ ۲: ۱۵ و ۱۶ — پ ۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ — پ ۴: ۱ و ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و

پ ۴: ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ — پ ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۵: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۶: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

پ ۶: ۱۳ و ۱۵ — پ ۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۷: ۱۴ و ۱۵ — پ ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و

پ ۸: ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶

پ ۱۰: ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ — پ ۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و

پ ۱۱: ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ — پ ۱۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و

پ ۱۲: ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ — پ ۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و

پ ۱۳: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ — پ ۱۴: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و

پ ۱۴: ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۲ — پ ۱۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

پ ۱۵: ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۲۰ و ۲۱ — پ ۱۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و

پ ۱۶: ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — پ ۱۷: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و

پ ۱۷: ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ — پ ۱۸: ۲ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

پ ۱۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۰: ۱ و ۲ و ۳

پ ۲۰: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۱: ۳ و

پ ۲۱: ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۷ — پ ۲۲: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۰ و

پ ۲۲: ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ — پ ۲۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — پ ۲۴: ۳ و ۸ و

پ ۲۴: ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷ — پ ۲۵: ۳ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹

پ ۲۶: ۲ و ۴ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — پ ۲۷: ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۵ و

پ ۲۷: ۱۸ و ۱۹ — پ ۲۸: ۱ و ۲ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰

پ ۲۹: ۲ و ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۲۰

پ ۳۰: ۳ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۷ و ۲۱

اِنْ۔ اگر، نہیں، تحقیق و تاکید۔ اس کی بھی چار صورتیں ہیں (۱) اِنْ شرطیہ جیسے اِنْ يَّنْتَهُوْا يُغْفَرْ لَهُمْ مَّا قَدْ سَلَفَ (اگر وہ باز آجائیں تو معاف ہو ان کو جو کچھ ہو چکا) (۲) اِنْ نافیہ یہ جملہ اسمیہ پر بھی آتا ہے اور جملہ فعلیہ پر بھی۔ چنانچہ آیتِ شریفہ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ (سوے کچھ

Marfat.com

نہیں مگر جیسے پڑے اپنے خیال کے اور کچھ نہیں مگر اٹکلیں دوڑاتے ہیں) دونوں کی مثال ہے پہلا جملہ فعلیہ ہے اور دوسرا اسمیہ، اس کے بعد اکثر اِلَّا یا لَمَّا آتا ہے مگر ہر جگہ آنا ضروری نہیں جیسے اِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطَانٍ بِهٰذَا (تمہارے پاس اس کی کوئی سند نہیں) (۳) اِنْ مؤکدہ جو زائد ہوتا ہے اور مَا نافیہ کی تاکید کرتا ہے جیسے وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَا اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ (اور ہم نے ان کو مقدور دیا تھا ان چیزوں کا جن کا تم کو مقدور نہیں دیا) یہاں اِنْ نافیہ بھی بن سکتا ہے (۴) اِنْ مخففہ جو اِنَّ ثقیلہ سے مخفف ہو کر اِنْ بن گیا۔ یہ تحقیق و ثبوت کے معنی دیتا ہے اس کے بعد لام مفتوح کا آنا لازمی ہے جیسے وَاِنْ كَانَ اَصْحٰبُ الْاَيْكَةِ لَظٰلِمِيْنَ۔ (بلاشبہ اصحاب الایکہ ظالم تھے)

[illegible]

پ۳۰: ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۲۱

اِنَّ ۔ اَنَّ تحقیق، بیشک، یقیناً، یہ دونوں حرف تحقیق ہیں اور حروف مشبہ بالفعل میں سے ہیں خبر کی تاکید و تحقیق مزید کے لئے آتے ہیں اپنے اسم کو نصب و خبر کو رفع دیتے ہیں، ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ اِنَّ کا مابعد جملہ مستقلہ ہوتا ہے اور اَنَّ کا مابعد مفرد کا حکم رکھتا ہے۔ پس جہاں جملہ اپنی اصلی حالت پر باقی رہے گا وہاں کسرہ واجب ہے اور جہاں اس کا مابعد مفرد کے حکم میں ہو گا وہاں فتحہ ضروری ہے۔ اِنَّ پ۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹

پ۲: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۳: ۳ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۴: ۱ و ۲ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

پ۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸

پ۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

پ۷: ۲ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸

پ۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳

پ۹: ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹

پ۱۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵

پ۱۱: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸

پ۱۲: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸

پ۱۳: ۱۲ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۱ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰

پ۱۴: ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۱ و ۲۲ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸

پ۱۵: ۱ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲

پ۱۶: ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۶

پ۱۷: ۲ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۷

پ۱۸: ۱ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵

پ۱۹: ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹

پ۲۰: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۲۱: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ۲۲: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

پ۲۳: ۳ و ۵ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ۲۴: ۲ و ۳ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹

پ۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ۲۶: ۲ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸

پ۲۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰

پ۲۸: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ ۔ ۱۲ و ۱۶ و ۱۸ و ۱۱

پ۲۹: ۱ و ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۳ و ۲۵

Marfat.com

ب۳۰: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و

ب۳۰: ۱۹ و ۲۱ و ۲۳ و ۲۵ و ۲۸ و ۳۳

اَنَّ ۔ ب۱: ۳ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ ب۲: ۳ و ۵ و ۸ و ۹ و

ب۲: ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ ب۳: ۳ و ۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۷ ب۴: ۸ و ۱۰ ب۵: ۱۷

ب۶: ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ ب۷: ۳ و ۸ و ۱۳ ب۸: ۵ و ۶ و ۱۷

ب۹: ۳ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۹ ب۱۰: ۱ و ۳ و ۵ و ۷ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶

ب۱۱: ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۱ ب۱۲: ۷ و ۱۷ ب۱۳: ۳ و ۸ و ۱۵ ب۱۴: ۳ و ۵ و ۹

ب۱۴: ۱۴ و ۲۰ ب۱۵: ۱ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ ب۱۶: ۱۱ ب۱۷: ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲

ب۱۸: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ ب۱۹: ۳ و ۹ ب۲۰: ۲ و ۳ و ۱۰ و ۱۱ ب۲۱: ۷ و ۱۲ و ۱۳

ب۲۲: ۳ و ۱۶ ب۲۳: ۱۶ ب۲۴: ۲ و ۳ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۷ ب۲۵: ۱۲ ب۲۶: ۴ و ۵ و

ب۲۶: ۱۳ ب۲۷: ۷ و ۹ و ۱۸ و ۲۰ ب۲۸: ۱۹ ب۲۹: ۲ و ۱۱ ب۳۰: ۲۲ و ۲۹

اٰنٍ ۔ کھولتا پانی۔ اِنًی سے جس کے معنی سخت کھولنے اور پکنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ ب۲۷: ۱۲

اَئِنَّا ۔ بیشک ہم، حرفِ مشبہ بالفعل ہے اِنَّ اور ضمیر جمع متکلم نا سے مرکب ہے ءَ اِنَّا میں ہمزہ اولی استفہام انکاری کی ہے۔ ب۱: ۱ و ۲ و ۸ و ۱۳ ب۲: ۳ ب۵: ۱۳

ب۶: ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۵ ب۷: ۴ ب۸: ۵ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷

ب۸: ۱۷ ب۹: ۳ و ۵ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ ب۱۰: ۱۳ ب۱۲: ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و

ب۱۲: ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ ب۱۳: ۳ و ۴ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۵

ب۱۴: ۱ و ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ ب۱۵: ۵ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۲۰ ب۱۶: ۲ و ۳ و ۴ و

ب۱۶: ۵ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ب۱۷: ۳ و ۴ و ۷ و ۹ و ۱۳ ب۱۸: ۱ و ۴ و ۵ و ۶

ب۱۹: ۴ و ۷ و ۸ و ۱۰ و ۱۹ ب۲۰: ۳ و ۴ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۹ ب۲۱: ۴ و ۵

ب۲۲: ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۸ و ۱۹ ب۲۳: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و

ب۲۳: ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ ب۲۴: ۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۶ ب۲۵: ۲ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰

ب۲۵: ۱۲ و ۱۴ و ۲۰ ب۲۶: ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷ ب۲۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۸ و ۹ و

ب۲۷: ۱۰ و ۱۴ و ۱۵ ب۲۸: ۷ ب۲۹: ۳ و ۵ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۹ و

ب۲۹: ۲۰ و ۲۲ ب۳۰: ۲ و ۳ و ۲۲ و ۳۳

اَنَّا ۔ بے شک ہم۔ حرف مشبہ بالفعل ہے۔ اَنَّ اور نَا ضمیر جمع متکلم سے مرکب ہے۔ ب۳: ۱۳ و ۱۵ ب۵: ۹

ب۷: ۷ ب۱۳: ۱۳ ب۱۴: ۸ و ۹ و ۱۷ ب۱۶: ۴ ب۱۸: ۱۹ ب۲۰: ۳ ب۲۱: ۱ و ۳ و ۱۹

ب۲۲: ۳ و ۴ ب۲۴: ۱۰ ب۲۵: ۱۳ ب۲۹: ۱۱ ب۳۰: ۵

اَنَا ۔ میں۔ واحد متکلم کی ضمیر مرفوع منفصل ہے ب۲: ۳

ب۲: ۱۷ ب۶: ۹ ب۷: ۳ و ۱۵ و ۱۸ ب۸: ۷ و ۸ و ۹ و ۱۹ ب۹: ۷ و ۱۳

ب۱۱: ۱۰ و ۱۴ ب۱۲: ۳ و ۸ و ۹ و ۱۹ و ۱۷ ب۱۳: ۲ و ۳ و ۴ و ۱۰ و ۱۹ ب۱۴: ۴ و ۹

ب۱۴: ۷ ب۱۵: ۱۶ ب۱۶: ۳ و ۵ و ۱۰ ب۱۷: ۲ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ ب۱۸: ۲

ب۱۹: ۶ و ۱۰ و ۱۹ و ۱۸ ب۲۰: ۳ و ۷ ب۲۱: ۱ ب۲۳: ۱۳ ب۲۴: ۱۰ و ۱۵

ب۲۵: ۱۱ و ۱۳ ب۲۶: ۱ و ۱۹ ب۲۷: ۳ و ۷ ب۲۸: ۲ ب۳۰: ۲ و ۲۲

اٰنَآءَ ۔ اوقات، گھڑیاں۔ اَنَیٌّ (بروزن عصا) کی

Marfat.com

جمع جس کے معنی گھڑی اور وقت کے ہیں آنی
کا استعمال دن بھر اور رات بھر کے لئے ہوتا ہے
س ۳/۲ س ۱۲/۱۴ س ۲۳/۱۵

أَنَابَ۔ وہ رجوع ہوا۔ اِنَابَۃٌ سے جس کے معنی
رجوع ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
انابت الی اللہ کے معنی اخلاص عمل اور دل سے
اللہ کی طرف رجوع ہونے اور توبہ کرنے کے ہیں۔
س ۱۰/۱۰ س ۱۱/۱۱ س ۱۳/۱۲و۱۱

أَنَابُوا۔ وہ رجوع ہوئے۔ اِنَابَۃٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب س ۴/۳۴

إِنَاثًا۔ عورتیں، اُنثیٰ کی جمع جس کے معنی عورت
کے ہیں آیت شریفہ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ
اِنٰثًا اللہ کے سوا نہیں پکارتے مگر عورتوں کو ہیں
معبودانِ باطل کو اناث یا تو باعتبار لفظ کہا کیونکہ
مشرکین اپنے بتوں کو انواعِ اقسام کے زیوروں
سے آراستہ کرتے اور عورتوں کے نام سے نامزد
کرتے تھے جیسے لات، منات، عزیٰ، نائلہ کہ
یہ سب مؤنث نام ہیں۔ سعید بن منصور، ابن جریر
اور ابن المنذر نے حضرت حسن بصری کی تصریح نقل
کی ہے کہ عرب کے قبیلہ قبیلہ کا جدامجد ایک بت ہوتا
تھا جو اسی قبیلہ کی نسبت سے انثیٰ بنی فلاں
کہلاتا تھا۔[1] یا معنی کے اعتبار سے اِناث کہا گیا۔
چنانچہ مغربی نے اِناث کے معنی کمزور اور عاجز کے
بتائے ہیں جن کو کسی کام کے کرنے کی قدرت نہ ہو
اسی مناسبت سے عربی میں کند تلوار کو سَیْفٌ اَنِیْثٌ
کہتے ہیں اَنَثَ فی امرہ کسی کام میں ڈھیلے پڑ جانے
کے لئے آتا ہے اور مخنث اور ضعیف شخص کو انیث
کہا جاتا ہے۔[2] راغب اصفہانی رقمطراز ہیں، کہ
موجودات کی ایک دوسرے کے اعتبار سے تین
قسمیں ہیں (۱) فاعل غیر منفعل۔ یہ صفت صرف
ذاتِ باری کی ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک
نہیں۔ (۲) منفعل غیر فاعل یہ صفت جمادات کی
ہے۔ (۳) ایک اعتبار سے منفعل دوسرے اعتبار
سے فاعل جیسے جن وانس اور ملائکہ کہ یہ اللہ تعالیٰ
کے اعتبار سے منفعل ہیں اور اپنی مصنوعات کے
اعتبار سے فاعل ہیں پس چونکہ معبودانِ عرب

[1] فتح القدیر ج ۱ ص ۵۰۹ طبع مصر ۱۳۴۹ھ [2] البحر المحیط ج ۳ ص ۲۵۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

منجملہ جمادات تھے جو سرتاسر منفعل اور غیر فاعل ہیں یعنی ان میں محض اثر پذیری کی تو صلاحیت ہے مگر مؤثر ہونے کی قوت ذرا سی بھی نہیں۔ لہذا قرآن مجید نے اناث کہکر مشرکین کو تنبیہ کی ہے کہ تم نے جن کو اپنا معبود بنا رکھا ہے ان میں نہ عقل ہے نہ سمجھ نہ سن سکتے ہیں نہ دیکھ سکتے ہیں اور صرف یہی نہیں بلکہ کسی حیثیت سے بھی تو کوئی کام سرانجام نہیں دے سکتے۔ حضرت ابراہیم صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے اپنے باپ کو توحید کی تبلیغ کرتے ہوئے اسی حقیقت کو واضح کیا تھا فرماتے ہیں یٰاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا یَسْمَعُ وَلَا یُبْصِرُ وَلَا یُغْنِیْ عَنْکَ شَیْئًا (اے میرے باپ کیوں پوجتا ہے اس کو جو نہ سنے اور نہ دیکھے اور نہ تیرے کچھ کام آوے) اسی لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، حسن بصری اور قتادہ نے اِنَاثًا کے معنی بیجان کے بتلائے ہیں[۳]۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت حسن بصری سے ناقل ہیں کہ ہر بے جان چیز جس میں روح نہ پائی جائے اناث میں داخل ہے خشک لکڑی ہو یا خشک پتھر[۴]۔ مشہور مفسر ضحاک تابعی کا بیان ہے کہ مشرکین نعوذ باللہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے اور مدعی تھے کہ ہم ان کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ بارگاہِ ایزدی میں ہمارے قرب کا موجب ہیں چنانچہ انہوں نے خوبصورت شکل کی شکل میں ان کے مجسمے تراش رکھے تھے اور کہا کرتے تھے کہ یہ اللہ کی ان بیٹیوں کی شبیہ ہیں جن کی ہم پرستش کرتے ہیں[۵]۔ قرآن مجید نے ان کے اسی خیال کے اعتبار سے اناث کہا ہے۔ ضحاک کی یہ تفسیر خود قرآنی آیات کے بھی مناسب ہے چنانچہ سورہ زخرف میں تصریح ہے وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِکَۃَ الَّذِیْنَ ھُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (انہوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورتیں قرار دیا) اور سورہ الصّٰفّٰت میں ارشاد ہے وَجَعَلُوْا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجِنَّۃِ نَسَبًا (انہوں نے اللہ میں اور جنوں میں قرابت ٹھیرا رکھی ہے) سورہ النجم کی

---

[۱] مفردات راغب مادہ "انث"۔ [۲] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج۱ ص ۴۷۹ اور البحر المحیط ج ۳ ص ۳۵۱۔
[۳] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۹۶ طبع مصر ۱۳۰۲ھ برحاشیہ فتح البیان [۴] ایضاً ص ۱۹۵۔

Marfat.com

آیات ذیل میں بھی اسی کا ذکر ہے أَفَرَأَيْتُمُ
اللَّاتَ وَالْعُزَّىٰ وَمَنَاةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرَىٰ ۝
أَلَكُمُ الذَّكَرُ وَلَهُ الْأُنثَىٰ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ
ضِيزَىٰ إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنتُمْ
وَآبَاؤُكُم مَّا أَنزَلَ اللَّهُ بِهَا مِن سُلْطَانٍ (بھلا
تم نے لات اور عزیٰ اور تیسرے منات کو جو
پچھلے ہیں کیا تمہارے لئے تو ہوں بیٹے اور اللہ
کے لئے بیٹیاں یہ تقسیم تو بڑی بھونڈی ہے۔ یہ تو
سب تمہارے اور تمہارے باپ دادا کے رکھے
ہوئے نام ہیں اللہ نے تو ان کی کوئی سند نہیں
اتاری) پ۲۷ ع۶

اُنَاسٌ - لوگ، نَوْس سے ماخوذ ہے جس کے معنی
حرکت کرنے کے ہیں۔ اِنسان کی جمع بھی فرقہ
ہے۔

اَنَاسِیَّ - آدمی، لوگ۔ سیبویہ کے نزدیک یہ اِنسان
کی جمع ہے۔ بغیر یا کے مستعمل کیا ہے کہ
اِنسی کی جمع ہے فرّاء کا ایک قول یہی ہے کہ
یہ اِنسان کی جمع ہے اصل میں اَنَاسِین تھا جیسے
جیسے حلق اور سراحت اور قشاکی اور ثبات تینت
اس میں مدہری ہی جب دونوں کے عوض علاوہ
گئی ہے۔ پ۱۹

اَنَامٌ - خلق، جن وانس جو کچھ زمین پر ہے۔ پ۲۷

اَنَامِلَ - انگلیاں۔ اُنْمُلَةٌ کی جمع۔ جس کے
معنی ہیں پوروے کے ہیں جن میں ناخن ہوتا ہے
پ۴

اَنْبَاءُ - خبریں، حقیقتیں۔ نَبَأ کی جمع جس سے بڑا
فائدہ اور یقین یا ظنِ غالب حاصل ہوئے نبا کہا
جاتا ہے اور جس خبر میں یہ باتیں موجود نہ ہوں اس کو
نبا نہیں کہتے کیونکہ کوئی خبر اس وقت تک نبا
کہلانے کی مستحق ہی نہیں جب تک کہ وہ شائبہ کذب
سے پاک نہ ہو جیسے وہ خبر جو بطریق تواتر ثابت ہو یا جس
کو اللہ اور رسول نے بیان کیا ہو۔

اَنْبَأَكَ - اس نے تجھ کو خبر دی۔ اَنْبَا اِنْبَاءٌ سے
جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۲۸

۱ فتح القدیر ج ۴ ص ۱۰۰ طبع مصر ۱۳۴۹ھ۔

Marfat.com

اَنْبَآئِكُمْ۔ تمہاری خبریں۔ اَنْبَآءٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ سلا ۱۸

اَنْبَآئِهَا۔ اس کی خبریں۔ اَنْبَآءٌ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۹

اَنْبَأَهُمْ۔ ان کو بتلایا۔ اَنْبَأَ اِنْبَآءٌ سے صیغہ ماضی هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۱

اَنْبَتَتْ۔ وہ اُگی۔ اس نے اگایا۔ اِنْبَاتٌ سے جس کے معنی اُگنے اگانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو نَبَاتًا) ۳ ۸

اَنْبَتَكُمْ اس نے تم کو اگایا۔ اَنْبَتَ اِنْبَاتٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر انبات کا استعمال نباتات کے اگانے اور جاندار کے بڑھانے دونوں کے متعلق ہوتا ہے اور یہاں دوسرے ہی معنی مراد ہیں (ملاحظہ ہو نَبَاتًا) ۹

اَنْبَتْنَا۔ ہم نے اگایا۔ اِنْبَاتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲ ۵ ۱ ۱۰ ۹ ۱۵ ۵

اَنْبَتَهَا۔ اس کو بڑھایا۔ اَنْبَتَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ۳

اِنْبَجَسَتْ پھوٹ نکلی۔ اِنْبِجَاسٌ سے جس کے معنی کسی تنگ مقام سے پانی کے بہ نکلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۹

اِنْبِذْ۔ تو پھینک دے (ضَرَبَ) نَبْذٌ سے جس کے معنی پھینکنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۴

اِنْبِعَاثَهُمْ۔ ان کا اٹھنا۔ اِنْبِعَاثٌ بروزن اِنْفِعَالٌ مصدر ہے بمعنی اٹھ کھڑا ہونا۔ مضاف ہے۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۴

اِنْبَعَثَ۔ وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اِنْبِعَاثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۱۶

اَنَبْنَا۔ ہم رجوع ہوئے۔ اِنَابَتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ)

اَنْبِيَآءَ۔ پیغمبر۔ نَبِیٌّ کی جمع جس کے معنی پیغامبر کے ہیں۔ قرآن مجید میں جن انبیاء کرام کے اسماء گرامی بالتصریح بیان کئے گئے ہیں وہ کل پچیس ہیں
آدم، ادریس، نوح، ہود، صالح، ابراہیم، لوط، اسمٰعیل
اسحٰق، یعقوب، یوسف، شعیب، موسیٰ، ہارون
یونس، داؤد، سلیمان، ایوب، الیاس، الیسع،
زکریا، عیسیٰ، یحییٰ، ذوالکفل۔ (بقول اکثر مفسرین)
اور سید المرسلین محمد رسول اللہ صلوات اللہ وسلامہ

Marfat.com

علیہم اجمعین۔ البتہ جن انبیاء کا قرآن مجید میں ذکر نہیں ان کے بارے میں اختلاف ہے کہ ان کی تعداد کیا تھی؟ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث اس سلسلہ میں مشہور ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ اپنی تفسیر میں ان سے راوی ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ یارسول اللہ انبیا کی تعداد کیا ہے؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار۔ میں نے سوال کیا، یارسول اللہ ان میں رسول کتنے تھے؟ فرمایا تین سو تیرہ کا جم غفیر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ان میں پہلے رسول کون ہیں؟ فرمایا آدم میں نے دریافت کیا وہ نبی مرسل تھے؟ فرمایا ہاں۔ اللہ نے ان کو اپنے ہاتھ سے پیدا کیا پھر ان میں روح پھونکی اور اپنے سامنے ان کو درست کر دیا پھر فرمانے لگے اے ابوذر چار سریانی ہیں، آدم، شیث، نوح، اور خنوخ یہی ادریس ہیں اور ان ہی نے سب سے پہلے قلم سے لکھا ہے اور چار عرب سے ہیں ہود، صالح، شعیب اور تمہارے نبی اے ابوذر بنی اسرائیل کے پہلے نبی موسیٰ اور آخری عیسیٰ ہیں۔ اول نبی آدم ہیں اور آخری نبی تمہارے نبی ہیں۔ اس پوری حدیث کو حافظ ابوحاتم بن حبان بستی نے بھی اپنی مشہور کتاب التقاسیم والانواع میں روایت کیا ہے جس کو وہ صحیح کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ لیکن حافظ ابوالفرج الجوزی نے ان کی مخالفت کی ہے اور اپنی کتاب موضوعات میں اس کا ذکر کیا ہے وہ اس سلسلہ میں اس حدیث کے ایک راوی ہشام بن حسان کو متہم گردانتے ہیں۔ حافظ ابن کثیرؒ ابن الجوزی کی رائے نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں

ولاشک انه قد تکلم فیه غیر واحد من ائمة الجرح والتعدیل من اجل هذا الحدیث۔

(اور اس میں کوئی شک نہیں کہ اس کے متعلق بہت سے ائمہ جرح وتعدیل نے اسی حدیث کی بنا پر کلام کیا ہے) یہ بھی واضح رہے کہ اس روایت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کا پہلا نبی بتایا گیا ہے۔ حالانکہ یہ صفت حضرت یوسف علیہ السلام میں پائی جاتی ہے۔ اس چیز سے بھی حافظ ابن الجوزی کے خیال کی تائید ہوتی ہے۔ ابن ابی حاتم نے حضرت ابی امامہ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

بھی مرفوعاً یہی تعداد نقل کی ہے لیکن یہ روایت بھی سخت ضعیف ہے اور مسند احمد میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کے توسط سے خود ابی ذر رضی اللہ عنہ کی بھی مذکورہ بالا روایت منقول ہے لیکن اس کی سند بھی بعینہ وہی ہے جو ابن ابی حاتم کی ہے[1] حافظ ابوبکر اسمٰعیلی اپنی صحیح میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میری بعثت آٹھ ہزار انبیاء کے بعد عمل میں آئی ہے جن میں سے چار ہزار نبی بنی اسرائیل میں گزرے ہیں[2] لیکن اس روایت کے ایک راوی احمد بن طارق کے متعلق حافظ ابن کثیر کا بیان ہے کہ مجھے اس کی عدالت یا جرح کا علم نہیں[3]۔ امام احمد نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حافظ ابوبکر بزار نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں ایک ہزار یا اس سے زیادہ انبیاء کا خاتم ہوں[4]۔ ان دونوں روایتوں کی سندیں صحیح ہیں۔ اس لحاظ سے تعداد انبیاء کے متعلق یہی قول زیادہ قوی معلوم ہوتا ہے (ملاحظہ ہو نبوۃ اور نبی) ب ۱۱، ب ۱۰۴، ب ۲، ب ۸۰

اُنَبِّئُكَ ۔ میں تجھے بتائے دیتا ہوں۔ اُنَبِّئُ تَنْبِئَةٌ سے جس کے معنی بتلانے اور خبر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ب

اُنَبِّئُكُمْ ۔ میں تم کو بتاؤں۔ میں تم کو خبر دوں گا اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ آیت شریفہ قُلْ اَؤُنَبِّئُكُمْ بِخَيْرٍ مِّنْ ذٰلِكُمْ (کہیے کہ کیا میں تم کو اس سے بھی بہتر بتاؤں) میں ہمزہ تقریر اور ثبوت کے لئے ہے۔ ب ۱۲، ب ۱۴، ب ۱۲، ب ۱۸، ب ۱۹، ب ۱۴، ب ۱۲، ب ۱۱

اَنْبِئُونِي ۔ مجھے بتاؤ۔ اَنْبِئُوا اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ب

اَنْبِئْهُمْ ۔ تو ان کو بتادے۔ اَنْبِئْ اِنْبَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ب

اَنْتَ ۔ تو (ایک مرد) واحد مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع

[1] ملاحظہ ہو تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۸ و ۲۵۱ طبع مصر ۱۳۵۶ھ [2] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۲۰۰ طبع مصر
[3] تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۲۴۹۔ [4] ایضاً ص ۲۵۱ و ۲۵۲۔

Marfat.com

منفصل ہے۔ جمہور کے نزدیک اَنْتَ میں اَنْ ضمیر ہے اور تَ حرفِ خطاب۔ آیت شریفہ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ (کیا تو نے لوگوں سے کہا) اور ءَ اَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا (کیا تو نے ہی یہ کیا ہے) میں ہمزہ اولیٰ استفہام کے لئے ہے جو بصورت تہدید ہے۔ پ۱ ۱ و ۲ پ۳ ۸ و ۹ و ۱۲ پ۵ ۸ پ۷ ۵ و ۹ و ۱۲ پ۸ ۵ پ۹ ۱۸ و ۱۸ پ۱۰ ۹ و ۱۸ پ۱۱ ۱۰ و ۱۵ پ۱۲ ۲ و ۳ و ۸ و ۱۲ پ۱۳ ۲ و ۵ و ۶ پ۱۴ ۲۰ پ۱۵ ۲ و ۸ و ۱۲ پ۱۶ ۵ و ۶ پ۱۸ ۲ و ۹ پ۱۹ ۲ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ پ۲۰ ۲ پ۲۱ ۸ پ۲۲ ۱۱ و ۱۵ پ۲۳ ۱۲ و ۱۹ پ۲۴ ۱ و ۲ و ۶ پ۲۵ ۲ و ۱۰ و ۱۶ پ۲۶ ۱۲ پ۲۷ ۲ و ۳ پ۲۸ ۶ پ۲۹ ۲ پ۳۰ ۲ و ۵ و ۱۲ و ۱۵

اِنْتَبَذَتْ۔ وہ جدا ہوئی۔ یکسو ہوئی۔ اِنْتِبَاذٌ سے جس کے معنی لوگوں سے یکسو ہو کر جدا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۶ ۵

اِنْتَثَرَتْ۔ وہ جھڑ گئی، وہ بکھر گئی۔ اِنْتِثَارٌ سے جس کے معنی بکھر جانے اور پراگندہ ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳۰

اِنْتَشِرُوْا۔ تم الگ الگ ہو جاؤ۔ تم پھیل پڑو۔ اِنْتِشَارٌ سے جس کے معنی پھیلنے اور متفرق ہونے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ عربی میں لوگوں کے انتشار کا مطلب ان کا پھیل کر اپنے اپنے کاموں میں لگ جانا ہے۔ پ۲۲ پ۲۸ ۱۲

اِنْتَصَرَ۔ اس نے بدلہ لیا۔ اس نے مدد طلب کی اِنْتِصَارٌ سے جس کے معنی مدد طلب کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ظالم سے انتصار کے معنی اس کو سزا دینا اور اس سے انتقام لینا ہیں پ۲۵ ۵ پ۲۶ ۵

اِنْتَصِرْ۔ تو بدلہ لے۔ اِنْتِصَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲۷ ۸

اِنْتَصَرُوْا۔ انہوں نے بدلہ لیا۔ اِنْتِصَارٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۱۹ ۱۵

اِنْتَظِرْ۔ تو راہ دیکھ۔ تو منتظر رہ۔ اِنْتِظَارٌ سے جس کے معنی راہ دیکھنے اور انتظار کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۱ ۱۶

اِنْتَظِرُوْا۔ تم راہ دیکھو۔ تم منتظر رہو۔ اِنْتِظَارٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸ ۱۶ و ۱۸ پ۱۱ ۱۰ پ۱۲ ۱۰

اِنْتِقَامٌ۔ غلبہ پانا۔ سزا دینا۔ بروزن اِفْتِعَالٌ مصدر ہے پ۲ پ۴ ۲ پ۲۰ ۱۴ پ۲۵ ۱۲

اِنْتَقَمْنَا۔ ہم نے سزا دی۔ اِنْتِقَامٌ سے ماضی کا

Marfat.com

صیغہ جمع متکلم پ۲۵: ۸ و ۱۱، پ۱۸: ۸، پ۱۸: ۵، پ۹: ۹

اَنْتُمْ - تم (سب مرد) جمع مذکر حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل، ءَ اَنْتُمْ میں ہمزۂ اولیٰ بجز سورۂ واقعہ کے تمام قرآن مجید میں ہمزۂ استفہام ہے جو زجر تہدید کے لئے آئی ہے اور سورۂ واقعہ میں تقریر وثبوت کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پ۱: ۲ و ۵ و ۶ و ۷

پ۱: ۱۰ و ۱۱ و ۱۹، پ۲: ۷ و ۱۰ و ۱۴، پ۳: ۵ و ۱۵ و ۱۶، پ۴: ۱ و ۲ و ۳ و ۷

پ۴: ۴ و ۵ و ۹، پ۵: ۳ و ۱۴، پ۶: ۵ و ۷، پ۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۱۴ و ۱۷

پ۸: ۳ و ۵ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۷، پ۹: ۱۴ و ۱۷، پ۱۰: ۱ و ۴، پ۱۱: ۸ و ۱۰ و ۱۳

پ۱۲: ۳ و ۵ و ۱۲ و ۱۸، پ۱۳: ۳ و ۴ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۹، پ۱۴: ۲ و ۱۹

پ۱۵: ۱۱، پ۱۶: ۴ و ۵ و ۶ و ۷، پ۱۸: ۸ و ۱۵ و ۱۷، پ۱۹: ۷ و ۹ و ۱۳

پ۱۹: ۱۸ و ۱۹، پ۲۰: ۱۴، پ۲۱: ۶ و ۷ و ۹، پ۲۲: ۱۰ و ۱۵ و ۱۹، پ۲۳: ۲ و ۳ و ۵

پ۲۳: ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۴، پ۲۴: ۳ و ۱۰، پ۲۵: ۵ و ۱۳، پ۲۶: ۸ و ۱۳، پ۲۸: ۲ و ۹

پ۲۷: ۵ و ۶ و ۷ و ۱۵ و ۱۶، پ۲۸: ۵ و ۸، پ۲۹: ۱، پ۳۰: ۲ و ۳

اَنْتُمَا - تم (دو مرد یا دو عورتیں) تثنیہ مذکر حاضر اور تثنیہ مؤنث حاضر کی ضمیر مرفوع منفصل۔ قرآن مجید میں یہ تثنیہ مذکر حاضر کے لئے استعمال ہوئی ہے۔ پ۲۰: ۲

اِنْتَهُوْا - تم رک جاؤ، تم چھوڑ دو۔ اِنْتِہَاءٌ سے جس کے معنی جس کام سے منع کیا جائے اس سے باز رہنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲: ۶، پ۵: ۳

اِنْتَهَوْا - وہ رک گئے، انھوں نے چھوڑ دیا۔ اِنْتِہَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۸: ۲، پ۹: ۱۹

اِنْتَهٰی - وہ باز آگیا۔ وہ رک گیا۔ اس نے چھوڑ دیا۔ اِنْتِہَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳: ۲

اُنْثٰی - عورت۔ مادہ پ۲: ۲، پ۳: ۱۲، پ۴: ۱۱، پ۵: ۱۵، پ۱۳: ۸

پ۱۴: ۱۲ و ۱۹، پ۲۲: ۱۴، پ۲۴: ۱۰، پ۲۵: ۱، پ۲۶: ۱۴، پ۲۷: ۵ و ۶ و ۷، پ۲۹: ۱۸

پ۲۷: ۱۲

اُنْثَیَیْنِ - دو عورتیں، دو مادہ، اُنْثٰی کا تثنیہ بحالتِ نصب وجر پ۴: ۱۴، پ۶: ۴، پ۸: ۵

اَنْجَیْتَنَا - تو نے ہم کو بچا لیا۔ اَنْجَیْتَ اِنْجَاءٌ سے جس کے معنی نجات دینے اور چھٹکارا دلانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۱: ۸

اَنْجٰکُمْ - اس نے تم کو چھڑا دیا۔ اَنْجٰی اِنْجَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۱: ۸

اِنْجِیْل - حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر

اللہ تعالیٰ نے جو کتاب نازل فرمائی اس کا نام ہے یہ عجمی لفظ ہے بعض اہلِ لغت نے اس کا اشتقاق بیان کرنے میں خواہ مخواہ تکلف سے کام لیا ہے علامہ زمخشری لکھتے ہیں۔

"توراۃ اور انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں، تکلف سے کام لے کر ان کا اشتقاق وری اور نجل سے بتانا اور ان کا وزن تفعلۃ اور افعیل بیان کرنا اس وقت صحیح ہو سکتا ہے جبکہ یہ دونوں لفظ عربی ہوں حضرت حسن بصری نے اس کی قراءت اَنجِیل کی ہے جس میں ہمزہ کو فتحہ ہے یہ اس کے عجمی ہونے کی دلیل ہے کیونکہ افعیل کا وزن ہمزہ کے ساتھ سرے سے اوزانِ عرب میں وجود ہی نہیں ہے" سلہ

واضح رہے کہ عیسائیوں کی اصطلاح میں جو چار کتابیں اناجیل کے نام سے موسوم ہیں یہ سب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد کے لوگوں کی تصنیفیں ہیں جن میں آپ کے اقوال واحوال کو صحیح و غلط طور پر مرتب کر دیا اور گو ان میں اصلی انجیل کے بھی کچھ مضامین موجود ہیں مگر ان میں سے کوئی بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل شدہ انجیل نہیں ہے بلکہ یہ چاروں کتابیں متی، مرقس، یوحنا، لوقا نامی چار مختلف اشخاص کی تصنیف ہیں جو اپنے مصنف کے نام سے مشہور ہیں ان اناجیل کی کتابت کب عمل میں آئی اس کے تعین میں عیسائیوں میں سخت اختلاف ہے۔ اسی طرح یہ امر بھی ان میں زیرِ بحث ہے کہ جن اشخاص کے نام سے یہ مشہور ہیں درحقیقت ان ہی کی جمع کردہ ہیں یا بعد کے لوگوں کی تصنیف ہیں۔ تاہم اس پر ہمارا اور عیسائیوں دونوں کا اتفاق ہے کہ یہ چاروں کتابیں نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تصنیف ہیں اور نہ ان کے عہد میں لکھی گئی ہیں بہرحال قرآن مجید میں جس انجیل کا ذکر ہے اس سے وہی اصلی انجیل مراد ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ پ۳ ع۹،۱۰،۱۵ پ۶ ع۱۱،۱۳،۱۴ پ۶ پ۷ پ۹ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۲۶ ع۲۰ پ۲۷

اَنجٰنَا۔ اس نے ہم کو بچا لیا۔ اَنجٰی صیغہ ماضی نا ضمیر جمع متکلم پ۱۲

سلہ کشاف ج ۱ ص ۳۰۳، ۱۲ طبع مصر ۱۳۴۳ھ

أَنْجَيْنَا۔ ہم نے بچالیا۔ ہم نے نجات دی۔
إِنْجَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔

أَنْجَيْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو بچالیا۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔

أَنْجَيْنٰهُ۔ ہم نے اس کو بچالیا۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

أَنْجَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بچالیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

أَنْجٰهُ۔ اس کو بچالیا۔ اَنْجٰی صیغہ ماضی، ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

أَنْجٰهُمْ۔ اس نے ان کو بچا دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

اِنْحَرْ۔ تو قربانی کر۔ (نحر) نَحْرٌ سے جس کے معنی قربانی کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نحر سینے کے اس بالائی حصے کا نام ہے جہاں قلادہ پہنتے ہیں۔ اسی اعتبار سے نحر کے معنی سینہ پر یا ذبح کرنے کے آتے ہیں۔ آیت شریفہ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ (پس اپنے رب کے لئے نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے) میں عام مفسرین کے نزدیک قربانی کرنا مراد ہے۔ ابن عباس، عطاء، مجاہد، عکرمہ، حسن بصری، قتادہ، محمد بن کعب قرظی، ضحاک، ربیع، عطاء خراسانی، حکم، اسمٰعیل بن ابی خالد اور سلف کی ایک بڑی جماعت کا یہی قول ہے۔[1]
لیکن بعض علماء کے نزدیک نحر نماز سے متعلق ایک فعل کا نام ہے جو نماز کے اندر یا اس سے پہلے یا اس کے بعد انجام دینا چاہئے۔ چنانچہ فراء کے خیال میں نحر سے قبل رفع یدین مراد ہے۔ کلبی اور ابو الاحوص بھی اس بارے میں اس کے ہمزبان ہیں۔[2]
مستدرک حاکم اور سنن بیہقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا یہ نحر کیا ہے جس کا مجھے میرے پروردگار نے حکم دیا ہے؟ جبرئیل کہنے لگے نحر نہیں بلکہ تم کو حکم دیا جاتا ہے کہ جب نماز کے لئے تکبیر

[1] تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص [illegible] طبع مصر [illegible] [2] فتح القدیر شوکانی ج ۵ ص [illegible] طبع مصر [illegible]

Marfat.com

تحریمہ کہتے تو ہاتھ اٹھاتے اسی طرح جب رکوع میں جاتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے کیونکہ ہمارے اور فرشتوں یعنی آسمان کی نماز کا یہی طریقہ ہے لیکن اس روایت کو حافظ ابن الجوزی نے موضوعات میں ذکر کیا ہے اور حافظ ابن کثیر اس کو سخت منکر بتلاتے ہیں اس روایت کے دو راوی اسرائیل بن حاتم اور اصبغ بن نباتہ سخت مجروح ہیں۔ حافظ ذہبی تلخیص المستدرک میں لکھتے ہیں کہ اسرائیل عجائب بیان کرتا ہے اعتماد کے قابل نہیں ہے اور اصبغ۔ جیسی ہے نسائی کے نزدیک متروک ہے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اور روایت میں وانحر کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے بھی آئے ہیں۔ یہ روایت سنن بیہقی اور تاریخ بخاری وغیرہ میں منقول ہے لیکن حافظ ابن الترکمانی نے تصریح کی ہے کہ اس روایت کے متن اور سند دونوں میں اضطراب ہے۔ ابن جریر کی روایت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سینہ کے نیچے ہاتھ باندھنا مذکور ہے لیکن حسب تصریح حافظ ابن کثیر یہ روایت بھی غیر صحیح ہے۔ سنن بیہقی میں حضرت ابن عباس اور حضرت انس سے بھی انحر کے معنی سینہ پر ہاتھ باندھنے کے مروی ہیں لیکن ان کی سند بھی ضعف سے خالی نہیں۔ ابن ابی حاتم نے عطا خراسانی سے رکوع کے بعد اعتدال کے ساتھ سینہ ظاہر کرنے کے معنی روایت کئے ہیں۔ ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ابن عباس سے بھی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونے کے معنی بیان

مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف حیدرآباد دکن ۱۳۳۴ھ۔ سنن بیہقی ج ۲ ص ۷۵ طبع مطبع مذکور ۱۳۵۲ھ۔ تفسیر ابن مردویہ اور ابن ابی حاتم میں بھی یہ روایت منقول ہے۔ ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۰

صفۃ الصلوٰۃ ج ۳ ص ۱۴ طبع مصر۔ روح المعانی ج ۳۰ ص ۲۴۷

تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۵۸۔ تلخیص المستدرک ج ۲ ص ۵۳۸ طبع دائرۃ المعارف

ملاحظہ ہو سنن بیہقی ج ۲ ص ۲۹ و ۳۰۔ الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ طبع دائرۃ المعارف

تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۵۸۔ ملاحظہ ہو سنن بیہقی اور الجوہر النقی ج ۲ ص ۳۰ و ۳۱

تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۵۵۸۔

Marfat.com

کے ہیں۔[1] ضحاک اور سلیمان تیمی سے نماز کے بعد سینہ تک ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے معنی منقول ہیں۔[2] حافظ ابن کثیر نے تصریح کی ہے کہ یہ سب اقوال سخت غریب ہیں اور صحیح قول اول ہی ہے کہ نحر سے مراد قربانی کرنا ہے۔[3] حقیقت یہ ہے کہ ان سب اقوال کا منشا لفظِ نحر ہے چونکہ نحر کے معنی سینہ کے بالائی حصہ کے ہیں اس لئے فَصَلِّ کی مناسبت سے نماز میں سینہ کے متعلق جتنے افعال تھے وانحر کی تفسیر میں ان لوگوں نے ان ہی میں سے کسی ایک فعل کو متعین کر دیا لیکن غور سے دیکھا جائے تو یہ سب افعال فَصَلِّ کے تحت میں داخل ہیں کیونکہ یہ سب نماز کے آداب ہیں اور نماز میں شامل ہیں اس لئے یقیناً وَانْحَرْ سے ان معانی مذکورہ کے علاوہ کوئی اور معنی مراد ہونے چاہئیں کیونکہ جزکا عطف کل پر دیسے بھی بعید ہے۔ بدیں وجہ یہاں نحر سے قربانی کے معنی ہی لینے چاہئیں۔ محمد بن کعب قرظی نے صاف تصریح کی ہے کہ مشرکین نماز اور قربانی بتوں کے لئے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا کہ یہ دونوں باتیں صرف اسی کے لئے ہونی چاہئیں[4] قرآن مجید نے صرف اسی جگہ نہیں بلکہ دوسرے مقام پر بھی نماز اور قربانی کا ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے ارشاد ہوتا ہے قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ (کہہ دیجئے کہ میری نماز اور میری قربانی میرا جینا اور میرا مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو سارے جہان کا رب ہے) امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں رقمطراز ہیں۔ جن لوگوں نے اس سے قربانی کی حقیقت مراد لی ہے اولیٰ ہے کیونکہ یہ اس لفظ کے حقیقی معنی ہیں علاوہ ازیں اس لفظ کو علی الاطلاق جب کبھی استعمال کیا جائیگا اس سے قربانی کے علاوہ دوسرے معنی نہیں سمجھے جا سکتے۔ جب کوئی نحر فلان الیوم کہیگا تو اس کے معنی یہی سمجھے جائیں گے کہ فلاں نے آج قربانی کی، دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر باندھنا

---

[1] فتح القدیر ج ۵ ص ۴۹۱ - [2] تفسیر کبیر ج ۸ ص ۵۰۲ طبع مصر ۱۳۰۷ھ [3] ابن کثیر ج ۱۰ ص ۳۰۷

[4] تفسیر فتح القدیر ج ۵ ص ۴۸۹ -

Marfat.com

کوئی نہ سمجھے گا۔ پہلے معنی کے مراد ہونے پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ نحر (سینہ کا بالائی حصہ) پر ہاتھ نہ باندھا جائے۔ خود حضرت علیؓ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے باندھنا مروی ہے۔[۱] پ ۳۰/۲۲

اَنْدَادًا۔ مقابل۔ برابر۔ نِدٌّ کی جمع نِدٌّ اس کو کہتے ہیں جو کسی شے کی ذات اور جوہر میں شریک ہو۔ نِدٌّ اور مِثْلٌ میں فرق یہ ہے کہ مِثْلٌ عام ہے اور نِدٌّ خاص، مثل کا استعمال ہر قسم کی شرکت میں ہوتا ہے لیکن ند کا استعمال صرف ذاتی شرکت ہی کے بارے میں ہو سکتا ہے۔ پ ۱/۲ پ ۲/۴ پ ۱۳/۱۲ پ ۱۴/۲۳ پ ۱۵/۲۳ پ ۱۶/۲۴

اُنْذِرَ۔ وہ ڈرایا گیا۔ اِنْذَارٌ سے جس کے معنی ڈر کی خبر سنانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۸/۲۲

اَنْذَرَ۔ اس نے ڈرایا۔ اِنْذَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲/۲

اَنْذِرْ۔ تو ڈرا۔ تو ڈرسنا۔ اِنْذَارٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲/۶ پ ۱۱/۹ پ ۱۰/۱۵ پ ۹/۱۵

اَنْذَرْتُكُمْ۔ میں نے ڈر سنا دیا۔ اَنْذَرْتُ اِنْذَارٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۱۶/۲۴ پ ۱۲/۲۳

اَنْذَرْتَهُمْ۔ تو نے ان کو ڈرایا۔ اَنْذَرْتَ اِنْذَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ءَ اَنْذَرْتَهُمْ میں پہلی ہمزہ تسویہ یعنی دونوں چیزوں میں برابری ثابت کرنے کے معنی میں استعمال ہوئی ہے۔ پ ۱ پ ۱۸/۲۲

اُنْذِرُكُمْ۔ میں تم کو ڈر سناؤں۔ میں تم کو ڈراتا ہوں اُنْذِرُ اِنْذَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۷ پ ۱۷

اَنْذَرْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو ڈر سنایا۔ اَنْذَرْنَا اِنْذَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۳۰

اَنْذِرُوْا۔ تم ڈر سناؤ۔ اِنْذَارٌ سے۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۴

اُنْذِرُوْا۔ وہ ڈرائے گئے۔ ان کو ڈر سنایا گیا۔ اِنْذَارٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۰/۱۵ پ ۱

---

[۱] احکام القرآن ج ۳ ص ۵۸۵ طبع مصر ۱۳۴۷ھ

Marfat.com

أَنْذَرْتَهُمْ۔ وہ ان کو ڈرا چکا۔ اَنْذَرَ صیغہ ماضی ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

أَنْذِرْهُمْ۔ تو ان کو ڈر سنادے۔ اَنْذِرْ صیغہ امر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب [illegible]

أَنْزَلَ۔ اس نے اتارا۔ اس نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے جس کے معنی اتارنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ [illegible]

أُنْزِلَ۔ وہ اتارا گیا۔ وہ نازل کیا گیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ آیت شریفہ اَؤُنْزِلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ مِنْ بَيْنِنَا (کیا ہم سب کو چھوڑ کر اسی پر نصیحت نازل کی گئی) میں ہمزہ اولیٰ استفہام انکاری کے لئے ہے یعنی ایسا نہیں چاہیے [illegible]

أَنْزِلْ۔ تو اتار۔ تو نازل فرما۔ اِنْزَالٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

أَنْزَلْتُ۔ میں نے اتارا۔ میں نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم [illegible]

أَنْزَلْتَ۔ تو نے اتارا۔ تو نے نازل فرمایا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر [illegible]

أُنْزِلَتْ۔ وہ اتاری گئی۔ وہ نازل کی گئی۔ اِنْزَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب [illegible]

أَنْزَلْتُمُوهُ۔ تم نے اس کو اتارا۔ تم نے اس کو نازل کیا۔ اَنْزَلْتُمُوْا اِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب [illegible]

أَنْزَلْنَا۔ ہم نے اتارا۔ ہم نے نازل کیا۔ اِنْزَالٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم [illegible]

أَنْزَلْنٰهُ۔ ہم نے اس کو اتارا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

پ۱۵ ۲و۹ پ۱۸ ۴ پ۱۹ ۱۲ پ۲۳ ۲۲

اَنزَلنٰهَا ہم نے اس کو نازل کیا۔ اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۸

اَنزِلنِی مجھ کو اتار۔ اَنزِلْ صیغہ امر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۸

اَنزَلَهٗ اس کو نازل کیا۔ اس کو اتارا۔ اَنزَلَ صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۲ پ۱۲ پ۱۳ پ۲۶ ۱۷

اٰنَسَ اس نے دیکھا۔ اس نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے جس کے معنی دیکھنے اور محسوس کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ۲۰

اِنسٌ آدمی۔ اُنسٌ سے مشتق ہے جس کے معنی مانوس ہونے کے ہیں۔ چونکہ انسان ذاتی طور پر متمدن واقع ہوا ہے اس لئے اس کی زندگی کا قوام انس باہمی اور آپس میں میل جول کے بغیر نہیں بن سکتا آدمیوں کا باہمی انس ہے جس کی بدولت ان کا نام انس ہوا۔ پ۸ ۱۱و۱۳ و۲و۱ پ۱۲ ۲ پ۱۵ ۱۰ پ۱۹ ۱۱ پ۲۷ ۲ پ۲۷ ۱۳و۱۲ پ۲۹ ۱۱

اَنسَابٌ قرابتیں۔ رشتے ناطے۔ نَسَبٌ کی جمع ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف کی قرابت میں اشتراک کا نام نسب ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک نسب بالطول یعنی باپ بیٹوں کی شرکت قرابت دوسرے نسب بالعرض جیسے بھائیوں اور چچاؤں کا باہمی رشتہ ہے پ۱۸

اِنسَانٌ آدمی۔ مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ۵ پ۱۱ ۲ پ۱۲ ۱۱و۲ پ۱۳ ۱۷ پ۱۴ ۳و۷ پ۱۵ ۲و۶و۷و۹و۱۱و۲۰ پ۱۷ ۸ پ۱۷ ۲و۱۹ پ۱۹ ۱ پ۲۰ ۱۲ پ۲۱ ۱۱و۱۳ پ۲۲ ۱ پ۲۳ ۲و۱۵ پ۲۴ ۲ پ۲۵ ۱و۲و۷ پ۲۶ ۲و۱۹ پ۲۷ ۵و۷و۱۱ پ۲۸ ۵ پ۲۹ ۷و۱۷و۱۸ پ۲۹ ۱۸و۱۹ پ۳۰ ۳و۵و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۵و۲۰و۲۱و۲۲ پ۳۰ ۲۳و۲۵و۲۸

اَنسٰنِیهُ مجھے اس کو بھلا دیا۔ اَنسٰی اِنسَاءٌ سے جس کے معنی بھلا دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۵ ۲۱

اٰنَستُ میں نے دیکھا۔ میں نے محسوس کیا۔ اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱۶ ۱۹ پ۱۹ ۱۶ پ۲۰ ۴

اٰنَستُم تم نے دیکھا۔ تم نے محسوس کیا اِیْنَاسٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴ ۱۲

Marfat.com

اِنْسَلَخَ۔ وہ چھوڑ نکلا۔ وہ گزر گیا۔ اِنْسِلَاخٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ انسلاخ کے معنی اصل میں تو کھال کھینچنے کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے کسی چیز کو چھوڑ نکلنے اور گزر جانے میں اس کا استعمال ہوتا ہے گویا جس طرح کھال کھینچ کر جسم سے جدا ہو جاتی ہے ایسے ہی وہ جدا ہو گیا یا گزر گیا پ۱۰/۱۱ پ۹

اَنْسَوْكُمْ۔ انہوں نے تم کو بھلا دیا۔ اَنْسَوْا، اِنْسَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۸/۶

اِنْسِيًّا۔ آدمی۔ اِنْسٌ کی طرف منسوب ہے ی نسبت کی ہے۔ اس اعتبار سے اِنْسِی اس کو کہا جائے گا جو کثیر الانس ہو اور جس سے انس کیا جا سکے۔ پ۱۶/۵

اَنْسٰهُ۔ اس کو بھلا دیا۔ اَنْسٰی صیغہ ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَنْسٰنِیْهِ) پ۱۲/۱۵

اَنْسٰهُمْ۔ ان کو بھلا دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲۸/۳

اِنْشَاءٌ۔ پیدا کرنا۔ پرورش کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ اس کا استعمال زیادہ حیوانات سے متعلق ہوتا ہے پ۲۷/۱۴

اَنْشَاَ۔ اس نے پیدا کیا۔ اس نے پرورش کی۔ اِنْشَآءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵/۲

اَنْشَاْتُمْ۔ تم نے پیدا کیا۔ تم نے پرورش کی اِنْشَآءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷/۱۷

اَنْشَاَكُمْ۔ اس نے تم کو پیدا کیا۔ اس نے تمہاری پرورش کی۔ اَنْشَاَ صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸/۱۸ پ۴/۳ پ۱۲/۶ پ۲۹/۲

اَنْشَاْنَا۔ ہم نے پیدا کیا۔ ہم نے پرورش کی۔ اِنْشَآءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۷/۲ پ۱۸/۲ و ۳ پ۲۰/۸

اَنْشَاْنٰهُ۔ ہم نے اس کو پیدا کیا۔ ہم نے اس کی پرورش کی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۸/۱

اَنْشَاْنٰهُنَّ۔ ہم نے ان کو پیدا کیا۔ ہم نے ان کی پرورش کی، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ۲۷/۱۴

اَنْشَاَهَا۔ اس کو پیدا کیا، اس کی پرورش کی اَنْشَاَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۲۳/۳

اَنْشَرْنَا۔ ہم نے اٹھا کھڑا کیا۔ ہم نے زندہ کر دیا

Marfat.com

اِنْشَارٌ سے جس کے معنی زندہ کرنے اور اٹھا کھڑا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۲۵

اَنْشَرَ کا۔ اس کو زندہ کردیا۔ اس کو اٹھا کھڑا کیا۔ اَنْشَرَ اِنْشَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہ ضمیر واحد مذکر غائب ۳۰

اُنْشُزُوْا تم اٹھ کھڑے ہو (نَصَرَ، ضَرَبَ) نَشْزٌ سے جس کے معنی اٹھ کھڑا ہونے کے ہیں امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر ۲۸

اِنْشَقَّ۔ وہ پھٹ گیا۔ وہ شق ہو گیا۔ اِنْشِقَاقٌ سے۔ جس کے معنی پھٹنے اور شق ہوجانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۷ ۸

اِنْشَقَّتْ۔ وہ پھٹ گئی۔ وہ شق ہو گئی۔ اِنْشِقَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۲ ۵ ۳۰

اَنْصَابٌ بت۔ تمام وہ چیزیں جو عبادت کے لئے نصب کی جائیں خواہ مورتی ہو یا پتھر یا اور کچھ۔ نُصُبٌ کی جمع، مجاہد، قتادہ اور ابن جریج سے مروی ہے کہ نُصُبٌ وہ پتھر ہیں جو عبادت کے لئے نصب کئے گئے تھے مشرکین عرب ان پتھروں کو پوجا کرتے اور ان کے تقرب کے لئے وہاں جا کر قربانی کرتے تھے۔[1] ۶

اَنْصَارٌ۔ مددگار۔ نَصِیْرٌ اور نَاصِرٌ کی جمع جس کے معنی مددگار کے ہیں۔ قرآن مجید میں جہاں مہاجرین و انصار کا ذکر ہے وہاں انصار سے انصار مدینہ مراد ہیں جو نصرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بدولت اس لقب سے سرفراز کئے گئے ہیں ۱۲۵ ۱۱ ۱۲ ۱۰ اَنْصَارًا ۲۸

اَنْصَارِیْ۔ میرے مددگار۔ اَنْصَارِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ۱۲ ۱۰

اِنْصَبْ۔ تو محنت کر۔ (سَمِعَ) نَصَبٌ سے جس کے معنی جدوجہد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں عبادت میں جدوجہد کا حکم ہے ۱۹

اَنْصِتُوْا تم کان لگائے رہو۔ تم چپ رہو۔ تم خاموشی سے سنتے رہو۔ اِنْصَاتٌ سے جس کے معنی خاموشی کے ساتھ کان لگا کر سننے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۲ ۲۶

[1] احکام القرآن للجصاص ج ۲ ص ۴۸ طبع مصر ۱۳۴۷ھ

اَنْصَحُ - میں نصیحت کرتا ہوں میں نصیحت کروں (فَتَحَ) نُصْحٌ سے جس کے معنی نصیحت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے پ

اِنْصَرَفُوْا - وہ چل دیے وہ پلٹ گئے اِنْصِرَافٌ سے جس کے معنی ایک حالت سے دوسری حالت پر لوٹ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے پ

اُنْصُرْنَا - تو ہماری مدد کر۔ (نَصَرَ) اَنْصُرْ نَصْرٌ سے جس کے معنی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم ہے پ پ

اُنْصُرْنِیْ - تو میری مدد کر اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ پ

اُنْصُرُوْا - تم مدد کرو۔ نَصْرٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

اَنْطَقَ - اس نے گویائی عطا فرمائی۔ اس نے کہلوایا اِنْطَاقٌ سے جس کے معنی گویائی عطا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ

اَنْطَقَنَا - ہم کو گویائی عطا فرمائی۔ ہم سے کہلوایا اِنْطَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب نا ضمیر جمع متکلم پ

اِنْطَلَقَ - وہ چل کھڑا ہوا اِنْطِلَاقٌ سے جس کے معنی چھوڑ کر چل کھڑے ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ

اِنْطَلَقَا - وہ دونوں چلے اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب ہے پ

اِنْطَلَقْتُمْ - تم چلے اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ

اِنْطَلَقُوْا - وہ چلے اِنْطِلَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے پ

اِنْطَلِقُوْا - تم چلو اِنْطِلَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ

اَنْظُرُ - میں دیکھوں گا۔ (نَصَرَ یَنْصُرُ) نَظْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ نَظْرٌ کے معنی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے اور نگاہ کرنے کے بھی ہیں اور بصیرت کے ذریعہ کسی چیز کو پانے اور اس کا ادراک کرنے کے بھی اور کبھی تامل اور تفکر کے معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے جیسے قُلِ انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (کہدیجئے دیکھو تو کیا کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں) پ

Marfat.com

دیکھنے سے مراد تامل اور تفحص سے کام لینا ہے کبھی
اس کا استعمال حیرت سے تاکنے کے بارے میں بھی
ہوتا ہے جیسے وَتَرٰھُمْ یَنْظُرُوْنَ اِلَیْکَ وَھُمْ لَا
یُبْصِرُوْنَ (اور تو دیکھتا ہے ان کو کہ تک رہے
ہیں تیری طرف اور وہ کچھ نہیں دیکھتے) اور کبھی راہ
دیکھنے اور انتظار کرنے کے معنی بھی آتے ہیں جیسے
وَمَا یَنْظُرُ هٰٓؤُلَآءِ اِلَّا صَیْحَةً وَّاحِدَةً مَّا لَهَا
مِنْ فَوَاقٍ (اور راہ نہیں دیکھتے یہ لوگ مگر ایک
چنگھاڑ کی جو بیچ میں دم نہ لے گی) جب اس کے
صلہ میں اِلٰی آتا ہے تو معنی نگاہ اٹھانے کے ہوتے
ہیں اور جب فِیْ آتا ہے تو غور و تامل کے پ۹

اُنْظُرْ - تو دیکھ - تو غور کر۔ نَظْرٌ سے امر کا صیغہ
واحد مذکر حاضر پ۲ پ۵/۴ پ۱۴ پ۹/۱۱/۱۲ پ۸/۱۶
پ۹/۲ پ۱۱/۱۲ پ۱۲/۲، ۵ پ۱۶/۱۴ پ۱۸/۱۹ پ۱۹/۱۹، ۱۶، ۱۹
پ پ۸ پ۲۳/۲، ۲ پ۲۵/۸

اُنْظُرْنَا - ہم پر نظر کیجے۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم
ہے۔ پ۱/۱۲ پ۴

اَنْظِرْنِیْ - مجھ کو مہلت دے۔ مجھ کو ڈھیل دے،
اَنْظِرْ اِنْظَارٌ سے جس کے معنی مہلت دینے اور
ڈھیل دینے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن
وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۹/۲ پ۲۳/۱۴

اُنْظُرُوْا - تم دیکھو، تم غور کرو۔ نَظْرٌ سے امر کا
صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴/۵ پ۶/۸، ۱۸ پ۸/۱۸ پ۱۱/۱۵ پ۱۴/۱۱
پ۳۰/۱۲، ۲ پ۸

اُنْظُرُوْنَا - تم ہماری راہ دیکھو۔ تم ہمارا انتظار کرو
اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ۲۷/۱۸

اُنْظُرِیْ - تو دیکھ لے، تو غور کرے۔ نَظْرٌ سے امر کا
صیغہ واحد مونث حاضر پ۱۹/۱۸

اَنْعَامٌ - مویشی۔ بھیڑ بکری، گائے بھینس اور اونٹ
مویشی کو اس وقت تک انعام نہیں کہا جا سکتا،
جب تک ان میں اونٹ داخل نہ ہوں، یہ نَعَمٌ
کی جمع ہے جس کے معنی اصل میں تو اونٹ کے
ہیں مگر بھیڑ بکری اور گائے بھینس پر بھی بولا جاتا ہے
چونکہ اونٹ عرب کے نزدیک بہت بڑی نعمت
ہے اس لئے اس کا نام نَعَمٌ ہوا۔ پ۵/۱۵ پ۶/۵
پ۸/۳، ۴ پ۹/۱۲ پ۱۱/۸ پ۱۴/۶، ۱۵، ۱۶ پ۱۷/۱۱، ۱۲ پ۱۸/۱
پ۱۹/۱، ۲ پ۲۲/۱۹ پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۱۳ پ۲۵/۲، ۶ پ۲۶/۹ اَنْعَامًا
پ۱۹/۲ پ۳۰/۴

Marfat.com

اَنْعَامَکُمْ۔ تمہارے مویشی۔ اَنْعَام مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۴ ع۱۲ پ۳۰ ع۵

اَنْعَامُهُمْ۔ ان کے مویشی۔ اَنْعَامُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۶ ع۱۴

اَنْعُمِ۔ احسانات، نعمتیں، نِعْمَۃٌ کی جمع پ۱۴ ع۲۱

اَنْعَمَ۔ اس نے انعام کیا۔ اس نے فضل کیا۔ اِنْعَامٌ سے جس کے معنی احسان کرنے اور نوازش کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵ ع۶ پ۸ پ۱۲ ع۲ پ۲۲ ع۲

اَنْعَمْتُ۔ میں نے احسان کیا۔ میں نے انعام کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۱ ع۱ ۱۵

اَنْعَمْتَ۔ تو نے فضل کیا۔ تو نے احسان کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۹ ع۱۷ پ۵ پ۲۲ ع۲ پ۲۶ ع۲

اَنْعَمْنَا۔ ہم نے احسان کیا۔ ہم نے فضل کیا۔ اِنْعَامٌ سے ماضی کا ہے۔ جمع متکلم پ۱۵ ع۹ پ۲۵ ع۱۲

اَنْعُمِهٖ۔ اس کے احسانات، اس کی نعمتیں اَنْعُم مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۴ ع۲۲

اَنْعَمَهَا۔ اس کو انعام دیا۔ اس سے نوازا۔ اَنْعَمَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مونث غائب پ۲۴

اَنْفَ۔ ناک۔ پ۱۱

اٰنِفًا۔ ابھی، اَنْفٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی سر کے آتے ہیں چونکہ سر سے شے کی ابتدا ہوتی ہے اس لحاظ سے اٰنِفًا کے معنی اول وقت کے ہوئے پ۲۶

اِنْفَاقِ۔ خرچ کرنا، بروزن اِنْفَعَالٌ مصدر ہے انفاق میں جان اور مال دونوں کا صرف کرنا آجاتا ہے۔ یہ کبھی مستحب ہوتا ہے اور کبھی واجب، یہاں اِنْفَاق کے معنی خرچ ہو جانے کے ہیں پ۱۵

اَنْفَال۔ مال غنیمت، نَفَلٌ (بفتح فا) کی جمع۔ جس کے معنی اصل میں زیادتی کے ہیں اور اسی لئے زائد نماز کو نَافِلَۃٌ کہتے ہیں ارشاد ہے وَمِنَ اللَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ (اور کچھ رات جاگتا رہ قرآن کے ساتھ یہ زیادتی ہے تیرے لئے) اور اسی اعتبار سے اولاد کی اولاد کو نافلہ کہا جاتا ہے۔ وَوَهَبْنَا لَهٗ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ نَافِلَةً (اور ہم نے اس کو عنایت کیا اسحٰق نیز یعقوب کو مزید) یعنی مانگا تو بیٹا ہی تھا مگر ہم نے پوتا مزید عنایت فرمایا۔ پھر عطیہ اور بخشش

Marfat.com

کے معنی میں حقیقت بن کر استعمال ہونے لگا کیونکہ بخشش بھی بسبب تبرع غیر لازم ہونے کے گویا ایک شے مزید ہوئی۔ اور اسی طرح امام یا خلیفہ غازی کے لئے اس کے حصہ سے زائد جو جو شرط کردے خواہ کسی معین شخص کے لئے ہو یا غیر معین شخص کے لئے جیسے اعلان کردے کہ جو کسی کو قتل کرے گا اس کا چھینا ہوا مال وہی پائیگا۔ سب نفل کے نام سے موسوم ہے کیونکہ یہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخشش وعطا ہے پ۹/۱۵

اِنْفَجَرَتْ۔ وہ بہ نکلی۔ وہ پھوٹ نکلی۔ اِنْفِجَارٌ سے جس کے معنی خوب پھوٹ نکلنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مونث غائب۔ اِنْفِجَارٌ اور اِنْبِجَاسٌ میں فرق یہ ہے کہ انبجاس صرف کسی تنگ چیز کی سے نکلنے کا نام ہے اور انفجار کا استعمال تنگ مقام ہو یا فراخ دونوں کے متعلق ہوتا ہے پ۱۔

اَنْفُخُ۔ میں پھونک مارتا ہوں (نَصَرَ) نَفْخٌ سے جس کے معنی پھونک مارنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ۳/۱۲

اُنْفُخُوْا۔ تم پھونک مارو تم دھونکو نَفْخٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۶

اُنْفُذُوْا۔ تم نکل بھاگو۔ (نَصَرَ) نُفُوْذٌ سے جس کے معنی چیرنے۔ نکل جانے۔ اور رہائی پانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۷/۱۲

اِنْفِرُوْا۔ تم نکلو تم کوچ کرو (نَصَرَ، ضَرَبَ) نَفِیْرٌ اور نُفُوْرٌ سے جس کے معنی نکلنے اور کوچ کرنے اور بھاگنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں نَفْرٌ کے معنی کسی چیز کے لئے بیتاب ہوجانے یا اس سے بیزار ہوجانے کے ہیں ث پ۱۰/۱۲

اَنْفُسٌ۔ جانیں۔ دل۔ جی۔ نَفْسٌ کی جمع جس کے معنی روح کے ہیں پ۴/۲ پ۶/۱۶ پ۱۵/۷ پ۲۴/۲

پ۲۵/۱۲ پ۲۷/۵

اَنْفُسُکُمْ۔ تمہاری جانیں۔ تمہارے اشخاص۔ تمہارے جی۔ اَنْفُسٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱/۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ پ۲/۶ و ۱۲ و ۱۳ پ۳/۵ ر ۸ و ۱۰
پ۴/۸ و ۱۰ پ۵/۲ و ۶ و ۱۷ پ۶/۴ و ۱۶ پ۱۰/۱۱ و ۱۲ پ۱۱/۸ پ۱۲/۱۲
پ۱۳/۴ و ۹ پ۱۴/۱۹ پ۱۵/۱ پ۱۸/۱۲ پ۲۱/۲ و ۶ پ۲۴/۶ و ۱۸ پ۲۵/۳
پ۲۶/۱۳ و ۱۸ پ۲۶/۹ و ۱۷ و ۱۹ پ۲۸/۱۰ و ۱۶ و ۱۹ پ۲۹/۱۲

اَنْفُسَنَا۔ اپنی جانیں۔ ہماری جانیں۔ اَنْفُسٌ

Marfat.com

مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۱۲ پ۲۳ پ۳

أَنْفُسِهِمْ ۔ ان کے جی، ان کے دل، ان کی جانیں۔ أَنْفُسُ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸

أَنْفُسَهُنَّ ۔ ان کے جی۔ أَنْفُسُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲

اِنْفِصَامَ ۔ ٹوٹنا، بروزن اِنْفِعَالٌ مصدر ہے پ۳

اِنْفَضُّوا ۔ وہ متفرق ہو گئے۔ اِنْفِضَاضٌ سے جس کے معنی متفرق ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۲۸

اِنْفَطَرَتْ ۔ وہ چر گئی، وہ پھٹ گئی۔ اِنْفِطَارٌ سے جس کے معنی چرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳۰

أَنْفَقَ ۔ اس نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِنْفَاق) پ۱۵ پ۲۱

أَنْفَقْتَ ۔ تو نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْفَاق) پ۱۰

أَنْفَقْتُمْ ۔ تم نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳ پ۵ پ۱۱ پ۲۲ پ۲۸

أَنْفَقُوا ۔ انھوں نے خرچ کیا۔ اِنْفَاقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۳ پ۴ پ۵ پ۱۰ پ۲۲ پ۲۷ پ۲۸

أَنْفِقُوا ۔ تم خرچ کرو۔ اِنْفَاقٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲ پ۳ پ۱۰ پ۱۱ پ۲۸

اِنْفَلَقَ ۔ وہ پھٹ گیا۔ اِنْفِلَاقٌ سے جس کے معنی پھٹ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۹

أَنْقَذَكُمْ ۔ اس نے تم کو نجات دی۔ اِنْقَذَ اِنْقَاذٌ سے جس کے معنی نجات دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۴۔

أَنْقُصْ ۔ تو کم کر۔ (نَصَرَ) نَقْصٌ سے جس کے معنی کم کرنے یا کم ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر

Marfat.com

حاضر۔ پ۲۹/۱۲

اِنْقَضَ۔ اس نے توڑ دی، اس نے جھکا دی۔ اِنْقِضَاضٌ سے جس کے معنی توڑ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۳۰/۱۹

اِنْقَلَبَ۔ وہ الٹ گیا، اِنْقِلَابٌ سے جس کے معنی الٹ جانے اور پھر جانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۷

اِنْقَلَبْتُمْ۔ تم پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴/۹

اِنْقَلَبُوْا۔ وہ لوٹ گئے، وہ پھر گئے۔ اِنْقِلَابٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲ پ۹ پ۱۲ پ۳۰/۸

اَنَّكَ۔ بے شک تو، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنَّ) پ۹/۱۲ پ۱۱/۱۹ پ۱۴/۱۲

اِنَّكَ۔ بے شک تو، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ۱/۴ و ۱۵ پ۲/۱ و ۱۴ پ۳/۹ و ۱۱ و ۱۲ پ۴/۱۱ پ۵/۵ و ۹ پ۸/۹ پ۱۱/۳ و ۱۹ پ۱۳/۷ و ۸ پ۱۴/۱ و ۳ و ۵ و ۱۸ پ۱۴/۱ و ۳ پ۱۵/۳ و ۱۹ و ۲۲ پ۱۶/۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ پ۱۷/۱۲ پ۱۸/۴ پ۱۹/۱۹ پ۲۰/۳ و ۵ و ۷ و ۹ پ۲۱/۸ پ۲۲/۱۸ پ۲۳/۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ پ۲۴/۲ پ۲۵/۲ و ۱۰ و ۱۶ پ۲۷/۲ پ۲۸/۲ و ۷ و ۱۳ و ۲۰ پ۲۹/۳ و ۱۰ پ۳۰/۹

اِنَّكِ۔ بے شک تو۔ اس میں كِ ضمیر واحد مؤنث حاضر ہے پ۱۲/۱۲

اَنْكَاثًا۔ ٹکڑے ٹکڑے۔ نِكْثٌ کی جمع جس کے معنی سوت کے اس ٹکڑے کے ہیں جو دوبارہ کاتنے کے لئے توڑا جائے۔ پ۱۴/۱۹

اَنْكَالًا۔ بیڑیاں۔ قید۔ نِكْلٌ کی جمع جس کے معنی سخت قید اور آہنی لگام کے ہیں پ۲۹/۱۲

اُنْكِحَكَ۔ میں تجھ کو بیاہ دوں۔ میں تیرے نکاح میں دیدوں۔ اُنْكِحُ، اِنْكَاحٌ سے جس کے معنی نکاح کرانے اور بیاہ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ۲۰/۹

اَنْكِحُوْا۔ تم نکاح کر دو، تم عقد کرا دو۔ اِنْكَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۸

اِنْكِحُوْا۔ تم نکاح کر لو، تم عقد کر لو (فتح، ضرب) نِكَاحٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل لغت میں نکاح کے حقیقی معنی دو چیزوں کو ملانے اور جمع کرنے کے ہیں اور اسی اعتبار سے وطی اور عقد کو نکاح کہا

Marfat.com

جاتا ہے۔ جمع کے معنی چونکہ درحقیقت وطی میں پائے جاتے ہیں عقد میں نہیں اس لئے وطی کے معنی میں اس کا استعمال باعتبار حقیقت ہے اور عقد کے معنی میں باعتبار مجازاً۔ یہاں مجازی معنی مراد ہیں۔ پ ۱۲

اِنْكِحُوْهُنَّ۔ تم ان سے نکاح کرو۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے پ ۵

اِنْكَدَرَتْ۔ وہ میلی ہو گئی۔ وہ بکھر گئی۔ اِنْكِدَارٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِنْكِدَارٌ کے اصل معنی تو میلے ہونے کے ہیں مگر بکھر جانے اور پراگندہ ہونے میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے پ ۳۰/۶

اَنْكَرَ۔ بہت زیادہ برا۔ نُكْرٌ سے جس کے معنی نہ پہچاننے اور برا جاننے کے ہیں یا نَكَارَةٌ سے جس کے معنی نامانوس، سخت اور وحشتناک ہونے کے ہیں باب مفعول میں افعل التفضیل کا صیغہ۔ اول صورت میں سَمِعَ سے آئیگا اور دوسری صورت میں کَرُمَ سے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جیسے جَدِيْرٌ کا افعل التفضیل اَجْدَرُ ہے ایسے ہی یہ نَكِيْرٌ کا ہو۔ واضح رہے کہ عیب کے معنی میں نیز باب مفعول میں افعل التفضیل کا آنا شاذ ہے۔ پ ۱۲

اِنَّكُمْ۔ بیشک تم۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ ۱/۲ پ ۵/۱۷ پ ۶/۸
پ ۷/۸ پ ۸/۱و۱۷ پ ۹/۲و۴و۱۷ پ ۱۰/۷و۱۳و۱۷ پ ۱۲/۱ پ ۱۳/۲
پ ۱۴/۵و۱۸ پ ۱۵/۴ پ ۱۷/۵و۷ پ ۱۸/۱و۳و۴ پ ۱۹/۷و۸و۱۹
پ ۲۰/۱۵ پ ۲۲/۷ پ ۲۳/۲و۸و۹و۱۷ پ ۲۴/۱۹ پ ۲۵/۱۳و۱۴و۲۰
پ ۲۶/۱۸ پ ۲۷/۱۵ پ ۲۹/۲۲

اَنَّكُمْ۔ بیشک تم، اَنَّ حرف مشبہ بالفعل کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ ۷/۷ پ ۸/۱۵ پ ۹/۷و۹و۱۲و۱۳
پ ۱۸/۲و۳ پ ۲۰/۲۰ پ ۲۷/۱۹ پ ۲۸/۱۱

اِنَّمَا۔ بیشک، تحقیق، سوائے اس کے نہیں۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل اور مَا کافہ ہے جو حصر کے لئے آتی ہے اور اِنَّ کو عملِ لفظی سے روک دیتی ہے۔
پ ۱/۲و۱۲و۱۳و۱۶ پ ۲/۵و۹ پ ۳/۶و۱۰و۱۳ پ ۴/۷و۹و۱۰و
پ ۴/۲و۱۲ پ ۵/۱۳ پ ۶/۳و۹و۱۲ پ ۷/۲و۸و۱۰و۱۹ پ ۸/۳و
پ ۸/۷و۱۱ پ ۹/۲و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵ پ ۱۰/۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و
پ ۱۰/۱۴و۱۸ پ ۱۱/۷و۸و۱۹ پ ۱۲/۲و۴ پ ۱۳/۲و۷و۹و۱۰و۱۲و۱۹
پ ۱۴/۱۰و۱۱و۱۳و۱۷و۱۹و۲۰و۲۱و۲۲ پ ۱۵/۲ پ ۱۶/۲و۵و
پ ۱۷/۱۲و۱۳ پ ۱۸/۲و۹و۱۳ پ ۱۹/۷و۱۳و۱۵ پ ۲۰/۱۲و۱۳و۱۸

Marfat.com

پ۳۰/۳و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ پ۳۱/۱و۱۱و۱۳و۱۵ پ۳۲/۱و۵و۱۲و

پ۳۲/۱۳و۱۵و۱۶و۱۸ پ۳۳/۳و۵و۱۱و۱۲و۱۵و۱۶ پ۳۴/۱و۲و

پ۳۳/۱۰و۱۲و۱۵ پ۳۵/۵و۱۲ پ۳۶/۳و۸و۹و۱۳و۱۳و۱۸

پ۲۷/۳ پ۲۸/۳و۸و۹و۱۰و۱۹ پ۲۹/۳و۱۲و۱۹و۲۱و۲۷ پ۳۰/۳و۳و۱۲

اَنَّمَا۔ بیشک، تحقیق، بجز اس کے نہیں۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل۔ ما کافہ ہے حصر کے معنی دیتی ہے اور اَنَّ کو عمل سے روکتی ہے پ۸ پ۷/۱۱ پ۶/۳ پ۹/۱۴ پ۱۰/۱ پ۱۲/۳ پ۱۳/۹و۱۹ پ۱۴/۴ پ۱۶/۵و۱۵ پ۱۸/۳و۴ پ۲۰/۸ پ۲۱/۱۲ پ۲۳/۱۱و۱۳ پ۲۵/۱۰و۱۵ پ۲۷/۱۹

اِنَّا۔ بیشک ہم، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِنَّ) پ۳/۱۱ پ۱۲/۹ پ۱۴/۱۱ پ۱۶/۱۱ پ۲۴/۱۵ پ۲۵/۱۱

اَنَّا۔ بیشک ہم۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَنَّ) پ۳ پ۴

اِنِّیْ۔ بیشک میں۔ اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، نِ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۸ پ۹ پ۱۱/۱۴ پ۱۲/۱۰و۱۱ پ۲۴/۱۹ پ۲۵

اِنْہَ۔ تو منع کر (فتح) نَہْیٌ سے جس کے معنی منع کرنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۲۱/۱۱

اِنَّہٗ۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے۔ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، جب اس ضمیر کے بعد جملہ مفسرہ ہو جو اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان یا ضمیر قصہ کہلاتی ہے کیونکہ اس وقت یہ بیانِ واقعہ اور حالت بتانے کے لئے آتی ہے۔

پ۱/۳و۶و۸و۱۲و۱۹ پ۲/۳و۵و۹و۱۷ پ۳/۷ پ۴/۱۲و۱۳

پ۵/۱۲و۱۳ پ۷/۹و۱۰ پ۸/۱و۳و۴و۵و۷و۱۰و۱۳ پ۹/۱۱و۱۳

پ۱۰/۴و۱ پ۱۱/۶و۷و۱۰و۱۳و۱۷ پ۱۲/۲و۳و۷و۱۰و۱۲و۱۳و۱۷

پ۱۳/۲و۴و۵و۱۸ پ۱۴/۲و۹و۱۴و۲۲ پ۱۵/۱و۲و۳و۵و۷و۱۱

پ۱۶/۶و۷و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳ پ۱۷/۵و۷ پ۱۸/۶و۷و۹و۱۹

پ۱۹/۴و۹و۱۳و۱۵و۱۶و۱۷و۱۸ پ۲۰/۲و۳و۴و۵و۷

پ۲۰/۹و۱۱و۱۵ پ۲۱/۸و۱۱ پ۲۲/۹و۱۲و۱۹و۱۶ پ۲۳/۳و۷و۸و۹

پ۲۳/۱۱و۱۲و۱۳و۱۵ پ۲۴/۳و۸و۱۱و۱۹ پ۲۵/۳و۴و۵و۶و۱۹

پ۲۵/۷و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۵ پ۲۶/۳و۱۸و۱۹ پ۲۷/۳و۴و۷و۱۹

پ۲۸/۱۱ پ۲۹/۱و۲و۳و۵و۶و۹و۱۲و۱۵و۱۹ پ۳۰/۳و۶و۹

پ۳۰/۹و۱۰و۱۱و۱۳و۲۵و۳۵

اَنَّہٗ۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے، بیشک واقعہ یوں ہے۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس

Marfat.com

کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے واضح رہے کہ جب تک کوئی اور وجہ نکل سکے اس کو ضمیر شان پر محمول نہیں کرنا چاہیے۔ پ۱ ۲، پ۲ ۱، پ۳ ۱۰، پ۷ ۹، پ۸ ۱۲، پ۸ ۱، پ۹ ۸ و ۱۷، پ۱۰ ۱۲، پ۱۱ ۳ و ۱۳، پ۱۲ ۳ و ۱۵، پ۱۳ ۷، پ۱۷ ۲ و ۸ و ۱۳، پ۲۴ ۷، پ۲۵ ۱، پ۲۶ ۲، پ۲۷ ۷، پ۲۸ ۱۵، پ۲۹ ۱۱ و ۱۷

اِنَّهَا۔ بیشک وہ۔ بیشک بات یہ ہے، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هَا ضمیرِ واحد مؤنث غائب اور جب اس کے بعد جملہ مفسرہ اس کی خبر واقع ہو تو ضمیر شان ہے۔ پ۱ ۵ و ۸، پ۶ ۸، پ۱۱ ۱، پ۱۳ ۳ و ۵، پ۱۷ ۱۱ و ۱۳، پ۱۸ ۲، پ۱۹ ۳ و ۱۸، پ۲۱ ۱۱، پ۲۳ ۲، پ۲۹ ۷ و ۱۶ و ۲۱، پ۳۰ ۵ و ۲۹

اَنَّهَا۔ بیشک وہ۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۷ ۱۹، پ۹ ۱۵، پ۱۶ ۱۲، پ۲۵ ۳

اِنْهَارَ۔ وہ ڈھے پڑا۔ اِنْهِيَارٌ سے جس کے معنی ڈھے پڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۱ ۳

اَنْهَارُ۔ نہریں، نَهْرٌ کی جمع۔ پ۱ ۳ و ۹، پ۳ ۳ و ۱۰، پ۴ ۵ و ۱۱ و ۱۳، پ۵ ۵ و ۱۳، پ۶ ۷، پ۷ ۱ و ۹ و ۷، پ۸ ۱۲، پ۱۰ ۱۵ و ۱۷، پ۱۱ ۳ و ۹، پ۱۳ ۱۱ و ۱۴ و ۱۶، پ۱۴ ۸ و ۱۰، پ۱۵ ۱۰ و ۱۴، پ۱۶ ۱۲، پ۱۷ ۹ و ۱۰، پ۱۸ ۱۴، پ۲۱ ۲، پ۲۳ ۱۹، پ۲۵ ۱۱، پ۲۶ ۹ و ۹ و ۱۰، پ۲۷ ۱۸، پ۲۸ ۳ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۰، پ۳۰ ۱۰ و ۲۳

اَنْهَارًا پ۱۳ ۷

پ۸ ۹

اَنْهٰكُمَا۔ میں نے تم دونوں کو منع کیا۔ اَنْهٰ اصل میں اَنْهٰى تھا جس کے معنی ہیں میں منع کرتا ہوں یا منع کروں گا لَمْ کے آنے سے ی حرفِ علت ساقط ہو گئی اور مضارع کو ماضی کے معنی میں کر دیا۔ پ۸

اِنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱ ۲ و ۹، پ۲ ۳ و ۹، پ۵ ۱۲، پ۶ ۱۲، پ۷ ۶ و ۹ و ۱۰، پ۸ ۱۰ و ۱۵ و ۱۷، پ۱۰ ۴ و ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۷، پ۱۰ ۱ و ۲ و ۱۷، پ۱۲ ۳ و ۴ و ۷ و ۱۰، پ۱۳ ۵، پ۱۵ ۱۴ و ۱۵، پ۱۶ ۵ و ۹، پ۱۸ ۱ و ۲، پ۱۸ ۵ و ۱۷، پ۱۹ ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۹ و ۱۹، پ۲۰ ۷ و ۱۳، پ۲۱ ۱۹، پ۲۲ ۱۲، پ۲۳ ۹ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۷، پ۲۴ ۱۷ و ۲۰، پ۲۵ ۱ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۸، پ۲۸ ۲ و ۱۸، پ۲۷ ۱ و ۷ و ۱۵، پ۲۸ ۱ و ۳ و ۱۲، پ۲۹ ۷ و ۱۰، پ۳۰ ۱ و ۸ و ۱۱

اَنَّهُمْ۔ بیشک وہ سب لوگ۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۱ ۵ و ۷ و ۱۲، پ۲ ۱۷، پ۳ ۶ و ۱۱ و ۱۲، پ۴ ۳، پ۵ ۳ و ۹، پ۶ ۱۲ و ۱۵، پ۷ ۱۷، پ۸ ۳ و ۱۰، پ۹ ۶ و ۷ و ۸ و ۱۹، پ۱۰ ۵ و ۷ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹، پ۱۱ ۳ و ۴ و ۵ و ۸ و ۸، پ۱۲ ۲، پ۱۳ ۲، پ۱۴ ۱۱ و ۱۴ و ۲۰، پ۱۵ ۱۱ و ۱۹، پ۱۶ ۲، پ۱۷ ۷ و ۱۳، پ۱۸ ۳ و ۹، پ۱۹ ۶، پ۲۰ ۱۰، پ۲۱ ۱۸، پ۲۳ ۱، پ۲۴ ۶ و ۸، پ۲۶ ۵ و ۷ و ۱۲، پ۲۸ ۳ و ۴ و ۵، پ۲۹ ۱۱، پ۳۰ ۸

Marfat.com

إِنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں، اِنَّ حرف مشبہ بالفعل هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۱۳/۴ پ۲۳

أَنَّهُمَا ۔ بیشک وہ دونوں۔ اَنَّ حرف مشبہ بالفعل هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ۶/۲ پ۲۶

إِنَّهُنَّ ۔ بیشک وہ سب عورتیں، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب پ۱۲/۱۸

أَنْهٰكُمْ ۔ میں تم کو منع کر رہا ہوں، اَنْهٰى نَهْىٌ سے جس کے معنی منع کرنے اور روکنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۱۲/۸

إِنِّيْ ۔ بے شک میں، اِنَّ حرفِ مشبہ بالفعل، ی ضمیر واحد متکلم، پ۱/۴ پ۲/۷ پ۳/۱۲ پ۴/۳ و ۱۳ پ۵/۱۳ پ۶/۷ و ۸ و ۹ پ۷/۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ پ۸/۳ و ۹ و ۱۵ و ۱۹ پ۹/۳ و ۷ و ۱۰ و ۱۰ پ۱۰/۲ پ۱۱/۷ و ۱۵ و ۱۶ پ۱۲/۳ و ۳ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ پ۱۳/۱ و ۳ و ۵ و ۱۴ و ۱۸ پ۱۴/۳ و ۹ پ۱۵/۱۲ و ۱۶ و ۲۱ پ۱۶/۴ و ۵ پ۱۷/۶ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۳ پ۱۷/۲ و ۶ پ۱۸/۲ و ۶ پ۱۹/۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ پ۱۹/۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ پ۲۰/۵ و ۶ و ۷ و ۱۵ پ۲۲/۸ پ۲۳/۱ و ۷ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶ پ۲۴/۱ و ۸ و ۹ پ۲۵/۱۱ و ۱۳ پ۲۶/۲ و ۳ پ۲۷/۲ و ۳ و ۸ پ۲۸/۵ و ۹ پ۲۹/۵ و ۹ و ۱۲

أَنِّيْ ۔ بے شک میں۔ اَنَّ حرفِ مشبہ بالفعل۔ ی ضمیر واحد متکلم پ۱/۴ و ۱۹ پ۳/۱۳ پ۴/۱۱ پ۵/۱۹ پ۸/۵ پ۹/۲ پ۱۱/۲ پ۱۲/۳ پ۲۴/۲ پ۲۲/۱۵ و ۷ پ۲۵/۹

أَنّٰى ۔ جہاں، کیونکر، جب۔ اسم ظرف ہے زمان و مکان دونوں کے لئے آتا ہے۔ ظرفِ زمان ہو تو بمعنی مَتٰى (جب جس وقت) کے اور ظرف مکان ہو تو معنی اَیْنَ (جہاں کہاں) اور استفہامیہ ہو تو بمعنی کَیْفَ (کیسے کیونکر) ہوتا ہے۔ پ۲/۱۲ و ۱۹ پ۳/۱۲ و ۱۲ و ۱۳ پ۴/۸ پ۵/۱۱ پ۷/۱۸ و ۱۹ پ۸/۱۱ پ۹/۱۱ پ۱۰/۲ و ۵ پ۱۱/۵ پ۱۸/۵ پ۲۲/۲ پ۲۳/۱۲ و ۱۳ پ۲۴/۱۲ و ۱۳ پ۲۵/۱۳ و ۴ پ۲۶/۹ پ۲۸/۱۲ پ۳۰/۱۲

أُنِيْبُ ۔ میں رجوع ہوتا ہوں، اِنَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو اَنَابَ) پ۱۲/۸ پ۲۵/۲

أَنِيْبُوْا ۔ تم رجوع ہو جاؤ، اِنَابَۃٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۴/۲

إِنٰىهُ ۔ اس کا پکنا، اس کا وقت، اِنٰى اول معنی میں مصدر ہے اور دوسرے معنی میں وہی آن ہے کہ جب اس کے پہلے زبر آتا ہے تو الف ممدودہ کے ساتھ پڑھا جاتا ہے اور زیر آتا ہے تو الف مقصورہ کے ساتھ پ۲۲/۴

اٰنِيَۃٍ ۔ سخت کھولتی ہوئی، اِنٰى سے جس کے معنی سخت کھولنے اور پکنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ

Marfat.com

واحد مؤنث پ ۳۰/۱۳

اٰنِیَۃٌ۔ برتن۔ اِنَاءٌ کی جمع جس کے معنی برتن کے ہیں۔ پ ۲۹/۱۲

فصل الواو

اَوْ۔ یا، خواہ، یہاں تک، مگر، جبکہ، اگرچہ، کیا۔ حرفِ عطف ہے مختلف معانی شک، ابہام، تخییر، اباحت اور تفصیل کے لئے آتا ہے۔ کوفہ والوں کے خیال میں واو اور بَلْ کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے کبھی اِلٰی اور اِلَّا کے معنی بھی دیتا ہے۔ ان تمام معانی میں اَوْ عاطفہ اور واو ساکن ہوگا اور جب توضیح یا تقریر یا ردیا انکار یا استفہام کے لئے ہوگا تو واو مفتوح ہوگا۔ سنن بیہقی میں ابن جریج سے مروی ہے کہ بجز اَنْ یُقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا کے قرآن مجید میں جہاں بھی اَوْ استعمال ہوا ہے وہاں تخییر کے معنی میں ہیں۔ امام شافعیؒ کی بھی یہی تصریح ہے۔[1]

پ ۱: ۲و۸و۱۳و۱۴و۱۹ — پ ۲: ۳و۶و۷و۸و۹و۱۲و۱۳و۱۵ — پ ۳: ۵و۷و۱۱ — پ ۴: ۴و۵و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳ — پ ۵: ۳و۶و۷و۸و۹و۱۲و — پ ۵: ۴و۱۳و۱۵و۱۲و۱۷ — پ ۶: ۹و۹و۱۰و۱۲ — پ ۷: ۲و۳و۴و

پ ۷: ۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۷ — پ ۸: ۵و۶و۸و۱۱و۱۳ — پ ۹: ۱و۱۱و۹

پ ۱۰: ۲و۱۲و۱۸ — پ ۱۰: ۱۳ — پ ۱۱: ۵و۶و۸و۱۰ — پ ۱۲: ۲و۶و۸و۱۲و۱۳

پ ۱۳: ۳و۶و۸و۱۰و۱۲و۱۵ — پ ۱۴: ۱۰و۱۲و۱۶و۱۹ — پ ۱۵: ۳و۵و۶

پ ۱۵: ۲و۷و۱۰و۱۲و۱۵و۱۷و۲۰و۲۱ — پ ۱۶: ۹و۱۰و۱۱و۱۵

پ ۱۷: ۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ — پ ۱۸: ۱و۲و۷و۱۰و۱۱و۱۳و۱۶

پ ۱۹: ۱و۲و۳و۹و۱۲و۱۷ — پ ۲۰: ۳و۷ — پ ۲۱: ۳و۸و۱۱ — پ ۲۲: ۲و۷و۹

پ ۲۳: ۹و۱۲ — پ ۲۴: ۱و۱۰و۱۲و۱۳و۱۹ — پ ۲۵: ۵و۹و۱۰و۱۵ — پ ۲۶: ۱و۱۰و۱۷

پ ۲۷: ۱و۲و۳و۵ — پ ۲۸: ۳و۴و۵و۱۲و۱۷ — پ ۲۹: ۱و۲و۷و۱۳و

پ ۲۹: ۱۹و۲۰و۲۱ — پ ۳۰: ۳و۵و۸و۱۵و۲۱

اَوَ پ ۱/۱۲ پ ۳/۲ پ ۷/۴ پ ۹/۱۳ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۳/۱۰

اَوَّاب۔ بہت رجوع ہونے والا، اَوْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ یہاں اپنے تمام اقوال و افعال حرکات و سکنات میں اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو[نے] اور اس کا مطیع ہونا مراد ہے۔ دیلمی نے مجاہد کی روایت کی ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے اَوَّاب کے متعلق دریافت کیا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

[1] کلیات ابوالبقاء ص ۱۲۵ طبع عامرہ ۱۲۸۶ھ

سوال کیا تھا آپ نے فرمایا کہ اوّاب وہ ہے جو تنہائی میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت کا خواستگار ہو۔ ابن جریر طبری نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس کی تفسیر مُسَبِّح یعنی تسبیح کرنے والا نقل کی ہے اور عبد بن حمید نے آپ سے موقن یعنی یقین رکھنے والے کے معنی روایت کئے ہیں[1]۔ ظاہر ہے اوّاب اسی وقت ہوگا جب اس میں یہ تمام صفات مذکورہ پائی جائیں۔

پ ۱۲ پ ۱۵ ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ ۱۶

اَوَّابِیْنَ ۔ بہت رجوع کرنے والے۔ اَوَّابٌ کی جمع، سعید بن منصور، ہناد، ابن ابی حاتم، اور بیہقی نے ضحاک سے آیت کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ اوّابین وہ ہیں جو گناہ سے توبہ کی طرف اور برائیوں سے اچھائیوں کی طرف رجوع کریں۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ اطاعت گزار اور نیکوکار مراد ہیں۔ ابن المنذر، ابن ابی حاتم اور بیہقی نے شعب الایمان میں آپ سے اس کی تفسیر "توابین" نقل کی ہے۔[2]

جس کے معنی ہیں کثرت سے توبہ و استغفار کرنے والے۔[3] پ ۱۵

اُوَارِیْ ۔ میں چھپاؤں۔ مُوَارَاةٌ سے جس کے معنی چھپانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۶

اَوَّاهٌ ۔ نرم دل۔ بہت آہ کرنے والا۔ اَوْهٌ سے جس کے معنی آہیں بھرنے کے ہیں مبالغہ کا صیغہ بوزن فَعَّالٌ۔ قرآن مجید میں اَوَّاہ سے کیا مراد ہے اس بارے میں سلف سے حسب ذیل اقوال منقول ہیں۔ (۱) بہت زیادہ دعا کرنے والا۔ (۲) مومن (۳) فقیہ (۴) رحمدل (۵) مومن تواب (۶) تسبیح حق سبحانہ میں مصروف رہنے والا۔ (۷) کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والا۔ (۸) کتاب اللہ کی بہت زیادہ تلاوت کرنے والا۔ (۹) خشیت الٰہی کی بنا پر بہت زیادہ آہ کرنے والا (۱۰) دربار الٰہی میں خضوع و خشوع کرنے والا۔ (۱۱) حبشی زبان میں مومن کو کہتے ہیں۔ (۱۲) معلم خیر (۱۳) وعدہ کو پورا کرنے والا۔ (۱۴) گناہوں کو یاد کرتے وقت استغفار میں مشغول ہونے والا۔ (۱۵) شفیق۔ (۱۶) ہر بری بات سے رجوع کرنے والا۔[4]

---

[1] ان تینوں حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر فتح القدیر ج ۴ ص ۱۹۵ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] ایضاً ج ۳ ص ۲۱۶۔

[3] البحر المحیط ج ۵ ص ۱۰۲ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

شوکانی لکھتے ہیں۔

لغت کے اعتبار سے اواہ کے یہ معنی زیادہ مناسب معلوم ہوتے ہیں کہ اواہ وہ ہے جو اپنے گناہوں پر بہت زیادہ آہ کرے مثلاً یہ کہے کہ "آہ میرے گناہ" "آہ مجھے اس پر کیا سزا دی جائے گی" وغیرہ۔ فراء کا یہی بیان ہے اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے۔[1]

امام ابو جعفر بن جریر طبری فرماتے ہیں کہ۔

ان سب اقوال میں اولیٰ اسی شخص کا قول ہے جو اس کے معنی بہت زیادہ دعا کرنے والے کے بیان کرتا ہے، سیاق قرآنی کے بھی یہی معنی مناسب ہیں، کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کے متعلق فرمایا کہ اپنے باپ کے لئے ان کی طلب مغفرت ایک وعدہ کے بنا پر تھی اس سلسلہ میں انہوں نے اپنے باپ سے کر لیا تھا۔ اب چونکہ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) بہت زیادہ دعا کیا کرتے اور نیز جو آپ کو ستاتا اور تکلیف پہنچاتا آپ اس کے ساتھ بردباری سے کام لیتے تھے یہیں وجہ باپ کی طرف سے آپ کو شدید اذیت پہنچنے پر بھی آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔[2]

ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابو الشیخ اور ابن مردویہ نے عبداللہ بن شداد بن الہاد سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ اواہ کیا ہے۔ فرمایا خضوع خشوع کرنے والا بہت زیادہ دعا مانگنے والا یہ حدیث مرسل ہے کیونکہ عبداللہ بن شداد تابعی ہیں ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ایک شخص باواز بلند ذکر کر رہا تھا، اس پر کوئی بول اٹھا کہ کاش یہ اپنی آواز دھیمی رکھتا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اس کو چھوڑ دو کیونکہ یہ اواہ ہے۔ ذوالنجادین ایک صاحب تھے جو کثرت سے تلاوت قرآن اور دعا کے ذریعہ ذکر الٰہی کیا کرتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے متعلق فرمایا کہ یہ اواہ ہے۔ یہ روایت امام احمد طبرانی اور ابن مردویہ نے عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے نقل کی ہے۔[3]

و ب ر

اَوْبَارِهَا۔ اس کی بیریاں۔ اس کی اون۔ اَوْبَار

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۳۹۲۔ [2] تفسیر ابن کثیر ج ۵ ص ۸، طبع مصر سنہ ۱۳۰۱ء

[3] ان سب حوالوں کے لئے ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۲ ص ۳۹۳

Marfat.com

دَبَرٌ کی جمع جس کے معنی اونٹ کی اون اور بکری کے ہیں۔ اَوْبَارِ مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۱۴

اَوِّبِیْ ۔ تو رجوع ہو، تو لوٹ، تَاوِیْبٌ سے جس کے معنی رجوع ہونے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مؤنث حاضر آیت شریفہ یٰجِبَالُ اَوِّبِیْ مَعَہٗ وَالطَّیْرَ (اے پہاڑ اور اے پرندو اس کے ساتھ تسبیح پڑھو) میں تاویب سے مراد تسبیح کرنا ہے، چنانچہ سورہ ص کی آیت اِنَّا سَخَّرْنَا الْجِبَالَ مَعَہٗ یُسَبِّحْنَ بِالْعَشِیِّ وَالْاِشْرَاقِ وَالطَّیْرَ مَحْشُوْرَۃً (ہم نے تابع کر دیے پہاڑ کہ وہ اس کے ساتھ پاکی بولتے تھے شام اور صبح اور اڑتے جانور اکٹھے ہو کر) اس آیت کی تفسیر کر رہی ہے۔ ابن ابی شیبہ نے مصنف میں اور ابن جریر، ابن ابی حاتم، اور ابن المنذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے تسبیح ہی کے معنی روایت کئے ہیں اور یہی معنی قتادہ، مجاہد، ابو میسرہ، عکرمہ اور ابن زید سے مروی ہیں۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ جب آپ تسبیح الٰہی میں مصروف ہوتے تو پہاڑ اور پرند سب مل کر آپ کے ساتھ تسبیح کرتے یہ اللہ تعالیٰ کا آپ پر خاص فضل تھا کیونکہ قرآن مجید اس چیز کو خاص طور پر فضل کہہ رہا ہے۔ پہاڑوں کی تسبیح سے ان کی صدائے بازگشت یا وہ عام تسبیح جو ہر چیز اپنی زبان حال و قال سے کرتی رہتی ہے مراد نہیں ورنہ حضرت داؤد علیہ السلام پر افضال و انعامات الٰہی کے سلسلہ میں اس کا بیان کرنا کیا اہمیت رکھتا ہے اسی طرح اگر صدائے بازگشت یا عام تسبیح مراد لی جائے تو پھر پہاڑوں اور پرندوں کے مسخر کرنے کا کیا مطلب رہ جاتا ہے۔ ۲۲

اُوْتِیْتُ ۔ مجھے دیا گیا۔ اصل میں اُوْتِیَ تھا کُ کے آنے سے ی حذف ہو گئی اور مضارع ماضی کے معنی میں تبدیل ہو گیا (ملاحظہ ہو اُوْتِیَ) ۴

اَوْتَاد ۔ میخیں، وَتَدٌ کی جمع جس کے معنی میخ کے ہیں (ملاحظہ ہو ذُوالْاَوْتَادِ) ۳۰ اَوْتَادًا ۳۰

اُوْتُمِنَ ۔ ائتمان سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳

اُوْتُوْا ۔ وہ دیئے گئے، ان کو دیا گیا، ان کو ملا، ایتاء سے۔ جس کے معنی دینے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ ۱ ۲ ۳ ۴

Marfat.com

پ۵/۲و۱۵و۱۶ پ۶/۵و۱۳ پ۷/۱۱ پ۱۰/۱۰ پ۱۳/۱۰ پ۱۵/۱۲
پ۱۷/۱۲ پ۲۰/۱۱ پ۲۱/۷ پ۲۲/۷ پ۲۳/۲ پ۲۴/۱۸ پ۲۸/۲و۳ پ۲۹/۱۵ پ۳۰/۲۲

اُوْتِیَ۔ اسے دیا گیا۔ وہ دیا گیا۔ اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۱/۱۶
پ۱۷/۵و۱۷ پ۸/۲ پ۱۵/۸ پ۲۰/۸و۱۱ پ۲۹/۵ پ۳۰/۹

اُوْتِیْتَ۔ تجھ کو دیا گیا۔ تجھ کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶/۱۱

اُوْتِیَتْ۔ اس (عورت) کو دیا گیا، اس کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹/۱۷

اُوْتِیْتُمْ۔ تم کو دیا گیا، تم کو ملا۔ اِیْتَاءٌ سے ۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳/۱۶ پ۶/۱۰ پ۱۵/۱۰
پ۲۰/۹ پ۲۵/۵

اُوْتِیْتُہٗ مجھے وہ دیا گیا۔ مجھے وہ ملا۔ اُوْتِیْتُ اِیْتَاءٌ سے۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد متکلم ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۰/۱۱ پ۲۴/۲

اُوْتِیَنَّ۔ مجھے ضرور دیا جائے گا، مجھے ضرور ملیگا اِیْتَاءٌ سے مضارع مجہول با نون تاکید کا صیغہ واحد متکلم پ۱۶/۸

اُوْتِیْنَا ہم کو دیا گیا۔ ہمیں ملا۔ اِیْتَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۹/۷و۱۸

اَوْثَانٌ۔ بت، بتوں کے تھان۔ وَثَنٌ کی جمع ہر وہ چیز جس کی خدا کے سوائے پرستش کی جائے وثن ہے۔ مورتی ہو یا پتھر قبر ہو یا جھنڈا۔ پ۱۷/۱۱

اَوْثَانًا پ۲۰/۱۴و۱۵

اَوْجَسَ۔ اس نے محسوس کیا۔ اس نے پایا۔ اِیْجَاسٌ سے۔ جس کے دل میں محسوس کرنے، اور قلب میں پوشیدہ آواز پانے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۲ پ۱۶/۱۲ پ۲۶/۱۹

اَوْجَفْتُمْ۔ تم نے دوڑایا۔ اِیْجَافٌ سے۔ جس کے معنی سواری کو دوڑانے اور تیز کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸

اَوْحٰی[1]۔ اس نے حکم دیا۔ اس نے وحی بھیجی۔ اس نے اشارہ کیا۔ اِیْحَاءٌ سے جس کے معنی وحی کرنے حکم دینے اور اشارہ کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۳/۵ پ۱۴/۱۵ پ۱۵/۴ پ۱۶/۴ پ۲۳/۱۹ پ۲۵/۱۰ پ۲۷/۵ پ۳۰/۲۲

اُوْحِیَ[2]۔ وحی کی گئی، حکم بھیجا گیا۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷/۸و۱۷و۱۹

---

[1] و [2] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وَحْی۔

Marfat.com

پ۸ پ۹ پ۱۶ پ۱۱ پ۱۳ پ۲۱ پ۲۹

اَوْحَیْتُ۔ میں نے دل میں ڈال دیا۔ میں نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم یہاں وحی بصورت الہام مراد ہے [۱] سۓ۔

اَوْحَیْنَا۔ ہم نے حکم بھیجا۔ ہم نے وحی کی۔ اِیْحَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۲ پ۳ پ۹ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۲۲ پ۲۵ پ۲۷ پ۲۹

اَوْدِیَةٌ۔ نالے، وادیاں، وَادِیْ کی جمع۔ وادی اصل میں اس جگہ کو کہتے ہیں جس میں پانی بہتا ہو۔ اور بطریق استعارہ ہر طریقہ اور راستہ کو بھی وادی کہا جاتا ہے۔ س۱۳

اَوْدِیَتِھِمْ۔ ان کے نالے، اَوْدِیَةٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۶

اُوْذُوْا۔ وہ ستائے گئے۔ ان کو ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے جس کے معنی ستانے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۷ پ۱۱

اُوْذِیَ۔ وہ ستایا گیا۔ اسے ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۰

اُوْذِیْنَا۔ ہم کو ستایا گیا۔ ہمیں ایذا دی گئی اِیْذَاءٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم پ۹

اُوْرِثْتُمُوْھَا۔ تم اس کے وارث بنائے گئے تمہیں وہ میراث میں دی گئی۔ اُوْرِثْتُمُوْا میں واؤ اشباع کا ہے۔ اصل صیغہ اُوْرِثْتُمْ ہے جو اِیْرَاثٌ سے جس کے معنی وارث بنانے اور میراث میں دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے اور ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ اصل میں وِرَاثَةٌ اور اِرْثٌ کے معنی کسی شخص کی چیز کے دوسرے شخص کی طرف بغیر کسی (معاہدہ) کے یا ایسے امر کے جو قائم مقام عقد ہو منتقل ہونے کے ہیں اور اسی اعتبار سے میت کے مال کو جو اس کے وارثوں کی طرف منتقل ہوتا ہے میراث اور ارث کہتے ہیں۔ پ۸ پ۱۲ پ۲۵

اَوْرَثَکُمْ۔ اس نے تم کو وارث بنایا۔ اَوْرَثَ کَ اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۱

اَوْرَثَنَا۔ اس نے ہم کو وارث بنایا۔ اَوْرَثَ

---

[۱] و [۲] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وحی

صیغہ ماضی نا ضمیر جمع متکلم ۔

اَوْرَثْنَا ۔ ہم نے وارث بنایا۔ اِیْرَاثٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۔

اَوْرَثْنَاهَا ۔ ہم نے اس کا وارث بنایا۔ ہم نے اسے میراث میں دیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۔

اُوْرِثُوْا ۔ وہ وارث بنائے گئے۔ اِیْرَاثٌ سے ۔ ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب ۔

اَوْرَدَهُمْ ۔ اس نے ان کو پہنچا دیا۔ اس نے ان کو لا ڈالا۔ اَوْرَدَ۔ اِیْرَادٌ سے جس کے معنی اصل میں تو گھاٹ پر لانے کے ہیں مگر بعد میں اس کا استعمال مطلق حاضر کرنے اور لے آنے کے لئے ہونے لگا ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۔

اَوْزَارَ ۔ بوجھ، مجازاً گناہ۔ وِزْرَۃٌ کی جمع ۔

اَوْزَارًا یہاں اس کے حقیقی معنی یعنی بوجھ مراد ہیں ۔

اَوْزَارَهَا ۔ اس کے ہتھیار، اس کے بوجھ۔ یہاں اَوْزَار سے ہتھیار مراد ہیں۔ اَوْزَار مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۔

اَوْزَارَهُمْ ۔ ان کے بوجھ، ان کے گناہ۔ اَوْزَار مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۔

اَوْزِعْنِیْ ۔ میری قسمت میں کر، مجھے توفیق عطا فرما، مجھے جما دے۔ اَوْزِعْ اِیْزَاعٌ سے جس کے معنی کسی چیز پر جما دینے اور الہام کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۔

اَوْسَطِ درمیانی۔ درجہ کا۔ وَسْطٌ اور وَسَاطَۃٌ سے جس کے معنی درمیانی ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ۔

اَوْسَطُهُمْ ۔ ان کا بھلا۔ ان میں معتدل۔ اَوْسَط مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ یہاں اوسط سے مراد وہ شخص ہے جو افراط و تفریط کے درمیان ہو جیسے جود کہ وہ اسراف اور بخل کے درمیانی درجہ کا نام ہے ایسی صورت میں اوسط کا لفظ مدح کے لئے آتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو وَسَطًا) ۔

اَوْصٰنِیْ ۔ اس نے مجھ کو تاکید کی۔ اَوْصٰی اِیْصَاءٌ سے جس کے معنی نصیحت کے طور پر دوسرے کو عمل کی تاکید کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

Marfat.com

ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ ۱۲

اَوْضَعُوْا۔ انہوں نے دوڑایا۔ اِیْضَاعٌ سے جس کے معنی اصل میں تور رکھنے کے ہیں مگر بطور استعارہ دوڑانے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰

اَوْعٰی۔ اس نے سینت کر رکھا۔ اس نے حفاظت سے رکھا۔ اِیْعَاءٌ سے جس کے معنی مال واسباب کو کسی چیز میں محفوظ کر رکھنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹

اَوْعِیَتِہِمْ۔ ان کے خرجین، اوعیۃ وِعَاءٌ کی جمع۔ وعا اس کو کہتے ہیں جس میں کوئی چیز بحفاظت رکھی جائے۔ اَوْعِیَۃِ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳

اُوْفِ۔ میں پورا کروں گا۔ میں پورا کرتا ہوں اِیْفَاءٌ سے جس کے معنی پورا کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱ ع ۵

اَوْفِ۔ تو پورا کر، اِیْفَاءٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۳

اَوْفُوْا۔ تم پورا کرو، اِیْفَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۲ پ ۵ پ ۶ پ ۸ پ ۹ پ ۱۰ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۲

اَوْفٰی۔ اس نے پورا کیا۔ اِیْفَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۱ پ ۲۶ پ ۲۷ پ ۲۷

اَوْقِدْ۔ تو آگ دے۔ تو پکا۔ اِیْقَادٌ سے جس کے معنی آگ جلانے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۰

اَوْقَدُوْا۔ انہوں نے آگ سلگائی، اِیْقَادٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۶

اَوَّل۔ پہلا۔ خلیل کا بیان ہے کہ ہمزہ واو اور لام سے اس کی تاسیس ہوئی ہے اس لئے یہ فَعَّلٌ کے وزن پر ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اس میں دو واو اور ایک لام تھا اس لئے اَفْعَلُ کے وزن پر ہے لیکن پہلی صورت زیادہ فصیح ہے کیونکہ فا اور عین کلمہ کا ایک ہی حرف ہونا قلیل الوجود ہے۔ پس اول صورت میں یہ اَوْلٌ سے مشتق ہوگا جس کے معنی ہیں اصل کی طرف رجوع کرنا۔ اور اس کی اصل اَوْاَلُ ہوگی او کو ادغام کر کے اَوَّلُ کر لیا گیا۔ یہ اصل میں صفت ہے یعنی وہ جس پر اس کا غیر مرتب ہو اول ہونا مختلف اعتبار سے ہو سکتا ہے۔ زمانہ کے لحاظ سے مرتبہ اور ریاست کے لحاظ سے وضع نسبت کے

Marfat.com

اعتبارے نظامِ صانعی کی حیثیت سے جب اس کو اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال کیا جائے تو اس کے معنی اس ذات کے ہوں گے جس پر وجود میں کسی شے کو سبقت حاصل نہیں۔ اَوَّلَ الْمُؤْمِنِیْنَ۔ اَوَّلَ الْمُسْلِمِیْنَ اور اَوَّلَ کَافِرٍ میں اول کے معنی متقدی اور پیشوا کے ہوں گے۔ [illegible]

اُولٰٓئِكَ - یہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کے لئے آتا ہے اور مشار الیہ قریب کے لئے استعمال ہوتا ہے [illegible]

اُولَاتُ - والیاں، اُولُوْ کی مونث، ذَاتُ کی جمع علی غیر لفظہ۔ [illegible]

اَوْلَادٌ - اولاد، وَلَدٌ کی جمع اولاد میں چھوٹے بڑے سب داخل ہیں [illegible] اَوْلَادًا [illegible]

اَوْلَادُكُمْ - تمہاری اولاد، اَوْلَادُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

اَوْلَادُهُمْ - ان کی اولاد، اَوْلَادُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

اَوْلَادَهُنَّ - ان (عورتوں) کی اولاد، اَوْلَادُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَوَّلِنَا - ہمارا پہلا، اَوَّلُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

اُولُوْ - والے، جمع ہے اس کا واحد نہیں آیا لیکن بعض ذُوْ کو اس کا واحد بیان کرتے ہیں۔ بحالتِ رفع اُولُوْ اور بحالتِ نصب و جر اُولِیْ ہوگا۔ [illegible]

اَوَّلُوْنَ - پہلے، اگلے، اَوَّلُ کی جمع بحالتِ رفع اَوَّلُوْنَ آئے گا اور بحالت نصب و جر اَوَّلِیْنَ (ملاحظہ ہو اَوَّلُ) [illegible]

اَوْلٰى - زیادہ لائق، زیادہ مستحق، زیادہ قریب، ولی سے جس کے معنی پے در پے اور مسلسل واقع ہونے کے ہیں اور اسی لحاظ سے قریب ہونے کے معنی میں اس کا استعمال ہوتا ہے۔ افعل التفضیل کا صیغہ، اس کا صلہ جب لام واقع ہوتا ہے تو یہ ذات اور دکھ کے لئے آتا ہے اس صورت میں خرابی اور برائی سے زیادہ قریب

اور اس کے زیادہ مستحق ہونے کے معنی ہوں گے چنانچہ آیت شریفہ فَاَوْلٰی لَهُمْ (سو خرابی ہے ان کی) اور اَوْلٰی لَکَ فَاَوْلٰی (تیرے لئے خرابی ہی خرابی ہے) میں یہی معنی مراد ہیں۔ پ۷ ۱۵، پ۵ ۷، پ۱۶ ۸، پ۱۳ ۱۴، پ۲۱ ۷، پ۲۹ ۱۸

اُولٰی - پہلی، اگلی، اَوَّل کا مؤنث۔ قرآن مجید میں جہاں آخرت کے مقابلہ میں اس کا استعمال ہوا ہے وہاں اس سے عالم دنیا مراد ہے کیونکہ وہ آخرت سے پہلے ہے۔ پ۱ ۱۰ و ۱۱ و ۱۷، پ۸ ۸ و ۹ و ۱۰، پ۲۱ ۱، پ۲۳ ۶، پ۲۵ ۱۵ و ۱۹، پ۲۷ ۵ و ۷ و ۱۵، پ۳۰ ۳ و ۱۲ و ۱۷ و ۱۸

اُولِی - والے، (ملاحظہ ہو اُولُو) پ۲ ۶ و ۹، پ۳ ۱۰، پ۴ ۱۱، پ۵ ۵ و ۸ و ۱۰، پ۱۱ ۳، پ۱۳ ۲، پ۱۵ ۱، پ۱۶ ۱۲، پ۱۸ ۹ و ۱۰ و ۱۲، پ۲۰ ۱۱، پ۲۲ ۱۲، پ۲۳ ۱۲ و ۱۹، پ۲۴ ۱۱، پ۲۶ ۱۰، پ۲۸ ۴ و ۱۸، پ۲۹ ۱۳

اَوْلِیَاءُ - دوست، ساتھی، وَلِیٌّ کی جمع (ملاحظہ ہو وَلِیٌّ) پ۳ ۱۱، پ۵ ۷ و ۱۷، پ۶ ۱۲ و ۱۳ و ۱۵، پ۸ ۸ و ۱۰، پ۱۰ ۲ و ۹ و ۱۵، پ۱۱ ۱۲، پ۱۲ ۴ و ۱۰، پ۱۳ ۸، پ۱۵ ۱۱ و ۱۹، پ۱۷ ۳، پ۱۸ ۱۶، پ۲۰ ۱۹، پ۲۱ ۱۵، پ۲۵ ۲ و ۹ و ۱۷ و ۱۸، پ۲۶ ۴، پ۲۸ ۳ و ۱۱

اَوْلَیٰنِ - (دو) زیادہ قریب، اَوْلٰی کا تثنیہ پ۷ ۴

اَوْلِیَائِکُمْ - تمہارے دوست، تمہارے رفیق، اَوْلِیَاء مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۱ ۱۶ اَوْلِیٰؤُکُمْ پ۲۴ ۱۸

اَوْلِیَاءَهٗ - اس کے دوست۔ اَوْلِیَاءَ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۴ ۹، پ۹ ۱۸

اَوْلِیٰئُهُمْ - ان کے دوست، ان کے رفیق، اَوْلِیَاء مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳ ۲، پ۸ ۱ و ۲

اُولٰٓئِکَ - وہ سب، اسم اشارہ ہے جمع کے لئے آتا ہے اور مشار الیہ بعید کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ ۱ و ۲ و ۳ و

پ۱ ۲ و ۹ و ۱۰ و ۱۴، پ۲ ۳ و ۵ و ۶ و ۱۱ و ۱۲، پ۳ ۲ و ۹ و ۱۰ و
پ۳ ۱۱ و ۱۴ و ۱۶، پ۴ ۱ و ۲ و ۳ و ۵ و ۱۱ و ۱۲، پ۵ ۲ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۸
پ۶ ۱ و ۶ و ۱۰ و ۱۳، پ۷ ۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹، پ۸ ۸ و ۱۱ و ۱۲
پ۹ ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹، پ۱۰ ۶ و ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۶، پ۱۱ ۶ و ۸، پ۱۲ ۲
پ۱۳ ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳، پ۱۴ ۲۰، پ۱۵ ۳ و ۴ و ۶ و ۹ و ۸ و ۱۲، پ۱۶ ۳ و ۷ و ۱۲
پ۱۷ ۷ و ۱۴، پ۱۸ ۱ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵
پ۱۹ ۱ و ۴ و ۱۲، پ۲۰ ۹ و ۱۵، پ۲۱ ۲ و ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۸، پ۲۲ ۷ و ۱۱ و ۱۲
پ۲۳ ۹ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۷، پ۲۴ ۱ و ۴ و ۱۰ و ۱۹، پ۲۵ ۵ و ۱۷، پ۲۶ ۴ و ۶ و ۹
پ۲۶ ۷ و ۱۳ و ۱۴، پ۲۷ ۱۳ و ۱۷ و ۱۸، پ۲۸ ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶
پ۲۹ ۷ و ۱۱، پ۳۰ ۵ و ۸ و ۱۵ و ۲۳

Marfat.com

اُولٰئِكُمْ۔ وہ سب، ان سب۔ اُولٰئِكَ میں کاف خطاب واحد کا ہے اور اس میں جمع کا۔ پ ۵، پ ۲۷/۱۰

اَوَّلِيْنَ۔ اگلے، پہلے، اَوَّلُ کی جمع (ملاحظہ ہو اَوَّلُوْنَ) پ ۷/۹، پ ۹/۱۸ و ۱۹، پ ۱۳/۱ و ۹، پ ۱۵/۲۰، پ ۱۸/۲ و ۳ و ۵، پ ۱۸/۱۶، پ ۱۹/۲ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵، پ ۲۰/۲ و ۷، پ ۲۲/۱۷، پ ۲۳/۶ و ۸ و ۹، پ ۲۵/۷ و ۱۴، پ ۲۶/۲، پ ۲۷/۱۴ و ۱۵، پ ۲۹/۳ و ۲، پ ۳۰/۸

اُوْلٰهُمْ۔ ان کی پہلی جماعت، اُوْلٰی مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اُوْلٰی) پ ۱۱

اُوْلٰهُمَا۔ ان دونوں میں سے پہلی۔ اُوْلٰی مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب پ ۱۵/۱

اٰوَوْا۔ انھوں نے جگہ دی، اِیْوَاءٌ سے جس کے معنی فروکش کرنے اور جگہ دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۰/۹

اُوْوٗا۔ تم جا بیٹھو تم فروکش ہو جاؤ، اِیْوَاءٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵/۱۲

اَوْهَنَ سب سے بودا۔ وَهْنٌ سے جس کے معنی کمزور اور ضعیف ہونے کے ہیں افعل التفضیل کا صیغہ پ ۲۰/۱۹

اٰوٰی۔ اس نے جگہ دی، اس نے اتارا، اِیْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۳/۲ و ۵، پ ۳۰/۱۸

اٰوِیْ۔ میں جا بیٹھوں گا، میں فروکش ہو جاؤں گا (ضَرَبَ) اُوِیٌّ سے جس کے معنی اترنے اور فروکش ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم پ ۱۲/۴ و ۷

اَوٰی۔ وہ اترا، وہ جا بیٹھا، اُوِیٌّ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۵/۱۳

اٰوٰىكُمْ اس نے تم کو ٹھکانا دیا۔ اٰوٰی صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰوٰی) پ ۹/۱۷

اَوَيْنَا۔ ہم اترے، ہم فروکش ہوئے۔ اُوِیٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱۵/۲۱

اٰوَيْنٰهُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو ٹھکانا دیا۔ اٰوَيْنَا اِیْوَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ پ ۱۸/۳

فصل الهاء

اَهَانَنِ۔ اس نے میری اہانت کی، اس نے مجھے ذلیل کیا۔ اَهَانَ۔ اِهَانَةٌ سے۔ جس کے معنی

Marfat.com

ذلیل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ پ۱۲

اَهَبَ۔ میں بخشوں۔ میں دے جاؤں، (فَتَحَ)
وَهْبٌ سے جس کے معنی دینے اور بخشنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد متکلم ہے پ۱۶

اِهْبِطْ تو اتر (ضَرَبَ) هُبُوْطٌ سے جس کے معنی
اترنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے پ۸ پ۱۲

اِهْبِطَا تم دونوں اترو، هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ
تثنیہ مذکر حاضر ہے پ۱۶

اِهْبِطُوْا تم سب اترو۔ هُبُوْطٌ سے امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر ہے پ۱ پ۸

اِهْتَدَوْا۔ انھوں نے ہدایت پائی، انھوں نے
سیدھی راہ پائی۔ اِهْتِدَاءٌ سے، جس کے معنی اپنے
اختیار سے کوشش کر کے سیدھی راہ پکڑنے اور ہدایت
حاصل کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔
اگرچہ باعتبار لغت هدی اور هدایۃ میں کوئی
فرق نہیں مگر ہدی کا لفظ اللہ تعالیٰ نے اپنے
فضل وکرم سے ہدایت فرمانے کے لئے استعمال کیا
ہے یعنی ہدایت کی جو نسبت اللہ تعالیٰ کے اعتبار
سے ہے اس کے لئے هدی کا لفظ مخصوص ہے
اور اهتداء کا لفظ اس ہدایت کے ساتھ خاص ہے
جس کا انسان اپنے اختیار سے قصد کرتا ہے۔ خواہ
امورِ دنیوی میں ہو یا امورِ اخروی میں جیسے اِلَّا
الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاۗءِ وَالْوِلْدَانِ
لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ حِيْلَةً وَّلَا يَهْتَدُوْنَ سَبِيْلًا (مگر
جو مرد عورتیں اور بچے کہ بے بس ہیں نہ کوئی تدبیر
کر سکتے ہیں نہ کہیں کا راستہ جانتے ہیں) کہ اس
آیت میں اهتداء کا استعمال امورِ دنیویہ کے
بارے میں راہ چلنے کے متعلق ہوا ہے اور اهتدوا
کا لفظ جہاں قرآن مجید میں آیا ہے وہاں امورِ اخروی
کے بارے میں ہدایت پانا مراد ہے۔ اهتدوا کا استعمال
کبھی ہدایت طلب کرنے یا اس کے لئے کوشش
کرنے نیز کسی ہدایت یافتہ کی پیروی کرنے کے متعلق
بھی ہوتا ہے پ۱۶ پ۲۰ پ۲۸ پ۲۶ پ۲۶

اِهْتَدٰی۔ وہ راہ پر آیا۔ اس نے ہدایت اختیار
کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
پ۱۲ پ۸ پ۱۳و۱۶ پ۳۳ پ۱۳ پ۲۶

اِهْتَدَيْتُ۔ میں نے سیدھا راستہ پایا، میں نے

Marfat.com

ہدایت اختیار کی (اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ، واحد متکلم۔ ۲۰/۱۲۲

اِهْتَدَيْتُمْ۔ تم راہ پر ہوئے، تم نے ہدایت اختیار کی، اِهْتِدَاءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۳/۲۰

اِهْتَزَّتْ - اس نے تروتازہ ہو کر حرکت کی۔ اِهْتِزَازٌ سے جس کے معنی جھومنے، بل کھانے اور شادابی و تروتازگی کی وجہ سے درخت کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۲/۵ ۴۱/۳۹

اُهْجُرْ - تو دور رہ، تو چھوڑ دے۔ (نَصَرَ) هَجْرٌ سے جس کے معنی چھوڑنے اور دور رہنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو هُجْرًا) ۲۹/۱۵

اُهْجُرْنِي۔ تو میرے پاس سے دور ہو جا، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ ۱۹/۴۶

اُهْجُرْهُمْ - تو ان کو چھوڑ دے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۹/۱۲

اُهْجُرُوْهُنَّ - ان (عورتوں) سے دور رہو، ان کو جدا کرو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے ۴/۳۴

اَهْدِكَ۔ میں تجھ کو راہ بتاؤں، (ضَرَبَ) اِهْدِ هِدَايَةٌ سے جس کے معنی راہ بتلانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد متکلم یہ اصل میں اَهْدِيْ تھا ی حذف ہو گئی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۱۹/۴۳

اَهْدِكُمْ۔ میں تم کو راہ بتاؤں۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۴۰/۲۹

اِهْدِنَا۔ تو ہم کو راہ بتلا۔ اِهْدِ هِدَايَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم ۱/۵ ۳۸/۲۲

اِهْدُوْهُمْ۔ ان کو راستہ دکھلاؤ، ان کو ہدایت کرو، اِهْدُوْا هِدَايَةٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ہدایت کے معنی اصل میں تو بہ لطف و نرمی راہ بتلانے کے ہیں مگر یہاں تہکم کے طور پر مبالغۂ معنوی کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے جیسے بشارت کا فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ (سو ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجیے) میں ۳۷/۲۳

اَهْدٰى۔ زیادہ راہ پانے والا، زیادہ ہدایت یافتہ هِدَايَةٌ سے افعل التفضیل کا صیغہ۔ ۴/۵۱ ۱۸/۲۴ ۲۸/۴۹ ۳۵/۴۲ ۶۷/۲۲ ۱۷/۸۴

اَهْدِيَكَ۔ میں تجھ کو راہ بتلاؤں، اَهْدِيْ هِدَايَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۷۹/۱۹

Marfat.com

اَهْدِيكُمْ میں تم کو راہ بتاتا ہوں، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۴۰

اَهُشُّ ۔ میں پتے جھاڑتا ہوں، (نَصَرَ) هَشٌّ سے جس کے معنی کسی نرم چیز کو حرکت دینے (جیسے پتے وغیرہ جھاڑنے) کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد متکلم۔ ۱۸

اُهِلَّ ۔ پکارا گیا۔ اِهْلَالٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ اہلال کے معنی اصل میں چاند دیکھتے وقت آواز لگانے اور پکارنے کے ہیں۔ پھر ہر آواز کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا چنانچہ ولادت کے وقت بچے کے رونے اور حاجیوں کے لبیک کہنے کو اہلال کہا جاتا ہے۔ یہاں اہلال کے وہی لغوی اور عرفی معنی یعنی نامزد کرنا آواز لگانا اور ذکر کرنا مراد ہیں۔ پس جس جانور کو بھی اللہ کے سوا کسی غیر کی نذر سے نامزد کیا جائے خواہ وہ غیر بت ہو یا جن یا خبیث روح یا پیر یا پیغمبر یا کوئی مکان یا تھان اور اس نیت سے ذبح کیا جائے کہ اس سے ان کی خوشنودی اور تقرب حاصل ہوگا۔ اور وہ اس کی حاجت روائی کریں گے۔ سو وہ جانور حرام اور ما اھل اللہ بہ لغیر اللہ میں داخل ہے۔ اور ایسا کرنے والا مشرک اور دائرۂ توحید سے خارج ہے خواہ وقت ذبح ذبیحہ پر بسم اللہ کہا جائے یا نہ کہا جائے اسی طرح وہ جانور جس پر وقتِ ذبح اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے ۲ ۵ ۶ ۱۴

اَهْلُ ۔ والا۔ والے، وہ سب لوگ اَهْل کہلاتے ہیں جن کو مذہب یا نسب یا ان دونوں کے علاوہ اور کسی قسم کا کوئی رشتہ یا تعلق مثلاً ایک گھر یا ایک ہی شہر میں رہنا بسنا یا کسی مخصوص صنعت اور پیشہ میں شریک ہونا غرض کسی خاص صفت سے متصف ہو کر ایک سلسلہ میں منسلک کر دے۔ ۲۸ ۲۹

اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ ۔ انجیل والے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی امت۔ ۱۶

اَهْلَ الْبَيْتِ ، گھر والے، قرآن مجید میں اهل البیت کے الفاظ دو جگہ استعمال کئے گئے ہیں اول سورۂ ہود میں جبکہ حضرت سارہ رضی اللہ عنہا حضرت اسحٰق علیہ السلام کی ولادت کی بشارت دیجاتی ہے اور وہ اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور اپنی کبرسنی کا خیال کرتے ہوئے بے ساختہ اس

بشارت کے متعلق کہا تھی ہیں اِنَّ ھٰذَا لَشَیْءٌ عَجِیْبٌ (یہ تو ایک عجیب بات ہے) اس پر فرشتے جواباً کہتے ہیں اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ رَحْمَتُ اللّٰہِ وَبَرَکٰتُہٗ عَلَیْکُمْ اَھْلَ الْبَیْتِ (کیا تم امرِ الٰہی پر تعجب کرتی ہو تم پر اے گھر والو اللہ کی رحمت اور برکتیں ہیں) یہاں پر اہلِ بیت میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے داخل ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے کہ آیت میں خطاب خود ان ہی کی ذات سے ہے۔

دوسری جگہ سورۂ احزاب میں وارد ہے اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا (اے نبی کے گھر والو اللہ یہی چاہتا ہے کہ تم سے گندگی کی باتیں دور کردے اور تم کو خوب پاک صاف کردے) یہاں اہلِ بیت سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ صرف ازواجِ مطہرات مراد ہیں کیونکہ خطاب ان ہی سے ہو رہا ہے اور سیاقِ آیات ان ہی کے متعلق ہے جو یٰٓاَیُّھَا النَّبِیُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِکَ سے شروع ہو کر وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ لَطِیْفًا خَبِیْرًا پر ختم ہوتا ہے۔ ان لوگوں کے خیال میں البیت سے بیت النبی یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عزت کدہ مبارک مراد ہے۔ جس میں ازواجِ مطہرات سکونت پذیر تھیں وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور قرار پکڑو اپنے گھروں میں) اور وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ (اور یاد کرو جس کی تلاوت کی جاتی ہے تمہارے گھروں میں) میں ازواجِ مطہرات کے ان حجروں ہی کا مذکور ہے جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کہلاتے تھے۔ پس اہلِ بیت سے مراد وہی ہونا چاہئیں جو اس مبارک گھر میں سکونت گزیں ہوں۔ ابنِ ابی حاتم اور ابنِ عساکر نے بروایت عکرمہ اور ابنِ مردویہ نے بروایت سعید بن جبیر حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آیتِ مذکورہ ازواجِ مطہرات کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت عکرمہ کو اس پر اس قدر شدید اصرار تھا کہ فرماتے ہیں اس امر کے متعلق جو کوئی چاہے میں اس سے مباہلہ کے لئے تیار ہوں[1]۔

دوسری جماعت کا خیال ہے کہ آیت میں جن اہلِ بیت کا ذکر ہے ان سے مراد صرف حضرت علی، حضرت فاطمہ اور حضرت حسنین رضی اللہ عنہم

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۸۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

ترمذی، ابن جریر، ابن المنذر، حاکم، ابن مردویہ اور بیہقی نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ یہ آیت میرے گھر میں نازل ہوئی۔ اس وقت گھر میں یہ چاروں حضرات موجود تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان چاروں کو کمبل میں لے کر فرمایا کہ یہ میرے اہل بیت ہیں (اے اللہ) تو ان سے گندگی دور فرما اور ان کو بخوبی پاک صاف کر دے۔ ترمذی اور حاکم نے اس حدیث کی تصحیح کی ہے[1]۔ اس جماعت کا بڑا استدلال یہ ہے کہ آیت میں خطاب کے لئے جمع مذکر کی ضمائر استعمال کی گئی ہیں چنانچہ عَنْكُمُ اور لِيُطَهِّرَكُمْ فرمایا گیا اگر ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو عَنْكُنَّ اور لِيُطَهِّرَكُنَّ ہونا چاہئے تھا۔

علامہ قرطبی حافظ ابن کثیر اور ایک جماعت محققین کا قول ہے کہ اہل بیت میں ازواج مطہرات کے ساتھ ساتھ یہ چاروں حضرات بھی داخل ہیں۔ ازواج مطہرات کا داخل ہونا تو ظاہر ہے کہ وہی ان آیات کی اولین مخاطب ہیں جو بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں حقیقی معنی میں سکونت گزیں تھیں اور حضرت علی حضرت فاطمہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہم کا شمار اس لئے اہل بیت میں ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت اور اہل بیت نسب میں داخل ہیں۔

رہا یہ استدلال کہ اگر اہل بیت سے ازواج مطہرات مراد ہوتیں تو جمع مؤنث کی ضمیر آنی چاہیے تھی نہ کہ جمع مذکر کی سو محض لغو ہے کیونکہ عَنْكُمُ اور لِيُطَهِّرَكُمْ میں جو جمع مذکر کی ضمیر استعمال کی گئی ہے وہ محض لفظ اہل کی رعایت سے استعمال کی گئی ہے سورہ ہود کی آیت جس میں حضرت سارہ رضی اللہ عنہا سے خطاب کیا گیا ہے۔ ابھی آپ کی نظر سے گزری اہل عرب عموماً مونث سے تخاطب کرتے وقت جمع مذکر کا صیغہ استعمال کرتے ہیں۔ حماسی شاعر اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہتا ہے ع فلا تحسبی انی تخشعت بعدکم (تو یہ خیال نہ کرنا کہ میں تیرے بعد ذلیل ہو گیا) اسی طرح فرزدق اپنی اہلیہ سے کہتا ہے۔ ع

فان شئت حرمت النساء سواکم

[1] ملاحظہ ہو فتح القدیر ج ۴ ص ۲۷۰ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

(اگر تو چاہے تو میں تیرے سوا سب عورتوں کو (اپنے اوپر) حرام کر لوں)

خود قرآن مجید میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زبان سے جبکہ وہ اپنی اہلیہ محترمہ کو خطاب کر رہے ہیں جمع مذکر حاضر کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے ارشاد ہے فَقَالَ لِاَهْلِهِ امْكُثُوْۤا اِنِّیْۤ اٰنَسْتُ نَارًا (پس کہا اپنی اہلیہ سے کہ ٹھیرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے) حدیث شریف اور اشعارِ عرب میں اس قسم کی مثالیں بکثرت موجود ہیں۔ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات کو اہل البیت کے الفاظ سے مخاطب فرمایا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی شادی کے قصہ میں منقول ہے۔

فخرج النبی صلی الله — رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باہر
علیه وسلم فانطلق — تشریف لا کر حضرت عائشہ
الی حجرة عائشة — رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی طرف
فقال السلام علیکم — روانہ ہوئے وہاں پہنچ کر فرمایا
اهل البیت ورحمة الله — السلام علیکم اہل البیت ورحمۃ اللہ
فقالت وعلیك السلام — حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے
ورحمة الله كیف — جواب میں عرض کیا وعلیک السلام
وجدت اهلك — ورحمۃ اللہ آپ نے اپنی اہلیہ کو
بارك الله لك۔ — کیسا پایا؟ اللہ تعالیٰ آپ کو
فتقری حجر نسائه — برکت دے۔ اسی طرح رسول کریم
كلهن یقول — صلی اللہ علیہ وسلم نے یکے بعد
لهن كما یقول — دیگرے تمام حجروں میں تشریف
لعائشة و — لیجا کر وہی الفاظ فرمائے جو
یقلن له — جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
كما قالت — سے فرمائے تھے اور سب نے
عائشة۔ ؎ — وہی جواب دیا جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دیا تھا۔

بخاری کی اس حدیث سے اس بحث کا قطعی فیصلہ ہو جاتا ہے کہ آیا ازواجِ مطہرات اہل البیت میں داخل ہیں یا نہیں کیونکہ اس میں صاف تصریح موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازواجِ مطہرات میں سے ہر ایک کو اہل البیت سے

؎ ملاحظہ ہو صحیح بخاری کتاب التفسیر باب قولہ لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ؎ روح المعانی ج ۲۲ ص ۲۴ الطبع مصر

Marfat.com

خطاب فرمایا ہے پ۱۴ پ۱۷

اَهْلَ الذِّكْرِ ۔ یاد رکھنے والے بعض علماء نے اس سے صرف یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے لیکن زجاج، ثعلب اور ازہری نے تصریح کی ہے کہ اہل الذکر سے گزشتہ امتوں کے حالات جاننے والے مراد ہیں خواہ وہ کسی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں[1]۔ پ۱۴ پ۱۷

اَهْلُ الْقُرٰى ۔ بستیوں والے۔ پ۹ پ۱۳ پ۲۸

اَهْلُ الْكِتٰبِ ۔ کتاب والے۔ اہلِ کتاب۔ قرآن مجید کی اصطلاح میں اہلِ کتاب سے صرف یہود و نصاریٰ مراد ہیں، ارشاد ہے وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ (اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے برکت والی پس چاہیے کہ اس کی پیروی کرو اور پرہیزگاری کا شیوہ اختیار کرو عجب نہیں کہ تم پر رحم کیا جائے ہم نے یہ کتاب اس لئے نازل کی کہ تم یہ نہ کہو کہ خدا نے تو صرف دو جماعتوں (یعنی یہودیوں اور عیسائیوں) ہی پر کتاب نازل کی جو ہم سے پہلے تھے اور ہمیں ان کے پڑھنے پڑھانے کی خبر نہ تھی) ظاہر ہے کہ اگر یہود و نصاریٰ کے علاوہ اہلِ کتاب میں کوئی تیسری جماعت اور داخل ہوتی تو پھر طَآئِفَتَيْنِ کی بجائے طَوَائِف ہونا چاہیے تھا۔ پ۱ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۱۱ پ۱۵ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۸

اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ ۔ مدینہ والے۔ شہر والے۔ آیتِ شریفہ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ (اور مدینہ کے بعض لوگ نفاق پر اڑے ہوئے ہیں) اور مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِيْنَةِ وَمَنْ حَوْلَهُمْ مِنَ الْاَعْرَابِ اَنْ يَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ (مدینہ والوں کو اور اس کے گرد کے بدویوں کو یہ نہ چاہیے کہ وہ رسول اللہ کی رفاقت سے پیچھے رہ جائیں) میں اہلِ مدینہ سے مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والے مراد ہیں اور وَجَآءَ اَهْلُ الْمَدِيْنَةِ يَسْتَبْشِرُوْنَ (اور آئے شہر کے لوگ خوشیاں مناتے ہوئے) میں مدینہ بمعنی شہر ہے، اور مراد حضرت لوط علیہ السلام

[1] روح المعانی ج ۱۴ ص ۱۴۴ طبع مصر۔

Marfat.com

کی بستی والے ہیں ۱۱/۵ ۴،۳،۲ ۶/۵

اَهْلِ النَّارِ - آگ والے، دوزخی، ۲۳/۱۲

اَهْلِ بَیْتٍ - ایک گھر والے۔ اس سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ ہیں ۲۰/۲

اَهْلَ قَرْیَةٍ ایک گاؤں والے۔ یہ قریہ کونسا تھا؟ آیا انطاکیہ تھا یا اُبلّہ یا جزیرہ خضرا (جو اندلس میں بتایا جاتا ہے) یا برقہ یا ابو حوران (جو آذربائجان میں تھا) یا ناصرہ جو ملک روم میں تھا یا آرمینیہ کا کوئی گاؤں تھا اس کے تعین میں مختلف اقوال منقول ہیں جن کی صحت کی حقیقت خدا ہی کو خوب معلوم ہے[1]۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں سخت اختلاف کا پایا جانا اس امر کا مقتضی ہے کہ اس بارے میں کسی قول پر اعتماد نہ کیا جائے[2] ۱۰/۴

اَهْلِ مَدْیَنَ - مدین والے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَصْحٰبُ مَدْیَنَ اور مَدْیَنَ) ۱۱/۸ ۲۰/۸

اَهْلَ یَثْرِبَ - یثرب والے، مدینہ والے، (ملاحظہ ہو یَثْرِبَ) ۲۱/۱۸

اَهْلَكَ - تیرے گھر کے لوگ، تیرے گھر والے

اَهْلَ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل) ۴/۳ ۱۲/۱۲،۷،۳،۲ ۱۱/۵ ۱۲/۱۶ ۱۹/۲ ۲۰/۱۶

اَهْلَكَ - اس نے ہلاک کیا۔ اس نے غارت کیا۔ اِهْلَاكٌ سے جس کے معنی ہلاک کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ هَلَاكٌ مختلف معانی کے لئے آتا ہے (۱) کسی شئے کا اپنے ہاتھ سے نکل جانا اور دوسرے کے پاس موجود ہونا۔ جیسے هَلَكَ عَنِّیْ سُلْطٰنِیَهْ (میرے پاس سے میری حکومت جاتی رہی) (۲) کسی شئے کا بصورتِ استحالہ و فساد ہلاک ہو جانا جیسے یُهْلِكَ الْحَرْثَ وَالنَّسْلَ (کھیتیاں اور نسل کو تباہ کر دے) (۳) مر جانا جیسے وَمَا یُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (ہمیں تو صرف زمانہ ہی مارتا ہے) (۴) کسی چیز کا عالم وجود سے بالکلیہ مٹ جانا اور معدوم ہو جانا آیتِ کریمہ كُلُّ شَیْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ (ہر چیز کو فنا ہے بجز ذاتِ الٰہی کے) میں اسی فنا کی طرف اشارہ ہے۔ (۵) عذاب چنانچہ یہاں ہلاکت سے عذاب ہی مراد ہے۔ کبھی ہلاک خوف اور فقر کے معنی

[1] البحر المحیط ج ۶ ص ۱۵۱ طبع مصر ۱۳۲۸ھ [2] فتح الباری ج ۸ ص ۳۲۹ طبع مصر ۱۳۲۶ھ

Marfat.com

یہ بھی استعمال ہوتا ہے ۱۱/۲۰ ۲/۲۲

أَهْلَكْتُ۔ میں نے خرچ کر ڈالا۔ میں نے تباہ کر دیا

إِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم ۱۵/۶

أَهْلَكَتْهُ۔ اس کو تباہ کر گئی۔ أَهْلَكَتْ إِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ۳/۱۱۷

أَهْلَكْتَهُمْ۔ تو ان کو ہلاک کر دیتا۔ أَهْلَكْتَ إِهْلَاكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ۹/۱۵۵

أَهْلِكُمْ۔ تمہارے گھر والے، أَهْلِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَهْلِ) ۳۳/۱۳

أَهْلَكْنَا۔ ہم نے ہلاک کیا، ہم نے عذاب دیا۔ إِهْلَاكٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۶/۶ ۷/۴ ۲/۱۵ ۸ و ۱۰ و ۱۱/۱۹ ۱/۲۰ ۱۵/۱۹ ۸ و ۹/۳۰ ۱۹/۲۱ ۱ و ۱۰/۲۳ ۱۰/۲۴ ۳ و ۱۶/۲۵ ۶/۲۵

أَهْلَكْنَاهَا۔ ہم نے اس کو ہلاک کیا۔ ہم نے اس کو عذاب دیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے ۱ و ۱۷ و ۱۳/۷ ۸/۸

أَهْلَكْنَاهُمْ۔ ہم نے ان کو ہلاک کیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲/۷ ۶/۱۲ ۲۵/۹ ۱۵/۱۹ ۱۱/۲۱ ۲۶/۲

أَهْلَكَنِيَ۔ اس نے مجھکو ہلاک کر دیا۔ أَهْلَكَ صیغہ ماضی ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۲/۲۹

أُهْلِكُوا۔ وہ ہلاک کیے گئے، ان کو عذاب دیا گیا۔ إِهْلَاكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ۵/۲۹

أَهْلُنَا۔ ہمارے گھر والے۔ أَهْل مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۲ و ۴/۱۳ ۳/۲۶

أَهْلُونَا۔ ہمارے گھر والے، أَهْلُوْ اصل میں أَهْلُوْنَ تھا أَهْلٌ کی جمع بحالت رفع اضافت کے سبب سے ن گر گیا نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۸/۲۶

أَهْلِهِ۔ اس کے گھر والے، اس کی بیوی، اس جگہ کے رہنے والے۔ أَهْلُ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَهْل) ۱۵/۱ ۸ و ۱۱/۷ ۲ و ۱۰/۵ ۱۷/۸ ۷ و ۱۰/۱۲ ۴/۱۴ ۱۲ و ۱۹ و ۱۹/۱۹ ۷ و ۱۹/۳۰ ۱۷/۲۲ ۷ و ۸ و ۱۳/۲۳ ۱۹/۲۶ ۸/۲۹ ۹/۴

أَهْلَهَا۔ اس مقام کے رہنے والے۔ اس کے مالک اس (عورت) کے گھر والے۔ أَهْل مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو أَهْل)

Marfat.com

پ۵/۴و۵و۷ پ۶/۲ پ۷/۲و۳و۴ پ۱۱/۸ پ۱۲/۱۰و۱۲ پ۱۵/۲۲
پ۱۶/۵و۱ پ۱۸/۱۰ پ۱۹/۱۸ پ۲۰/۴و۵و۹و۱۶ پ۲۶/۱۱

اَهْلِهِمْ۔ ان کے گھر والے، اَهْل مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اَهْل) پ۱۲/۴ پ۲۲/۲ پ۳۰/۸

اَهْلِهِنَّ۔ ان (عورتوں) کے گھر والے، ان کے اولیاء۔ اَهْلِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۵

اَهْلِي۔ میرے گھر والے۔ اَهْل مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۲/۴ پ۱۱/۱۶ پ۱۶/۱۲

اَهْلِيكُمْ۔ تمہارے گھر والے۔ اَهْلِی اصل میں اَهْلِيْنَ تھا، اَهْل کی جمع بحالتِ نصب وجر، اضافت کے باعث نون گر پڑا کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۷/۲ پ۲۸/۱۹

اَهْلِيهِمْ۔ ان کے گھر والے، اَهْلِی مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۲/۱۲ پ۵/۲۶ پ۲۶/۸

اَهَمَّتْهُمْ۔ ان کو فکر میں ڈال دیا۔ اَهَمَّتْ اِهْمَامٌ سے، جس کے معنی فکر میں ڈال دینے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۴

اَهْوَاءَ۔ خواہشیں، خیالات هَوٰی کی جمع (ملاحظہ ہو هَوٰی) پ۱۲ پ۵ پ۱۸/۲۵

اَهْوَاءَكُمْ۔ تمہاری خواہشیں، اَهْوَاءَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۲

اَهْوَاءَهُمْ۔ ان کی خواہشیں، اَهْوَاءَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱/۲ پ۱/۱۱ پ۱/۶ پ۱۲/۱۱ پ۱۸/۱۳ پ۸/۲۰ پ۷/۲۱ پ۲۵/۲ پ۲۶/۵ پ۲۷/۸

اَهْوَنُ۔ بڑا آسان، بہت ہی سہل هَوْنٌ سے جس کے معنی آسان اور سہل ہونے کے ہیں۔ افعل التفضیل کا صیغہ پ۲۱

اَهْوٰی۔ اس نے دے پٹکا۔ اِهْوَاءٌ سے جس کے معنی اٹھا کر دے پٹکنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

فصل الیاء المثناة

اِیْ۔ ہاں، البتہ، حرفِ جواب ہے بمعنی نَعَمْ اور ہمیشہ قسم سے پہلے آتا ہے پ۱۱

اَیٌّ۔ کونسا۔ جس۔ کس کس۔ کیا کیا۔ یہ استفہامیہ بھی ہوتا ہے اور شرطیہ بھی، صفت بھی واقع ہوتا ہے

Marfat.com

اور جس پر الف لام داخل ہو اس کی ندا کا صلہ بھی نیز موصولہ بھی ہوتا ہے مگر احمد بن یحییٰ نے اس کے موصولہ ہونے سے انکار کیا ہے ہاں موصوفہ نہیں ہوتا۔ لیکن اخفش کے خیال میں موصوفہ بھی ہوتا ہے[1]

پ۷/۸و۱۵، پ۹/۱۳، پ۱۵/۱۳، پ۱۷/۸، پ۱۹/۱۵، پ۲۱/۱۲، پ۲۴/۱۲

پ۱۵/۱۴، پ۲۷/۷و۱۱و۱۲و۱۳، پ۲۹/۲۱و۲۲، پ۳۰/۵و۶ آیا پ۱۵/۱۲

اَیَابَھُمْ۔ ان کا لوٹنا، ان کا واپس آنا، اِیَاب، اَبَ یَؤُوْبُ کا مصدر، مضاف ہے۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳۰/۱۳

اٰیَاتٌ۔ نشانیاں، آیتیں، احکام خداوندی۔ اٰیۃٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اٰیۃ) پ۱/۷و۱۲و۱۴، پ۲/۳و۴

پ۲/۱۱و۱۳و۱۶، پ۳/۴و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۵، پ۴/۱و۳و۴و۱۱

پ۵/۱۴، پ۶/۲و۱۳، پ۷/۷و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۸و۱۹

پ۸/۲و۷و۱۰و۱۱و۱۳، پ۹/۳و۶و۱۲، پ۱۰/۳و۸، پ۱۱/۹و۸و۱۲و۱۳

پ۱۲/۱۳و۱۵، پ۱۲/۵و۱۱و۱۲و۱۳، پ۱۳/۷و۱۲و۲۰، پ۱۳/۵و۸و۹

پ۱۴/۱۶و۲۰، پ۱۵/۹و۱۲و۱۳و۲۰، پ۱۶/۳و۷و۱۱و۱۶، پ۱۷/۹

پ۱۸/۲و۳و۷و۹و۸و۱۰و۱۲و۱۳، پ۱۹/۳و۵و۱۹، پ۲۰/۲و۴و

پ۲۰/۱۲و۱۵، پ۲۱/۱و۲و۴و۶و۷، ۱۲و۱۵، ۱۶، پ۲۲/۱و۸

پ۲۳/۲، پ۲۴/۲و۳و۵و۶و۹و۱۱و۱۲و۱۳، پ۲۵/۵و۱۵و۱و

پ۲۵/۱۴و۱۸و۲۰، پ۲۶/۳و۴و۱۸، پ۲۷/۵و۱۷و۱۸، پ۲۸/۱و۱۱و۱۸، پ۳۰/۸

اٰیَاتِکَ۔ تیرے احکام، تیری آیتیں۔ اٰیَاتِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ

پ۱/۱۵، پ۱۶/۱۴، پ۳۰/۸

اٰیَاتُنَا۔ ہماری نشانیاں، ہماری آیتیں، ہمارے احکام، اٰیَات مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ

پ۲/۴، پ۳/۲، پ۳/۱۰، پ۵/۵، پ۶/۶، پ۷/۱و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳

پ۸/۵و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۳و۱۵و۱۶، پ۹/۳و۶و۷و۹و۱۲

پ۹/۱۲و۱۸، پ۱۱/۶و۷و۸و۱۲و۱۳، پ۱۲/۹، پ۱۳/۱۳، پ۱۳/۹

پ۱۲/۱و۱۱و۱۳، پ۱۴/۸و۱۰و۱۲و۱۶، پ۱۶/۶و۱۲و۱۶، پ۱۸/۳

پ۱۹/۲و۶و۱۶، پ۲۰/۲و۳و۷و۸و۹، پ۲۱/۱و۵و۸و۱۰و۱۳و

پ۲۱/۱۵و۱۶، پ۲۲/۷و۱۱، پ۲۳/۸و۱۶و۱۸و۱۹، پ۲۵/۱و۵و۱۱و

پ۲۵/۱۴و۱۷و۱۹، پ۲۶/۱، پ۲۷/۱۰و۱۸، پ۲۸/۱۵، پ۲۹/۳و۱۵، پ۳۰/۱و۸و۱۵

اٰیَاتِہٖ۔ اس کی آیتیں، اس کی نشانیاں اس کے احکام، اٰیَات مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۹ پ۲/۷و۱۱و۱۵

پ۴/۲و۸، پ۷/۲و۹و۱۷، پ۸/۱و۱۱، پ۹/۱۵، پ۱۰/۱۳، پ۱۱/۷و۱۷

[1] البحر المحیط ج ا ص ۹۳ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

ب ۱۴/۱۷ ب ۱۴/۱۸ ب ۳/۲۰ ب ۱۲/۲۳ ب ۶و۸و۱۳/۱۳ ب ۷و۱۳و۱۵و/۲۳

ب ۱۹/۲۴ ب ۳و۵و۷/۲۵ ب ۱۱/۲۸

اٰیَاتِھَا۔ اس کی نشانیاں، اٰیات مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ب ۲/۱۷

اٰیَاتِیْ - میری نشانیاں، میری آیتیں، میری احکام اٰیات مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ب ۵/۱

ب ۱۱/۶ ب ۳و۵و۱۱/۸ ب ۷/۹ ب ۲۰/۱۵ ب ۳و۱۱/۱۶ ب ۳/۱۷ ب ۳و۹/۱۸

ب ۲/۲۴ ب ۳/۲۳ ب ۲۰/۲۵

اِیَّاکَ۔ تجھ ہی سے، تجھ ہی کو۔ واحد مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ اِیَّا کے ساتھ جب یا متکلم کاف خطاب، ہا غائب اور دیگر فروع متکلم و مخاطب و غائب لاحق ہوتے ہیں تو اس وقت یہ ضمیر منصوب منفصل ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اسم ظاہر ہے جو ضمائر کی طرف مضاف ہوتا ہے مگر یہ صحیح نہیں۔ رہی یہ بحث کہ یہ مع لواحق کے ضمیر ہے یا تنہا یا لواحق حروف ہیں یا یہ حرف ہے یا لواحقِ اسما ہیں اور اِیَّا ان کی طرف مضاف یا صرف لواحقِ ضمائر ہیں اور اِیَّا زائدہ ہے تاکہ اس سے ضمائر کا اتصال ہو سکے اس بارے میں مختلف اقوال ہیں جو کتب نحو میں کو دیکھا۔

اِیَّاکُمْ۔ تم سب کو۔ جمع مذکر حاضر کی ضمیر منصوب منفصل۔ ب ۱۶/۵ ب ۴/۸ ب ۲/۱۲ ب ۹و۱۱/۱۳ ب ۷/۲۸

اَیَّامٌ۔ دن، اوقات، یَوْمٌ کی جمع۔ یوم سے عموماً طلوعِ آفتاب سے لیکر غروب تک کا وقت مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے زمانہ کی کوئی مدت یا مطلق وقت مراد لیا جاتا ہے۔ قرآن مجید میں آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے بارے میں سِتَّۃِ اَیَّامٍ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں بعض نے ان سے چھ اوقات مراد لئے ہیں اور بعض نے چھ دن۔ ظاہر ہے کہ ان دنوں سے مراد ہماری دنیا کے دن تو ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ اس وقت زمین آسمان چاند سورج تھے ہی کہاں جو یہ دن ہوتے۔[1] پس لامحالہ ان چھ دنوں سے مراد ان کی مقدار ہوگی۔ جمہور کا خیال ہے کہ ان سے مراد ہماری دنیاوی دنوں کی مقدار ہے لیکن ابن جریر اور ابن ابی حاتم، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما، مجاہد

[1] فتح القدیر ج ۲ ص ۲۵۹ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

ضحاک اور کعب احبار سے راوی ہیں کہ ان میں سے ہر دن ایک ہزار برس کا ہے۔ امام احمد بن حنبلؒ نے الرد علی الجہمیہ میں اسی قول کو اختیار کیا ہے امام ابن جریر اور متاخرین کی ایک جماعت کی بھی یہی رائے ہے اور یہی قول زیادہ قرین صحت معلوم ہوتا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یوم) ۲۰، ۱۹، ۱۸ ... ۳۵، ۱۲ ... ۱۵، ۱۳ ... ۱۱، ۲ ... آیّاماً ...

اَیّامِ اللّٰہِ - اللہ کے دن۔ آیّام مضاف اللّٰہِ مضاف الیہ۔ اللہ کے دنوں سے مراد وہ دن ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سرکشوں سے انتقام اور ان کی بدکرداری کے عوض ان کو عذاب دے یا اپنے فرمانبردار بندوں کو مخصوص فضل و اکرام نوازے ابن السکیت نے تصریح کی ہے کہ عرب ایام کو وقائع کے معنی میں استعمال کرتے ہیں چنانچہ کہا جاتا ہے فلان عالم بایام العرب یعنی وہ عرب کے واقعات و حالات کا عالم ہے۔ نسائی ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ، نیز بیہقی شعب الایمان میں اور عبداللہ بن احمد زوائد المسند میں حضرت ابی بن کعب سے راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایام اللہ کی تفسیر اللہ کی نعمتوں اور اس کے احسانات سے فرمائی ہے ابن ابی حاتم نے ربیع سے قرون اولیٰ میں وقائع الٰہی کے معنی نقل کئے ہیں۔[۱] ۱۴ ... ۱۲ ... ۱۸ ... ۲۵

اَلْاَیّامُ الْخَالِیَۃِ - لگے دن۔ الْاَیّام موصوف الْخَالِیَۃِ صفت۔ مراد دنیوی زندگی کے گزرے ہوئے دن ہیں۔ علماء سلف میں سے مجاہد ابن جبیر، وکیع اور عبدالعزیز بن رفیع نے روزوں کے دن مراد لئے ہیں۔[۲] ۲۹ ... ۲۴

اَیّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ - گنتی کے چند دن۔ اَیّام موصوف مَعْدُوْدَاتٍ صفت۔ ان سے مراد ایام منیٰ یعنی ایام تشریق ہیں یہ ذی الحجہ کی گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں ہیں۔ جن میں حج سے فارغ ہو کر منیٰ میں قیام کا حکم ہے۔ ان دنوں میں رمی جمار یعنی کنکریوں کے مارنے وقت نیز ہر نماز فرض کے بعد تکبیر کہنے کا حکم ہے۔ ان دنوں میں

---

[۱] البدایہ والنہایہ ج ۱ ص ۱۵ طبع مصر ۱۳۵۱ھ [۲] فتح القدیر ج ۳ ص ۹۰ [۳] البحر المحیط ج ۸ ص ۳۲۵ طبع مصر ۱۳۲۸ھ

Marfat.com

چاہیے کہ دیگر اوقات میں بھی ذکرِ الٰہی کی کثرت رہے۔

اَیَّامٍ مَعْلُوْمَاتٍ. گنتی دن جو معلوم ہیں۔

اَیَّامٍ موصوف مَعْلُوْمَاتٍ صفت حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہما کے نزدیک اس سے قربانی کے تین دن مراد ہیں۔ امام ابویوسف اور امام محمد نے اسی قول کو اختیار کیا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حسن بصری، ابراہیم نخعی، اور قتادہ ذی الحجہ کا پہلا عشرہ بتاتے ہیں۔ امام ابوحنیفہؒ کا بھی یہی قول ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک روایت میں یوم النحر اور اس کے بعد کے تین دن منقول ہیں یعنی دسویں گیارہویں بارہویں اور تیرہویں تاریخیں۔[1] ہے۔

اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ. گنتی کے چند روز

اَیَّامًا موصوف مَعْدُوْدَاتٍ صفت آیت شریفہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ (اے ایمان والو تم پر بھی اسی طرح روزہ فرض کیا گیا جس طرح کہ تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ (یہ گنتی کے چند روز ہیں) میں اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ سے مراد ماہِ رمضان ہے۔ لیکن حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اور عطاء سے مروی ہے کہ ان سے مراد ہر ماہ میں روزہ کے تین دن ہیں جن کی فرضیت رمضان کے نازل ہونے کے بعد منسوخ ہو گئی۔[2]

قرآن مجید نے جو یہودیوں کا مقولہ لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَیَّامًا مَّعْدُوْدَاتٍ (کہ ہم کو بجز چند دنوں کے ہرگز آگ نہ چھو سکے گی) نقل فرمایا ہے۔ ان چند دنوں کے تعین میں یہودیوں میں باہمی اختلاف تھا بعض سات دن بیان کرتے تھے بعض چالیس روز بعض چالیس سال اور بعض بلوغ سے قبل کے زمانہ کو نکال کر ہر شخص کی بقیہ مدت العمر بتاتے تھے[3]

ہے ہے اَیَّامًا مَّعْدُوْدَةً ہے

اَیَّامٍ نَّحِسَاتٍ. مصیبت کے کئی دن۔

چند منحوس دن۔ مجاہد اور قتادہ کا بیان کہ یہ اخیر

---

[1] احکام القرآن للامام جصاص ج ۳ ص ۲۸۷ و ۲۸۹۔ [2] ایضاً ج ۱ ص ۲۰۳۔

[3] تفسیر عزیزی ص ۳۰۶ طبع مجتبائی دہلی۔

Marfat.com

شوال میں بدھ کے دن سے شروع ہو کر بدھ ہی کے
دن ختم ہوئے۔ سات رات اور آٹھ دن لگاتار
قوم عاد پر ہوا کا طوفان چلتا رہا۔[1] ۲۹/۱۶

اَیَامیٰ۔ بغیر بیوی والے مرد۔ بغیر خوہر والی
عورتیں۔ اَیِّمٌ کی جمع۔ ابوعمرو اور کسائی نے
تصریح کی ہے کہ اہلِ لغت کا اس پر اتفاق ہے
کہ ایم اصل میں اس عورت کو کہتے ہیں جس کا شوہر
نہ ہو خواہ وہ عورت کنواری ہو یا بیوہ، ابوعبید کا
بیان ہے کہ مرد اور عورت دونوں کے متعلق ایم
کا لفظ آتا ہے لیکن اس کا بیشتر استعمال عورتوں
ہی کے بارے میں ہوتا ہے مردوں کے متعلق اس کا
استعمال گویا بطورِ استعارہ ہے۔[2] ۱۸/۹

اَیَّانَ۔ کب۔ شیٔ کے قریب المعنی ہے اور کسی شئے
کا وقت دریافت کرنے کے لئے استعمال ہوتا ہے
بعض لوگ اس کی اصل اَیّ اوان بمعنی کونسے
وقت کے بتلاتے ہیں۔ الف کو حذف کرکے واو
کو یا کیا گیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کر دیا اَیَّان ہو گیا
پ ۹/۱۲ پ ۱۴/۸ پ ۱۷/۱ پ ۲۰/۱۸ پ ۲۶/۱۷ پ ۳۰/۴

اِیَّانَا۔ ہم کو۔ جمع متکلم کی ضمیر منصوب منفصل۔
(ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) پ ۱۱/۸ پ ۱۰

اِیَّاہُ۔ اسی کو۔ اسی سے۔ واحد مذکر غائب کی ضمیر
منصوب منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) پ ۵/۱۰ پ ۷
پ ۲/۱۱ پ ۱۵ پ ۲۱ پ ۳و۷ پ ۱۹/۲۴

اِیَّاهُمْ۔ ان کو۔ جمع مذکر غائب کی ضمیر منصوب
منفصل (ملاحظہ ہو اِیَّاکَ) پ ۹

اِیَّایَ۔ مجھ کو۔ مجھے۔ واحد متکلم کی ضمیر منصوب
منفصل پ ۵/۱ پ ۹ پ ۱۳/۱۲ پ ۲/۲۱

اِئْتِ۔ لے آ۔ آ۔ (ضَرَبَ) اِتْیَانٌ سے جس کے
معنی آنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر،
جب اس کے صلہ میں با آتی ہے تو یہ متعدی
بمعنی لانے کے ہو جاتا ہے پ ۹/۱ پ ۹ فأْتِ
پ ۲/۲ پ ۲ پ ۱۲و۲/۱

اِیْتَاءٌ۔ دینا۔ عطا کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے
قرآن مجید میں اس کا استعمال بیشتر قرد دینے کے
بارے میں ہوا ہے۔ پ ۱۹/۱۷ پ ۵/۱۴ پ ۱۱/۹

اٰیٰتُكَ۔ تیری نشانی۔ اٰیَۃٌ مضاف۔ لکَ

[1] فتح القدیر ج ۴ ص ۲۹۶، ۲۹۷ طبع مصر ۱۳۵۰ھ [2] ایضاً ج ۴ ص ۲۶

Marfat.com

ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو اٰیۃ) ۱۴/۵۶ ۱۲/۱

اِئْتِنَا۔ ہمارے پاس آ۔ ہم پہ لے آ۔ اِئْتِ صیغہ امر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِئْتِ) ۲۹/۱۸ ۷/۱۶ ۷/۱۵ ۸/۷۰ ۲/۲۶ ۲/۳۱ ۱۹/۴۳ فَأْتِنَا ۵/۱۵ ۲۶/۲۱

اِئْتُوْا۔ تم آؤ۔ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵/۲۱ ۲۷/۹ ۲۱/۱ ۳/۱۱ ۲/۳ ۳/۱۲ فَأْتُوْا ۵/۱۹ ۲/۱۲ وَاْتُوْا ۸/۲ ۵/۱۵ ۲/۹ ۸/۲

اِئْتُوْنَا۔ تم ہمارے پاس لاؤ۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے۔ ۱۴/۳

اِئْتُوْنِیْ۔ میرے پاس لاؤ۔ میرے پاس آؤ۔ اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۲/۵۰ ۱۷/۱۲ وَاْتُوْنِیْ ۱۲/۵۴ ۱/۲۲ ۱۷/۳ ۱۲/۹۳

اِئْتُوْهُنَّ ان (عورتوں) کے پاس جاؤ۔ اس میں هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب ہے ۱۲/۲

اَیُّهَا۔ اے۔ اَیَّةٌ بحالتِ ندا منادی معرف باللام کو حرفِ ندا سے ملاتا ہے اور ھا حرفِ تنبیہ جو اَیَّۃ اور اپنے بعد کے اسم معرف باللام کے درمیان فصل کے لئے استعمال ہوتا ہے ۲/۲۱ ۱/۱۳ ۱۴/۱۱

اِئْتِیَا۔ تم دونوں جاؤ اِتْیَانٌ سے امر کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ۲۰/۲۲ فَأْتِیَا ۲۶/۱۶

اِئْتِیَاهُ۔ تم دونوں اس کے پاس جاؤ۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲۰/۴۷

اٰیَتَیْنِ۔ دو نشانیاں۔ دو نمونے (ملاحظہ ہو اٰیۃ) ۱۷/۱۲

اَیْدِیْ۔ ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع۔ جس کے معنی ہاتھ کے ہیں۔ اصل میں اَیْدِیْ تھا تنوین کے باعث ی گر پڑی ۲/۶۶ ۲/۹۵

اَیْدٌ۔ قوت۔ قوی ہونا۔ اَدَ یَئِیْدُ کا مصدر ۵۱/۴۷

اَیَّدْتُّكَ میں نے تیری مدد کی۔ اَیَّدْتُ تَاْیِیْدٌ سے جس کے معنی مدد کرنے اور قوت دینے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۵/۱۱۰

اَیَّدَكَ۔ تیری تائید کی۔ تجھ کو قوت پہنچائی۔ اَیَّدَ تَاْیِیْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ۸/۶۲

اَیَّدَكُمْ۔ تم کو قوت دی۔ تمہاری مدد کی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ ۸/۲۶

اَیَّدْنَا۔ ہم نے قوت دی۔ تَاْیِیْدٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ ۲/۸۷

Marfat.com

اَیَّدْ نٰهُ۔ ہم نے اس کو قوت دی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۱۱/۱ ۳

اَیَّدَهٗ۔ اس کی مدد کی۔ اَیَّدَ فعل ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۱۲

اَیَّدَهُمْ۔ ان کی مدد کی۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۸/۴

اَیْدِیْ۔ ہاتھ۔ یَدٌ کی جمع (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یَدٌ) ۸ ۱۲ ۱۱ ۲۸/۴ ۵

اَیْدِیْکُمْ۔ تمہارے ہاتھ، اَیْدِیْ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ۸ ۱۰

۴ ۸ ۶ ۳ ۴ ۲، ۶، ۸ ۱۲ ۶

۲۵/۵ ۱۱

اَیْدِیْنَا۔ ہمارے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۱۲/۱۰ ۴

اَیْدِیْهِمْ۔ ان کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱، ۱۱ ۲ ۶، ۵

۱، ۹، ۱۳ ۷، ۱۸ ۸ ۱۵ ۶ ۱۲

۲، ۲ ۷، ۱۸ ۷ ۸ ۹ ۲، ۱۷ ۱۵

۲، ۱۱، ۱۲، ۲۰ ۱۸ ۹، ۱۱ ۲ ۱۲، ۱۷

اَیْدِیْهِمَا۔ ان دونوں کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ ۱۰

اَیْدِیْهِنَّ۔ ان (عورتوں) کے ہاتھ۔ اَیْدِیْ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ

۱۲، ۱۷ ۸

اَئِذَا۔ کیا جب۔ اصل میں اَاِذَا تھا۔ دوسرے الف کو ہمزہ سے بدل لیا گیا۔ پہلا الف استفہام انکاری کا ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ا۔ اور اِذَا) ۱۵

اِئْذَنْ۔ تو رخصت دے، تو اجازت دے۔ (ہِمَّۃ) اِذْنٌ سے جس کے معنی اجازت دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۱۲ فَأْذَنْ ۱۵/۱۸

اَیْقَاظًا۔ جاگنے والے۔ یَقِظٌ کی جمع جو صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور جس کے معنی جاگنے والے کے ہیں۔ ۱۵

اَیُّکُمْ۔ تم میں سے کون۔ اَیٌّ استفہامیہ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۵ ۱

۱۸/۱۹ ۱، ۳

اَیْکَةِ۔ ایکہ۔ بن۔ گھنا جنگل۔ درختوں کا جھنڈ۔

یہ یا تو شہر کا نام ہے یا بن کا۔ چونکہ اصحاب الایکہ

Marfat.com

اس مقام پر بستے تھے اس لئے اس کی طرف منسوب ہوئے۔ نافع، ابنِ کثیر اور ابنِ عامر نے سورۂ شعرا اور ص میں لَیْکَةَ غیر منصرف پڑھا ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایکہ معنی بن کے نہیں بلکہ اس مقام کا نام ہے۔ ابو عبید نے تصریح کی ہے کہ مکہ اور بکہ کی طرح لیکۃ خاص شہر کا نام ہے اور ایکۃ تمام ملک کا۔ صحیح بخاری[1] کتاب التفسیر سورۂ شعرا میں مذکور ہے کہ لیکۃ اور ایکۃ، ایکہ کی جمع ہے جس کے معنی درختوں کے جھنڈ کے ہیں۔ علامہ بدرالدین عینی اس کے متعلق لکھتے ہیں کذا فی النسخ وھو غیر صحیح والصواب ان یقال و اللیکۃ والایکۃ مفرد ایک او یقال جمعھا ایک (بخاری کے نسخوں میں ایسا ہی ہے اور یہ صحیح نہیں۔ اس طرح کہنا درست ہے کہ لیکۃ اور ایکۃ ایک کا مفرد ہے یا یوں کہا جائے کہ اس کی جمع ایک ہے[2]) اسی طرح مجد الدین فیروز آبادی نے قاموس میں تصریح کی ہے کہ یہ بمنزلہ وہم ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو

أَصْحٰبُ الْأَيْكَةِ پ۱۴ پ۱۹ پ۲۳ پ۲۶

اِیْلَافِ۔ مانوس رکھنا۔ الفت کرنا۔ بروزن اِفْعَالٌ مصدر ہے۔ پ۳۰

اَیَّمَا۔ جونسی، یہاں اَیٌّ شرطیہ ہے اور مَا زائدہ بعض مَا کو نکرہ بتلاتے ہیں۔ پ۲۰

اِیْمَانَ۔ ایمان۔ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کرنے کے ہیں یعنی خبر دینے والے کے حکم کا یقین کرنا اس طرح کہ حکم قبول کیا جائے اور بتانے والے کو سچا قرار دیا جائے۔ یہ مصدر ہے بروزن اِفْعَالٌ اَمْنٌ سے ماخوذ ہے گویا ایمان لانے کا مطلب ہے کہ جس پر ایمان لایا جائے اس کو تکذیب و مخالفت کا امن دیدیا جائے اس کا تعدیہ کبھی بذریعہ لام ہوتا ہے اور کبھی بذریعہ با۔ اول صورت میں اذعان (یقین محکم) کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور دوسری صورت میں اعتراف (تسلیم و انقیاد) کے۔ جس سے اس طرف اشارہ مقصود ہے کہ بغیر اعتراف کے تصدیق کا اعتبار نہیں۔ کبھی باعتبارِ حقیقتِ عرفیہ یا بطورِ مجاز وثوق کے معنی میں بھی ایمان کا

[1] ملاحظہ ہو البحر المحیط ج ۷، ص ۳۷، طبع مصر ۱۳۲۹ھ۔ [2] ملاحظہ ہو عمدۃ القاری ج ۹، ص ۸۷، طبع مصر

Marfat.com

استعمال ہوتا ہے یہ اس حیثیت سے کہ وثوق کرنیوالا
امن میں ہو گیا۔ اور شرعاً ایمان کے معنی ہیں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ان تمام تعلیمات کی تصدیق
کرنا جن کے متعلق بالضرورت معلوم ہے کہ یہ
آپ کی تعلیم ہے۔ جس چیز کا تفصیلی علم ہے اس کی
تفصیلی طور پر اور جس کا اجمالی علم ہے اس کی اجمالی
طور پر تصدیق کرنا۔ جمہور محققین کا یہی مذہب ہے۔[1]

پ ۱۲ پ ۸ و ۱۱ پ ۵ پ ۳ پ ۲۰

پ ۱۲ و ۱۲ پ ۳ پ ۲ و ۳ اِیْمَانًا

اَیْمَان۔ قسمیں۔ یَمِیْن کی جمع۔ یمین کے معنی اصل
میں تو داہنے ہاتھ کے ہیں۔ معاہدہ کرنے والا اور
حلیف۔ چونکہ دوسرے کے ہاتھ پر ہاتھ مارتا ہے یمین
حلف کے معنی میں اسی اصل سے مستعار لیا گیا ہے

اِیْمَانُکُمْ۔ تمہارا ایمان۔ اِیْمَان مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ آیت شریفہ وَ
مَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ (اللہ ایسا نہیں
کہ تمہارا ایمان ضائع کر دے) میں ایمان سے مراد مجازاً
نماز ہے۔ گویا لازم بول کر ملزوم مراد لیا گیا ہے اِیْمَان
مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔

اَیْمَانِکُمْ۔ تمہاری قسمیں۔ تمہارے ہاتھ اَیْمَان
یَمِیْن کی جمع جس کے معنی داہنے ہاتھ کے ہیں اور
مجازاً قسم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ مضاف ہے
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

اِیْمَانُہٗ اس کا ایمان۔ اِیْمَان مضاف ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ
اِیْمَانُھَا۔ اس کا ایمان لانا۔ اِیْمَان مضاف
ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ
اَیْمَانُھُمْ۔ ان کے ہاتھ، ان کی قسمیں اَیْمَان
مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

اِیْمَانُھُمْ۔ ان کا ایمان لانا۔ اِیْمَان مضاف

[1] روح المعانی ج ۱ ص ۱۰۳ طبع مصر۔

Marfat.com

هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

[illegible]

اَیْمَانُهُنَّ ۔ ان (عورتوں) کے ہاتھ ۔ اَیْمَانُ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ

[illegible]

اِیْمَانِهِنَّ ۔ ان (عورتوں) کا ایمان ۔ اِیْمَانِ مضاف هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ [illegible]

اَیْمَنِ ۔ دایاں ۔ داہنی جانب ۔ صفت مشبہ ہے بعض اس کو یُمْنٌ سے ماخوذ بتاتے ہیں جس کے معنی برکت کے ہیں ۔ اس صورت میں اس کے معنی بابرکت کے ہوں گے ۔ [illegible]

اَئِمَّةَ ۔ پیشوا ۔ مقتدا ۔ رہنما ۔ اَمَامٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اَمَامًا) [illegible]

اَیْنَ ۔ کہاں ۔ ظرف ہے ۔ جس طرح مَتٰی سے زمان کے متعلق سوال کیا جاتا ہے اسی طرح اَیْنَ سے مکان دریافت کیا جاتا ہے ۔ [illegible]

[illegible]

اَیُّنَا ۔ ہم میں سے کون ۔ اَیُّ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ ۔ یہاں اَیُّ استفہامیہ ہے [illegible]

اَیْنَمَا ۔ جہاں کہیں ۔ جس طرف ۔ یہاں اَیْنَ شرطیہ ہے اور مَا موصولہ [illegible]

[illegible]

اَیُّوْبَ علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے برگزیدہ نبی تھے ۔ ان کا صبر شکر مشہور ہے ۔ ایوب عجمی نام ہے جو عجمیت اور علمیت کی بنا پر غیر منصرف ہے ۔ علامہ عینی کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پانچ مقامات پر ان کا ذکر کیا ہے[1] ۔ مگر یہ صحیح نہیں قرآن مجید میں حضرت ایوب کا نام صرف چار سورتوں میں آیا ہے ۔ نساء ، انعام ، انبیاء اور ص ، نساء اور انعام میں صرف نام آیا ہے اور سورۂ انبیاء اور سورہ ص میں کسی قدر تفصیل سے ذکر ہے ۔

صحیح بخاری میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت ایوب علیہ السلام غسل فرما رہے تھے کہ سونے کی ٹڈیوں کا دل کا دل ان پر آ کر گرا آپ مٹھیاں بھر بھر کر کپڑے میں رکھنے لگے

[1] عمدۃ القاری ج ۷ ص ۳۸۲ ۔

Marfat.com

پروردگارِ عالم نے ندا دی کہ ایوب جو کچھ تمہیں نظر آیا کیا ہم نے اس سے تم کو غنی نہیں کیا۔ عرض کیا پروردگار بجا ہے لیکن میں تیری برکت سے بے نیاز کیوں کر ہو سکتا ہوں[1]۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے متعلق کتبِ حدیث میں اور بھی روایتیں مذکور ہیں جو غرابت و نکارت سے خالی نہیں[2]۔

پ ۲ : ۱۲ ، پ ۱۲ : ۱۹ ، پ ۲۱ : ۱۱

اٰیَۃٌ۔ آیت، نشانی، حکمِ خداوندی، پیغامِ الٰہی، دلیل، معجزہ۔ آیت کے معنی اصل میں ظاہری نشانی کے ہیں۔ اور اسی اعتبار سے قرآن مجید کی آیت کو آیت کہتے ہیں کہ وہ گویا کلام کے ختم ہو جانے کی علامت ہے۔ بعض اس کی وجہِ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ چونکہ آیت کے معنی جماعت کے بھی آتے ہیں اور آیتِ قرآنی میں حروف کا ایک حصہ جمع ہوتا ہے اس لئے اس کو آیت کہا جاتا ہے۔ بعض کہتے ہیں چونکہ یہ اعجازِ قرآنی کی نشانی ہے اس لئے اس کو کہا گیا۔ پ ۱ : ۱۲ و ۱۳ ، پ ۲ : ۱ و ۱۱ و ۱۲

پ ۳ : ۱۲ و ۱۳ و ۱۰ ، پ ۶ : ۵ و ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۹ ، پ ۸ : ۲ و ۱۶ ، پ ۹ : ۲ و ۶ و ۷ و ۱۴

پ ۷ : ۱۲ و ۱۵ ، پ ۱۲ : ۲ و ۱۳ ، پ ۱۳ : ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ ، پ ۱۴ : ۵ و ۸ و ۱۵ و ۲۰ ، پ ۱۵ : ۲

پ ۱۶ : ۳ و ۵ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۶ ، پ ۱۷ : ۱ و ۲۱ ، پ ۱۸ : ۲ ، پ ۱۹ : ۲ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۲

پ ۲۱ : ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ ، پ ۲۰ : ۱۳ و ۱۶ ، پ ۲۱ : ۹ ، پ ۲۲ : ۷ و ۸

پ ۲۳ : ۲ و ۵ ، پ ۲۴ : ۱۳ ، پ ۲۵ : ۱۱ ، پ ۲۶ : ۱۱ ، پ ۲۹ : ۱ و ۸ ، پ ۳۰ : ۲

اَيُّهَا۔ اے۔ ندا میں جب منادی پر ال داخل ہو تو مذکر میں اَیُّھَا اور مؤنث میں اَیَّتُھَا کے ساتھ پڑھا جاتا ہے (ملاحظہ ہو اَیْ، اَیَّتُھَا) پ ۱ : ۳ و ۱۳ ، پ ۲ : ۵ و ۶

پ ۲ : ۵ و ۸ ، پ ۳ : ۱ و ۴ و ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ ، پ ۴ : ۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳

پ ۵ : ۳ و ۵ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ ، پ ۶ : ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶

پ ۷ : ۱۴ ، پ ۸ : ۲ و ۳ و ۴ ، پ ۹ : ۱۰ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸ ، پ ۱۰ : ۲ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۴

پ ۱۰ : ۱۱ و ۱۲ و ۱۹ ، پ ۱۱ : ۳ و ۵ و ۸ و ۱۱ و ۱۹ ، پ ۱۲ : ۱۹ ، پ ۱۳ : ۳ و ۴ ، پ ۱۴ : ۱ و ۳

پ ۱۵ : ۱۵ ، پ ۱۶ : ۸ و ۱۳ و ۱۶ ، پ ۱۸ : ۳ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ ، پ ۱۹ : ۱۶ و ۱۸ ، پ ۲۰ : ۶ ، پ ۲۱ : ۱۶ و ۱۸ و ۲۰

پ ۲۲ : ۳ و ۴ و ۵ و ۹ و ۱۳ و ۱۵ ، پ ۲۳ : ۲ ، پ ۲۴ : ۲ ، پ ۲۵ : ۱۱ ، پ ۲۶ : ۵ و ۸ و ۱۳ و ۱۴

پ ۲۷ : ۱ و ۱۱ و ۱۵ و ۲۰ ، پ ۲۸ : ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۶

پ ۲۸ : ۱ و ۲۰ ، پ ۲۹ : ۱۳ و ۲۰ ، پ ۳۰ : ۷ و ۹ و ۹ و ۲۲

اَيُّهُمْ۔ ان میں کون۔ اَیّ استفہامیہ مضاف ہے اور ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ ۱۲ : ۱۰ ، پ ۱۵ : ۱۲ ، پ ۱۶ : ۶ و ۳ ، پ ۱۸ : ۸ ، پ ۲۹ : ۱

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیا باب قول اللہ تعالیٰ وایوب اذ نادیٰ ربہ ۔ [2] ملاحظہ ہو البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۱ ص ۲۲۲ طبع مصر ۱۳۵۱ء اور فتح القدیر للشوکانی ج ۳ ص ۴۲۲ طبع مصر ۱۳۵۰ھ

Marfat.com

دارالاشاعت کی چند جدید مطبوعات

رحمت عالمؐ
سید سلیمان ندوی رح
سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۱۵۶

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل و مستند سیرت طیبہ جو اسکول کے طلبہ اور کم پڑھے لکھے لوگوں کیلئے لکھی گئی ہے۔ عکسی طباعت، سفید کاغذ اور کارڈ بورڈ جلد کے ساتھ۔ قیمت ۹/۷۵

قصص الانبیاءؑ
مولانا محمد طاہر صاحب رح
سائز ۲۳×۱۸/۸
صفحات ۱۹۲

وہ متبرک اور مستند کتاب جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبروں کے حالات اور خلفائے راشدین۔ امام حسنؓ و امام حسینؓ اور چاروں اماموں کے حالات درج ہیں۔ عکسی طباعت، سفید کاغذ مجلد قیمت ۲۴/=

مسلمان فاتحین
احمد مصطفیٰ راہی صدیقی
سائز ۲۰×۳۰/۱۶ صفحات ۲۴۰

اس کتاب میں تاریخ اسلام اور تاریخ عالم کے انتہائی اہم اور زریں حالات اور حق و باطل کے معرکوں اور اسلامی فتوحات کے ناقابل فراموش مستند اور روح پرور واقعات درج ہیں۔ عکسی طباعت سفید کاغذ قیمت ۱۸/-

نافع الخلائق
حاجی زردار خان صاحب رح
سائز ۲۳×۱۸/۸ صفحات ۵۴۴

قرآنی آیات کے خواص، اولیاء اللہ اور مشائخ کے مجرب عملیات و تعویذات، علم قیافہ اور تعبیر نامہ خواب کا نہایت مقبول اور مشہور مجموعہ جو مفصل فہرست مضامین کے اضافے کے ساتھ شائع ہوا ہے عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد قیمت ۵۴/-

نقش سلیمانی
خواجہ محمد اشرف لکھنوی رح
سائز ۲۳×۱۸/۸ صفحات ۲۴۸

عملیات و تعویذات، نقوش و خواص قرآنی، حروف تہجی و مقطعات و اسم اعظم وغیرہ کے خواص و اسرار سے متعلق نہایت مکمل و مستند کتاب ہر قسم کی دینی و دنیوی حاجات کی کنجی۔ عکسی طباعت، سفید کاغذ کارڈ بورڈ جلد قیمت ۲۷/=

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

Marfat.com

۲،۷۵ احادیث و معارفِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سدا بہار گلشن

تفہیم البخاری

عربی متن مع اردو شرح

صحیح البخاری

امیر المومنین فی الحدیث ابو عبد اللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و شرح

مولانا ظہور الباری اعظمی فاضل دار العلوم دیوبند

دنیائے اسلام کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ روئے زمین پر کلام اللہ کے بعد بخاری شریف سب سے زیادہ صحیح اور مستند کتاب ہے اور علم حدیث میں اس کی نظیر ممکن نہیں ہے۔ اردو زبان میں اسکے متعدد اردو ترجمے اور شرحیں شائع ہو چکی ہیں لیکن یہ جدید شرح مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ چھپی ہے جس سے دوسرے تراجم خالی ہیں۔

چند خصوصیات

۱۔ المیناتی بخش ترجمانی اور عام فہم شرح اس زمانے کی ذہنی سطح کے مطابق کی گئی ہے۔

۲۔ احادیث رسول کا مسائل حاضرہ سے کامل انطباق

۳۔ حدیث کے ان پہلوؤں کی واضح ترجمانی جن کو موجودہ شارحین نے چھوا تک نہیں۔

۴۔ بخاری شریف کے لطائف و خصوصیات کی کامل رعایت۔

قدیم و جدید شارحین کی گرانقدر تحقیقات سے پوری کتاب آراستہ و مزین

۶۔ فقہی مذاہب کی ترجمانی معتدل لب و لہجہ میں اور محدثین و فقہاء کے اختلافات کی دل آویز وضاحت۔

ایک کالم میں عربی متن اور مقابل کالم میں ترجمہ و تشریح۔

سائز: ۲۰×۳۰ دیدہ زیب کتابت و طباعت۔ اعلیٰ کاغذ اور حسین جلدیں۔ کامل تین جلد کل صفحات ۲۰۴۴۔ قیمت: ۳۹۰/-

دار الاشاعت کراچی

Marfat.com

معارفُ الحدیث

یعنی

احادیثِ نبوی کا ایک جدید اور جامع انتخاب

اُردو ترجمہ اور تشریحات کے ساتھ

مولانا محمد منظور نعمانی

جو اس زمانے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی دینی علمی ذہنی اور فکری سطح اور عصرِ حاضر کے خاص علمی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھ کر کیا گیا ہے جس نے اُردو خوانوں اور علومِ جدیدہ کے حامل حضرات پر علمِ حدیث کے حصول کے لیے حجّت تمام کردی ہے۔ ہر حدیث کے عربی متن کے ساتھ آسان اُردو زبان میں ایسی دل نشین تشریح کی گئی ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ مکمل کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

قیمت کامل سیٹ
اعلیٰ کاغذ مجلد ۳۳۰/=

قیمت کامل سیٹ
کاغذ قسم دوم /=

دارالاشاعت مولوی مسافرخانہ کراچی

Marfat.com

مدلل مکمل فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

بارہ ۱۲ جلدوں والا عکسی ایڈیشن

تالیف :- مفتی اعظم عارف باللہ مولانا عزیز الرحمٰنؒ

ترتیب وحواشی :- مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ

حسب ہدایت ونگرانی :- حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ

دارالعلوم دیوبند کی خداداد شہرت و مرکزیت اور اس کے فتاویٰ پر تمام ممالک اسلامیہ اور مسلمانوں کی پنچایتوں اور عدالتوں کا اعتماد محتاج بیان نہیں ہے۔ یہ تمام فتاویٰ جواب تک غیر مرتب تھے، ان کی ترتیب کیلئے حضرت قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم نے ایک مستقل شعبۂ ترتیب فتاویٰ قائم کیا جس میں ماہر علماء و فقہا کی ایک جماعت نے فتاویٰ کے اس عظیم الشان ذخیرے کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا اور ہر فتوے پر بصیرت افروز حواشی لکھے اور اصل عربی کتب کے حوالے بقید صفحات تحریر کئے ہیں جس کی وجہ سے مسئلہ نکالنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ یہ عظیم فتاویٰ، فتاویٰ عالمگیری کی طرح مسلمانوں میں قانون کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ بارہ جلدوں کے کل صفحات تقریباً ۵۰۰۰

عکسی طباعت، سفید کاغذ، مضبوط اور حسین جلدیں

بارہ حصوں کے کامل سیٹ کی قیمت -/۵۲۵

ملنے کا پتہ : دارالاشاعت متصل اردو بازار کراچی ۱

Marfat.com

عالمِ اسلام کی علمی تصانیف میں عظیم الشان اضافہ

حیاۃ الصحابہؓ

بزبان عربی تین جلدوں میں ـــــ ترجمہ بزبان اردو تین جلدوں میں

عربی تالیف امیر التبلیغ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب دہلوی قدس سرہٗ

اردو ترجمہ عالم دوراں حضرت مولانا محمد عثمان صاحب فیض آبادی مدظلہٗ

حضراتِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اسلام کے لئے محنت اور بے پناہ جد وجہد اور ان کے مجاہدانہ صفات و کمالات، ان کے پاکیزہ حالات، واقعاتِ فقر و صبر، زہد و قناعت اور ایمان و یقین سے متعلق ہزاروں احادیث و قصص کا وہ بے مثال و دلکش مجموعہ ہے جو احادیث کی ضخیم کتابوں سے انتہائی کاوش سے مؤلف نے جمع فرمایا ہے۔ جس کے پڑھنے سے عہد رسالت و خلافت راشدہ کے چلتے پھرتے عملی نمونے دل و دماغ میں سما جاتے ہیں مقبولیت کا عالم یہ ہے کہ دارالعلوم حرم نبوی مدینہ منورہ و دیگر بلادِ اسلامیہ کے مدارس میں داخلِ درس ہے۔ بعض مدارس عربیہ میں اس کی تدریس۔ کالجوں، ہائی اسکولوں اور مکتبوں اور عام مدرسوں نیز پبلک لائبریریوں میں اس کے قابل قدر اردو ترجمہ کا مطالعہ ہونا زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کا ذریعہ ہوگا اردو ترجمہ علمائے حقانی کا پسندیدہ، ترجمہ لفظی ہونے کے باوجود انتہائی سلیس اور بامحاورہ ہے، طباعت عمدہ بذریعہ آفسیٹ مشین۔ سائز $\frac{22 \times 18}{8}$ کاغذ عمدہ سفید میپلیتھو جلد خوشنما اسکرین سے چھپی ہوئی، دیدہ زیب، ہر گھر میں اس کا موجود رہنا باعث خیر و برکت

قیمت	قیمت
بزبانِ عربی جلد اوّل مجلد۔ جلد دوم مجلد۔ جلد سوم مجلد	بزبانِ اردو جلد اوّل مجلد جلد دوم مجلد۔ جلد سوم مجلد

قیمت ۳ جلد کامل /۲۱۰

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی ۱

Marfat.com

بہترین اسلامی کتابیں

قصص القرآن مولانا محمد حفظ الرحمٰن ۴ جلد ۲۲۵/=
مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ اردو) ۵ جلد ۶۰۰/=
معارف الحدیث۔ مولانا محمد منظور نعمانی، جلد ۳۱۵/=
تجرید صحیح بخاری مترجم عربی اردو کامل مجلد ۱۱۷/=
شرح حصن حصین مترجم مولانا محمد عاشق الٰہی ۶۰/=
شرح اربعین امام نووی " " مجلد ۲۷/=
حجۃ اللہ البالغہ اردو شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد ۷۵/=
بہشتی زیور مدلل مکمل مولانا اشرف علی مجلد ۱۱۸/=
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی محمد شفیع ۲ جلد ۲۴۶/=
علم الفقہ کامل ۷۵/=
عقائد علمائے دیوبند و حسام الحرمین مجلد ۴۵/=
احیاء العلوم اردو، امام محمد غزالی ۴ جلد ۳۰۰/=
کیمیائے سعادت اردو " " مجلد ۷۲/=
مجالس الابرار، اردو، شیخ احمد رومی مجلد ۹۶/=
مجالس حکیم الامت مفتی محمد شفیع ۵۱/=
مومن کے ماہ و سال اردو، شیخ عبدالحق دہلوی مجلد ۵۷/=
اسلام کا نظام مساجد، مولانا ظفیر الدین مجلد ۲۷/=
اسلام کا نظام عفت و عصمت " " ۳۶/=
اسلام کا نظام اراضی و عشر و خراج، مفتی محمد شفیع ۴۸/=
علمی کشکول منتخب مضامین " " " ۴۸/=
احکام اسلام عقل کی نظر میں، مولانا اشرف علی ۴۲/=

مستند اسلامی کتابیں

ارواح ثلاثہ (حکایات اولیا) مولانا اشرف علی ۳۰/=
آیات بینات، محسن الملک (تردید شیعہ) ۲ جلد ۹۶/=
تحفہ اثنا عشریہ اردو، شاہ عبدالعزیز (تردید شیعہ) مجلد ۱۱۸/=
تاریخ ارض القرآن، سید سلیمان ندوی مجلد ۴۸/=
تاریخ فقہ اسلامی اردو، شیخ محمد خضری مجلد ۶۰/=
تذکرہ غوثیہ، سید غوث علی شاہ قلندر مجلد ۶۰/=
تذکرہ مجدد الف ثانی، مولانا محمد منظور نعمانی " ۴۸/=
عیسائیت کیا ہے؟ مولانا محمد تقی عثمانی ۱۴/=
مسلمانوں کا نظم مملکت، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن مجلد ۴۸/=
لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا، ابن جوزی " ۴۷/=
کلیات امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی ۴۸/=
المنجد عربی اردو، جامع لغات مجلد ۱۳۲/=
المعجم اردو عربی " " " ۶۹/=
بیان اللسان عربی اردو مستند لغات مجلد ۷۶/=
قاموس القرآن (مکمل قرآنی لغات) " ۴۹/=
جامع اللغات (اردو کی مستند لغت) " ۶۴/=
شمس المعارف (تعویذات) ابن علی بونی مجلد ۷۲/=
اصلی جواہر خمسہ کامل (تعویذات) " ۵۴/=
بیاض یعقوبی (تعویذات) مولانا محمد یعقوب " ۲۸/=
علاج الغربا حکیم غلام امام ۲۷/=
بیماریوں کا گھریلو علاج، طبیبہ ام الفضل ۱۸/۷۵

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی

مکمل فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مکمل اور مستند و مقبولِ عام سوانح حیات

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ○ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ مکمل مستند و مقبولِ عام سوانح عمری جو سیرتِ طیبہ کی انسائیکلوپیڈیا تصور کی گئی ہے اور جو مسلسل خراجِ تحسین حاصل کر رہی ہے لیکن افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان کتاب شایانِ شان طریقے پر شائع نہ ہو سکی تھی۔

اب خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اسے اس کے اصل اور معیاری قلمی سائز ۲۰×۲۶/۸ پر جدید اور بہترین کتابت اور عکسی طباعت کرائی ہے اور تصحیح کا خاص اہتمام کیا ہے۔

اب تک اس کی صرف چھ جلدیں ہی طبع ہوتی رہی ہیں ہم نے اسکی ساتویں جلد بھی شائع کی ہے اور ساتوں حصے نہایت عمدہ سفید جاپانی کاغذ پر طبع ہوئے ہیں اور جلدیں نہایت مضبوط اور حسین بنوائی گئی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کل صفحات ۲۳۵۲ سات حصے در چار جلد کامل سیٹ۔ قیمت ——— کامل سیٹ ۳۲۰/=

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی ۱

Marfat.com

اِنَّ فِي ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ

مکمل

لغات القرآن

مع فہرستِ الفاظ

جلد دوم ـــ ب تا خ

تالیف

مولانا محمد عبدالرشید نعمانی

دارالاشاعت

مقابل مولوی مسافر خانہ ○ اردو بازار، کراچی نمبر ۱

Marfat.com

طبع اوّل دار الاشاعت نومبر ۱۹۸۶ء
طباعت: [illegible] پرنٹنگ کارپوریشن ناظم آباد کراچی
ناشر:- دار الاشاعت کراچی ۱

حق طبع

جناب شاہد نذیر خان یوسفی مجددی و ڈاکٹر خورشید صاحب مکتبہ حسن سہیل لاہور سے لغات القرآن کامل چھ جلد کی کتابت اب دار الاشاعت کراچی نے خرید لی ہے۔ لہٰذا آئندہ اس کتابت یا اسکے فوٹو لے کر طبع کرنے کا کوئی مجاز نہیں ہے اور اسکے تمام حقوق دار الاشاعت کو حاصل ہیں ؛

ملنے کے پتے:

دار الاشاعت اردو بازار کراچی ۱
مکتبہ دار العلوم - کورنگی - کراچی ۱۴
ادارۃ المعارف کورنگی - کراچی ۱۴
ادارہ اسلامیات ۱۹۰ انارکلی، لاہور ۲

Marfat.com

فہرست

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
باب الباء الموحدة	۴	فصل الغین المعجمہ	۴۱
		فصل الکاف	۴۲
فصل الالف	۴	فصل اللام	۴۴
فصل الثاء المثلثہ	۲۲	فصل المیم	۴۸
فصل الحاء المہملہ	۲۳	فصل النون	۴۹
فصل الخاء المعجمہ	۲۴	فصل ا[illegible]	۵۱
فصل الدال المہملہ	۰	فصل الہاء	۵۲
فصل الراء المہملہ	۲۶	فصل الیاء المثناۃ	۵۳
فصل السین المہملہ	۳۱	باب التاء المثناۃ	۶۱
فصل الشین المعجمہ	۳۲		
فصل الصاد المہملہ	۳۳	فصل الالف	۰
فصل الضاد المعجمہ	۳۵	فصل الباء الموحدۃ	۶۸
فصل الطاء المہملہ	۰	فصل التاء المثناۃ	۶۹
فصل العین المہملہ	۳۶	فصل الثاء المثلثہ	۸۳

Marfat.com

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
فصل الجیم المعجمہ	۸۳	فصل النون المعجمہ	۱۹۲
فصل الحاء المہملہ	۸۴	فصل الواؤ	۲۰۲
فصل الخاء المعجمہ	۹۵	فصل الہاء	۲۱۶
فصل الدال المہملہ	۱۰۱	فصل الیاء المثناۃ	۲۱۸
فصل الذال المعجمہ	۱۰۴	باب الثاء المثلثہ	۲۱۹
فصل الراء المہملہ	۱۰۹	فصل الباء الموحدۃ	〃
فصل الزاء المعجمہ	۱۱۶	فصل الجیم المعجمہ	۲۲۰
فصل السین المہملہ	۱۱۸	فصل العین المہملہ	〃
فصل الشین المعجمہ	۱۲۴	فصل القاف	〃
فصل الصاد المہملہ	۱۳۰	فصل اللام	۲۲۱
فصل الضاد المعجمہ	۱۳۲	فصل المیم	۲۲۲
فصل الطاء المہملہ	۱۳۶	فصل الواؤ	۲۲۶
فصل الظاء المعجمہ	۱۳۸	باب الجیم المعجمہ	۲۲۸
فصل العین المہملہ	۱۳۹	فصل الالف	〃
فصل الغین المعجمہ	۱۵۰	فصل الباء الموحدۃ	۲۲۴
فصل الفاء الموحدۃ	۱۵۱	فصل الثاء المثلثہ	۲۲۴
فصل القاف المعجمہ	۱۵۸	فصل الحاء المہملہ	〃
فصل الکاف	۱۶۲	فصل الدال المہملہ	〃
فصل اللام	۱۶۹		
فصل المیم	۱۸۳		

Marfat.com

عنوان	صفحہ
فصل الذال المعجمہ	۲۴۳
فصل الراء المہملہ	؍
فصل الزاء المعجمہ	۲۴۴
فصل السین المہملہ	۲۴۶
فصل العین المہملہ	؍
فصل الفاء	۲۵۱
فصل اللام	۲۵۲
فصل المیم	۲۵۳
فصل النون	۲۵۴
فصل الواؤ	۲۶۰
فصل الہاء	؍
فصل الیاء المثناۃ	۲۶۲
باب الحاء المہملہ	۲۶۳
فصل الالف	؍
فصل الباء الموحدہ	۲۶۹
فصل التاء المثناۃ	۲۷۰
فصل الثاء المثلثہ	۲۷۲
فصل الجیم المعجمہ	؍
فصل الدال المہملہ	۲۷۴

عنوان	صفحہ
فصل الذال المعجمہ	۲۷۴
فصل الراء المہملہ	۲۷۵
فصل الزاء المعجمہ	۲۷۸
فصل السین المہملہ	۲۷۹
فصل الشین المعجمہ	۲۸۳
فصل الصاد المہملہ	۲۸۴
فصل الضاد المعجمہ	۲۸۵
فصل الطاء المہملہ	؍
فصل الظاء المعجمہ	۲۸۶
فصل الفاء	؍
فصل القاف	۲۸۷
فصل الکاف	۲۸۹
فصل اللام	۲۹۰
فصل المیم	۲۹۱
فصل النون	۲۹۴
فصل الواؤ	۲۹۵
فصل الیاء المثناۃ	۲۹۷
باب الخاء المعجمہ	۳۰۰
فصل الالف	؍

Marfat.com

عنوان	صفحہ
فصل الباء الموحدۃ	۳۰۵
فصل التاء المثناۃ	۳۰۶
فصل الدال المہملہ	۳۰۷
فصل الذال المعجمہ	″
فصل الراء المہملہ	۳۰۸
فصل الزاء المعجمہ	۳۰۹
فصل السین المہملہ	″
فصل الشین المعجمہ	۳۱۰
فصل الصاد المہملہ	۳۱۱
فصل الضاد المعجمہ	۳۱۱
فصل الطاء المہملہ	۳۱۲
فصل الفاء	۳۱۳
فصل اللام	۳۱۵
فصل المیم	۳۲۴
فصل النون	۳۲۵
فصل الواؤ	۳۲۶
فصل الیاء المثناۃ	۳۲۷

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب الباء الموحدة

فصل الالف

ب میں سے۔ پر۔ ساتھ۔ بسبب۔ کو، ابوالبقاء کفوی کلیات میں لکھتے ہیں۔

"باء یہ وہ حرف ہے جو سب سے پہلے نطقِ انسانی میں آیا اور انسان کی زبان کھلنے کی ابتدا اسی سے ہوئی۔ اس کے معنی میں وصل و الصاق داخل ہے اللہ تعالیٰ نے اس سے اپنی کتاب کا آغاز فرمایا اپنے کلام و خطاب کی ابتدا فرما کر اس کے مرتبہ کو بلند اس کی شان کو عالی اور اس کی برہان کو ظاہر کر دیا۔ یہ حروف جارہ میں سے ہے جن کی وضع اصل میں آئی ہے کہ افعال کے معانی کو اسماء تک پہنچا دیا جائے۔"[1]

علامہ سیوطی، اتقان فی علوم القرآن میں فرماتے ہیں "باء مفردہ حرف جر ہے اس کے متعدد معانی آتے ہیں "الصاق" کے معنی ان سب میں زیادہ مشہور ہیں چنانچہ سیبویہ نے اس کے علاوہ اور کوئی معنی ذکر نہیں کئے، کہا جاتا ہے کہ یہ معنی اس سے جدا نہیں ہوتے شرح لب میں بیان کیا ہے کہ دو معنوں میں باہم ایک دوسرے سے تعلق کا نام الصاق ہے۔ الصاق کبھی باعتبار حقیقت ہوتا ہے جیسے وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ (اپنے سروں پر مسح کرو) کہ یہاں حقیقتاً مسح کا الصاق "سروں" سے مراد ہے۔ اسی طرح فَامْسَحُوا بِوُجُوهِكُمْ وَأَيْدِيكُم مِّنْهُ میں، اور کبھی باعتبار مجاز ہوتا ہے جیسے وَاِذَا

---

[1] کلیات ابوالبقاء، ص ۹۳ طبع مصر ۱۲۸۱ھ

مَرُّوْا بِهِمْ (اور جب ان کے پاس سے نکلتے) یعنی اس جگہ سے قریب ہوتے ہیں (کہ یہاں درحقیقت الصاق کا تعلق تو اس مکان اور جگہ سے ہے مگر باعتبار مجاز ان سے ہی کر دیا گیا)۔

(۲) جس طرح "ہمزہ" فعل کو متعدی کرنے کے لئے آتا ہے اسی طرح یہ بھی آتی ہے جیسے ذَهَبَ اللّٰهُ بِنُوْرِهِمْ (اللہ نے ان کی روشنی کھو دی) اور وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَذَهَبَ بِسَمْعِهِمْ (اور اگر اللہ چاہے تو ان کی قوتِ سماعت کو کھو دے) کہ یہاں ذھب بمعنی اذھب ہے۔ جس طرح لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ (تاکہ اللہ تمہاری گندگی دور کر دے) میں، مبرد اور سہیلی کا خیال ہے کہ ہمزہ کے اور باء کے تعدیہ میں فرق ہے (ان کے خیال میں باء کے تعدیہ کی صورت میں مصاحبت کے معنی ملحوظ ہوتے ہیں اور ہمزہ میں نہیں) چنانچہ جب ذھبت بزید (تو زید کو لیکر گیا) کہو گے تو مخاطب زید کے ساتھ جانے میں شریک ہوگا۔ مگر ان کا یہ خیال مذکورہ آیات کی بنا پر مردود ہے۔ (کیونکہ اللہ تعالیٰ عدم نور یا عدم سماعت میں کیونکر شریک کہا جا سکتا ہے۔ تعالی اللہ عن ذلک علواً کبیرا)

(۳) استعانت یعنی کسی چیز سے مدد چاہنا جب با اس معنی میں آتی ہے تو آلہ فعل پر داخل ہوتی ہے جیسے بِسْمِ اللّٰهِ (ساتھ نام اللہ کے) کی باء ہے کہ معنی یہ ہیں کہ میں اللہ کے نام سے مدد لیتا ہوں۔

(۴) سببیت یعنی فعل کا سبب بتلانے کے لئے یہ سبب فعل پر داخل ہوتی ہے جیسے فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ (پس ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ کے سبب پکڑا) اور ظَلَمْتُمْ اَنْفُسَكُمْ بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ (تم نے اس بچھڑے کے بنا لینے کے سبب اپنے آپ پر ظلم کیا) اس باء کو "باء تعلیل" بھی کہتے ہیں۔

(۵) مصاحبت جس طرح کہ "مع" کے معنی آتے ہیں جیسے اهْبِطْ بِسَلٰمٍ (سلامتی کے ساتھ اتر) جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ (تمہارے پاس حق کے ساتھ رسول آیا) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ (اپنے پروردگار کی تعریف کے ساتھ پاکی بیان کر)۔

(۶) باء ظرفیہ جس طرح کہ فِي اس معنی میں آتا ہے خواہ ظرفِ زمان ہو یا مکان، جیسے نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ (ہم نے ان کو صبح کے وقت نجات دی) اور نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ (اللہ نے تمہاری بدر میں مدد کی) (کہ آیت اولیٰ میں باء ظرفِ زمان کے لئے ہے اور آیت ثانیہ میں ظرفِ مکان کے لئے)۔

(۷) عَلٰى (پر، اوپر) کی طرح استعلاء کے معنی میں

جیسے مَنْ اِنْ تَاْمَنْهُ بِقِنْطَارٍ (وہ شخص کہ تو اس کو مال کے ڈھیر پر امین بنائے) کہ یہاں باء بمعنی عَلٰی ہے چنانچہ اِلَّا کَمَآ اَمِنْتُكُمْ عَلٰٓى اَخِيْهِ (مگر جیسا کہ میں نے تم کو اس کے بھائی پر امین کیا تھا) اس کی دلیل ہے۔

(۸) مجاوزت جیسے کہ عَنْ (سے) کے معنی ہیں مثلاً فَسْئَلْ بِهٖ خَبِيْرًا (پوچھ لے اس کے متعلق کسی باخبر سے) کہ یہاں با بمعنی عَنْ کے ہے چنانچہ يَسْئَلُوْنَ عَنْ اَنْۢبَآئِكُمْ (وہ پوچھتے پھرتے ہیں تمہاری خبریں) اس کی دلیل ہے پھر بعض کا خیال ہے کہ عن کے معنی میں آنا صرف سوال کے ساتھ ہی مخصوص ہے اور بعض کے خیال میں یہ خصوصیت نہیں جیسے يَسْعٰى نُوْرُهُمْ بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَبِاَيْمَانِهِمْ (ان کا نور ان کے آگے اور ان کے داہنے دوڑتا ہوگا) اور وَيَوْمَ تَشَقَّقُ السَّمَآءُ بِالْغَمَامِ (اور جس دن کہ آسمان بدلی پر سے پھٹ جائے گا) کہ بِاَيْمَانِهِمْ اور بِالْغَمَامِ دونوں میں با بمعنی عن ہے۔

(۹) تبعیض کے معنی میں جس طرح مِنْ (سے) آتا ہے جیسے عَيْنًا يَّشْرَبُ بِهَا عِبَادُ اللّٰهِ (چشمہ ہے کہ جس سے اللہ کے بندے پئیں گے) کہ یہاں سارے چشمہ کا پی جانا مراد نہیں بلکہ اس میں سے پانی پینا مراد ہے۔

(۱۰) اِلٰی (تک) کی طرح بیان غایت وانتہا کے لئے جیسے وَقَدْ اَحْسَنَ بِيْٓ (اور بلاشبہ اس نے میرے ساتھ احسان کیا) یعنی اس کا احسان مجھ تک پہنچا۔

(۱۱) مقابلہ کے لئے جو کسی چیز کے عوض اور بدلہ پر داخل ہو جیسے اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ (جاؤ بہشت میں بدلہ اس کا جو تم کرتے تھے) واضح رہے کہ اس با کو باء مقابلہ مانا گیا باء سببیت نہیں جیسا کہ معتزلہ کا خیال ہے کیونکہ بدلہ اور عوض میں دینے والا کبھی مفت بھی دیدیتا ہے لیکن مسبب کا وجود بغیر سبب کے نہیں ہوتا۔

(۱۲) تاکید کے لئے اور باء زائدہ ہوتی ہے، چنانچہ فاعل میں زیادہ کی جاتی ہے جیسے اَسْمِعْ بِهِمْ وَاَبْصِرْ (کیا خوب سنتے ہوں گے اور کیا خوب دیکھتے ہوں گے) میں کہ یہاں یعنی افعال تعجب میں باء کا لانا واجب ہے اور دیگر مقامات میں فاعل پر باء کا لانا اکثر جائز ہے جیسے وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا (اور اللہ کافی ہے گواہ) کہ اللہ فاعل، شَهِيْدًا بر بنائے حال یا تمیز منصوب اور باء زائدہ ہے جو تاکید اتصال کے لئے آئی ہے کیونکہ كَفٰى بِاللّٰهِ میں

اسم فعل سے اسی طرح متصل ہے جس طرح فاعل ہوتا ہے۔ ابن الشجری نے کہا ہے کہ ایسا اس لئے کیا گیا کہ یہ بتا دیا جائے کہ اللہ کی کفایت عظمت مرتبہ میں اوروں کی کفایت کی طرح نہیں ہے اسی لئے معنی کی زیادتی کے لئے لفظ میں بھی زیادتی کی گئی۔ اور زجاج کا بیان ہے کہ با اس لئے داخل ہوئی کہ کَفٰی یہاں اِکْتَفٰی کے معنی میں ہے لیکن ابن ہشام نے تصریح کی ہے کہ یہ توجیہ خوبی سے دور ہے، یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہاں فاعل مستتر ہے اصل میں یوں تھا کَفٰی الْاِکْتِفَآءُ بِاللّٰہِ اکتفاء جو مصدر تھا وہ تو حذف ہو گیا اور اس کا معمول دلالت کے لئے باقی رہ گیا۔ یاد رہے کہ جب کَفٰی بمعنی وَفٰی ہو تو اس صورت میں فاعل میں باء زائدہ نہیں کی جائیگی جیسے فَسَیَکْفِیْکَھُمُ اللّٰہُ (سو اب اللہ تیری طرف سے ان کو کافی ہے) اور کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ (اور آپ ہی اللہ نے مسلمانوں کی لڑائی) اور مفعول میں بھی باء زائد کی جاتی ہے جیسے وَلَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت میں نہ ڈالو) اور وَھُزِّیْٓ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَۃِ (اور اپنی طرف کھجور کے تنے کو ہلا) اور فَلْیَمْدُدْ بِسَبَبٍ اِلَی السَّمَآءِ (تو تانے ایک رسی آسمان تک) اور وَمَنْ یُّرِدْ فِیْہِ بِاِلْحَادٍ (اور جو اس میں بے دینی کا ارادہ کرے) نیز مبتدا میں بھی باء زائد کی جاتی ہے جیسے بِاَیِّکُمُ الْمَفْتُوْنُ (کون تم میں سے فتنہ ہے) کہ یہاں بِاَیِّکُمْ اَیُّکُمْ کے حکم میں ہے اور بعض اس باء کو ظرفیہ بتاتے ہیں ان کے خیال میں با بمعنی فی ہے گویا عبارت کا مطلب یہ ہوگا کہ فِیْ اَیِّ طَآئِفَۃٍ مِّنْکُمْ تمہاری کس جماعت میں) بعض قاریوں نے جو لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا میں البر پر زبر پڑھا ہے ان کی قرات پر لیس کے اسم پر بھی باء آتی ہے۔ نیز خبر منفی میں بھی باء زائد کی جاتی ہے جیسے وَمَا اللّٰہُ بِغَافِلٍ (اور اللہ غافل نہیں ہے) نیز موجب میں بھی چنانچہ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ بِمِثْلِھَا (برائی کا بدلہ برائی کے موافق ہے) میں باء اسی قاعدہ پر ہے اور تاکید میں بھی باء آتی ہے چنانچہ یَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِھِنَّ (وہ روکے رکھیں اپنے آپ کو) کو اسی کی مثال قرار دیا گیا ہے۔

آیت شریفہ وَامْسَحُوْا بِرُءُوْسِکُمْ (اور اپنے سروں کا مسح کرو) میں جو باء ہے اس کے متعلق علماء میں باہم اختلاف ہے بعض کہتے ہیں الصاق کے لئے ہے بعض کہتے ہیں تبعیض کے لئے بعض زائدہ

Marfat.com

کہتے ہیں اور بعض استعانت کے لئے بتلاتے ہیں اد
بات یہ ہے کہ اس کلام میں حذف اور قلب
دونوں ہیں کیونکہ مَسَحَ کا تعدیہ مزال عنہ کی طرف
توراست ہوتا ہے اور مزیل کی طرف باء کے
ذریعے پس اصل میں یوں ہے امسحوا رؤسکم
بالماء کہ رؤس تو مزال عنہ ہے اور ماء مزیل جو
عبارت میں محذوف ہے۔[1]

بَآءَ۔ اس نے کمایا۔ وہ پھرا۔ وہ لوٹا (نَصَرَ)
بَوَاءٌ سے جس کے اصل معنی ٹھکانہ درست
کرنے اور جگہ ہموار کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ مجازاً اس کے معنی کمانے لوٹنے
اور اقرار کرنے کے بھی آتے ہیں پ ۱ پ ۱۲

بَاب۔ دروازہ۔ داخل ہونے کی جگہ۔ پ ۲ پ ۶ و ۸
پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۲ و ۲ پ ۲ پ ۱۸ بَابًا پ ۱۳ پ ۲۹

بَابِلَ۔ یہ ایک عظیم الشان شہر کا نام ہے جو قدیم
زمانے میں دریا فرات کے دونوں جانب واقع
تھا اور فرات اس کے بیچ میں سے ہو کر گزرتا تھا۔
اور آج بھی فرات کے دونوں طرف اس کے
کھنڈرات موجود ہیں۔ اس کا عرض البلد شمالی
۳۲ درجہ ۳۰ دقیقہ ۴۱ ثانیہ اور طول البلد
شرقی ۴۴ درجہ ۲۳ دقیقہ ۳۰ ثانیہ ہے یہ مدت تک
سلطنت عراق کا پایہ تخت رہا ہے اور بخت نصر
کے زمانہ تک بڑی شان و شوکت کا شہر تھا ۵۳۹ء
قبل مسیح کے بعد سے اس پر ایسی تباہی آئی کہ ہمیشہ
ہمیشہ کے لئے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ بابل کی سحر و
ساحری اور یہاں کی میخواری مشہور عام ہے مشہور
نحوی اخفش کا بیان ہے کہ بابل مؤنث نام ہونے
کے باعث غیر منصرف ہے کیونکہ عربی میں ہر مؤنث
شے کا نام جبکہ وہ علم ہو اور تین حرف سے زائد ہو
غیر منصرف ہوتا ہے۔[2] سنن ابی داؤد میں حضرت
علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے مقبرہ میں نماز ادا کرنے سے
منع فرمایا نیز اس سے بھی کہ میں سرزمین بابل میں
نماز پڑھوں کیونکہ وہ ملعون جگہ ہے۔ خطابی لکھتے
ہیں کہ اس حدیث کی سند میں گفتگو ہے میرے علم
میں کسی عالم نے سرزمین بابل میں نماز ادا کرنے کو
حرام نہیں کہا۔ علاوہ ازیں جعلت لی الارض
مسجدا وطھورا (میرے لئے ساری زمین سجدہ
کے قابل اور پاک کردی گئی ہے) جو اس سے زیادہ
صحیح ہے اس کے معارض ہے اگر یہ حدیث

---

[1] ملاحظہ ہو اتقان ج ۱ ص ۱۵۹ و ۱۶۰ طبع مصر [2] معجم البلدان ج ۲ ص ۱۸ طبع مصر ۱۳۲۳ھ

ثبوت کو پہنچ جائے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارض بابل کو وطن بنانے اور وہاں اقامت گزیں ہونے سے منع فرمایا کیونکہ جب وہاں اقامت اختیار کی جائیگی تو نماز بھی پڑھنی پڑے گی۔ پھر اس بارے میں جو نہی وارد ہے وہ بھی مخصوص ہے۔ نہانی کے لفظ پر غور فرمایئے (جس کے معنی ہیں مجھے منع فرمایا) غالباً اس محنت و مشقت سے ڈرانا مقصود تھا جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کوفہ میں اٹھانی پڑی، کوفہ کا شمار بابل ہی کی سرزمین میں ہے حضرت علیؓ سے پہلے خلفاء راشدین میں سے کوئی بھی مدینہ سے منتقل نہیں ہوا۔[1]

بَاخِعٌ۔ غم میں گھونٹ ڈالنے والا۔ بَخْعٌ سے جس کے معنی غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

بَادٍ۔ بادیہ نشین۔ باہر سے آنے والا۔ بَدَاوَةٌ سے جس کے معنی صحرا میں اقامت اختیار کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

بَادُوْنَ۔ باہر رہنے والے۔ صحرا نشین۔ بَادٍ کی جمع۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔

بَادِیَ ظاہر، ظہور، کھلم کھلا، بُدُوٌّ سے جس کے معنی ظاہر ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

بَارِدٌ۔ ٹھنڈا۔ بَرْدٌ سے جس کے معنی ٹھنڈا ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔

بَارِزُوْنَ: نکل کھڑے ہونے والے۔ بُرُوْزٌ سے جس کے معنی کھلی جگہ میں نکلنے اور ظاہر ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر۔

بَارِزَةٌ۔ کھلی ہوئی۔ بُرُوْزٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔

بَارَكَ۔ اس نے برکت دی۔ مُبَارَكَةٌ سے جس کے معنی برکت دینے کے آتے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔

بَارَكْنَا۔ ہم نے برکت دی۔ مُبَارَكَةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔

بَارِئٌ۔ نکال کھڑا کرنے والا، پیدا کرنے والا۔ بَرْءٌ سے جس کے معنی بنانے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ۔ واحد مذکر۔ باری اللہ تعالیٰ کی مخصوص صفت ہے بَرَأَ یَبْرَأُ کا استعمال پیدا کرنے کے معنی میں ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے باری خالق کے

[1] معالم السنن شرح ابی داؤد للخطابی ج ۱ ص ۱۲۸ طبع حلب ۱۳۵۱ھ

ہم معنی ہوگا۔ مگر آیتِ شریفہ ھُوَ اللّٰہُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ (وہی اللہ ہے بنانے والا، نکال کھڑا کرنے والا، صورت کھینچنے والا) سے پتہ چلتا ہے کہ خالق اور باری دو علیحدہ علیحدہ صفتیں ہیں اور ان دونوں میں باہم فرق ہے البتہ ہم معنی ماننے کی صورت میں باری کو خالق کی تاکید سمجھا جا سکتا ہے۔ علامہ محمود آلوسی لکھتے ہیں کہ باری وہ ہے جس نے مخلوق کو تفاوت اور اجزاء و اعضاء کے عدم تناسب سے بری پیدا کیا یعنی یہ نہیں ہوا کہ ایک ہاتھ تو بہت چھوٹا اور پتلا ہوا اور دوسرا بہت بڑا اور موٹا۔ اسی طرح خاصیتوں اور شکلوں نیز خوبی اور برائی میں ایک دوسرے سے ممتاز فرمایا۔ پس اس اعتبار سے باری خاص ہے اور خالق عام۔[1] یعنی خالق کے معنی ہیں صرف پیدا کرنے والا اور باری کے معنی ہیں مخصوص صفت پر پیدا کرنے والا۔

امام بیہقیؒ کتاب الاسماء والصفات میں فرماتے ہیں حلیمی رحمہ اللہ کا بیان ہے کہ باری کے دو معنی ہو سکتے ہیں ایک تو اپنے علم کے مطابق طرح طرح کی مخلوقات کا ایجاد کرنے والا۔ آیت کریمہ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِي كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا (کوئی مصیبت نہیں پڑتی زمین میں نہ خود تمہاری جانوں میں مگر وہ اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں کتاب میں موجود ہے) میں اسی معنی کی طرف اشارہ ہے اور اس میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں کہ جنابِ باری عزاسمہ کے متعلق جو "ابداع" کا اثبات و اعتراف کیا جاتا ہے تو وہ اس اعتبار سے نہیں کیا جاتا کہ اس نے یکدم بغیر علم سابق جس چیز کا ابداع فرمایا ظاہر کر دیا بلکہ یہی مطلب ہے کہ جس چیز کا ابداع فرمایا وہ ابداع سے پہلے اس کے علم میں موجود تھی پس جس طرح کسی شے کی ابداع و ایجاد کی بناء پر "مبدع" کا اسم اللہ تعالیٰ کے لئے ضروری ہے اسی طرح اسم "باری" بھی ضروری ہے۔

دوسرے یہ کہ "باری" سے قلبِ حقیقت اور تبدیلِ ماہیت کرنے والا مراد ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے پانی، مٹی، آگ اور ہوا کو تو اپنی صفتِ ابداع سے بغیر کسی چیز کے پیدا کیا اور پھر ان چاروں سے اجسامِ مختلفہ کو بنایا چنانچہ ارشاد ہے وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ (اور ہم نے ہر جاندار چیز کو پانی سے پیدا کیا) اِنِّي خَالِقٌۢ بَشَرًا مِّنْ طِينٍ

[1] روح المعانی ج ۱ ص ۲۲۰ طبع مصر

(بہتر بنانے والا ہے انسان کو مٹی سے) وَمِنْ اٰیٰتِہٖٓ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ (اور اس کی نشانیوں میں سے یہی ہے کہ تم کو مٹی سے پیدا کیا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ نُّطْفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيْمٌ مُّبِيْنٌ (اس نے پیدا کیا انسان کو نطفہ سے، پس یکایک وہ کھلم کھلا جھگڑنے لگا) خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (انسان کو ٹھیکر کی طرح بجتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا اور جنوں کو آگ کے شعلے سے بنایا) وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ (اور ہم نے انسان کو مٹی کے خلاصے سے پیدا کیا پھر اس کو نطفہ بنا کر محفوظ جگہ میں رکھا پھر نطفہ کو لوتھڑا بنایا پھر لوتھڑے کی بوٹی بنائی پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں پھر ہڈیوں پر گوشت چڑھایا اور اس کو ایک دوسری مخلوق بنا دیا پس بڑا بابرکت ہے اللہ سب سے بہتر بنانے والا)۔

اس صورت میں لفظ "باری" برأ القواس القوس (کمان گر نے کمان بنائی) سے ماخوذ ہوگا۔ یعنی جس چیز سے کمان بنتی ہے اس سے کمان بنائی اور وہ چیز ہیئت بدل کر دوسری چیز بن گئی۔ غرض باری تعالیٰ کے متعلق صفتِ ابداع کا اعتراف کرنا صفت برء کے اعتراف کا مقتضی ہے کیونکہ معترف خوب جانتا ہے کہ وہ خود ایک حال سے دوسرے حال میں بار بار بدلتا رہا ہے یہاں تک کہ وہ اس قابل ہوا کہ اعتقاد و اعتراف کرنے لگے۔[1] پ۲۸/۹

بَارِئِکُمْ۔ تمہارا پیدا کرنے والا۔ بَارِئُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ۱

بَازِغًا۔ درخشاں، روشن، بُزُوْغٌ سے جس کے معنی طلوع ہونے اور چمکنے کے ہیں۔ اسم فاعل واحد مذکر۔ پ۷

بَازِغَةً۔ درخشاں، روشن، بُزُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ۔ واحد مؤنث۔ پ۷

بَاْسٌ۔ لڑائی بدبہ، سختی، آفت، جنگ کی شدت اصل میں تو اس کے معنی سختی اور آفت کے ہیں مگر لڑائی اور غلبہ کے معنی میں اس کا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔ پ۲ پ۸ پ۱۲ پ۱۵ پ۱۸/۱۹ پ۲۱/۱۸ پ۲۷

[1] کتاب الاسماء والصفات ص ۷، مطبع انوار احمدی الہ آباد۔

Marfat.com

پ ب بَاْسَاءُ پ پ

بَاْسَاءُ۔ سختی، فقر، اسم مؤنث ہے بُؤْسٌ سے مشتق ہے صفت نہیں ہے اور بعض کے خیال میں صفت ہے جو موصوف کے قائم مقام ہے

پ پ پ

بَاسِرَةٌ۔ اداس بے رونق پریشان، بَسْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث اصل میں بَسْرٌ کے معنی وقت سے پہلے کسی چیز کے متعلق جلدی کرنے کے ہیں یہاں وقت سے پہلے اداس ہونا اور تیور بگڑ جانا مراد ہیں۔ مجازاً اس کے معنی ترشرو ہونے اور منہ بگاڑنے کے بھی آتے ہیں۔ پ

بَاسِطٌ۔ دراز کرنے والا، کھولنے والا، پھیلانے والا بَسْطٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، اصل میں تو بسط کے معنی کھلنے کھولنے اور پھیلنے پھیلانے کے ہیں مگر جب ہاتھوں کے ساتھ اس کا استعمال ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کے مختلف مفہوم ہوتے ہیں چنانچہ کبھی تو کسی چیز کی طرف ہاتھ پھیلانا یعنی مانگنا اور طلب کرنا مراد ہوتا ہے جیسے كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ (اپنے دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلانے والا تاکہ پانی اس کے منہ میں پہنچ جائے) اور کبھی کسی چیز پر ہاتھ ڈالنے یعنی پکڑنے اور گرفت کرنے کے لئے آتا ہے جیسے، وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّالِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَائِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ (اور کبھی تو دیکھے جس وقت ظالم موت کی بیہوشی میں ہوں اور فرشتے اپنے ہاتھ بڑھا رہے ہوں) اور کبھی دست درازی یعنی مارنے اور حملہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں جیسے لَئِن بَسَطتَ إِلَيَّ يَدَكَ لِتَقْتُلَنِي مَا أَنَا بِبَاسِطٍ يَدِيَ إِلَيْكَ لِأَقْتُلَكَ (تو اگر مارنے کے لئے مجھ پر ہاتھ چلائیگا تو میں تجھ پر مارنے کو ہاتھ نہیں چلاؤں گا) اور کبھی ہاتھوں کے کھلنے سے مراد عطا اور بخشش ہوتی ہے جیسے (بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ (بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کشادہ ہیں) پ پ پ

بَاسِطُوا۔ کھولنے والے، بڑھانے والے۔ بَاسِطٌ کی جمع۔ اصل میں بَاسِطُونَ تھا أَيْدِيهِمْ کی طرف مضاف ہونے کے باعث ن ساقط ہوگیا۔ پ

بٰسِقٰتٍ۔ بلند، لمبی لمبی۔ بَاسِقَةٌ کی جمع بُسُوقٌ سے جس کے معنی بلند اور لمبا ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث غائب۔ پ

بَأْسَكُمْ۔ تمہاری لڑائی، بَأْسٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ پ پ

بَأْسُنَا۔ ہمارا عذاب، بَأْسٌ مضاف نَا ضمیر

Marfat.com

جمع متکلم مضاف الیہ جب بأس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہو تو عذابِ الٰہی کے معنی ہوں گے۔

پ۱۱ پ۹ ۵ ۸ پ۹ ۲ پ۹ پ۱۱ ۲ پ۱۳ ۱۲

بَأْسُهٗ۔ اس کا عذاب، بأس مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۸

بَأْسُهُمْ۔ ان کی لڑائی، بأس مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۸

بَاشِرُوْهُنَّ۔ ان (عورتوں) سے ملا کرو، ان سے ملو، بَاشِرُوا مُبَاشَرَةٌ سے جس کے معنی دو بشروں کے آپس میں ملنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، بشرہ جلد کے ظاہری حصہ کو کہتے ہیں، یہاں مباشرت سے جماع کا کنایہ مراد ہے، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ پ۲

بَاطِلٌ۔ غلط، ناحق، جھوٹ، حق کی نقیض اور ضد ہے، جستجو کرنے سے جس چیز کے متعلق پتہ چلے کہ وہ بے ثبات ہے اسی کو باطل کہتے ہیں ارشاد ہے ذٰلِكَ بِأَنَّ اللّٰهَ هُوَ الْحَقُّ وَأَنَّ مَا يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ هُوَ الْبَاطِلُ (یہ سبب اس کے ہے کہ اللہ ہی ہے حق ثابت اور اس کے سوائے جس کو پکارتے ہیں ناپید ہو جانے والا ہے) اور اسی اعتبار سے ہر قول یا فعل جو بے ثبات ہو باطل کہلاتا ہے قول کی مثال لِمَ تَلْبِسُوْنَ الْحَقَّ بِالْبَاطِلِ (کیوں ملاتے ہو صحیح میں غلط) اور فعل کی مثال وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (اور ضائع ہو گیا جو کیا تھا اس جگہ اور مٹ گیا جو کچھ کہ عمل کرتے تھے)۔ پ۱ ۵ پ۲ پ۱۵ ۲ پ۲

پ۲ پ۹ ۵ ۱۵ پ۱۱ پ۲ پ۱۳ ۸ پ۱۱ ۱۳ پ۹ ۵ ۲۰ پ۱۴ ۱۵ ۵ ۲

پ۱۴ ۵ ۲ ۱۲ پ۱۳ ۱۲ پ۲۲ ۱۱ ۵ ۲ پ۲۵ ۲ پ۲۸

بَاطِلًا۔ پ۴ پ۲۳ ۱۱

بَاطِنٌ۔ سب سے چھپا ہوا، اندر، بُطُوْنٌ اور بَطْنٌ سے جس کے معنی پوشیدہ اور مخفی ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ علامہ طیبی کہتے ہیں باطن وہ ہے جو غیر محسوس ہو اور آثار و افعال کے ذریعہ اس کا ادراک کیا جائے۔ امام خطابی کا بیان ہے کہ بطون کے معنی کبھی تو دیکھنے والوں کی نگاہوں سے اوجھل ہونے کے آتے ہیں اور کبھی غیب کی پوشیدہ باتیں جاننے کے۔ لہ

دوسرے معنے کے اعتبار سے ہی عرب والے بولتے ہیں فلان یبطن امر فلان یعنی فلاں

لہ کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۲۵ طبع انوار احمدی الہ آباد ۱۳۱۳ھ

Marfat.com

فلاں کے باطنی حال سے آگاہ ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی یحییٰ بن زیاد الفراء کی کتاب معانی القرآن سے یہی معنی نقل کئے ہیں۔ فراء مذکور لغت و نحو کے مشہور امام ہیںؒ۔ علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

" الظاہر اور الباطن صفاتِ الٰہی میں الاول اور الآخر کی طرح ایک ساتھ بولے جاتے ہیں پس الظاہر کے متعلق تو کہا جاتا ہے کہ یہ ہماری بدیہی معرفت کی طرف اشارہ ہے کیونکہ انسان جس چیز کی طرف بھی نظر اٹھا کر دیکھے اس کی فطرت کا یہی فیصلہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے وَهُوَ الَّذِي فِي السَّمَاءِ إِلَٰهٌ وَفِي الْأَرْضِ إِلَٰهٌ (اور وہی ہے کہ آسمان میں بھی قابلِ عبادت ہے اور زمین میں بھی قابلِ عبادت ہے) میں اسی حقیقت کا بیان ہے۔ اسی لئے کسی حکیم کا قول ہے کہ معرفتِ الٰہی کے طالب کی مثال اس شخص کی ہے جو آفاق میں ایسی چیز کے تلاش میں گشت لگائے جو خود اس کے پاس موجود ہو اور الباطن سے اشارہ اس کی حقیقی معرفت کی طرف ہے جس کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ان لفظوں میں بتایا ہے یا من غاية معرفته القصور عن معرفته (اے وہ ذات کہ جس کی معرفت کی انتہا اس کی معرفت سے درماندگی ہے) کسی نے کہا باعتبار اپنی نشانیوں کے ظاہر ہے اور باعتبار اپنی ذات کے باطن ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ ظاہر سے مراد یہ ہے کہ وہ تمام اشیاء پر محیط ہے اور اس کو سب کا ادراک حاصل ہے اور باطن اس حیثیت سے ہے کہ اس کا احاطہ نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ خود اللہ عزوجل کا فرمان ہے لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ (نگاہیں اس کو نہیں پا سکتیں اور وہ نگاہوں کو پا لیتا ہے) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک منقولہ روایت ہے جو دونوں لفظوں کی تفسیر کو بتلاتا ہے فرماتے ہیں۔ تجلی لعبادہ من غیر ان رأوہ وأراهم نفسه من غیر ان تجلی لهم (اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر تجلی فرمائی بغیر اس کے کہ بندے اس کو دیکھیں اور اپنی ذات کو دکھلایا بغیر اس کے کہ ان پر تجلی ہو) مگر منقولہ کو سمجھنے کے لئے فہم ثاقب اور عقل وافر کی ضرورت ہے۔"

مفسرین اور ارباب لغت کے اس آیت کی تفسیر میں دس سے زیادہ اقوال مذکور ہیں حالانکہ خود حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے چاروں اسماءِ الٰہی الاول والآخر والظاہر والباطن کی یہی

۱؎ ملاحظہ ہو صحیح البخاری مع فتح الباری ج ۱۳ ص ۲۰۰ ، طبع سیریہ مصر ۱۳۰۱ھ ۔

Marfat.com

تفسیر فرمائی ہے کہ اس کے بعد کسی تشریح کی ضرورت
باقی نہیں رہتی فرماتے ہیں انت الاول فلیس
قبلک شیٔ وانت الآخر فلیس بعدک شیٔ
وانت الظاھر فلیس فوقک شیٔ وانت
الباطن فلیس دونک شیٔ (توہی اول ہے
تجھ سے پہلے کوئی شے نہیں اور توہی آخر ہے تیرے بعد
کوئی شے نہیں اور توہی ظاہر ہے تیرے اوپر کوئی شے
نہیں اور توہی باطن ہے تیرے ورے کوئی شے نہیں۔
یہ حدیث ابو داؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے اور صحیح مسلم میں بھی
الفاظ کے معمولی سے تغیر کے ساتھ موجود ہے"۔ لہ
واضح رہے کہ شیعہ اور معتزلہ نے جو
رویت باری کے منکر ہیں اپنے غلط عقیدہ کے
اثبات میں یہ استدلال پیش کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنی صفت میں الباطن فرمایا ہے جو اس امر
کی دلیل ہے کہ ان ظاہری آنکھوں سے اللہ تعالیٰ
کا دیدار نہیں ہو سکتا مگر یہ استدلال کسی طرح
صحیح نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنی کنہ ذات کے
اعتبار سے باطن اور مخفی ہے کہ اس کی ذات
کا کوئی ادراک نہیں کر سکتا اور اس اعتبار سے
باطن ہونا آخرت میں رویتِ الٰہی کے منافی نہیں
ہو سکتا کیونکہ ان ظاہری آنکھوں سے دیدارِ الٰہی
کا حاصل ہونا کنہ ذاتِ الٰہی کی معرفت کا مقتضی
نہیں ہے۔ ورنہ اس طرح اگر الباطن عدم رویت
کی دلیل بن سکتا ہے تو الظاہر رویت باری کی
دلیل کیوں نہیں ہو سکتا۔

بَاطِنَةٌ۔ چھپی ہوئی پوشیدہ، بَطْنٌ اور بُطُوْنٌ
سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ آیت کریمہ
وَاَسْبَغَ عَلَيْكُمْ نِعَمَهٗ ظَاهِرَةً وَّبَاطِنَةً (اور
پوری کر دیں تم پر اپنی نعمتیں ظاہری اور باطنی) میں
ظاہرہ کو نبوت اور باطنہ کو عقل بتایا گیا ہے اور
کوئی ظاہرہ سے محسوسات اور باطنہ سے معقولات
مراد لیتا ہے اور کسی نے انسانوں کے ذریعہ دشمنوں
پر فتحمندی حاصل کرنے کو ظاہری نعمت اور فرشتوں
کے ذریعہ مدد پہنچنے کو باطنی نعمت کہا ہے۔ علامہ
ماوردی نے اس سلسلہ میں نو اقوال ذکر کئے ہیں
مگر وہ سب عموم آیت کے تحت میں داخل ہیں
یہاں صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ ظاہری نعمتوں
سے وہ تمام نعمتیں مراد ہیں جو عقل یا حس سے
معلوم کی جا سکیں اور جو کوئی ان کی معرفت

لہ مشکوٰۃ المصابیح فصل ثانی باب ما یقول عند الصباح والمساء والمنام۔

Marfat.com

حاصل کرنا چاہے وہ انہیں معلوم کرسکے اور باطنی نعمتوں سے وہ نعمتیں مراد ہیں جو لوگوں کو معلوم نہ ہو سکیں اور ان سے مخفی رہیں۔ لہٰذا آیت کے عموم میں تمام ظاہری اور باطنی نعمتیں شامل ہیں اور مفسرین کے اس سلسلہ میں جو اقوال مذکور ہیں وہ ان نعمتوں کی ایک خاص صنف کا تعین کر رہے ہیں اور جس کے نزدیک جو نعمت زیادہ اہم تھی اس نے اسی نعمت کو بیان کر دیا۔ اس تعین سے کسی کا مقصود انحصار نہیں ہے اور بھلا انحصار ہو ہی کس طرح سکتا ہے وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ (اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو پورے طور پر گن بھی نہیں سکتے بیشک آدمی بڑا ناانصاف اور ناشکر گزار ہے) ۱۴/۳۴

بَاطِنُهٗ اس کا باطن، اس کے اندر، بَاطِنٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ جو چیز حواس سے مخفی ہو وہ باطن کہلاتی ہے۔ ۵۷/۱۳

بَاعِدْ۔ تو دوری کر دے، بعد پیدا کر دے۔ مُبَاعَدَةٌ سے جس کے معنی دور ہونے اور دور کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۳۴/۱۹

بَاغٍ۔ حد سے نکل جانے والا، عدول حکمی کرنے والا بَغْيٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ میں مجاہد نے باغی عادی نہ ہونے کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ رہزن نہ ہو امام سے جدا نہ ہو بمعصیت خدا میں گھر سے باہر نہ نکلا ہو تو ایسے شخص کو مردار خون اور سور کا گوشت کھانا جائز ہے ورنہ گو مضطر ہو اس کو رخصت نہیں ہے امام شافعی بھی اسی کے قائل ہیں لیکن امام ابوحنیفہ اور سلف کی بڑی جماعت اس طرف گئی ہے کہ بغاوت اور عدوان کا تعلق کھانے سے ہے۔ باغی کا یہ مطلب ہے کہ بے حکمی نہ کرے یعنی نوبت اضطرار کی نہ پہنچے اور کھانے لگے اور عادی کے یہ معنی ہیں کہ زیادتی نہ کرے یعنی بقدر ضرورت کھائے (ملاحظہ ہو بَغْيٌ) ۲/۱۷۳، ۶/۱۴۵، ۱۶/۱۱۵

بَاقٍ۔ باقی رہنے والا۔ بَقَاءٌ سے جس کے معنی کسی شے کے اپنی پہلی حالت پر برقرار رہنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ بقاء مد ہے باقی کی دو قسمیں ہیں ایک باقی بنفسہ جس پر کبھی فنا طاری نہ ہو یہ ذات حق جل جلالہ کی صفت ہے دوسرے باقی بغیرہ اس میں سب ماسوی اللہ داخل ہے جس کو فنا لازمی ہے۔ پھر باقی باللہ کی بھی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو شخصہ جب تک

Marfat.com

اللہ جل جلالہ باقی رہے جیسے اجرام فلکیہ دوسرے وہ
کہ جس کی نوع اور جنس تو باقی رہے مگر وہ خود فنا
ہو جائے جیسے انسان اور حیوان۔ اسی طرح آخرت
میں بھی بعض چیزیں خود باقی رہیں گی جیسے اہل جنت
کہ وہ ہمیشہ ہمیشہ باقی رہیں گے اور بعض چیزیں ایسی
ہیں جو خود تو فنا ہو جائیں گی مگر ان کی نوع اور
جنس باقی رہے گی جیسے اثمار جنت ہیں۔ [۱]

الْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ۔ باقی رہنے والی
نیکیاں، بَاقِيَاتٌ بَاقِيَةٌ کی جمع بَقَاءٌ سے
اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث اَلْبَاقِيَاتُ موصوف
الصّٰلِحٰتُ صفت۔ امام احمد بن حنبل نے حضرت
ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تکبیر تہلیل تسبیح
حمد اور لاحول ولا قوۃ الا باللہ کو باقیات صالحات
فرمایا ہے نیز امام احمد نے نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ
اور طبرانی نے سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ اور
ابن جریر نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا
ہے کہ سبحان اللہ، الحمد للہ، لا الٰہ الا اللہ اور اللہ اکبر
یہ باقیات صالحات ہیں۔ [۲]

حضرت شاہ عبد القادر صاحب موضح القرآن
میں فرماتے ہیں۔
"رہنے والی نیکیاں یہ کہ علم سکھا جاوے جو جاری رہے
یا نیک رسم چلا جاوے، یا مسجد کنواں، سرائے، باغ
کھیت وقف کر جاوے یا اولاد کو تربیت کر کر صالح
چھوڑ جاوے" [۳]

حضرت شاہ صاحب نے باقیات صالحات
کی جو تفسیر بیان کی ہے صحیح حدیثوں سے ماخوذ ہے
علامہ سیوطی نے شرح الصدور فی احوال الموتی
والقبور کے باب ما ینفع المیت فی قبرہ میں وہ تمام
روایتیں یکجا جمع کر دی ہیں جن میں ان اعمال کا
ذکر ہے جن کا نفع مرنے کے بعد انسان کو پہنچتا
رہتا ہے۔ شاہ صاحب نے اس ذرا سی عبارت میں
ان تمام روایتوں کا خلاصہ جمع کر دیا ہے۔ مگر واضح
رہے کہ باقیات صالحات میں وہ تمام اذکار و
اعمال صالحہ داخل ہیں جن کا ثواب انسان کے
لئے باقی رہے۔ راغب اصفہانی لکھتے ہیں: "و
الصحیح انہا کل عبادۃ یقصد بہا وجہ اللہ
(یعنی صحیح یہ ہے کہ اس میں ہر وہ عبادت داخل ہے
جو اللہ کے لئے کی جائے) کیونکہ اعتبار عموم لفظ
کا ہوتا ہے اور ظاہر بھی ہے کہ باقیات صالحات

[۱] الاتقان ج ۲ ص ۱۶۸ طبع مصر ۱۳۱۷ھ [۳] موضح القرآن ص ۳۰۱ طبع مصطفائی ۱۲۹۶ھ۔

Marfat.com

میں ہر امرِ خیر داخل ہے اور احادیث میں جو باقیات
صالحات کی تفسیر مروی ہے وہ اس کے اطلاق
وعموم کے منافی نہیں ہے کہ سوائے اعمال مذکورہ
کے اور کوئی عمل صالح اس میں داخل نہ ہو سکے۔

بَاقِیَۃٌ۔ باقی رہنے والی۔ بَقَاءٌ سے اسم فاعل کا
صیغہ واحد مؤنث۔ آیت کریمہ فَہَلْ تَرٰی لَہُمْ
مِّنْ بَاقِیَۃٍ (پھر کیا دیکھتا ہے تو ان میں کوئی باقی)
میں بعض نے باقیہ کو اسم فاعل کے معنی میں لیا ہے
اور اس کا موصوف جماعت یا فِعْلَۃٌ کو محذوف
قرار دیا ہے یعنی باقی رہنے والی جماعت، یا ان
کا کوئی فعل جو باقی رہا ہو اور بعض نے اسم فاعل
کو بمعنی مصدر یعنی بقاء کے لیا ہے۔ یہ لوگ کہتے
ہیں کہ مصادر فاعل کے وزن پر بھی آتے ہیں،
اور مفعول کے وزن پر بھی لیکن پہلا خیال زیادہ
صحیح معلوم ہوتا ہے

بَاقِیْنَ بچے ہوئے۔ باقی رہنے والے بَاقِیْ کی
جمع بحالت نصب وجر (ملاحظہ ہو بَاقٍ)

بَالٌ۔ حال، خبر جس حال کی پروا کی جائے وہ بال
کہلاتا ہے اور کبھی جس حالت پر دل جمنے لگے اس کو
بھی بال کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مجازاً اس کے
معنی دل اور جی کے آتے ہیں۔

بَالِغٌ۔ پہنچنے والا۔ بُلُوْغٌ سے جس کے معنی پہنچنے کے
ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر

بَالِغَۃٌ۔ پہنچی ہوئی پہنچنے والی۔ بُلُوْغٌ سے۔ اسم
فاعل کا صیغہ واحد مؤنث۔ اَیْمَانٌ بَالِغَۃٌ سے
تاکید میں انتہا کو پہنچی ہوئی قسمیں مراد ہیں

بَالِغُوْہُ۔ اس تک پہنچنے والے۔ بَالِغُوْا مضاف
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ بَالِغُوْا
اصل میں بَالِغُوْنَ تھا۔ بُلُوْغٌ سے اسم فاعل کا صیغہ
بحالت رفع اضافت کے سبب نون جمع حذف
ہو گیا

بَالِغِہٖ۔ اس تک پہنچنے والا بَالِغِ مضاف ہٖ
ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔

بَالِغِیْہِ اس تک پہنچنے والے بَالِغِیْ مضاف
ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ بَالِغِیْ اصل
میں بَالِغِیْنَ تھا بُلُوْغٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ
بحالت نصب وجر۔ نون جمع بسبب اضافت
حذف ہو گیا۔

بَالُہُمْ ان کا حال۔ بَالُ مضاف ہُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔

Marfat.com

بَاءُوْ۔ انھوں نے کمایا۔ وہ پھر آئے، وہ لوٹے، بَوْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بَاءَ) پ۱۱ ع ۲

بَآئِسَ۔ بھوکا، برے حال والا، مصیبت زدہ بُؤْسٌ سے جس کے معنی سخت فقیری اور بدحالی کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ۱۱

بَایَعْتُمْ۔ تم نے سوداگری کی۔ تم نے تجارت کی مُبَایَعَۃٌ سے جس کے معنی باہم خرید فروخت کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت کریمہ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَیْعِکُمُ الَّذِیْ بَایَعْتُمْ بِہٖ (تو خوشیاں مناؤ اس بیع پر جس کا معاملہ تم نے اللہ سے کیا ہے) میں جس معاملہ کی طرف اشارہ ہے اس کی تفصیل ماقبل کی آیت میں مذکور ہے پ۱۱

بَایِعْهُنَّ۔ تو ان عورتوں سے بیعت قبول کر بَایِعْ مُبَایَعَۃٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، یہاں مبایعت کا معنی بیعت قبول کرنے اور عہد لینے کے معاہدہ کے معنی میں استعمال بطور مجاز ہے۔ علامہ ابن الجوزی نے تصریح کی ہے کہ ان بیعت (۴۵۷) کرنے والی صحابیات کا شمار کیا گیا تو جملہ چار سو ستاون عورتیں ہوئیں بیعت میں آپ نے کسی عورت سے مصافحہ نہیں کیا بلکہ محض زبانی بیعت لی۔ صحیحین میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آیت عَلٰٓی اَنْ لَّا یُشْرِکْنَ بِاللّٰہِ شَیْئًا الخ پر بذریعہ قول بیعت لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک نے کسی ایسی عورت کے ہاتھ کو نہیں چھوا جس کے آپ مالک نہیں ہوئے۔ [1] یہ بیعت فتح مکہ میں واقع ہوئی اور سنت سے بھی بیعت ثابت ہے پ۲۸

فصل الثاء المثلثۃ

بَثَّ۔ اس نے بکھیرا۔ اس نے پھیلایا (نَصَرَ ضَرَبَ) بَثٌّ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اصل میں بَثٌّ کے معنی کسی چیز کے پراگندہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں اور اسی لئے ہوا سے خاک اڑنے، غم سے بیقرار ہو جانے اور راز کے افشا کرنے کے لئے بث کا استعمال ہوتا ہے وَبَثَّ فِیْهَا مِنْ کُلِّ دَآبَّۃٍ (اور بکھیرے اس میں سب طرح کے جانور) میں

[1] تفسیر خازن بغدادی ج ۷ ص ۶۸ طبع مصر ۱۳۳۲ھ

Marfat.com

بث سے مراد اللہ تعالیٰ کا ان جانوروں کو پیدا
کرنا ہے جو پہلے موجود نہ تھے پ۲ پ۱۲ پ۲۱ پ۲۵

بَثِّیْ۔ میری بیقراری، میری پراگندگی۔ بَثّ مضاف
ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ پ۱۳

فصل الحاء المهملة

بِحَارٌ۔ دریا سمندر۔ اَلْبَحْرُ کی طرح یہ بھی بَحْرٌ
کی جمع ہے۔ پ۳۰

بَحْرٌ۔ دریا۔ سمندر۔ بحر اصل میں اس وسیع مقام کا
نام ہے جہاں بہت کثرت سے پانی ہو اور اسی
اعتبار سے سمندر کو بحر کہتے ہیں۔ سمندر میں دو چیزیں
ہوتی ہیں ایک پانی کی کثرت اور وسعت اور
دوسرے نمکینی اور کھاراپن۔ ان ہی دونوں
مفہوموں کے لحاظ سے کبھی بحر کا استعمال کسی چیز
کی زیادتی اور وسعت کے متعلق ہوتا ہے اور
کبھی ملاحت اور نمکینی کے سلسلہ میں۔ حضرت موسیٰ
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی اسرائیل کو لیکر جس
سمندر کو پار کیا تھا وہ بحر احمر (قلزم) تھا۔ پ۱ پ۲

پ۲ پ۷ پ۹ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۵

پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵ پ۲۷ پ۳۰ پ۱۷

پ۲۵ پ۲۷

بَحْرَانِ۔ دو دریا۔ دو سمندر۔ بَحْرٌ کا تثنیہ بحالت
رفع۔ پ۲۲

بَحْرَیْنِ۔ دو سمندر، دو دریا۔ بَحْرٌ کا تثنیہ بحالت
نصب و جر۔ پ۱۵ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۷

بَحِیْرَۃٍ۔ بحیرہ، کان پھٹا۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحبؒ
فرماتے ہیں:- یہ کفر کی رسمیں تھیں کہ مواشی میں کوئی بچہ
نیاز رکھتے بت کی، تو اس کا کان پھاڑ دیتے نشان کو،
اور اس کو بحیرہ کہتے۔ [۱]

چونکہ بحر کے مادہ میں وسعت اور کثرت کے معنی
ملحوظ ہیں اس لئے اونٹ کے اچھی طرح کان پھاڑنے
کے لئے عرب والے بولتے تھے بَحَرْتُ الْبَعِیْرَ
(میں نے اونٹ کے کان اچھی طرح پھاڑ ڈالے)
اس اعتبار سے یہاں فعیلۃ بمعنی مفعولۃ کے ہے

صحیح بخاری میں سعید بن المسیب سے مروی ہے
کہ بحیرہ کا دودھ بتوں کے نام پر محفوظ کر دیا جاتا تھا۔
اس لئے کوئی شخص اس کے تھن نہیں دوہ سکتا تھا۔ [۲]

مصنف عبدالرزاق میں قتادہ سے روایت ہے کہ
بحیرہ اونٹنی ہوتی تھی، جب ناقہ پانچویں مرتبہ بچہ دیتی
اگر بچہ نر ہوتا تو صرف مرد ہی کھاتے عورتیں نہ کھاتیں

[۱] موضح القرآن سورہ مائدہ۔ [۲] صحیح بخاری کتاب التفسیر باب ما جعل اللہ من بحیرۃ ولا سائبۃ

Marfat.com

اور اگر ماده ہوتا تو اس کے کان پھاڑ کر چھوڑ دیتے پھر نہ اس کی اون کاٹتے نہ دودھ پیتے نہ اس پر سوار ہوتے اور جو بچہ مردہ پیدا ہوتا تو پھر مرد اور عورتیں سب مل کر کھاتے۔ بحیرہ کی تعیین میں اہل لغت کے دس سے زیادہ اقوال مذکور ہیں[1] مگر شاہ صاحب نے جتنا ذکر فرمایا ہے وہ تمام اقوال کی جان ہے۔

فصل الخاء المعجمة

بَخْسٍ۔ ناقص۔ ظلم سے کسی شے کے گھٹا دینے اور کم کرنے کا نام بخس ہے۔ بعض نے یہاں مصدر بمعنی اسم فاعل باخس کے لیا اور بعض نے بمعنی اسم مفعول یعنی مبخوس کے پہلی صورت میں ناقص کے معنی ہوں گے اور دوسری صورت میں منقوص کے یعنی جس کو قصداً گھٹا دیا جائے۔ پ۱۲ **بَخْسًا** کم کر دینا، گھٹا دینا۔ پ۲۹

بُخْلٌ۔ بخل کرنا، کنجوسی کرنا، مال و متاع کو اس جگہ خرچ کرنے سے روک رکھنا جہاں خرچ کرنا چاہیے اس کا نام بخل ہے۔ جود کی صفت اسی بخل کے مقابل ہے۔ بخل کی دو قسمیں ہیں ایک خود مناسب جگہ خرچ نہ کرنا دوسرے غیر کو بھی خرچ کرنے سے روک دینا۔ یہ اور بھی زیادہ قابل مذمت ہے آیت شریفہ اَلَّذِیْنَ یَبْخَلُوْنَ وَیَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ (جو لوگ کہ خود بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بخل کا حکم دیتے ہیں) میں دونوں طرح کا بخل مذکور ہے۔ پ۵ ۴/۳۷

بَخِلَ۔ اس نے بخل کیا۔ اس نے کنجوسی کی (سمع) بُخْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲۶

بَخِلُوْا۔ انھوں نے کنجوسی کی۔ انھوں نے بخیلی کی۔ بُخْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۴ پ۱۰

فصل الدال المهملة

بَدَا۔ ظاہر ہو گیا۔ (نصر) بَدْوٌ اور بَدَاءٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۷ پ۱۲ پ۲۰ پ۲۴ پ۲۵

بَدَاَ اس نے شروع کیا، اس نے ابتدا کی (فتح) بَدْءٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے شروع کرنے اور اس کی ابتدا کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۳ پ۲۰ پ۲۱

بِدَارًا جلدی کر کے، بروزن فِعَالٌ مصدر ہے تا کہ لوازی ابتدا کا اور بِدَارًا دونوں حال واقع ہیں بمعنی مسرفین و مبادرین

---

[1] فتح الباری ج۸ ص ۲۱۳ طبع میری مصر

Marfat.com

یعنی شتابی اور سرعت سے کام لیکر ہے۔

بَدَاَكُمْ۔ اس نے تم کو پہلے بنایا، تم کو شروع میں پیدا کیا۔ بَدَا اَبْدَءٌ سے صیغہ ماضی کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔

بَدَاْنَا۔ ہم نے پہلے شروع کیا۔ ہم نے ابتدا میں بنایا۔ بَدْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہے۔

بَدَءُوْكُمْ۔ انھوں نے پہلے تم سے شروع کیا۔ بَدَءُوْا بَدْءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ ہے۔

بَدَتْ۔ ظاہر ہوئی۔ بَدْوٌ اور بَدَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔

بَدْرٌ۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مشہور مقام ہے جو بدر بن مخلد بن نضر بن کنانہ کی طرف منسوب ہے چونکہ یہ وہاں فروکش ہوا تھا اس لئے اسی کے نام پر اس قریہ کا نام بدر قرار پایا۔ بعض بدر بن مخلد کی بجائے بدر بن الحارث کا نام لیتے ہیں اور بعض کا خیال ہے کہ بدر اصل میں اس کنوئیں کا نام ہے جو وہاں پر واقع ہے چونکہ کنواں بالکل مستدیر تھا اور اس کا پانی نہایت صاف شفاف اس لئے تعمیر کی خوبی اور پانی کی صفائی کی بنا پر اسے بدر کہا گیا کہ اندر جھانک کر دیکھو تو بدر کامل جھلکتا نظر آئے گا لیکن واقدی نے بہت سے شیوخ بنی غفار سے نقل کیا ہے کہ وہ مذکورہ بالا تمام بیانات کے سرے سے منکر تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر ہمارا وطن ہے وہاں ہمارے مکانات موجود ہیں۔ بدر نام کا کوئی شخص بھی کبھی اس بستی کا مالک نہیں ہوا کہ جس کے نام پر وہ منسوب ہو سکے۔ جس طرح اور شہروں کے نام مقرر ہیں اسی طرح اس مقام کا نام بھی ہے[1]۔ غزوہ بدر کبریٰ کا مشہور واقعہ، ۱۷ رمضان روز جمعہ ۲ھ کو واقع ہوا۔ ہے۔

بِدْعًا۔ نیا۔ صفت مشبہ ہے، اسم فاعل اور اسم مفعول دونوں کے معنی میں آتا ہے چنانچہ بعض نے اول معنی میں بمعنی مُبْدِعٌ لیا ہے یعنی نئی باتیں کہنے والا اور بعض نے دوسرے معنی میں بمعنی مُبْدَعٌ یعنی نیا بھیجا ہوا کہ جس سے پہلے کوئی پیغمبر نہ آیا ہو۔ ہے۔

بَدَّلَ۔ بدل ڈالا۔ بدل دیا۔ تبدیل کر دیا۔ تَبْدِيْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَبْدِيْلٌ) ہے ہے ہے۔

بَدَلًا۔ بدلہ۔ ہے۔

بَدَّلْنَا۔ ہم نے بدل ڈالا۔ تَبْدِيْلٌ سے ماضی کا صیغہ

[1] فتح الباری ج ۷ ص ۲۲۲ طبع میریہ مصر

Marfat.com

جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَبْدِیْلٌ) پ۲ پ۲۰ پ۲۹

بَدَّلْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بدل دیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۵ پ۲۲

بَدَّلُوْا۔ انھوں نے بدل دیا، تَبْدِیْلٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَبْدِیْلٌ) پ۱۳ پ۲۱

بَدَّلَهٗ۔ اس کو بدل دیا۔ بَدَّلَ صیغۂ ماضی۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲

بَدِّلْهُ۔ اس کو بدل ڈال۔ بَدِّلْ تَبْدِیْلٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۱

بُدْنَ۔ قربانی کے اونٹ گائے جو خانہ کعبہ کی طرف لیجائے جائیں، بَدَانَةٌ کی جمع ہے موٹاپے اور بدن کے بھاری ہونے کی وجہ سے اس کو بدنہ کہتے ہیں، عطا اور سدی نے تصریح کی ہے کہ بدن میں اونٹ گائے ہی داخل ہیں۔ بکری کو بدنہ نہیں کہتے ہیں۔ ؎ پ۱۷

بَدَنِكَ۔ تیرا بدن۔ بَدَنٍ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، بدن اور جسد میں فرق یہ ہے کہ بدن تو باعتبار جثہ کے بولا جاتا ہے اور جسد باعتبار رنگ کے اسی لئے ثوب مجسّد کے معنی رنگین کپڑے کے آتے ہیں اور امرأة بادن کے معنی موٹی عورت کے ہوتے ہیں پ۱۱

بَدْوٍ۔ جنگل۔ بَدْوٌ کے معنی اصل میں ظاہر ہونے کے ہیں اس لئے ہر وہ مقام جہاں کی سب چیزیں ظاہر ہوں بدو کہلاتا ہے جنگل میں بھی سب چیزیں کھلی اور ظاہر ہوتی ہیں اس لئے اس کا نام بَدْوٌ ہوگیا۔ پ۱۳

بَدِیْعُ۔ موجد، نیا نکالنے والا، نئی طرح بنانے والا پیدا کرنے والا۔ بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے بَدِیْعٌ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مُبْدِعٌ ہے یعنی اس چیز کا پیدا کرنے والا جس کی سابق میں مثال نہ ہو، بغیر کسی کی اقتدا اور پیروی کے کسی صنعت کے نکالنے کا نام ابداع ہے۔ ابداع کا استعمال جب اللہ عزوجل کے متعلق ہوگا تو بغیر کسی آلہ، مادہ، زمانہ اور مکان کے کسی شئے کے ایجاد کرنے کے معنی ہوں گے۔ پ۱ پ۷

فصل الراء المهملة

بَرٌّ۔ جنگل۔ زمین۔ خشکی، بحر کی ضد ہے پ۷ پ۸ پ۱۱ پ۱۵ پ۲۰ پ۲۱

؎ معالم التنزیل ج ۵ ص ۱۵۔ طبع مصر

Marfat.com

بَرٌّ۔ احسان کرنے والا، نیک سلوک کرنے والا۔ بَرٌّ
سے صفت مشبہ کا صیغہ بَرٌّ بمعنی جنگل اور زمین کے
معنی میں چونکہ وسعت کا تصور موجود ہے اس لئے
اس سے بِرٌّ کا اشتقاق ہوا جس کے معنی خوب نیکی
کرنے کے ہیں چنانچہ بَرٌّ کی نسبت کبھی تو اللہ تعالیٰ
کی طرف ہوتی ہے جیسے اِنَّهٗ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيْمُ
(بیشک وہی ہے احسان کرنے والا مہربان) اور
کبھی بندہ کی طرف جیسے وَبَرًّا بِوَالِدَيْهِ (اور اپنے
ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا) چنانچہ
جب اللہ تعالیٰ کے لئے اس لفظ کا استعمال ہوگا
تو اس کے معنی ثواب عطا کرنے کے ہوں گے
اور جب بندہ کے لئے آئے گا تو اطاعت کرنے کے
معنی ہوں گے۔ بِرّ والدین سے مراد ماں باپ کے
ساتھ اچھا برتاؤ کرنا ہے۔ عقوق اسی کی ضد ہے۔

پ۲۷ بَرًّا پ۱۶

بِرٌّ۔ نیکی کرنا، بھلائی کرنا، نیکوکاری، مصدر ہے۔
اعتقادی اور عملی دونوں قسم کی نیکیاں بِر میں
داخل ہیں چنانچہ آیت شریفہ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ
تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
میں اس کی تفصیل پورے طور پر موجود ہے۔
پ۲ پ۴ پ۵ پ۲۸

بَرَآءٌ۔ بیزار، بیزار ہونا۔ اصل میں اس کے معنی ہر اس
چیز سے جس کا پاس رہنا برا لگتا ہو، چھٹکارا ڈھونڈنے
کے ہیں۔ مصدر ہے جو صفت کے طور پر استعمال کیا
گیا ہے اور جب صفت واقع ہو تو واحد جمع تثنیہ مذکر
مؤنث سب کے لئے برابر استعمال ہوتا ہے پ۲۵

بُرَءٰٓؤُا۔ بیزار، بَرِیْءٌ کی جمع ہے جیسے ظَرِیْفٌ
کی جمع ظُرَفَآءُ پ۲۸

بَرَآءَۃٌ۔ بیزاری۔ بیزار ہونا۔ خلاصی، چھٹکارا پانا
مصدر ہے پ۱۰ پ۲۸

بَرَّاَهٗ۔ اس کو بری کر دیا۔ بَرَّاَ تَبْرِیَۃً سے جس کے
معنی بری کرنے اور تہمت سے پاک کرنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر
غائب۔ پ۲۲

بَرَدٍ۔ اولے، پ۱۸

بَرْدًا۔ ٹھنڈک، ٹھنڈا ہونا مصدر ہے پ۱۷ پ۳۰

بَرَرَۃٍ۔ نیکوکار، بَرٌّ کی جمع ہے بَرَرَۃٌ اَبْرَارٌ کی
بہ نسبت زیادہ بلیغ ہے کیونکہ ابرار بَارٌّ کی جمع ہے
اور بَرَرَۃٌ بَرٌّ کی اور جس طرح عَدْلٌ (یعنی سراپا
انصاف) عَادِلٌ سے زیادہ بلیغ ہے اسی طرح
بَرٌّ بَارٌّ سے زیادہ بلیغ ہے۔ قرآن مجید میں یہ فرشتوں
کی صفت میں استعمال ہوا ہے۔ پ۳۰

Marfat.com

بَرَزَ۔ وہ نکلا۔ (نَصَرَ) بُرُوْزٌ سے جس کے معنی کھلم کھلا ظاہر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ بروز کی کئی شکلیں ہیں ایک تو بذاتہ کسی چیز کا خود ظاہر ہونا جیسے وَتَرَی الْاَرْضَ بَارِزَۃً (اور تم دیکھو کہ زمین کھل گئی) کہ یہاں پر خود زمین کا صاف طور پر کھل جانا مراد ہے کیونکہ اس روز مکانات اور ان کے بسنے والے سب مٹ جائیں گے اور بعد میں حشر شروع ہوگا۔ اور اسی لئے میدانِ جنگ میں صف سے نکلنے کو مبارزت کہتے ہیں چنانچہ لَبَرَزَ الَّذِیْنَ کُتِبَ عَلَیْھِمُ الْقَتْلُ اِلٰی مَضَاجِعِھِمْ (جن لوگوں کا قتل لکھدیا گیا ہے وہ تو اپنے مقتلوں کی طرف نکل کر ہی رہیں گے) میں بروز کا یہی مطلب ہے اور کبھی بروز کا استعمال چھپی ہوئی چیز کے کھل جانے کے متعلق ہوتا ہے جیسے وَبُرِّزَتِ الْجَحِیْمُ لِلْغٰوِیْنَ (اور دوزخ ظاہر کردی جائیگی گمراہوں کے لئے) سے

بُرِّزَتْ۔ وہ ظاہر کردی گئی۔ تَبْرِیْزٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ؎ ؎ ؎

بَرْزَخٌ۔ دو چیزوں کے درمیان کی حد، روک، حائل، عالم برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے۔ مولانا محمد سورتی مرحوم رسالہ عالم برزخ میں رقمطراز ہیں۔

" مولوی اسلم صاحب لکھتے ہیں

برزخ غالباً فارسی لفظ پردہ سے معرب کیا گیا ہے جس کے معنی آڑ کے ہیں۔

برزخ کے متعلق درحقیقت یہ تمام بحث نرالی ہے اسی لئے اسے فارسی سے معرب بتایا گیا۔ عام قاعدے کے مطابق اگر پردہ کی تعریب کی جائے تو "فرزج" یا "فرزخ" ہونی چاہئے مگر یہاں ہر ایک بات بے قاعدہ ہے اس لئے پردہ سے برزخ بن گیا ہو تو کیا تعجب ہے؟ یہ طے شدہ امر ہے کہ جس زبان میں کسی معنی کے لئے لفظ نہ ہو تو وہ دوسری زبان سے لانے کی فکر کرے گی عربی میں آڑ اور پردہ کے لئے حجاب اور ستر وغیرہ الفاظ موجود ہیں، لہٰذا اسے کیا ضرورت ہوئی کہ "پردہ" کی تعریب کرے! قرآن نے برزخ کو دو چیزوں میں فصل و حد فاصل اور موت و حشر کے درمیان جو مدت ہے اس کے واسطے مستعمل کیا ہے کسی طرح سے یہ لفظ فارسی الاصل نہیں، ممکن ہے عبری ہو یا سریانی ہو، مگر بلا کسی حجت کے اسے پردہ سے معرب بتادینا عجیب اجتہاد ہے۔ ہمیں معربات کی کتابوں میں اس کا پتہ نہیں لگا۔ نہ اس سے قبل کسی نے اسے فارسی لفظ سے معرب بتایا ہے۔ گو ممکن ہے

Marfat.com

آج کل کے مستشرقین کی یہی تحقیق ہوئی[سلہ] ﭘ۱۸ س۴

بَرۡزَخًا۔ ﭘ۱۹ س۲

بَرَزُوۡا۔ وہ سب نکلے، بُرُوۡزٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ﭘ۲ س۱۴ ﭘ۵ س۸ ﭘ۱۳ س۱۹ ۱۱ ۱۵

بَرۡقٌ۔ بجلی، بجلی کی چمک، اسم ہے ﭘ۱ س۲ ﭘ۱۳ س۸ ﭘ۲۱ س۴

بَرِقَ۔ خیرہ ہوگئی، ماند پڑگئی، پتھراگئی، چندھیاگئی (بصر) بَرِقٌ سے جس کے معنی نظر کے متحیر اور خیرہ ہوجانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اصل میں تو بَرۡقٌ کے معنی بجلی کے ہیں اور اسی اعتبار سے اس کے معنی چمکنے کے آنے لگے لیکن جب آنکھ کے ساتھ اس کا استعمال ہو تو اس کے معنی خوف سے پتلیوں کے پھرنے اور نظر کے خیرہ ہوجانے کے آتے ہیں فَاِذَا بَرِقَ الۡبَصَرُ میں یہی مراد ہیں ﭘ۲۹ س۱۷۔

بَرۡقِہٖ اس کی بجلی، بَرۡقِ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ﭘ۱۸ س۱۲

بَرَکٰتٍ برکتیں، بَرَکَۃٌ کی جمع جس کے معنی کسی شے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خوبی اور بھلائی کے ثابت ہونے کے ہیں اور چونکہ خدا کی طرف کی خیر و خوبی غیر محسوس طریقہ پر صادر ہوتی ہے اور بے حد اور بے شمار طریقوں پر پائی جاتی ہے اسی لئے ہر چیز کو جس میں غیر محسوس طور پر زیادتی مشاہدہ میں آئے مبارک اور بابرکت کہتے ہیں اصل میں بَرۡکٌ اونٹ کے سینہ کو کہتے ہیں، اونٹ چونکہ سینہ ٹیک کر بیٹھتا ہے اسی لئے اس کے معنی عزوم یعنی ٹیکنے ٹھیرنے ثابت رہنے اور ایک جگہ جمے رہنے کے متعلق اس کا استعمال ہونے لگا چنانچہ حوض وغیرہ کو جہاں پانی رک جائے اور جمع ہوجائے عربی میں بِرۡکَۃٌ کہتے ہیں اور جس طرح حوض میں پانی جمع رہتا ہے اسی طرح کسی چیز میں خیر و خوبی کے اکٹھا اور جمع ہوجانے کا نام برکت ہوا ﭘ۲ س۹ ﭘ۱۱ س۴

بَرَکٰتُہٗ۔ اس کی برکتیں، بَرَکٰتُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ﭘ۱۲ س۱

بُرُوۡجٌ برجیں، بُرۡجٌ کی جمع جس کے معنی بلند عمارت اور محل کے ہیں۔ آسمان کی برجوں سے کیا مراد ہے اس کے متعلق شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں سورہ فرقان کے فوائد میں فرماتے ہیں

"آسمان کے بارہ حصے ان کا نام برج ہر ایک پر ستاروں کا پتہ، بے حدیں رکھی ہیں حساب کو۔

اور سورہ حجر کے فوائد میں ذرا تفصیل سے روشنی ڈالتے ہیں

سلہ عالم برزخ مطبوعہ معارف اعظم گڑھ ص ۹۰ سنہ ۱۳۴۵ء

Marfat.com

حق تعالیٰ بندوں سے وہ خطاب کرتا ہے جو یہ کہیں
ان کے عرف میں آسمان مشرق سے مغرب تک اور مغرب
سے مشرق، بارہ پھانک ہیں جیسے خربوزہ، وہی بارہ برج
ہیں اور سورج برس دن میں سب طے کرتا ہے۔ موسم
گرمی اور سردی اس سے بدلتا ہے اور گرمی سے مینہ
آتا ہے اور مینہ سے دنیا بستی ہے اور رونق آسمان
کی ستارے ہیں۔

کسی شاعر نے ان بارہ برجوں کے ناموں کو
ترتیب وار ایک قطعہ میں جمع کر دیا ہے

بر جہاں دیدم کہ از مشرق بر آوردند سر
جملہ در تسبیح و در تہلیل حی لایموت
چوں حمل چوں ثور و چوں جوزا و سرطان و اسد
سنبلہ میزان و عقرب قوس و جدی و دلو حوت

آیت شریفہ وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُشَيَّدَةٍ
(اگر چہ تم مضبوط برجوں میں ہو) میں ستاروں کی
برجیں بھی مراد لی جا سکتی ہیں اس صورت میں
لفظ مشیّدہ کا استعمال برجوں کے لئے بطور استعارہ
ہوگا اور زمین کی برجیں بھی یعنی مضبوط قلعہ اور مستحکم
محلات۔ بُرُوجًا

بُرْهَانٌ۔ دلیل، بیان حجت۔ بروزن فُعْلَانٌ
جیسے رُجْحَانٌ اور ثُنْيَانٌ وغیرہ ہیں بعض کے
خیال میں بَرَهَ يَبْرَهُ کا مصدر ہے جس کے معنی
سفید اور درخشاں ہونے کے ہیں، برہان اس
دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں زوردار ہو اور
ہمیشہ اور ہر حال میں صدق کی مقتضی ہو۔ واضح
رہے کہ دلیل کی پانچ قسمیں ہیں (۱) وہ جو ہمیشہ
صدق کی مقتضی ہو (۲) وہ جو ہمیشہ کذب کی مقتضی
ہو (۳) وہ جو صدق سے زیادہ قریب ہو (۴)
وہ جو کذب سے زیادہ قریب ہو (۵) وہ جس کا
اقتضا صدق و کذب دونوں کے لئے برابر ہو۔

بُرْهَانَانِ۔ دو دلیلیں۔ بُرْهَانٌ کا تثنیہ۔

بُرْهَانَكُمْ۔ تمہاری دلیل۔ بُرْهَانَ مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

بَرِيءٌ۔ بیزار، بے تعلق، بے گناہ۔ بروزن فَعِيلٌ بَرَاءَةٌ
سے معنی اسم فاعل ہے۔
بَرِيئًا

بَرِيئُونَ۔ بیزار، بے تعلق۔ بَرِيءٌ کی جمع

بَرِيَّةِ۔ مخلوق۔ خلق، اَبْرَءُ سے جس کے
معنی عدم سے وجود میں لانے کے ہیں بروزن
فَعِيلَةٌ بمعنی مفعول ہے

Marfat.com

فصل السین المهملة

بَسًّا. خلط ملط کرنا. اجزا کا باہم دگر ملا دینا. ریزہ ریزہ کرنا. مصدر ہے اور بعض نے اس کے معنی آہستہ آہستہ ہانکنے اور چلانے کے لئے ہیں. عرب کی عادت ہے کہ جب اونٹ بکری کا ریوڑ ہانکتے ہیں تو ہانکتے وقت بِسْ بِسْ یا بُسْ بُسْ زبان سے کہتے جاتے ہیں. چنانچہ اس طرح پر آہستہ آہستہ ہانکنے کا نام بَسٌّ ہے. پہلے معنی کے اعتبار سے بولتے ہیں بَسَسْتُ السَّوِيْقَ بِالْمَاءِ (میں نے ستو کو پانی میں گھول دیا) یعنی ستو اور پانی دونوں کے اجزا مکر باہمدگر خلط ملط ہوگئے اس معنی کی تفسیر آیت شریفہ وَتَكُوْنُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوْشِ (اور پہاڑ دھنی ہوئی اون کے مانند ہو جائیں گے) کر رہی ہے یعنی ریزہ ریزہ ہو کر اڑنے لگیں گے اور دوسرے معنی کی تفسیر وَيَوْمَ نُسَيِّرُ الْجِبَالَ (اور جس دن ہم پہاڑوں کو چلائیں گے) کر رہی ہے. پ ۲۷

بِسَاطًا. بچھونا. فرش. اسم ہے. ہر پھیلی ہوئی چیز کو بساط کہتے ہیں چنانچہ وسیع زمین کا نام بھی بساط ہے. پ ۲۹

بُسَّتْ. ریزہ ریزہ کردی گئی، آہستہ آہستہ چلائی گئی بَسٌّ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہوتا ہے تو فعل کو واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر کا حکم یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کے لئے مذکر کا صیغہ بھی لایا جا سکتا ہے اور مؤنث کا بھی چنانچہ بُسَّتِ الْجِبَالُ بَسًّا میں چونکہ جبال جمع مکسر ہے اس لئے اس کے لئے واحد مؤنث کا صیغہ لایا گیا. لہذا یہاں پر بُسَّت کے ترجمہ میں صیغہ جمع کے معنی لینا چاہئے یعنی آہستہ آہستہ چلائے گئے ریزہ ریزہ کردیئے گئے. پ ۲۷

بَسَرَ. منہ بنایا. (نَصَرَ) بُسُوْرٌ سے جس کے معنی ترش رو ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۹

بَسْطٌ. کھول دینا، کشادہ کرنا. پھیلانا. مصدر ہے بسط کے معنی میں پھیلانا اور کشادگی دونوں داخل ہیں چنانچہ کہیں تو دونوں چیزیں مقصود ہوتی ہیں اور کہیں صرف ایک ہی مفہوم مراد ہوتا ہے یہاں سخاوت اور بخشش میں وسعت کے معنی مقصود ہیں (ملاحظہ ہو بَاسِطٌ) پ ۱۵

بَسَطَ. اس نے کشادہ کیا. (نَصَرَ) بَسْطٌ سے

Marfat.com

ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ یہاں رزق میں وسعت دینے کے معنی مراد ہیں۔ ﴿۵﴾ ۱۳ پ

بَسَطْتَ۔ تونے دراز کیا، تونے اٹھایا۔ بَسْطٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں ہاتھ اٹھانے سے مراد مارنا اور حملہ کرنا ہے (ملاحظہ ہو بَاسِطٌ) ۶ پ

بَسْطَةً۔ کشادگی، کشائش، وسعت، مصدر ہے (ملاحظہ ہو بَسْطٌ) ۲ پ بَصْطَةً ۸ پ ۱۴

فصل الشین المعجمة

بَشَرٌ۔ آدمی، انسان، اصل میں بَشَرَةٌ کھال کی ظاہری سطح کو کہتے ہیں اور اَدَمَۃٌ باطنی سطح کو۔ تمام ادبا کا یہی قول ہے مگر ابوزید نے اس کے برعکس کہا ہے چنانچہ ابوالعباس وغیرہ نے اس کی تردید کی ہے بَشَرَۃٌ کی جمع بَشَرٌ اور اَبْشَارٌ آتی ہے، انسان کو بھی بشر اسی لئے کہتے ہیں کہ اور حیوانوں میں تو کسی کی کھال اون سے ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اور کسی کی بالوں سے مگر انسان کی کھال سب حیوانات کے برخلاف کھلی ہوئی ہے۔ لفظ بشر کا استعمال واحد اور جمع دونوں کے لئے یکساں طور پر ہوتا ہے ہاں تثنیہ میں بشرین آیا ہے۔ قرآن مجید میں انسان کے ظاہری جسم اور جثہ کو لبشر کے لفظ سے تعبیر کیا ہے۔ کفار نے جب انبیاء پر زبان طعن دراز کی تو اسی وصف بشریت کو نشانہ بنایا۔ قرآن مجید نے جواب میں اس حقیقت کو قائم رکھا کہ بلاشبہ بشریت میں سب برابر ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہے معارف جلیلہ اور اعمال جمیلہ کے ذریعہ امتیاز و اختصاص فرما کر سرفراز فرمائے چنانچہ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ (ان کے رسولوں نے ان سے کہا کہ بیشک ہم تمہاری طرح آدمی ہی ہیں مگر اللہ اپنے بندوں میں جس پر چاہے احسان فرمائے) اور قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ (کہہ دیجئے میں تم جیسا ہی آدمی ہوں میری طرف وحی آتی ہے) میں اسی حقیقت کو قائم رکھ کر اس فرق و امتیاز کو واضح کیا ہے۔ سورہ مریم میں جو فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا (وہ پورا آدمی بن کر ان کے سامنے ظاہر ہوا) وارد ہے اس میں فرشتہ کا خوبصورت انسان کی شکل میں آنے کا بیان ہے اور سورہ یوسف میں جو وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا اِنْ هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ (عورتیں کہنے لگیں حاشا للہ یہ بشر نہیں ہے ہو نہ ہو یہ تو کوئی بزرگ فرشتہ ہے) ہے یہاں حضرت یوسف

Marfat.com

علیہ السلام کے متعلق انسانیت کی نفی مقصود نہیں
بلکہ عورتوں کے اظہار تعجب وحیرت کا بیان ہے
پ۳/۱۲و۱۳ پ۷/۷ پ۷/۱۰ پ۱۳/۱۳ پ۱۴/۳و۲۰ پ۱۶/۳و۵ پ۱۷/۱و۲
پ۱۸/۲و۲ پ۱۹/۱۲و۱۳ پ۲۱/۶ پ۲۲/۹ پ۲۴/۱۵ پ۲۵/۶ پ۲۸/۱۵
پ۲۹/۱۵و۱۶ **بَشَرًا** پ۲/۳و۱۳ پ۱۴/۳ پ۱۵/۱۰و۱۱ پ۱۶/۵
پ۱۸/۲ پ۱۹/۲ پ۲۳/۱۳ پ۲۷/۹

بُشِّرَ اس کو خبر دی گئی، اس کو بشارت دی گئی
تَبْشِیْرٌ سے جس کے معنی خوش خبری سنانے کے
ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب نفسِ
انسانی کا خاصہ ہے کہ جب اس کو کوئی خوش کن
خبر پہنچتی ہے تو وفور مسرت سے اس کے جسم میں خون
دور کرنے لگتا ہے۔ اسی لئے ایسی خبر کے سنانے کو جس
کوسن کر انسان کے چہرہ پر فرحت وانبساط کے آثار
ظاہر ہونے لگیں تبشیر کہتے ہیں یہ بھی واضح رہے
کہ تبشیر کے لفظ میں کثرت سے بشارت دینے کے
معنی ملحوظ ہیں۔ کبھی کبھی غصہ کے اظہار کے لئے بطور
تہکم اس کا استعمال افسوسناک اندوہگیں اور بری خبر
سنانے کے لئے بھی ہوتا ہے۔ چنانچہ یہاں یہی معنی
مراد ہیں۔ اس معنی میں اس کا استعمال بطور استعارہ ہے
جس طرح کسی شاعر نے کہا ہے ع
تحیۃ بینھم ضرب وجیع

دان کا آپس کا سلام دردانگیز ضرب ہے) مطلب یہ ہے
کہ کارزار کی گرما گرمی سے ان کے سلام کی ابتدا
ہوتی ہے۔ پ۱۴/۱۳ پ۲۵/۸

بَشِّرْ۔ تو خوش خبری دے، تو خبر دے، تَبْشِیْرٌ سے
امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱/۳ پ۲/۳و۱۳ پ۵/۱۴ پ۱۰/۷
پ۱۱/۳و۹و۱۳ پ۱۷/۱۲ پ۲۲/۳ پ۲۴/۱۹ پ۲۸/۱۰

بُشْرًا۔ خوش خبری دینے والی، بروزن فُعْلٌ بَشِیْرَۃٌ
کی جمع ہے جس کے معنی خوش خبری دینے والی کے
ہیں۔ پ۸/۱۴ پ۱۹/۲ پ۲۰/۱

بَشَّرْتُمُوْنِیْ۔ تم نے مجھے بشارت دی بَشَّرْتُمْ
تَبْشِیْرٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر واو اشباع
کا ہے۔ ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے۔ پ۱۴

بَشَّرْنٰکَ ہم نے تجھے بشارت دی بَشَّرْنَا
تَبْشِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم کَ ضمیر واحد مذکر
حاضر پ۱۴

بَشَّرْنٰهُ۔ ہم نے اس کو بشارت دی ہ میں
ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۳/۷

بَشَّرْنٰهَا۔ ہم نے اس (عورت) کو بشارت دی، اس
میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۲/۷

بَشَّرُوْهُ۔ انھوں نے اس کو خوش خبری دی بَشَّرُوْا
تَبْشِیْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہُ ضمیر

Marfat.com

واحد مذکر غائب۔ پ ۲۶/۱۹

بَشِّرْهُ۔ اس کو خبر دے' اس کو بشارت دے۔ اس کو خوش خبری دے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۲۱/۱۰ پ ۲۲/۱۸ پ ۲۵/۱۷

بَشِّرْهُمْ۔ ان کو خبر دے۔ ان کو خوش خبری دے اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۱ پ ۲ پ ۳

بُشْرٰی خوش خبری' ایسی خبر جس کو سن کر بشرہ پر مسرت و خوشی کے آثار نمایاں ہو جائیں پ ۱/۱۲ پ ۱۰ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۹ پ ۲۲ پ ۲۶

بُشْرٰىكُمُ۔ تم کو خوش خبری ہے۔ تمہیں بشارت ہو۔ بُشْرٰی مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۷/۱۸

بَشَرَيْنِ دو آدمی، بَشَرٌ کا تثنیہ بحالت نصب وجر۔ پ ۱۸

بَشِيْرٌ۔ خوش خبری دینے والا، بشارت سنانے والا بِشْرٌ سے جس کے معنی بشارت دینے کے ہیں۔ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے پ ۱ پ ۶ پ ۱۱ پ ۱۳ بَشِيْرًا پ ۱۲ پ ۱۵

فصل الصّاد المهملة

بَصَآئِرُ کھلی دلیلیں، ظاہر نصیحتیں، بَصِيْرَةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو بَصِيْرَةٌ) پ ۷ پ ۹ پ ۹ پ ۱۵ پ ۲۵

بَصَرًا۔ آنکھ، بینائی خواہ آنکھ کی ہو یا دل کی (ملاحظہ ہو اَبْصَارٌ) پ ۱۷ پ ۱۵ پ ۲۷ پ ۲۹

بَصُرْتُ۔ میں نے دیکھا، مجھے نظر آیا (کرم) بَصَرٌ سے جس کے معنے دیکھنے اور معلوم کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد متکلم۔ پ ۱۶/۱۴

بَصُرَتْ۔ اس (عورت) نے دیکھا، بَصَرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۰

بَصَرُكَ۔ تیری نظر، تیری آنکھ، بَصَرٌ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۶/۱۶

بَصَرِهٖ۔ اس کی آنکھ، اس کی بینائی، بَصَرِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۵

بَصَلِهَا۔ اس (زمین) کی پیاز۔ بَصَلٌ پیاز کو کہتے ہیں مضاف ہے ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱

بَصِيْرٌ۔ دیکھنے والا۔ جاننے والا۔ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے پ ۱ پ ۲ پ ۳ پ ۴ پ ۶ پ ۹ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۱۸ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۵ پ ۲۶ پ ۲۷ بَصِيْرًا پ ۵ پ ۱۵ پ ۱۹ پ ۲۲ پ ۲۹ پ ۳۰

بَصِيْرَةٌ۔ بینائی، سمجھ، دلیل، واضح رہے کہ بصیرت کا استعمال صرف دل کی بینائی کے متعلق ہوتا ہے

Marfat.com

آنکھ سے دیکھنے اور نظر کرنے کے لئے نہیں ہوتا۔ بصیرت کے مختلف معانی آتے ہیں، عقل، سمجھ، عبرت، دلیل اور حجت پ۱۳ پ۲۶

فصل الضاد المعجمة

بِضَاعَةً۔ پونجی، سامان تجارت، بَضْعٌ سے ماخوذ ہے، گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے جو کاٹ کر علیحدہ کئے جائیں انھیں "بضع" کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے مال کی اس وافر مقدار کو جو تجارت کے لئے رکھی جائے بضاعت کہا جاتا ہے پ۱۲ پ۱۳

بِضَاعَتُنَا ہماری پونجی، بِضَاعَةٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ۔ پ۱۳

بِضَاعَتَهُمْ ان کی پونجی۔ بِضَاعَةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ۱۳

بِضْعَ۔ چند، کئی، دس سے جو کم کر دیا جائے "بضع" کہلاتا ہے۔ بعض کے نزدیک تین سے لیکر نو تک اور بعض کے خیال میں پانچ سے نو تک کے عدد بضع میں داخل ہیں۔ یوسف علیہ السلام کے ذکر میں جو بِضْعَ سِنِيْنَ آیا ہے اس کے متعلق اکثر مفسرین سات برس کی مدت بتاتے ہیں اور سورہ روم میں دس سال سے کم کی مدت مراد ہے پ۱۲ پ۱۵ پ۲۱

فصل الطاء المهملة

بِطَانَةً۔ دلی دوست، رازدار، بھیدی، استر، کپڑے کا باطنی حصہ جو جسم سے ملا ہے۔ بَطْنٌ سے مشتق ہے۔ "بطن" کا استعمال ہر شے میں "ظهر" کے خلاف ہوتا ہے۔ اوپر کی جانب کو "ظہر" اور اندر کی جانب کو "بطن" بولتے ہیں اور کپڑے کے اوپر کے حصہ کو ظِهَارَةٌ اور اندرونی اور نیچے کے حصے کو جو جسم سے ملا ہے جیسے استر وغیرہ بِطَانَةٌ کہتے ہیں جس طرح ہم اپنی زبان میں بولتے ہیں کہ وہ تو اس کا اوڑھنا بچھونا ہے یعنی وہ اس کو نہایت ہی مرغوب و محبوب ہے، اسی طرح "بطانة الثوب" سے بطور استعارہ دلی دوست کے متعلق جو باطنی امور کا رازدار ہو "بطانة" کا لفظ استعمال ہوتا ہے پ۴

بَطَائِنُهَا اس کے استر، بَطَائِنُ بِطَانَةٌ کی جمع مضاف ہے هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ۲۷

بَطَرًا۔ اترانا۔ مصدر ہے۔ پ۱۰

بَطِرَتْ۔ اترائی۔ اکڑنے لگی (بتیمہ) بَطَرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۰

بَطْشٌ۔ پکڑ، گرفت، پکڑنا، سختی اور قوت کے ساتھ

Marfat.com

پکڑنے کو بطش کہتے ہیں مصدر ہے پ ۳۰ بَطْشًا

پ ۲۵ پ ۲۷ بَطْشَۃَ پ ۲۵/۱۴

بَطَشْتُمْ۔ تم نے پکڑا، تم نے گرفت کی (ضَرَبَ ونَصَرَ) بَطْشٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۹/۱۱

بَطْشَتَنَا۔ ہماری پکڑ، ہماری گرفت، ہمارا پکڑنا بَطْشَۃَ مصدر مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۲۷/۹

بَطَلَ۔ مٹ گیا، نابود ہوگیا، (نَصَرَ) بُطْلَانٌ سے جس کے معنی ضائع ہوجانے اور نابود ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۹

بَطَنَ۔ وہ پوشیدہ ہوا، وہ چھپا (نَصَرَ) بُطُوْنٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۸/۱۱

بَطْنِ۔ اندرون، پیٹ۔ پ ۲۶/۱۱

بَطْنِہٖ۔ اس کا پیٹ، بَطْنِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۸/۱۲ پ ۲۳/۹

بَطْنِیْ۔ میرا پیٹ، اس میں ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ ہے۔ پ ۳/۱۲

بُطُوْنَ۔ پیٹ۔ بَطْنٌ کی جمع پ ۴/۳ پ ۱۴/۱۶ پ ۲۳/۲و۱۵

پ ۲۵/۱۶ پ ۲۷/۱و۱۵

بُطُوْنِہٖ۔ اس کے پیٹ۔ بُطُوْن مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۴/۱۵

بُطُوْنِھَا۔ اس (مؤنث) کے پیٹ، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ہے پ ۱۸/۱۵ پ ۱

بُطُوْنِھِمْ۔ ان کے پیٹ۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ہے۔ پ ۲/۵ پ ۲۲/۱۲ پ ۴

فصل العین المھملة

بَعْثِ۔ جی اٹھنا، زندہ کرنا، اٹھا کھڑا کرنا۔ اصل میں تو بَعْثٌ کے معنی بھیجنے اور اٹھا کھڑا کرنے کے ہیں مگر قرآن اور متعلقات کے اعتبار سے اس کے معنی بدلتے رہتے ہیں مثلاً اونٹ کیلئے بعث کا لفظ آئے گا تو معنی اونٹ کے اٹھانے اور چلانے کے ہوں گے، مردوں کے لئے استعمال ہوگا تو جی اٹھنے اور حشر کے ہوں گے، رسولوں کے متعلق کہا جائیگا تو مبعوث کرنے اور بھیجنے کے ہوں گے۔ غرض حسب قرینہ ومقام اس کے معنی سمجھنے چاہئیں۔ (ملاحظہ ہو ابْعَثْ) پ ۱۷/۸ پ ۲۱/۳

بَعَثَ۔ اس نے بھیجا (فَتَحَ) بَعْثٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲/۱۰و۱۶ پ ۶/۸ پ ۹ پ ۱۵/۱۱

پ ۱۰/۲ پ ۲۸/۱۱

بُعْثِرَتْ۔ وہ اٹھایا گیا، وہ کریدا گیا، وہ الٹ پلٹ کیا گیا

Marfat.com

بَعْثَرَۃٌ سے جس کے معنی الٹ پلٹ کرنے کے ہیں ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ جن علماء کی رائے یہ ہے کہ رباعی اور خماسی دو ثلاثی سے ملکر بنتی ہیں ان کے خیال میں بعثر، بُعِثَ اور اُثِیْرَ سے مل کر بنا ہے اور یہ بات کچھ بعید نہیں ہے کیونکہ بَعْثَرَۃٌ میں دونوں فعلوں کے معنی موجود ہیں۔ پس جس طرح بَسْمَلَ (اس نے بسم اللہ پڑھی) اسم اور اللہ کے لام سے مرکب ہے اسی طرح بَعْثَرَۃٌ لفظ بعث اور اِثَارَۃٌ کی راء سے مرکب ہے۔ پ ۳۰/۲۵

بُعْثِرَتْ۔ وہ کھود کر اٹھائی گئی، بَعْثَرَۃٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۳۰

بَعْثُکُمْ۔ تمہارا جلانا، تمہارا زندہ کرنا، تمہارا اٹھانا بَعْثُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۲۱/۱۲

بَعَثْنَا۔ ہم نے بھیجا، ہم نے کھڑا کیا، ہم نے اٹھایا بَعْثٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۱/۷ پ ۹/۲ پ ۱۱/۱۳ پ ۱۴/۱۱ پ ۱۵/۱و۱۳و۱۵ پ ۱۹/۳

بَعَثَنَا۔ اس نے ہم کو اٹھایا۔ بَعَثَ فعل ماضی نَا ضمیر جمع متکلم پ ۲۳/۳

بَعَثْنٰکُمْ۔ ہم نے تم کو اٹھا کھڑا کیا۔ بَعَثْنَا فعل ماضی کُمْ ضمیر جمع متکلم پ ۱/۶

بَعَثْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو اٹھایا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۵/۱۲و۱۵

بَعَثَهٗ۔ اس کو زندہ کیا، اس کو جلایا، بَعَثَ فعل ماضی ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۳/۳

بَعْدِ۔ پیچھے، ظرف زمان ہے، قَبْلُ کی ضد ہے اضافت اس کو لازمی ہے۔ جب بغیر اضافت کے آئے گا تو یا ضمہ پر مبنی ہوگا یا اس پر دو زبر ہوں گے جیسے بَعْدُ، بَعْدًا، اور مِنْ بَعْدُ قرآن مجید میں بَعْدًا نہیں آیا ہے پ ۱/۳و۸و۹و۱۳و۱۴ پ ۲/۱و۳و۴و۶و۹و۱۰و۱۳و۱۹ پ ۳/۳و۹و۱۰و۱۳و۱۶و۱۷ پ ۴/۱و۳و۶و۹و۱۳ پ ۵/۱و۱۳ پ ۶/۲و۷و۹و۱۰ پ ۷/۳و۴و۹ پ [illegible]/۵و۱۳و۱۵ پ ۸/۱۴و۱۶و۱۷و۱۹ پ ۹/۱و۳و۵و۱۵ پ ۱۰/۶و۸و۱۰و۱۳و۱۴ پ ۱۱/۳و۶و۸و۹ پ ۱۲/۱و۲و۳و۱۴و۱۶ پ ۱۳/۵و۹و۱۱ پ ۱۴/۱۲و۱۳و۱۵و۱۹و۲۰و۲۱ پ ۱۵/۲ پ ۱۶/۵و۶و۸ پ ۱۸/۱و۷و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴ پ ۱۹/۱و۱۰و۱۵و۱۶ پ ۲۰/۸و۱۲ پ ۲۱/۲و۴و۵و۶و۸و۹ پ ۲۲/۳و۱۰و۱۴ پ ۲۳/۱۴و۱۵ پ ۲۵/۱و۳و۴و۵و۱۷و۱۸و۱۹ پ ۲۶/۲و۵و۷و۸و۱۱و۱۴ پ ۲۷/۲و۱۷و۱۸ پ ۲۸/۱۷و۱۹ پ ۲۹/۲ پ ۳۰/۲و۲۰و۲۳

بُعْدَ۔ دوری، ہلاکت، لعنت، قُرْبٌ کی ضد ہے، قرب و بعد کی کوئی حد مقرر نہیں ہے بلکہ جگہ اور مقام کے اعتبار سے ایک کو قریب اور

Marfat.com

دوسرے کو بعید کہتے ہیں، محسوسات میں تو قرب و بعد کا استعمال بکثرت ہوتا رہتا ہے لیکن کبھی کبھی معقولات کے لئے بھی بعید اور قریب کے الفاظ آتے ہیں جیسے ضَلُّوا ضَلَالًا بَعِیْدًا (وہ بہت دور بہکے) چونکہ موت ہلاکت اور لعنت میں بھی دوری ہوتی ہے اس لئے بُعْدًا اور بَعِدَ کے معنی اکثر ہلاکت تباہی اور لعنت کے آتے ہیں پ۲۵/۱۰ بُعْدًا پ۱۲/۴، ۶، ۹، ۸ پ۱۸/۳

بَعُدَتْ. وہ دور معلوم ہوئی۔ وہ دور لگی۔ (نَصَرَ) بُعْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۱۰/۱۲

بَعِدَتْ. وہ دور ہوئی۔ اس پر لعنت ہوئی۔ وہ تباہ ہوئی۔ (سَمِعَ) بُعْدٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۱۲/۸

بَعْدِكَ. تیرے پیچھے، تیرے بعد، بَعْدِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۶/۱۲

بَعْدِكُمْ. تمہارے پیچھے، تمہارے بعد۔ بَعْدِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۸/۳

بَعْدِهٖ. اس کے بعد، اس کے پیچھے، بَعْد مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

پ۱/۶ و ۱۱ پ۳/۱۵ پ۴/۸ پ۶/۳ پ۷/۴ پ۹/۱۳ پ۱۱/۱۳ پ۱۳/۱۲

پ۱۵/۱۲ پ۲۱/۱۳ پ۲۲/۲، ۱۳ و ۱۷ پ۲۳/۱ پ۲۵/۹ پ۲۹/۲۲

بَعْدِهَا. اس کے بعد اس کے پیچھے بعد مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۹/۲

پ۱۴/۲۰، ۱۱، ۲ پ۱۶/۱ پ۱۴/۲

بَعْدِهِمْ. ان کے بعد، ان کے پیچھے، بَعْدِ مضاف ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ

پ۳/۱ پ۴/۷ پ۹/۱۱ و ۱۲ پ۱۱/۷ پ۱۳/۱۲ و ۱۵ پ۱۶/۴ پ۱۸/۲، ۲۰

پ۲۰/۹ پ۲۲/۲ و ۶ پ۲۵/۲ پ۲۸/۲

بَعْدَهُنَّ. ان کے بعد ان کے پیچھے، بَعْدِ مضاف ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ

پ۱۸/۱۲

بَعْدِیْ. میرے بعد میرے پیچھے بَعْدِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱/۱۶ پ۵/۸

پ۲۳/۱۲ پ۲۸/۹

بَعْضٌ. کچھ، ٹکڑا۔ کل کے اعتبار سے شے کے کسی جز کو بعض کہتے ہیں اسی لئے کل کے مقابل بولا جاتا ہے۔ پ۱/۴ و ۹ و ۱۰ پ۲/۱ و ۱۷ پ۳/۱۰ و ۱۲ و ۱۲ و ۱۳

پ۴/۶ و ۱۱ و ۱۲ پ۵/۱ و ۲ و ۳ پ۶/۱۱ و ۱۱ و ۱۲ پ۷/۱۳ و ۱۴ پ۸/۱ و ۲ و ۱۰ و ۱۶

پ۹/۱۸ پ۱۰/۹ و ۱۵ پ۱۱/۵ و ۱۰ پ۱۲/۴ و ۵ و ۱۲ پ۱۳/۶ و ۱۴

پ۱۴/۱۹ پ۱۵/۲ و ۴ و ۱۰ و ۱۵ پ۱۶/۴ و ۱۲ پ۱۷/۱۲ پ۱۸/۵ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴

پ۱۹/۱۵ و ۱۷ پ۲۰/۱۵ پ۲۱/۲ و ۱۵ پ۲۱/۸ و ۱۷ پ۲۲/۱۰ و ۱۱ پ۲۳/۹ و ۱۱

پ۲۴/۹ و ۱۳ پ۲۵/۹ و ۱۲ و ۱۸ پ۲۶/۵ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ پ۲۷/۳ پ۲۸/۱۹ پ۲۹/۳ و ۹

Marfat.com

بَعْضًا [illegible]

بَعْضُكُمْ۔ تمہارے بعض، تم میں سے بعض، بَعْض مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ [illegible]

بَعْضُنَا۔ ہمارے بعض، ہم میں بعض، بَعْض مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ [illegible]

بَعْضَهٗ۔ اس کا بعض، بَعْض مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

بَعْضِهَا۔ اس کا بعض، بَعْض مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ [illegible]

بَعْضُهُمْ۔ ان کے بعض، بَعْض مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ [illegible]

بَعْلًا۔ ایک بت کا نام، شوہر، خاوند، اصل میں تو بعل شوہر کو کہتے ہیں اور شوہر کے متعلق چونکہ بیوی پر فوقیت اور غلبہ کا تصور ہوتا ہے اس لئے عربی زبان میں ہر وہ چیز بعل کہلاتی ہے جسے دوسرے پر فوقیت حاصل ہو، چنانچہ اہل عرب اپنے دیوتا کو جس کے ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور تقرب کے خواہاں تھے بعل کے نام سے یاد کرتے تھے، کیونکہ وہ اس کا مرتبہ اپنے سے اعلیٰ وارفع سمجھتے تھے یہ امام راغب کی تحقیق ہے، عرب میں یہ لفظ اس معنی میں زیادہ تر اہل یمن میں مستعمل تھا، چنانچہ ابن ابی حاتم نے اپنی تفسیر میں اور ابراہیم حربی نے غریب الحدیث میں عکرمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی نظر ایک شخص پر پڑی جو گائے ہانکتا جا رہا تھا، اس شخص کی زبان سے نکلا من بعل هذہ اس گائے کا مالک کون ہے۔ حضرت ابن عباسؓ نے اس کو بلا کر پوچھا کہ تو کون ہے کہنے لگا کہ میں یمن کا رہنے والا ہوں، حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا کی زبان یہی ہے کہ بعل سے مراد مالک اور رب ہے[1]۔ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی فرماتے ہیں۔

• ہمارے مفسرین نے عکرمہ، مجاہد اور قتادہ کی روایت سے بیان کیا ہے کہ بعل یمن کی زبان میں آقا اور مالک

[1] فتح الباری کتاب التفسیر سورۃ الصافات۔

Marfat.com

کو کہتے ہیں اور یہ حضرت الیاسؑ کی قوم کا بت تھا اور
اسی لئے عربی میں شوہر کو بعل کہتے ہیں، ہمارے مفسرین
اور اہلِ لغت کا بیان بالکل صحیح ہے لیکن صرف اس
تخصیص سے انکار ہے کہ یہ صرف یمن کی زبان کا لفظ ہے
صحیح یہ ہے کہ یہ لفظ تمام سامی زبانوں میں پایا جاتا ہے
یہ بھی اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ بعل صرف قومِ الیاس
میں نہیں بلکہ اکثر مشرقی سامی قوموں میں پوجا جاتا تھا
بعلبک، ملک شام کا ایک قدیم شہر ہے جو اسی بعل
دیوتا کی طرف منسوب ہے، روایتوں میں ہے کہ یہ دیوتا
سونے کا تھا، چودہ ہاتھ لمبا تھا اور اس کے چار منہ تھے
توراۃ میں اس کے تین طریقے سے نام آئے ہیں، "بعل"
"بعل فغور" "بعل بریث"
"بعل" کے لئے مذبح، قربانگاہ اور ہیکل بنتے
تھے، لوبان اور دیگر بخورات ان میں جلائے جاتے، اولاد
کو اس کی خاطر آگ میں ڈال دیا جاتا تھا اور یہ بہترین
قربانی سمجھی جاتی تھی بعل کی پوجا کے لئے خاص قسم کے
برتن اور ظروف ہوتے تھے، سامی قوموں میں اور مدین
کے بہاؤں میں بعل کی پوجا کے یہی سب رسوم تھے،
غالباً مدین میں بھی یہی جاری ہوں گے۔
مستشرقین یورپ کی تحقیق کے مطابق "بعل"
ستارہ زحل کا نام تھا جس کی دوسری بازمش عربی شکل
"ہبل" ہے، اس کی مدین میں پرستش ہوتی تھی اور اونٹ
(ابل) کی قربانی اس کے لئے سب سے بہتر سمجھی جاتی تھی[۱] پ۲۳ ع۸

بَعْلِهَا۔ اس (عورت) کا شوہر، اس کا خاوند بَعْلٌ
مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۵ ع۱۹

بَعْلِی۔ میرا خاوند میرا شوہر بَعْلٌ مضاف ی ضمیر
واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۲ ع۷

بَعُوضَةً۔ مچھر بَعْضٌ سے مشتق ہے چونکہ تمام
حیوانات کی بہ نسبت اس کا جسم ذرا سا ہوتا ہے
اس لئے اس کو "بعوضہ" کہنے لگے۔ پ۱ ع۳

بُعُولَتِهِنَّ۔ ان (عورتوں) کے شوہر، ان کے
خاوند، بُعُولَةٌ بَعْلٌ کی جمع ہے جیسے فَحْلٌ
اور فُحُولَةٌ مضاف ہے هُنَّ ضمیر جمع مؤنث
غائب مضاف الیہ پ۲ ع۱۲ پ۱۸ ع۱۰

بَعِيدٌ۔ دور، بُعْدٌ سے مشتق ہے صفت مشبہ
کا صیغہ ہے پ۷ ع۸ پ۱۲ ع۱۳ و ۱۵ پ۱۴ ع۶ و ۹ و ۱۲
پ۱۸ ع۱۷ پ۱۹ ع۱۷ پ۲۲ ع۷ و ۱۲ پ۲۴ ع۱۹ پ۲۵ ع۱ و ۳ پ۲۶ ع۱۸ و ۱۹ و ۱۷
بَعِيدًا پ۱۲ ع۱۱ پ۱۸ ع۱ و ۵ و ۱۷ پ۲۲ ع۳ پ۲۹ ع۷

بَعِيرٌ اونٹ، شتر، اسم جنس ہے۔ لفظ انسان کی طرح
مذکر و مؤنث دونوں پر بولا جاتا ہے پ۱۳ ع۲ و ۳

[۱] ارض القرآن ج ۲ ص ۱۷۶، ۱۷۷ طبع معارف ۱۹۴۲ء

Marfat.com

فصل الغین المعجمة

بِغَاءِ۔ بدکاری، زناکاری، اصل میں بغاء کے معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں چونکہ زنا حد سے تجاوز ہی ہے اس لئے عام طور پر بغاء کے معنی زناکاری کے آتے ہیں پ۱۸

بِغَالَ۔ خچر، بَغْل کی جمع ہے۔ پ۱۴

بَغَتْ۔ اس نے سرکشی کی، اس نے بغاوت کی (ضَرَبَ) بَغْیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۶ ۱۲

بَغْتَةً۔ ایک دم، اچانک، یکایک پ۷ ۱۳، پ۸ ۱۱، پ۹ ۱۲، پ۱۳ ۳، پ۱۷ ۱۲، پ۱۹ ۱۵، پ۲۱ ۲، پ۲۲ ۳، پ۲۵ ۱۲، پ۲۶ ۹

بَغْضَاءَ۔ بغض، نفرت، مصدر ہے حُبٌّ کی ضد ہے پ۴ پ۶ پ۷ پ۲۸

بَغَوْا۔ انھوں نے سرکشی کی، انھوں نے بغاوت کی، بَغْیٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۲۵

بَغْيٌ۔ سرکشی، زیادتی، ضد، مصدر ہے۔ جہاں میانہ روی چاہئے وہاں میانہ روی سے بڑھنے کی خواہش کرنے کو بَغْیٌ کہتے ہیں خواہ میانہ روی سے تجاوز عمل میں آیا ہو یا نہ آیا ہو بغی کا استعمال کمیت اور کیفیت یعنی مقدار اور وصف دونوں کے متعلق ہوتا ہے (ملاحظہ ہو اَلْبَغْيُ) پ۱۱

پ۱۸ ۱۵ اِبْغِيَاءَ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۱ پ۲۵

بَغَىٰ۔ اس نے سرکشی کی، اس نے زیادتی کی بَغْیٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۰ ۱۱ پ۳ ۱۱

بُغِيَ۔ (اس پر) زیادتی کی گئی، بَغْیٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۷ ۱۵

بَغِيًّا۔ بدکار، بَغْیٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ پ۱۶

بَغْيُكُمْ۔ تمہاری سرکشی، بَغْیُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۱

بَغْيِهِمْ۔ ان کی سرکشی۔ بَغْيِ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۸

فصل القاف

بَقَرَ۔ بیل، گائے۔ اسم جنس ہے مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے پ۱ پ۸

بَقَرَاتٍ۔ گائیں، بَقَرَةٌ کی جمع پ۱۲

بَقَرَةٌ۔ گائے، واحد ہے۔ اس کی جمع بَقَرٌ اور بَقَرَاتٌ آتی ہے پ۱

بُقْعَةِ۔ زمین، قطعہ زمین بِقَاعٌ اور بُقَعٌ جمع پ۲۰

بَقْلِهَا۔ اس کا ساگ، اس کی ترکاری۔ بَقْلِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۱

Marfat.com

بَقِيَ وہ بچ گیا، وہ باقی رہا (سَمِعَ) بَقَاءٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے کے اپنی پہلی حالت پر باقی رہنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے۔

بَقِيَّةٌ بچی ہوئی چیز، باقی ماندہ، باقی رکھا ہوا بروزن فَعِيلَةٌ بَقَاءٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے قرآن مجید میں حضرت طالوت کے ذکر میں جب ان کو بادشاہ ماننے سے انکار کر دیتے ہیں تو ان کے نبی فرماتے ہیں۔

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اور بنی اسرائیل کی اس جماعت
اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖٓ اَنْ سے ان کے نبی نے کہا کہ طالوت
يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ کی سلطنت کا نشان یہ ہے کہ
فِيْهِ سَكِيْنَةٌ تمہارے پاس صندوق آجائیگا
مِّنْ رَّبِّكُمْ جس میں تمہارے پروردگار کی
وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا طرف سے دلجمی ہے اور کچھ بچی
تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى ہوئی چیزیں ہیں جن کو حضرت
وَاٰلُ هٰرُوْنَ موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام
تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ کی اولاد چھوڑ گئی ہے فرشتے اس کو
اٹھائے ہوئے ہوں گے۔

یہ بچی ہوئی چیزیں کیا تھیں، توراۃ کی دو لوحیں کچھ ٹوٹی ہوئی لوحوں کا ریزہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین، حضرت ہارون علیہ السلام کا عمامہ اور عصا اور ایک قفیز (ایک پیمانہ کا نام) مَن جو بنی اسرائیل پر نازل ہوتا تھا [1]

آیت کریمہ فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْ بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْاَرْضِ "بس کیوں نہ ہوئے تم سے پہلے قرنوں میں وہ لوگ جن میں اثر رہا ہو کہ ملک میں فساد کرنے سے منع کرتے ہیں" اولو بَقِيَّة سے مراد وہ لوگ ہیں جن کی رائے اور عقل باقی ہے یا ارباب فضل مراد ہیں، فضل کو بقیہ اس لئے کہا گیا کہ انسان اپنے میں سب سے اچھی چیز کو باقی رکھنے کا خواہشمند ہوتا ہے۔ اسی لئے عرب والے بولتے ہیں فلان من بقیۃ القوم یعنی فلاں آدمی قوم میں عمدہ ہے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بقیہ تقیہ کی طرح مصدر ہو اس صورت میں "اولو بقیہ" کے معنی "ذو بقاء" کے ہوں گے یعنی وہ لوگ جو اپنی جانوں کو عذاب سے بچائیں اور محفوظ رکھیں [2] پ۱۲ ھود ۱۰

فصل الکاف

[1] ملاحظہ ہو معالم التنزیل امام بغوی ج ۱ ص ۲۲۱ طبع مصر ۱۳۳۱ء [2] ملاحظہ ہو انوار التنزیل قاضی بیضاوی ج ا ص ۲۲۸ طبع مصر

Marfat.com

بِكَ۔ تجھ سے، تجھ کو، تیرے ساتھ، تیرے ذریعہ تیرے متعلق، ب حرف جر، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب) ۱/۱ ۵/۳ ۹/۱۸ ۱۲/۳ ۱۴/۸ ۱۷/۹ ۱۹/۱۹ ۲۰/۵ ۲۵/۱۰

بَكَتْ۔ وہ روئی (ضَرَبَ) بُكَاءٌ سے جس کے معنی رونے کے ہیں ماضی کا صیغہ، واحد مؤنث غائب ۲۵/۱۲

بِكْرٌ بن بیاہی۔ جس نے بچہ نہ دیا ہو، کنواری لڑکی کو بھی کہتے ہیں۔ ۱/۸

بُكْرَةً۔ دن کا اول حصہ، صبح، ۳/۱۲ و ۴ ۱۸/۱۲ ۲۲/۵ و ۶ ۲۶/۲ ۲۸/۹ ۲۹/۲

بِكُمْ۔ تم سے، تم کو، تمہارے ساتھ، تمہارے ذریعہ تمہارے متعلق، ب حرف جر کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مجرور متصل، ۱/۹ ۲/۴ و ۷ ۳/۷ ۵/۲ و ۳ و ۱۷ ۶/۹ ۱۰/۱۲ ۱۱/۱ ۱۲/۷ ۱۳/۱ و ۵ ۱۴/۸ و ۹ و ۱۲ ۱۵/۹ و ۱۰ و ۱۲ ۱۹/۴ ۲۱/۱۰ و ۱۳ و ۱۸ ۲۲/۹ ۲۳/۱۲ ۲۴/۱ و ۱۰ ۲۶/۹ و ۱۷ ۲۷/۶ ۲۹/۲

بُكْمٌ۔ گونگے، اَبْكَمُ کی جمع جس کے معنی پیدائشی گونگے کے ہیں ۱/۲ ۲/۵ ۸/۱۰ ۹/۱۴ **بُكْمًا** ۱۵/۱۱

بَكَّةَ۔ مکہ معظمہ کا نام ہے۔ مجاہد سے یہی منقول ہے وہ کہتے ہیں کہ با میم سے بدل گئی ہے جیسے سبد لاسہ اور سمد ہ اور لازب اور لازم بعض اندرون مکہ کا نام بتلاتے ہیں بعض کہتے ہیں مسجد کا نام ہے بعض بیت اللہ اور بعض مطاف کو بیان کرتے ہیں تَبَاكٌّ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ازدحام کے ہیں۔ چونکہ وہاں طواف کے لئے لوگوں کا ازدہام ہوتا ہے اس لئے اس کو بکہ کہا گیا، بعض کہتے ہیں کہ بکہ بَكٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی مزاحمت کرنے، پھاڑ ڈالنے اور بگاڑ ڈالنے کے ہیں چونکہ سنت الٰہی جاری ہے کہ جو یہاں الحاد پھیلاتا اور ظلم پر کمر باندھتا ہے اس کی گردن توڑ ڈالی جاتی ہے اس لئے مکہ کا نام بکہ ہوا ۴/۱

بُكِيًّا روتے ہوئے، بَاكٍ کی جمع جس کے معنی رونے والے کے ہیں، اصل میں تو بُكِيٌّ فُعُوْلٌ کے وزن پر تھا جیسے سَاجِدٌ اور سُجُوْدٌ اور رَاكِعٌ اور رُكُوْعٌ اور قَاعِدٌ اور قُعُوْدٌ لیکن جَاثٍ اور جُثِيٌّ اور عَاتٍ اور عُتِيٌّ کی طرح اس کے واو کو یا سے بدلا گیا اور یا کا یا میں ادغام کر دیا گیا۔ بُكِيٌّ کا استعمال اندوہگیں ہونے اور آنسو بہانے دونوں کے متعلق ہوتا ہے اور صرف اندوہگیں ہونے اور صرف آنسو بہانے کے معنی میں بھی آتا ہے ۱۶/۷

فصل اللام

بَلْ. بلکہ. بَل کے بعد یا مفرد واقع ہوگا یا جملہ، اگر مفرد ہو تو اس صورت میں یہ حرف عطف ہے مگر قرآن مجید میں اس کے بعد کہیں مفرد نہیں آیا۔ اور اگر جملہ واقع ہو تو حرف اضراب ہے یعنی ماقبل سے اعراض کے لئے آتا ہے اور تدارک یعنی اصلاح کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ تدارک کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ کہ مابعد ماقبل کا مناقض ہو لیکن اس صورت میں کبھی تو ایسا ہوتا ہے کہ مابعد کے حکم کی تصحیح سے ماقبل کا ابطال مقصود ہوتا ہے اور کبھی اس کے برخلاف ثانی کا ابطال اور ماقبل کی تصحیح منظور ہوتی ہے جیسے إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ (جب ہماری آیتیں اس کے سامنے تلاوت کی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ اگلوں کی کہانیاں ہیں، ہرگز نہیں بلکہ انہوں نے جو برائیاں کمائی ہیں اس سے ان کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے) مطلب یہ کہ قرآن تو اگلوں کی کہانیاں نہیں بلکہ ان کمبختوں کے دلوں پر زنگ لگ گیا ہے اب یہاں زنگ کے اثبات سے کہانی ہونے کا ابطال مقصود ہے اسی طرح فَأَمَّا الْإِنسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ ۔ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ ۔ كَلَّا بَل لَّا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۔ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَىٰ طَعَامِ الْمِسْكِينِ وَتَأْكُلُونَ التُّرَاثَ أَكْلًا لَّمًّا ۔ وَتُحِبُّونَ الْمَالَ حُبًّا جَمًّا ۔ (پس آدمی (کا حال یہ ہے کہ) جب اس کا پروردگار آزماتا ہے اور اس کو عزت اور نعمت دیتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میرے رب نے میرا اکرام کیا اور جب اس کو آزماتا ہے پس اس پر تنگ کرتا ہے اس کی روزی تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کیا، ہرگز نہیں بلکہ تم قدر نہیں کرتے یتیم کی اور نہ ایک دوسرے کو ترغیب دیتے ہو محتاج کے کھلانے کی، اور تم کھا جاتے ہو میراث کا مال سارا سمیٹ کر اور عزیز رکھتے ہو مال کو جی بھر کر) مطلب یہ ہے کہ رزق کی فراخی یا تنگی دربارِ الٰہی میں اکرام یا اہانت کی دلیل نہیں بلکہ یہ پروردگار کی طرف سے آزمائش ہے مگر بے جگہ مال کو خرچ کرنے کی وجہ سے لوگوں نے اس حقیقت کو دل سے بھلا دیا، یہاں پر دوسرے امر کا ابطال منظور ہے اور اول کی تصحیح یعنی آزمائش

Marfat.com

کا اثبات کیا جا رہا ہے اور روزی کی کشائش یا تنگی
کی بنا پر عزت یا اہانت کا ابطال ہو رہا ہے۔

بل کی دوسری صورت یہ ہے کہ پہلے حکم
کو برقرار رکھکر اس کے بعد کو اس حکم پر اور زیادہ
کر دیا جائے جیسے بَلْ قَالُوْا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ
بَلِ افْتَرٰىهُ بَلْ هُوَ شَاعِرٌ (بلکہ انھوں نے کہا
کہ خیالات پریشان ہیں بلکہ اس کو آنحضرت
(صلی اللہ علیہ وسلم) نے گھڑ لیا ہے، بلکہ یہ شاعر ہے)
مطلب یہ ہے کہ ایک تو قرآن کو خیالاتِ پریشان
کہتے ہیں اور پھر مزید اسے افترا بتلاتے ہیں اور
اسی پر اکتفا نہیں کرتے بلکہ نعوذ باللہ آپ کو شاعر
سمجھتے ہیں۔

قرآن مجید میں "بل" جہاں بھی آیا ہے ان ہی
دونوں معنی میں سے کسی ایک معنی میں اس کا
استعمال ہوا ہے۔ امام راغب لکھتے ہیں وجمیع
مافی القرآن من لفظ بل لایخرج من احد
ھذین الوجہین وان دق الکلام فی بعضہ
(قرآن میں جتنی جگہ بھی بل ہے ان دونوں معنی
میں سے کسی ایک معنی کے لئے ہے اگرچہ بعض جگہ
پر کلام دقیق ہے) اسی دقتِ کلام کی بنا پر بعض

اکابر علمائے نحو سے یہ غلطی سرزد ہو گئی کہ انھوں نے یہ
کہہ دیا کہ بل کا استعمال قرآن مجید میں صرف معنی
ثانی ہی میں ہوا ہے چنانچہ صاحب بسیط نے یہی کہا ہے
نیز ابن الحاجب نے شرح مفصل میں اور ابن مالک
نے الفیہ میں یہی دعویٰ کیا ہے لیکن علامہ
ابن ہشام اور امام سیوطی نے صراحت کے ساتھ اس
دعویٰ کو وہم بتایا ہے[۱]۔ پ۱: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶، پ۲: ۳ و ۵، پ۳: ۳
پ۴: ۷، ۸ و ۹، پ۵: ۴، پ۶: ۲ و ۷ و ۱۲، پ۷: ۹ و ۱۰، پ۸: ۱۰، پ۹: ۱۲، پ۱۰: ۹
پ۱۱: ۳ و ۱۲، پ۱۲: ۴ و ۱۰ و ۱۱، پ۱۳: ۱ و ۵ و ۱۹ و ۲۰، پ۱۵: ۱۸ و ۲۰، پ۱۶: ۱۲
پ۱۷: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷، پ۱۸: ۴ و ۵ و ۷ و ۱۲ و ۱۷، پ۱۹: ۲ و ۹ و
پ۱۹: ۱۵ و ۱۸ و ۱۹، پ۲۰: ۱، پ۲۱: ۱ و ۲ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳، پ۲۲: ۷ و ۹ و ۱۰
پ۲۲: ۱۱ و ۱۶ و ۱۹، پ۲۳: ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۷، پ۲۴: ۲ و ۳ و ۱۲، پ۲۵: ۸ و ۹ و ۱۲ و
پ۲۵: ۱۴، پ۲۶: ۳ و ۴ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۵، پ۲۸: ۲ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۵، پ۲۹: ۳

بَلَاءٌ ع۔ آزمائش، مصدر ہے، جب اس کی ماضی باب
سَمِعَ سے آتی ہے تو اس کے معنی بوسیدہ ہونے کے
آتے ہیں اور جب باب نَصَرَ سے آتی ہے تو
امتحان و آزمائش کے معنی ہوتے ہیں۔ غم کو بھی بلا
اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ جسم کو گھلا دیتا ہے۔ تکلیف
کا نام بھی اسی لئے بلا ہوا کہ جتنی تکلیفیں ہیں سب
بدن پر گراں ہیں۔ آیت کریمہ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى

[۱] ملاحظہ ہو الاتقان ج ۱ ص ۱۶۰ طبع مصر۔

Marfat.com

نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِيْنَ (اور
یقیناً ہم تم کو آزمائیں گے یہاں تک کہ ہم تم میں سے
جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر
کردیں) سے صاف ظاہر ہے کہ تکالیف آزمائش
کے لئے ہوتی ہیں، اللہ تعالیٰ کبھی تو بندوں کو
فراخی دیکر آزماتا ہے تاکہ وہ شکرگزار بن جائیں اور کبھی
تنگی کے ذریعہ امتحان فرماتا ہے کہ وہ صبر میں پورے
اتریں، ارشاد ہے وَنَبْلُوْكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً
(اور ہم تم کو جانچتے ہیں برائی اور بھلائی سے آزمانے کو)
بہ نسبت شکر کے صبر کے حقوق کی بجاآوری زیادہ
آسان ہے اسی لئے نعمت میں بہ نسبت محنتُ
مشقت کے زیادہ آزمائش ہے حضرت عمر رضی اللہ
فرماتے ہیں بلینا بالضراء فصبرنا وبلینا
بالسراء فلم نصبر (ہم لوگوں کو تکلیف سے
آزمایا گیا تو صابر رہے اور فراخی سے آزمایا تو صبر میں
پورے نہ اترے) حضرت علی فرماتے ہیں من وسع
علیہ دنیاہ ولم یعلم انہ قد مکر بہ فہو مخدوع
عن عقلہ (جس پر دنیا فراخ کی گئی اور وہ یہ پتہ
نہ چلا سکا کہ آزمائش کی گرفت میں ہے تو وہ عقل
سے کھو یا گیا) آیہ کریمہ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاءٌ
مِنْ رَبِّكُمْ عَظِيْمٌ (اور اس میں تمہارے

پروردگار کی طرف سے بڑی آزمائش تھی) میں
نعمت و مشقت دونوں طرح کی آزمائش کا مذکور ہے
فرعون سے نجات دینا نعمت اور بچوں کا قتل
اور عورتوں کا جیتا رکھنا مشقت تھی۔ اسی طرح
وَاٰتَيْنٰهُمْ مِّنَ الْاٰيٰتِ مَا فِيْهِ بَلٰٓؤٌا مُّبِيْنٌ
(اور ہم نے ان کو ایسی صاف نشانیاں دیں جن
میں کھلی آزمائش تھی) میں بھی دونوں قسم کی آزمائش
کا ذکر ہے۔ پ۱ پ۶ پ۱۳ پ۲۵ پ۱۵

بِلَادٌ۔ شہر بَلَدٌ کی جمع پ۱۱ پ۲ پ۲۶ پ۱۳

بَلَغَ۔ پہنچا دینا، کافی ہونا، مصدر ہے۔ یہ لفظ
قرآن مجید میں بمعنی تبلیغ آیا ہے اِنَّ فِيْ هٰذَا
لَبَلٰغًا لِّقَوْمٍ عٰبِدِيْنَ (اس میں کفایت ہے
عبادت کرنے والی جماعت کے لئے) میں بلاغ
بمعنی کافی ہونے کے ہے پ۳ پ۷ پ۱۳
پ۱۱ پ۱۳ پ۱۳ پ۲۵ پ۲۲ پ۲۹
بَلٰغًا پ۱۳

بَلَدٌ شہر پ۱۳ پ۱۱ پ۲۲ پ۳۰ بَلَدًا
بَلْدَةً پ۱۹ پ۲۰ پ۲۲ پ۲۵

بَلَغَ وہ پہنچا (نصر) بُلُوْغٌ اور بَلَاغٌ سے جس
معنی انتہائی مقصد اور منتہیٰ تک پہنچنے کے آتے
ہیں خواہ وہ مقصد و منتہیٰ کوئی مقام ہو یا وقت

Marfat.com

اور کوئی شے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

پ۸ پ۱۳ پ۱۶ پ۱۸ پ۳۰ پ۲۳ پ۲۶

بَلِّغْ۔ تو پہنچا دے، تو تبلیغ کر دے۔ تَبْلِيْغٌ سے

جس کے معنی پہنچا دینے کے ہیں۔ امر کا صیغہ

واحد مذکر حاضر۔ پ۲

بَلَغَا۔ وہ دونوں پہنچے، بُلُوْغٌ سے ماضی کا صیغہ

تثنیہ مذکر غائب پ۱۵

بَلَغْتُ۔ میں پہنچا، بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ

واحد متکلم پ۱۶

بَلَغْتَ۔ تو پہنچا، بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ

واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶

بَلَغَتْ۔ وہ پہنچی، بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ

واحد مؤنث غائب پ۲۹ پ۲۷ پ۲۹

بَلَّغْتَ تو نے تبلیغ کی، تو نے پہنچایا تَبْلِيْغٌ سے

ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۶

بَلَغْنَ۔ وہ (عورتیں) پہنچیں۔ بُلُوْغٌ سے ماضی کا صیغہ

جمع مؤنث غائب پ۲ پ۲۸

بَلَغْنَا۔ ہم پہنچے۔ بُلُوْغٌ سے۔ ماضی کا صیغہ

جمع متکلم۔ پ۸

بَلَغَنِيَ مجھے آپہنچا، بَلَغَ۔ صیغہ ماضی، ن وقایہ

ی ضمیر واحد متکلم پ۳

بَلَغُوْا۔ وہ پہنچے، بُلُوْغٌ سے ماضی کا صیغہ

جمع مذکر غائب پ۲ پ۱۱

بَلَوْنَا۔ ہم نے آزمایا۔ (نَصَرَ) بَلَآءٌ اور بَلْوٌ

سے۔ جس کے معنی آزمانے کے ہیں ماضی کا صیغہ

جمع متکلم پ۲۹

بَلَوْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو آزمایا۔ اس میں هُمْ

ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۹ پ۲۵

بَلٰى۔ ہاں، الف اس میں اصلی ہے، بعض کہتے

ہیں کہ زائد ہے اصل میں بل تھا کچھ لوگوں کا خیال

ہے کہ تانیث کے لئے ہے کیونکہ اس کا امالہ ہوتا

ہے، بَلٰى کا استعمال دو جگہ پر ہوتا ہے ایک تو نفی

ماقبل کی تردید کے لئے جیسے زَعَمَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا

اَنْ لَّنْ يُّبْعَثُوْا ۭ قُلْ بَلٰى وَرَبِّيْ لَتُبْعَثُنَّ

(کافر دعویٰ کرتے ہیں کہ ہرگز وہ نہیں اٹھائے

جائیں گے، تو کہدے کیوں نہیں قسم ہے میرے

رب کی تمہیں ضرور اٹھایا جائے گا) دوسرے یہ

کہ اس استفہام کے جواب میں آئے جو نفی پر واقع

ہے خواہ استفہام حقیقی ہو جیسے الیس زید بقائم

(کیا زید کھڑا نہیں) اور جواب میں کہا جائے بلٰی یا

استفہام توبیخی جیسے اَيَحْسَبُ الْاِنْسَانُ

اَلَّنْ نَّجْمَعَ عِظَامَهٗ ۭ بَلٰى قٰدِرِيْنَ عَلٰٓي

Marfat.com

اَنْ نُّسَوِّیَ بَنَانَهٗ (کیا انسان یہ گمان کرتا ہے کہ ہم ہرگز اس کی ہڈیاں جمع نہیں کریں گے کیوں نہیں بلکہ ہم قدرت رکھتے ہیں کہ اس کی پور پور درست کردیں) یا استفہام تقریری ہو جیسے اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰی شَهِدْنَا (کیا میں تمہارا رب نہیں، انھوں نے کہا ہاں (تو ہی ہے) ہم گواہ ہیں) نعم اور بلی میں فرق یہ ہے کہ نعم استفہام مجرد کے جواب میں آتا ہے اور بلی بالاتفاق ایجاب کے جواب میں نہیں آتا بلکہ اس استفہام کے جواب میں آتا ہے جو مقترن بنفی ہو نیز بلی ابطال نفی کے لئے آتا ہے اور نعم تصدیق ماقبل کے لئے پ۱ (۶ و ۱۳) پ۳ (۳ و ۱۲)
پ۷ (۴) پ۸ (۹) پ۹ (۱۲) پ۱۱ (۱۰ و ۱۱) پ۱۲ (۷) پ۲۳ (۴) پ۲۴ (۳: ۵ و ۱۰)
پ۲۵ (۱۲) پ۲۶ (۴) پ۲۷ (۱۸) پ۲۸ (۱۵) پ۲۹ (۱ و ۱۷) پ۳۰ (۹)

بَلِيْغًا۔ اثر کرنے والا، پہنچنے والا، بلاغت والا، بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے۔ بَلَاغَةٌ سے مشتق ہے۔ کسی شئے کے بلیغ ہونے کے دو معنی ہیں ایک تو یہ کہ وہ شئے بذاتہ بلیغ ہو یعنی زبان اور لغت کے اعتبار سے درست ہو، معنی مقصود کے مطابق ہو اور حقیقت کے اعتبار سے سچ ہو۔ ان تینوں اوصاف میں سے اگر ایک وصف بھی کم رہا تو بلاغت میں نقصان رہیگا دوسرے یہ کہ قائل اور مقول لہ یعنی جس سے کہا جائے دونوں کے اعتبار سے بلیغ ہو مطلب یہ ہے کہ کہنے والا جو کہنا چاہتا ہے اس کو اس خوبی سے ادا کرے کہ جس سے کہا جا رہا ہے وہ اس کو مان لے۔ آیت شریفہ وَقُلْ لَّهُمْ فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ قَوْلًۢا بَلِيْغًا (اور ان سے کہہ ان کے حق میں بات اثر کرنے والی) میں قول بلیغ کو دونوں معنی پر محمول کیا جاسکتا ہے۔ پ۵

فصل المیم

بِمَ۔ کس چیز کے ساتھ۔ کیا چیز سے۔ ب حرف جر اور مَا استفہامیہ ہے۔ حرف جر کے آنے کی وجہ سے اس کے آخر سے الف حذف کر دیا گیا ہے اور فتحہ کو اپنے حال پر باقی رکھا گیا تاکہ ما استفہامیہ اور ما موصولہ میں امتیاز ہو سکے۔ کیونکہ ما موصولہ میں الف کو حذف نہیں کیا جاتا۔ پ۱۳ (۳) پ۱۹ (۱۸)

بِمَا۔ اس چیز سے، ب کے بعد ما مصدریہ بھی بن سکتا ہے اور موصولہ بھی (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ب اور مَا) پ۱ (۱ و ۲ و ۵ و ۹ و ۱۱) پ۲ (۴ و ۵)
پ۲ (۱۲ و ۱۴ و ۱۵) پ۳ (۲ و ۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶) پ۷ (۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰)

Marfat.com

ب۵ ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۳ و ۲۲ و ۱۶ ۔ ب۶ ۲ و ۳۰ و ۶۲ و ۷ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۹

ب۷ ۱۴ و ۱۵ ب۸ ا و ۲ و ۲۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ و ۱۹

ب۸ ا و ۲ و ۳ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۱ و ۲ و ۲ و ۱۶ و ۱۷ ب۹ ۲ و ۳ و ۲۶ و

ب۹ ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۸ و ۱۹ ب۱۰ ۲ و ۳ و ۶ و ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۲۰ و ۱۶

ب۱۱ ا و ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ ب۱۲ ۳ و ۴ و ۸ و ۹

ب۱۲ ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ ب۱۳ ۲ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۹ ب۱۴ ۲ و ۵ و ۶ و ۹

ب۱۴ ۴ و ۳ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۰ و ۲۲ ب۱۵ ۲ و ۷ و ۱۵ و ۱۸ ب۱۶ ۲ و ۳ و ۱۳

ب۱۶ ۸ و ۱۹ ب۱۸ ۲ و ۳ و ۳ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶

ب۱۹ ۲ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ ب۲۰ ۲ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۹

ب۲۱ ۳ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ ب۲۲ ۳ و ۸ و ۱۰ و ۱۱ و

ب۲۳ ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ ب۲۳ ۱ و ۲ و ۱۱ و ۱۵ ب۲۴ ۳ و ۶ و ۷ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۹ و

ب۲۴ ۱۶ و ۱۸ و ۱۹ ب۲۵ ۱ و ۲ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۸ و ۱۹

ب۲۶ ا و ۲ و ۳ و ۵ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۷ ب۲۷ ۳ و ۶ و ۷ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹

ب۳۰ ۳ و ۶ و ۷ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ ب۲۹ ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۹ و ۱۶ و

ب۲۹ ۱۹ و ۲۲ ب۳۰

بِھِنَّ ان کے ساتھ۔ اس کو، ب حرف جار هُنَّ مجرور (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو ب اور هُنَّ) ب۱۱ ۲۲ ب۱۳ ۱۹ ب۱۵ ۶ و ۹ ب۲۰ ۷ و ۱۹ ب۲۶ ۹ ب۲۹ ۳ و ۱۱ ۔

فصل النون

بِنَا۔ ہمارے ساتھ، ہم کو۔ ب حرف جر نا ضمیر جمع متکلم مجرور متصل ب۱ ۲ ب۱۱ ب۱۲ ب۲۲ ب۲۷ ۱۱

بِنَآءً چھت عمارت، جو چیز بنائی جائے بناء کہلاتی ہے۔ ب۱ ۳ ب۱۲ ۲۴ ب۲۴ ۲

بَنَّآءٍ۔ عمارت بنانے والا، معمار، بروزن فَعَّالٌ بِنَاءٌ سے مشتق ہے جس کے معنی عمارت بنانے کے ہیں اگرچہ مبالغہ کے وزن پر ہے مگر بمعنی اسم فاعل ہے ب۲۳ ۱۲

بَنَاتٌ، بیٹیاں، بِنْتٌ اور اِبْنَۃٌ کی جمع جس کے معنی بیٹی کے ہیں ب۱ ب۱۵ ب۱۸ ب۱۲ ب۲۳ ب۲۳ ب۲۵ ۸

بَنَاتِكَ، تیری بیٹیاں، بَنَاتِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ب۲۲ ب۱۲ ب۲۲

بَنَاتُكُمْ، تمہاری بیٹیاں، بَنَاتُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ۔ ب۱۵

بَنَاتِيْ۔ میری بیٹیاں، بَنَاتِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ۔ حضرت لوط علیہ السلام کے ذکر میں جو وارد ہے قَالَ يٰقَوْمِ هٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِيْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ (کہ انھوں نے فرمایا اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں وہ تمہارے واسطے بہت پاکیزہ ہیں) یہاں بیٹیوں سے صلبی بیٹیاں مراد ہیں یا امت کی عورتیں۔ اس بارے میں دو قول ہیں

Marfat.com

بعض کا خیال ہے کہ ان کی حقیقی بیٹیاں مراد ہیں اس وقت میں کافر سے بیاہ دینا منع نہ تھا اور حضرت لوط علیہ السلام نے یہ بات اپنی قوم کے سرداروں اور رئیسوں سے کہی تھی، پوری بستی کے لوگ مخاطب نہ تھے کیونکہ ظاہر ہے کہ چند لڑکیاں جم غفیر کو نہیں پیش کی جا سکتی تھیں، لیکن صحیح یہ ہے کہ بیٹیوں سے مراد ان کی امت کی عورتیں ہیں اور ان کو بیٹی اس لئے کہا گیا کہ ہر نبی اپنی امت کے لئے بمنزلہ باپ کے ہوتا ہے بلکہ باپ سے بھی زیادہ، ظاہر ہے کہ اس صورت میں اس تاویل کی بھی ضرورت باقی نہیں رہتی کہ صرف چند اشخاص ہی کو مخاطب قرار دیا ہے بلکہ ظاہر سیاق قرآن کے مطابق پوری قوم مخاطب سمجھی جائے گی

پ ۱۲ پ ۱۴

بَنَانٌ۔ پوریں، انگلیوں کے سرے بَنَانَۃٌ کی جمع جس کے معنی پورے کے ہیں جس طرح تَمْرَۃٌ کی جمع بحذف تا تَمْرٌ آتی ہے ایسے ہی یہ بھی ہے پ ۹

بَنَانَہٗ۔ اس کی پوریں، بَنَانَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۹

بَنَوْا۔ انہوں نے بنایا۔ (ضرب) بِنَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۵

بَنُوْٓا اِسْرَآءِيْلَ۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد بَنُوْا اصل میں بَنُوْنَ تھا اسرائیل کی طرف اضافت کے باعث ن حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اسرائیل) پ ۱۱

بَنُوْنَ۔ بیٹے، اِبْنٌ کی جمع، بحالت رفع (ملاحظہ ہو ابن) پ ۱۸ پ ۹ پ ۲۳ پ ۲۷

بَنِيَّ۔ میرے بیٹو میرے بیٹے، اصل میں بَنِيْنَ تھا ی متکلم کی طرف اضافت کے باعث ن جمع حذف ہو گیا بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اور بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ میں اِخوان اور اَخَوَات کی طرف اضافت ہے (ملاحظہ ہو بَنِيْنَ) پ ۱۴ پ ۱۸ و ۲ پ ۲۴

بُنَيَّ۔ میرے بیٹے میرے پیارے بیٹے، میرے چھوٹے بیٹے۔ اِبْنٌ کی تصغیر ہے یہاں تصغیر پیار اور محبت کے لئے ہے جیسے ہم اپنی زبان میں کہتے ہیں۔ بیٹا، بابو وغیرہ بُنَيٌّ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، اضافت کے باعث ی کا ی میں ادغام کر دیا گیا۔ پ ۱۲ و ۱۱ پ ۲۱ پ ۲۱

بَنِيْٓ اٰدَمَ۔ آدم علیہ السلام کے بیٹے، آدم علیہ السلام کی اولاد، آدمی، بنی مضاف اٰدَمَ مضاف الیہ اس میں بھی نون جمع بسبب اضافت محذوف ہے پ ۸ و ۱۰ و ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۵ پ ۲۳

Marfat.com

بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ۔ بنی اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کی اولاد اسرائیل حضرت یعقوب علیہ السلام کو کہتے ہیں۔ پ۱ پ۱ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۸۔

بُنْیَانٌ۔ عمارت، واحد ہے جمع نہیں، کیونکہ بُنْیَانٌ مَّرْصُوْصٌ میں بنیان کی صفت بھی مذکر ہے جمع ہوتی تو صفت مؤنث ہوتی، بعض علماء کا خیال ہے کہ بُنْیَانٌ بُنْیَانَۃٌ کی جمع ہے۔ جیسے شعیر، شعیرۃ کی اور تمر، تمرۃ کی اور نخل نخلۃ کی اور اس قسم کی جمع کی تذکیر و تانیث دونوں جائز ہیں پ۱۳ بُنْیَانًا پ۱۵ پ۲۲

بُنْیَانَہٗ۔ اس کی عمارت، بُنْیَانَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱

بُنْیَانُھُمْ۔ ان کی عمارت، بُنْیَانَ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱ پ۱۴

بَنِیْنَ۔ بیٹے، اِبْنٌ کی جمع بحالت نصب و جر پ۱ پ۸ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۵ پ۱۸ پ۲۳ پ۲۵ پ۲۹

بَنَیْنَا۔ ہم نے بنایا، ہم نے تیار کیا، بِنَآءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۳۰

بَنَیْنٰھَا۔ ہم نے اس کو بنایا، ہم نے اس کو تیار کیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۲۶ پ۲۷

بَنِیْہِ۔ اس کے بیٹے، بَنِیْ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو بَنِیْ) پ۱ پ۱۹ پ۲۳

بَنٰھَا۔ اس کو بنایا، بَنٰی بِنَآءٌ کی ماضی کا صیغہ ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۳۰

فصل الواو

بَوَارِ۔ ہلاکت۔ مصدر ہے۔ اصل میں تو بوار کے معنی زیادہ کھوٹے ہونے کے ہیں اور چونکہ کسی چیز میں زیادہ کھوٹ کا پایا جانا اس کی ہلاکت اور فساد کا باعث ہوتا ہے اس لئے بوار کا استعمال ہلاکت کے معنی میں بھی کیا جاتا ہے۔ پ۱۳

بَوَّاَکُمْ۔ تم کو جگہ دی، بَوَّا تَبْوِیْئٌ سے جس کے معنی ٹھکانہ دینے اور مناسب جگہ فرو کش کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۸

بَوَّاْنَا۔ ہم نے جگہ دی، ہم نے مناسب مقام تیار کیا تَبْوِیْئٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۱۱ پ۱۷

بُوْرًا۔ ہلاک ہونے والے۔ بَآئِرٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہلاک ہونے والے ہیں، جو شخص حیران

Marfat.com

پریشان ہو کہ نہ کسی کا کہنا سنے نہ کسی کی طرف متوجہ ہو ایسے شخص کے لیے عرب والے کہتے ہیں رَجُلٌ حَائِرٌ بَائِرٌ اور ایسی قوم کو کہتے ہیں قوم حُوْرٌ بُوْرٌ پس جیسے حور حائر کی جمع ہے ایسے ہی بور بائر کی ہے۔ بعض علما کا خیال ہے کہ بور مصدر ہے اور واحد اور جمع دونوں کی صفت میں بولا جاتا ہے چنانچہ رجل بور اور قوم بور بولتے ہیں۔ کسی شاعر کا قول ہے۔ شعر

یَا رَسُوْلَ الْمَلِيْكِ اِنَّ لِسَانِيْ
رَاتِقٌ مَا فَتَقْتُ اِذْ اَنَا بُوْرٌ

اے بادشاہ کے قاصد جبکہ میں ہلاک ہو رہا ہوں تو میری زبان جو کچھ میں نے توڑا ہے اس کو جوڑ دیگی کہ یہاں انا واحد ہے اور بور اس کی صفت واقع ہے۔ پ۱۸ ع ۲۶

بُوْرِكَ۔ اس کو برکت دی گئی، وہ برکت دیا گیا مُبَارَكَةٌ سے جس کے معنی برکت دینے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۹ ع ۱۹

فصل الهاء

بِهٖ۔ اس کے ساتھ۔ ب حرف جر ہ ضمیر واحد مذکر غائب مجرور متصل (تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو ب) اور ھو

پ۱: ۳ و ۵ و ۹ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ — پ۲: ۴ و ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰

پ۲: ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ — پ۳: ۵ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۶ — پ۴: ۴ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲

پ۵: ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ — پ۶: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹

پ۷: ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ — پ۷: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۳ و

پ۹: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۷ و ۱۸ و ۱۹ — پ۸: ۲ و ۵ و ۶ و ۱۰ و ۱۴ و ۱۶ و ۱۸

پ۹: ۲ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ — پ۱۰: ۲ و ۱۱ و ۱۲

پ۱۱: ۲ و ۳ و ۴ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ — پ۱۲: اور ۳ و

پ۱۲: ۳ و ۴ و ۵ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۶ — پ۱۳: ۲ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و

پ۱۳: ۱۴ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ — پ۱۴: ۸ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۸ و ۱۹ و ۲۱ و ۲۲

پ۱۵: ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۰ و ۲۱ — پ۱۶: ۵ و ۹ و

پ۱۷: ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — پ۱۶: ۴ و ۵ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹

پ۱۸: ۱ و ۲ و ۴ و ۹ و ۸ و ۱۲ — پ۱۹: ۱ و ۴ و ۵ و ۷ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸

پ۲۰: ۱ و ۴ و ۹ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۹ — پ۲۱: ۱ و ۳ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶

پ۲۲: ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۹ — پ۲۳: ۱ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۳ و ۱۲ و ۱۶

پ۲۴: ۱ و ۴ و ۶ و ۱۰ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۹ — پ۲۵: ۱ و ۳ و ۴ و ۷ و ۶

پ۲۵: ۸ و ۹ و ۱۴ و ۱۶ و ۲۰ — پ۲۶: ۱ و ۴ و ۵ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۸

پ۲۶: ۳ و ۶ و ۹ و ۲۰ — پ۲۸: ۱ و ۳ و ۱۳ و ۱۶ و ۱۹ — پ۲۹: ۱ و ۲ و ۱۱ و ۱۲

پ۲۹: ۱۲ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۱ — پ۳۰: ۱ و ۸ و ۱۸ و ۲۵

بِهَا۔ اس کے ساتھ۔ اس کو ب حرف جر ھا ضمیر واحد مؤنث غائب مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب)

پ۱: ۱۲ و ۱۹ — پ۲: ۵ — پ۳: ۲ — پ۴: ۲ و ۳ و ۱۲ — پ۵: ۱۵ — پ۶: ۱۱ — پ۷: ۲ و ۹ و ۱۹ و ۱۱

پ ۷ / ۱۹، پ ۸ / ۳ و ۱۹ و ۱۶، پ ۹ / ۳ و ۷ و ۹ و ۱۲ و ۱۳، پ ۱۰ / ۱۱ و ۱۳ و ۱۶
پ ۱۱ / ۳ و ۶ و ۸، پ ۱۳ / ۳ و ۱۱ و ۱۵، پ ۱۴ / ۸، پ ۱۵ / ۶ و ۱۲، پ ۱۶ / ۸ و ۱۰، پ ۱۷ / ۳ و ۱۲
پ ۱۸ / ۲، پ ۱۹ / ۱۷ و ۱۸، پ ۲۰ / ۳ و ۱۵، پ ۲۱ / ۳ و ۷ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۸، پ ۲۲ / ۱۱، پ ۲۳ / ۳
پ ۲۵ / ۳ و ۹ و ۱۲، پ ۲۶ / ۳ و ۱۱، پ ۲۷ / ۳ و ۵ و ۱۲، پ ۲۹ / ۱ و ۱۴، پ ۳۰ / ۸

بُهِتَ۔ وہ مبہوت ہوگیا، وہ ششدر ہوگیا، وہ حیران رہ گیا۔ (سَمِعَ، کَرُمَ) بَهْتٌ سے جس کے معنی حیران اور ششدر رہ جانے کے ہیں۔ ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ واضح رہے کہ یہاں مجہول بھی معروف ہی کے معنی میں ہے۔ پ ۳

بُهْتَانٌ۔ بہتان، ایسا صریح جھوٹ کہ جس کو سنکر سننے والا حیران و ششدر رہ جائے۔ پ ۴ / ۸، پ ۲۸

بُهْتَانًا پ ۴ / ۱۲، پ ۵ / ۱۲، پ ۲۲ / ۳

بَهْجَةٍ۔ رونق، تازگی، خوبی و خوشرنگی، ظہورِ فرحت و مسرت۔ پ ۲۰

بِهِمْ۔ ان کے ساتھ، ان کو۔ ب حرف جر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب اور هم)
پ ۲، پ ۳ / ۴، پ ۴ / ۸، پ ۵ / ۳، پ ۶ / ۱۱، پ ۱۰ / ۳، پ ۱۱ / ۳ و ۸، پ ۱۲ / ۱ و ۳ و ۶
پ ۱۳ / ۳ و ۱۴، پ ۱۴ / ۱۰ و ۱۲، پ ۱۵ / ۱۵ و ۱۶، پ ۱۶ / ۵، پ ۱۷ / ۵، پ ۱۸ / ۴، پ ۲۰ / ۱۴
پ ۲۱ / ۵ و ۶ و ۱۱، پ ۲۲ / ۱۳، پ ۲۳ / ۲ و ۱۲، پ ۲۵ / ۳ و ۲۰، پ ۲۷ / ۳ و ۱۲، پ ۲۸ / ۳
پ ۲۸ / ۳ و ۸، پ ۲۹ / ۱۱، پ ۳۰ / ۸ و ۲۵

بِهِمَا۔ ان دونوں میں، ان دونوں کے ساتھ، ان دونوں کے متعلق۔ ب حرف جر، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مجرور متصل (ملاحظہ ہو ب اور هُمَا) پ ۲ / ۲، پ ۵ / ۴، پ ۱۴ / ۵، پ ۱۸ / ۷

بِهِنَّ۔ ان عورتوں کے ساتھ، ان عورتوں کے بدلے۔ ب حرف جر، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب (ملاحظہ ہو ب اور هُنَّ) پ ۲، پ ۵ / ۱۵، پ ۲۲ / ۳

بَهِيجٍ۔ بارونق، تر و تازہ، نفیس، بَهْجٌ سے جس کے معنی بارونق اور تر و تازہ ہونے کے ہیں۔ صفتِ مشبہ کا صیغہ۔ پ ۱۷ / ۸، پ ۲۶ / ۱۵

بَهِيمَةِ۔ چارپائے، چرنے والے جانور، بہیمہ اصل میں اس جانور کو کہتے ہیں جس میں نطق نہ ہو کیونکہ اس کی آواز میں ابہام ہوتا ہے لیکن عرفِ عرب میں درندوں اور پرندوں کو بہیمہ نہیں کہتے۔ پ ۶ / ۵، پ ۱۷ / ۱۱ و ۱۲

فصل الیاء المثناة

بِيْ۔ میرے ساتھ، مجھ کو۔ ب حرف جر، ی ضمیر واحد متکلم مجرور (ملاحظہ ہو ب) پ ۵، پ ۶ / ۵، پ ۸ / ۱۵ و ۱۶
پ ۸، پ ۱۳ / ۵، پ ۱۴ / ۵، پ ۱۵ / ۱۱، پ ۱۶ / ۱۲، پ ۱۸ / ۱۲، پ ۲۰ / ۱۳، پ ۲۱ / ۱۱، پ ۲۶ / ۱۱

بَيَاتًا۔ رات میں آپڑنا، رات میں سوتے دشمن پر حملہ کرنا، شبخون مارنا، مصدر ہے۔ پ ۸، پ ۹، پ ۱۱

Marfat.com

بَيَانٌ۔ بیان، بولنا، مصدر ہے۔ کسی چیز کے متعلق کھولنے اور واضح کرنے کا نام "بیان" ہے پس بیان، نطق سے عام ہے اور نطق خاص ہے اور کبھی جس چیز کے ذریعہ بیان کیا جاتا ہے اسی بیان کہتے ہیں چنانچہ کلام اول معنی ہی کے اعتبار سے بیان کہلاتا ہے کیونکہ وہ معنی مقصود کو کھولتا اور ظاہر کر دیتا ہے اور مجمل و مبہم کلام کی شرح کو دوسرے معنے کے اعتبار سے بیان کہتے ہیں هٰذَا بَيَانٌ لِّلنَّاسِ (یہ لوگوں کے لئے بیان ہے) اول معنی کی مثال ہے اور ثُمَّ إِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهُ (ہمارے ذمہ اس کا بیان کرنا ہے) دوسرے معنی کی۔ اور عَلَّمَهُ الْبَيَانَ (اس کو بیان سکھلایا) دونوں معنی کی مثال بن سکتا ہے۔ پ۴ پ۲۹

بَيَانَهُ۔ اس کا بیان کرنا، بَيَانَ مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۹

بَيَّتَ۔ اس نے رات میں مشورت کی، تَبْيِيتٌ سے، جس کے معنی رات میں دشمن پر دھاوا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۵

بَيْتٌ۔ گھر۔ اصل میں تو بیت اس جگہ کو کہتے ہیں جہاں انسان رات میں آکر بسیرا لے پھر کبھی کبھی رات کا لحاظ کئے بغیر مطلق جائے سکونت کو بیت کہدیا جاتا ہے، مٹی کا گھر ہو یا چونے پتھر کا ان کا شامیانہ ہو یا خیمہ پشمینہ سب کے لئے بیت کا لفظ استعمال ہوتا ہے پ۱ پ۱۵ پ۳ پ۱ پ۱۸ پ۱۲ پ۱۱ پ۲۰ پ۲۲ پ۲ پ۱۱ بَيْتِنَا پ۱۲ پ۲۸

اَلْبَيْتَ الْحَرَامَ۔ حرمت والا گھر، اَلْبَيْتَ موصوف، اَلْحَرَامَ صفت، شاہ عبدالقادر صاحب[1] فرماتے ہیں "حرام" کے معنی جس جگہ بند رہنا چاہئے اس مکان میں کئی باتیں منع ہیں، آدمی کو مارنا اور جانور کو ستانا اور درخت اور گھاس اکھاڑنا اور پڑا مال اٹھانا۔ پ۶ پ۲

بَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ۔ مکڑی کا گھر، بَيْتُ مضاف اَلْعَنْكَبُوْتِ مضاف الیہ پ۲۰

اَلْبَيْتِ الْعَتِيْقِ۔ بزرگ گھر، آزاد گھر، خانہ کعبہ جو چیز زمانہ یا مقام یا رتبہ میں مقدم ہو اس کو عتیق کہتے ہیں اسی لئے عتیق کے معنی کبھی قدیم کے آتے ہیں اور کبھی بزرگ اور کریم کے اور کبھی اس غلام کے جو آزاد کر دیا گیا ہو خانہ کعبہ کو بیت عتیق

---

[1] موضح القرآن فائدہ آیت ومن حیث خرجت فول وجهك شطر المسجد الحرام۔

Marfat.com

کیوں کہا گیا۔ حضرت ابن عباس، ابن الزبیر مجاہد اور قتادہ کا بیان ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے زبردستوں اور سرکشوں کے ہاتھ سے اس کو تباہی اور بربادی سے ہمیشہ آزاد رکھا اس لئے عتیق کہا گیا۔ سفیان بن عیینہ کہتے ہیں کہ یہ نام اس لئے پڑا کہ وہ دوسروں کی ملکیت سے ہمیشہ آزاد رہا۔ حسن اور ابن زید کا قول ہے کہ چونکہ وہ قدیم گھر ہے اس لئے اس کا نام عتیق ہوا کیونکہ اللہ کا پہلا گھر وہی ہے جو لوگوں کے لئے بنایا گیا ہے عرب والے بولتے ہیں دینار عتیق یعنی پرانی اشرفی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو غرق ہونے سے آزاد رکھا۔ اس لئے اس کو عتیق کہا جاتا ہے طوفان نوح میں اللہ تعالیٰ نے اس گھر کو اٹھا لیا تھا[۱]۔

اَلْبَیْتِ الْمَعْمُوْرِ آباد گھر بیت معمور۔ شاہ عبدالقادر صاحبؒ موضح القرآن میں فرماتے ہیں۔ کعبہ کو کہیا ساتویں آسمان پر کعبہ ہے فرشتوں کا طواف کا۔ حسن البصری اور محمد بن عباد بن جعفر سے پہلا ہی خیال مروی ہے کہ بیت معمور کعبہ ہی ہے لیکن دوسرا قول زیادہ مشہور ہے اور اکثر علماء سلف اسی طرف گئے ہیں اور اکثر روایات میں بھی یہی مذکور ہے کہ وہ ساتویں آسمان میں ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک مرفوع روایت میں وارد ہے کہ وہ چوتھے آسمان پر ہے۔ علامہ مجدالدین فیروزآبادی جو حافظ ابن حجر عسقلانی شارح صحیح بخاری کے استاد ہیں، قاموس میں اسی رائے پر جمے ہوئے ہیں بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ چھٹے آسمان پر ہے۔ بعض عرش کے نیچے بتاتے ہیں۔ بعض کی رائے ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو انھوں نے بیت المعمور کی تعمیر کی تھی جو طوفان نوح کے زمانے میں اٹھا لیا گیا اور غالباً یہی شبہ ان لوگوں کو ہوا ہے جو خانہ کعبہ کو بیت المعمور بتاتے ہیں[۱]۔ ازرقی نے تاریخ مکہ میں تصریح کی ہے کہ چوتھے آسمان میں جو گھر ہے وہی ہے جس کو آدم علیہ السلام نے اپنی حیات میں بنایا تھا وہ ان کی وفات کے بعد اٹھا لیا گیا[۲]۔

صحیح مسلم کی حدیث معراج میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

---

[۱] ملاحظہ ہو معالم التنزیل امام بغوی ج ۵ ص ۱۳ طبع مصر ۱۳۳۲ھ۔ [۲] فتح الباری ج ۶ ص ۲۲۰ طبع میریہ مصر
[۳] الکمالین شیخ سلام اللہ دہلوی ص ۴۳۴ طبع لکھنؤ مطبع نولکشور۔

Marfat.com

علیہ وسلم نے "بیت المعمور" کو ساتویں آسمان پر
دیکھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہاں ہر روز ستر ہزار
فرشتے داخل ہوتے ہیں جو پھر دوبارہ نہیں آتے
دوسری روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ پھر میں ایک
عمارت کے پاس پہنچا تو میں نے فرشتے سے کہا کہ یہ
کیا عمارت ہے اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے
اس کو فرشتوں کے لئے بنایا ہے یہاں ہر روز ستر
ہزار فرشتے آتے ہیں جنہیں پھر دوبارہ آنا میسر نہیں
ہوتا وہ یہاں آکر اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس
کرتے ہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث معراج میں حضرت
ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ساتویں
آسمان پر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات کے
بعد مذکور ہے کہ پھر میرے سامنے "بیت معمور" کیا
گیا تو میں نے حضرت جبریل علیہ السلام سے دریافت
کیا وہ کہنے لگے کہ یہ بیت معمور ہے۔ یہاں ہر روز
ستر ہزار فرشتے آکر نماز ادا کرتے ہیں اور جب نماز
پڑھ کر چلے جاتے ہیں تو پھر واپس نہیں آتے۔
امام اسحٰق بن راہویہ نے اپنی مسند میں نیز طبری
وغیرہ بہت سے علماء نے حضرت علی رضی اللہ عنہ
سے روایت کی ہے کہ ان سے جب "بیت المعمور"
کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا کہ آسمان میں کعبے کے
محاذی ایک گھر ہے جس کی حرمت وہاں اتنی
ہی ہے جتنی زمین میں خانہ کعبہ کی طبری کی روایت
میں سائل کا نام عبداللہ بن الکوا مذکور ہے حافظ
ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں حضرت ابن عباسؓ
حضرت عائشہؓ اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہم سے بھی اسی کے قریب قریب نقل کیا ہے
نیز ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ نے حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے حضرت علی رضی اللہ عنہ
کی روایت کے مانند مرفوع حدیث بھی نقل کی
ہے اور ابن منذر نے بطریق صحیح خود حضرت ابوہریرہ
سے بھی یہی ذکر کیا ہے ؎۱ ۲۷

بَیْتِكَ۔ تیرا گھر، بَیْتِ مضاف كَ ضمیر
واحد مذکر حاضر مضاف الیہ ۱۸ ۱۱

بَیْتِہٖ۔ اس کا گھر، بَیْتِ مضاف ہٖ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ۔ ۱۱

بَیْتِہَا۔ اس (عورت) کا گھر، بَیْتِ مضاف ہَا
ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ ۱۲

بَیْتِیَ۔ میرا گھر، بَیْتِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم
مضاف الیہ ۱ ۱۷ ۱۳

؎۱ ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۹ و ۲۲۰۔

Marfat.com

بِئْرٍ۔ کنواں، مؤنث مستعمل ہوتا ہے پ۱۴/۱۲

بِئْسَ۔ برا ہے، فعل ذم ہے، اس کی گردان نہیں آتی، بِئْسَ اصل میں بَئِسَ تھا بروزن فَعِلَ سَمِعَ سے۔ عین کلمہ کی اتباع میں اس کے فا کو کسرہ دیا گیا پھر تخفیف کے لئے عین کلمہ کو ساکن کر لیا گیا۔ بِئْسَ ہو گیا۔ پ۱/۱۲ و ۱۵

بِئْسَمَا۔ برا ہے جو کچھ، بری ہے وہ چیز، مَا بمعنی شے کے تمیز ہے بِئْسَ کے فاعل مضمر کی، ابو علی اور فراء کے نزدیک مَا موصول ہے بمعنی الذی کے اور بِئْسَ کا فاعل ہے، سیبویہ اور کسائی کا خیال ہے کہ مَا بمعنی الشی کے معرفہ تامہ ہے پس اس صورت میں اسم معرف باللام کی طرح بِئْسَ کا فاعل ہوگا۔ پ۱ پ۸

بَيْضٌ۔ انڈے، بَيْضَةٌ کی جمع بحذف تا جیسے نَخْلٌ نَخْلَةٌ کی جمع ہے بَيَاضٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی سپیدی کے ہیں۔ بیضہ کو بیضہ اس لئے کہا گیا کہ اس میں بیاض مکمل طور پر پائی جاتی ہے پ۲۳

بِيْضٌ سفید بَيَاضٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ جمع ہے۔ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے جمع میں ایک ہی صیغہ آتا ہے، واحد مذکر اَبْيَضُ اور واحد مؤنث بَيْضَاءُ ہے پ۲۲/۱۲ پ۲۳/۹

بَيْضَآءُ سفید، بَيَاضٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ واحد مؤنث پ۹/۳ پ۱۰/۱۶ و ۲ پ۳ پ۲۳/۹

بَيْعٌ۔ خرید و فروخت، لین دین، بیچنا، خریدنا، مصدر ہے۔ سودا دیکر قیمت لینے کا نام "بیع" اور قیمت دیکر سودا لینے کا نام "شراء" ہے، کبھی "شراء" کے معنی میں "بیع" اور "بیع" کے معنی میں "شراء" کا استعمال ہوتا ہے پ۳ پ۱۲ پ۱۸ پ۲۸/۱۲

بِيَعٌ۔ عبادت خانے، بِيْعَةٌ کی جمع جس کے معنی یہود و نصاریٰ کے عبادت خانہ اور گرجا کے ہیں پ۱۷/۱۲

بَيْعِكُمْ۔ تمہارا سودا کرنا، تمہارا لین دین کرنا بَيْعٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۱/۳

بَيْنَ۔ درمیان، بیچ، جدائی، ملاپ، دو چیزوں کے درمیان اور بیچ کو بتلانے کے لئے اس کی وضع عمل میں آئی ہے، ارشاد ہے وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمَا زَرْعًا (اور ہم نے رکھی دونوں کے بیچ میں کھیتی) عرب والے بولتے ہیں بَانَ كَذَا یعنی وہ چیز جدا ہو گئی اور جو کچھ اس میں پوشیدہ تھا ظاہر ہو گیا

Marfat.com

بین اسی بَانَ کا مصدر ہے اور چونکہ اس میں ظہور اور انفصال کے معنی معتبر ہیں اس لئے یہ ان میں سے ہر ایک کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ مستعمل ہوتا ہے لَقَدْ تَّقَطَّعَ بَيْنَكُمْ (تم ٹوٹ گئے آپس میں یا تمہارا ملاپ ختم ہوگیا) بین بمعنی وصل، ملاپ اور علاقہ کے ہے جس کی طرف آیت کے ابتدائی حصہ وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى الخ میں اشارہ کیا گیا ہے. واضح رہے کہ بین کا استعمال کبھی اسم ہو کر ہوتا ہے اور کبھی ظرف ہو کر چنانچہ آیتِ مذکورہ میں دونوں قراتیں ہیں بعض نے بَيْنُكُمْ پڑھا ہے بین کے ساتھ اور بَيْنُ کو اسم قرار دیا ہے اور بعض نے بَيْنَكُمْ پڑھا ہے زبر کے ساتھ اور اس کو ظرف غیر متمکن بتایا ہے، یہ بھی یاد رہے کہ بَيْنَ کا استعمال یا تو وہاں ہوتا ہے جہاں مسافت پائی جائے جیسے بَيْنَ الْبَلَدَيْنِ (دو شہروں کے درمیان) یا جہاں دو یا دو سے زیادہ کا عدد موجود ہو جیسے بین الرجلین (دو شخصوں کے درمیان) یا بین القوم (قوم کے درمیان) اور جس جگہ وحدت کے معنی ہوں وہاں بین کی اضافت ہو تو تکرار ضروری ہے جیسے وَمِنْ بَيْنِنَا وَبَيْنِكَ حِجَابٌ (اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہے) اور فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا (پس ہمارے اور تیرے درمیان وعدہ ٹھیرا لے) میں ہے. جب بین کی اضافت ایدی (ہاتھوں) کی طرف ہو تو اس کے معنی سامنے اور قریب کے ہوتے ہیں جیسے ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ (پھر میں آؤں گا ان کے سامنے سے) وغیرہ. پ۱: ۸و۱۲و۱۹ — پ۲: ۱۰و۱۲

پ۳: ۸و۹و۱۳و۱۶ پ۴: ۲و۵ پ۵: ۱۳و۱۴و۱۷و۱۹

پ۶: ۱و۸و۱۱ پ۷: ۱۶ پ۸: ۹و۱۳ پ۹: ۱و۱۶ پ۱۰: ۲ پ۱۱: ۳و۱۰و۵

پ۱۳: ۵و۶و۸ پ۱۴: ۵ پ۱۵: ۵و۱۲ پ۱۶: ۳و۷و۱۳و۱۵ پ۱۷: ۲و۱۵

پ۱۹: ۲و۳و۱۲ پ۲۰: ۱۰ پ۲۲: ۷و۸و۱۰و۱۱و۱۳و۱۶و۱۸ پ۲۳: ۲و۷و۱۱

پ۲۴: ۲و۱۰و۱۴و۱۷و۱۹ پ۲۵: ۳و۴و۱۳ پ۲۶: ۱۲و۱۸ پ۲۹: ۲و۹

پ۲۸: ۸و۹و۲۰ پ۲۹: ۱۲ پ۳۰: ۱۱

بَيِّنٌ ظاہر، بَيَانٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ پ۱۵: ۱۲

بَيَّنَّا ہم نے بیان کردیا، ہم نے کھول دیا تَبْيِيْنٌ سے جس کے معنی بیان کرنے اور واضح و ظاہر کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ۲: ۳ پ۷: ۱۱ پ۲۶: ۱۸

بَيِّنَاتٌ کھلی ہوئی دلالتیں، روشن دلیلیں - بَيِّنَةٌ کی جمع. پ۱: ۲و۱۱ پ۲: ۲و۷و۱۰و۱۳ پ۳: ۱و۱۷ پ۴: ۲و۱۱

پ۵: ۲و۳ پ۶: ۱۵ پ۷: ۱۵ پ۸: ۷و۱۲ پ۹: ۱۲ پ۱۰: ۱۳ پ۱۱: ۱۱ پ۱۲: ۱۱

پ۱۳: ۸و۱۲ پ۱۴: ۹و۱۲ پ۱۵: ۷ پ۱۶: ۶ پ۱۷: ۷و۱۲ پ۲۱: ۱و۷و۸ پ۲۲: ۹و۱۳

Marfat.com

پ۲۴/۸و۹و۱۰و۱۲و۱۴ پ۲۵/۱۲و۱۸و۱۹ پ۲۶/۱ پ۲۷/۱۷و۱۹ پ۲۸/۱و۹و۱۵

بَیَّنّٰہُ. ہم نے اس کو بیان کیا بَیَّنَّا ماضی کا صیغہ جمع متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲

بَیْنَکَ. تیرے درمیان بَیْنَ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ۵/۱۵ پ۱۶/۱و۱۲ پ۲۱/۶ پ۲۴/۹و۱۵ پ۲۵/۱۰

بَیْنَکُمْ. تمہارے درمیان، بَیْنَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲/۷و۱۵ پ۳/۱۰و۱۴و۷ پ۳/۱۵ پ۵/۲و۳و۷و۹و۱۰و۱۷ پ۶/۲و۷و۸و۱۳و۱۷ پ۷/۱۵ پ۸/۹ پ۹/۸ پ۱۳/۱۲ پ۱۴/۱۹ پ۱۵/۱۱ پ۱۷/۲ پ۱۷/۱۴ پ۱۸/۱۵ پ۲۰/۱۵ پ۲۱/۲و۹ پ۲۵/۲ پ۲۶/۱ پ۲۷/۱۵و۱۹ پ۲۸/۷و۸و۱۷

بَیْنَنَا. ہمارے درمیان، بَیْنَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ۷/۱۵ پ۸/۸ پ۱۲/۱۲ پ۱۸/۱۸ پ۱۹/۱ پ۲۲/۸ پ۲۲/۲و۱۲ پ۲۲/۹ پ۲۳/۱۰و۱۱ پ۲۳/۱۵ پ۲۵/۳ پ۲۶/۹ پ۲۸/۷

بَیَّنُوْا. انہوں نے بیان کیا، تَبْیِیْنٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲

بَیِّنَۃٌ. کھلی دلیل، واضح دلالت کو بَیِّنَۃ کہتے ہیں خواہ دلالت عقلیہ ہو یا محسوسہ پ۷ پ۸/۱۲ پ۹/۷و۱۷و۱۸ پ۱۲/۳ پ۱۲/۱ پ۱۶/۲و۳و۵و۷و۸ پ۱۷/۱۶ پ۱۸/۱۹ پ۲۲/۱۵ پ۳۰/۲ پ۲۲/۲۲

بَیْنَہٗ. اس کے درمیان بَیْنَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۳/۱۱ پ۵/۲ پ۱۸/۱۲ پ۲۲/۱۵

بَیْنَہَا. اس کے درمیان، بَیْنَ مضاف ہَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۳/۱۱ پ۲۷/۱۲

بَیْنَہُمْ. ان کے درمیان، بَیْنَ مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱/۱۴ پ۲/۹و۱۰و۱۴ پ۳/۱۰و۱۱ پ۴/۲و۹و۱۰ پ۶/۷و۱۰و۱۱و۱۳ پ۹/۱۲ پ۱۰/۳و۴ پ۱۱/۷و۸و۹و۱۰و۱۱ پ۱۲/۱۰ پ۱۴/۴ پ۱۵/۹و۱۵و۱۹ پ۱۶/۲و۳و۵ پ۱۶/۱۲و۱۴ پ۱۷/۷و۹و۱۲ پ۱۸/۴و۷و۱۲و۱۳ پ۱۹/۳و۱۰ پ۲۰/۲ پ۲۱/۱۲ پ۲۲/۸و۱۴ پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۲و۵و۲۰ پ۲۵/۲و۳و۴و۵و۹و۱۹ پ۲۵/۱۲و۱۸ پ۲۶/۱۲ پ۲۷/۹و۱۸ پ۲۸/۵

بَیْنَہُمَا. ان دونوں کے درمیان، بَیْنَ مضاف ہُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ پ۵/۲و۱۹ پ۶/۷ پ۸/۱۲ پ۱۲/۴ پ۱۴/۴ پ۱۵/۱۷و۲۱ پ۱۶/۷و۱۰ پ۱۷/۲ پ۱۹/۳و۹ پ۲۱/۳و۷ پ۲۲/۵و۱۰و۱۲و۱۴ پ۲۵/۱۳و۱۴و۱۵ پ۲۶/۱و۱۳و۱۷ پ۲۷/۱۱ پ۳۰/۲

بَیْنَہُنَّ. ان عورتوں کے درمیان۔ بَیْنَ مضاف ہُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ۲۸/۱۸

بَیْنِیْ. میرے درمیان۔ بَیْنَ مضاف ی ضمیر

Marfat.com

واحد متکلم مضاف الیہ پ۸ ۱۳و۱۳ پ۱۵ ۱۱ پ۲۶ ۱ پ۹ ۱۰

پ۲۶ ۱ پ۱۵ ۱۰ پ۲۱ ۲ پ

بُيُوْتٍ گھر بَيْتٌ کی جمع، پ۱۸ ۱۱ و ۱۳ پ۱۳ ۱۱ پ۸ پ۱۳

پ۱۹ پ۲۲ ۲ بُيُوْتًا پ۸ ۱۸ پ۱۳ پ۱۷ ۱۶ و ۱۵ و ۱۷

پ۱۸ ۱۰ و ۱۳ پ۱۲

بُيُوْتِكُمْ۔ تمہارے گھر، بُيُوْتٌ مضاف

كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۱۴ پ۲۷

پ۱۸ ۱۰ و ۱۳ پ۱۲ ۱۷ پ۱۱ ۲

بُيُوْتِكُنَّ۔ تمہارے (عورتوں کے) گھر، بُيُوْتٌ مضاف

كُنَّ ضمیر جمع مونث حاضر مضاف الیہ پ۲۲

بُيُوْتَنَا۔ ہمارے گھر، بُيُوْتٌ مضاف نَا ضمیر

جمع متکلم مضاف الیہ پ۲۱ ۱۸

بُيُوْتُهُمْ۔ ان کے گھر، بُيُوْتٌ مضاف هُمْ ضمیر

جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۹ ۱ پ۱۵ پ۲۸

بُيُوْتِهِنَّ۔ ان (عورتوں کے) گھر بُيُوْتٌ مضاف

هِنَّ ضمیر جمع مونث غائب مضاف الیہ پ۲۸

بَئِيْسٍ۔ سخت، بروزن فَعِيْلٌ بَأْسٌ اور بُؤْسٌ

سے صفت مشبہ کا صیغہ پ۹ ۱۱

Marfat.com

باب التاء المثناة

ت۔ قسم ہے حرف جر ہے اس کے معنی قسم کے ہیں اور تعجب کے ساتھ مخصوص ہے نیز اللہ کے نام کے سوا کسی نام پر داخل نہیں ہوتی۔ علامہ زمخشری تَاللّٰهِ لَاَکِیْدَنَّ اَصْنَامَکُمْ (قسم ہے اللہ کی میں تمہارے بتوں کا علاج کر کے مانوں گا) کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

"حروف قسم میں "باء" تو اصل ہے اور "واو" اس کا بدل اور "واو" کا بدل "تا" ہے لیکن "تا" میں تعجب کے معنے زائد ہیں (جیسا کہ آیت مذکورہ میں) گویا اس بات پر تعجب ہے کہ باوجود نمرود کی سرکشی اور زور آوری کے میرے لئے ان کا علاج کر دینا اور اس کام کا سرانجام کو پہنچانا کتنا آسان ہے۔" [1]

جب یہ فعل مستقبل کے اول میں آتی ہے تو مخاطب پر دلالت کرتی ہے جیسے تَعْلَمُوْنَ (تم جانتے ہو یا جان لوگے) نیز صیغہ تانیث ہونے کو بھی بتاتی ہے جیسے تَرْجُفُ (وہ کانپے گی) اور جب کلمہ کے آخر میں آتی ہے تو تانیث پر دلالت کرتی اور حالت وقف میں "ہا" بن جاتی ہے جیسے قَائِمَةٌ (کھڑی ہونے والی) اور کبھی وقف اور وصل دونوں حالتوں میں ثابت رہتی ہے جیسے اُخْتٌ (بہن) اور بِنْتٌ (بیٹی) اور جمع مؤنث سالم کے آخر میں الف کے ساتھ آتی ہے جیسے مُسْلِمَاتٌ (مسلمان عورتیں) اور مُؤْمِنَاتٌ (ایمان والی عورتیں) اور فعل ماضی کے آخر میں جب مضموم ہوتی ہے یعنی اس پر پیش ہوتا ہے تو ضمیر واحد متکلم کے لئے آتی ہے جیسے جَعَلْتُ (میں نے بنایا) اور جب مفتوح ہوتی ہے یعنی اس پر زبر ہوتا ہے تو واحد مذکر مخاطب کی ضمیر ہوتی ہے جیسے اَنْعَمْتَ (تو نے انعام فرمایا) اور جب مکسور ہوتی ہے یعنی اس پر زیر ہوتا ہے تو واحد مؤنث حاضر کی ضمیر کے لئے آتی ہے جیسے جِئْتِ (تو لائی)۔

فصل الالف

تَابَ۔ اس نے توبہ کی، وہ پھر آیا، وہ گناہ سے

[1] ملاحظہ ہو کشاف، سورۂ انبیاء

Marfat.com

باز آگیا، وہ متوجہ ہوا، اس نے معاف کیا (نَصَرَ)
تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ کے معنی گناہ سے باز آنے کے
ہیں جب اس کا تعدیہ اِلیٰ کے ذریعہ ہوتا ہے
تو اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ اور انابت کے معنی
ہوتے ہیں اور جب علیٰ سے ہوتا ہے تو توبہ
قبول کرنے کے معنی آتے ہیں (تفصیل کے لئے
ملاحظہ ہو لفظ تَوْبَۃ) پ۱/۳و۶ پ۲/۷ پ۶/۱۰و۱۳ پ۸/۱۴
پ۱۱/۱۰ پ۱۰/۱۳ پ۱۶/۷و۱۳و۱۹ پ۱۹/۳ پ۲۰/۱۰ پ۲۸/۲ پ۲۹/۱۳

تَابَا۔ ان دونوں نے توبہ کی، وہ دونوں باز آگئے
تَوْبٌ اور تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب۔
پ۴/۱۴۔

تَابِعٌ۔ پیروی کرنے والا، تَبَعٌ اور تِبَاعٌ سے
معنی پیچھے پیچھے قدم بقدم چلنے، ساتھ رہنے۔
مطیع ہونے اور پیروی کرنے کے اسم فاعل کا صیغہ
واحد مذکر۔ پ۲

تَابِعِیْنَ۔ ساتھ رہنے والے، طفیلیوں کے
طور پر رہنے والے، تَابِعٌ کی جمع بحالت نصب وجر
اَوِ التَّابِعِیْنَ غَیْرِ اُولِی الْاِرْبَۃِ مِنَ الرِّجَالِ
(یا ان مردوں پر جو طفیلی کے طور پر رہتے ہوں
اور ان کو ذرا توجہ نہ ہو) سے وہ لوگ مراد ہیں
جو بطور طفیلی کے بچا کھچا کھانے کو پیچھے ہولیں
اگرچہ مرد تو ہیں لیکن عورتوں سے کچھ غرض مطلب
نہیں رکھتے جیسے خواجہ سرا یا بڈھا پھوس وغیرہ
مجاہد، عکرمہ اور شعبی سے یہی تفسیر منقول ہے[1]
احناف کے نزدیک خصی، مقطوع الذکر اور
مؤنث اجنبی مرد کے حکم میں ہیں جن کے سامنے
زینت کا کھولنا روا نہیں۔ پ۱۸

تَابُوْا۔ انہوں نے توبہ کی، وہ باز آگئے۔ تَوْبٌ
اور تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲
پ۲/۱۴ پ۵/۱۸ پ۶ پ۸/۷و۸ پ۱۱/۲۱ پ۱۸/۷ پ۲۶/۹

تَابُوْتٌ۔ صندوق، پ۲/۱۷ پ۱۶/۱۱

تَأْبٰی۔ وہ انکار کرتی ہے، وہ انکار کرتے ہیں اِبَاءٌ
سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
واضح رہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو
واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر کا حکم مؤنث غیر حقیقی
کا ہے تَأْبٰی قُلُوْبُھُمْ (ان کے دل انکار کرتے
ہیں) یہاں قلوب چونکہ جمع مکسر ہے اس لئے واحد
مؤنث کا صیغہ لایا گیا۔ لہذا یہاں تَأْبٰی کے ترجمہ میں
صیغہ جمع کے معنی لینا چاہیے (ملاحظہ ہو اِبَاء) پ۱۰

[1] معالم التنزیل ج ۵ ص ۵۸۔

Marfat.com

تَأْتِ۔ وہ (جماعت) آوے، (ضَرَبَ) اِتْیَانٌ سے جس کے معنی آسانی کے ساتھ آنے اور کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تَأْتِ اصل میں تَأْتِیْ تھا۔ عامل کے آنے کے سبب ی جو حرف علت ہے آخر سے حذف ہو گئی۔ واضح رہے کہ اِتْیَانٌ کا استعمال بذاتِ خود آنے نیز کسی کام کا حکم دینے اور اس کی تدبیر کو سرانجام دینے کے متعلق ہوتا ہے اور خیر و شر، اعیان و اعراض سب کے متعلق بولا جاتا ہے بِا کے ذریعہ جب اس کا تعدیہ ہو تو معنی لانے کے ہوتے ہیں۔ پ

تَأْتِنَا۔ تو ہمارے پاس لائیگا۔ تَأْتِ اِتْیَانٌ سے مضارع کا واحد مذکر حاضر اصل میں تَأْتِیْ تھا عامل کے سبب ی گر پڑی نَا ضمیر جمع متکلم پ

تَأْتُنِیْ۔ تم ضرور میرے پاس لے آؤ گے، تَأْتُنَّ اِتْیَانٌ سے مضارع با نون ثقیلہ کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ

تَأْتُوْا۔ تم آتے رہو، اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ان ناصبہ کے آنے کے سبب آخر سے نون اعرابی گر پڑا۔ پ

تَأْتُوْنَ۔ تم کرتے ہو، تم آتے ہو، تم آؤ گے۔

اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

تَأْتُوْنَنَا۔ تم ہمارے پاس آتے ہو، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ

تَأْتُوْنِیْ۔ تم میرے پاس لاؤ گے۔ اس میں ی ضمیر واحد متکلم ہے یہاں اس کا تعدیہ بذریعہ با ہے پ

تَأْتِہِمْ۔ تو ان کے پاس لاتا ہے، تو ان کے پاس لائے گا۔ تَأْتِ اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لم کے آنے کے سبب آخر سے ی گر گئی ھم ضمیر جمع مذکر غائب پ

تَأْتِہِمْ۔ ان کے پاس آئی، تَأْتِ اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں تَأْتِیْ تھا لم کے آنے کے سبب آخر سے ی حذف ہو گئی اور مضارع ماضی کے معنی میں ہو گیا ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ

تَأْتِیَ۔ تو لے آوے، اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ

تَأْتِیْ۔ وہ آئے گی، اِتْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ پ

تَأْتِیَکُمْ۔ وہ تمہارے پاس آتی ہے، وہ تمہارے پاس آئے گی۔ تَأْتِیْ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث

Marfat.com

غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۹ ع۱۴

تَاْتِیَنَا۔ تو ہمارے پاس آئے، تو ہمارے پاس لے آئے۔ تَاْتِیْ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم پ۵ ع۱

تَاْتِیَنَا۔ وہ ہمارے پاس آوے۔ وہ ہمارے پاس آئے گی، تَاْتِیْ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۲ ع۲

تَاْتِیَنَّکُمْ۔ وہ تمہارے پاس ضرور آئے گی تَاْتِیَنَّ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب بانون تاکید کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۲۳

تَاْتِیْهِمْ۔ تو ان کے پاس آتا ہے، تو ان کے پاس لے آئیگا۔ تَاْتِیْ صیغہ مضارع واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ

تَاْتِیْهِمْ۔ وہ ان کے پاس آتی ہے، وہ ان کے پاس آئیگی۔ تَاْتِیْ صیغہ مضارع واحد مؤنث غائب۔ هم ضمیر جمع مذکر غائب پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ پ

تَاْثِیْمٌ۔ گنہگاری، گنہ میں ڈالنا۔ گناہ کی باتیں۔ بروزن تفعیل مصدر ہے پ تَاْثِیْمًا پ۲۷ ع۱۲

تَاْجُرَنِیْ۔ تو میری نوکری کرے گا تو میری مزدوری کریگا۔ (نصر) تَاْجُرُ اَجْرٌ سے جس کے معنی مزدوری دینے اور کسی کی مزدوری کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۲۰

تَاْخُذْ۔ تو پکڑے (نصر) اَخْذٌ سے جس کے معنی پکڑنے اور لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ یہاں لا نہی آنے کے سبب فعل نہی ہے پ۱۲ ع۱۶

تَاْخُذُکُمْ۔ تم کو وہ آپکڑے، تم کو وہ آلے۔ تَاْخُذُ اَخْذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر۔ پ۱۵ ع۲

تَاْخُذُوْا۔ تم لے لو، اَخْذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا پ پ۱۲ پ

تَاْخُذُوْنَهٗ۔ تم اس کو لیتے ہو، تم اس کو لوگے تَاْخُذُوْنَ اَخْذٌ سے مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۲

تَاْخُذُوْنَهَا۔ تم اس کو لوگے۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۲۶

تَاْخُذُوْهَا۔ تم اس کو لے لو۔ اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تاخذونہا) پ۱۲

تَاْخُذُهٗ۔ وہ اس کو پکڑتی ہے، وہ اس کو آلیتی ہے

Marfat.com

تَأْخُذُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ ب۳
تَأْخُذُهُمْ وہ ان کو آپکڑیگی وہ ان کو آلیگی
اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲
تَأَخَّرَ۔ وہ پیچھے رہا، وہ پیچھے ہوا۔ تَأَخُّرٌ سے جس کے
معنی پیچھے ہونے اور پیچھے رہنے کے ہیں ماضی
کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے ب۲۶
تَأَذَّنَ۔ اس نے سنا دیا، اس نے پکار دیا، اس نے
اعلان کر دیا، اس نے بتلا دیا، اس نے خبر کر دی
تَأَذُّنٌ سے جس کے معنی سنا دینے کے ہیں۔ ماضی
کا صیغہ، واحد مذکر غائب ب۹ ب۱۳
تَارِكٌ۔ چھوڑنے والا، تَرْكٌ سے جس کے معنی
چھوڑ دینے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ب۱۲
تَارِكُوا۔ چھوڑنے والے، تَارِكٌ کی جمع۔ نون بسبب
اضافت محذوف ہو گیا۔ بحالت رفع ب۲۳
تَارِكِي چھوڑنے والے۔ تَارِكٌ کی جمع بحالتِ
نصب وجر۔ ب۱۲
تَارَةً، مرتبہ، دفعہ، باری، باری، اس کی اصل
تَأْرَةً تھی ہمزہ کثرتِ استعمال کے باعث متروک
ہو گئی۔ ب۱۵ ب۱۲
تَأْسَ۔ تو غم کھاتا ہے، تو غم کھائے گا (سمع)
أَسًى سے جس کے معنی غمگین ہونے کے ہیں مضارع
کا صیغہ واحد مذکر حاضر اصل صیغہ تَأْسىٰ تھا،
لیکن چونکہ یہاں لا نہی اس پر داخل ہے اس لئے
آخر سے ی گر گئی۔ ب۶ ب۲۸
تَأْسِرُوْنَ۔ تم قید کرتے ہو، تم اسیر کرتے ہو۔
(ضَرَبَ) أَسْرٌ سے جس کے معنی قید میں باندھنے
کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب۲۱
تَأْسَوْا۔ تم غم کھاؤ، تم غم کھاتے ہو، أَسًى سے مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر ب۲۷
تَأْفِكَنَا۔ تو ہم کو پھیر دیگا۔ (ضَرَبَ) تَأْفِكُ إِفْكٌ
سے قاموس میں ہے کہ أَفَكَ ضَرَبَ اور سَمِعَ
دونوں سے آتا ہے اور مصدر افک الف کے کسرہ
اور فتحہ اور فا کے سکون اور حرکت سے جھوٹ
بولنے کے معنی میں آتا ہے اور أَفَكَ عَنْهُ یعنی جب
عن صلہ میں آئے تو معنی پھیرنے، بدلنے، رائے
بدلنے اور مراد سے محروم کرنے کے ہوتے ہیں۔ امام
راغب کہتے ہیں اِفک کا استعمال ہر اس شے کے
متعلق ہوتا ہے جو اپنے اصلی رخ سے پھیری گئی ہو
اسی بنا پر ان ہواؤں کو جو اپنے چلنے کا اصلی رخ چھوڑ دیں
مُؤْتَفِكَاتٌ کہتے ہیں اور اعتقادِ حق سے باطل کی
طرف اور سچائی سے جھوٹ کی طرف اور اچھے

Marfat.com

اعمال سے برے افعال کی طرف پلٹنے کے لئے اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ بولا گیا ہے، آیت شریف قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِتَاْفِکَنَا عَنْ اٰلِھَتِنَا (کافروں نے کہا کہ کیا تو اس لئے آیا ہے کہ ہم کو ہمارے معبودوں سے پھیر دے) میں اِفْکٌ کا استعمال ان کے اعتقاد کے اعتبار سے ہوا ہے کیونکہ وہ اپنے اعتقادِ باطل میں دعوتِ توحید کو حق سے برگشتگی سمجھتے تھے [illegible]

تَاْکُلُ۔ وہ کھائے، وہ کھاتی ہے وہ کھائیگی (نَصَرَ) اَکْلٌ سے جس کے معنی کھانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب [illegible]

تَاْکُلُوْا۔ تم کھاؤ، تم کھا جاؤ، اَکْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَاْکُلُوْنَ تھا، عامل کے باعث آخر سے نونِ اعرابی حذف ہو گیا ہے [illegible]

تَاْکُلُوْنَ۔ تم کھاتے ہو، تم کھا جاتے ہو، تم کھاؤ گے، اَکْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

تَاْکُلُوْھَا۔ تم اس کو کھاتے رہو، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے [illegible]

تَاْکُلُہٗ۔ وہ اس کو کھائے، وہ اس کو کھانے لگے، تَاْکُلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے [illegible]

تَاْلَمُوْنَ۔ تم دردمند ہوتے ہو، تم تکلیف پاتے (سَمِعَ) اَلَمٌ سے جس کے معنی سخت دردمند ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

تَالِیٰتِ۔ تلاوت کرنے والیاں، پڑھنے والیاں (نَصَرَ) تِلَاوَۃٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تِلَاوَۃٌ) [illegible]

تَاْمُرُکَ۔ وہ تجھے حکم دیتی ہے، تَاْمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَمْرٌ) [illegible]

تَاْمُرُنَا۔ تو ہم کو حکم دیتا ہے۔ تَاْمُرُ اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو اَمْرٌ) [illegible]

تَاْمُرُوْنَ۔ تم حکم دیتے ہو، تم حکم کرتے ہو، اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

تَاْمُرُوْنَنَا۔ تم ہم کو حکم کرتے ہو۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے [illegible]

تَاْمُرُوْنِّیْ۔ تم مجھ کو حکم دیتے ہو، اس میں ی

Marfat.com

ضمیر واحد متکلم ہے اور نون پر تشدید ادغام کی وجہ سے ہے ۲۲/۳۱

تَامُرُهُمْ وہ ان کو حکم دیتی ہے۔ تَامُرُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ ۲۷/۳۴

تَامُرِيْنَ تو حکم دیتی ہے، اَمْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر۔ ۲۷/۱۸

تَامَنَّا تو ہم کو بالامانت جانتا ہے، تو ہم کو امین بناتا ہے (سمع) اصل میں تَامَنُنَا تھا نون کا نون میں ادغام کر دیا گیا۔ تَامَنُ اَمْنٌ اور اَمَانَةٌ سے بمعنی اعتبار کرنے اور امین بنانے کے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم ۱۲/۱۱

تَامَنْهُ تو اس کو امانت دے، تو اس کو امین بنائے اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۳/۷۵

تَاوِيْلُ تعبیر، تانی کل بتانی، بیان حقیقت ٹھیک پڑنا بروزن تفعیل مصدر ہے اَوْلٌ سے مشتق ہے جس کے معنی اصل کی طرف لوٹنے کے ہیں اسی لئے مرجع اور جائے بازگشت کو موئل کہتے ہیں، کسی شے کو خواہ وہ شے علم ہو یا فعل، اس کی اصلی مراد کی طرف لوٹانے کا نام تاویل ہے۔ علم کی مثال وَمَا يَعْلَمُ تَاوِيْلَهٗ اِلَّا اللّٰهُ (اور ان کی کل بتانی کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ کے) اور فعل کی مثال هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّا تَاوِيْلَهٗ، يَوْمَ يَاْتِيْ تَاوِيْلُهٗ يَقُوْلُ الَّذِيْنَ نَسُوْهُ مِنْ قَبْلُ قَدْ جَآءَتْ رُسُلُ رَبِّنَا بِالْحَقِّ فَهَلْ لَّنَا مِنْ شُفَعَآءَ فَيَشْفَعُوْا لَنَآ اَوْ نُرَدُّ فَنَعْمَلَ غَيْرَ الَّذِيْ كُنَّا نَعْمَلُ (کیا اسی کی راہ دیکھتے ہیں کہ وہ ٹھیک پڑے جس دن وہ ٹھیک پڑے گی کہنے لگیں گے جو اس کو پہلے سے بھول رہے تھے کہ بیشک سچ بات لائے تھے ہمارے رب کے پیغمبر، اب کوئی ہیں سفارش والے کہ ہماری سفارش کریں یا ہم کو پھر لوٹا دیا جائے تو ہم عمل کریں خلاف ان اعمال کے جو ہم کر رہے تھے) ۷/۵۳ ۳/۷ ۴/۵۹ ۱۷/۳۵

تَاوِيْلِهٖ اس کی حقیقت، اس کا ٹھیک پڑنا، اس کی تعبیر۔ تَاوِيْل مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۳/۷ ۱۰/۳۹ ۱۲/۳۶

تَآئِبَاتٍ توبہ کرنے والیاں، باز آنے والیاں، تَآئِبَةٌ کی جمع تَوْبَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث (ملاحظہ ہو تَوْبَةٌ) ۶۶/۵

تَآئِبُوْنَ باز آنے والے، توبہ کرنے والے، تَآئِبٌ کی جمع بحالت رفع، تَوْبَةٌ سے، اسم فاعل

Marfat.com

کا صیغہ، جمع مذکر (ملاحظہ ہو تَوْبَۃ) پ ۲

فصل الباء الموحّدۃ

تُبْ۔ تو معاف کر، تو توبہ قبول کر، تَوْبَۃٌ سے۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں پر خطاب اللہ عزّوجل سے ہے اور صلہ میں عَلٰی واقع ہے اس لئے توبہ قبول کرنے کے معنی ہوں گے، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَابَ اور تَوْبَۃ) پ ۱۵

تَبَّ۔ وہ ہلاک ہوا، وہ سدا ٹوٹے میں رہا، وہ ٹوٹ گیا (ضَرَبَ) تَبٌّ سے جس کے معنی ٹوٹے میں رہنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۳۰

تَبَابٌ۔ ہلاکت، کھپنا، ٹوٹنا، سدا ٹوٹے میں رہنا، تَبٌّ کی طرح یہ بھی تَبَّ کا مصدر ہے پ ۲۴

تَبَارًا۔ ہلاکت، ہلاک کرنا، برباد ہونا، مصدر ہے۔ ضَرَبَ اور سَمِعَ سے آتا ہے۔ پ ۲۹

تَبَارَكَ۔ وہ بہت برکت والا ہے، وہ بڑی برکت والا ہے، تَبَارُكٌ سے جس کے معنی بابرکت ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب اس فعل کی گردان نہیں آتی اور صرف ماضی کا ایک صیغہ مستعمل ہے اور وہ بھی صرف اللہ تعالیٰ کے لئے آتا ہے اسی لئے بعض لوگ اس کو اسم فعل بتاتے ہیں۔

پ ۱۲، پ ۱۸، پ ۱۹، پ ۱۲، پ ۱۲، پ ۱۲، پ ۱۲، پ ۱

تُبَاشِرُوْهُنَّ۔ تم ان (عورتوں) سے ملو، تم ان سے مباشرت کرو، تُبَاشِرُوْا مُبَاشَرَةٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب، یہاں مباشرت سے جماع کا کنایہ ہے (ملاحظہ ہو بَاشِرُوْهُنَّ) پ ۲

تَبَايَعْتُمْ۔ تم نے سودا کیا، تم نے خرید و فروخت کی تَبَايُعٌ سے جس کے معنی باہم خرید و فروخت کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳

تُبْتُ۔ میں نے توبہ کی، میں باز آیا، تَوْبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو تَابَ اور تَوْبَۃ) پ ۴، پ ۹، پ ۲۶

تَبَّتْ۔ وہ ہلاک ہوئی، وہ سدا ٹوٹے میں رہی، وہ ٹوٹ گئی، تَبٌّ اور تَبَابٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تَبَّتْ يَدَا (دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے) (ملاحظہ ہو تَبَّ اور تَبَابٌ) پ ۳۰

تَبْغُوْا۔ تم چاہتے ہو، تم ڈھونڈتے ہو، تم تلاش کرتے ہو، اِبْتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبْغُوْنَ تھا، نون اعرابی عامل کے آنے سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اِبْتِغَاءٌ) پ ۴، پ ۵، پ ۱۴

پ ۵، پ ۵، پ ۱۰، پ ۲۰، پ ۲۱، پ ۲۲، پ ۲۵۔

Marfat.com

تَبۡتَغُوۡنَ ۔ تم چاہتے ہو، تم ڈھونڈتے ہو۔ اِبۡتِغَآءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔

تَبۡتَغِیۡ ۔ تو چاہتا ہے، تو تلاش کرتا ہے، تو ڈھونڈے، تو تلاش کرے، اِبۡتِغَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔

تَبَتَّلۡ ۔ تو اخلاص نیت اور عبادت میں سب سے منقطع ہو جا، سب سے الگ ہو جا، تَبَتُّلٌ سے جس کے معنی سب سے الگ ہو کر اللہ کے لئے عبادت اور نیت کے خالص کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔

تُبۡتُمۡ ۔ تم نے توبہ کی، تم باز آگئے، تَوۡبٌ اور تَوۡبَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

تَبۡتَئِسۡ ۔ تو غم کھائے، تو غمگین ہوئے اِبۡتِئَاسٌ سے جس کے معنی غمگین اور رنجیدہ ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا، نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے۔

تَبۡتِیۡلاً ۔ سب سے الگ ہو کر اللہ تعالیٰ کے لئے عبادت اور نیت میں اخلاص پیدا کرنا، بروزن تَفۡعِیۡلٌ مصدر ہے۔

تَبۡخَسُوۡا ۔ تم کم دینے لگو، تم گھٹاتے رہو (قسم) بَخۡسٌ سے جس کے معنے ظلم سے کسی چیز کے گھٹانے اور کم کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں فعل نہی ہے کیونکہ لا نہی داخل ہے۔

تَبۡخَلُوۡا ۔ تم بخل کرنے لگو، تم کنجوسی کرو گے، بُخۡلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبۡخَلُوۡنَ تھا، نون عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو بُخۡلٌ)۔

تُبۡدَ ۔ وہ ظاہر کی جائے۔ اِبۡدَاءٌ سے، جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں تُبۡدٰی تھا یا عامل کی وجہ سے حذف ہو گئی۔

تُبَدَّلُ ۔ وہ بدلی جائے گی، تَبۡدِیۡلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَبۡدِیۡلٌ)۔

تَبَدَّلَ ۔ تو بدل ڈالے، تَبَدُّلٌ سے جس کے معنی بدلنے اور تبدیل کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَتَبَدَّلُ تھا ایک تاء گر گئی۔

تُبۡدُوۡا ۔ تم ظاہر کرو، اِبۡدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تُبۡدُوۡنَ تھا نون عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا۔

تُبۡدُوۡنَ ۔ تم ظاہر کرتے ہو، تم ظاہر کرو گے اِبۡدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

Marfat.com

تُبْدُوْنَهَا۔ تم اس کو ظاہر کرتے ہو، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ ۱۳

تُبْدُوْهُ۔ تم اس کو ظاہر کرو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۱۱

تُبْدِیْ۔ وہ ظاہر کر دیتی، اِبْدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۰

تَبْدِیْلَ، بدلنا، تبدیلی، بدل ڈالنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ ایک چیز کو دوسری جگہ رکھنے کا نام "تبدیل" ہے۔ تبدیل کے لفظ میں بنسبت "عوض" کے عمومیت ہے، عوض میں ایک چیز کے بدلہ میں دوسری چیز ہوتی ہے لیکن "تبدیل" مطلق تغیر کا نام ہے پ ۱۱ پ ۲۱ تَبْدِیْلًا پ ۱۹ پ ۲۲ پ ۲۶ پ ۱۷ پ ۲۰

تُبَذِّرْ۔ تو بیجا خرچ کرے۔ تَبْذِیْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر یہاں نہی کا صیغہ ہے پ ۱۵

تَبْذِیْرًا۔ بیجا خرچ کرنا۔ تبذیر کے معنی تفریق اور پراگندہ کرنے کے ہیں، اصل میں بَذْر یعنی زمین میں بیج کے ڈالنے اور پھینکنے کا نام "تبذیر" ہے اور چونکہ بیج کا زمین پر ڈالنا اس شخص کی نظر میں جو مآل کار سے واقف نہ ہو بظاہر ضائع کرنا ہی ہے۔ اس لئے بطور استعارہ ہر اس شخص کے متعلق جو انجام کو سوچے بغیر اپنے مال کو فضول ضائع کرنے لگے "تبذیر" کا استعمال ہونے لگا پ ۱۵

تَبَرَّاَ۔ وہ بیزار ہوا، اس نے بیزاری ظاہر کی تَبَرُّؤٌ سے جس کے معنی بیزار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ ۲ پ ۱۰

تَبَرَّاْنَا۔ ہم بیزار ہو گئے، ہم نے بیزاری کا اظہار کیا تَبَرُّؤٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۲۰

تَبَرُّجَ۔ بناؤ سنگار کرنا، دکھانا، نمائش کرنا۔ خود نمائی کرنا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے۔ پ ۲۲

تَبَرَّجْنَ۔ تم بناؤ سنگار کرنے لگی، تم دکھاتی پھرو تَبَرُّجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مؤنث حاضر اصل میں تَتَبَرَّجْنَ تھا ایک تا حذف کر دی گئی۔ پ ۲۲

تَبَّرْنَا۔ ہم نے ہلاک کیا، تَتْبِیْرٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَتْبِیْرٌ) پ ۱۹

تَبَرَّءُوْا۔ وہ بیزار ہوئے، تَبَرُّؤٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲

تَبَرُّوْا۔ تم نیکی کرتے ہو، تم نیکی کرو گے (یعنی) سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبَرُّوْنَ تھا۔ اَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا (ملاحظہ ہو بِرٌّ اور بِرٌّ) پ ۲

تَبَرُّوْهُمْ۔ تم ان سے نیکی کرتے رہو، تم ان

ساتھ احسان کرتے رہو۔ اس میں ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب ہے پ۲۸

تُبْرِئُ۔ تو چنگا کرتا ہے، تو تندرست کرتا ہے،
اِبْرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔
(ملاحظہ ہو اُبْرِئُ) پ۵

تَبْسُطْهَا۔ تو اس کو کھولے، تو اس کو کشادہ
کرے۔ تَبْسُطْ بَسْطٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر
حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو
بَاسِطٌ اور بَسْطٌ) پ۱۵

تُبْسَلَ وہ گرفتار ہو جائے، وہ ہلاکت کے سپرد
کی جائے۔ اِبْسَالٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث
غائب (ملاحظہ ہو اُبْسِلُوْا) پ۷

تَبَسَّمَ۔ وہ مسکرایا، تَبَسُّمٌ سے جس کے معنی
مسکرانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۹

تُبَشِّرُ۔ تو بشارت دے۔ تو خوش خبری سنائے،
تَبْشِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔
(ملاحظہ ہو مُبَشِّرٌ) پ۱۶

تُبَشِّرُوْنَ۔ تم خوش خبری سناتے ہو، تم بشارت
دیتے ہو۔ تَبْشِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو مُبَشِّرٌ) پ۱۴

تُبْصِرُ تو دیکھے گا اِبْصَارٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبْصِرْ) پ۲۹

تُبْصِرُوْنَ۔ تم دیکھتے ہو، اِبْصَارٌ سے مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبْصِرْ) پ۷ پ۱۱
پ۲۰ پ۲۱ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۹

تَبْصِرَةً۔ دکھلانا، سمجھانا، بروزن تَفْعِلَةٌ باب
تَفْعِيْل کا مصدر ہے۔ تَبْصِيْرٌ اور تَبْصِرَةٌ
دونوں آتے ہیں جیسے تَقْدِيْمٌ اور تَقْدِمَةٌ اور
تَذْكِيْرٌ اور تَذْكِرَةٌ پ۲۶

تُبْطِلُوْا۔ تم باطل کرو، تم ضائع کرو، اِبْطَالٌ کے
جس کے معنی باطل کرنے اور ضائع کرنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں فعل نہی ہے
پ۳ پ۲۶

تَبِعَ اس نے پیروی کی (سَمِعَ) تَبْعٌ سے جس کے
معنی پیروی کرنے اور قدم بقدم چلنے کے ہیں۔
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱ پ۱۳

تُبَّعٌ۔ تبع شاہان یمن کا لقب ہے، ابو عبیدہ جو
عربیت ولغت کے امام ہیں فرماتے ہیں۔

تبع ملوك اليمن كل　　تبع شاہان یمن ہیں ان میں سے
واحد منهم يسمى تبعا　　ہر ایک تبع کہلاتا ہے کیونکہ اپنے
لانه يتبع صاحبه و　　پیشرو کے قدم بقدم چلتا ہے
الظل يسمى تبعا لانه　　(عربی میں) سایہ کا نام بھی اسی لئے

Marfat.com

یتبع الشمس ۱ تبع ہے کہ وہ دھوپ کے پیچھے
موضع تبع فی الجاھلیۃ پیچھے لگا رہتا ہے اسلام میں خلیفہ
موضع الخلیفۃ فی الاسلام کی جو حیثیت ہے وہی جاہلیت
وھم ملوک العرب میں تبع کی تھی. وہی عرب کے
الاعاظم ۱ شاہانِ عظام تھے.
قرآن مجید میں قوم تبع کا ذکر دو جگہ کیا گیا ہے
ایک سورۂ حم الدخان میں جہاں قریش کی طرف
روئے سخن ہے کہ یہ کس گھمنڈ میں ہیں اور کس
بل بوتے پر اترا رہے ہیں کیا یہ قوم تبع اور ان سے
اگلی قوموں سے بھی زیادہ زور آور اور سطوت و
جبروت کے مالک ہیں جو پاداشِ جرم میں ہلاکت
کے گڑھے اتار دی گئی تھیں اور دوسرے مقام
پر سورۂ قٓ میں ان مغضوب اور سرکش قوموں کے
ساتھ جو تکذیب حق میں پیش پیش رہیں اور بالآخر
اپنے کیے کی سزا کو پہنچیں ان کا بھی نام لیا ہے
ارشاد ہے.
أَهُمْ خَيْرٌ أَمْ قَوْمُ تُبَّعٍ اب یہ بہتر ہیں یا تبع کی قوم،
وَالَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ اور جو ان سے پہلے تھے.

أَهْلَكْنَاهُمْ إِنَّهُمْ كَانُوا ہم نے ان کو برباد کر کے رکھ دیا
مُجْرِمِينَ. (حم الدخان) کہ وہ مجرم تھے.
كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ جھٹلا چکے ہیں ان سے پہلے
وَأَصْحَابُ الرَّسِّ وَثَمُودُ. نوح کی قوم اور کنوئیں والے
وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ وَإِخْوَانُ اور ثمود اور عاد اور فرعون اور
لُوطٍ. وَأَصْحَابُ الْأَيْكَةِ لوط کے بھائی اور بن کے رہنے
وَقَوْمُ تُبَّعٍ ۚ كُلٌّ كَذَّبَ والے اور تبع کی قوم سب نے
الرُّسُلَ فَحَقَّ وَعِيدِ ۔ جھٹلایا رسولوں کو تو ہماری
(قٓ) وعید ثابت ہو کر رہی
تبع کے ذکر میں قرآن مجید کا جو انداز بیان ہے
اس سے ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
نے استنباط کیا ہے کہ وہ مرد صالح تھے. چنانچہ
حاکم نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت
کی ہے کہ
کان تبع رجلا صالحا ۲ تبع ایک نیک شخص تھا کیا تجھے نہیں
الا تری انہ ذم قومہ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی قوم کی
ولم یذمہ ۔ مذمت کی اور خود اس کو برا نہیں کہا
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا جو استنباط ہے مرفوع

لہ امام بخاری رح نے اپنی صحیح میں سورۂ حم الدخان کی تفسیر میں یتبع الشمس تک نقل کیا ہے. بقیہ
عبارت میں نے فتح الباری سے نقل کی ہے اسی میں تصریح ہے کہ یہ ابو عبیدہ کے الفاظ ہیں. فتح الباری ج ۸
ص ۴۳۸ طبع میریہ مصر سنہ ۱۳۰۱ھ
۲ ملاحظہ ہو الکمالین لشیخ سلام اللہ الدہلوی طبع نولکشور ص ۴۱۰ سنہ ۱۲۶۷ھ

Marfat.com

حدیثوں میں اس کی تصریح موجود ہے۔ مسند امام
احمد بن حنبل میں سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
لا تسبوا تبعا فانہ　تبع کو برا نہ کہنا کیونکہ وہ اسلام
کان قد اسلم　لا چکا تھا۔
حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی
طبرانی نے اسی کی مثل حدیث روایت کی ہے
جس کی اسناد سہل کی اسناد سے بھی اچھی ہے۔
قرآن مجید میں جس تبع کا ذکر ہے ان کا نام اسعد
تھا، عبد الرزاق وہب بن منبہ سے ناقل ہیں۔
نھی النبی صلی اللہ　نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسعد
علیہ وسلم عن سب　کو برا کہنے سے منع فرمایا اور
اسعد وھو تبع قال　تبع وہی ہے۔ وہب کا
وھب وکان علی　بیان ہے کہ وہ دین ابراہیمی
دین ابراھیم۔　پر تھا۔
عبد الرزاق نے سعید بن جبیر سے جو مشہور تابعی
ہیں یہ بھی روایت کیا ہے کہ سب سے پہلے کعبہ پر
غلاف انہی نے چڑھایا تھا۔ [1]
قوم تبع کا جو واقعہ تفسیر اور تاریخ کی عام کتابوں
میں مذکور ہے اس کا خلاصہ حضرت شاہ عبد القادرؒ
نے موضح القرآن میں سورۂ حم الدخان کے فوائد
میں اس طرح ذکر فرمایا ہے
تبع بادشاہ تھا یمن کا۔ سب قوم اس کی بت پرست
اس کو یقین آیا توریت پر اپنی قوم کے سامنے آزمایا
کہ دین سچا کونسا، بڑی آگ لگائی دو حبر یہود کے
توریت بغل میں لیکر اس میں گھس گئے ان جلے۔ وہ
بت پرست بت کو بغل میں لیکر چلے جلنے لگے، الٹے
بھاگے اس کی قوم اس کی دشمن ہوئی آخر خراب ہوئے
پ۲۵/۱۵ پ۲۶/۱۵

تَبَعًا۔ تابع، پیروی کرنے والے، تابِعٌ کی جمع ہے
جیسے صَحْبٌ صَاحِبٌ کی ۱۳/۱۵ پ۲۴/۱۰

تُبْعَثُنَّ ۔ تم ضرور اٹھائے جاؤ گے، بَعْثٌ
سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اُبْعَثُ اور بَعَثَ۔ پ۲۸/۱۵

تُبْعَثُوْنَ ۔ تم اٹھائے جاؤ گے، بَعْثٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُبْعَثُ
اور بَعَثَ) پ۱۸/۱

تَبِعَكَ۔ اس نے تیری پیروی کی، تَبِعَ صیغہ
فعل ماضی کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَبِعَ)
پ۹ پ۱۵/۷ پ۲۳/۱۴

[1] ان تمام روایات کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری تفسیر سورۂ حم الدخان ج ۸ ص ۴۳۰ طبع مصر امیریہ۔

تَبِعَنِیْ. اس نے میری پیروی کی، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے (ملاحظہ ہو تَبِعَ) [illegible]

تَبِعُوْا۔ انھوں نے پیروی کی، تَبَعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ [illegible]

تَبْغِ. تو چاہے، تو خواہش کرے، بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے اور آخر سے ی حذف ہو گئی اصل میں تَبْغِیْ تھا (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ) [illegible]

تَبْغُوْا۔ تم تلاش کرنے لگو، تم چاہو، تم ڈھونڈنے لگو بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں بھی لا نہی آنے کے سبب فعل نہی ہے اور اسی لئے نون اعرابی آخر سے ساقط ہو گیا کیونکہ اصل میں تَبْغُوْنَ تھا (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ) [illegible]

تَبْغُوْنَهَا۔ تم اس کو چاہتے ہو، تَبْغُوْنَ بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ) [illegible]

تَبْغِیْ۔ وہ سرکشی کرتی ہے، بَغْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَبْغِیْ اور بَغْیٌ) [illegible]

تُبْقِیْ۔ وہ باقی چھوڑتی ہے، اِبْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَبْقٰی) [illegible]

تَبْکُوْنَ۔ تم روتے ہو، بُکَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَکَتْ) [illegible]

تَبْلُغَ۔ تو پہنچتا ہے، تو پہنچیگا، بُلُوْغٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبْلَغَ اور بَلَغَ) [illegible]

تَبْلُغُوْا۔ تم پہنچو، تم پہنچتے رہو، بُلُوْغٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَبْلُغُوْنَ تھا لام کے اول میں آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ (ملاحظہ ہو اَبْلَغَ اور بَلَغَ) [illegible]

تَبْلُوْا۔ وہ آزمائیگی، بَلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو بَلَاءٌ) [illegible]

تُبْلَوُنَّ۔ تم ضرور آزمائے جاؤگے، بَلَاءٌ سے مضارع مجہول با نون ثقیلہ کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَلَاءٌ) [illegible]

تُبْلٰی۔ وہ آزمائی جائیگی، وہ جانچی جائے گی، اس کا امتحان کیا جائیگا، بَلَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب [illegible]

تَبْنُوْنَ تم بناتے ہو، تم تعمیر کرتے ہو، بِنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِبْنِ) [illegible]

تَبُوْءَ تو پھر جاوے، تو لوٹے، تو حاصل کرے تو سمیٹے، تو کمائے، (نصر) بَوْءٌ سے جس کے معنی لوٹنے کے ہیں اور بَوَاءٌ سے جس کے معنی ٹھکانا دینے اور قصاص میں برابر ہونے کے ہیں مضارع

Marfat.com

کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو بَآءَ) پ

تَبَوَّآ ۔ تم دونوں ٹھیراؤ، تم دونوں اتارو، تم دونوں جگہ تیار کرو۔ تَبَوُّءٌ سے جس کے معنی ٹھیرانے اور جگہ تیار کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ

تَبُوْرَ ۔ وہ ہلاک ہوگی، وہ مٹے گی، وہ بگڑے گی۔ (نَصَرَ) بَوَارٌ سے، جس کے معنی ہلاک ہونے اور بگڑنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ

تَبَوَّؤُا ۔ انھوں نے ٹھکانا بنایا انھوں نے جگہ لی تَبَوُّءٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ [illegible]

تُبَوِّئُ ۔ تو جگہ دیتا ہے، تو ٹھکانا دیتا ہے، تو اتارتا ہے، تَبْوِئَةٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر اس کا تعدیہ مفعول ثانی کی طرف بذریعہ لام بھی ہوتا ہے اور بنفسہ بھی۔ (ملاحظہ ہو بَوَّأْنَا) پ

تَبْهَتُهُمْ ۔ وہ ان کے ہوش کھودے گی، وہ ان کے حواس باختہ کردے گی، وہ ان کو مبہوت بنادے گی تَبْهَتُ بَهْتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بُهِتَ) پ

تِبْيَانًا ۔ بیان، بَیَانٌ کی طرح یہ بھی بَانَ یَبِیْنُ کا مصدر ہے پ

تَبِیْدَ ۔ وہ ہلاک ہوگی، وہ تباہ ہوگی، وہ خراب ہوگی، (ضَرَبَ) بَیَادٌ سے، جس کے معنی اصل میں بیداء یعنی صحرائے بے آب وگیاہ میں کسی چیز کے متفرق اور پراگندہ ہونے کے ہیں اور اسی اعتبار سے مکمل بربادی تباہی اور ہلاکت کے متعلق اس کا استعمال ہوتا ہے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب پ

تَبْيَضُّ ۔ وہ سفید ہوگی، وہ درخشاں ہوگی۔ اِبْيِضَاضٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب چہروں کے لئے جب "ابیضاض" کا استعمال ہو تو مسرت وانبساط کا اظہار مراد ہوتا ہے، مشہور مقولہ ہے کہ البیاض افضل والسواد اھول والحمرۃ اجمل والصفرۃ اشکل (سفیدی میں فضیلت زیادہ ہے اور سیاہی میں ہول اور ڈر، سرخی میں جمال زیادہ ہوتا ہے اور زردی میں لبھاوٹ) اسی لئے فضیلت وشرافت کے متعلق بیاض کا استعمال ہوتا ہے اور جس شخص کا دامن کسی عیب سے داغدار نہ ہو اسے ابیض الوجہ (آبرودار) کہتے ہیں، اس اعتبار سے "بیاض" کے معنے سفیدی کے علاوہ "آب" کے بھی ہوتے

(ملاحظہ ہو اَبْیَضَّتْ) پ ۲

تَبِیْعًا۔ پیچھا کرنے والا، دعوی کرنے والا، مددگار تَبَعٌ سے بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے چونکہ مدعی دعوی کے اور مددگار مدد کے درپے ہوتا ہے اس لئے مجازاً مدعی اور مددگار کے معنی بھی آتے ہیں

پ ۱۵

تَبَیَّنَ۔ وہ ظاہر ہو گیا، وہ کھل گیا، تَبَیُّنٌ سے جس کے معنی ظاہر ہونے اور واضح ہو جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ بیان کی دو صورتیں ہیں ایک تو خود دلالت حال کی صورت ہے جیں حالت میں، دوسرے آزمائش کے ذریعہ کسی چیز کا کھلنا اور واضح ہونا خواہ آزمائش بذریعہ نطق ہو یا کتابۃً اور اشارۃً۔ پ ۱۴ پ ۲، ۳ پ ۱۴

پ ۱۱ پ ۲ پ ۱۹ پ ۱۲، ۱۳ پ ۱۲ پ ۶، ۷، ۸

تَبَیَّنَتْ۔ اس (عورت) نے جانا، اس نے معلوم کیا۔ وہ ظاہر ہو گئی، تَبَیُّنٌ سے ماضی کا صیغہ۔ واحد مؤنث غائب پ

تُبَیِّنُنَّهٗ۔ تم ضرور بیان کرو گے، تُبَیِّنُنَّ تَبْیِیْنٌ سے مضارع با نون ثقیلہ کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَبَیِّنُ اور بَیِّنًا) پ

تَبَیَّنُوْا۔ تم تحقیق کر لو، تم کھول لو۔ تَبَیُّنٌ سے

امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۵ پ ۱۴

فصل التاء المثناة

تَتَبَدَّلُوْا۔ تم بدلو، تم بدل ڈالو، تَبَدُّلٌ کے جس کے معنی بدل ڈالنے کے ہیں، امر کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۴

تَتَّبِعْ۔ تو اتباع کرے، تو پیروی کرے، اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتِّبَاعٌ)

پ ۲ پ ۱۱ پ ۵ پ ۶ پ ۱۱ پ ۱۵، ۱۸

تَتَّبِعَانِّ۔ تم دونوں پیروی کرنا، اِتِّبَاعٌ سے مضارع با نون ثقیلہ کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے۔ پ ۱۱

تَتَّبِعَنِ۔ تو میری پیروی کرے، تَتَّبِعَ صیغہ مضارع ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم تحریر میں محذوف ہے پ ۱۶

تَتَّبِعُوْا۔ تم پیروی کرو، اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے اور نون اعرابی محذوف ہے پ ۵ پ ۱۱

پ ۸ پ ۱۲ پ ۶، ۷، ۸ پ ۱۵ پ ۱۴

تَتَّبِعُوْنَ۔ تم پیروی کرتے ہو، تم پیروی کر رہے ہو اِتِّبَاعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸

پ ۱۹ پ ۸

Marfat.com

تَتَّبِعُوْنَا ۔ تم ہماری پیروی کرو گے۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ ۲۶

تَتْبَعُهَا وہ اس کے پیچھے پیچھے لگی آئے گی، تَتْبَعُ، تَبِعَ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَبِعَ) پ ۳۰

تَتْبِیْبٌ ۔ ہلاک کرنا، تباہ و برباد کرنا، ہلاکت تباہی و بربادی، ہمیشہ گھاٹے اور نقصان میں رہنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے پ ۱۲

تَتْبِیْرًا ۔ ہلاک کرنا، ویران کرنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے پ ۱۵ پ ۱۹

تَتَجَافٰی ۔ وہ دور رہتی ہے، وہ الگ رہتی ہے تَجَافِیْ سے جس کے معنی جگہ سے دور ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۱

تَتَّخِذُ ۔ تو بناتا ہے، تو بنائے گا، تو اختیار کرتا ہے تو اختیار کرے گا، تو پکڑتا ہے تو پکڑے گا اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر اَتَتَّخِذُ میں ہمزہ استفہام توبیخ کے لئے ہے (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) پ ۱ پ ۱۵

تَتَّخِذُنَا ۔ تو ہم کو بناتا ہے، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے، اَتَتَّخِذُنَا میں ہمزہ استفہام تعجب کے لئے ہے (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) پ ۱

تَتَّخِذُوْا ۔ تم بناؤ، تم پکڑو، اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، چونکہ یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے اور نون اعرابی حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۲ پ ۵ پ ۷ پ ۹ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۲۸

تَتَّخِذُوْنَ ۔ تم بناتے ہو، تم پکڑتے ہو۔ اِتِّخَاذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِتِّخَاذٌ) پ ۶ پ ۱۳ پ ۱۱

تَتَّخِذُوْنَهٗ ۔ تم اس کو بناتے ہو، تم اس کو پکڑتے ہو تم اس کو پسند کرتے ہو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۵

تَتَذَكَّرُوْنَ ۔ تم نصیحت پکڑتے ہو، تم نصیحت پکڑو گے، تم دھیان کرتے ہو، تم دھیان کرو گے، تَذَكُّرٌ سے جس کے معنی یاد کرنے دھیان کرنے اور نصیحت پکڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۸ پ ۲۱ پ ۲۳

تَتْرَا ۔ پے در پے، مسلسل، تابڑ توڑ، یکے بعد دیگرے آنا، تَتْرٌ سے جس کے معنی کسی شے کے پے بہ پے آنے کے ہیں، الف اس میں تانیث کا ہے اور فراء کہتے ہیں کہ تنوین کے عوض میں آیا ہے۔ پ ۱۸

تُتْرَكُوْا ۔ تم چھوڑے جاؤ، تمہیں چھوڑ دیا جائے۔

Marfat.com

تُترَكُ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ان ناصبہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اُترُكُ)

تُترَكُونَ۔ تم چھوڑ دیئے جاؤ گے، تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ تَرْكٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُترُكُ)

تَترُكهُ تو اس کو چھوڑے، تَترُكُ، تَركٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ہ ضمیر واحد مذکر غائب

تَتَفَرَّقُوا۔ تم متفرق ہونے لگو، تم جدا ہو، تَفَرُّقٌ سے، جس کے معنی متفرق اور پراگندہ ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی آنے کے سبب فعل نہی ہے

تَتَفَكَّرُوا تم فکر کرو، تم غور کرو، تم سوچو، تَفَكُّرٌ سے، جس کے معنے سوچنے اور غور کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ فکر اور تفکر میں فرق یہ ہے کہ فکر تو اس قوت کا نام ہے جو علم کو معلوم کی طرف لاتی ہے اور تفکر کے معنی اس قوت سے اقتضاء عقل کے مطابق کام لینے کے ہیں۔ انسان کی صفت ہے حیوان کی نہیں، اور اسی لئے تفکر کا استعمال اس امر کے متعلق ہوتا ہے جس کی صورت کا انسان کے دل و دماغ میں حاصل ہونا ممکن ہو، چنانچہ مروی ہے کہ تفکروا فی آلاء الله ولا تفکروا فی الله (اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے متعلق تفکر کرو اور ذاتِ الٰہی میں تفکر نہ کرو) کیونکہ ذاتِ الٰہی اس امر سے منزہ ہے کہ اس کو کسی صورت سے متصف کیا جا سکے۔

تَتَفَكَّرُونَ۔ تم فکر کرو، تم غور کرو، تم سوچو، تَفَكُّرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

تَتَقَلَّبُ وہ پھر جاتی ہے، وہ پھر جائے گی، وہ پلٹتی ہے، وہ پلٹ جائیگی، تَقَلُّبٌ سے جس کے معنی الٹ پلٹ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

تَتَّقُوا تم بچتے رہے، تم ڈرتے رہے، تم پرہیزگار رہے، اِتِّقَاءٌ سے، جس کے معنی پرہیز کرنے، بچنے اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے محذوف ہوگیا ہے۔

تَتَّقُونَ۔ تم ڈرتے ہو، تم ڈرتے تھے، تم بچتے رہو، تم بچو گے، اِتِّقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

پ ۱۹ (۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳ و ۱۳) پ ۲۳/۸ پ ۲۹/۱۳

تَتَكَبَّرَ تو تکبر کرے، تَكَبُّرٌ سے جس کے معنی بڑائی مارنے اور گھمنڈ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مُتَكَبِّرٌ) پ ۳

تَتَلَقّٰهُمُ وہ ان سے ملاقات کرے گی، وہ (فرشتوں کی جماعت) ان کو لینے آئیگی تَتَلَقّٰی تَلَقِّیٌ سے جس کے معنی ملاقات اور استقبال کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ ۱۷

تَتْلُوْا وہ (جماعت شیاطین) پڑھتی ہے۔ (الصّیٰ) تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تِلَاوَةٌ) پ ۱/۱۲

تَتْلُوْا تو پڑھتا، تو پڑھتا ہے، تو پڑھے، تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تِلَاوَةٌ)

پ ۱۱/۱۲ پ ۱۲/۲ پ ۲۰/۸ پ ۲۲

تَتْلُوْنَ تم پڑھتے ہو، تم تلاوت کرتے ہو، تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱

تُتْلٰی وہ پڑھی جاتی ہے، اس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ تِلَاوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

پ ۴ پ ۹/۱۸ پ ۷ پ ۷/۸و۹ پ ۱۶/۹ پ ۱۸/۴ پ ۲۰/۱۰ پ ۲۲/۲۲

پ ۲۵ (۱۳، ۱۱ و ۳۰) پ ۲۶/۱ پ ۲۷/۴ پ ۳۰/۸

تَتَمَارٰی تو جھگڑا کرتا ہے، تو جھٹلائے گا، تو شک کریگا۔ تَمَارِیٌ سے جس کے معنی شک کرنے اور جھگڑنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۷

تَتَمَنَّوْا تم آرزو کرو، تم ہوس کرو، تَمَنِّیٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَا تَتَمَنَّوْا تم آرزو مت کرو تم ہوس نہ کرو، یہ فعل نہی ہے، تَمَنِّیٌ کے معنی ہیں کسی بات کا اپنے جی میں ٹھیرانا اور اس کا تصور کرنا جو کبھی تو محض اٹکل اور گمان پر ہوتا ہے جس کی کوئی بنیاد نہیں ہوتی اور کبھی سوچ بچار کے بعد کسی بنیاد پر قائم ہوتا ہے، یاد رہے کہ آرزؤں کی بنیاد چونکہ اکثر اٹکل اور اندازہ ہی پر چلتی ہے اس لئے تمنی کا استعمال بھی بیشتر کسی بے حقیقت چیز کے تصور کرنے کے لئے ہوتا ہے (ملاحظہ ہو اُمْنِيَّتِهٖ) پ ۵

تَتَنَاجَوْا تم سرگوشی کرو، تم کانا پھوسی کرو۔ تَنَاجِیٌ سے جس کے معنی سرگوشی کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَتَنَاجَوْا، تم سرگوشی نہ کرو، تم کانا پھوسی مت کرو، یہ فعل نہی ہے۔ پ ۲۸

Marfat.com

تَتَنَزَّلُ وہ (فرشتوں کی جماعت) اترتی ہے
تَنَزُّلٌ سے، جس کے معنی اترنے کے ہیں۔ مضارع
کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

تَتُوْبَا۔ تم دونوں توبہ کرتی ہو، تم دونوں باز آجاؤ،
تَوْبَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث حاضر۔
(ملاحظہ ہو تَابَ اور تَوْبَۃٌ)

تَتَوَفّٰھُمْ۔ وہ (فرشتوں کی جماعت) ان کو
قبض کرتی ہے، وہ ان کی جان لیتی ہے، وہ ان کو
پورا کرتی ہے، تَتَوَفّٰی۔ تَوَفِّیْ سے مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔
تَوَفِّیْ کے معنی اصل میں کسی چیز کو پورا لینے اور اس پر
تمام قبضہ کرنے کے ہیں، تَوَفِّیْ باب تَفَعُّلٌ سے
ہے اور تَفَعُّلٌ کی خاصیت باب تَفْعِیْلٌ کی
اثر پذیری ہے۔ اربابِ لغت نے تصریح کی ہے
کہ یہاں جو ثلاثی مجرد یعنی وَفٰی یَفِیْ وَفَاءٌ کو باب
تَفَعُّل یعنی تَوَفّٰی یَتَوَفّٰی تَوَفِّیًا کی طرف نقل کیا
گیا ہے وہ اسی غرض کے لئے ہے، اب یہ دیکھنا
چاہئے کہ مجرد میں اس کے حقیقی معنی کیا ہیں کیونکہ
علم صرف کا یہ مسلّم مسئلہ ہے کہ مجرد کو مزید کے
کسی وزن پر بھی نقل کیا جائے اس میں مجرد کے
اصلی معنی بہر نوع ضرور ملحوظ ہوں گے واضح رہے
کہ مجرد ہو یا مزید سب کا مادۂ اشتقاق وَفَاءٌ ہے
جس کے معنی ہیں پورا ہونا اور پورا کرنا مجرد میں
یہ اسی معنی میں باب ضَرَبَ یَضْرِبُ سے آتا ہے
اور مصدر وَفَاءٌ اور وَفْیٌ مستعمل ہے وعدے کے
متعلق وَفَا اور غدر ہماری زبان میں بھی بولے
جاتے ہیں، یہ دونوں الفاظ ایک دوسرے کی
ضد واقع ہوئے ہیں، غدر یعنی چھوڑ دینا اور پورا
نہ کرنا، وفا کے مفہوم اور معنی پر صاف روشنی
ڈال رہا ہے کہ پورا ہونا اور پورا کرنا اس کی اصلی
اور حقیقی معنی ہیں۔ اب جتنے بھی اوزان مزید ہیں
تَوْفِیَۃٌ (باب تَفْعِیْلٌ) اِیْفَاءٌ (باب اِفْعَالٌ)
مُوَافَاۃٌ (باب مُفَاعَلَۃٌ) تَوَافِیْ (باب تَفَاعُلٌ)
تَوَفِّیْ (باب تَفَعُّلٌ) اِسْتِیْفَاءٌ (باب اِسْتِفْعَال)
سب میں یہ معنی ملحوظ رہیں گے۔ چنانچہ امام راغب
اصفہانی تَوْفِیَۃٌ کے متعلق لکھتے ہیں وتوفیۃ
الشئ بذلہ وافیا یعنی توفیہ کے معنی ہیں
کسی چیز کو پورے طور پر صرف کرنا حضرت ابراہیم
صلوات اللہ وسلامہ علیہ کے اوصاف کمال
کے سلسلہ میں قرآن مجید کی تصریح ہے وَاِبْرٰھِیْمَ
الَّذِیْ وَفّٰی (اور ابراہیم کو جس نے (اللہ تعالیٰ
کے حقوق کو) پورا کردیا) سورہ آل عمران میں

Marfat.com

روزِ جزا کا بیان ہو رہا ہے فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَّا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (پھر کیسا ہوگا جب ہم ان کو جمع کریں گے ایک دن جس میں شبہ نہیں اور پورا پائے گا ہر کوئی اپنا کیا اور ان کا حق نہ رہیگا) سورہ بقرہ میں ارشاد ہے وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّىٰ كُلُّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ (اور ڈرتے رہو اس دن سے جس میں اللہ کے پاس لوٹائے جاؤ گے پھر پورا ملیگا ہر شخص کو جو اس نے کمایا اور ان پر ظلم نہ ہوگا) غرض قرآن مجید میں جہاں بھی توفیہ کا استعمال ہوا ہے پورا دینے اور پورا کرنے کے لئے ہوا ہے۔ اب غور کیجئے باب تفعل کی خاصیت باب تفعیل کی مطاوعت اور اثر پذیری ہے اور جمیع ائمہ لغت و عربیت کی تصریح کے مطابق یہاں مجرد کو باب تفعل میں اسی غرض کے لئے استعمال کیا گیا ہے جس سے صاف ظاہر ہے کہ جس طرح تعلیمؑ کے معنی ہیں سکھانا اور تعلمؑ کے معنی ہیں اس کا اثر قبول کرنا یعنی سیکھنا اسی طرح توفیہؑ کے معنی پورا دینے اور پورا کرنے اور توفیؑ کے معنی اس کی اثر پذیری کے اعتبار سے پورا لینے اور پورا ہونے کے ہیں۔ قاضی

ناصر الدین ابو سعید عبداللہ بن عمر بن محمد البیضاوی اپنی مشہور اور مستند تفسیر انوار التنزیل واسرار التاویل میں رقمطراز ہیں والتوفی اخذ الشئ وافیا (توفی کے معنی کسی چیز کو پورے طور پر لینا) اور آیت هُوَ الَّذِي يَتَوَفَّاكُم بِاللَّيْلِ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ فان اصلہ قبض الشئ بتمامہ[1] (پس جب یہ ثابت ہوا کہ توفیؑ کے معنی کسی چیز کے پورے طور پر لینے اور قبض کرنے کے ہیں تو موتؑ اور نیندؑ کے لئے جو توفی کا لفظ استعمال کیا جاتا ہے وہ اسی اعتبار سے ہے کہ ان دونوں حالتوں میں اس کی روح کھینچی اور قبض کی جاتی ہے ورنہ توفی کے معنی حقیقتاً موت کے نہیں ہیں، سورۃ الزمر میں ارشاد ہے اللَّهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي لَمْ تَمُتْ فِي مَنَامِهَا فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى (قبض کرتا ہے جانوں کو ان کی موت کے وقت اور جو نہیں مریں ان کو سوتے میں پس جن کے لئے موت

---

[1] ملاحظہ ہو تفسیر مذکور سورۃ مائدہ اور سورہ انعام۔

مقرر کردی ان کو تو روک رکھتا ہے اور اوروں کو ایک مقررہ مدت کے لئے بھیج دیتا ہے) اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ موت کی طرح نیند میں بھی جان کھنچتی ہے مگر یہ جان وہ ہے جو مرنے سے پہلے نہیں کھینچی جاتی۔ آیتِ مذکورہ میں توفی کے معنی موت کے نہیں بلکہ قبض کرنے (یعنی لینے اور اٹھانے) کے ہیں۔ اسی طرح سورۂ نسا کی آیت فَأَمْسِكُوهُنَّ فِي الْبُيُوتِ حَتّٰى يَتَوَفّٰهُنَّ الْمَوْتُ (تو ان کو گھروں میں بند رکھو یہانتک کہ موت ان کو اٹھا لے) میں توفی کے معنی کسی طرح موت کے نہیں بن سکتے بلکہ وہی قبض کرنے اور اٹھانے کے ہیں ورنہ اسناد الشئی الی نفسہ لازم آئیگا جو اصول عربیت پر کسی طرح درست نہیں ہو سکتی۔ اس لئے منکرین نزول مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ دعویٰ کسی طرح صحیح نہیں کہ توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو پورا لینا اور اس کو قبض کرنا چونکہ مرنے پر انسان کی روح قبض کر لی جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی پوری کر چکتا ہے اس لئے روح قبض کرنے اور جان لینے کے لئے بھی اس کا استعمال کیا جاتا ہے۔ امام ابو جعفر احمد بن علی البیہقی جو لغت و عربیت کے امام ہیں تاج المصادر میں رقمطراز ہیں۔

يقال تُوُفِّيَ فلان و	جب کوئی مرجائے تُوُفِّيَ فلان
تَوَفّٰى اذا مات فمن	اور تَوَفّٰى فلان کہا جاتا ہے جس
قال تُوُفِّيَ فمعناه	جس نے تُوُفِّيَ (بصیغہ مجہول) کہا
قبض واخذ ومن	تو اس کے معنی ہوئے وہ قبض کیا گیا
قال تَوَفّٰى فمعناه	اور اٹھا لیا گیا اور جس نے تَوَفّٰى
توفى اجله و	(بصیغہ معروف) کہا تو اس کے
استوفى اكله وعمره	معنی ہوئے اس نے اپنی مدت پوری کی
وعلى هذا يوجه	کی اور روزی اور عمر کو پورا کیا جس نے
قراءة من قرأ يَتَوَفَّوْنَ	(قرآن میں) يَتَوَفَّوْنَ یا کے زبر
بفتح الياء۔[1]	سے پڑھا ہے وہ اسی معنی کے اعتبار

سے ہے۔

تَتَوَلَّوْا۔ تم پھرو گے۔ تَوَلِّيْ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَتَوَلَّوْنَ تھا۔ اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ تَوَلِّيْ کا تعدیہ جب بنفسہ ہوتا ہے تو اس کے معنی دوستی رکھنے، مدد کرنے اور دوسرے کا کام سر انجام دینے کے ہوتے ہیں اور جب اس کا تعدیہ بواسطہ عن ہوتا ہے خواہ لفظاً یا تقدیراً تو روگردانی کرنے، منہ پھیرنے اور دور ہٹنے

[1] تاج المصادر باب التفعل من اللفيف المقرون۔

Marfat.com

معنی آتے ہیں، آیت کریمہ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ (اے ایمان والو دوستی نہ کرو اس قوم سے جن پر اللہ تعالیٰ غصہ ہوا) میں تعدیہ بنفسہ ہے اس لئے یہاں دوستی اور مدد کرنے کے معنی ہوں گے اور باقی تین مقامات پر جہاں یہ صیغہ آیا ہے تعدیہ بذریعہ عن ہے جو لفظوں میں مذکور نہیں بلکہ مقدر اور پوشیدہ ہے۔ لَا تَتَوَلَّوْا تم پھر و دوستی نہ کرو۔ تَوَلِّیْ سے نہی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ ۱۲ پ ۲۶ پ ۲۸

فصل الثاء المثلثة

تَثْبِیْتًا۔ ثابت کرنا، ثابت رکھنا بروزن تَفْعِیْلًا مصدر ہے، پ ۳ پ ۵

تَثْرِیْبٌ۔ سرزنش، الزام، گناہ پر ڈانٹنا، جھڑکنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ پ ۱۳

تَثْقَفَنَّھُمْ۔ تو ان کو کبھی پائے (دیکھے) ثَقَفٌ سے جس کے معنی پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب اصل میں تو ثَقْفٌ کے معنی کسی چیز کے ادراک کرنے اور اس کے سرانجام دینے میں حذاقت و مہارت کے ہیں لیکن بعد میں صرف ادراک کرنے اور پانے کے معنی میں استعمال ہونے لگا اگرچہ حذاقت نہ ہو۔ پ ۵

تُثِیْرُ۔ وہ جوتتی ہے، وہ ابھارتی ہے، وہ اٹھاتی ہے اِثَارَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِثَارَۃٌ کے معنی اصل میں برانگیختہ کرنے اور ابھارنے کے ہیں، زمین کے جوتنے اور ہواؤں کے بادلوں کو لانے میں چونکہ یہ معنی موجود ہیں اس لئے ان دونوں کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے پ ۱ پ ۲۱ پ ۲۲

فصل الجیم المعجمة

تُجَادِلُ۔ وہ (جان) جھگڑتی ہے، وہ جھگڑا کرے گی مُجَادَلَۃٌ سے جس کے معنی باہم جھگڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۴

تُجَادِلُ۔ تو جھگڑتا ہے۔ تو جھگڑا کرے گا۔ مُجَادَلَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَا تُجَادِلْ تو مت جھگڑ۔ پ ۵

تُجَادِلُكَ۔ وہ تجھ سے جھگڑتی ہے۔ تُجَادِلُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۸

تُجَادِلُوْا تم جھگڑو، مُجَادَلَۃٌ سے مضارع کا

Marfat.com

صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے
فعل نہی ہے۔ پ۱۲

تُجَادِلُوْنَنِیْ۔ تم مجھ سے جھگڑا کرتے ہو مُجَادِلُوْنَ
مُجَادَلَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،
ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔ پ۸

تِجَارَۃٌ۔ سوداگری، بیوپار، باب ضَرَبَ یَضْرِبُ
کا مصدر ہے پ۲ پ۵ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۹ پ۲۲ پ۲۸

تِجَارَتُھُمْ۔ ان کی سوداگری، تِجَارَۃٌ مضاف
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱

تُجَاهِدُوْنَ۔ تم جہاد کرتے ہو، مُجَاهَدَۃٌ سے
جس کے معنی دشمن کی مدافعت میں مقدور بھر
کوشش و طاقت صرف کرنے کے ہیں مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جہاد کی تین قسمیں ہیں (۱)
ظاہری دشمن سے جہاد (۲) شیطان سے جہاد،
(۳) اپنے نفس سے جہاد، یہاں تینوں قسم کا جہاد
داخل ہے۔ پ۲۸

تَجْتَنِبُوْا۔ تم بچو گے، تم بچتے رہو گے۔ اِجْتِنَابٌ
سے، جس کے معنی پہلوتہی کرنے، یکسو رہنے اور
بچنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل
میں تَجْتَنِبُوْنَ تھا، عامل کے آنے کے سبب سے
نون اعرابی ساقط ہو گیا۔ پ۵

تَجِدُ۔ وہ (جان) پائیگی (ضَرَبَ) وُجُوْدٌ سے
جس کے معنی پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد
مؤنث غائب، واضح رہے کہ وجود کی کئی قسمیں
ہیں (۱) کسی چیز کو بذریعہ حواس خمسہ کے پانا جیسے
بولتے ہیں وَجَدْتُ زَیْدًا (میں نے زید کو پایا)
وجدت طعمہ (میں نے اس کا مزہ پایا) وجدت
صَوْتَہٗ (میں نے اس کی آواز پائی۔ وجدت
خشونتہ (میں نے اس کی سختی پائی) (۲) بقوت
شہویہ کسی چیز کو پانا جیسے وَجَدْتُ الشِّبَعَ (میں نے
شکم سیری کو پایا) (۳) قوت غضبیہ کے ذریعہ کسی چیز
کو پانا جیسے غم و غصہ کا وجود (۴) عقل سے کسی چیز
کا پانا جیسے معرفت الٰہی اور معرفت نبوت۔ پ۱۱

تَجِدُ۔ تو پاتا ہے، تو پائیگا، وُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر پ۵ پ۶ پ۹ پ۱۵
پ۲۲ پ۲۳ پ۲۵

تَجِدَنَّ۔ تو ضرور پاتا ہے، تو ضرور پائیگا، وُجُوْدٌ
سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر
پ۱

تَجِدَنَّھُمْ۔ تو ان کو ضرور پاتا ہے، تو ان کو ضرور
پائیگا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۱

تَجِدُنِیْ۔ تو مجھے پائیگا۔ تَجِدُ مضارع کا صیغہ

Marfat.com

واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم پ۱۵/۲۱

پ۲/۶ پ۲۲/۷

تَجِدُوْا تم پاتے ہو، تم پاؤ گے، وُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر. فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً (پس تم پانی نہ پاؤ) میں عدم وجود سے عدم قدرت مراد ہے یعنی پانی کے استعمال پر قدرت حاصل نہ ہو کیونکہ وجود کا اطلاق مجازی طور پر کسی چیز پر قابو پانے کے لئے بھی آتا ہے. پ۳/۷ پ۵/۴ پ۶/۹ پ۱۵/۷

پ۱۸/۱۰ پ۲۸/۲

تَجِدُوْنَ. تم پاتے ہو، تم پاؤ گے، وُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۵/۹

تَجِدُوْهُ. تم اس کو پاؤ گے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے. پ۱/۱۲ پ۲۹/۱۴

تُجْرِمُوْنَ. تم جرم کرتے ہو، تم جرم کرو گے اِجْرَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَجْرَمُوْا)

پ۱۷/۱۴.

تَجْئَرُوْا. تم زاری کرو، تم فریاد کرو، تم چلاؤ (فَتَحَ) جَاْرٌ اور جُؤَارٌ سے جس کے معنی فریاد و زاری کرنے اور رو رو کے گڑگڑانے اور چلانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں فعل نہی ہے اور لائے نہی کے آنے کے سبب نون اعرابی گر گیا ہے

اصل میں جُؤَار جانوران وحشی ہرن وغیرہ کے رم کرنے اور گھبرانے کے وقت چلانے کو کہتے ہیں پھر بطور استعارہ فریاد و زاری کے معنی میں اس کا استعمال ہونے لگا. پ۱۸/۴ (رم کرنا۔ ڈرنا۔ بھاگنا)

تَجْئَرُوْنَ. تم فریاد کرتے ہو، تم زاری کرتے ہو، تم چلاتے ہو، جَاْرٌ اور جُؤَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۷/۱۳

تَجْرِيْ. وہ بہتی ہے، وہ چلتی ہے وہ جاری ہے، (ضَرَبَ) جَرْيٌ اور جَرَيَانٌ سے. جس کے معنی تیز گزرنے اور پانی کی طرح بہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱/۳ پ۲/۴ پ۳/۴و۱۰

پ۴/۵و۱۱و۱۳ پ۵/۵و۱۵ پ۶/۷ پ۷/۱و۲و۷ پ۸/۱۲ پ۱۰/۱۵و۱۷ پ۱۱/۲و۹

پ۱۲/۴ پ۱۳/۱۱و۱۶و۱۷ پ۱۴/۱۰ پ۱۵/۱۲ پ۱۶/۱۲ پ۱۷/۲و۹و۱۰و۱۲

پ۱۸/۱۶ پ۲۱/۲و۹و۱۳ پ۲۲/۲و۱۳و۱۹ پ۲۵/۱۱و۱۸ پ۲۶/۶و۹و۱۰

پ۲۷/۸و۱۸ پ۲۸/۳و۱۰و۱۵و۱۸و۲۱ پ۳۰/۱۰و۱۳

تَجْرِيَانِ. وہ دونوں بہتی ہیں، جَرْيٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب پ۲۷/۱۳

تُجْزَوْنَ. تم بدلہ دیئے جاؤ گے، تم جزا دیئے جاؤ گے، (ضَرَبَ) جَزَاءٌ سے جس کے معنی بدلہ دینے کے اور کافی ہونے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸/۱۴ پ۱۱/۱۰ پ۲۰/۲ پ۲۳/۲و۶

پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸ پ۲۹

تَجْزِیْ۔ وہ کفایت کرے گی، وہ بدلہ ہوگی، وہ کام آئیگی، جَزَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۱

تُجْزٰی۔ وہ بدلہ دی جائیگی، اس کو جزا دیجائیگی جَزَاءٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

پ۱۲ پ۱۳ پ۲۵ پ۲۶

تَجَسَّسُوْا۔ تم جاسوسی کرو، تَجَسُّسٌ سے جس کے معنی جاسوسی کرنے اور کھوج لگانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں فعل نہی ہے، تجسس جَسٌّ سے ماخوذ ہے جس کے اصل معنی صحت یا مرض کو معلوم کرنے کے لئے نبض پہچاننے کے ہیں جَسٌّ بہ نسبت حَسٌّ کے خاص ہے کیونکہ حَسٌّ کے معنی ہیں ہر اس چیز کا پہچاننا جو بذریعہ حس معلوم ہوسکے اور جَسٌّ کے معنی ہیں، ایک خاص حالت کا پتہ چلانا۔ پ۲۶

تَجْعَلُ۔ تو بنائیگا، تو کریگا، جَعْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۱ پ۱۶

لَا تَجْعَلْ تو مت کر، تو مت بنا، یہ فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَجْعَلْ اور جَعَلَ) پ۱۵ پ۲۸

تَجْعَلْنَا۔ تو ہم کو کر، تو ہم کو بنا، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ۸ پ۱۲ پ۲۸

تَجْعَلْنِیْ۔ تو مجھ کو کر، تو مجھ کو بنا اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ۱۶ پ۱۸

تَجْعَلُوْا۔ تم بناؤ، تم بنانے لگو، تم کرو، تم کرنے لگو، جَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے گرپڑا، پ۲ پ۱۱

پ۵ پ۱۸ پ۲۴

تَجْعَلُوْنَ۔ تم مقرر کرتے ہو، تم بناتے ہو، جَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۲ پ۲۴

تَجْعَلُوْنَهٗ تم اس کو بناتے ہو، تم اس کو کرتے ہو اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۷

تَجَلّٰی۔ اس نے تجلی کی، وہ روشن ہوا، وہ ظاہر ہوا، تَجَلِّیْ سے۔ جس کے معنی ظاہر و ہویدا ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۹ پ۳۰

تَجْمَعُوْا۔ تم جمع کرنے لگو، تم اکٹھا کرو، (فتح) جَمْعٌ سے، جس کے معنی اکٹھا کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۵

تَجُوْعَ۔ تو بھوکا ہے، تجھے بھوک لگے، تو بھوکا ہوگا۔ (نصر) جُوْعٌ سے جس کے معنی بھوک لگنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۶

Marfat.com

تَجْهَرْ۔ تو آواز بلند کر، تو آواز بلند کرتا ہے، تو آواز بلند کرے گا۔ (فتح) جَهْرٌ سے، جس کے معنی اچھی طرحِ دیکھنے اور خوب سننے کے ذریعہ کسی چیز کے ظاہر ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر۔ چنانچہ جہر کا استعمال کبھی تو کھلم کھلا دیکھنے کے لئے ہوتا ہے اور کبھی بلند آواز سے بولنے کے لئے کیونکہ اول صورت میں حاسہ بصر کی افراط کے ذریعہ ایک شئے کا ظہور ہوتا ہے اور دوسری صورت میں حاسہ سمع کی۔

پ۱۶ س۲ پ۱

تَجْهَرُوْا۔ تم آواز بلند کرتے ہو تم آواز بلند کروگے، جَهْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

پ۲

تَجْهَلُوْنَ۔ تم نادانی کرتے ہو، تم جہالت کرتے ہو (سمع) جَهْلٌ سے، جس کے معنی نادان ہونے، نہ جاننے اور جہالت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر جَهْلٌ کی تین قسمیں ہیں (۱) نفسِ انسانی کا علم سے خالی ہونا یہ اس کے اصل معنی ہیں، چنانچہ بعض متکلمین نے اس کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے جہل اس معنی کا نام ہے جو بے ڈھنگے کاموں کا سبب ہو (۲) کسی چیز کے متعلق اس بات کا اعتقاد رکھنا جو اس میں نہ ہو (۳) کسی چیز کا اس طرح پر کرنا جس طرح کرنے کا حق نہ ہو خواہ اس چیز کے متعلق صحیح اعتقاد رکھے یا غلط جیسے قصداً نماز چھوڑ دینا چنانچہ بنی اسرائیل کو جب حضرت موسٰی علیہ السلام کی زبانی ذبح بقر کا حکم دیا جاتا ہے تو قرآن مجید حضرت موسٰی علیہ السلام اور ان کا مکالمہ نقل کرتے ہوئے فرماتا ہے قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا ؕ قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ (وہ بولے کیا تم ہم سے ٹھٹھا کرتے ہو، حضرت موسٰی نے فرمایا، پناہ اللہ کی اس سے کہ میں نادانوں میں ہوں) کہ یہاں حضرت موسٰی علیہ السلام نے ٹھٹھا کرنے کو جہالت فرمایا، جاہل کا اکثر ذکر بر سبیل مذمت ہی ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی بغیر مذمت کے بھی ہو جاتا ہے جیسے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (ان کو بے خبر نہ مانگنے کی وجہ سے غنی خیال کرتا ہے) پ۱ ع۲ پ۳ ع۱۲ پ۱۱ ع۲۲

فصل الحاء المهملة

تُحَآجُّوْنَ۔ تم جھگڑا کرتے ہو، تم مکابرہ کرتے ہو مُحَاجَّةٌ سے جس کے معنی دوسرے سے حجت کرنے کے

ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۵

تُحَاجُّوْنَنَا۔ تم ہم سے جھگڑتے ہو، تم ہم سے حجت کرتے ہو، اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے پ۱ ع۱۶

تُحَاجُّوْنِّیْ۔ تم مجھ سے جھگڑتے ہو، تم مجھ سے حجت کرتے ہو، اس میں ی ضمیر واحد متکلم ہے پ۱۵

تَحَاضُّوْنَ۔ تم رغبت دلاتے ہو، تم آپس میں تاکید رکھتے ہو، مُحَاضَّۃٌ سے جس کے معنی باہم رغبت دلانے اور آپس میں تاکید رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۳۰

تَحَاوُرَکُمَا، تم دونوں کا سوال جواب، تم دونوں کی گفتگو، تَحَاوُرٌ بروزن تَفَاعُلٌ بمعنی باہم سوال و جواب کرنا مصدر ہے اور مضاف ہے کُمَا ضمیر تثنیہ مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲۸

تُحْبَرُوْنَ۔ تمہاری عزت کرائی جائے گی، تم خوش حال کر دیئے جاؤ گے، تمہارا بناؤ سنگار کرایا جائے گا۔ (نَصَرَ) حَبْرٌ سے جس کے معنی زینت کرنے اور خوشی و مسرت کے آثار ظاہر ہونے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۵

تَحْبِسُوْنَهُمَا ان دونوں کو تم روک رکھو۔ (ضَرَبَ) تَحْبِسُوْنَ حَبْسٌ سے جس کے معنی روکے رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ پ۷

تَحْبَطَ وہ اکارت ہو جائے، وہ حبط ہو جائے وہ مٹ جائے (سَمِعَ) حَبْطٌ سے جس کے معنی مٹنے اور اکارت ہو جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَحْبَطَ) پ۲۶

تُحِبُّوْا۔ تم دوست رکھو، تم پسند کرو، اِحْبَابٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل کی وجہ سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اُحِبُّ) پ۲

تُحِبُّوْنَ۔ تم محبت کرتے ہو، تم محبت کرو گے تم دوست رکھتے ہو، تم دوست رکھو گے، اِحْبَابٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۳ پ۴ پ۸ پ۱۵ پ۱۹ پ۳۰

تُحِبُّوْنَهَا۔ تم اس کو دوست رکھتے ہو، تم اس کو چاہتے ہو، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۳۰

تُحِبُّوْنَهُمْ تم ان کو دوست رکھتے ہو، تم ان کو چاہتے ہو، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۴

تَحْتَ نیچے، فَوْقٌ کی ضد ہے۔ اسم ظرف ہے "تحت" اور "اسفل" میں یہ فرق ہے کہ تحت کا استعمال منفصل میں ہوتا ہے اور اسفل کا استعمال متصل میں چنانچہ بولتے ہیں المال تحتہ (مال اس کے

Marfat.com

تحت یعنی نیچے ہے) اور اسفلہ اغلظ من اعلاہ
(اس کا اسفل اس کے اعلیٰ سے تحت ہے) پ۲/۱۴
پ۴/۱۴ پ۱۰/۱۶ پ۲/۲۱ پ۱۸/۲۴ پ۸/۲۶ پ۱۲/۲۸

تَحْتَكِ تیرے نیچے، تَحْتَ مضاف کِ ضمیر
واحد مؤنث حاضر مضاف الیہ۔ پ۱۶

تَحْتَهٗ۔ اس کے نیچے، تَحْتَ مضاف ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱

تَحْتَهَا اس کے نیچے، تَحْتَ مضاف ھَا ضمیر
واحد مؤنث غائب مضاف الیہ۔ پ۱/۲ پ۳/۲ و ۱۰
پ۴/۵ و ۱۱ و ۱۲ پ۵/۵ و ۱۵ پ۶/۷ پ۷/۱ و ۱۹ پ۱۰/۱۵ و ۱۶ پ۱۱/۲
پ۱۳/۱۱ و ۱۹ پ۱۴/۱۰ پ۱۶/۵ و ۱۲ پ۱۷/۹ و ۱۰ پ۱۸/۱۴ پ۲۱/۲ پ۲۳/۱۹
پ۲۶/۹ و ۱۰ و ۱۹ پ۲۷/۱۸ پ۲۸/۳ و ۱۰ و ۱۵ و ۱۸ و ۲۰ پ۳۰/۱۰ و ۲۳

تَحْتِهِمْ ان کے نیچے، تَحْتِ مضاف ھِمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۷ پ۸/۱۲ پ۱۱/۲
پ۱۵/۱۲ پ۲۳/۱۲

تَحْتِيْ میرے نیچے، تَحْتِ مضاف ی ضمیر
واحد متکلم مضاف الیہ پ۲۵/۱۱

تُحَدِّثُوْنَهُمْ تم ان سے کہہ دیتے ہو تُحَدِّثُوْنَ
تَحْدِیْثٌ سے جس کے معنی باتیں کرنے بیان کرنے
اور کہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اَتُحَدِّثُوْنَھُمْ میں ہمزہ

استفہام تہدید کے لئے ہے۔ پ۱

تَحْذَرُوْنَ تم ڈرتے ہو، تم بچتے ہو حَذَرٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو لِحَذَرُوْا پ۱۱

تَحْرُثُوْنَ۔ تم بوتے ہو (نَصَرَ) حَرْثٌ سے جس کے
معنی بونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
پ۲۷/۱۵

تَحْرِصْ تو حرص کرے، تو للچاوے، تو کوشش کرے
(ضَرَبَ) حِرْصٌ سے جس کے معنی طمع اور خواہش
کی زیادتی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر
اصل میں دھوبی دھوتے وقت جو کپڑا کوٹ کر پھاڑ
ڈالتا ہے اس کو حَرْصٌ (بالفتح) کہتے ہیں یہ دھونے
میں زیادتی ہوئی، حِرْصٌ (بالکسر) اسی سے ماخوذ
ہے جو لالچ اور ارادہ کی زیادتی کیلئے مستعمل ہے پ۱۴/۱۱

تُحَرِّكْ۔ تو ہلا، تو چلا، تو حرکت دے، تَحْرِیْكٌ سے
جس کے معنی حرکت دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، لَا تُحَرِّكْ، تو مت ہلا تو نہ چلا، تو
حرکت نہ دے، صیغہ نہی ہے۔ پ۲۹/۱۷

تُحَرِّمُ۔ تو حرام کرتا ہے، تَحْرِیْمٌ سے جس کے معنی
کسی چیز کے حرام کر دینے اور اس پر حرمت کا حکم دینے
کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر تفصیل
کے لئے ملاحظہ ہو حَرَامٌ) پ۲۸/۱۹

Marfat.com

تُحَرِّمُوْا. تم حرام کرلو، تم حرام ٹھیراؤ، تحریم سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَاتُحَرِّمُوْا تم حرام نہ ٹھیراؤ، تم حرام نہ کرلو (فعل نہی ہے) جو چیز شرع میں صاف طور پر حلال ہو اس سے پرہیز کرنا۔ ایسی تحریم کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ زہد کے سبب اپنے اوپر تنگی اختیار کرے اور قصداً حلال اور پاک چیزوں کا استعمال ترک کردے مثلاً گوشت نہ کھائے نکاح نہ کرے، مقدور ہوتے ہوئے خوشبو نہ لگائے اچھے کپڑے نہ پہنے تو اس قسم کا زہد حقیقتاً زہد نہیں بلکہ رہبانیت ہے جو ہمارے دین میں پسند نہیں، انسان کو چاہیے تقوی اختیار کرے یعنی جو چیزیں منع ہیں ان سے بچتا رہے اور ان کے نزدیک نہ جائے دوسرے یہ کہ کسی جائز کام کے انجام نہ دینے یا کسی چیز کے استعمال نہ کرنے پر قسم کھا بیٹھے یہ بھی بہتر نہیں جو کام موافق شرع ہو اس سے قسم نہ کھائے اور اگر کھالی ہے تو توڑ ڈالے اور کفارہ دے، یہاں دونوں طرح کی تحریم سے ممانعت ہے شریعت اسرائیلیہ میں اگر اس طرح کی قسم کھالی جاتی تو لازم ہو جاتی تھی اور اس شے کا استعمال قسم کھانے والے کے لئے حرام ہو جاتا تھا چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کو ایک مرض ہو گیا تھا انھوں نے نذر مانی کہ اگر صحت پاؤں تو جو میری بہت رغبت کی چیز ہو وہ چھوڑ دوں، ان کو اونٹ کا گوشت بہت بھاتا تھا سو نذر کے سبب چھوڑ دیا۔ سورۂ آل عمران کی آیت كُلُّ الطَّعَامِ كَانَ حِلًّا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اِلَّا مَا حَرَّمَ اِسْرَآءِيْلُ عَلٰى نَفْسِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ تُنَزَّلَ التَّوْرٰىةُ (سب کھانے کی چیزیں بنی اسرائیل کے لئے حلال تھیں مگر جو خود حرام کرلی تھی اسرائیل نے توریت نازل ہونے سے پہلے اپنے نفس پر) میں اسی تحریم کا ذکر ہے، ہماری شریعت میں اس طرح کی تحریم منسوخ ہے چنانچہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیبیوں کی خاطر سے اپنی ایک حرم موقوف کردی یا ایک بی بی کے یہاں شہد پینا موقوف کردیا تو یہ آیت نازل ہوئی يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ (اے نبی تم کیوں حرام کرو اس کو جسے اللہ نے تمہارے لئے حلال کیا) ان دونوں آیتوں میں دوسری طرح کی تحریم مذکور ہے۔ پ ۲

تَحَرَّوْا. انھوں نے قصد کیا۔ تَحَرِّیْ کے جس کے معنی عمدہ اور مناسب ترین رائے ڈھونڈھنے اور اچھی چیز کا قصد کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲۹

تَحْرِیْرٌ. آزاد کرنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ تحریر ولدان کا مطلب یہ ہے کہ بچوں کو خدا کی عبادت اور مسجد کی خدمت کے لئے وقف کر دیا جائے شریعت اسرائیلیہ میں اس طرح کا وقف روا تھا۔ پ۳

تَحْزَنُ. تو غم کھاتا ہے (سَمِعَ، نَصَرَ) حُزْنٌ سے جس کے معنی اندوہگیں اور غمگین ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَا تَحْزَنْ (تو غم نہ کھا) فعل نہی ہے پ۱۰ پ۱۴ پ۲۰

تَحْزَنَ. وہ (عورت) غمگین ہووے، حُزْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹

تَحْزَنُوْا. تم غمگین ہونے لگو، حُزْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَا تَحْزَنُوْا تم غم نہ کھاؤ فعل نہی ہے۔ پ۴ پ۲۴

تَحْزَنُوْنَ. تم غم کھاؤ گے تم غمگین ہو گے، حُزْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۲ پ۲۵

تَحْزَنِیْ. تو غمگین ہووے، حُزْنٌ سے مضارع کا صیغہ مؤنث حاضر۔ لَا تَحْزَنِیْ تو اندوہگیں نہ ہو فعل نہی ہے۔ پ۱۶ پ۲۰

تُحِسُّ. تو دیکھتا ہے، تو آہٹ پاتا ہے، اِحْسَاسٌ سے، جس کے معنی محسوس کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۶

تَحْسَبُ. تو گمان کرتا ہے، تو خیال کرتا ہے (حَسِبَ سَمِعَ) حِسْبَانٌ سے جس کے معنی گمان کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۱

تَحْسَبَنَّ. تو گمان کرے، تو خیال کرے حِسْبَانٌ سے، مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَحْسَبَنَّ تو گمان نہ کر تو خیال نہ کر۔ پ۴ پ۱۳ پ۱۸

تَحْسَبُهُمْ. تو ان کو گمان کرے، تو ان کو خیال کرے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۳

تَحْسَبُوْنَهٗ. تم اس کو گمان کرتے ہو، تم اس کو خیال کرتے ہو، تَحْسَبُوْنَ حِسْبَانٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۱۸

تَحْسَبُوْهُ. تم اس کے متعلق خیال کرو، تم اس کے بارے میں گمان کرو، تَحْسَبُوْا مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب نون اعرابی عامل کے سبب ساقط ہو گیا۔ پ۱۸

تَحْسَبُهَا. تو اس کو گمان کرے گا، تو اس کو سمجھے گا تَحْسَبُ فعل مضارع هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ۲۰

تَحْسَبُهُمْ. تو ان کو سمجھتا ہے، تو ان کو خیال کرتا ہے

Marfat.com

تو ان کو گمان کرتا ہے، اس میں ھُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب ہے۔ پ۵ ع۱۵ پ۵

تَحْسُدُوْنَنَا۔ تم ہم سے حسد کرتے ہو، تم ہمارے
بھلے سے جلتے ہو (نصر، ضرب) حَسَدٌ سے
جس کے معنی ہونے یعنی مستحق نعمت کے بھلے
پر جلنے اور اس نعمت کے اس سے چھن جانے
کی آرزو کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع
مذکر حاضر. نا ضمیر جمع متکلم کبھی کبھی حسد میں
زوالِ نعمت کی آرزو کے ساتھ ساتھ اس کے لئے
کوشش بھی ہوتی ہے۔ پ۲۶

تَحَسَّسُوْا۔ تم تلاش کرو، تم جستجو کرو، تم خبر لو،
تَحَسُّسٌ سے جس کے معنی خبر لینے اور تلاش کرنے
کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۳

تُحْسِنُوْا تم احسان کرو، تم نیکی کرو، تم بھلائی کرو
اِحْسَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اِحْسَانٌ) پ۵ ع۱۶

تَحُسُّوْنَهُمْ۔ تم ان کو کاٹنے لگے، تم ان کو
قتل کرنے لگے (نصر) تَحُسُّوْنَ حَسٌّ سے جس کے
معنی قتل کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر
حاضر، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۴

تُحْشَرُوْنَ۔ تم جمع کیے جاؤ گے، تم اکٹھے کیے
جاؤ گے، حَشْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ
جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُحْشُرُوْا) پ۲ پ۴ پ۷
پ۸ پ۹ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۸ پ۲۵ پ۲۸

تَحَصُّنًا۔ پرہیزگاری، بچے رہنا، قید میں رہنا،
بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے، اصل میں تو اس کے
معنی قلعہ بند ہونے کے ہیں پھر اس کا استعمال
ہر طرح کی حفاظت کے متعلق ہونے لگا، یہاں
پاکدامنی اور عفت مآبی کے معنی ہیں۔ پ۱۸

تُحْصِنَكُمْ۔ وہ تم کو بچائے، وہ تمہارا بچاؤ
کرے، تُحْصِنَ اِحْصَانٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر،
اِحْصَانٌ مختلف معانی کے لئے آتا ہے مگر
سب کا مرجع ایک ہی معنی کی طرف ہے یعنی
کسی چیز کو روکے رکھنا اور اس کا بچاؤ کرنا،
(ملاحظہ ہو اُحْصِنَّ) پ۵

تُحْصِنُوْنَ۔ تم روکے رکھو، تم بچائے رکھو،
تم حفاظت رکھو، اِحْصَانٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۱۲

تُحْصُوْهُ تم اس کا احاطہ کرو گے، تم اس کا شمار
کرو گے۔ تُحْصُوْا اِحْصَاءٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، ہ ضمیر واحد مذکر غائب اِحْصَاءٌ

Marfat.com

کے معنی شمار کرنے کے ہیں یہاں اوقات کا شمار
اور گھڑیوں کا گننا مراد ہے س۱۴ پ۸ س۷۳ پ۲۹
لَنْ تُحْصُوْهُ (تم ہرگز اس کا شمار نہ رکھ سکوگے)
یعنی تم نے کونباہ نہ سکوگے، پورا نہ کرسکوگے
(ملاحظہ ہو اَحْصٰی) پ۲۹
تُحْصُوْهَا. تم اس کا شمار کرسکوگے۔ اس میں
هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے س۱۴
تُحِطْ. تو احاطہ کرے گا، تو گھیریگا، تو قابو میں
کرے گا، اِحَاطَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد
مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَحَاطَ) ۱۵ پ۱۶
تَحْكُمْ. تو حکم کرے، تو حکم کرے گا۔ حُكْمٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُحْكُمْ)
پ۵ س۲۳
تَحْكُمُوْا. تم حکم کرو، تم فیصلہ کرو، حُكْمٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی
اَنْ ناصبہ کے آنے سے گرگیا، پ۵
تَحْكُمُوْنَ. تم حکم کرتے ہو۔ حُكْمٌ سے مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ س۲۳ پ۲۹ -
تَحِلُّ. (وہ عورت) حلال ہوتی ہے (ضَرَبَ)
حِلٌّ سے، جس کے معنی حلال ہونے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، حَلٌّ
کے معنی گرہ کھولنے کے ہیں، حِلٌّ اسی سے ماخوذ
ہے کیونکہ کسی شے کے حلال ہونے کا مطلب
یہ ہے کہ اس کے استعمال میں کسی قسم کی کوئی
رکاوٹ باقی نہیں ہے۔ پ۱۲
تَحُلُّ. وہ اتر گئی (نَصَرَ) حُلُوْلٌ اور حَلٌّ
سے بمعنی فروکش ہونے اور اترنے کے مضارع
کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں اترتے
وقت جس رسی میں اسباب بندھا ہوتا ہے اس
کی گرہ کھولنے کو حَلٌّ کہتے ہیں، پھر محض اترنے
کے لئے بھی اس کا استعمال ہونے لگا۔ پ۱۳
تَحِلَّةَ. کھولنا، کھول ڈالنا، حلال کرنا۔ حَلَّلَ
کا مصدر ہے۔ بروزن تَفْعِلَةٌ پ۲۸
تَحْلِقُوْا. تم حجامت کرو، تم منڈاؤ (ضَرَبَ)
حَلْقٌ سے۔ جس کے معنی بالوں کے منڈانے کے
ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲
تَحْمِلْ. تو لادے، تو بوجھ ڈالے (ضَرَبَ) حَمْلٌ
سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، حَمْلٌ
کے معنی ایک ہی ہیں بوجھ لادنا، بوجھ اٹھانا مگر
چونکہ اس کا استعمال بہت سی اشیاء کے
متعلق ہوتا ہے اس لئے گو صیغہ فعل یکساں رہتا
ہے مگر مصادر میں فرق ہوجاتا ہے۔ چنانچہ جو بوجھ

Marfat.com

کہ ظاہر میں اٹھائے جاتے ہیں جیسے وہ چیزیں
کہ جو پیٹھ پر لادی جاتی ہیں ان کے لئے حِمْلٌ
(بالکسر) آتا ہے اور جو بوجھ کہ باطن میں اٹھائے
جاتے ہیں جیسے بچہ پیٹ میں اور پانی ابر میں
اور پھل درخت میں ان کے لئے حَمْلٌ (بالفتح)
کا استعمال ہوتا ہے (ملاحظہ ہو اِحْمِلْ) پ۸ ۹/۱۲

تَحْمِلُ۔ وہ حاملہ ہوتی ہے، وہ اٹھاتی ہے حَمْلٌ
اور حِمْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
پ۱۳ پ۱۷ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۵

تُحَمِّلْنَا۔ تو ہم پر بار ڈال۔ تو ہم پر بوجھ ڈال، تو
ہم سے اٹھوا، تَحْمِيلٌ تَحْمِيلٌ سے جس کے معنی
بوجھ اٹھوانے اور بار ڈالنے کے ہیں۔ مضارع
کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، پ۳

تُحْمَلُوْنَ۔ تم سوار کئے جاتے ہو۔ تم لدے
پھرتے ہو، حَمْلٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ۱۸ پ۲۲

تَحْمِلُهٗ۔ اس کو اٹھائے ہوئے۔ وہ اس کو اٹھاتی
ہے تَحْمِلُ حَمْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲ پ۱۶

تَحْمِلُهُمْ۔ تو ان کو سواری دے، تو ان کو سوار
کر دے۔ تَحْمِلُ حَمْلٌ سے۔ مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۱۰

تَحْنَثْ۔ تو قسم توڑ دے۔ (یمین) حِنْثٌ سے۔
جس کے معنی قسم کے ٹوٹنے اور جھوٹا ہونے کے
ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۲۳

تَحْوِيْلًا۔ تبدیلی، تغیر، تفاوت، بروزن
تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ پ۹ پ۱۵ پ۲۲

تَحِيَّةٌ۔ سلام، دعائے خیر، دعائے زندگی۔
حَيَاةٌ سے ماخوذ ہے، حَيَّاكَ اللّٰهُ (اللہ نے
تجھے زندگی دی) کا مصدر ہے۔ جو خبر کا لفظ ہے
مگر دعا زندگی کے لئے استعمال کیا گیا (یعنی اللہ
تجھے جیتا رکھے) اور پھر دعا کے لئے آنے لگا
اور سلام کے معنی دینے لگا۔ پ۵ پ۱۸ پ۲۸

تَحِيَّتُهُمْ۔ ان کی دعائے ملاقات، ان کی
دعائے خیر، تَحِيَّةٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ۔ پ۱۱ پ۱۳ پ۲۲

تَحِيْدُ۔ تو کنارہ کرتا ہے، تو مڑتا ہے، تو ٹلتا ہے
(ضَرَبَ) حَيْدٌ سے۔ جس کے معنی عدول کرنے
کنارہ کرنے اور ہٹنے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر۔ پ۲۶

تُحِيْطُوْا۔ تم گھیرتے ہو، تم احاطہ کرتے ہو۔
اِحَاطَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴

Marfat.com

تحیون۔ تم جیو گے، تم زندگی گزارو گے (سمجھو)
حیوۃ سے جس کے معنی زندہ رہنے کے ہیں۔
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۹پ

فصل الخاء المعجمۃ

تخاصم۔ جھگڑنا، خصومت، بروزن تفاعل
مصدر ہے۔ ۲۳پ

تخاطبنی۔ تو مجھ سے گفتگو کر، تو مجھ سے بول
تخاطب مخاطبۃ سے جس کے معنی آپس
میں بات چیت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر یہاں لا نہی داخل ہے اسلئے
فعل نہی ہے اور اسی کی رعایت سے معنی بھی
ہوں گے، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ۱۲پ

تخف۔ تو ڈریگا، خوف سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اخاف) ۱۶پ

تخافا۔ تم دونوں ڈرتے رہو۔ تم دونوں ڈرو گے
خوف سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر۔
لا تخافا تم دونوں نہ ڈرو فعل نہی ہے۔ ۱۶پ

تخافت۔ تو آہستہ کر، تو آہستہ پڑھ مخافتۃ
سے جس کے معنی آہستہ گفتگو کرنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لا تخافت
(تو بہت آہستہ نہ کر تو چپکے نہ پڑھ) فعل نہی ہے۔ ۱۵پ

تخافن۔ تو ڈرے، مجھ کو ڈر ہو، خوف سے مضارع
با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۱۰پ

تخافوا۔ تم ڈرتے رہو، تم ڈرو گے۔ خوف سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لا تخافوا۔
(تم نہ ڈرو) فعل نہی ہے۔ ۲۴پ

تخافون۔ تم ڈرتے ہو، تم ڈرو گے۔ خوف
سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۵پ ۷پ
۹پ ۱۴پ

تخافونہم۔ تم ان سے ڈرتے رہو۔ اس میں
ہم ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۲۱پ

تخافوہم۔ تم ان سے ڈرو، تخافوا۔ صیغہ
مضارع، ہم ضمیر جمع مذکر غائب، ۴پ

تخافی۔ تو نہ ڈر، تو خوف نہ کر، خوف سے۔ نہی
کا صیغہ، واحد مؤنث حاضر۔ ۲۰پ

تخالطوہم۔ تم ان کو ملا لو، تم ان کا خرچ
ملا جلا رکھو۔ تم ان سے مشارکت رکھو، تخالطوا
مخالطۃ سے جس کے معنی دو چیزوں کے آپس
میں ملجانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
ہم ضمیر جمع مذکر غائب، ۲پ

تخبت۔ وہ عاجزی کرے، وہ دبے، وہ جھکے

Marfat.com

اِخْبَاتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
اصل میں خَبْتٌ نرم زمین کو کہتے ہیں اور اَخْبَتَ
کے معنی نرم زمین کا قصد کرنے اور وہاں اترنے
کے ہیں، پھر اسی نرمی کا لحاظ کرتے ہوئے
اِخْبَاتٌ کا استعمال تواضع، نرمی اور انکساری
کے لئے ہونے لگا۔ ۱۷/۱۴

تَخْتَانُوْنَ۔ تم خیانت کرنا چاہتے ہو، اِخْتِیَانٌ
سے۔ جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں۔ مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲/۳

تَخْتَصِمُوْا۔ تم جھگڑا کرو، اِخْتِصَامٌ سے
جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں، مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَخْتَصِمُوْا (تم جھگڑا
نہ کرو) فعل نہی ہے۔ ۲۶/۱۹

تَخْتَصِمُوْنَ۔ تم جھگڑا کروگے، اِخْتِصَامٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ۲۳/۱۴

تَخْتَلِفُوْنَ۔ تم اختلاف کرتے ہو، اِخْتِلَافٌ
سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اِخْتِلَافٌ) ۳/۱۲ ۳/۱۲ ۶/۱۱ ۱۴/۱۱ ۱۴/۱۲ ۱۴/۱۲ ۱۷/۱۲

تَخِرُّ۔ وہ (پہاڑوں کی جماعت) گر پڑے، (ضَرَبَ)
خَرٌّ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے اوپر سے اس طرح
گرنے کے ہیں کہ اس کے گرنے سے خریر (پانی کی
روانی، ہوا کا سناٹا) کی آواز پیدا ہو، مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب ۱۶/۷

تَخْرُجُ۔ تو نکلتا ہے، تو نکلیگا۔ خُرُوْجٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو
اُخْرُجْ اور خُرُوْجٌ)

تَخْرُجُ۔ وہ نکلتی ہے، وہ نکلیگی، خُرُوْجٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۱۵/۱۴ ۱۶/۱۰
۱۸/۲ ۱۹/۱۱ ۱۳/۶ ۲۳/۱۲ ۲۵/۲

تُخْرِجُ۔ تو نکالتا ہے، تو نکالیگا، اِخْرَاجٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اِخْرَاجٌ) ۳/۱۱ ۳/۶ ۷/۱۴

تُخْرِجَنَا۔ تو ہم کو نکالیگا۔ اس میں نَا ضمیر
جمع متکلم ہے۔ ۱۶/۱۲

تَخْرُجُوْا۔ تم نکلوگے۔ خُرُوْجٌ سے۔ مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر عامل کے آنے سے
نون اعرابی حذف ہوگیا ہے

تُخْرِجُوْا۔ تم نکالوگے، اِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، عامل کے آنے سے نون اعرابی
ساقط ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو اِخْرَاجٌ) ۳/۷

تَخْرُجُوْنَ۔ تم نکلوگے، تم نکل کھڑے ہوگے
تم نکل آؤگے، خُرُوْجٌ سے۔ مضارع کا صیغہ

Marfat.com

جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو خَمَدتُّمْ) پ۲۱

تُخْرِجُوْنَ۔ تم نکالتے ہو، تم نکال دیتے ہو، تم نکال دو گے، اِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُخْرِجُوْا) پ۱

تُخْرَجُوْنَ۔ تم نکالے جاؤ گے، اِخْرَاجٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۵

پ۲۵

تُخْرِجُوْهُ۔ تم اس کو نکالو گے، تُخْرِجُوْا اِخْرَاجٌ سے صیغہ مضارع ہُ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۹

تُخْرِجُوْهُنَّ تم ان (عورتوں) کو نکالو گے، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ پ۲۸

تَخْرُصُوْنَ۔ تم اٹکلیں چلاتے ہو، تم تجویزیں کرتے ہو، تم جھوٹ بولتے ہو (نَصَرَ) خَرْصٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اصل میں خَرْصٌ پھلوں کا اندازہ لگانے کو کہتے ہیں اور اسی لئے ہر وہ بات جو ظن و تخمین کی بنا پر کہی جائے خَرْص کہلاتی ہے خواہ وہ حقیقت کے مطابق ہو یا نہ ہو، کیونکہ اس بات کا بیان کرنے والا اس کو معلوم کر کے یا اس کو سن کر یا اس کے متعلق ظن غالب حاصل کر کے نہیں کہتا بلکہ جس طرح پھلوں کا اندازہ کرنے والا ایک اندازہ اور اٹکل کر لیتا ہے۔ اسی طرح وہ بھی اندازہ اور اٹکل پر ایک بات زبان سے نکال دیتا ہے اور تجویز کر دیتا ہے اور ظاہر ہے کہ اس طرح جو شخص بھی کوئی بات بیان کرے گا اسے جھوٹا ہی کہا جائے گا اگرچہ حقیقت میں وہ بات واقع کے مطابق ہی ہو۔ چنانچہ منافقین کے متعلق قرآن مجید میں مذکور ہے اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُهٗ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَكٰذِبُوْنَ۔ (جس وقت تیرے پاس منافق آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ بیشک تو خدا کا پیغمبر ہے اور اللہ جانتا ہے کہ تو بلاشبہ اس کا بھیجا ہوا ہی اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ منافق یقیناً جھوٹے ہیں) کہ یہاں منافقوں کی گواہی اگرچہ واقع کے مطابق تھی مگر چونکہ ان کے علم و یقین کے مطابق نہ تھی بلکہ غرض کو کہتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی گواہی رد کر دی اور انہیں جھوٹا قرار دیا، اسی طرح جو شخص بھی علم و یقین کی بنا پر کوئی بات نہ کہے تو وہ بات اگرچہ درحقیقت صحیح اور درست ہو مگر کہنے والے کو

Marfat.com

جھوٹا ہی سمجھا جائے گا۔ اسی لئے خرص کا استعمال جھوٹ کے متعلق بھی ہوتا ہے ۵ؐ

تَخْرِقَ تو پھاڑے گا، تو چلنے میں زمین کو قطع کرے گا (ضرب) خَرْقٌ سے۔ جس کے معنی بغیر سوچے سمجھے بگاڑنے کے لئے کسی چیز کی قطع و برید کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، چنانچہ ارشاد ہے۔ اَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ اَهْلَهَا (کیا تو نے کشتی کو بے سوچے سمجھے پھاڑ ڈالا کہ اس کے لوگوں کو غرق کردے) خَرْقٌ خَلْقٌ کی ضد ہے، خلق کے معنی ہیں کسی چیز کا اندازہ کے مطابق بہ نرمی و سہولت انجام دینا اور خرق کے معنی ہیں بغیر اندازہ کے کر ڈالنا اور اسی لئے اس کا استعمال جھوٹ بولنے اور اپنی طرف سے کسی بات کے تراش لینے کے لئے بھی ہوتا ہے جیسے وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍ بِغَيْرِ عِلْمٍ (اور انھوں نے تراش لئے اس کے واسطے بیٹے اور بیٹیاں بے سمجھے) اِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ (یقیناً تو زمین پھاڑ نہ ڈالیگا) میں تَخْرِقَ کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں، زمین کو پھاڑ ڈالنے کے بھی اور ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس کی مسافت قطع کرنے کے بھی۔ ۱۵ؐ

تُخْزِنَا۔ تو ہم کو رسوا کر۔ تُخْزِ اِخْزَاءٌ سے جس کے معنی دور کرنے، خوار کرنے، رسوا کرنے اور ہلاک کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم لَا تُخْزِنَا (تو ہم کو رسوا نہ کر) فعل نہی ہے۔ ۴ؐ

تُخْزِنِيْ۔ تو مجھے رسوا کر، اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، لَا تُخْزِنِيْ (تو مجھے رسوا نہ کر) فعل نہی ہے، ۱۹ؐ

تُخْزُوْنِ۔ تم مجھے رسوا کرو، تُخْزُوْنَ اِخْزَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم تحریر میں محذوف ہے۔ ۱۲ؐ

تُخْسِرُوْا۔ تم گھٹاؤ، اِخْسَارٌ سے جس کے معنی گھٹانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۷ؐ

تَخْسِيْرٍ۔ زیاں کاری، ٹوٹا دینا، ہلاک کرنا، گھاٹے اور ٹوٹے کی طرف منسوب کرنا وزن تَفْعِيْل مصدر ہے۔ ۱۲ؐ

تَخْشَعَ۔ وہ گڑگڑائے، وہ عاجزی کرے (فتح) خُشُوْعٌ سے جس کے معنی عاجزی و فروتنی کرنے اور گڑگڑانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب یاد رہے کہ خُشُوْعٌ اور ضَرَاعَةٌ ہم معنی

Marfat.com

ہیں مگر خُشُوعٌ کا استعمال زیادہ تر جوارح کے اور ضَرَاعَۃٌ کا قلب کے متعلق ہوتا ہے۔ پ ۲۴/۱۸

تَخْشَوْا۔ تم ڈرو، خَشْيَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَخْشَوْا (تم نہ ڈرو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِخْشَوْا) پ ۲/۱۶، ۵، ۲، ۱۱

تَخْشَوْنَ۔ تم ڈرتے ہو، خَشْيَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۹/۱۰

تَخْشَوْنَهُمْ۔ تم ان سے ڈرتے ہو، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۰

تَخْشَوْهُمْ۔ تم ان سے ڈرو اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ (ملاحظہ ہو تَخْشَوْا) پ ۶

تَخْشٰى۔ تو ڈرے، تو ڈرتا ہے، تو ڈریگا خَشْيَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۱۲/۱۶ پ ۳۰/۲

تَخْشٰهُ۔ تو اس سے ڈرے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ ۲۲/۲

تَخْضَعْنَ۔ تم نرمی کرو، تم ملائمت کرو، (فَتَحَ) خُضُوْعٌ سے جس کے معنی لپٹ ہونے، نرمی کرنے اور تواضع اختیار کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مؤنث حاضر۔ یہاں بات چیت میں جھکنا اور تواضع کرنا مراد ہے۔ پ ۲۲

تَخْطَفُهُ۔ وہ (پرندوں کی جماعت) اس کو اچک لیجاتی ہے، (سَمِعَ) تَخَطَّفُ خَطْفٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کے اچک لینے اور جلدی سے جھپٹ لینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ ۱۷/۱۱

تَخُطُّهُ۔ تو اس کو لکھتا ہے، تَخُطُّ خَطٌّ سے جس کے معنی لکھنے اور خط کھینچنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۲۱/۱

تَخَفْ۔ تو ڈر، یہاں لَا تَخَفْ (تو نہ ڈر) خَوْفٌ سے نہی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ہے پ ۱۲ پ ۱۰، ۱۲ پ ۱۶ پ ۱۹/۱۰، ۱۹ پ ۱۹/۱۱ پ ۲۳/۱۹

تُخْفُوْا۔ تم چھپاؤ، تم چھپانے لگو، اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے آنے سے یہاں نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اَخْفٰی) پ ۳/۱۱

تُخْفُوْنَ۔ تم چھپاتے ہو، تم چھپاؤ گے، اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۲ پ ۱۴/۱۲

تُخْفُوْهُ۔ تم اس کو چھپاؤ، تم اس کو چھپاتے ہو تم اس کو چھپاؤ گے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

ہے۔ پ ۳ پ ۲۸

تُخْفُوْهَا۔ تم اس کو چھپاؤ، تم اس کو چھپاتے ہو، تم اس کو چھپاؤ گے، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۲۸

تُخْفِيْ۔ تو چھپاتا ہے، تو چھپائیگا۔ اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۲۲

تُخْفِيْ۔ وہ چھپاتی ہے، وہ چھپائیگی۔ اِخْفَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲ پ ۲۸

تَخْفٰی۔ وہ چھپی رہے گی۔ خَفَاءٌ سے جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۹

تَخْفِيْفٌ۔ ہلکا کرنا، تخفیف کرنا، آسانی کرنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے (ملاحظہ ہو خَفِيْفٌ) پ ۲

تَخَلَّتْ۔ وہ خالی ہو گئی۔ تَخَلِّيٌ سے جس کے معنی خالی ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ زمین کے خالی ہونے سے مراد اس کا مُردوں کا اپنے اندر سے نکال پھینکنا ہے۔ پ ۳۰

تُخَلَّدُوْنَ۔ تم ہمیشہ رہو گے (نصر) خُلُوْدٌ سے جس کے معنی ہمیشہ رہنے اور ہمیشہ رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۱۹

تُخْلِفُ۔ تو خلاف کرتا ہے، تو خلاف کریگا اِخْلَافٌ سے جس کے معنی وعدہ کے خلاف کرنے یا وعدہ کے خلاف چلنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ اِخْلَافٌ کا استعمال اور دیگر معانی میں بھی ہوتا ہے، مگر قرآن مجید میں ان ہی دونوں معنی میں آیا ہے، یہاں پہلے معنی مراد ہیں۔ پ ۱۱

تُخْلِفُهٗ۔ تو اس کے خلاف پائیگا۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، یہاں اِخْلَافٌ کا استعمال دوسرے معنی یعنی وعدہ کے خلاف چلنے میں ہوا ہے۔ پ ۱۶

تَخْلُقُ۔ تو بناتا ہے۔ تو بنائے گا۔ خَلْقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَخْلُقُ اور خَلَقَ) پ ۷

تَخْلُقُوْنَ۔ تم بنا لیتے ہو، تم گھڑ لیتے ہو۔ خَلْقٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ خَلْقٌ کے معنی جھوٹ گھڑ لینے[1] کے بھی آتے ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو خَلَقَ) پ ۲۰ / ۱۲

تَخْلُقُوْنَهٗ۔ تم اس کو پیدا کرتے ہو، تم اس کو بناتے ہو، تَخْلُقُوْنَ خَلْقٌ سے بمعنی پیدا کرنے کے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو خَلَقَ) پ ۲۷ / ۱۵

[1] ے گھڑنا، گھڑ لینا

تَخَوُّفٍ ڈرانا، خوف دلانا، ڈرنا، خوف کا ظاہر ہونا، بروزن تَفَعُّل مصدر ہے، اس کا تعدیہ بذریعہ عَلٰی ہوتا ہے۔ پ ۱۴

تَخُونُوا۔ تم خیانت کرنے لگو، تم چوری کرنے لگو (نصر) خِیَانَتٌ سے۔ جس کے معنی خیانت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، خیانت اور نفاق دونوں کی حقیقت ایک ہی ہے فرق اتنا ہے کہ خیانت امانت اور عہد میں ہوتی ہے اور نفاق دین میں ہوتا ہے خیانت کے معنی ہیں پوشیدہ طور پر عہد شکنی کرکے حق کے خلاف کرنا۔ امانت اور خیانت دونوں باہم نقیضین ہیں۔ پ ۹

تَخْوِیْفًا۔ ڈرانا، خوف دلانا۔ بروزن تَفْعِیْل مصدر ہے۔ پ ۱۵

تَخَیَّرُوْنَ۔ تم پسند کرتے ہو، تم پسند کروگے تم اختیار کرتے ہو، تم اختیار کروگے۔ تَخَیُّرٌ سے۔ جس کے معنی پسند کرنے اور اختیار کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۲۹

فصل الدال المهملة

تَدَارَكَهُ۔ اس کو پالیا۔ اس کو سنبھالا۔ تَدَارُكٌ سے جس کے معنی پانے اور ایک دوسرے تک پہنچنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب تَدَارُكٌ کا استعمال زیادہ تر فریاد رسی اور نعمت کے پہنچنے کے متعلق ہوتا ہے۔ پ ۲۹

تَدَایَنْتُمْ۔ تم نے ایک دوسرے کو قرض دیا تم نے ایک دوسرے کو ادھار دیا۔ تَدَایُنٌ سے جس کے معنی آپس میں قرض کا لین دین کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۳

تَدَّخِرُوْنَ۔ تم ذخیرہ کرتے ہو، تم رکھ چھوڑتے ہو اِدِّخَارٌ سے جس کے معنی ذخیرہ کرنے اور رکھ چھوڑنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ ۳

تُدْخِلُ۔ تو داخل کرے، تو داخل کرتا ہے۔ تو داخل کرے گا، اِدْخَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُدْخِلْ) پ ۱۴

تَدْخُلُنَّ۔ تم ضرور داخل ہوگے، دُخُوْلٌ سے، مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُدْخُلْ) پ ۱۴

تَدْخُلُوْا۔ تم داخل ہوگے، تم داخل ہونے لگو دُخُوْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

لَا تَدْخُلُوْا (تم داخل نہ ہو) فعل نہی ہے۔

پ۲/۱۰ پ۵/۴ پ۱۳/۲ پ۱۸/۱۰ پ۲۴

تَدْخُلُوْهَا۔ تم اس میں داخل ہونے لگو۔

اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۰

تَدْرُسُوْنَ۔ تم پڑھتے ہو (نَصَرَ) دَرْسٌ سے۔ جس کے معنی علم پڑھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۳/۱۶ پ۲۹/۴

تُدْرِكُ۔ وہ پالے، وہ پکڑلے، اِدْرَاكٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَدْرَكَهُ) پ۲۳/۲

تُدْرِكُهُ۔ وہ اس کو پاتی ہے، وہ اس کو پائیگی اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، آیت کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ (نہیں پاتیں اس کو نظریں اور وہ پاتا ہے سب نظروں کو) میں اَبْصَارٌ سے ظاہری آنکھیں بھی مراد لی جاسکتی ہیں اور علمی بصیرتیں بھی چنانچہ بعض نے اول معنی مراد لئے ہیں اور بعض نے دوسرے معنی، سدی کہتے ہیں بصر کی دو قسمیں ہیں ایک "بصر معائنہ" (دیکھنے کی آنکھ) دوسری "بصر علم" (علم کی بینائی) پس لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے معنی یہ ہیں کہ علماء کا علم اس کو نہیں پاسکتا اسی کی نظیر ہے۔ سورۂ طٰہٰ کی آیت يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِهٖ عِلْمًا (وہ جانتا ہے جو اُن کے آگے ہے اور جو ان کے پیچھے ہے اور آدمی علم سے اس کا احاطہ نہیں کرسکتے) علامہ خازن بغدادی سدی کے اس قول کو نقل کرکے فرماتے ہیں وھذا وجہ حسن ایضا (یہ توجیہ بھی عمدہ ہے)[1] سعید بن المسیب اور عطاء بن ابی رباح نے "ابصار" سے ظاہری آنکھیں مراد لی ہیں۔ ابن المسیب فرماتے ہیں کہ لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ کے معنی ہیں آنکھیں اس کو گھیر نہیں سکتیں، عطاء اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں کہ مخلوقات کی نظریں اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہیں۔[2]

واضح رہے کہ اقوام مبتدعہ خوارج، روافض معتزلہ اور بعض مرجیہ نے اس آیت سے یہ سمجھا ہے کہ دنیا و آخرت میں کہیں بھی خدا کا دیدار نہ ہوگا

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۲ ص ۱۳۹۔ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

[2] ملاحظہ ہو معالم التنزیل ج ۲ ص ۱۴۰ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

Marfat.com

اور کوئی اس کو نہ یہاں دیکھے گا نہ وہاں، وہ "ادراک" کے معنی "رویت" یعنی ان ظاہری آنکھوں سے دیکھنے کے سمجھ بیٹھے اس لئے ان کے غلط خیال پر آیت کا ترجمہ یوں ہوگا کہ تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ (اللہ کو آنکھیں نہیں دیکھ سکتیں) حالانکہ یہی ان کی اصل غلطی ہے "ادراک" اور "رویت" دو جداگانہ چیزیں ہیں آیت میں "ادراک" کی نفی ہے "رویت" کی نہیں "ادراک" کہتے ہیں کسی چیز کی کنہ اور حقیقت پر واقف ہونے اور اس کا احاطہ کرنے کو، اور رویت کے معنی ہیں فقط دیکھنا، خواہ احاطہ ہوسکے یا نہ ہوسکے اور خواہ حقیقت تک رسائی ہو یا نہ ہو، پس "اثباتِ رویت" اور "نفیِ ادراک" میں کچھ منافات نہیں ہے۔ اس لئے کہ "ادراک" اخص ہے رویت سے اور نفیِ اخص سے انتفاءِ اعم لازم نہیں آتا کسی چیز کی رویت اس کا احاطہ کئے بغیر اور اس کی حقیقت تک پہنچے بغیر ممکن بلکہ واقع ہے ملاحظہ ہو جب حضرت موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لیکر بحر قلزم کے کنارے پہنچتے ہیں اور فرعون کا لشکر تعاقب کرتا ہوا آموجود ہوتا ہے اس واقعہ کے ذکر میں قرآن مجید میں ارشاد ہے

فَلَمَّا تَرَاءَ الْجَمْعٰنِ قَالَ اَصْحٰبُ مُوْسٰى اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ قَالَ كَلَّا (جب دونوں جاعتوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ کے ساتھی بولے ہم پالئے گئے آپ نے فرمایا ہرگز نہیں) دیکھئے یہاں بے اختیار بنی اسرائیل کی زبان سے اِنَّا لَمُدْرَكُوْنَ کے الفاظ نکل جاتے ہیں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہرگز ایسا نہیں ہوسکتا اور واقعی ہوا بھی نہیں۔ اب یہاں غور فرمایئے کہ تَرَاءَ سے دونوں جماعتوں کی رویت ایک دوسرے کے متعلق ثابت ہے اور كَلَّا سے ادراک کی صاف نفی ہے۔ پس باوجود عدم ادراک کے رویت کا ثبوت موجود ہے۔

اسی طرح آیت کریمہ لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ میں "ابصار" کے ادراک کی نفی ہے۔ "ابصار" کی رویت کی نفی نہیں، اہل سنت وجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ اہلِ ایمان آخرت میں دیدارِ الٰہی سے شرف اندوز ہوں گے۔ کتاب و سنت کی تصریحات اس پر شاہد ہیں جن کی تفصیل کا یہ محل نہیں ہے۔ حافظ ابن القیم نے کتاب حادی الارواح میں منکرینِ رویت پر خوب ہی رد کیا ہے، اور علامہ محمد بن ابراہیم

وزیر یمانی نے العواصم والقواصم میں اور قاضی شوکانی نے کتاب بغیہ میں اس مسئلہ پر بڑی سیر حاصل بحثیں کی ہیں، محدث سیوطی نے بھی البدور السافرہ میں رویت باری کے متعلق احادیث وآثار کا بڑا حصہ ذکر کیا ہے۔

یہاں صرف اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ ابصارؔ سے اگر ظاہری آنکھیں ہی مراد لی جائیں تب بھی آیت میں جس ادراک کی نفی ہے وہ معرفت حقیقت ہے، کیونکہ خدا کی حقیقی معرفت سوائے خدا کے کسی کو حاصل نہیں۔ پس اہل ایمان اگرچہ آخرت میں خدا کو بچشم سر دیکھیں گے مگر اس کا ادراک یعنی اس کی کنہ و حقیقت کی معرفت اور اس کا احاطہ نہیں ہوسکتا جس طرح چاند کا دیکھنے والا آنکھوں سے چاند کو دیکھنے کے باوجود نہ اس کی حقیقت کو دریافت کرسکتا ہے اور نہ اس کی کنہ و ماہیت کو جان سکتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ کی ذات تو اور بھی وراء الورا ہے وہ نرالا ہے اور بڑی شان والا ہے ولہ المثل الاعلیٰ۔ حدیث صحیح میں بھی رویت باری کو اسی مثال سے سمجھایا گیا ہے ارشاد ہو انکم سترون ربکم کما ترون ھذا القمر لا تضامون فی رؤیتہ (تم اپنے رب کو اسی طرح دیکھو گے جس طرح تم اس چاند کو دیکھتے ہو کہ اس کے دیدار میں کسی طرح کی مزاحمت نہیں ہوگی)[1] پ۷

تَدْرُوْنَ۔ تم جانتے ہو، تم کو معلوم ہے دِرَایَۃٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَدْرٰی) پ۳/۱۳

تَدْرِیْ۔ تو جانتا ہے، تو جانیگا، دِرَایَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۲۵ پ۲۸

تَدْرِیْ۔ وہ جانتی ہے، وہ جانیگی، دِرَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، آیت کریمہ لَا تَدْرِیْ لَعَلَّ اللّٰہَ یُحْدِثُ بَعْدَ ذٰلِکَ اَمْرًا میں تَدْرِیْ واحد مؤنث غائب کا صیغہ بھی ہوسکتا ہے۔ اور واحد مذکر حاضر کا بھی پہلی صورت میں اس کا فاعل نفس (جان) ہوگا اور دوسری صورت میں ضمیر اَنْتَ (تو) ہوگی۔ جس سے خطاب یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی طرف ہوگا یا ہر طالب کی طرف۔ پ۲۸

[1] مشکوٰۃ باب رویۃ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

تَدْعُ۔ تو پکارے، دُعَاءٌ اور دَعْوَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لا موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے اور آخر سے واو حرف علت محذوف ہے (ملاحظہ ہو اُدْعُ اور دُعَاءٌ) پ۱۱/۱۴ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۱۲

تَدْعُ۔ وہ پکارے، دُعَاءٌ اور دَعْوَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اِنْ شرطیہ کے سبب آخر سے واو حذف ہو گیا ہے پ۲۲/۱۵

تَدْعُوا۔ وہ پکارتی ہے، وہ بلاتی ہے، وہ پکاریگی، وہ بلائیگی۔ دُعَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۲۹

تَدْعُوا۔ تم پکارو، تم پکارتے ہو، تم پکاروگے دُعَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ ن اعرابی عامل کے آنے سے گر پڑا۔ پ۹/۱۴ پ۱۵/۱۲ پ۲۲ پ۲۲/۸ پ۹/۱۱

تَدْعُوْنَ۔ تم پکارتے ہو، تم پکاروگے، دُعَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۷/۱۰، ۱۲ پ۹/۱۱ پ۱۵/۱۲ پ۱۶/۹ پ۱۷/۹ پ۱۸/۱۶ پ۱۹/۹ پ۲۲/۱۴، ۱۷ پ۲۴/۸ پ۲۶/۱۰، ۱ پ۲۸/۱

تُدْعَوْنَ۔ تم پکارے جاتے ہو، تم بلائے جاتے ہو، تم بلائے جاؤگے، دُعَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۴ پ۲۶/۸، ۱۰

تَدَّعُوْنَ۔ تم آرزو کرتے ہو، تم آرزو کروگے تم مانگتے ہو، تم مانگوگے، تم چاہتے ہو، تم چاہوگے اِدِّعَاءٌ سے جس کے معنی دعوی کرنے، آرزو کرنے اور خود کو کسی چیز کی طرف نسبت کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۹

تَدْعُوْنَا۔ تو ہم کو بلاتا ہے، تو ہم کو پکارتا ہے تو ہم کو بلائیگا، تو ہم کو پکاریگا۔ تَدْعُوْا دُعَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم۔ پ۱۲ پ۲۳/۱۵

تَدْعُوْنَنَا۔ تم ہم کو بلاتے ہو، تم ہم کو پکارتے ہو تَدْعُوْنَ صیغہ مضارع۔ جمع مذکر حاضر۔ نَا ضمیر جمع متکلم، پ۱۲

تَدْعُوْنَنِیْ۔ تم مجھ کو بلاتے، تم مجھ کو پکارتے ہو اس میں ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے پ۲۴/۱

تَدْعُوْنَهٗ۔ تم اس کو پکارتے ہو۔ اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۱۲

تَدْعُهُمْ۔ تو اُن کو بلاتا ہے، تو اُن کو پکارتا ہے۔ تَدْعُوْا صیغہ مضارع واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۳۵

Marfat.com

تَدْعُوْهُمْ تم ان کو بلاتے ہو، تم ان کو پکارتے ہو، تم ان کو بلاؤ گے، تم ان کو پکارو گے
تَدْعُوْا صیغہ مضارع جمع مذکر حاضر۔ اصل میں تَدْعُوْنَ تھا۔ اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۹/۱۴

تَدْعُهُمْ۔ تو ان کو بلائے، تو ان کو بلائے گا
تَدْعُ صیغہ مضارع واحد مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے اول میں آنے سے واو جو حرفِ علت تھا اخیر سے گر پڑا، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ۱۵/۲

تُدْعٰی۔ وہ بلائی جائے گی، وہ پکاری جائیگی
دُعَاءٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۲۵/۳

تُدْلُوْا۔ تم کھینچ لیجاؤ، تم پہنچاؤ، اِدْلَاءٌ سے جس کے معنی ڈول نکالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ابو منصور نے الشامل میں اور ابو جعفر بیہقی نے تاج المصادر میں اس کے معنی ڈول چھوڑنے کے بیان کئے ہیں اسی اعتبار سے بطور استعارہ اِدْلَاءٌ کا استعمال کسی چیز تک پہنچنے اور کسی شے کے ڈالنے کے لئے ہوتا ہے۔ ۲

تَدَلّٰی۔ وہ اتر آیا، وہ لٹک آیا، تَدَلِّیٌّ سے جس کے معنی قریب ہونے اور لٹکنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب۔ ۲۷

تُدَمِّرُ۔ وہ ہلاک کرتی ہے، وہ تباہ کرتی ہے وہ اکھاڑتی ہے، تَدْمِیْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۲۶

تَدْمِیْرًا۔ ہلاک کرنا، اکھاڑ مارنا، تباہی لا ڈالنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ ۱۱ ۱۹

تَدُوْرُ۔ وہ پھرتی ہے، وہ گردش کرتی ہے دَوْرٌ سے جس کے معنی گردش کرنے، پھرنے اور گھومنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۲۱

تُدْهِنُ۔ تو نرمی کرے، تو ملائمت کرے، تو سستی کرے، تو ڈھیلا ہو، اِدْهَانٌ سے جس کے معنی اصل میں تو تَدْهِیْن یعنی چکنا کرنے اور تیل ڈالنے کے ہیں مگر اس سے مراد مدارات، ملائمت اور سستی لی جاتی ہے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۹

تُدِیْرُوْنَهَا۔ تم اس کو پھیرتے ہو، تم اس کا پھیر بدل کرتے ہو، تُدِیْرُوْنَ اِدَارَةٌ سے جس کے معنی پھیرنے پھرانے کے ہیں مضارع کا صیغہ

Marfat.com

جمع مذکر حاضر، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب یہاں ہاتھوں ہاتھ لین دین مراد ہے۔ پ۳

فصل الذال المعجمة

تَذْبَحُوْا۔ تم ذبح کرو، (فَتَحَ) ذَبْحٌ سے جس کے معنی گلا کاٹنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر۔ پ۱/۸

تَذَرُ۔ تو چھوڑتا ہے، تو چھوڑ دیگا۔ وَذْرٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اس کی پروا نہ ہونے کے سبب پھینکدینے اور چھوڑ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر اس فعل کی ماضی مستعمل نہیں ہوتی۔ لَا تَذَرْ (تو نہ چھوڑ) فعل نہی ہے پ۵ پ۲۹/۱۰

تَذَرُ۔ وہ چھوڑتی ہے، وہ چھوڑ دیگی، وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۴ پ۲۹/۱۵

تَذَرُنَّ۔ تم ضرور چھوڑتے ہو، تم ضرور چھوڑ دوگے وَذْرٌ سے۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَذَرُنَّ (تم ہرگز نہ چھوڑیو)۔ فعل نہی ہے۔ پ۲۹/۱۰

تَذَرْنِيْ۔ تو مجھے چھوڑتا ہے، تو مجھے چھوڑ دیگا تَذَرُ صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر جمع متکلم ہے۔ لَا تَذَرْنِيْ (تو مجھے نہ چھوڑ) (ملاحظہ ہو تَذَرُ) پ۱۷

تَذَرُوْنَ۔ تم چھوڑتے ہو، تم چھوڑ دوگے، وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۱۹/۱۳ پ۲۳/۸ پ۲۹/۱۷

تَذْرُوْهُ، وہ اس کو اڑاتی ہے۔ تَذْرُوْا، ذَرْوٌ سے، جس کے معنی بلند کرنے اڑانے اور اڑنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۱۵/۱۸

تَذَرُوْهَا۔ تم اس کو چھوڑ دو، تم چھوڑنے لگو، تَذَرُوْا وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ۵/۱۶

تَذَرُهُمْ۔ تو ان کو چھوڑتا ہے، تو ان کو چھوڑ دیگا تَذَرُ وَذْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۲۹/۱۰

تَذَكَّرُ۔ تو یاد کرتا ہے۔ تو یاد کرے گا۔ (نَصَرَ) ذِکْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ذِکْرٌ اور اُذْکُرْ) پ۱۳/۴

تَذَكَّرَ۔ اس نے نصیحت پکڑی۔ اس نے سوچا۔ اس نے یاد کیا۔ تَذَکُّرٌ سے۔ جس کے معنی یاد کرنے اور نصیحت پکڑنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب۔ پ۱۲/۱۹

Marfat.com

تُذَکِّرَ۔ وہ یاد دلائے، تَذْکِیْرٌ سے جس کے معنی یاد دلانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۳

تَذَکَّرُوْا۔ وہ چونک گئے، انہوں نے یاد کیا تَذَکُّرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ۹

تَذْکُرُوْا۔ تم یاد کرو، تم یاد کرنے لگو، ذِکْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو ذِکْرٌ اور اُذْکُرْ) پ۲۵

تَذْکُرُوْنَ۔ تم یاد کرو گے، ذِکْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۴

تَذَکَّرُوْنَ۔ تم نصیحت پکڑو، تم دھیان رکھو تَذَکُّرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۸

[illegible]

تَذْکُرُوْنَهُنَّ۔ تم ان (عورتوں) کو یاد کرو گے تم ان کا دھیان کرو گے، تم ان کا ذکر کرو گے تَذْکُرُوْنَ صیغہ مضارع، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب۔ پ۲

تَذْکِرَةٌ۔ یاددہانی، نصیحت، یاد کرنے کی چیز بروزن تَفْعِلَةٌ، باب تَفْعِیْلٌ کا مصدر ہے [illegible]

تَذْکِیْرِیْ۔ میرا نصیحت کرنا، میرا سمجھانا، میرا یاد دلانا، تَذْکِیْرٌ بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر مضاف ہے ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ۱۱

تُذِلُّ۔ تو ذلیل کرے، تو ذلت دیتا ہے اِذْلَالٌ سے جس کے معنی ذلیل و خوار کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۳

تَذْلِیْلًا۔ جھکانا، ذلیل کرنا۔ بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے۔ پ۲۹

تَذُوْدَانِ۔ وہ دونوں ہانکتی ہیں، وہ دونوں روکتی ہیں، وہ دونوں ہٹاتی ہیں (نَصَرَ) ذَوْدٌ سے۔ جس کے معنی ہانکنے، ہٹانے اور روکنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب۔ پ۲۰

تَذُوْقُوْا۔ تم چکھتے ہو، تم چکھو گے۔ (نَصَرَ) ذَوْقٌ سے۔ جس کے معنی چکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی بوجہ عامل گر گیا پ۲۴

تَذْهَبُ۔ وہ جاتی ہے، وہ جائے گی، وہ جاتی ہے، ذَهَابٌ سے مضارع کا صیغہ۔ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِذْهَبْ) پ۲۱ پ۱۱

تَذْهَبُوْا۔ تم جاتے ہو، تم جاؤ گے، ذَهَابٌ سے۔ مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

ن اعرابی عامل کے سبب گر گیا ہے۔ پ ۱۲ پ ۱۲

تَذْهَبُوْنَ. تم جاتے ہو، تم جاؤ گے، ذَهَابٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳۰

تَذْهَلُ. وہ بھول جائے گی، ذُهُوْلٌ سے جس کے معنی کسی شے میں اس طرح مشغول ہونے کے ہیں کہ غم اور بھول پیدا ہو جائے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۷

فصل الراء المهملة

تَرَ. تو نے دیکھا۔ رُؤْيَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَرٰی تھا، لَمْ کے اول میں آنے سے آخر سے ی جو حرف علت ہے ساقط ہو گئی اور مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا۔ (ملاحظہ ہو آری) پ ۱۴ پ ۲ پ ۳ پ ۵ ...

تَرَآءَ. وہ دونوں مقابل ہوئے، وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ تَرَائِیْ سے جس کے معنی ایک دوسرے کے باہم اس طرح مقابل اور قریب ہونے کے ہیں کہ پاس کو دیکھ سکے اور وہ اس کو۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۰

تَرَائِبُ. چھاتیاں تَرِيْبَةٌ کی جمع، جس کے معنی چھاتی کی ہڈی اور سینہ کی پسلی کے ہیں۔ پ ۳۰

تَرَآءَتْ. وہ نمودار ہوئی، وہ سامنے ہوئی، وہ روبرو ہوئی، وہ دیکھنے لگی، تَرَائِیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۱۰

تُرَابٌ. خاک، مٹی، اصل میں تراب خود زمین کا نام ہے پ ۳ پ ۱۳ پ ۱۵ پ ۱۸ پ ۲۲ پ ۲۲۔

تُرَابًا پ ۱۳ پ ۱۸ پ ۲۰ پ ۲۳ پ ۲۶

تُرَاثَ میراث، مُردے کا مال، اصل میں وِرَاثٌ تھا، واو کو تا سے بدل لیا گیا ہے۔ پ ۳۰

تَرَاضٍ. باہمی رضامندی، آپس کی خوشی۔ ایک کا دوسرے سے راضی ہونا تَرَاضِیْ، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔ ی جو حرفِ علت ہے بوجہ ثقالت ساقط ہو گئی، پ ۵ پ ۵

تَرَاضَوْا وہ آپس میں راضی ہوئے، تَرَاضِیْ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ پ ۲

تَرَاضَيْتُمْ۔ تم آپس میں راضی ہوئے، تَرَاضِیْ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۴

تَرَاقِیَ۔ ہنسلی تَرْقُوَةٌ کی جمع ہے۔ پ ۲۹

تُرَاوِدُ۔ وہ بہلاتی ہے، وہ خواہش کرتی ہے وہ اکساتی ہے، وہ پھسلاتی ہے مُرَاوَدَةٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی دوسرے سے کسی کام کے چلنے اور اس کو کسی کام پر ڈالنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ ۳ ع ۱۴

تَرَبُّصُ۔ انتظار کرنا، خواہ کسی معاملہ کے ختم ہونے یا پورا ہونے کا انتظار ہو، یا کسی سامان کی گرانی یا ارزانی کا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے، پ ۲ ع ۱۲

تَرَبَّصْتُمْ۔ تم نے انتظار کیا، تم نے راہ دیکھی تَرَبُّصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۷ ع ۱۸

تَرَبَّصُوْا تم انتظار کرو، تم منتظر رہو، تم راہ دیکھو تَرَبُّصٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر

پ ۱۰ ع ۹ و ۱۲، پ ۱۲ ع ۷، پ ۱۸ ع ۲

تَرَبَّصُوْنَ۔ تم انتظار کرتے رہو، تم راہ دیکھتے رہو تَرَبُّصٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۰ ع ۱۲

تَرْتَابُوْا۔ تم شک کرو، تم شبہ میں پڑو، اِرْتِیَابٌ سے جس کے معنی شک کرنے اور دوسرے کو تہمت لگانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳

تَرْتَدُّوْا۔ تم پھر جاؤ، تم لوٹ جاؤ، اِرْتِدَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں کلمہ نہی داخل ہے، اس لئے فعل نہی ہے پ ۶

تَرْتِيلًا الفاظ کا منہ سے درستی کے ساتھ بسہولت ادا کرنا، آہستہ آہستہ واضح اور صاف طور پر پڑھنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، پ ۱۹ ع ۱ پ ۲۹ ع ۱۲

تَرِثُوْا۔ تم وارث ہوجاؤ، تم میراث میں لے لو۔ (حَسِبَ) وِرَاثَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی اَنْ ناصب کے آنے سے ساقط ہوگیا (ملاحظہ ہو اُوْرِثْتُمُوْهَا) پ ۴

تُرْجَعُ۔ وہ پھیری جاتی ہے، وہ لوٹائی جاتی ہے۔ (ضَرَبَ) یہ فعل لازم اور متعدی دونوں طرح پر آتا ہے، لازم کا مصدر رُجُوْعٌ (لوٹنا) ہے اور متعدی کا رَجْعٌ (لوٹانا) یہاں رَجْعٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ پ ۲ ع ۱۰ پ ۴ ع ۲

پ ۱۴ ع ۱۴ پ ۱۳ ع ۱۴ پ ۱۷ ع ۳۰

تُرْجَعُوْنَ۔ تم لوٹائے جاؤ گے، تم پھیرے جاؤ گے، رَجْعٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱ ع ۳ پ ۳ ع ۱۱ پ ۱۱ پ ۷ ع ۳ پ ۸ ع ۱۱ پ ۹ ع ۱۱

پ ۲۰ ع ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ پ ۲۱ ع ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ پ ۲۳ ع ۱ و ۱۳ پ ۲۴ ع ۲ و ۱۷ پ ۲۵ ع ۱۳ و ۱۸

تَرْجِعُوْنَهَا۔ تم اس کو پھیر لاتے ہو، تم اس کو پھیر لیتے ہو، تَرْجِعُوْنَ۔ رَجْعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ پ ۲۷

تَرْجِعُوْهُنَّ۔ تم ان کو پھیرو، تم ان کو واپس کرو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے

Marfat.com

یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے ۸/۲۸

تَرْجُفُ۔ وہ لرزیگی، وہ کانپے گی (نَصَرَ) رَجْفٌ سے جس کے معنی لرزنے اور کانپنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۹/۱۲ ۲۰/۲

تَرْجُمُوْنِ۔ تم مجھے سنگسار کرو، رَجْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون وقایہ۔ ی ضمیر واحد متکلم تحریر میں محذوف ہے (ملاحظہ ہو اَرْجُمَنَّكَ) ۲۵/۱۲

تَرْجُوْا۔ تو امید رکھتا ہے، تو امید رکھیگا۔ رَجَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ اُرْجُوْا) ۱۱/۱

تَرْجُوْنَ۔ تم امید رکھتے ہو، تم امید رکھو گے رَجَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۴/۱۲ ۵/۱۳

تَرْجُوْهَا۔ تو اس کی توقع رکھتا ہے، تو اس کی امید رکھتا ہے، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، (ملاحظہ ہو تَرْجُوْا) ۱۵/۳

تُرْجِیْ تو ڈھیل دیوے، تو پیچھے رکھے، اِرْجَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ (ملاحظہ ہو اَرْجِهْ) ۲۲/۲

تَرْحَمْنَا۔ تو ہم پر رحم کرے۔ تو ہم پر رحم کرے گا تَرْحَمُ رَحْمَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم، ۹/۹

تَرْحَمْنِیْ، تو مجھ پر رحم کرے۔ تو مجھ پر رحم کریگا۔ اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے، ۱۲/۴

تُرْحَمُوْنَ۔ تم پر رحم کیا جائے۔ رَحْمَةٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۵/۱۵، ۵/۹ ۸/۱۲ ۱۸/۱۳ ۱۹/۱۱ ۲۳/۴ ۱۵/۱۲

تُرَدَّ۔ وہ رد کردی جائے، وہ پھیر دی جائے (نَصَرَ) رَدٌّ سے۔ جس کے معنی لوٹانے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۴/۴

تَرَدّٰی۔ وہ نیچے گرا، وہ گڑھے میں گرا، تَرَدِّیْ سے۔ جس کے معنی گڑھے میں گرنے اور اپنے آپ کو ہلاکت کے لئے پیش کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۲۰/۱۲

تَرْدٰی۔ تو ہلاک ہووے، تو پٹکا جائے (سَمِعَ) رَدٰی سے۔ جس کے معنی ہلاک ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ ۲۹/۱۰

تُرِدْنَ۔ تم چاہتی ہو، تم ارادہ کرتی ہو، اِرَادَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مؤنث حاضر (ملاحظہ ہو اَرَادَ) ۲۱/۲۰

تُرَدُّوْنَ۔ تم پھیرے جاؤ گے، تم لوٹائے جاؤ گے رَدٌّ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

(ملاحظہ ہو تُرَدُّ) پ۲۹ ۱۱

تُرْدِیْنِ. تو مجھے ہلاک کرے گا. تو مجھے گڑھے میں ڈالیگا، تُرْدِیْ اِرْدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے. (ملاحظہ ہو اَذْرَکُم) پ۲۳

تَرْزُقُ. تو رزق دیتا ہے. تو روزی دیتا ہے رزقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُرْزُقْ اور رِزْقٌ) پ۳

تُرْزَقٰنِهٖ. تم دونوں کو وہ دیا جاتا ہے، تم دونوں کو وہ دیا جائیگا، تُرْزَقَانِ. رِزْقٌ سے. مضارع مجہول کا صیغہ، تثنیہ مذکر حاضر ہ ضمیر واحد مذکر غائب طعام کی طرف راجع ہے. پ۱۲

تَرْضٰی. تو راضی ہو جائے. تو راضی ہوتا ہے. تو راضی ہوگا. (سَمِعَ) رِضیً سے جس کے معنی خوش ہونے راضی ہونے اور پسند کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۱۴ ۱۶ اور پ۲۰

تَرْضٰهُ. تو اس کو پسند کرے، تو اس سے راضی ہوئے اس میں ہ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۹ پ۲۶

تَرْضٰهَا. تو اس کو پسند کریگا. تو اس سے راضی ہوگا اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے. پ۲

تُرْضِعُ. وہ دودھ پلاویگی. اِرْضَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَرْضَعَتْ) پ۱۷

تَرْضَوْا. تم راضی ہو، تم راضی ہوگے رِضیً سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا ہے. پ۱۱

تَرْضَوْنَ. تم پسند کرتے ہو، تم راضی ہو، رِضیً کر مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر. پ۱۰

تَرْضَوْنَهَا. تم اس کو پسند کرتے ہو. اس میں ھا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے. پ۱۰

تَرْغَبُوْنَ. تم چاہتے ہو، تم رغبت کرتے ہو رَغْبَۃٌ سے. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُرْغُبْ) پ۵

تُرْفَعَ. وہ بلند کی جائے، رَفْعٌ سے جس کے معنی اٹھانے بلند کرنے اور قریب کرنے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، رَفْعٌ کا استعمال کبھی تو رکھی ہوئی چیزوں کے اپنی جگہ سے اٹھانے اور اپنے مقام سے بلند کرنے کے لئے ہوتا ہے جیسے وَرَفَعْنَا فَوْقَکُمُ الطُّوْرَ (اور ہم نے تمہارے اوپر طور پہاڑ کو اٹھایا) اور کبھی عمارت کے بلند کرنے کے لئے جیسے وَاِذْ یَرْفَعُ اِبْرٰهِیْمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَیْتِ وَاِسْمٰعِیْلُ (اور جب ابراہیم و

Marfat.com

اسمٰعیلؑ اس گھر کی بنیادیں اٹھانے لگے) اور کبھی بلندی ذکر اور آوازہ کی شہرت کے لئے جیسے وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ (اور ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا) اور کبھی رفعت منزلت اور مرتبہ کی بلندی کے لئے جیسے نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَاءُ (ہم جس کے چاہیں درجے بلند کرتے ہیں) آیت شریفہ فِيْ بُيُوْتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ (ان گھروں میں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بلند کرنے کا حکم دیا) میں رفع سے رفع حقیقی بھی مراد لیا جا سکتا ہے یعنی ان گھروں کی عمارتوں کا بلند کرنا، اور رفع معنوی بھی یعنی ان گھروں کی تعظیم کرنا اور وہاں کسی ایسے فعل کا انجام نہ دینا جو ادب کے خلاف ہو۔ پ۱۸ ع۱۱

تَرْفَعُوْا۔ تم بلند کرو، تم اونچی کرو رَفْعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَرْفَعُوْا (تم بلند نہ کرو، تم اونچی نہ کرو) صیغہ نہی ہے۔ پ۲۶ ع۱۳

تَرْقُبْ۔ تو نے انتظار کیا، تو نے نگاہ رکھی۔ (نصر) رُقُوْبٌ سے جس کے معنی نگاہ رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں استعمال ہوا۔ پ۱۶ ع۱۲

تَرْقٰی۔ تو چڑھ جائے (سمع) رُقِیٌّ سے جس کے معنی اوپر چڑھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ۱۵ ع۱۰

تَرَكَ۔ اس نے چھوڑا، تَرْكٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، تَرْكٌ کے معنی چھوڑنے کے ہیں خواہ اپنے ارادہ اور اختیار سے چھوڑا جائے، یا بجبوری ولاچاری (ملاحظہ ہو اُتْرُكْ) پ۲ ع۱۶ پ۴ ع۱۲ پ۵ ع۲ پ۷ ع۱۴ پ۱۴ ع۱۴

لَتَرْكَبُنَّ۔ تم ضرور سوار ہوگے، رُکُوْبٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِرْكَبْ) پ۳۰

تَرْكَبُوْا۔ تم سوار ہو، تم سواری کرو، رُکُوْبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے۔ پ۱۴ ع۲۳

تَرْكَبُوْنَ۔ تم سوار ہوتے ہو، تم سواری کرتے ہو۔ رُکُوْبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۵

تَرْكَبُوْهَا۔ تم اس پر سوار ہو، تم اس پر سواری کرو، تَرْكَبُوْ صیغہ مضارع، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب

تَرَكْتُ۔ میں نے چھوڑ دیا۔ تَرْكٌ سے مضارع کا صیغہ واحد متکلم (ملاحظہ ہو اُتْرُكْ) پ۱۹

تَرَكْتُمْ۔ تم نے چھوڑا۔ تم نے چھوڑ دیا۔ تَرْكٌ سے

Marfat.com

ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۴ ع۱۷

تَرَكْتُمُوْهَا۔ تم نے اس کو چھوڑا۔ اس میں واو اشباع کا ہے اور ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۲۸

تَرْكُضُوْا۔ تم ایڑ لگاؤ، تم دوڑو، رَکْضٌ کے معنی اصل میں پیر ہلانے کے ہیں۔ جب سوار کی طرف اس لفظ کی نسبت ہو تو سواری کو ایڑ لگانے کے معنی آتے ہیں اور جب پیادہ کی طرف ہو تو زمین کو روندنے اور لات مارنے کے ہوتے ہیں لَا تَرْكُضُوْا (تم ایڑ نہ لگاؤ، تم دوڑو نہیں) فعل نہی ہے اور کافروں کو تنبیہ ہے کہ عذاب آنے پر بھاگتے کیوں ہو۔

تَرَكْنَ۔ ان (عورتوں) نے چھوڑا۔ تَرْكٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُتْرُكْ) پ۴ ع۱۲

تَرْكَنُ۔ تو جھک جائے۔ تو مائل ہو جائے (سَمِعَ) رُکُوْنٌ سے جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۱۵ ع۱۸

تَرَكْنَا۔ ہم نے چھوڑ دیا۔ تَرْكٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم۔ پ۱۲ ع۲ پ۱۹ ع۳ پ۲۳ ع۸ ع۹ پ۲۷ ع۱

تَرَكْنَاهَا۔ ہم نے اس کو چھوڑ دیا۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۲۷ ع۸

تَرْكَنُوْا۔ تم جھکو، تم مائل ہو۔ رُکُوْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ لَا تَرْكَنُوْا (تم مت جھکو، تم مائل نہ ہو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو تَرْكَنُ) پ۱۲ ع۱۰

تَرَكُوْا۔ انہوں نے چھوڑا۔ تَرْكٌ سے ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب۔ پ۴ ع۱۴ پ۲۵ ع۱۴

تَرَكُوْكَ۔ انہوں نے تجھکو چھوڑ دیا، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے۔ پ۲۸ ع۱۲

تَرَكَهُ۔ اس کو چھوڑ دیا۔ تَرَكَ فعل ماضی، ہُ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَرْكٌ) پ۳ ع۴

تَرَكَهُمْ۔ ان کو چھوڑ دیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ۱ ع۲

تَرْمِيْ۔ وہ پھینکتی ہے۔ وہ پھینکے گی۔ (ضَرَبَ) رَمْیٌ سے جس کے معنی پھینکنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ رَمْیٌ کا استعمال اجسام کے متعلق بھی ہوتا ہے جیسے تیر پھینکنا اور تیر پھینکنا وغیرہ اور اقوال کے متعلق بھی اس صورت میں اس کے معنی دشنام دہی اور تہمت طرازی کے ہوتے ہیں پ۲۹ ع۲۱

تَرْمِيْهِمْ۔ وہ ان پر پھینکتی ہے۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۳۰

تَرَيِنَّ۔ تو مجھے دیکھتا ہے۔ تَرٰی دُیَتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اِنَّ کے آنے سے ی جو حرف

Marfat.com

علت سے آخر سے ساقط ہو گئی ہے، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے، پ۱۵

تَرَوْا۔ تم دیکھتے ہو، تم نے دیکھا، رُؤْیَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَمْ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اَرَیْ)

پ۲۱/۱۲ پ۲۹

تَرَوْنَ۔ تم دیکھتے ہو، رُؤْیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ پ۱۴

تَرَوْنَهَا۔ تم اس کو دیکھتے ہو، تم اس کو دیکھو گے اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ پ۱۳

پ۱۷ پ[illegible]

تَرَوُنَّهَا۔ تم اس کو ضرور دیکھو گے تَرَوُنَّ رُؤْیَۃٌ سے۔ مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۳۰

تَرَوْنَهُمْ۔ تم ان کو دیکھتے ہو۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۳

تَرَوْهَا۔ تم نے اس کو دیکھا، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تَرَوْا)۔

پ۱۰ پ۲۱

تُرْهِبُوْنَ۔ تم ڈراتے ہو۔ تم ڈراؤ گے اِرْهَابٌ سے جس کے معنی خوفزدہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۰

تُرْهِقْنِیْ۔ تو مجھ پر زبردستی چھا جا۔ تُرْهِقْ، اِرْهَاقٌ سے، جس کے معنی زبردستی چھانے اور دشواری میں ڈالنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم۔

تَرْهَقُهَا۔ اس پر چھا رہی ہے، اس پر چڑھی آتی ہے (سیاہی) رَهَقٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے دوسری چیز پر زبردستی چھا جانے کے اور اس کو پالینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ۳۰

تَرْهَقُهُمْ۔ ان پر چھا رہی ہے، ان پر چڑھی آتی ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۱۱ پ۲۹

تَرٰی۔ تو دیکھتا ہے، تو دیکھے گا، رُؤْیَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَرَی)

[illegible verse references]

تُرِیْحُوْنَ۔ تم شام کو چرا کر واپس لاتے ہو۔ اِرَاحَۃٌ سے جس کے معنی شام پڑے چارپایوں کو

Marfat.com

اپنے اپنے ٹھکانے لیجانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر، پ۳

تُرِيْدُ۔ تو چاہتا ہے، تو چاہیگا، تو ارادہ کرتا ہے تو ارادہ کریگا۔ اِرَادَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَرَادَ) پ۵ پ۶

تُرِيْدُوْنَ۔ تم چاہتے ہو تم چاہو گے، تم ارادہ کرتے ہو تم ارادہ کروگے۔ اِرَادَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲ پ۵ پ۸ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۲۳

تَرَيِنَّ۔ تو دیکھے۔ رُؤْيَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر، اس میں نون مشدد تاکید کے لئے ہے (ملاحظہ ہو اَرٰی) پ۱۶

تُرِيَنِّيْ۔ تو مجھے دکھلائے تُرِيَنَّ اِرَاءَۃٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ی ضمیر واحد متکلم، پ۱۸

تَرٰنِيْ۔ تو مجھے دیکھیگا، اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے (ملاحظہ ہو تَرٰی) پ۹

تَرٰهُ۔ تو اس کو دیکھتا ہے، تو اس کو دیکھیگا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو تَرٰی) پ۱۱ پ۱۹

تَرٰهُمْ۔ تو ان کو دیکھتا ہے، تو ان کو دیکھے گا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۱ پ۱۳ پ۲۶

فصل الزاء المعجمة

تَزَالُ۔ تو الگ ہوگا، تو علیحدہ ہوگا، (ستیعَر) زَیْلٌ سے، جس کے معنی الگ ہونے اور علیحدہ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَزَالُ تو ہمیشہ رہیگا، افعال ناقصہ میں سے ہے۔ فاعل کے ساتھ استمرار فعل کے معنی دیتا ہے۔ پ۶

تَزٰوَرُ۔ وہ بچ کے جاتی ہے۔ وہ کترا جاتی ہے تَزَاوُرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تزاور کے معنی اصل میں تو باہم ایک دوسرے کی زیارت کرنے اور سینہ بسینہ مقابل ہونے کے ہیں لیکن جب اس کے صلہ میں عن واقع ہوتا ہے تو رخ بچانے، سینہ موڑ لینے، بچ کر نکلنے اور کترانے کے معنی ہوتے ہیں اور یہاں آیت میں عن کے آنے سے یہی معنی مراد ہیں۔ پ۱۵

تَزِدْ۔ تو زیادہ کر، زِیَادَۃٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَزِدْ (تو زیادہ نہ کر، تو مت بڑھا) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَزِیْدَنَّ) پ۲۹

تَزْدَادُ۔ وہ بڑھتی ہے، وہ بڑھاتی ہے اِزْدِیَادٌ سے، جس کے معنی بڑھنے اور بڑھانے کے ہیں

Marfat.com

مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۳۱/۱۱

تَزْدَرِیْ۔ وہ حقیر دیکھتی ہے، اِزْدِرَاءٌ سے جس کے معنی حقیر سمجھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳۱/۱۱

تَزِرُ۔ وہ بوجھ اٹھاتی ہے، وہ بوجھ اٹھا دے گی (ضَرَبَ) وِزْرٌ سے جس کے معنی بوجھ اٹھانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

۱۸/۳۵ ۱۵/۱۷ ۱۶۴/۶ ۳۸/۵۳ ۷/۳۹

تَزْرَعُوْنَ۔ تم بوؤ گے، تم کاشت کرو گے، تم کھیتی کرو گے۔ (فَتَحَ) زَرْعٌ سے جس کے معنی کھیتی کرنے اور اگانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۴۷/۱۲

تَزْرَعُوْنَهٗ۔ تم اس کو اگاتے ہو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ ۶۴/۵۶

تَزْعُمُوْنَ۔ تم دعویٰ کرتے ہو، (نَصَرَ) زَعْمٌ سے جس کے معنی کسی بات کا دعویٰ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، زعم کا استعمال زیادہ تر دعویٰ باطل اور ایسے قول کے بیان کرنے کے متعلق ہوتا ہے جو مظنہ کذب ہو اور متحقق نہ ہو بلکہ مشکوک ہو، اسی لئے قرآن مجید میں جہاں بھی زعم کا استعمال ہوا ہے مذمت کے لئے ہوا ہے

۸/۳ ۵/۶۸

تُزِغْ۔ تو ٹیڑھا کر دے، تو پھیر دے، اِزَاغَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُزِغْ (تو کج نہ کر، تو مت پھیر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَزَاغَ) ۸/۳

تُزَكُّوْا۔ تم پاکیزہ کہو، تم ستھرائی بیان کرو، تم خودستائی کرو۔ تَزْكِيَةٌ سے، جس کے معنی مال کی زکوٰۃ دینے اور زکوٰۃ لینے، اور خودستائی کرنے اور پاک کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تُزَكُّوْا (تم خودستائی نہ کرو) فعل نہی ہے۔ نفس انسانی کے تزکیہ کی دو صورتیں ہیں ایک بذریعہ فعل یعنی اچھے اعمال کے ذریعہ اپنے آپ کو درست کر لینا یہ پسندیدہ اور محمود طریقہ ہے قَدْ اَفْلَحَ مَنْ تَزَكّٰى (وہ بامراد ہوا جس نے اپنے آپ کو سنوار لیا) میں اسی تزکیہ عملی کا بیان ہے، دوسرے بذریعہ قول جیسے ایک عادل اور متقی شخص کا دوسرے شخص کا تزکیہ کرنا اور اس کی خوبی کی شہادت دینا، لیکن یہی طریقہ اگر انسان خود اپنے حق میں برتنے لگے تو برا ہے۔ آیت شریفہ فَلَا تُزَكُّوْا اَنْفُسَكُمْ (سو مت بولو اپنی ستھرائیاں) میں اللہ جل شانہ نے اسی تزکیہ سے ممانعت فرمائی ہے کیونکہ اپنے منہ آپ میاں مٹھو بننا عقلاً و شرعاً کسی طرح

Marfat.com

زبانہیں، کسی عقلمند سے دریافت کیا گیا تھا کہ
وہ کونسی چیز ہے کہ باوجود حق ہونے کے اس کا
زبان پر لانا مناسب نہیں. جواب دیا انسان کا
اپنی تعریف آپ کرنا، پ۲۴

تَزَکّٰی۔ وہ پاک ہوا، وہ سنور گیا. تَزَکِّیْ سے جس کے
معنی زکوٰۃ دینے اور پاک ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب پ۱۲ پ۱۵ پ۱۲

تَزَکّٰی۔ تو سنور جائے، تو پاک ہو جائے، تَزَکِّیْ
سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں
تَتَزَکّٰی تھا، ایک تاء حذف ہوگئی۔ پ۳۰

تُزَکِّیْهِمْ۔ تو ان کو پاکیزہ کرے، تُزَکِّیْ، تَزْکِیَۃٌ
سے، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، ھِمْ
ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۱

تَزِلَّ۔ وہ ڈگمگائے (ضَرَبَ) زَلَّۃٌ سے جس کے
معنی قدم کے ڈگمگانے اور لغزش کرنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۴

تَزَوَّدُوْا۔ تم توشہ ہمراہ لو، تم خرچِ راہ لے لو،
تَزَوُّدٌ سے جس کے معنی زادِ راہ اور سفر خرچ ہمراہ
لے لینے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲

تَزُوْلَ۔ وہ اپنی جگہ سے ٹل جائے، وہ اپنے مقام
سے ہل جائے، (نَصَرَ) زَوَالٌ سے جس کے معنی
اپنے طریقے سے منہ موڑ کر جدا ہونے اور پھرنے کے
ہیں. مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۳

تَزُوْلَا۔ وہ دونوں اپنے مقام سے ہٹ جائیں
زَوَالٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب
پ۲۲

تَزْهَقُ۔ وہ نکلے، وہ نکلے گی (فَتَحَ) زُهُوْقٌ سے
جس کے معنی غم سے جان نکلنے اور کسی شے کے
مٹ جانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ۔ واحد
مؤنث غائب۔ پ۱۰

تَزِیْدُوْنَنِیْ۔ تم میرا بڑھاتے ہو، تم مجھ کو
زیادہ کرو گے (ضَرَبَ) تَزِیْدُوْنَ، زِیَادَۃٌ سے
جس کے معنی زیادہ ہونے اور زیادہ کرنے کے ہیں۔
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر
واحد متکلم ہے۔ پ۱۲

تَزَیَّلُوْا۔ وہ ایک طرف ہوتے، وہ جدا ہوتے
تَزَیُّلٌ سے جس کے معنی پراگندہ اور متفرق ہونے
کے ہیں. ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۶

فصل السین المہملة

تُسْئَلُ۔ تو پوچھا جائیگا، تجھ سے سوال کیا جائیگا
سُؤَالٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر

Marfat.com

(ملاحظہ ہو اسئل) پ۱۴

تُسْـَٔلُنَّ تم سے پوچھا جائیگا، تم سے سوال کیا جائیگا تم سے پوچھ ہونی ہے۔ سُؤَالٌ سے مضارع مجہول بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۴ پ۲۸ پ۳۰

تَسْـَٔلْنِیْ تو مجھ سے پوچھ، تو مجھ سے سوال کرے تَسْـَٔلُ سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَّ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم، لَا تَسْـَٔلْنِیْ (تو مجھ سے نہ پوچھ، تو مجھ سے سوال نہ کر) فعل نہی ہے۔ پ۱۵

تَسْـَٔلُوْا۔ تم سوال کرتے ہو، تم سوال کروگے تم پوچھتے ہو، تم پوچھوگے۔ سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ نون اعرابی عامل کے سبب ساقط ہوگیا ہے۔ پ۱ پ۴

تُسْـَٔلُوْنَ۔ تم سے پوچھا جائیگا، تم سے پوچھ ہوگی، تم سے سوال کیا جاتا ہے، تم سے سوال کیا جائیگا۔ سُؤَالٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۱۴ پ۲۲ پ۲۵

تَسْـَٔلُهُمْ تو ان سے سوال کرتا ہے، تو ان سے سوال کرے گا، تو ان سے مانگتا ہے تو ان سے مانگے گا۔ تَسْـَٔلُ سُؤَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب۔ پ۱۳

پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶

تَسْـَٔمُوْا۔ تم کاہلی کرنے لگو، تم ملول ہو، سَاٰمَةٌ سے جس کے معنی ملول ہونے اور اکتانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَسْـَٔمُوْا تم کاہلی نہ کرو تم مت اکتاؤ فعل نہی ہے پ۳

تَسَآءَلُوْنَ۔ تم باہم سوال کرتے ہو، تم آپس میں مانگتے ہو، تَسَاؤُلٌ سے جس کے معنی باہم سوال کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَسَآءَلُوْنَ تھا تاء ثانیہ کو حذف کردیا گیا۔ پ۴

تُسْقِطُ۔ وہ گرائیگی، وہ ڈالیگی، مُسَاقَطَةٌ سے جس کے معنی گرانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ پ۱۶

تُسَبِّحُ وہ تسبیح کرتی ہے، وہ پاکی بیان کرتی ہے تَسْبِيْحٌ سے جس کے معنی اللہ تعالیٰ کی پاکی بیان کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو تُسَبِّحُهٗ) پ۱۵

تُسَبِّحُوْنَ۔ تم تسبیح کرتے ہو، تم پاکی بیان کرتے ہو تَسْبِيْحٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، قرآن مجید میں اصحٰب الجنۃ (باغ والوں) کے قصہ میں جو اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ لَوْلَا تُسَبِّحُوْنَ۔

Marfat.com

(کیا میں نے تم کو نہ کہا تھا کہ اللہ کی تسبیح کیوں نہیں کرتے) وارد ہے یہاں تسبیح سے کیا مراد ہے. بعض نے عبادت اور شکر کے معنی لئے ہیں اور بعض نے کہا ہے کہ کھیت کاٹ ڈالنے کی جو انھوں نے قسم کھائی تھی یہاں اس قسم سے استثنا یعنی قسم کھاتے وقت ان شاء اللہ کہنا مراد ہے ۲۹

تُسَبِّحُوْهُ. تم اس کی تسبیح کرو، تم اس کی پاکی بیان کرو، تُسَبِّحُوْا، تَسْبِيْحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۶

تَسْبِقُ. وہ آگے نکلتی ہے، وہ سبقت کرتی ہے وہ آگے نکلیگی، وہ سبقت کریگی، (ضَرَبَ) سَبْقٌ سے. جس کے معنی اصل میں تو چلنے میں مقدم ہونے کے ہیں، مگر اس کا استعمال بطور مجاز و استعارہ مطلق بڑھنے اور سبقت کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے. مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۳

تَسُبُّوْا. تم برا کہو، تم گالیاں دو (نَصَرَ) سَبٌّ سے. جس کے معنی سخت گالیاں دینے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر. لَا تَسُبُّوْا تم گالیاں نہ دو. تم برا نہ کہو، فعل نہی ہے. ۷

تَسْبِيْحَهٗ. اس کی تسبیح، اس کی یاد، تَسْبِيْحٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

تَسْبِيْحٌ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے. تسبیح کے معنی ہیں اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ اور اس کی پاکی بیان کرنا سَبْحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی پانی یا ہوا میں تیز گزرنے کے ہیں. اس لحاظ سے تسبیح کے اصلی معنی ہوئے اللہ تعالیٰ کی عبادت میں تیز روی کرنا اور بسرعت معروف ہو جانا، عربی میں جس طرح "البعاد" کا لفظ شر کے لئے استعمال ہوتا ہے، تسبیح خیر کے لئے مستعمل ہے اور قول ہو یا فعل، یا نیت، تسبیح کا لفظ سب عبادات کے لئے عام ہے. ۱۸

تَسْبِيْحَهُمْ. ان کا تسبیح کرنا. ان کا ذکر. تَسْبِيْحٌ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۱۸

تَسْتَاْخِرُوْنَ. تم دیر کرتے ہو، تم دیر کروگے تم پیچھے رہتے ہو، تم پیچھے رہوگے. اِسْتِئْخَارٌ سے. جس کے معنی پیچھے ہونے اور دیر کرنے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر. ۲۲

تَسْتَاْنِسُوْا. تم بول چال کرو، تم اذن لے لو، تم انس پیدا کر لو. اِسْتِئْنَاسٌ سے جس کے معنی انس پکڑنے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۸

تَسْتَبْدِلُوْنَ. تم بدلتے ہو، تم بدلوگے،

Marfat.com

اِسْتِبْدَالٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتِبْدَالٌ) پ ۲

تَسْتَبِيْنَ۔ وہ ظاہر ہو جائے، وہ کھل جائے اِسْتِبَانَةٌ سے۔ جس کے معنی ظاہر و ہویدا ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، پ ۷

تَسْتَتِرُوْنَ تم چھپتے ہو، تم پردہ کرتے ہو، اِسْتِتَارٌ سے جس کے معنی چھپنے اور پردہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۴

تَسْتَجِيْبُوْنَ تم قبول کروگے۔ تم جواب دوگے اِسْتِجَابَةٌ سے۔ جس کے اصل معنی جواب کے لئے تیار ہونے کے ہیں اور جواب کی تیاری کا نتیجہ ہے جواب دینا، کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ جواب کی تیاری تو ہو مگر جواب نہ دیا جائے، اس لئے اِسْتِجَابَةٌ کا استعمال جواب دینے کے لئے بھی ہونے لگا، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۵

تَسْتَخْرِجُوْا۔ تم نکالو، اِسْتِخْرَاجٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو تَسْتَخْرِجُوْنَهَا) پ ۱۴

تَسْتَخْرِجُوْنَ۔ تم نکالتے ہو، اِسْتِخْرَاجٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۴

تَسْتَخِفُّوْنَهَا۔ تم اس کو ہلکا جانتے ہو، وہ تم کو ہلکا لگتا ہے، تَسْتَخِفُّوْنَ، اِسْتِخْفَافٌ سے۔ جس کے معنی ہلکا سمجھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر۔ هَا ضمیر واحد مونث غائب، پ ۱۴

تَسْتَرْضِعُوْا۔ تم دودھ پلواؤ، اِسْتِرْضَاعٌ سے جس کے معنی دودھ پلوانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲

تَسْتَطِعْ۔ تو کر سکے، اِسْتِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَمْ تَسْتَطِعْ (تو نہ کر سکا) اصل میں تَسْتَطِيْعُ تھا، لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا، اور ی جو حرف علت ہے بسبب اجتماع ساکنین کے حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو اِسْتَطَاعَ) پ ۱۶

تَسْتَطِيْعَ۔ تو کر سکتا۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ۔ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۵ (۱۷، ۲۱، ۲۲) پ ۱۶

تَسْتَطِيْعُوْا۔ تم کر سکوگے، تم کر سکتے ہو۔ اِسْتِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، لَنْ کے آنے سے آخر سے نون اعرابی حذف ہو گیا۔ پ ۵

تَسْتَطِيْعُوْنَ۔ تم کر سکتے ہو، تم کر سکوگے اِسْتِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲۹

Marfat.com

تَسْتَعْجِلْ. تو جلدی کر، تو عجلت کر، اِسْتِعْجَالٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَا تَسْتَعْجِلْ (تو جلدی نہ کر، تو عجلت نہ کر) فعل نہی ہے۔ (ملاحظہ ہو اِسْتَعْجَلَهُمْ) پ۹/۲۶

تَسْتَعْجِلُوْنَ. تم جلدی کرتے ہو، تم عجلت کرتے ہو، اِسْتِعْجَالٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۶/۱۲ پ۱۱/۱۰ پ۹/۱۹ پ۲۰/۲ پ۲۶/۱۸

تَسْتَعْجِلُوْهُ۔ تم اس کی جلدی کرو، تم اس کی عجلت کرو، تَسْتَعْجِلُوْا، اِسْتِعْجَالٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ لَا تَسْتَعْجِلُوْهُ (تم اس کی عجلت نہ کرو، تم اس کی جلدی نہ کرو) فعل نہی ہے، پ۱۴

تَسْتَغْفِرْ، تو مغفرت طلب کرے، تو بخشش مانگے، اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتَغْفَرَ) پ۱۱/۱۴ پ۲۸/۱۲

تَسْتَغْفِرُوْنَ. تم بخشش مانگتے ہو، تم گناہ بخشواتے ہو، اِسْتِغْفَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۹/۱۹

تَسْتَغِيْثُوْنَ، تم فریاد کرتے ہو، تم فریاد چاہتے ہو، اِسْتِغَاثَةٌ سے جس کے معنی فریاد چاہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۹/۱۵

تَسْتَفْتِ تو سوال کرے، تو تحقیق کرے۔ اِسْتِفْتَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَسْتَفْتِ (تو سوال نہ کر، تو تحقیق نہ کر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِسْتَفْتِهِمْ) پ۱۵

تَسْتَفْتِحُوْا تم فتح چاہتے ہو، تم فیصلہ چاہتے ہو اِسْتِفْتَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے پ۹/۱۶

تَسْتَفْتِيٰنِ تم دونوں تحقیق چاہتے ہو، تم دونوں سوال کرتے ہو، اِسْتِفْتَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْتَفْتِهِمْ) پ۱۵

تَسْتَقْدِمُوْنَ. تم آگے بڑھتے ہو، تم آگے بڑھو گے، اِسْتِقْدَامٌ سے جس کے معنی آگے ہونے اور آگے بڑھنے کی خواہش کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ۲۲

تَسْتَقْسِمُوْا تم قسمت معلوم کرو، تم بانٹا کرو، تم تقسیم چاہو، اِسْتِقْسَامٌ سے جس کے معنی قسم کا خواستگار ہونا اور جوئے کے تیروں سے حصہ کی تقسیم چاہنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی اَن ناصبہ کی وجہ سے حذف ہو گیا ہے امام لغت علامہ ازہری نے استقسام کے

معنی خوب کھول کر بیان کئے ہیں۔ فرماتے ہیں۔
ھو طلب ما قسم اللہ   اللہ نے جو کچھ ہم کو تقسیم کر دیا اور
لنا من مغیب عنا   وہ ہمیں معلوم نہیں زندگی ہو یا موت
من حیوۃ او موت   نیک بختی ہو یا بد بختی اس کے
او شقاوۃ او سعادۃ   مانگنے کو استقسام کہتے ہیں اور
وھو قسمۃ ای   یہ اس کی قسمت ہے یعنی
نصیبہ الذی لہ   اس کا وہ نصیب جو اس کے لئے
نصار لکل واحد   مقرر ہے، بس ہر ایک کو وہی ملا
قسمہ۔ لہ   جو اس کے نصیب میں تھا۔
یعنی جوئے کے تیروں سے تقسیم چاہتے ہیں۔
ہر ایک کے حصہ میں وہی آتا ہے، جو اس کی قسمت
میں ہوتا ہے اور قسمت میں جو ہو اس کے مانگنے کا
نام استقسام ہے اس لئے اس طرح سے
قسمت آزمائی کرنے کو استقسام کہتے ہیں پ ۶ ۵

تَسْتَكْبِرُوْنَ تم گھمنڈ کرتے ہو، تم تکبر کرتے ہو،
اِسْتِكْبَارٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر،
(ملاحظہ ہو اِسْتَكْبَرَ) پ ۸ پ ۱۰ پ ۱۴

تَسْتَكْثِرُ۔ تو زیادہ چاہے (اِسْتِكْثَارٌ سے جس کے
معنی زیادہ چاہنے اور کسی چیز کے بہت آنے کے
ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اِسْتَكْثَرْتُ) پ ۲۹ ۱۵

تَسْتَمِعُوْنَ۔ تم سنتے ہو، تم سن رہے ہو،
اِسْتِمَاعٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،
(ملاحظہ ہو اِسْتَمَعَ) پ ۱۹ ۹

تَسْتَوُا۔ تم چڑھ بیٹھو، تم اچھی طرح سے سوار ہو
اِسْتِوَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر،
(ملاحظہ ہو اِسْتَوٰی) پ ۲۵

تَسْتَوِیْ۔ وہ برابر ہوتی ہے، وہ برابر ہوگی،
اِسْتِوَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
(ملاحظہ ہو اِسْتَوٰی) پ ۱۳ پ ۲۲ ۱۹

تَسْتَهْزِءُوْنَ تم ٹھٹھا کرتے ہو، اِسْتِهْزَاءٌ
سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اِسْتَهْزَءُوْا پ ۱)

تَسْجُدَ تو سجدہ کرے، سُجُوْدٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَسْجُدُ) پ ۹ پ ۲۳ ۱۱

تَسْجُدُوْا تم سجدہ کرو، سُجُوْدٌ سے مضارع
کا صیغہ، جمع مذکر حاضر لَا تَسْجُدُوْا (تم سجدہ نہ کرو)
فعل نہی ہے، پ ۲۴

تَسْحَرُنَا۔ تو ہم پر جادو کرے (فتح) تَسْحَرُ
سِحْرٌ سے، جس کے معنی جادو کرنے کے ہیں۔

لہ ملاحظہ ہو تاج المصادر للبیہقی۔

Marfat.com

مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو سِحْرًا) پ

تُسْحَرُوْنَ۔ تم مسحور ہو جاتے ہو، تم فریب کھا جاتے ہو، سِحْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

تَسْخَرُوْا۔ تم ہنستے ہو، تم ٹھٹھا کرتے ہو، تم ہنسو گے تم ٹھٹھا کرو گے (سَمِعَ) سُخْرًا سے، جس کے معنی ٹھٹھا کرنے اور مذاق اڑانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے آنے کی نون اعرابی حذف ہو گیا ہے، پ

تَسْخَرُوْنَ۔ تم ہنستے ہو، تم ہنسو گے، تم ٹھٹھا کرتے ہو، تم ٹھٹھا کرو گے، سُخْرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ

تَسُرُّ، وہ بھاتی ہے، وہ خوش آتی ہے (نَصَرَ) سُرُوْرٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو سُرُوْرًا) پ

تَسْرَحُوْنَ۔ تم صبح جنگل چرانے جاتے ہو (فَتَحَ) سَرْحٌ سے، جس کے معنی علی الصباح چرانے کے لئے لیجانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

تُسْرِفُوْا۔ تم اسراف کرو، تم حد سے بڑھ جاؤ، تم بیجا اڑاؤ، اِسْرَافٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، لَا تُسْرِفُوْا (تم حد سے نہ بڑھو، تم بیجا نہ اڑاؤ) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِسْرَافًا) پ

تُسِرُّوْنَ۔ تم چھپاتے ہو، تم پوشیدہ رکھتے ہو، اِسْرَارٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِسْرَارًا) پ

تَسْرِيْحٌ نکال دینا، رخصت کرنا، چھوڑ دینا، روانہ کرنا بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، سَرْحٌ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی اصل میں تو مویشی کو درخت سرح[1] کے چرانے کے ہیں پھر معنی میں تعمیم کی گئی اور چرائی پر بھیجنے کے لئے سرح کا استعمال ہونے لگا، اور چرواہے کو سارح کہنے لگے، چنانچہ آیت کریمہ لَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (اور تم کو ان سے رونق ہے جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرائی پر چھوڑتے ہو) میں سَرْحٌ کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے، پھر مویشی کی تسریح سے بطور استعارہ مطلق چھوڑنے اور بھیجنے کے معنی آنے لگے، پ

تِسْعَ نو، مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ پ

[1] سرح، شردار درخت کو کہتے ہیں۔ اس کا واحد سَرْحَۃٌ ہے۔

Marfat.com

۱۲/۹ تِسْعًا ۹/۲۲

تِسْعَةٌ نو، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے ۱۹/۱۲

تِسْعَةَ عَشَرَ، انیس، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۲۹/۱۵

تِسْعٌ وَتِسْعُوْنَ. ننانوے، مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ ۲۳/۱۱

تَسْعٰى. وہ کوشش کرتی ہے، وہ دوڑتی ہے سَعْیٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِسْعَوْا) ۲۰/۱۰ ۱۲/۱۰

تَسْفِكُوْنَ. تم بہاتے ہو، تم بہاؤ گے (ضَرَبَ) سَفْكٌ سے جس کے معنی خون بہانے اور آنسو بہانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۱

تَسْقُطُ. وہ گرتی ہے، وہ جھڑتی ہے۔ (نَصَرَ) سُقُوْطٌ سے، جس کے معنی گرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۷/۱۲

تُسْقِطَ تو گرائے، تو ڈال دے۔ اِسْقَاطٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَسْقِطْ) ۱۵/۱

تَسْقِيْ. وہ پلاتی ہے، وہ سیراب کرتی ہے۔ (ضَرَبَ) سَقْیٌ سے، جس کے معنی پینے کو پانی دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

راغب کہتے ہیں کہ سَقْیٌ اور اِسْقَاءٌ میں فرق ہے سَقْیٌ کے معنی ہیں پینے کے لئے کسی چیز کا دینا اور اِسْقَاءٌ کے معنی ہیں پینے کی چیز کا اس طرح دینا کہ پینے والا اس کو اپنی حسب مرضی استعمال کر سکے۔ اور جس طرح چاہے پی سکے۔ اس لئے "اسقاء" بہ نسبت "سقی" کے زیادہ بلیغ ہے ۱/۱

تُسْقٰى. وہ پلائی جائیگی۔ اسے پلایا جائیگا۔ سَقْیٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۰/۱۲

تُسْكَنُ. وہ بسائی جاتی ہے، اس میں سکونت کی جائیگی، سُكُوْنٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُسْكُنْ) ۲۰/۹

تَسْكُنُوْا. تم چین پاؤ، تم سکون حاصل کرو، سُكُوْنٌ سے بمعنی چین پکڑنے اور آرام لینے کے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ل کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے ۱۱/۱۲ ۲۰/۱۲ ۲۰/۹ ۲۲/۱۲

تَسْكُنُوْنَ. تم چین پاتے ہو، تم چین پاؤ گے، سُكُوْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۰/۱

تَسْلُكُوْا. تم چلو پھرو، تم چلنے پھرنے لگو، سُلُوْكٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُسْلُكْ) ۲۹/۹

تُسَلِّمُوْا. تم سلام کرلو، تَسْلِيْمٌ سے جس کے

Marfat.com

معنی سلام کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَسْلِيمًا) پ۲۲
تُسْلِمُوْنَ. تم اطاعت کرتے رہو، تم حکم مانتے رہو
اِسْلَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اِسْلَامٌ) پ۲۷
تَسْلِيْمًا. سلام بھیجنا، سونپنا، سر اطاعت خم کرنا
چھڑانا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، یوں تو یہ
سب معانی میں مستعمل ہے مگر خصوصیت سے
جب اس کا تعدیہ بذریعہ علی ہو تو سلام کرنے اور
سلام بھیجنے کے معنی ہوتے ہیں اور جب مفعول
ثانی کی طرف بذریعہ الیٰ ہو تو سونپنے اور سپرد کرنے
کے معنی ہوں گے اور جب لام کے ذریعہ ہوگا تو
گردن رکھنے کے معنی آئیں گے، اور جب مفعول
ثانی کی طرف مِن کے ساتھ ہوگا تو چھڑانے کے
معنی ہوں گے، پ۵ پ۱۹ پ۲۲
تُسْمِعُ. تو سناتا ہے، تو سنائیگا، اِسْمَاعٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اَسْمَعَهُمْ) پ۱ پ۲ پ۲۰
تَسْمَعُ. تو سنتا ہے، تو سنیگا، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ
سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر
(ملاحظہ ہو اِسْمَعْ) پ۱ پ۱۴ پ۲۸

تَسْمَعُنَّ. تم ضرور سنوگے، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ سے
مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۴
تَسْمَعُوْا تم سنو، تم کان دھرو، سَمْعٌ اور سَمَاعٌ
سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَسْمَعُوْا
(تم مت سنو، تم کان نہ دھرو) فعل نہی ہے، پ۲۴
تَسْمَعُوْنَ. تم سنتے ہو، تم سنوگے، سَمْعٌ اور
سَمَاعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر،
پ۱ پ۲
تُسَمّٰى. اس کا نام رکھا جاتا ہے، وہ موسوم ہے
تَسْمِيَةٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ،
واحد مؤنث غائب، پ۲۹
تَسْمِيَةٌ. نام رکھنا، بروزن تَفْعِلَةٌ، باب
تَفْعِيْلٌ کا مصدر ہے، پ۳
تَسْنِيْمٌ، تسنیم، جنت کے ایک چشمہ کا نام ہے
تسنیم لغت میں اس چیز کو کہتے ہیں جو خوشبو یا
ذائقہ کے لئے شربت یا پانی میں ملاتے ہیں جیسے
گلاب یا کیوڑا یا بید مشک وغیرہ، سَنَامٌ سے
ماخوذ ہے جس کے معنی کوہان شتر کے ہیں، چونکہ
پینے کی چیزوں میں اشیاء مذکورہ کے ڈالنے سے
برتن میں جو بلبلے اٹھتے ہیں وہ اونٹ کے کوہان
کے مانند معلوم ہوتے ہیں، اس لئے اس کو

Marfat.com

وتسنیم کہتے ہیں، یہاں تسنیم سے مراد بہشت
کا ایک چشمہ ہے جو تمام اشیا خوردنی میں بہتر اور
لذیذ ہے، مقربین اور سابقین کو اس چشمے سے
بہتر اور خالص پلائیں گے اور اصحاب الیمینؑ
کو بطور گلاب اور بید مشک کے ملا کر دینگے۔ پ۳۰

تَسُؤْكُمْ۔ وہ تم کو بری لگے، وہ تم کو غمگین کرے
(نَصَرَ) سُوْءٌ سَوْءٌ سے۔ جس کے معنی غمگین
کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔
کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۴

تَسُؤْهُمْ۔ وہ ان کو بری لگتی ہے، وہ ان کو
ناخوش کرتی ہے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے، پ۴ پ۱۲

تَسْوَدُّ۔ وہ کالی ہوگی، وہ سیاہ ہوگی، وہ کالے
ہوں گے، وہ سیاہ ہوں گے۔ اِسْوِدَادٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو
اِسْوَدَّتْ) پ۴

تَسَوَّرُوا۔ انھوں نے دیوار کو پھاندا، تَسَوُّرٌ
سے جس کے معنی دیوار پر چڑھنے اور بلندی سے
کودنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۲۳

تُسَوّٰی۔ وہ برابر کر دی جائے۔ وہ ملادی جائے
تَسْوِيَةٌ سے۔ جس کے معنی برابر کرنے اور درست
کرنے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ، واحد
مؤنث غائب، پ۵

تَسِيْرُ۔ وہ چلتی ہے۔ وہ چلیگی۔ (ضَرَبَ) سَيْرٌ سے
جس کے معنی چلنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب، پ۲۷

تُسِيْمُوْنَ۔ تم چراتے ہو، تم چگاتے ہو۔ اِسَامَةٌ
سے، جس کے معنی چرانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر۔ پ۱۴

فصل الشین المعجمة

تَشَآءُ۔ تو چاہے، مَشِيْئَةٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَشَآءُ) پ۳ پ۹ پ۱۱ پ۲۲

تَشَآءُوْنَ۔ تم چاہتے ہو، تم چاہو گے۔ مَشِيْئَةٌ
سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۹ پ۳۰

تَشَابَهَ۔ وہ مشتبہ ہوا، وہ مشابہ ہوا، وہ مل گیا۔
تَشَابُهٌ سے، جس کے معنی باہم مماثل و مشابہ
ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب
پ۱ پ۳ پ۸

تَشَابَهَتْ۔ وہ مشابہ ہوگئی، وہ یکساں ہوئے
وہ ایک سے ہوگئے۔ تَشَابُهٌ سے۔ مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تَشَابَهَ) پ۱۳

Marfat.com

تُشَاقُّوْنَ۔ تم ضد کرتے ہو، تم جھگڑتے ہو۔ مُشَاقَّةٌ اور شِقَاقٌ سے جس کے معنی مخالفت کرنے، عداوت کرنے، جھگڑنے اور ضد کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، مُشَاقَّةٌ شَقٌّ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی پھٹنے کے ہیں۔ پ۱۴

تَشَاوُرٍ۔ آپس میں مشورہ کرنا، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔ پ۲

تَشْتَرُوْا۔ تم خریدو، تم مول لو۔ اِشْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَشْتَرُوْا (تم مول نہ لو، تم نہ خریدو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِشْتَرَوْا) پ۱ پ۱ پ۱۴

تَشْتَكِيْ۔ وہ شکایت کرتی ہے، وہ جھینکتی ہے اِشْتِكَاءٌ سے، جس کے معنی گلہ شکوہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۸

تَشْتَهِيْ۔ وہ چاہتی ہے، وہ چاہیگی، اِشْتِهَاءٌ سے جس کے معنی آرزو کرنے، چاہنے اور خواہش کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۷

تَشْتَهِيْهِ۔ وہ اس کو چاہتی ہے، وہ اس کو چاہے گی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔ پ۲۵

تَشْخَصُ۔ وہ ٹکٹکی باندھ کر دیکھے گی، وہ کھلی رہے گی، وہ چڑھے گی (فتح) شُخُوْصٌ سے جس کے معنی آنکھوں کے کھلے رہنے، بغیر پلک جھپکے ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے اور بلند ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱۳

تَشْرَبُوْنَ۔ تم پیتے ہو، شُرْبٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِشْرَبُوْا) پ۱۸ پ۲۷

تُشْرِكْ۔ تو شرک کرے، تو شریک کرے اِشْرَاكٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَشْرَكَ اور شِرْكٌ) پ پ پ

تُشْرِكُوْا۔ تم شرک کرو، تم شریک ٹھیراؤ، اِشْرَاكٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا پ پ

تُشْرِكُوْنَ۔ تم شرک کرتے ہو، تم شریک ٹھیراتے ہو اِشْرَاكٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر پ پ پ

تُشْطِطْ۔ تو زیادتی کرے، تو بات کو دور ڈال دے، اِشْطَاطٌ سے، جس کے معنی ظلم کرنے حد سے بڑھنے اور بہت دور کر دینے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُشْطِطْ

Marfat.com

(تو زیادتی نہ کر، قرابت کو دور نہ ڈال) فعل نہی ہے۔ پ۱۵

تَشْعُرُوْنَ۔ تم سمجھتے ہو، تم جانتے ہو، تم خبر رکھتے ہو (نصر) شُعُوْرٌ سے جس کے معنی بذریعہ حس جاننے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ پ۷ پ۱۳ پ۱۴

تَشْقٰی۔ تو تکلیف میں پڑیگا تو محنت میں جا پڑیگا (سَمِعَ) شَقَاوَۃٌ سے جس کے معنی بدبختی کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، شقاوت جملہ اعتبارات وحیثیات سے "سعادت" کی ضد ہے، پس جس طرح سعادت کی دو قسمیں ہیں ایک سعادت اخروی دوسرے سعادتِ دنیوی، اور پھر سعادت دنیوی کی بھی تین قسمیں ہیں ایک سعادتِ نفسی دوسرے سعادتِ بدنی تیسرے سعادتِ خارجی، اسی طرح شقاوت کے بھی اقسام ہیں چنانچہ فَلَا یَضِلُّ وَلَا یَشْقٰی (نہ وہ بہکیگا اور نہ وہ تکلیف میں پڑیگا) اور رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَیْنَا شِقْوَتُنَا (اے رب ہمارے زور کیا ہم پر ہماری کم بختی نے) میں شقاوت سے شقاوت اخروی مراد ہے اور فَلَا یُخْرِجَنَّکُمَا مِنَ الْجَنَّۃِ فَتَشْقٰی (سو وہ نکلوا نہ دے تم کو بہشت سے پھر تو محنت میں جا پڑے) شقاوتِ دنیوی کے متعلق ہے، بعض ارباب لغت نے تصریح کی ہے کہ کبھی شَقَاوَۃٌ کا استعمال تعب و رنج کشی، محنت میں پڑنا، تکلیف اٹھانا کی جگہ ہوتا ہے جیسے شَقِیْتُ فِیْ کَذَا (مجھے اس میں بڑی محنت اٹھانی پڑی) ظاہر ہے کہ ہر شقاوت میں تعب موجود ہے مگر یہ ضروری نہیں کہ ہر تعب میں شقاوت بھی موجود ہو۔ پ۱۶ ع۱۹

تَشَقَّقُ۔ وہ پھٹ جائیگی، تَشَقُّقٌ سے جس کے معنی شگافتہ ہونے اور پھٹ جانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَشَقَّقُ تھا ایک تاء حذف ہوگئی ہے پ۱۹ پ۲۶

تَشْكُرُوْا۔ تم حق مانو، تم شکر کرو، شُکْرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو اَشْکُرْ)

تَشْكُرُوْنَ۔ تم شکر کرتے ہو، تم احسان مانتے ہو تم حق مانو، تم شکر کرو، شُکْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲ پ۴ پ۶ پ۷ پ۸ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۴ پ۱۴ پ۱۷ پ۱۸ پ۲۲ پ۲۵ پ۲۸ پ۲۹

Marfat.com

تُشْمِتْ۔ تو ہنسائے، تو خوش کرے، اِشْمَاتٌ سے جس کے معنی دشمن کو ہنسانے اور خوش کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ

تَشْهَدُ۔ وہ (عورت) شہادت دے، وہ گواہی دے، وہ شہادت دیگی، وہ گواہی دیگی شَهَادَةٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔

(ملاحظہ ہو اَشْهَدُ) پ پ

تَشْهَدُ۔ تو شہادت دے، تو گواہی دے، شَهَادَةٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر

تَشْهَدُوْنَ۔ تم شاہد ہو، تم حاضر ہو، تم گواہی دیتے ہو، شُهُوْدٌ سے، جس کے معنی حاضر ہونے اور موجود ہونے کے ہیں اور شَهَادَةٌ سے جس کے معنی گواہی دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو شَهَادَةٌ)

پ پ پ

تَشِيْعَ۔ وہ فاش ہو، اس کا چرچا ہو، وہ پھیلے (ضَرَبَ) شُيُوْعٌ سے، جس کے معنی آشکار ہونے، پھیلنے اور قوت پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب

پ

فصل الصاد المهملة

تُصْحِبْنِيْ۔ تو مجھے صحبت میں رکھ، تو مجھے ساتھ رکھ، تُصَاحِبْ مُصَاحَبَۃٌ سے جس کے معنی کسی کی صحبت میں رہنے اور کسی کو ساتھ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ

تُصْبِحُ۔ وہ ہو جاتی ہے، وہ ہو جائے گی، اِصْبَاحٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

(ملاحظہ ہو اِصْبَاح اور اَصْبَحَتْ) پ پ

تُصْبِحُوْا۔ تم لگو، تم ہو جاؤ، اِصْبَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، عامل کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے۔ پ

تُصْبِحُوْنَ۔ تم صبح کرتے ہو، تم صبح کروگے، اِصْبَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر،

(ملاحظہ ہو اِصْبَاح) پ

تَصْبِرْ۔ تو صبر کریگا، صَبْرٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْبِرْ) پ

تَصْبِرُوْا۔ تم صبر کرو، تم ٹھیرے رہو، صَبْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب محذوف ہے پ پ پ

Marfat.com

تَصْبِرُوْنَ. تم صبر کرتے ہو، تم ثابت رہتے ہو، صَبْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۹

تُصِبْكَ. تجھکو پہنچے، تُصِبْ اِصَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر، تُصِبْ اصل میں تُصِيْبُ تھا ان شرطیہ کے آنے سے ی جو حرفِ علت ہے حذف ہوگئی (ملاحظہ ہو اُصِيْبُ) پ ۱۲

تُصِبْكُمْ. تم کو پہنچے، اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ ۴

تُصِبْهُمْ. ان کو پہنچے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ ۹، پ ۱۱، پ ۲۵

تَصَدَّقَ. اس نے خیرات کی، اس نے بخشدیا تَصَدُّقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، (ملاحظہ ہو اَصَّدَّقَ) پ ۱۳

تَصَدَّقْ، تو صدقہ دے، تو خیرات کر، تو بخشش کر، تَصَدُّقٌ سے، امر کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، تَصَدَّقْ اصل میں تَتَصَدَّقْ تھا، ایک تا حذف ہوگئی ہے، یہاں "تصدق" سے کیا مراد ہے، عام مفسرین کی رائے ہے کہ زیادہ دینے میں چشم پوشی مراد ہے، بات یہ تھی کہ برادرانِ یوسف علیہ السلام ذرا سا مال لیکر آئے تھے اور چاہتے یہ تھے کہ اس کے عوض اتنا ہی غلہ مل جائے جتنا پہلے ملا تھا، اس لئے "تصدق" کا مطلب یہ ہے کہ ناقص پونجی لیکر درگزر کرو اور پورا ناپ دو، ابن جریج اور ضحاک کا قول یہ ہے کہ "تصدق" سے مراد یہ ہے کہ ہمارا بھائی ہم کو واپس کر دو، غرض اکثر مفسرین کے نزدیک "تصدق" سے یہاں اصطلاحی صدقہ اور خیرات مراد نہیں ہے علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دیگر انبیاء علیہم السلام کے لئے بھی صدقہ حلال تھا یا نہیں، سفیان بن عیینہ کا جواب اثبات میں ہے، ان کا استدلال اسی آیت سے ہے، لیکن جمہور علماء نے انکار کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ صدقہ کے بارے میں تمام انبیاء کا حال یکساں ہے، ان کو مخلوق کے سامنے جھکنے اور اس سے لینے کی ممانعت ہے، صدقہ لوگوں کا میل کچیل ہے، وہ ان کے لئے کیونکر حلال ہو سکتا ہے، انبیاء ماسوی اللہ سے مستغنی ہوتے ہیں اس لئے یہاں "تصدق" سے صدقہ نہیں بلکہ حسن ضیافت مراد ہے۔[1] پ ۱۳

تَصَدَّقُوْا. تم خیرات کرو، تم صدقہ کرو، تَصَدُّقٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر،

[1] ملاحظہ ہو لباب التاویل علامہ خازن بغدادی ج ۳ ص ۵۴ طبع مصر ۱۳۳۸ھ

Marfat.com

اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے پ

تُصَدِّقُوْنَ۔ تم سچ مانتے ہو، تم تصدیق کرتے ہو تَصْدِیْقٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَصْدِیْقٌ) پ ۲۷ ع ۱۵

تَصُدُّوْنَ۔ تم روکتے ہو، تم بند کرتے ہو، (نصر) صَدٌّ سے جس کے معنی روکنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۳ ع ۱۸

تَصُدُّوْنَا۔ تم ہم کو بند کرو، تم ہم کو روک دو، اس میں نا ضمیر جمع متکلم ہے اور نون اعرابی اَنْ ناصبہ کے آنے سے حذف ہو گیا۔ پ ۱۳ ع ۱۵

تَصَدّٰی۔ تو فکر میں ہے، تو درپے ہے تَصَدِّیٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے درپے ہونے اور آئے سامنے ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تَصَدِّیٌ صَدٰی سے ماخوذ ہے صدی آواز بازگشت کو کہتے ہیں، اس اعتبار سے تصدی کے معنی ہوئے کسی چیز کے اس طرح مقابل ہونے کے جس طرح صدائے بازگشت مقابل ہوتی ہے، تَصَدّٰی اصل میں تَتَصَدّٰی تھا ایک تا حذف ہو گئی، پ ۳۰

تَصْدِیَۃً۔ تالیاں بجانا بروزن تَفْعِلَۃٌ باب تفعیل کا مصدر ہے، پ ۹ ع ۱۸

تَصْدِیْق۔ سچ ماننا، سچا کرنا، تصدیق کرنا، بروزن تفعیل مصدر ہے، پ ۱۱ ع ۱۲

تَصْرِفْ، تو پھیرے گا، تو دفع کرے گا، صَرْفٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَصْرِفْ) پ ۱۲

تُصْرَفُوْنَ۔ تم پھیرے جاتے ہو، تمہیں پھیر دیا جاتا ہے، صَرْفٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۴ ع ۱۵

تَصْرِیْف۔ پھیرنا، بدلنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، پ ۲ ع ۴

تَصْطَلُوْنَ، تم تاپو، اِصْطِلَاءٌ سے جس کے معنی تاپنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۱۹ ع ۲

تُصْعِدُوْنَ۔ تم چڑھے جاتے تھے، تم چڑھ رہے تھے، تم دور جا رہے تھے۔ اِصْعَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِصْعَادٌ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ زمین میں دور جانے کو کہتے ہیں خواہ زمین کے بالائی حصہ میں ہو یا نشیبی حصہ میں صُعُوْدٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بالائی مقامات پر جانے کے ہیں جیسے بصرہ سے نجد و حجاز کی طرف جانا، پھر اس کا استعمال بالائی مقامات سے قطع نظر کر کے دور جانے کے لیے ہونے لگا جس

Marfat.com

طرح ہے کہ لفظ تعال اصل میں اوپر کی طرف بلانے کے لئے تھا، پھر ہر آمد کے لئے استعمال ہونے لگا، خواہ اوپر سے آیا جائے یا نیچے کو، پ۷

تُصَعِّرْ تو پھلا، تو موڑ، تَصْعِيْرٌ سے، جس کے معنی تکبر سے منہ موڑنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُصَعِّرْ (تو مت پھلا، تو نہ موڑ) فعل نہی ہے، پ۲۱

تَصْغٰی۔ وہ جھکتی ہے، وہ جھکتے ہیں (سَمِعَ، نَصَرَ) صَغْوٌ اور صَغْیٌ سے، جس کے معنی جھکنے اور مائل ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۸

تَصِفُ، وہ بیان کرتی ہے، (ضَرَبَ) وَصْفٌ سے۔ جس کے معنی کسی چیز کو اس کے حلیہ اور صفت کے ساتھ بیان کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، وصف کبھی حق ہوتا ہے اور کبھی باطل، یہاں وصف باطل ہی مراد ہے، پ۱۴، ۲۰

تَصْفَحُوْا۔ درگزر کرو، صَفْحٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْفَحْ) پ۱۸

تَصِفُوْنَ تم بتلاتے ہو، تم بیان کرتے ہو، وَصْفٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں بھی وصف باطل ہی مراد ہے پ۱۲، پ۱۲، پ۳، پ۲۲

تَصِلُ وہ پہنچتی ہے، وہ پہنچتے ہیں (ضَرَبَ) وُصُوْلٌ سے، جس کے معنی پہنچنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو بُسَّتْ) پ

تُصَلِّ۔ تو نماز پڑھ، تَصْلِیَةٌ سے، جس کے معنی نماز پڑھنے اور دعا کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تُصَلِّ (تو نماز نہ پڑھ) صیغہ نہی ہے، یہاں نماز سے نماز جنازہ اور میت کے لئے دعا استغفار مراد ہے، پ۱۰

تُصْلِحُوْا۔ تم صلح کراتے ہو، تم اصلاح کرتے ہو تم سنوارتے، اِصْلَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْلَاحٌ) پ۱۴ پ۵

تَصْلٰی۔ وہ داخل ہوگی، وہ داخل ہوں گے، صَلْیٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِصْلَوْهَا) پ۳۰

تَصْلِیَةٌ۔ نماز پڑھنا، درود پڑھنا، ایندھن کا آگ میں جلانا، عصا یا لکڑی کا آگ میں تپا کر سیدھا کرنا، گھوڑ دوڑ میں گھوڑے کا دوسرے نمبر پر آنا بروزن تَفْعِلَةٌ باب تَفْعِیْلٌ کا مصدر ہے، یہاں دوزخ کی آگ میں جلنا مراد ہے۔ پ۲۶

Marfat.com

تُصْنَعَ۔ تو تیار ہو، تو پرورش کیا جائے۔ صَنْعٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِصْنَعْ) ۱۶

تَصْنَعُوْنَ، تم بناتے ہو، تم کرتے ہو، صَنْعٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

تَصُوْمُوْا۔ تم روزہ رکھو، (نَصَرَ) صَوْمٌ سے جس کے معنی روزہ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو صَوْمًا)

تُصِيْبَكُمْ۔ تم کو پہنچ جاتی، تم پر پڑتی، تُصِيْبُ اِصَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُصِيْبُ) ۱۱

تُصِيْبَنَّ۔ وہ پہنچے، وہ آپڑے، اِصَابَۃٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مؤنث غائب

تُصِيْبَنَا۔ ہم کو پہنچ جائے، ہم پر آپڑے تُصِيْبُ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، نَا ضمیر جمع متکلم، ۱۲

تُصِيْبُوْا۔ تم جا پڑو، تم پہنچاؤ، اِصَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

تُصِيْبُهُمْ۔ ان کو پہنچتی رہے گی، ان پر پڑتی رہیگی۔ ان پر پڑے، ان کو پہنچ جائے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔

تَصِيْرُ۔ وہ پھرتی ہے، وہ لوٹتی ہے، وہ پھرتے ہیں وہ پہنچتے ہیں (ضَرَبَ) صَيْرٌ سے جس کے معنی ایک حال سے دوسرے حال کی طرف پلٹنے اور پھرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب جب اس کے صلہ میں اِلٰى آتا ہے، تو معنی وہاں تک پہنچنے اور منتہی ہونے کے ہوتے ہیں، افعال ناقصہ میں سے ہے (ملاحظہ ہو بِتُّ)

فصل الضاد المعجمة

تُضَارَّ۔ اسے رنج پہنچایا جائے، اسے تنگ کیا جائے، مُضَارَّۃٌ سے، جس کے معنی تنگ کرنے اور رنج پہنچانے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب

تُضَارُّوْهُنَّ۔ ان عورتوں کو ایذا دو، تُضَارُّوْا مُضَارَّۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب لَا تُضَارُّوْهُنَّ (انھیں ایذا مت دو) فعل نہی ہے۔

تَضْحَكُوْنَ۔ تم ہنستے ہو، تم ہنسی کرتے ہو، (سَمِعَ) ضِحْكٌ سے جس کے معنی ہنسنے کے ہیں۔

Marfat.com

مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ضحک کا استعمال بطور استعارہ تمسخر اور ہنسی کے لئے بھی ہوتا ہے۔ اور یہاں بھی تمسخر کی ہنسی مراد ہے پ۱۸ ع۶

تَضْحٰی۔ تو دھوپ کھائے، تجھے دھوپ کی تپش ستائے، (سمع) ضُحٰی سے جس کے معنی دھوپ اور آفتاب کی تمازت میں نکلنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۱۶ ع۱۶

تَضْرِبُوْا۔ تم بیان کرو، ضَرْبٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر لَا تَضْرِبُوْا (تم نہ بیان کرو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَضْرِبْ) پ۱۴ ع۱۶

تَضَرُّعًا۔ عاجزی کرنا، گڑگڑانا، بروزن تَفَعُّل مصدر ہے۔ پ۷ ع۱۳ پ۸ ع۱۴ پ۹ ع۱۴

تَضَرَّعُوْا۔ وہ گڑگڑائے، انھوں نے عاجزی کی، تَضَرُّعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۷ ع۱۱

تَضُرُّوْنَهٗ۔ تم اس کو ضرر پہنچاؤ گے، تم اس کا بگاڑ سکو گے، تَضُرُّوْنَ ضَرٌّ سے جس کے معنی نقصان دینے اور ضرر پہنچانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ۱۲ ع۵

تَضُرُّوْهُ تم اس کا بگاڑو گے، تم اس کا ضرر کرو گے اس میں نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے۔ پ۱۰ ع۱۲

تَضَعُ۔ وہ رکھدے، وہ ڈال دے، وہ جنتی ہے وہ ڈال دیگی (فتح) وَضْعٌ سے۔ جس کے معنی رکھنے اور ڈالنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۸ ع۱۲

تَضَعُوْا۔ تم رکھدو، تم اتار رکھو، وَضْعٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی حذف ہو گیا ہے، پ۵ ع۱۵

تَضَعُوْنَ۔ تم اتار رکھتے ہو، وَضْعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۸ ع۱۴

تُضِلُّ۔ تو گمراہ کرتا ہے، اِضْلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اَضَلَّ) پ۹ ع۹

تَضِلَّ۔ وہ عورت بھول جائے، وہ بہک جائے ضَلَالٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَضَلَّ اور ضَلَالٌ) پ۳ ع۶

تَضِلُّوْا۔ تم بہکو، تم بہک جاؤ، تم گمراہ ہو جاؤ۔ ضَلَالٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے پ۶ ع۳ پ۳ ع۱۴

تَضْلِيْلٍ بے راہ کرنا، غلط کرنا بروزن تَفْعِيْل مصدر ہے، پ۳۰ ع۳۰

تُضَيِّقُوْا۔ تم تنگی کرو، تم تنگ پکڑو، تَضْيِيْقٌ ر

Marfat.com

جس کے معنی کام میں تنگی کرنے اور تنگ پکڑنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے کی وجہ سے ساقط ہو گیا ۲۹/۱۲

فصل الطاء المهملة

تَطَاوَلَ۔ وہ دراز ہوا، وہ لمبا گزرا۔ تَطَاوُلٌ سے جس کے معنی درازی اور طول کے ظاہر کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اس کا استعمال جب عمر کے لئے ہوگا تو درازی عمر کے معنی ہوں گے۔ ۲۰/۸

تَطْرُدْ۔ تو ہانکے، (نَصَرَ) طَرْدٌ سے، جس کے معنی ذلیل سمجھ کر ہانکنے اور دور کر دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَطْرُدْ (تو نہ ہانک) فعل نہی ہے۔ ۷/۱۲

تَطْرُدْهُمْ۔ تو ان کو ہانک دے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے ۔

تُطِعْ۔ تو حکم مانے، تو حکم مانیگا، اِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تُطِعْ اصل میں تُطِيْعُ تھا، اِنْ شرطیہ کے آنے سے ی جو حرف علت ہے حذف ہو گئی، ۲ؒ

لَا تُطِعْ (تو کہا نہ مان، تو اطاعت نہ کر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَطَاعَ) ۱۵/۱۲، ۱/۴، ۱۲/۱۲، ۲۳/۲، ۲۹/۲۰

تُطْعِمُوْنَ۔ تم کھلاتے ہو، تم کھانا دیتے ہو، اِطْعَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَطْعَمَ) ۲ؒ

تُطِعْهُ۔ تو اس کا کہا مان، تو اس کی فرمانبرداری کر اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے ۲۱/۱۲

تُطِعْهُمَا تو ان دونوں کی اطاعت کر، تو ان دونوں کا کہا مان، اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے۔ ۲۰/۱۲، ۱۱/۱

تَطْغَوْا۔ تم زیادتی کرو، تم حد سے بڑھو، تم سرکشی کرو (سَمِعَ، نَصَرَ) طُغْيَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَطْغَوْا (تم زیادتی نہ کرو، تم سرکشی نہ کرو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَطْغٰى) ۱۲/۱۰، ۱۲/۱۵، ۱۲/۲۶

تَطَّلِعُ۔ تو خبردار ہوتا ہے، تو خبردار ہوگا اِطِّلَاعٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِطَّلَعَ) ۲ؒ

تَطَّلِعَ۔ وہ خبردار ہوتی ہے، وہ جھانک لیتی ہے اِطِّلَاعٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۳۰/۱۸

Marfat.com

تَطْلُعُ۔ وہ نکلتی ہے، وہ طلوع ہوتی ہے (نَصَرَ) طُلُوْعٌ سے جس کے معنی طلوع ہونے اور نکلنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب شمس (آفتاب) عربی میں مؤنث استعمال ہوتا ہے۔ ۱۸/۹۰

تَطْمَئِنَّ۔ وہ آرام پاتی ہے۔ وہ چین پائے۔ وہ مطمئن ہو جائے۔ وہ سکون پائے۔ اِطْمِئْنَانٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب۔ (ملاحظہ ہو اِطْمَأَنَّ) ۲/۲۶۰ ، ۵/۱۱۳ ، ۱۳/۲۸

تَطْمَعُوْنَ۔ تم توقع رکھتے ہو، تم طمع رکھتے ہو، طَمَعٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَطْمَعَ) ۲/۷۵

تَطَوَّعَ۔ اس نے خوشی سے نیکی کی، اس نے شوق سے نیکی کی، اس نے زیادہ نیکی کی، تَطَوُّعٌ سے جس کے معنی اصل میں تو نیکی میں تکلف کرنے کے ہیں مگر عرف میں جو چیزیں کہ لازم اور فرض نہ ہوں جیسے نوافل وغیرہ ان کے بجالانے اور انجام دینے کو کہتے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ ۲/۱۵۸

تَطَـُٔوْهَا۔ تم نے اس پر پاؤں رکھا، تم نے اس کو پامال کیا (سَمِعَ) تَطَوُّاوَ طَأٌ سے جس کے معنی پامال کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب لَمْ کے آنے سے یہاں مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا ہے۔ ۳۳/۲۷

تَطَـُٔوْهُمْ تم ان کو پامال کرو گے تم ان کو روند ڈالو گے، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ ۴۸/۲۵

تَطَهَّرْنَ وہ پاک ہوں، وہ پاک ہوتی ہیں، تَطَهُّرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اِطَّهَّرُوْا) ۲/۲۲۲

تُطَهِّرُهُمْ، تو ان کو پاک کرے۔ تو ان کو پاک کرتا ہے، تو ان کو پاک کرے گا۔ تُطَهِّرُ تَطْهِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب واضح رہے کہ طہارت کی دو قسمیں ہیں ایک طہارت جسم، دوسرے طہارتِ نفس یہاں دوسری قسم کی طہارت مراد ہے۔ ۹/۱۰۳

تَطْهِيْرًا پاک کرنا۔ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے ۳۳/۳۳

تَطَيَّرْنَا۔ ہم نے شگون بدلیا۔ ہم نے نامبارک سمجھا، ہم نے منحوس جانا، تَطَيُّرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو اِطَّيَّرْنَا) ۳۶/۱۸

تُطِيْعُوْا۔ تم اطاعت کرو گے، تم کہا مانو گے اِطَاعَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا (ملاحظہ ہو اَطَاعَ) ۲۴/۵۴ ، ۴۸/۱۶ ، ۴۹/۱۴ ، ۶۴/۱۲ ، ۲۶/۱۰ و ۱۲

تُطِیْعُوْہُ تم اس کی اطاعت کروگے، تم اس کا کہا مانوگے، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے۔

فصل الظاء المعجمة

تَظَاھَرَا۔ وہ دونوں آپس میں موافق ہوئے وہ دونوں ایک دوسرے کے مددگار ہوئے، تَظَاھُرٌ سے، جس کے معنی ایک دوسرے کی معاونت کرنے اور ہم پشت ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، پ۲۸

تَظٰھَرَا۔ تم دونوں آپس میں ایک دوسرے کی مدد کروگی، تَظَاھُرٌ سے مضارع کا صیغہ، تثنیہ مؤنث حاضر، اصل میں تَتَظَاھَرَانِ تھا، ایک تا، حذف ہوگئی، اور نون اعرابی ان شرطیہ کے آنے سے گرپڑا، پ۲۸

تَظٰھَرُوْنَ۔ تم چڑھائی کرتے ہو، تم آپس میں مدد کرتے ہو، تَظَاھُرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَظَاھَرُوْنَ تھا، ایک تا رگرگئی، پ۱

تُظٰھِرُوْنَ۔ تم ظہار کرتے ہو، تم ماں کہتے ہو مُظَاھَرَۃٌ اور ظِھَارٌ سے جس کے معنی اپنی بیوی سے ظہار کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ظِھَارٌ کے لغوی معنی ہیں شوہر کا اپنی بیوی سے یوں کہنا کہ تو مجھ پر ایسی ہے جیسی میری ماں کی پیٹھ، یہ گویا حرمت کا استعارہ ہے یعنی تو مجھ پر حرام ہے، اور شرع میں اپنی منکوحہ کو محرمات ابدیہ کے ساتھ یا ان کے ان اعضا کی تشبیہ دینا کہ جن کا دیکھنا اس شخص کو جائز نہیں "ظہار" کہلاتا ہے، ظہار کا حکم یہ ہے کہ شوہر کو اس عورت سے صحبت کرنا یا ایسی باتیں جو صحبت کا سامان ہوں مثلاً بوس وکنار وغیرہ جب تک کہ ظہار کا کفارہ نہ ادا کرے حرام ہیں۔ ظہار کا کفارہ یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے اور اگر غلام آزاد کرنے کو نہ ملے تو دو ماہ کے پے در پے روزے رکھے۔ اس طرح کہ ان دونوں مہینوں کے بیچ میں رمضان یا ایسے دن واقع نہ ہوں جن میں روزہ رکھنا ممنوع ہے یعنی عیدین اور ایام تشریق، پھر اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے یا کھانے کی قیمت دے "ظہار" اور "کفارۂ ظہار" کے مسائل سے کتب فقہ مالامال ہیں تفصیل کیلئے ان کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے، پ۲۱

Marfat.com

تَظْلِمْ اس نے گھٹایا، اس نے ظلم کیا ظُلْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں ظلم کے معنی گھٹانے اور نقصان کرنے کے ہیں، لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا ہے پ ۱۵ / ۱۷

تُظْلَمُ اس (جان) پر ظلم کیا جاتا ہے، اس پر ظلم کیا جائے گا، ظُلْمٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۲ / ۴، پ ۲۴ / ۲

تَظْلِمُوْا تم ظلم کرو، ظُلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَظْلِمُوْا (تم ظلم نہ کرو) صیغہ نہی ہے۔ پ ۱۰

تَظْلِمُوْنَ۔ تم ظلم کرتے ہو۔ تم ظلم کرو گے۔ ظُلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۳

تُظْلَمُوْنَ۔ تم پر ظلم کیا جاتا ہے، تم پر ظلم کیا جائیگا ظُلْمٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۳، پ ۵، پ ۱۰

تَظْمَؤُا۔ تو پیاسا ہے، تو تشنہ رہے (یَظْمَأُ) ظَمَأٌ سے، جس کے معنی پیاسا رہنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۶

تَظُنُّ۔ وہ گمان کرتی ہے، وہ خیال کرتی ہے ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَظُنُّ) پ ۲۹

تَظُنُّوْنَ۔ تم جانو گے، تم گمان کرو گے تم خیال کرتے ہو، تم گمان کرتے ہو، ظَنٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۵، پ ۲۱ / ۱۸

تُظْهِرُوْنَ۔ تم کو دوپہر ہو، تم ظہر کا وقت پاؤ، اِظْهَارٌ سے، جس کے معنی ظہر کا وقت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واضح رہے کہ جس طرح اَصْبَحَ صبح کرنے اور اَمْسٰی شام کرنے کے لئے آتا ہے، اسی طرح اَظْهَرَ کا استعمال ظہر کرنے کے لئے ہوتا ہے، پ ۲۱ / ۵

فصل العین المہملۃ

تَعَارَفُوْا۔ تم آپس میں ایک دوسرے کو پہچانو، تَعَارُفٌ سے جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے کو پہچاننے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَتَعَارَفُوْا تھا ایک تا حذف ہو گئی، پ ۲۶ / ۱۴

تَعَاسَرْتُمْ۔ تم نے ایک دوسرے پر تنگی کی، تم نے آپس میں ضد کی، تَعَاسُرٌ سے جس کے معنی آپس کے معاملہ میں دشواری پیدا کرنے اور باہم ایک دوسرے کو تنگ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۸ / ۱۷

Marfat.com

تَعَاطٰی۔ اس نے دست درازی کی، اس نے ہاتھ چلایا، اس نے پکڑا، تَعَاطِیْ سے جس کے معنی کسی چیز کی طرف ہاتھ بڑھانے اور اس کو پکڑنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲۷

تَعَالَوْا۔ تم آؤ، تَعَالِیْ سے، جس کے معنی بلند ہونے اور آنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر اصل میں تَعَالِ کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو بلند مقام کی طرف بلایا جائے پھر ہر جگہ بلانے کے لئے اس کا استعمال کیا گیا۔ بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ یہ عُلُوٌّ سے ماخوذ ہے، جس کے معنی رفعت منزلت کے ہیں تو گویا تَعَالَوْا میں رفعتِ منزلت کے حصول کی دعوت ہے، قرآن مجید میں جہاں تَعَالَوْا کا استعمال ہوا ہے وہاں یہ چیز موجود ہے، علماءِ لغت نے تصریح کی ہے کہ تَعَالِ مطلقاً ھَلُمَّ کے ہم معنی ہے پ۳ پ۸ پ۵ پ۵ پ۹ پ۲۸

تَعَالٰی۔ وہ برتر ہے، وہ بلند ہے، تَعَالِیْ سے معنی بلند و برتر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب یہاں پر باب تَفَاعُلْ کا استعمال تکلف کے لئے نہیں بلکہ مبالغہ کے لئے ہے، پ۸ پ۹ پ۱۱ پ۱۷

پ۵ پ۶ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۹

تَعَالَیْنَ تم آؤ۔ تَعَالِیْ سے معنی آنے کے امر کا صیغہ جمع مؤنث حاضر، پ۲۱

تَعَاوَنُوْا، تم آپس میں مدد کرو، تَعَاوُنٌ سے جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۶

تَعْبَثُوْنَ۔ تم بیکار مشغول ہوتے ہو، تم کھیلتے ہو (سمجھتے ہو) عَبَثٌ سے جس کے معنی کھیلنے اور بیکار چیز میں مشغول ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱۹

تَعْبُدُ۔ تو عبادت کرتا ہے، تو پوجتا ہے، عُبُوْدِیَۃٌ اور عِبَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لِمَ تَعْبُدُ (تو کیوں پوجتا ہے، کیوں عبادت کرتا ہے) فعل مضارع ہے (ملاحظہ ہو اَعْبُدُ) پ۱۶

تَعْبُدُ۔ وہ عبادت کرتی ہے، وہ پوجتی ہے، عِبَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۹

تَعْبُدُوْا۔ تم پوجو، تم عبادت کرو، عِبَادَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَعْبُدُوْا (تم مت پوجو، تم عبادت نہ کرو) فعل نہی ہے، پ۱۲ پ۱۵ پ۳ پ۲۶

تَعْبُدُوْنَ۔ تم پوجتے ہو، تم عبادت کرتے ہو تم پوجو گے، تم عبادت کرو گے، عِبَادَۃٌ سے

مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۲۳ ۱۰ ۱۲

۱۲ ۱۱ ۱۲

۲۲

تَعْبُرُوْنَ. تم تعبیر بیان کرتے ہو (نَصَرَ) عِبَارَۃٌ سے جس کے معنی خواب کی تعبیر بیان کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۲

تَعْتَدُوْا. تم زیادتی کرنے لگو، تم حد سے گزر جاؤ اِعْتِدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اِعْتَدَوْا)

تَعْتَدُّوْنَهَا. تم اس کو شمار کرو، تم اس کی گنتی پوری کراؤ، تَعْتَدُّوْنَ اِعْتِدَادٌ سے جس کے معنی گنے جانے، گننے کے لئے لانے اور عدت کرنے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَا ضمیر واحد مؤنث غائب

تَعْتَدُوْهَا. تم اس سے آگے بڑھو، تم اس سے تجاوز کرو، تَعْتَدُوْا صیغہ مضارع. هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، ۱۲

تَعْتَذِرُوْا. تم عذر کرنے لگو، تم بہانہ کرو اِعْتِذَارٌ سے، جس کے معنی عذر بیان کرنے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تَعْتَذِرُوْا. تم بہانے مت بناؤ، تم عذر نہ کرو صیغہ نہی ہے عذر کے معنی ہیں انسان کا کسی ایسی بات کو تلاش کرنا جو اس کے گناہوں کو میٹ دے. اس کی کئی صورتیں ہیں مثلاً یہ کہنے لگے کہ میں نے کیا ہی نہیں یا کیا تو اس لئے کیا اور اس سلسلہ میں ایسی بات پیش کرنے لگے جس سے گنہگار نہ ٹھیرے، یا یوں کہے کہ میں نے کیا تو ضرور مگر آئندہ نہ کرونگا وغیرہ وغیرہ اس قسم کی باتیں عذر کہلاتی ہیں، اور اس اخیر صورت کا نام توبہ ہے، پس ہر توبہ عذر میں داخل ہے لیکن ہر عذر توبہ نہیں ۱۲

تَعْثَوْا. تم فساد کرو، (سَمِعَ) عِثِیٌّ اور عُثِیٌّ سے جس کے معنی فساد کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جس فساد کا ادراک حسی ہو عَیْثٌ اور عُثُوٌّ کہلاتا ہے اور جس فساد کا ادراک حکمی ہو اسے عِثِیٌّ کہتے ہیں، عَیْثٌ اور عُثُوٌّ باب نَصَرَ کے مصدر ہیں اور عِثِیٌّ اور عُثِیٌّ باب سَمِعَ کے ہیں ۱۲

تَعْجَبُ. تو تعجب کرے، تو اچنبھا کرے (سَمِعَ) تَعَجُّبٌ سے، جس کے معنی تعجب کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تعجب اس حالت کا نام ہے جو انسان کو کسی شے کا سبب معلوم نہ ہونے پر پیش آتی ہے، کسی دانا کا قول ہے

Marfat.com

العجب مالا یعرف سببہ (عجب وہ ہے جس کا سبب نہ معلوم ہو) اللہ تعالیٰ کو اسی لئے تعجب نہیں ہوتا کہ وہ علام الغیوب ہے۔ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں، پ۱۱

تُعْجِبُكَ۔ وہ تجھے تعجب میں ڈال دے، وہ تجھے خوش لگے۔ تُعْجِبُ اِعْجَابٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَعْجَبَ) پ۱۲ اور پ۱۰

تَعْجَبُوْنَ۔ تم تعجب کرتے ہو، تم اچنبھا کرتے ہو۔ عَجَبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ پ۲۷

تَعْجَبِيْنَ۔ تو تعجب کرتی ہے، تو اچنبھا کرتی ہے۔ عَجَبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث حاضر پ۱۲

تَعَجَّلَ اس نے جلدی کی، تَعَجُّلٌ سے جس کے معنی جلدی کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ۲

تَعْجَلْ۔ تو جلدی کرے، (سَمِعَ) عَجَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر کا لَا تَعْجَلْ (تو جلدی نہ کر) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو عَجِلَ) پ۱۶ پ۱۶ اور پ۱۷

تَعْدُ، وہ پھرے۔ وہ دوڑے (نَصَرَ) عَدْوٌ سے جس کے معنی پھرنے، دوڑنے اور کسی چیز سے تجاوز کرنے اور گزرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو عَدُوْا) پ۱۹

تَعِدَانِنِيْ۔ تم دونوں مجھ کو وعدہ دیتے ہو، (ضَرَبَ) تَعِدَانِ وَعْدٌ سے، جس کے معنی وعدہ کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، وَعْدٌ کا استعمال خیر و شر دونوں میں ہوتا ہے یعنی وعدہ میں بھی، اور وعید میں بھی، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں۔ پ۲۶

تَعْدِلُ۔ وہ بدلا دیوے، (ضَرَبَ) عَدْلٌ سے جس کے معنی اصل میں تو مساوی اور برابر کرنے کے ہیں اور چونکہ بدلے کا بھی یہی مطلب ہوتا ہے کہ جس چیز کا بدلا ہے اس کے برابر ہے اس لئے بدلا کرنے کے معنی بھی آتے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۷

تَعْدِلُوْا۔ تم عدل کرو، تم برابر رکھو، تم انصاف کرو، عَدْلٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت شریفہ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً (پھر اگر تم ڈرو کہ برابر نہ رکھو گے تو ایک ہی) میں عدل سے نفقہ اور باری کی تقسیم میں برابری مراد ہے، اور وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ (تم ہرگز برابر نہ رکھ سکو گے عورتوں کو

میں محبت میں برابری کا بیان ہے اور انسان
کی اس جبلت کی طرف اشارہ ہے جو طبعی
میلان کے سلسلے میں اس کی بنائی گئی ہے
کہ سب عورتوں سے برابر درجہ کی محبت اور
میلان اس کی قدرت سے باہر ہے، پ ع
پ ع

تَعِدُنَا. تو ہم سے وعدہ کرتا ہے، تو ہمیں
دھمکاتا ہے، تَعِدُ وَعْدٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، یہاں بھی وعید
ہی کے معنی مراد ہیں، پ ع ع

تَعْتَدُوْا. تم تعدی کرو، تم تجاوز کرو، تم زیادتی
کرو، عَدْوٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
چونکہ لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے
(ملاحظہ ہو تَعْدُ) پ

تَعُدُّوْا. تم گننے لگو، تم شمار کرنے لگو (نَصَرَ)
عَدٌّ سے جس کے معنی شمار کرنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی اِنْ
شرطیہ کے آنے سے حذف ہو گیا ہے، پ ع

تَعُدُّوْنَ تم شمار کرتے ہو، تم گنتے ہو، عَدٌّ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ع

تُعَذِّبَ. تو لوگوں کو عذاب دے۔ تو
لوگوں کو تکلیف دے، تَعْذِیْبٌ سے جس کے
معنی عذاب دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، عذاب کہتے ہیں سخت دردمند
کرنے کو، اور عذاب میں پورے طور پر محبوس رکھنے
کا نام تعذیب ہے، "تعذیب" کی اصل کیا ہے
اس بارے میں اختلاف رائے ہے، بعض کا خیال
ہے کہ عَذَّبَ الرَّجُلُ فَهُوَ عَاذِبٌ وَعَذُوْبٌ
سے ماخوذ ہے جس کا استعمال انسان کے خواب و
خور کو ترک کر دینے کیلئے ہوتا ہے بس کسی انسان
کی تعذیب کا یہ مطلب ہے کہ اس پر خواب و خور
کو حرام کر دیا جائے، بعض کہتے ہیں کہ اس کی
اصل عَذْبٌ ہے جس کے معنی شیرینی اور
گوارائی کے ہیں تو گویا "تعذیب" کے معنی
زندگی کی شیرینی و گوارائی زائل کرنے کے ہوئے
جس طرح سے کہ "تمریض" کے معنی بیمار کی تیمارداری
اور علاج معالجہ کے ذریعہ مرض کے ازالہ کے
ہیں یا "تقذیۃ" کے معنی تنکا وغیرہ دور کرنے کے ہیں
اور بعض کا قول ہے کہ "تعذیب" کی اصل ہے
"عذبہ بسوط" سے بکثرت مارنا، سوط عربی میں کوڑے
کو کہتے ہیں اور "عذبہ" اس کے اگلے حصہ اور
کنارہ کو جس طرف کہ پھندنا ہوتا ہے اسی لئے

بعض اہلِ لغت نے تعذیب کے معنی مارنے اور پیٹنے کے بیان کئے ہیں اور بعض کی یہ رائے ہے کہ مَاءٌ عَذْبٌ سے ماخوذ ہے، جب شیریں پانی میں خس و خاشاک اور کدورت مل جاتی ہے تو اس پانی کو مَاءٌ عَذْبٌ بولتے ہیں، اس اعتبار سے تعذیب کے معنی زندگی کو مکدر اور حیات کو تلخ کر دینے کے ہوئے، ۲۳:۸

تُعَذِّبْهُمْ۔ تو ان کو عذاب دیگا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ لَا تُعَذِّبْهُمْ (تو ان کو عذاب نہ دے) صیغہ نہی ہے۔ ۳۳:۱۱

تَعْرُجُ۔ وہ چڑھتی ہے، وہ چڑھیگی (نَصَرَ) عُرُوْجٌ سے، جس کے معنی چڑھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ ۴:۷۰

تُعْرِضْ۔ تو منہ پھیریگا، تو تغافل کرے گا، اِعْرَاضٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اعراضًا) ۲۸:۱۷

تُعْرِضَنَّ۔ تو منہ پھیرے، تو تغافل کرے، اِعْرَاضٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۲۸:۱۷

تُعْرِضُوْا۔ تم روگردانی کروگے، تم بچا جاؤگے تم منہ پھیروگے، اِعْرَاضٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۳۵:۴

تُعْرَضُوْنَ۔ تم پیش کئے جاؤگے، تم روبرو لائے جاؤگے، تم سامنے کئے جاؤگے (ضَرَبَ) عَرْضٌ سے جس کے معنی سامنے ہونے اور ظاہر و آشکارا کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۸:۶۹

تَعْرِفُ۔ تو پہچانے، تو پہچانتا ہے، تو پہچانے گا۔ (ضَرَبَ) مَعْرِفَةٌ اور عِرْفَانٌ سے جس کے معنی پہچاننے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، کسی چیز کی نشانیوں پر غور و فکر کے بعد اس چیز کے ادراک کرنے کا نام "معرفت" اور "عرفان" ہے یہ "علم" سے اخص ہے اور "انکار" اس کی ضد ہے، فلان یعرف الله بولتے ہیں یعلم الله نہیں بولتے کیونکہ الله تعالیٰ کی ذات کا ادراک نہیں ہو سکتا، بلکہ آثارِ الٰہی پر تدبر کے ذریعہ انسان کو الله تعالیٰ کی ذات کا ادراک ہوتا ہے۔ اسی طرح ذات باری کے لئے "علم" کا لفظ استعمال ہوتا ہے، معرفت کا نہیں، الله یعلم کذا کہتے ہیں، اور یعرف کذا نہیں کہتے، کیونکہ معرفت کا استعمال اس علم قاصر کے متعلق ہوتا ہے جس پر غور و فکر کے بعد

Marfat.com

رسائی حاصل ہوتی ہے۔ پ۱۲ ع۸

تَعْرِفَنَّهُمْ۔ تو ان کو ضرور پہچان لیگا۔ تَعْرِفَنَّ مَعْرِفَةٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۲۶ ع۸

تَعْرِفُوْنَهَا۔ تم اس کو پہچانوگے۔ تَعْرِفُوْنَ مَعْرِفَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۲۰ ع۲ پ۲۶ ع۱۱، ۱۲ پ۲۹ ع۱۸

تَعْرِفُهُمْ۔ تو ان کو پہچانتا ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو تَعْرِفُ) پ۳ ع۵

تَعْرٰی۔ تو ننگا ہوگا، تو برہنہ ہوگا، عُرْیٌ سے جس کے معنی برہنہ ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۱۶ ع۱۶

تُعِزُّ۔ تو عزت دیتا ہے، تو عزت دیگا، اِعْزَازٌ سے جس کے معنی عزت کرنے اور عزت دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ۳ ع۱۱

تُعَزِّرُوْهُ۔ تم اس کی مدد کرو، تم اس کو قوت دو تُعَزِّرُوْا تَعْزِیْرٌ سے جس کے معنی ادب اور تعظیم کے ساتھ مدد کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ واضح ہو کہ تَعْزِیْرٌ کے معنی شرعی حد سے کم مارنے یعنی تعزیر دینے کے بھی آتے ہیں۔ لیکن درحقیقت یہ معنی بھی اول معنی ہی کی طرف لوٹتے ہیں کیونکہ تعزیر دینے کا مقصد ہوتا ہے ادب سکھانا، اور ادب سکھانا مدد کرنے میں داخل ہے گویا اس صورت میں انسان کی مدد اس طرح کی جاتی ہے کہ جو چیز اس کے لئے مضر ہے اس سے اس کو روکا جاتا ہے جس طرح کہ پہلی صورت میں مدد کی شکل یہ ہوتی ہے کہ جو چیزیں اس کو نقصان پہنچائیں ان کا قلع قمع کیا جائے چنانچہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ انصر اخاک ظالما او مظلوما اپنے بھائی کی مدد کر خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم اس پر کسی نے کہا مظلوم کی تو میں مدد کروں گا ظالم کی مدد کس طرح ہوگی آپ نے فرمایا کہ کفہ عن الظلم (اسے ظلم سے روک) پ۹

تَعْزِمُوْا۔ تم عزم کرو، تم محکم کرو، تم قصد کرو۔ (ضَرَبَ) عَزْمٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو عَزْمٌ) پ۲ ع۱۴

تَعْسًا۔ ہلاکت، خواری، گرپڑنا، ٹھوکر لگنا۔ اصل میں اس کے معنی اوندھے منہ گرنے کے ہیں مصدر ہے۔ باب فَتَحَ اور ضَرَبَ سے آتا ہے۔ پ۲۶ ع۵

تَعْضُلُوْهُنَّ۔ تم ان کو روکو، تم ان کو بند کرو

Marfat.com

تم ان کو منع کرو (نصر) تعضلوا عَضْلٌ سے جس کے معنی سختی کے ساتھ روکنے کے آتے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے عَضْلٌ عَضَلَۃٌ (عضلہ) سے ماخوذ ہے، پس عَضْلٌ کے معنی ہوئے عضلہ پکڑ کر باندھ دینا، یا دوسرے الفاظ میں سختی سے روک دینا جیسے کہ عَصَبٌ رگ پٹھے کو کہتے ہیں جس کی جمع اعصاب آتی ہے اور عَصْبٌ کے معنی رگ پٹھے پکڑ کر باندھنے اور سختی سے بندش کرنے کے ہیں

۲ : ۲۳۲

تَعِظُوْنَ ۔ تم نصیحت کرتے ہو، وَعْظٌ سے ۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر وعظ کی تعریف امام راغب کے الفاظ میں یہ ہے زَجْرٌ مُقْتَرِنٌ بِتَخْوِیْفٍ (اس طرح کی تنبیہ جو خوف میں ڈوبی ہوئی ہو۔) خلیل نحوی جو ائمہ متقدمین میں سے ہیں یوں فرماتے ہیں ھو التذکیر بالخیر فیما یرق لہ القلب (وہ نیکی کی اس طرح یاددہانی کرتا ہے کہ جس سے قلب میں رقت پیدا ہو) ۲

۲ : ۲۷۳

تَعَفُّفٌ طمع نہ کرنا، نہ مانگنا، سوال نہ کرنا عفت سے کام لینا، بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے ۔ جو دودھ کو دوہنے کے بعد اونٹنی کے تھنوں میں بچ رہتا ہے اس کو اہل عرب عُفَافَۃٌ یا عُفَّۃٌ بولتے ہیں اور اسی لئے ان دو لفظوں کا استعمال بچے کچھے اور تھوڑے یا ذرا سے کے لئے ہوتا ہے لو عَفْعَفٌ عربی میں پیلو کے پھل کو بولتے ہیں تَعَفُّفٌ ان ہی الفاظ سے ماخوذ ہے اس لئے دراصل اس کے معنی ہیں اتنی تھوڑی چیز پر اکتفا کرنا جو بچے کچھے یا پیلو کے پھل جیسی حقیر چیز کے قائم مقام ہو سکے ۲

تَعْفُوْا ۔ تم معاف کرو، تم درگزر کرو عَفْوٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ان شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے ۲ : ۲۳۷

۲ : ۲۴۲

تَعْقِلُوْنَ ۔ تم سمجھتے ہو، تم عقل رکھتے ہو، تم سمجھو تم عقل رکھو، (ضرب) عَقْلٌ سے جس کے معنی سمجھنے اور عقل رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، راغب اصفہانی لکھتے ہیں :- عقل اس قوت کو کہا جاتا ہے جو علم کے قبول کرنے کے لئے تیار کرتی ہے اور نیز اس کو بھی عقل کہتے ہیں جس کو انسان اس قوت کے ذریعہ حاصل کرتا ہے چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔

Marfat.com

العقل عقلان مطبوع و مسموع

عقل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جو طبیعت میں ودیعت کی جاتی ہے اور دوسری وہ جو سُن کر حاصل ہوتی ہے

ولا ینفع مسموع اذا لم یک مطبوع

اور جو سن کر حاصل ہوتی ہے وہ سود مند نہیں ہوتی جبکہ طبیعت میں ودیعت کی جانے والی عقل موجود نہ ہو۔

کما لا ینفع ضوء الشمس وضوء العین ممنوع

جس طرح سے کہ آفتاب کی روشنی جب آنکھ میں روشنی نہ ہو تو بے فائدہ ہے۔

عقل کے پہلے معنی کی طرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اس حدیث میں اشارہ فرمایا ہے ما خلق اللہ خلقا اکرم علیہ من العقل (اللہ نے کسی مخلوق کو جو اس کے نزدیک عقل سے زیادہ باعزت ہو پیدا نہیں فرمایا۔ اور دوسرے معنی کی طرف آپ کے اس قول میں اشارہ ہے، ما کسب احد شیئا افضل من عقل یھدیہ الی ھدی او یردہ عن ردی (کسی شخص نے عقل سے بڑھکر کوئی چیز نہیں کمائی جو اس کو ہدایت کی طرف رہنمائی کرے یا ہلاکت سے باز رکھے) آیت کریمہ وَمَا یَعْقِلُهَا اِلَّا الْعَالِمُوْنَ (اور نہیں سمجھتے ان کو مگر علم والے) میں عقل سے یہی معنی مراد ہیں، اور ہر وہ جگہ جہاں عقل کے نہ ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کفار کی مذمت فرمائی۔ وہاں دوسرے معنی مراد ہیں اول نہیں، جیسے وَمَثَلُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا کَمَثَلِ الَّذِیْ یَنْعِقُ بِمَا لَا یَسْمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً، صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ (اور مثال ان لوگوں کی جو کافر ہیں اس شخص کی مثال جیسی ہے جو ایسی چیز کو پکارے کہ بجز پکارنے چلانے کے کچھ نہ سنے، (یہ کافر) بہرے، گونگے، اندھے ہیں سو ان کو عقل نہیں) وغیرہ آیتیں ہیں اور وہ ہر جگہ کہ جہاں عقل کے نہ ہونے پر بندے سے تکلیف شرعی کا رفع کیا گیا ہے وہاں اول معنی کی طرف اشارہ ہے

[illegible]

[illegible]

تَعْقِلُ۔ تو جانتا ہے، تو جان لیگا۔ عِلْمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَعْلَمُ)

[illegible]

[illegible]

تَعْلَمُنَّ۔ تم ضرور جان لوگے۔ تم ضرور معلوم کرلوگے عِلْمٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر

Marfat.com

تُعَلِّمَنِ۔ تو مجھ کو سکھا دے۔ تُعَلِّمُ تَعْلِیْمٌ سے جس کے معنی سکھانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے، پ ۱۵/۲۱

تَعْلَمُوْا۔ تم جان لو تم جانتے ہو، تم جان لوگے عِلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہوگیا ہے۔ پ ۴

پ ۲/۳و۱۷ پ ۶/۶ پ ۱۳/۴ پ ۱۵/۲ پ ۱۷/۱۶ پ ۲۱/۱۱و۱۲ پ ۲۵/۱۸

تَعْلَمُوْنَ۔ تم جانتے ہو، تم جان لوگے عِلْمٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۳و۴و۵و۱۹

پ ۲/۵و۷و۹و۱۰و۱۴و۱۵ پ ۳/۶و۱۵ پ ۴/۱و۱۵ پ ۵/۳و۱۰و۱۱و۱۲و۱۷

پ ۹/۶و۱۱ پ ۱۰/۱۲ پ ۱۱/۱۲ پ ۱۲/۴و۸ پ ۱۳/۴و۵ پ ۱۴/۶و۱۲و۱۳و۱۹و۱۷و۲۰

پ ۱۶/۱۶ پ ۱۷/۱ پ ۱۸/۵و۸و۹ پ ۱۹/۶و۱۱ پ ۲۰/۱۲ پ ۲۱/۶و۹ پ ۲۴/۱ پ ۲۶/۱۱

پ ۲۷/۵و۱۴ پ ۲۸/۹و۱۰و۱۲ پ ۲۹/۴و۵ پ ۳۰/۲۴

تُعَلِّمُوْنَ۔ تم سکھاتے ہو۔ تَعْلِیْمٌ سے۔ مضارع کا صیغہ۔ جمع مذکر حاضر پ ۳/۱۶ پ ۲۶/۱۴

تَعْلَمُوْنَهُمْ۔ تم ان کو جانتے ہو، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۱۰

تُعَلِّمُوْنَهُنَّ۔ تم ان کو سکھاتے ہو، تم ان کو تعلیم دیتے ہو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ پ ۵

تَعْلَمُهُمْ۔ تو ان کو جانتا ہے۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ ۱۱

تَعْلَمُهَا۔ تو اس کو جانتا ہے۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے (ملاحظہ ہو تَعْلَمُ) پ ۲۳

تَعْلُنَّ۔ تم چڑھ جاؤگے۔ تم بلند ہوگے تم سرکشی کروگے، (نصر) عُلُوٌّ سے۔ جس کے معنی بلند ہونے کے ہیں۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۵/۱

تُعْلِنُوْنَ۔ تم ظاہر کرتے ہو، تم آشکار کرتے ہو تم کھولتے ہو، اِعْلَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واضح رہے کہ اِعْلَانٌ کا زیادہ تر استعمال معانی کے متعلق ہوتا ہے ذوات و اعیان کے متعلق نہیں ہوتا (ملاحظہ ہو اَعْلَنْتُ)

پ ۱۴/۸ پ ۱۹/۱۶ پ ۲۸/۱۵

تَعْلُوْا۔ تم سرکشی کرو، تم بلندی چاہو، تم چڑھنے لگو، عُلُوٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔ یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے

پ ۱۹/۱۶ پ ۲۵/۱۴

تَعَمَّدَتْ۔ اس نے قصد کیا، اس نے ارادہ کیا۔ تَعَمُّدٌ سے جس کے معنی کسی چیز کا قصد کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ تعمد

Marfat.com

سہو کی ضد ہے۔ پ۲۶ ع۱۴

تَعْمَلُ۔ وہ عمل کرتی ہے، وہ عمل کرے گی، عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اعمال) پ۱۴ ع۲، پ۲۴ ع۱

تَعْمَلُوْنَ تم عمل کرتے ہو، تم عمل کرو گے۔ عَمَلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ ع۹، ۱۰، ۱۳، ۱۶
پ۲ ع۲، ۱۴، ۱۵ پ۳ ع۴ و ۵ و ۷ پ۴ ع۱، ۷، ۸، ۹ پ۵ ع۱۰، ۱۹، ۱۶
پ۶ ع۹ پ۷ ع۴، ۱۲ پ۸ ع۱۲ پ۹ ع۵ پ۱۰ ع۶، ۸ پ۱۱ ع۱۱، ۶، ۵، ۸، ۱۰، ۱۲
پ۱۳ ع۸، ۱۰ پ۱۴ ع۱۰، ۱۹ پ۱۶ ع۱۹ پ۱۸ ع۴، ۱۰، ۱۲ پ۱۹ ع۲، ۱۵ پ۲۰ ع۲، ۱۲
پ۲۱ ع۱۱، ۱۲، ۱۵، ۱۷، ۱۸ پ۲۲ ع۸، ۹ پ۲۳ ع۲، ۴، ۶، ۱۵ پ۲۴ ع۱۴، ۱۹
پ۲۵ ع۲، ۳ پ۲۶ ع۱۰، ۱۱، ۱۴ پ۲۷ ع۳، ۱۴ پ۲۸ ع۱، ۲، ۳، ۶، ۱۱، ۱۲، ۱۶ پ۲۹ ع۲۲

تَعْمٰی۔ وہ اندھی ہوتی ہے، وہ اندھی ہو گئی۔ (سَمِعَ) عَمًی سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ (ملاحظہ ہو اَعْمٰی) پ۱۷ ع۱۲

تَعُوْدُنَّ۔ تم پھر آؤ گے۔ (نَصَرَ) عَوْدٌ سے۔ جس کے معنی کسی شے سے پلٹنے کے بعد (خواہ پلٹنا بذات خود ہو یا بذریعہ قول یا بذریعہ عزم و ارادہ) اس کی طرف پھرنے اور لوٹنے کے ہیں مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۹ ع۱۵

تَعُوْدُوْا۔ تم پھر آؤ، تم پھر کرو، تم پھر کرو گے، عَوْدٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب ساقط ہو گیا۔ پ۹ ع۱۷ پ۱۸ ع۸

تَعُوْدُوْنَ۔ تم پھر آؤ گے عَوْدٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۸ ع۱۰

تَعُوْلُوْا۔ تم ایک طرف جھک پڑو، تم بے انصافی کرو (نَصَرَ) عَوْلٌ سے، جس کے معنی انصاف کو چھوڑ کر زیادتی وصول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، عرب والے بولتے ہیں عَالَ الْمِیْزَانُ (ترازو جھک گئی) عَالَ الْحَاکِمُ (حاکم نے ناانصافی کی) ابن حبان نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اَلَّا تَعُوْلُوْا کے معنی یہی نقل کئے ہیں کہ تم ناانصافی نہ کرو[ا] اور یہی اکثر مفسرین کا قول ہے مگر امام شافعیؒ نے اَلَّا تَعُوْلُوْا کی تفسیر اَن لَّا تکثر عیالکم (کہ تمہارے عیال بہت نہ ہو جائیں) سے کی ہے، جس کے متعلق محی السنۃ بغوی لکھتے ہیں وَمَا قَالَہٗ احدا نما یقال اعال یعیل اعالۃ اذا کثر عیالہ (کہ یہ معنی کسی اور نے نہیں بیان کئے، تحقیق تو یہ ہے کہ کثرتِ عیال کے لئے اعال یعیل اعالۃ بولا جاتا ہے[۲] پ۴ ع۱۲

تَعِیَهَا۔ وہ اس کو یاد رکھے (ضَرَبَ) وَعْیٌ و وَعْیٌ سے

[ا] ضمیمۃ الکمالین علی الجلالین لشیخ سلام اللہ طبع نولکشور ص ۵ – [۲] معالم التنزیل طبع مصر ج ا ص ۳۹۸

Marfat.com

جس کے معنی یاد کرنے اور نگاہ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ۲۹

فصل الغین المعجمة

تَغَابُنُ - غبن دینا، غبن ظاہر کرنا، ہار جیت ایک دوسرے کے ساتھ غبن کرنا، بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے۔ پ۲۸

تَغْتَسِلُوْا - تم نہالو، تم غسل کرلو، اِغْتِسَالٌ سے جس کے معنی بدن کے دھونے اور غسل کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی حتی کے آنے سے حذف ہوگیا ہے۔ پ۵

تَغْرُبُ - وہ ڈوبتا ہے، وہ غروب ہوتا ہے۔ (نَصَرَ) غُرُوْبٌ سے، جس کے معنی ڈوبنا اور غروب ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں یہ خیال رہے کہ شمس عربی میں مؤنث ہو کر مستعمل ہے۔ پ۱۶

تُغْرِقَ - تو ڈبو دے، تو غرق کر دے، اِغْرَاقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَغْرَقْنَا) پ۱۵

تَغُرَّنَّكُمْ - وہ تم کو بہکا دے، وہ تم کو فریب دے (نَصَرَ) تَغُرَّنَّ غُرُوْرٌ سے، جس کے معنی دھوکہ دینے، بہکانے، فریب دینے اور غلط طمع دلانے کے ہیں، مضارع با نون تاکید کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر پ۲۱ پ۲۲

تَغْشٰی - وہ ڈھانکے لیتی ہے، وہ ڈھانک لیگی غِشْيَانٌ سے، جس کے معنی ڈھانک لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۳

تَغَشّٰهَا - اس (مرد) نے اس (عورت) کو ڈھانکا، تَغَشّٰی تَغَشِّیٌّ سے، جس کے معنی ڈھانک لینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں "تغشی" جملہ سے کنایہ ہے ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۹

تَغْفِرْ - تو بخش دے، تو بخشے، تو معاف کرے غَفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲۸ ہو (غفر) پ۸ پ۹ پ۱۲ پ۲۴

تَغْفِرُوْا - تم بخشو، تم معاف کرو، غَفْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۸

تَغْفُلُوْنَ - تم غافل ہو، تم بے خبر ہو (نَصَرَ) غَفْلَتٌ سے جس کے معنی غافل ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر "غفلت" اس اصول

Marfat.com

کا کام ہے جو انسان کو ہوشیاری اور بیداری کی کمی سے پیش آتی ہے، پ۱۱

تَغْلِبُوْنَ، تم غالب ہو جاؤ، تم چھا جاؤ غَلَبَۃٌ سے. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَغْلِبَنَّ) پ۳ پ۲۸

تُغْلَبُوْنَ تم مغلوب ہوگے. تم مغلوب ہو جاؤ گے غَلَبَۃٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر

تَغْلُوْا. تم مبالغہ کرو، تم زیادتی کرو، تم حد سے بڑھو، تم غلو کرو (نَصَرَ) غُلُوٌّ سے. جس کے معنی حد سے گزرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَغْلُوْا صیغہ نہی ہے. پ۶ ع۲ پ۱۱

تُغْمِضُوْا. تم چشم پوشی کرو، تم آنکھیں بند کرو، تم غفلت کرو، تم تساہل سے کام لو اِغْمَاضٌ سے جس کے معنی ایک پلک کے دوسری پلک پر رکھنے کے ہیں اور بطور استعارہ تغافل تساہل اور چشم پوشی کے معنی میں استعمال ہوتا ہے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں غَمْضٌ کے معنی عارضی نیند کے ہیں پ۳

تُغْنِ. وہ کام آوے، وہ کفایت کرے اِغْنَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تُغْنِیْ تھا عامل کے سبب سے ی حذف ہو گئی (ملاحظہ ہو اَغْنَتْ) پ۱ پ۲۷ پ۲۸

تَغْنَ. وہ رہتی ہے، وہ بستی ہے (سَمِعَ) غِنًی سے جس کے معنی رہنے بسنے اور مقیم ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں تَغْنٰی تھا. لَمْ کے آنے سے آخر سے حرف علت ساقط ہو گئی اور مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا، پ۱۱

تُغْنِیَ. وہ کام آتی ہے، وہ کام آئے گی وہ کفایت کرتی ہے، وہ کفایت کرے گی، اِغْنَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو اَغْنَتْ) پ۳ پ۴ پ۱۰ پ۱۱ پ۲۴ پ۲۵

تَغَیُّظًا. غصہ کھانا، جھنجلانا، اظہارِ غیظ و غضب بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے، پ۱۸

فصل الفاء الموحدة

تَفَاخُرٌ. خود ستائی، فخر کرنا، بڑائی مارنی، اترانا بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے. پ۲۷

تُفَادُوْهُمْ. تم ان کو فدیہ دیکر قید سے چھڑاتے ہو، تُفَادُوْا مُفَادَاۃٌ سے جس کے معنی کسی کو فدیہ دیکر قید سے چھڑانے کے ہیں

Marfat.com

مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ا ھُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب، ۲۲

تَفٰوُتٍ۔ بے ضابطگی، چوک، فرق، بروزن
تَفَاعُلٌ مصدر ہے، فَوْتٌ سے مشتق ہے
۔ اختلاف اوصاف کے معنی دیتا ہے گویا ایک
کا وصف دوسرے سے فوت ہوگیا، یا دونوں
میں سے ہر ایک سے دوسرے کا وصف جاتا
رہا، ۲۹/۱

تُفْتَحُ۔ اسے کھولا جائیگا۔ تَفْتِیْحٌ سے جس کے
معنی کھولنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب ۸/۱۲

تَفْتَرُوْا۔ تم افترا کرو، تم جھوٹ باندھو، اِفْتِرَاءٌ
سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی
عامل کے آنے سے ساقط ہو گیا ہے (ملاحظہ
ہو اِفْتِرَاءٌ) ۲۳/۱۲ ۲۴

تَفْتَرُوْنَ۔ تم افترا کرتے ہو، تم افترا کروگے
تم جھوٹ باندھتے ہو، تم جھوٹ باندھوگے
اِفْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر
۱۱ ۱۴

تَفْتَرِیْ۔ تو افترا کرے، تو جھوٹ باندھے،
اِفْتِرَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۱۷/۸

تُفْتَنُوْنَ۔ تم آزمائے جاتے ہو، تم آزمائے
جاؤگے، تم جانچے جاتے ہو، تم جانچے جاؤگے
(ضَرَبَ) فِتْنَۃٌ سے جس کے معنی آزمانے اور
جانچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱۹/۱۹

تَفْتِنِّیْ۔ تو مجھے فتنہ میں ڈال، تو مجھے گمراہی
میں ڈال (ضَرَبَ) تَفْتِنْ فُتُوْنٌ سے جس کے
معنی فتنہ میں ڈالنے اور گمراہ کرنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ن وقایہ
ی ضمیر واحد متکلم، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے
فعل نہی ہے، ۱۲/۱۰

تَفْتَؤُا۔ تو ہمیشہ رہتا ہے، تو ہمیشہ رہے گا۔ تو
برابر رہتا ہے، تو برابر رہیگا۔ (سَمِعَ) افعالِ
ناقصہ میں سے ہے، اصل میں لَا تَفْتَؤُا تھا جو کہ
آیت میں تَاللّٰہِ تَفْتَؤُا ہے اس لئے حرف نفی
حذف ہو گیا کیونکہ قسم کے ساتھ جب علامت
اثبات نہیں ہوتی تو وہ نفی پر محمول ہوتی ہے ۱۳/۳

تَفَثَھُمْ۔ ان کا میل کچیل، ناخن کا میل
کچیل وغیرہ جسے بدن سے زائل کرنا چاہئے
• تفث، کہلاتا ہے ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ، ۱۷/۱۱

تَفْجُرَ۔ تو پھاڑ لائے۔ تو بہا ڈالے۔ (نَصَرَ)

Marfat.com

فَجْرٌ سے جس کے معنی خوب اچھی طرح پھاڑ ڈالنے اور پانی کے بہاؤ کے لئے راستہ چیرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۵/۱۰

تُفَجِّرَ۔ تو پھاڑ دے، تو بہا نکالے، تَفْجِیْرٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۵/۱۰

تَفْجِیْرًا۔ پھاڑ ڈالنا، بہا نکالنا، بر وزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، پ ۱۵/۱۰ پ ۲۹/۱۹

تَفْرَحْ۔ تو خوش ہوئے، تو اترائے (سَمِعَ) فَرَحٌ سے جس کے معنی خوش ہونے اور اترانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۲۰/۱۱

تَفْرَحُوْا۔ تم رکھیو، تم خوش ہو، فَرَحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے پ ۲۷/۱۹

تَفْرَحُوْنَ تم خوش رہو، تم خوش ہوتے ہو، تم رہتے ہو، فَرَحٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۸ پ ۲۴/۱۲

تَفْرِضُوْا۔ تم مقرر کرو (ضَرَبَ) فَرْضٌ سے جس کے معنی فرض کرنے اور مقرر کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں "فرض" کے معنی کسی سخت چیز کے قطع کرنے اور اس میں اثر کرنے کے ہیں، اسی لئے قطعی حکم دینے کے لئے فرض کا لفظ استعمال ہوتا ہے "فرض" "ایجاب" ہی کی طرح ہے، فرق اتنا ہے کہ ایجاب باعتبار وقوع اور ثبات کے بولا جاتا ہے اور فرض حکم کی قطعیت کے لحاظ سے کہا جاتا ہے۔

تَفَرَّقَ۔ وہ متفرق ہوا، وہ پھوٹا، وہ جدا ہوا، تَفَرُّقٌ سے جس کے معنی پراگندہ اور متفرق ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۲۲/۸

تَفَرَّقَ۔ وہ متفرق کر دے گی، وہ جدا کر دیگی، تَفَرُّقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب اصل میں تَتَفَرَّقَ تھا ایک تا، حذف ہو گئی پ ۹

تَفَرَّقُوْا۔ وہ پھٹ گئے، وہ جدا ہو گئے، وہ متفرق ہو گئے، تَفَرُّقٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر غائب پ ۴

تَفَرَّقُوْا۔ تم جدا ہو جاؤ، تم متفرق ہو جاؤ، تَفَرُّقٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، اصل میں تَتَفَرَّقُوْا تھا، ایک تا، حذف ہو گئی یہاں لا، نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ ۴

تَفِرُّوْنَ۔ تم بھاگتے ہو، تم فرار ہوتے ہو، (ضَرَبَ) فِرَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو فِرَارًا) پ ۲۸/۱۱

Marfat.com

تَفْرِيْقًا تفرقہ ڈالنا، پھوٹ ڈالنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، کثرت تفرقہ کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ۱

تَفَسَّحُوْا تم کشادگی کرو، تم کھل کر بیٹھو تَفَسُّحٌ سے، جس کے معنی کھل کر بیٹھنے اور توسع یعنی کشادگی اور فراخی کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۸

تُفْسِدُنَّ تم ضرور فساد کرو گے، تم ضرور خرابی پھیلاؤ گے، اِفْسَادٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَفْسَدُوْهَا) پ۱۵ بنی اسرائیل ع۱

تُفْسِدُوْا تم خرابی ڈالو، تم فساد مچاؤ، اِفْسَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے ساقط ہو گیا، پ۱

تَفْسُقُوْنَ تم بدکاری کرتے ہو، تم فسق کرتے ہو، تم بے حکمی کرتے ہو (نَصَرَ) فُسُوْقٌ سے جس کے معنی خدا کے فرمان سے باہر ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۷

تَفْسِيْرًا کھول کر بیان کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ "اتقان" میں فرماتے ہیں۔

"تَفْسِيْرٌ بروزن تَفْعِيْلٌ فَسْرٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی بیان کرنے اور کھولنے کے ہیں، اور فَسْرٌ کو سَفْرٌ کا مقلوب بتلایا گیا ہے (سَفْرٌ کے معنی کھولنے اور پردہ ہٹانے کے ہیں) چنانچہ جب صبح روشن ہو جائے تو اَسْفَرَ الصُّبْحُ بولتے ہیں اور بعض کا قول ہے کہ یہ تفسرہ سے ماخوذ ہے تفسرہ، قارورہ کو دیکھ کر طبیب کے مرض دریافت کرنے کا نام ہے"

تفسیر کا استعمال مفردات الفاظ اور غریب لفظوں کی تشریح کے لئے بھی ہوتا ہے اور تاویل کے لئے بھی، چنانچہ خواب کی تعبیر کو عربی میں تفسیر بھی کہتے ہیں اور تاویل بھی" پ۱۹

تَفْشَلَا وہ دونوں نامردی کریں، وہ دونوں بزدلی کریں (سَمِعَ) فَشَلٌ سے جس کے معنی بزدلی کرنے اور بزدل ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ تثنیہ مؤنث غائب، نون اعرابی ان ناصبہ کے سبب سے حذف ہو گیا ہے، پ۴

تَفْشَلُوْا تم بزدل ہو جاؤ گے، تم سست ہو جاؤ گے، تم نامرد ہو جاؤ گے، فَشَلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے گر گیا ہے۔ پ۱۰

Marfat.com

تَفْصِيْلَ، بیان، تشریح، کھولنا، ظاہر کرنا۔ علیحدہ علیحدہ کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ ۱۲ ۱۳ **تَفْصِيْلًا** ۶ ۷ ۸

تَفْضَحُوْنِ۔ تم مجھے رسوا کرو، تم مجھے فضیحت کرو، (فَتْح) تَفْضَحُوْا فَضْحٌ سے جس کے معنی رسوا کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، ۱۵

تَفْضِيْلًا۔ بزرگی دینا، فضیلت دینا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، درمیانی حالت سے زیادہ ہونے کا نام فضل ہے، تفضیل اسی فضل سے مشتق ہے، فضل کی دو قسمیں ہیں، ایک محمود جیسے علم اور حلم کی زیادتی دوسرے مذموم جیسے ضرورت سے زیادہ غصہ کرنا، فضل کا لفظ زیادہ تر محمود کے لئے استعمال ہوتا ہے اور فضول کا مذموم کے لئے۔

جب ایک چیز کی دوسری چیز پر فضیلت کے لئے "فضل" کا لفظ بولا جاتا ہے تو فضل کی تین قسمیں ٹھیرتی ہیں، ایک فضل جنسی جیسے جنسِ حیوان کی فضیلت جنسِ انسان پر، دوسرے فضل نوعی جیسے انسان کی فضیلت دیگر حیوانات پر چنانچہ آیت کریمہ وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْ آدَمَ وَحَمَلْنٰهُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَرَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ وَفَضَّلْنٰهُمْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقْنَا تَفْضِيْلًا (اور ہم نے عزت دی آدم کی اولاد کو اور سواری دی ان کو جنگل اور دریا میں اور روزی دی ہم نے ان کو ستھری چیزوں سے اور ہم نے بزرگی دی ان کو بہتیری مخلوق پر پوری بزرگی) میں تفضیل سے یہی تفضیل نوعی مراد ہے، تیسرے فضل ذاتی جیسے ایک انسان کی فضیلت دوسرے انسان پر، ان کی دونوں فضیلتیں جوہری ہیں جو اجناس و انواع کے جوہر میں ودیعت کی گئی ہیں، اس لئے جو ان فضیلتوں سے محروم ہے وہ کسی طرح بھی ان فضیلتوں کو حاصل کرکے اپنی کمی کو پورا نہیں کرسکتا، جیسے گھوڑے اور گدھے کے لئے کسی طرح یہ ممکن نہیں کہ وہ اس فضیلت کو حاصل کرسکے جو انسان کو حاصل ہے، تیسری قسم کی فضیلت کبھی عرضی بھی ہوتی ہے اس صورت میں اس کے حصول کی راہ نکل سکتی ہے چنانچہ آیاتِ ذیل میں اسی تفضیل کا مذکور ہے

Marfat.com

وَاللّٰهُ فَضَّلَ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ فِی الرِّزْقِ (اور اللہ نے بڑائی دی ایک کو ایک پر روزی میں) لِتَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّكُمْ (تاکہ تم تلاش کرو فضل اپنے رب کا) کہ یہاں مال اور کمائی کی فضیلت مراد ہے، پ ۱۵ ع ۲

تَفْعَلْ - تو کرے، تو کرتا ہے، تو کریگا۔ فَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِفْعَلْ) پ ۱۴

تَفْعَلُوْا - تم کرو، تم کرتے ہو، تم کروگے فَعْلٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے، پ ۱ ع ۳، پ ۲ ع ۱۰، پ ۳ ع ۶، پ ۵ ع ۱۶، پ ۱۱ ع ۱۷، پ ۲۸ ع ۲

تَفْعَلُوْنَ - تم کرو، تم کرتے ہو، تم کروگے فَعْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۲، پ ۲۰، پ ۱۵، پ ۱۸، پ ۳۰

تَفْعَلُوْهُ - تم اس کو کروگے۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۱۰

تَفَقَّدَ - اس نے خبر لی، اس نے جستجو کی، اس نے تلاش کیا۔ تَفَقُّدٌ سے جس کے معنی گم شدہ چیز کی تلاش کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ پ ۱۹

تَفْقِدُوْنَ - تم گم کر رہے ہو، تم کھو رہے ہو (ضَرَبَ) فَقْدٌ سے جس کے معنی گم کرنے اور کھو دینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۳

تَفْقَهُوْنَ - تم سمجھتے ہو (سَمِعَ) فِقْهٌ سے جس کے معنی سمجھنے اور دریافت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، راغب اصفہانی کہتے ہیں کہ علم شاہد کے ذریعہ علم غائب تک پہنچنے کا نام "فقہ" ہے، یہی فقہ "علم" سے اخص ہے اور اصطلاحِ شریعت میں فقہ احکامِ شریعت کے علم کو کہتے ہیں، اول معنی میں جب اس کا استعمال ہوتا ہے، تو باب سَمِعَ سے آتا ہے اور مصدر فِقْهٌ اور فَقَهٌ ہوتا ہے اور جب دوسرے معنی میں آتا ہے تو باب کَرُمَ سے استعمال ہوتا ہے اور مصدر فَقَاهَةٌ آتا ہے، پ ۱۵

تَفَكَّهُوْنَ - تم تعجب کرتے ہو، تم تعجب کروگے تم باتیں بناتے ہو، تم باتیں بناؤگے، تَفَكُّهٌ سے، جس کے معنی تعجب کرنے، پشیمان ہونے اور باتیں بنانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، بیضاوی لکھتے ہیں کہ تَفَكُّهٌ

Marfat.com

طرح طرح کے میووں سے نقل کرنے کو کہتے ہیں اور بطور استعارہ نقل مجلس کے لئے باتیں بنانے کو بھی تفکہ کہا جاتا ہے[1]۔ عطا کلبی، مقاتل، اور فراء نے یہاں تعجب کرنے کے معنی کئے ہیں، مجاہد، حسن بصری اور قتادہ نے تَفَکَّهُوْنَ کا ترجمہ تَنْدَمُوْنَ کیا ہے یعنی تم نادم ہونے لگو، عکرمہ نے باہم ملامت کرنے اور الاہنا دینے کے معنی بیان کئے ہیں۔ ابن کیسان نے غمگین اور حزین ہونے سے ترجمہ کیا ہے، کسائی نے جو لغت عرب کے امام ہیں تصریح کی ہے کہ تَفَکُّه، مافات پر تاسف کرنے کو کہتے ہیں یہ لغت اضداد میں سے ہے، اہل عرب تفکہ کا استعمال تنعم اور عیش کوشی کے لئے بھی کرتے ہیں اور غم اور تاسف کے لئے بھی، حافظ ابن حجر لکھتے ہیں کہ تَفَکُّهٌ بروزن تَفَعُّلٌ ہے یہ تَأَثُّمٌ کی طرح سے ہے جس کے معنی اثم کو دور کر دینے یعنی گناہ سے علیحدہ ہونے کے ہیں، پس اسی طرح تَفَکُّهٌ کے معنی ہوئے اس نے "فاکہہ" کو دور کر دیا، یعنی وہ میووں کے مزہ سے جدا ہوگیا اور جو شخص کہ نادم و غمگین ہوتا ہے اس کا بھی یہی حال ہوتا ہے کہ وہ مزوں سے دور رہتا ہے[2]۔ تَفَکَّهُوْنَ اصل میں تَتَفَکَّهُوْنَ تھا۔ ایک تاء حذف ہوگئی ہے، پ۲۷ ع۱۵

تُفْلِحُوْا۔ تمہارا بھلا ہووے، تم فلاح پاؤ، اِفْلَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہوگیا۔ (ملاحظہ ہو اَفْلَحَ) پ۱۵ ع۱۵

تُفْلِحُوْنَ۔ تمہارا بھلا ہووے، اِفْلَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲ ع۸، پ۴ ع۵ و ۱۱، پ۶ ع۱۰، پ۷ ع۲ و ۳، پ۸ ع۱۷، پ۱۰ ع۳، پ۱۷ ع۱۶، پ۱۸ ع۱۰، پ۲۸ ع۱۲

تُفَنِّدُوْنَ۔ تم نقصانِ عقل بتاتے ہو، تم نقصانِ عقل بتاؤ گے، تم بہکا ہوا بتاتے ہو، تم بہکا ہوا بتاؤ گے، تَفْنِیْدٌ سے جس کے معنی جھوٹ کمزوری، عاجزی، جہالت اور غم کی طرف منسوب کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں نقصان عقل کی طرف منسوب کرنا مراد ہے، پ۱۳ ع۵

[1] انوار التنزیل قاضی بیضاوی ج ۲ ص ۳۰۱ طبع مصر۔ [2] ملاحظہ ہو معالم التنزیل امام بغوی ج ۷ ص ۲ طبع مصر ۱۳۳۲ھ و فتح الباری ج ۸ ص ۴۸۰ طبع میرٹھ

Marfat.com

تَفُوْرُ۔ وہ اچھلتی ہے، وہ اچھلے گی، وہ جوش
کرتی ہے، وہ جوش کریگی، (نصر) فَوْرٌ سے
جس کے معنی سخت جوش مارنے کے ہیں۔
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب فَوْرٌ
کا استعمال آگ کے، ہنڈیا کے اور غصہ کے
جوش مارنے اور اُبلنے کے لئے ہوتا ہے۔ ۲۹پ

تَفِیْٓئَ۔ وہ رجوع کرے، وہ لوٹ آئے، وہ پھر آئے
(ضرب) فَیْئٌ سے، جس کے معنی اچھی حالت
کی طرف رجوع کرنے اور پھرنے کے ہیں ۔
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۶پ

تَفِیْضُ وہ بہتی ہے، وہ جاری ہوتی ہے
وہ رواں ہوتی ہے (ضرب) فَیْضٌ سے
جس کا استعمال جب آنسو اور پانی کے لئے ہوتا
ہے تو جاری ہونے اور بہنے کے معنی آتے
ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
یہاں آنکھوں کے لئے اس کا استعمال ہوا ہے
۷پ

تُفِیْضُوْنَ۔ تم گھستے ہو، تم لگتے ہو، اِفَاضَۃٌ
سے، جس کا استعمال جب باتوں کے متعلق
ہوتا ہے تو باتوں میں خوض کرنے اور مشغول ہونے
کے معنی ہوتے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
یہاں "افاضہ" کا استعمال اسی معنی میں ہوا
ہے، ۱۱پ ۱۸پ

فصل القاف المعجمہ

تَقِ۔ تو بچائے تو بچا لے، تو بچائے گا،
(ضرب) وَقْیٌ سے جس کے معنی نگاہ رکھنے
حفاظت کرنے اور بچانے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، تَقِ اصل میں تَقِیْ تھا، ی جو
حرف علت تھی عامل کے آنے سے آخر سے
ساقط ہو گئی، ۲۴پ

تُقَاتِلُ۔ وہ لڑتی ہے، وہ لڑیگی، وہ قتال کرتی
ہے، وہ قتال کریگی، مُقَاتَلَۃٌ سے جس کے معنی
باہم جنگ و پیکار اور قتل و قتال کرنے کے ہیں
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۳پ

تُقَاتِلُوْا تم قتال کرو، تم جنگ کرو، تم قتال
کروگے، تم جنگ کروگے۔ مُقَاتَلَۃٌ سے،
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل
کے سبب حذف ہو گیا ہے، ۲پ ۱۰پ

تُقَاتِلُوْنَ۔ تم لڑتے ہو، تم جنگ کرتے ہو، تم
لڑوگے، تم جنگ کروگے، مُقَاتَلَۃٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲پ ۸پ

Marfat.com

تُقَاتِلُوْنَهُمْ۔ تم ان سے لڑو گے، تم ان سے جنگ کرو گے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ

تُقَاتِلُوْهُمْ۔ تم ان سے لڑو، اصل میں لَا تُقَاتِلُوْهُمْ ہے لَا تُقَاتِلُوْا صیغہ نہی ہے جمع مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ

تُقٰتِهٖ۔ اس سے ڈرنا، تُقَاةٌ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو تُقٰتٌ) پ

تَقَاسَمُوْا۔ تم آپس میں قسم کھاؤ، تَقَاسُمٌ سے جس کے معنی باہم قسم کھانے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ

تَقَبَّلْ۔ تو قبول کر، تَقَبُّلٌ سے جس کے معنی کسی چیز کو اس طرح پر قبول کرنے کے ہیں کہ وہ ثواب کی مستحق ٹھیرے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ پ پ

تُقُبِّلَ۔ وہ قبول کی گئی۔ تَقَبُّلٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ

تُقْبَلَ۔ وہ قبول کی جائے، وہ قبول کی جاتی ہے، وہ قبول کی جائے گی۔ قُبُوْلٌ سے، جس کے معنی قبول کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ پ

تَقْبَلُوْا۔ تم قبول کرو، تم مانو، قَبُوْلٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ

تَقَبَّلَهَا۔ اس (رب) نے اس (مریم) کو قبول فرمایا، تَقَبَّلَ تَقَبُّلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ

تَقْتُلَنِيْ۔ تو میرا خون کرے، تو مجھے مار ڈالے تَقْتُلُ قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے (ملاحظہ ہو اُقْتُلْ) پ پ

تَقْتُلُوْا۔ تم قتل کرو، قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، آیت شریفہ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ (اور اپنی اولاد کو افلاس کے ڈر سے مار نہ ڈالو) کے متعلق علامہ راغب اصفہانی تحریر فرماتے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ یہ لڑکیوں کے زندہ گاڑنے سے نہی ہے اور بعض کا قول ہے کہ نہیں بلکہ عزلت گزینی کے ذریعہ نطفہ کو ضائع کرنے اور اس کے بے جا و ناحق استعمال سے ممانعت ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ

Marfat.com

یہ اولاد کو ان چیزوں میں مشغول رکھنے سے نہی ہے جو اس کو علم کے حصول اور اس کوشش سے باز رکھے جو ابدی زندگی کی متقضی ہے کیونکہ آخرت سے غافل و جاہل کا شمار مردوں کے حکم میں ہے دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرمان اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ (مردے ہیں جن میں زندگی نہیں ہے) اسی صفت کے ساتھ موصوف کہا ہے اور اسی طرح آیت وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ ہے۔

واضح رہے کہ یہ تینوں اقوال قتل کی مختلف صورتوں کا تعین کر رہے ہیں، آیت میں لفظ قتل عام ہے وہ ان سب صورتوں کو شامل ہے اسی لئے لَا تَقْتُلُوْٓا کی نہی میں یہ تینوں داخل ہیں، آیت شریفہ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْتُلُوا الصَّیْدَ وَاَنْتُمْ حُرُمٌ ؕ وَمَنْ قَتَلَهٗ مِنْكُمْ مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآءٌ مِّثْلُ مَا قَتَلَ مِنَ النَّعَمِ (اے ایمان والو شکار نہ مارو جس وقت کہ تم احرام میں ہو اور جو کوئی تم میں سے اس کو جان بوجھ کر مار ڈالے تو بدلا دینا پڑے گا اس مارے کے برابر مویشی میں سے) میں قتل کا لفظ لایا گیا، ذبح یا ذکوٰۃ کے الفاظ کا استعمال نہیں کیا، اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل کا لفظ ان تمام الفاظ سے زیادہ عام ہے گویا اس بات کو بتانا مقصود ہے کہ اس کی جان لینا بہمہ وجوہ ممنوع ہے

پ۱ پ۵ پ۱۲ پ۱۴

تَقْتُلُوْنَ ۔ تم قتل کرتے ہو، تم قتل کرو گے قَتْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

پ۱ پ۱۱ پ۱۴

تَقْتُلُوْهُ ۔ تم اس کو قتل کرو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۴

تَقْتُلُوْهُمْ ۔ تم نے ان کو قتل کیا۔ اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، یہاں لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا پ۹

تَقْتِیْلًا ۔ خوب قتل کرنا، خوب ذلیل کرنا، اچھی طرح سے تابع کرنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، پ۲۲

تَقْدِرُوْا ۔ تم قادر ہوئے، تمہارا بس پڑا تم قدرت پاؤ، تمہارا ہاتھ پڑے (ضَرَبَ) قَدْرٌ سے، جس کے معنی قابو پانے اور قدرت پانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر

پ۸ پ۱۱

تَقَدَّمَ ۔ پہلے ہوا، آگے گزرا، سابق میں ہو چکا تَقَدُّمٌ سے، جس کے معنی اصل میں تو قدم

Marfat.com

بڑھانے کے ہیں اور اسی اعتبار سے آگے
بڑھنے اور پہلے ہونے اور سابق میں گزرنے کے
لئے استعمال ہوتا ہے۔ ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب، پ ۲۶/۹

تُقَدِّمُوْا۔ تم آگے بھیجو، تم آگے بھیجو گے،
تم آگے بڑھو تم آگے بڑھو گے، تَقْدِیْمٌ سے
جس کے معنی آگے بڑھنے آگے کرنے اور پیش
کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
نون اعرابی عامل کے سبب سے ساقط ہو گیا،
پ ۱/۱۳ پ ۲۶/۱۳ پ ۲۸/۲ پ ۲۹/۱۴

تَقْدِیْرًا۔ تقدیر، اندازہ کرنا، بروزن تَفْعِیْل
مصدر ہے، قَدْرٌ اور تَقْدِیْرٌ دونوں کے
معنی ہیں کسی چیز کی کمیت اور مقدار کا بیان
کرنا۔ تقدیر کا استعمال قدرت عطا کرنے
کے معنی میں بھی ہوتا ہے چنانچہ کہا جاتا ہے
قَدَّرَنِیَ اللّٰہُ عَلٰی کَذَا (یعنی اللہ تعالیٰ نے
مجھے اس پر قدرت عطا فرمائی) پس اشیاء کے
متعلق تقدیر الٰہی کی دو صورتیں ٹھیریں ایک
اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو قدرت عطا فرمانا، دوسرے
حسب اقتضاء حکمت الٰہی اشیاء کا مقدار
مخصوص یا بوجہ مخصوص پر قرار پانا، اس کی

تفصیل یہ ہے کہ فعل الٰہی کی دو قسمیں ہیں اول
ایجاد بالفعل جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی شئے
کا پہلی ہی دفعہ اس طرح ابداع کامل فرمایا جائے
کہ جب تک مشیت الٰہی اس کے فنا یا تبدیل
کی نہ ہو اس میں کمی بیشی نہ ہو سکے جیسے کہ آسمان
اور آسمان کا کارخانہ ہے کہ پہلے دن جس طرح
خلق فرمایا تھا آج تک اسی طرح قائم ہے
اور تا قیام قیامت اسی طرح رہیگا، دوم یہ
کہ اصول اشیاء کو تو بالفعل وجود عطا فرمایا اور
ان کے اجزاء کو بالقوہ اور ان کے اندازہ اور
مقدار کو اس طرح متعین فرما دیا کہ اس کے
خلاف ظہور پذیر نہ ہو سکے، چنانچہ خرما کی گٹھلی
کے متعلق تقدیر الٰہی یہی ہے کہ اس سے درخت
خرما ہی اگیگا، سیب یا زیتون کے درخت
نہیں اگیں گے، اور انسان کی منی سے انسان
ہی پیدا ہوگا اور جانوروں کی پیدائش نہیں
ہوگی، پس اللہ کی تقدیر کے دو معنی ہوئے ایک
کسی چیز کے متعلق اللہ کا حکم کہ ایسا ہوگا یا ایسا
نہ ہوگا، خواہ یہ حکم بر سبیل وجوب ہو یا بر سبیل
امکان چنانچہ ارشاد باری ہے وَقَدْ جَعَلَ
اللّٰہُ لِکُلِّ شَیْءٍ قَدْرًا (اللہ نے رکھا ہے ہر چیز

Marfat.com

کا ایک اندازہ) کہ یہاں "قدر" سے مراد ہی حکیم الٰہی ہے، دوم کسی چیز پر قدرت عطا فرمانا۔

جب "تقدیر" کا فاعل انسان وغیرہ ہوتا ہے تو اس صورت میں اس کے معنی حسب اقتضاءِ عقل معاملہ کے مناسب، یا اپنی تمنا اور خواہش کے مطابق کسی امر میں غور و فکر کرنے اور اس کا اندازہ لگانے کے کہتے ہیں پہلی صورت قابلِ تعریف ہے اور دوسری لائق مذمت۔ اول صورت کی مثال آیت شریفہ وَيُطَافُ عَلَيْهِمْ بِآنِيَةٍ مِّنْ فِضَّةٍ وَّأَكْوَابٍ كَانَتْ قَوَارِيرَا۠ قَوَارِيرَا۠ مِنْ فِضَّةٍ قَدَّرُوهَا تَقْدِيرًا۠ (اور ان پر دور چلایا جائیگا چاندی کے برتنوں اور آبخوروں کا جو شیشے کے ہوں گے، شیشے بھی چاندی کے کہ ان کو ناپ رکھا ہے ایک خاص انداز پر) یعنی چاندی کے آبخوروں کو جو شیشے کے مانند صاف و شفاف ہیں، ساقیان شراب نے اس خاص انداز پر ناپ رکھا ہے کہ ہر شخص کو اس کی پیاس کے مطابق نپا نپایا دیں گے تاکہ نہ تو سیر ہو کر بچا ہوا واپس کرنا پڑے نہ کمی کے سبب دوبارہ مانگنے کی زحمت ہو۔ اور دوسری صورت یعنی اپنی آرزو اور خواہش کے مطابق تجویز کرنے اور اندازہ لگانے کی مثال آیت شریفہ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَقَدَّرَ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ (بے شک اس نے سوچا اور اندازہ کیا سو لعنت ہو کیا سوچا) ہے جو ولید کے متعلق وارد ہے، کیونکہ اس نے قرآن مجید کے متعلق محض اپنی خواہش اور اٹکل سے کہہ دیا تھا کہ یہ تو جادو ہے جو جادوگروں سے نقل ہوتا چلا آتا ہے۔ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"دنیا میں ہر چیز اسباب سے ہے بعضے اسباب ظاہر ہیں، بعضے چھپے ہیں، اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے، جب اللہ چاہے اس کی تاثیر اندازے سے کم زیادہ کر دے جب چاہے ویسی ہی رکھے آدمی کبھی کنکر سے مرتا ہے اور گولی سے بچتا ہے اور ایک اندازہ ہر چیز کا اللہ کے علم میں ہے، وہ ہرگز نہیں بدلتا۔ اندازے کو "تقدیر" کہتے ہیں یہ دو تقدیریں ہوئیں ایک بدلتی ہے اور ایک نہیں بدلتی" [1]

اور سورہ کہف میں زیر آیت وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا (اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں فرماتا) منکرین تقدیر کے شبہ کا جواب ارقام فرماتے ہیں۔

[1] ملاحظہ ہو سورہ رعد فائدہ آیت لِكُلِّ اَجَلٍ كِتَابٌ، يَمْحُو اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗ اُمُّ الْكِتَابِ۔

Marfat.com

"رب جو کرے سو ظلم نہیں سب اسی کا مال ہے
بظاہر میں جو ظلم نظر آوے وہ بھی نہیں کرتا ہے گناہ
دوزخ میں نہیں ڈالتا اور نیکی ضائع نہیں کرتا،
اور جو کوئی کہے گناہ میں ہمارا کیا اختیار سو بات
نہیں، اپنے دل سے پوچھ لے۔ جب گناہ پر دوڑتا
ہے اپنے قصد سے دوڑتا ہے اور جو کوئی کہے
قصد بھی اسی نے دیا، سو قصد دونوں طرف
لگ سکتا ہے اور جو کہے اسی نے ایک طرف
لگا دیا، سو بندے کی دریافت سے باہر ہے۔
بندے سے معاملت ہے اس کی سمجھ پر، بندہ بھی
پکڑے گا اسی کو جو اس سے بدی کرے، نہ کہیگا
کہ اس کا کیا قصور، اللہ نے کروایا۔"

اور سورہ یٰسین میں لکھتے ہیں:۔
"یہ گمراہی ہے نیک کام میں "تقدیر" کا حوالہ
اور اپنے مزے میں لالچ پر دوڑنا۔" ؎۱

پ۱۶ ۲۹/۱۹

تَقَرَّ۔ وہ ٹھنڈی رہے (سَمِعَ) قُرَّۃٌ اور قُرُوْرٌ
سے جس کے معنی خوشی کے مارے آنکھیں
روشن ہو جانے اور ٹھنڈی رہنے کے ہیں،
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، بعض
بجائے قُرَّۃٌ کے قَرَارٌ سے جس کے معنی
سکون پانے اور قرار پکڑنے کے ہیں مشتق بتلاتے
ہیں پ۱۱ پ۱۴ پ۲۲

تَقْرَاُہٗ۔ تو اس کو پڑھے، تَقْرَأُ قِرَاءَۃٌ سے
جس کے معنی حروف اور کلمات کو ترتیل میں
ایک دوسرے کے ساتھ ملانے اور ضم کرنے کے
ہیں، یا بالفاظ دیگر حرفوں اور کلموں کو ملا کر پڑھنے
کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ضمیر
واحد مذکر غائب، یاد رہے کہ ہر طرح کے جمع
کرنے اور ملانے کے لئے قِرَاءَۃٌ کا لفظ
استعمال نہیں کیا جاتا چنانچہ لوگوں کو جمع کرنے
کے لئے قرأت القوم نہیں کہیں گے اس
پر یہ چیز بھی دلالت کرتی ہے کہ صرف ایک
حرف کے زبان سے ادا کرنے کو "قراءت"
نہیں کہتے۔ پ۱۵ ۱۱

تَقْرَبَا۔ تم دونوں نزدیک ہو، تم دونوں
قریب ہو جاؤ، تم دونوں پاس پھٹکو، (سَمِعَ
وَکَرُمَ) قُرْبٌ اور قُرْبَانٌ سے، جس کے
معنی قریب اور نزدیک ہونے کے ہیں، مضارع
کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، چونکہ یہاں لاء نہی

؎۱ ملاحظہ ہو فائدہ آیت وَاِذَا قِیْلَ لَہُمْ اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقَکُمُ اللّٰہُ الخ

Marfat.com

داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے، یہاں قرب سے قرب مکانی مراد ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اقترب) پ۱ پ۳

تُقَرِّبُكُمْ۔ وہ تم کو نزدیک کرے، وہ تم کو نزدیک کرتی ہے، وہ تم کو نزدیک کردے گی تُقَرِّبُ تَقْرِیْبٌ سے جس کے معنی نزدیک کرنے اور قریب کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر غائب یہاں قرب سے قرب منزلت مراد ہے، پ۲۲

تَقْرَبُوْا۔ تم قریب ہو، تم نزدیک ہو، تم پاس پھٹکو قُرْبٌ اور قِرْبَانٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، چونکہ یہاں لا نہی موجود ہے، اس لئے فعل نہی ہے، قرآن مجید میں جہاں کہیں لَا تَقْرَبُوْا کے الفاظ آئے ہیں وہاں قرب سے قرب مکانی مراد ہے آیت کریمہ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ اِلَّا بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ (اور پاس نہ جاؤ یتیم کے مال کے مگر جس طرح بہتر ہو) یہاں یتیم کے مال کے پاس پھٹکنے سے جو ممانعت کی گئی ہے اس میں جو بلاغت ہے وہ مال لینے کی ممانعت میں نہیں ہو سکتی تھی، کیونکہ مال لینا تو بڑی چیز ہے یہاں پاس جانے ہی سے روک دیا۔

اسی طرح آیت شریفہ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَۃَ اور دیگر آیات کو سمجھنا چاہئے پ۱ پ۸ پ۱۵

تَقْرَبُوْنِ۔ تم میرے پاس آؤ، تم میرے نزدیک آؤ اس میں نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے پ۱۳ پ۸ پ۱۵

تَقْرَبُوْھَا۔ تم اس کے قریب ہو، تم اس کے پاس پھٹکو، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۲

تَقْرَبُوْھُنَّ۔ تم ان کے قریب ہو، تم ان کے پاس جاؤ، اس میں ھُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے۔ یہاں عورتوں کے پاس جانے سے جماع کا کنایہ ہے، پ۲

تُقْرِضُوا۔ تم قرض دو، اِقْرَاضٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے۔ پ۲۸

تَقْرِضُھُمْ۔ وہ ان سے کترا جاتی ہے تَقْرِضُ قَرْضٌ سے جس کے معنی کترانے اور قطع کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اصحاب الکہف کے ذکر میں جو آیت شریفہ وَتَرَى الشَّمْسَ اِذَا طَلَعَتْ تَّزٰوَرُ عَنْ كَهْفِهِمْ ذَاتَ الْيَمِيْنِ

Marfat.com

وَاِذَا غَرَبَتْ تَّقْرِضُهُمْ ذَاتَ الشِّمَالِ وَهُمْ فِيْ فَجْوَةٍ مِّنْهُ ، ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ (اور تو دیکھیگا کہ جب دھوپ نکلتی ہے تو ان کی کھوہ سے داہنے کو بچ جاتی ہے اور جب ڈوبتی ہے تو بائیں کو کترا جاتی ہے اور وہ اس کی کھلی جگہ میں ہیں، یہ اللہ کی قدرتوں میں سے ہے) وارد ہے، اس بارے میں مفسرین مختلف الرائے ہیں کہ کیا صورت تھی جو ان پر دھوپ نہیں پڑتی تھی، بعض اس سلسلہ میں "کہف" کی نوعیت اور اس کے جائے وقوع کا تعین کرتے ہیں ان کے خیال میں کہف (غار) ہی کچھ اس طرح واقع ہوا تھا کہ وہاں دھوپ کا دخل ہو ہی نہیں سکتا تھا، چنانچہ ابن قتیبہ کا بیان ہے کہ کہف "بنات النعش" کے مقابل واقع ہے، اس لئے اس میں نہ آفتاب کے طلوع کے وقت دھوپ آتی ہے نہ غروب کے وقت، نہ طلوع و غروب کے درمیان۔[1]

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب کی رائے اس بارے میں حسب ذیل ہے فرماتے ہیں۔

" بخاطر فاطر می رسد کہ دیوار جنوبی آں قدر بلند است کہ سایہ اصلی او در تمام سال محل خفتن ایشاں را می پوشاند، و دیوار شرقی و غربی آں متصل دیوار جنوبی بلند نیست و پایہ بپایہ منحط شدہ و ایں جماعہ سر بجانب شمال یا جنوب کردہ خفتہ اند۔ پس وقتیکہ آفتاب طلوع کند ضوء آفتاب بر دیوار غربی و بعضے صحن غار افتند و ہر چند ارتفاع زیادہ گردد بلندی دیوار شرقی از وصول ضوء بایشاں مانع آید و ضوء از جانب راست ایشاں منتقل شود بجانب سر کہ جہت شمال است، در وقت استواء بجز سایہ اصلی دیوار جنوبی نمی ماند و چوں آفتاب مائل بغروب شود ضوء آفتاب بر دیوار شرقی افتد و آہستہ آہستہ بر سر دیوار مرتفع گردد و آں جانب چپ ایشاں ست"[2]

بعض کا خیال ہے کہ اس تعین اور تکلف کی ضرورت نہیں یہ ان کی کرامت ہے کہ باوجود اس سمت میں ہونے کے کہ جہاں ان پر دھوپ پہنچنی چاہئے تھی نہیں پہنچتی، بہرحال کوئی سی رائے صحیح ہو بقول شاہ عبد القادر صاحبؒ

---

[1] معالم التنزیل امام بغوی ج ۳ ص ۱۶۶ طبع مصر [2] فتح الرحمٰن بترجمۃ القرآن ص ۳۹۵ طبع فاروقی دہلی ۱۲۹۴ھ
[3] ملاحظہ ہو تفسیر خازن ج ۳ ص ۱۶۶ طبع مصر

Marfat.com

• حق تعالیٰ کی قدرت سے نہ اس مکان میں لانبا دھوپ آوے نہ مینہ نہ برف اور کھلی جگہ ہے، تنگ خفہ نہیں ہے۔ [1] پ۱۵ ع۱۲

تُقْسِطُوْا ۔ تم انصاف کرو، تم انصاف کروگے، اِقْسَاطٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی گر گیا ہے (ملاحظہ ہو اَقْسِطُوْا) پ۲۶ ع۱۲ پ۴ ع۱۲

تُقْسِمُوْا ۔ تم قسم کھاؤ، اِقْسَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُقْسِمُ) پ۱۵ ع۱۲

تَقْشَعِرُّ ۔ وہ لرزنے لگتی ہے، اس کا رُواں کھڑا ہو جاتا ہے، اِقْشِعْرَارٌ سے جس کے معنی کانپنے، لرزنے اور رواں کھڑا ہو جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اس کی ترکیب حروف قَشْعٌ اور حرف "ر" سے مل کر ہوئی ہے۔ قَشْعٌ عربی میں خشک چمڑے کو کہتے ہیں۔ "ر" کا اضافہ اس لئے کیا گیا ہے کہ فعل رباعی ہو جائے، جس طرح اِقْمَطْرَارٌ کو قمط سے بنایا ہے جس کے معنی مضبوطی سے باندھنے کے ہیں۔[2] خشک چمڑا چونکہ سکڑا ہوا اور سمٹا ہوا ہوتا ہے اس لئے اِقْشِعْرَارٌ کے معنی سکڑنے اور سمٹنے کے ہوئے۔ لرزہ اور کپکپی میں بدن کی کھال سکڑتی اور سمٹتی ہے اور بدن کے بال اور رواں رواں کھڑا ہو جاتا ہے، اس لئے اِقْشِعْرَارٌ کا استعمال ان معانی میں بھی ہونے لگا۔ پ۲۳ ع۱۷

تَقْصُرُوْا ۔ تم کوتاہ کرو، تم کم کرو، تم گھٹاؤ، (نَصَرَ) قَصْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ ناصبہ کے سبب نون اعرابی گر گیا ہے، علامہ علی بن محمد خازن بغدادی آیت شریفہ لَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

• اَنْ تَقْصُرُوْا مِنَ الصَّلٰوةِ (کہ کچھ کم کرو نماز میں سے) یعنی چار کی دو کر دو اور یہ ظہر عصر اور عشا کی نماز میں ہوگا اور لغت میں "قصر" کے معنی اصل میں "تضییق" یعنی تنگی کرنے کے ہیں، بعض کا قول ہے کہ "ہو ضم الشی الی اصلہ" (یعنی قصر کے معنی ہیں کسی چیز کا اس کی اصل سے ملا دینا) ابن الجوزی نے "قصر" کی تفسیر نقص یعنی کمی کے ساتھ کی ہے اور میں نے اہل تفسیر و لغت میں سے کسی کو ان کا ہمنوا نہیں پایا۔ اور بعض نے

[1] موضح القرآن مائدہ آیت مذکورہ [2] انوار التنزیل قاضی بیضاوی ج ۲ ص ۲۱۵

Marfat.com

کہاہے کہ قصرالصلاۃ کے معنی یہ ہیں کہ بموجب
رخصت نماز کی بعض رکعتوں یا بعض ارکان کو
ترک کرکے نماز کو قصیر (کوتاہ) کرلیا جائے۔ اسی وجہ
سے آیت میں جو نماز کا قصر مذکور ہے اس کی تفسیر
میں دو قول ذکر کئے ہیں ایک یہ کہ تعداد رکعات
میں قصر ہے یعنی چار رکعت کی نماز کو دو رکعت
کی کرلینا، دوسرے یہ کہ قصر سے مراد نماز کی
ادائیگی میں تخفیف کرنا ہے، بایں طور کہ رکوع و
سجود کی بجائے ایما و اشارہ پر اکتفا کی جائے"[1]
خازن پہلے قول کو اصح بتاتے ہیں اور
شاہ ولی اللہ صاحب دوسرے قول کو اختیار
کرتے ہیں۔ چنانچہ فتح الرحمٰن میں رقمطراز ہیں
"مشہور آں ست کہ ایں آیت در صلوٰۃ مسافر
نازل شدہ ست و خوف قید اتفاقی ست و
آنچہ نزد ایں بندہ رجحان یافتہ ست آں ست
کہ ایں آیت در صلاۃ خوف نازل شدہ ست
و سفر قید اتفاقی ست، و مراد از قصر تقصیر کیفیت
رکوع و سجود ست کہ بایمائے ادا می تواں کرد
نہ در کمیت رکعات واللہ اعلم"[2] ۵۰۲
پ ۱۲ ۵۰۳

تَقْصُصْ، تو بیان کر، قَصَصٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے
فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اُقْصُصْ) پ ۱۲
تَقْضِیْ، تو حکم کرے گا، قَضَاءٌ سے مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِقْضِ) پ ۱۶
تُقَطَّعُ، قطع کیا جائے، کاٹا جائے، تَقْطِیْعٌ
سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب
(ملاحظہ ہو اُقَطِّعَنَّ) پ ۹
تَقَطَّعَ، کٹ گیا، ٹوٹ گیا، جدا ہوگیا، پارہ
پارہ ہوگیا، ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔ تَقَطُّعٌ سے
جس کے معنی ٹکڑے ٹکڑے ہوجانے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۷
تَقَطَّعَ، پارہ پارہ ہوجائے، ٹکڑے ٹکڑے
ہوجائے، تَقَطُّعٌ سے، مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَقَطَّعُ تھا،
ایک تا حذف ہوگئی، پ ۱۱
تَقَطَّعَتْ، کٹ گئی، ٹوٹ گئی، پارہ پارہ
ہوگئی، تَقَطُّعٌ سے، ماضی کا صیغہ
واحد مؤنث غائب، پ ۸
تَقَطَّعُوْا، انہوں نے کاٹ دیا، انہوں نے

[1] لباب التاویل فی معانی التنزیل ج ۱ ص ۴۹۸ مطبع مصر [2] فتح الرحمٰن طبع فاروقی دہلی ص ۱۲۶

Marfat.com

توڑ دیا، انھوں نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، تَقَطُّعٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۱۷/۴ پ ۱۸/۴
تُقَطِّعُوْا۔ تم کاٹو گے، تم توڑو گے، تم پارہ
پارہ کرو گے، تَقْطِیْعٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، اَنْ کے آنے سے نون اعرابی
حذف ہو گیا، پ ۲۶
تَقْطَعُوْنَ۔ تم کاٹتے ہو، تم قطع کرتے ہو
(فَتَحَ) قَطْعٌ سے، جس کے معنی کاٹنے کے
ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، قطع
سبیل کے دو معنی ہیں، ایک چل کر راہ طے
کرنا، دوسرے راہ گیروں کو لوٹنا اور رہزنی کرنا
آیت شریفہ وَتَقْطَعُوْنَ السَّبِیْلَ (تم راہ
قطع کرتے ہو) میں قطع راہ سے یا تو یہ مراد ہے
کہ قزاقی اور رہزنی ان کا دستور تھا یا بدکاری
اور لواطت کے ذریعہ لوگوں کی راہ مارتے
تھے کہ اس طرف سے ہو کر نہ نکلیں، پ ۲۰/۱۵
تَقَعَ۔ وہ گر پڑے (فَتَحَ) وُقُوْعٌ سے، جس کے
معنی کسی چیز کے گرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب پ ۱۷/۱۲
تَقْعُدَ۔ تو بیٹھ رہے، تو بیٹھ رہیگا (نَصَرَ)
قُعُوْدٌ سے، جس کے معنی بیٹھے رہنے اور

کھڑے سے بیٹھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، پ ۱۵/۲ و ۳ لَا تَقْعُدْ (تو نہ بیٹھ
تجھے بیٹھنا نہ چاہیے) فعل نہی ہے، پ ۱۴
تَقْعُدُوْا۔ تم بیٹھو، تم بیٹھا کرو، قُعُوْدٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر چونکہ یہاں
لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے،
پ ۱۴/۵ پ ۱۸/۸
تَقْفُ، تو پیچھے چل، تو پیچھے پڑ (نَصَرَ) قَفْوٌ
سے جس کے معنی اصل میں تو کسی کے پیچھے
چلنے اور درپے ہونے کے ہیں اور اسی لئے اتباع
اور پیروی کرنے کے معنی میں آتا ہے، مضارع
کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی
موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۱۵/۴
تَقُلْ، تو کہہ، قَوْلٌ سے، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، اصل میں لَا تَقُلْ (تو نہ کہہ) تھا
جو فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَقُلْ) پ ۱۵/۳
تَقَلُّبُ۔ پھرنا، پھر پھر جانا، آنا جانا، الٹنا پلٹنا
بروزن تَفَعُّلٌ مصدر ہے۔ پ ۴/۱۱
تُقَلَّبُ۔ اوندھا ڈالا جائے گا، پھیرا جائیگا،
تَقْلِیْبٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کے ایک
حال سے دوسرے حال پر متغیر کرنے اور پلٹنے

Marfat.com

سے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۲

تَقَلُّبَكَ۔ تیرا پھرنا، تیرا آنا جانا، تَقَلُّبَ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر، مضاف الیہ، پ ۱۹/۱۵

تُقْلَبُوْنَ، تم پھیرے جاؤ گے (ضَرَبَ) قَلْبٌ سے، جس کے معنی پھیرنے اور ایک رخ سے دوسرے رخ کرنے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۰/۱۲

تَقَلُّبُهُمْ۔ ان کی آمد و شد، ان کا چلنا پھرنا تَقَلُّبِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۴/۱۲ پ ۲۴/۹

تَقُمْ، وہ کھڑی ہووے (نَصَرَ) قِيَامٌ سے جس کے معنی کھڑے ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، یہاں فَلْتَقُمْ (پس چاہئے کہ وہ کھڑی ہووے) ہے۔ جو امر کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، پ ۵/۱۲

تَقُمْ، تو کھڑا ہو، قِيَامٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لاء نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ ۱/۱۲ پ ۱۱

تَقْنَطُوْا۔ تم آس توڑو، تم نا امید ہو، قُنُوْطٌ ہے، جس کے معنی خیر سے مایوس ہونے اور نا امید ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، علامہ ابو جعفر احمد بن علی البیہقی نے تاج المصادر میں تصریح کی ہے کہ بجز فَعُلَ يَفْعُلُ (كَرُمَ يَكْرُمُ) کے، کہ جس میں دونوں جگہ عین کو پیش ہے، جملہ ابواب اس سے مستعمل ہیں، اور فَعِلَ يَفْعَلُ (سَمِعَ يَسْمَعُ) کا مصدر قَنَطٌ اور قَنَاطَةٌ ہے اور فَعَلَ يَفْعَلُ (فَتَحَ يَفْتَحُ) کہ دونوں میں عین کلمہ کو زبر ہے اور فَعِلَ يَفْعِلُ (حَسِبَ يَحْسِبُ) کہ دونوں میں عین کلمہ کو زیر ہے مرکب ہیں اور دو بابوں (یعنی ایک کی ماضی اور دوسرے کے مضارع سے) مل کر بنے ہیں تاہم ان لغات میں اعلیٰ یہی ہے کہ اس کو باب فَعَلَ عین کلمہ کے زبر سے اور يَفْعِلُ عین کلمے کے زیر (یعنی ضَرَبَ يَضْرِبُ) سے قرار دیا جائے کیونکہ قاریوں کا اتفاق ہے کہ آیت شریفہ مِنْۢ بَعْدِ مَا قَنَطُوْا زبر سے ہے اور مَنْ يَقْنِطُ یا زیر سے ہے یا زبر سے ہے، پ ۲۴/۳

تَقُوْلُ۔ تو کہے، تو کہتا ہے، تو کہیگا، قَوْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَقُلْ) پ ۲/۳ پ ۸/۸ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۴/۱۶ پ ۲۲/۲

تَقُوْلُ۔ وہ کہے، وہ کہتی ہے، وہ کہے گی،

Marfat.com

قَوْلٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

پ ۱۱ پ ۱۷ پ ۲۳ پ ۲۹

تَقَوَّلَ ۔ اس نے بنا لیا، اس نے گھڑ لیا۔ اس نے باندھ لیا۔ تَقَوُّلٌ سے جس کے معنی دل سے گھڑ کر دوسرے کی طرف سے کہدینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۲۹

تَقُوْلَنَّ ۔ تو ضرور کہیگا، قَوْلٌ سے، مضارع بانون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَقُوْلَنَّ (تو ہرگز نہ کہیو) فعل نہی بانون ثقیلہ ہے پ ۱۵

تَقُوْلُوْا ۔ تم کہو، تم کہنے لگو، تم کہتے ہو، تم کہو گے قَوْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے آنے سے حذف ہو گیا، پ ۵ پ ۶ پ ۷ پ ۱۲ پ ۲۵ پ ۲۸ لَا تَقُوْلُوْا (تم نہ کہو) فعل نہی ہے۔ پ ۱۳ پ ۲ پ ۵

پ ۶ پ ۲۲

تَقُوْلُوْنَ ۔ تم کہتے ہو، تم کہوگے، قَوْلٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۷ پ ۵

پ ۶ پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۵ پ ۱۸ پ ۲۹

تَقَوَّلَهٗ ۔ اس نے اس کو بنا لیا ہے، اس نے اسے گھڑ لیا ہے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۲۷

تَقُوْمُ ۔ تو کھڑا ہووے، تو اٹھے، تو کھڑا ہوتا ہے، تو کھڑا ہو گا، تو اٹھتا ہے، تو اٹھیگا۔ قِیَامٌ سے۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۱۱

پ ۱۵ و ۱۸ پ ۲۸ پ ۲۹

تَقُوْمُ ۔ وہ کھڑی ہوتی ہے، وہ کھڑی ہوگی، وہ قائم ہے، وہ قائم ہوگی، قِیَامٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو قِیَام) پ ۵ و ۷ و ۹ پ ۲۳ پ ۳۰

تَقُوْمُوْا ۔ تم کھڑے ہو، تم قیام کرو، تم قائم رہو قِیَامٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اَنْ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہو گیا ہے

پ ۵ پ ۲۲

تَقْوٰی ۔ پرہیزگاری، بچنا، تقویٰ، اِتَّقٰی سے اسم ہے، لغت میں تو تقویٰ کے معنی ہیں نفس کا اس چیز سے بچانا اور حفاظت میں رکھنا کہ جس کا خوف ہو، لیکن کبھی کبھی خوف کو تقویٰ اور تقویٰ کو خوف سے بھی موسوم کرتے ہیں، جس طرح سے کہ سبب بول کر مسبب اور مسبب بول کر سبب مراد لے لیتے ہیں۔ عرف شرع میں تقویٰ نفس کو ہر اس چیز سے بچانے کا نام ہے جو گناہ کی طرف لے جائے

Marfat.com

یہ بات ممنوعات کے اجتناب سے حاصل ہوتی ہے مگر اس کی تکمیل اس وقت ہوتی ہے کہ بعض مباحات کو بھی ترک کیا جائے۔ چنانچہ مروی ہے الحلال بیّن والحرام بیّن ومن رتع حول الحمی فحقیق ان یقع فیہ (حلال کھلا ہوا ہے اور حرام کھلا ہوا ہے اور جو چراگاہ کے گرد چرائیگا تو (اس کے حال کو دیکھتے ہوئے یہ خطرہ ہے) درست معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس میں داخل ہو جائے)

علماء نے "تقویٰ" کے تین درجے بتائے ہیں، ادنیٰ، اوسط اور اعلیٰ۔ ادنیٰ درجہ تقویٰ کا ایمان ہے کہ جس کے ذریعہ دوزخ کے دائمی عذاب سے رہائی حاصل ہوتی ہے اور اوسط درجہ ہر اس چیز کا چھوڑ دینا ہے کہ جس کا کرنا یا نہ کرنا آدمی کو گنہگار بنا دے پس صغائر پر اصرار نہ ہو اور کبائر سے بالکلیہ اجتناب ہو، اور اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ باطن کو ہر اس چیز سے محفوظ رکھا جائے کہ جو ما سوی اللہ میں مشغول کرے یہ تقویٰ کا حقیقی درجہ ہے۔

یک چشم زدن غافل ازاں شاہ نباشی
شاید کہ نگاہے کند آں گاہ نباشی

پ۲ ۹ و ۱۵، پ۶ ۵ و ۹، پ۸ ۱۰، پ۱۱ ۲، پ۱۶ ۱۴، پ۱۷ ۱۱ و ۱۲، پ۲۶ ۱۱ و ۱۲، پ۲۸ ۲، پ۲۹ ۱۲، پ۳۰ ۱۱

تَقْوِيْمٍ درست کرنا، ٹھیک کرنا، بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے، پ۳۰ ۲۰

تَقْوٰهَا اس کی پرہیزگاری، تَقْوٰی مضاف ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ۳۰ ۱۶

تَقْوٰهُمْ ان کی پرہیزگاری، ان کا تقویٰ، تَقْوٰی مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۲۶ ۹

تَقْهَرْ تو دبائے، تو ظلم کرے (فَتْحٌ) قَهْرٌ سے جس کے معنی دوسرے پر غلبہ کرنے، اس کو دبانے اور ذلیل کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، واضح رہے کہ قَهْرٌ کے معنی میں غلبہ اور تذلیل دونوں ایک ساتھ ملحوظ ہیں، اور ان دونوں میں سے ہر ایک معنی میں بھی علیحدہ علیحدہ استعمال ہوتا ہے چنانچہ هُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ (وہی غالب ہے اپنے بندوں پر) اور اِنَّا فَوْقَهُمْ قَاهِرُوْنَ (بلاشبہ ہم ان پر غالب ہیں) میں محض غلبہ ہی کے معنی میں آیا ہے، اور فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ (سو جو یتیم ہو اس کو مت دبا) میں محض تذلیل کے معنی میں

Marfat.com

استعمال ہوا ہے کہ یتیم کو ذلیل نہ کرو، پ۳۰ ع۱۸

تَقِيًّا۔ پرہیزگار، متقی، وِقَايَةٌ سے جس کے معنی ہر اس چیز سے حفاظت کرنے کے ہیں جو ایذا دے یا ضرر پہنچائے، صفت مشبہ کا صیغہ

پ۱۶ ع۴ و ۵ و ۷

تُقٰىةً۔ بچنا، حفاظت کرنا، پرہیز کرنا، وَقٰى يَقِيْ کا مصدر ہے، دراصل وُقَاةٌ تھا، واو کو تا سے بدل لیا، پ۳ ع۱۱

تَقِيْكُمْ۔ وہ تمہیں بچاتی ہے، تَقِيْ وِقَايَةٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۱۴ ع۱۲

تُقِيْمُوْا۔ تم قائم کرو، اِقَامَةٌ سے، بمعنی بجا آوری حقوق کے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، حَتّٰی کے آنے سے نون اعرابی ساقط ہو گیا ہے، (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَقَامَ۔) پ۶ ع۱۱

فصل الکاف

تَكُ۔ وہ ہووے، وہ ہوتی ہے، وہ ہوگی، کَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب تَكُ اصل میں تَكُوْنُ تھا، اِنْ شرطیہ کے آنے سے واو جو حرف علت تھا حذف ہو گیا اور نون کو بھی خلافِ قیاس حرف علت کے مشابہ مان کر کثرتِ استعمال کے سبب تخفیف کے لئے حذف کر دیا گیا، (ملاحظہ ہو اَكُوْنَ)

پ۵ ع۲

تَكُ۔ تو ہووے، تو ہوتا ہے، تو ہووے گا، کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر لَا تَكُ (تو نہ ہو، تو مت ہو) صیغہ نہی ہے، لَمْ تَكُ (تو نہ تھا) مضارع نفی جحد بلم ہے، لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا

پ۱۲ ع۹ و ۲، پ۱۴ ع۲۲، پ۱۶ ع۳، پ۲۰ ع۱۱، پ۲۴ ع۱۰

تَكَاثُرٌ۔ بہتایت، زیادہ طلبی، دولت و جاہ عزت و مرتبہ مال اور اولاد کی کثرت کے لئے باہم جھگڑنا، بروزن تفاعُلٌ مصدر ہے

پ۲۷ ع۱۹، پ۳۰ ع۲۶

تَكَادُ۔ قریب ہے، نزدیک ہے کَوْدٌ سے جس کے معنی چاہنے اور کسی فعل سے نزدیک ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَكَادُ) پ۱۶ ع۷، پ۲۵ ع۲، پ۲۹ ع۲

تُكَبِّرُوْا۔ تم بڑائی کرو، تم بزرگی سے یاد کرو۔ تَكْبِيْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۲ ع۷، پ۱۷ ع۱۲

Marfat.com

تَکْبِیْرًا۔ بڑائی کرنا، تعظیم کرنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے، تکبیر کا استعمال دو معنی میں ہوتا ہے، ایک بڑا سمجھنا، دوسرے اللہ اکبر کہکر اللہ تعالیٰ کی تعظیم کا اظہار کرنا، پ۱۵ ع۱۲

تُکْتَبُ۔ لکھی جائے گی، کِتَابَۃٌ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو کُتُبٌ) پ۲۵

تَکْتُبُوْہُ۔ تم ... لکھو، تَکْتُبُوْا، کِتَابَۃٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی اَنْ ناصبہ کے آنے سے حذف ہوگیا ہے، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۳

تَکْتُبُوْهَا۔ تم اس کو لکھو، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۳

تَکْتُمُوْا۔ تم چھپاؤ (نَصَرَ) کَتْمٌ اور کِتْمَانٌ سے جس کے معنی کسی بات کے چھپانے اور پوشیدہ رکھنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَکْتُمُوْا (تم نہ چھپاؤ) فعل نہی ہے پ۳

تَکْتُمُوْنَ۔ تم چھپاتے ہو، تم چھپاؤ گے کَتْمٌ اور کِتْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱ پ۶ پ۱۵ پ۲ پ۴ پ۱۸

تَکْتُمُوْنَہٗ۔ تم اس کو چھپاؤ گے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ۴

تُکَذِّبٰنِ۔ تم دونوں (جن وانس) جھٹلاتے ہو تم دونوں جھٹلاؤ گے، تَکْذِیْبٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر پ۲۷ ع۱۱، ۱۲، ۱۳

تُکَذِّبُوْا۔ تم جھٹلاؤ، تم جھٹلاؤ گے، تَکْذِیْبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا پ۲۰ ع۱۲

تُکَذِّبُوْنَ۔ تم جھٹلاتے ہو، تم تکذیب کرتے ہو، تَکْذِیْبٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۹ پ۲۱ ع۱۵ پ۲۲ ع۱۱، ۱۹ پ۲۳ ع۵ پ۲۷ ع۳، ۱۹ پ۲۹ ع۱۱ پ۳۰ ع۸

تَکْذِبُوْنَ۔ تم جھوٹ بولتے ہو (ضَرَبَ) کِذْبٌ سے جس کے معنی جھوٹ بولنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر۔

تَکْذِیْبٌ۔ جھٹلانا، جھوٹ کی طرف منسوب کرنا بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے پ۳

تُکْرِمُوْنَ۔ تم عزت کرتے ہو، تم حرمت کرتے ہو، اِکْرَامٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِکْرَامٌ) پ۳۰ ع۱۲

تُکْرِہُ۔ تو زبردستی کرتا ہے، تو زور کریگا تو جبر کریگا

Marfat.com

اِکْرَاہٌ سے. مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِکْرَاہ) پ ۱۱/۱۵

تَکْرَهُوْا۔ تم ناپسند کرو، تم مکروہ سمجھو، تم کو نہ بھلائے، تم ناخوش ہو، تم کو بری لگے، کُرْہٌ سے جس کے معنی گراں گزرنے دشوار لگنے اور ناپسند ہونے کے ہیں. مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲/۱۴

تُکْرِهُوْا۔ تم زبردستی کرو، تم مجبور کرو، تم جبر کرو اِکْرَاہٌ سے جس کے معنی انسان کو کسی ایسے کام کے کرنے پر مجبور کرنے کے ہیں جو اس کو ناپسند ہو، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تُکْرِهُوْا (تم زور نہ کرو، تم جبر نہ کرو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِکْرَاهِهِنَّ) پ ۱۸

تَکْسِبُ۔ وہ کماتی ہے، وہ کمائیگی، کَسْبٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب

"کسب" اور "خلق" میں جو فرق ہے اس کے متعلق علامہ مسعود بن عمر تفتازانی رقمطراز ہیں۔

ان صرف العبد	بندہ کا فعل کی طرف اپنی
قدرتہ وارادتہ الی	قدرت وارادہ کا صرف کرنا
الفعل کسب وایجاد	کسب ہے اور اس کے بعد
اللہ تعالی الفعل عقیب	اللہ تعالی کا فعل کو ایجاد کرنا
ذالک خلق والمقدور	خلق ہے اور ایک ہی مقدور
الواحد داخل تحت	دو قدرتوں کے تحت داخل
قدرتین لکن بجہتین	ہے لیکن دو مختلف حیثیتوں
مختلفتین فالفعل	سے، پس فعل اللہ تعالی کا
مقدور اللہ تعالی	مقدور ہے باعتبار ایجاد کے
بجہۃ الایجاد ومقدور	اور بندہ کا مقدور ہے
العبد بجہۃ الکسب[1]	باعتبار کسب کے۔

(ملاحظہ ہو اِکْتَسَبَ) پ ۳/۱۲ پ ۱۳/۱۲ پ ۱۴/۱۲

تَکْسِبُوْنَ۔ تم کماتے ہو، تم کماؤ گے کَسْبٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۲ پ ۱۱

تَکْفُرْ۔ تم کافر ہو، کُفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَکْفُرْ (تو کافر نہ ہو) صیغہ نہی ہے. یہاں سحر کے لئے کفر کا لفظ استعمال ہوا ہے اس کے بارے میں علامہ راغب فرماتے ہیں "جس طرح ہر فعل محمود کو ایمان سے قرار دیا گیا ہے اسی طرح ہر فعل مذموم کو کفر سے قرار دیا گیا ہے. چنانچہ سحر کے متعلق ارشاد ہے. وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ (اور کفر نہیں کیا سلیمان ؑ نے

[1] شرح عقائد نسفی ص ۶۵ و ۶۶ طبع علوی لکھنؤ ۱۲۹۲ھ

Marfat.com

لیکن شیطانوں نے کفر کیا تھا، لوگوں کو جادو
سکھاتے تھے) سود خواروں کا ذکر کرتے ہوئے
فرمایا گیا وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ کُلَّ کَفَّارٍ اَثِیْمٍ
(اور اللہ دوست نہیں رکھتا ہر کفر کرنے والے
گنہگار کو)۔ حج کے بیان میں وارد ہے وَلِلّٰہِ
عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ
سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ
الْعٰلَمِیْنَ (اور اللہ کا حق ہے لوگوں پر حج
کرنا اس گھر کا جو کوئی پائے اس تک راہ، اور جو
کوئی منکر ہوا تو اللہ کو پرواہ نہیں جہان کے
لوگوں کی)۔

(ملاحظہ ہو اکفر) ۱۲

تَکْفُرُوْا تم کفر کرو، تم منکر ہو، تم کفر کرتے ہو
تم منکر ہوتے ہو تم کفر کروگے، تم منکر ہوگے
اِنْ شرطیہ کے آنے سے نون اعرابی حذف ہوگیا
علامہ احمد بن علی آفندی رومی مجالس الابرار
میں فرماتے ہیں۔
"کفر تین قسم کا ہوتا ہے پہلی قسم کفر جہلی ہے
جس کا سبب آیات و دلائل کی طرف کان نہ
لگانا، ان کی طرف التفات نہ کرنا اور ان میں
غور و فکر سے کام نہ لینا جیسے عام لوگوں کا کفر، کیونکہ اکثر عوام یہی نہیں جانتے کہ ان پر کون
کونسے عقائد ایمانی کا سمجھنا واجب ہے بلکہ بعض
لوگ تو شہادت کے دونوں کلمے پڑھتے ہیں لیکن ان
کے معنی سے یکسر ناواقف ہیں اور اللہ اور اس کے
رسول میں تمیز نہیں کرتے ہیں۔
دوسری قسم کفر جحودی ہے اور اس کا سبب
یا تو خود بینی اور تکبر ہوتا ہے جیسے کہ فرعون اور
اس کے سرداروں کا کفر تھا، یا ریاست کے
جاتے رہنے کا خوف اور سرداری کے میسر نہ ہونے کا
دھڑکا جیسے ہرقل کا کفر تھا یا شرم اور بدنامی کا
ڈر جیسے کہ ابوطالب کا کفر تھا۔
تیسری قسم کفر حکمی ہے یہ وہ کفر ہے جس
کو شریعت نے تکذیب کی نشانی مقرر کی ہے
جیسے زنار کا باندھنا اور بت کو سجدہ کرنا یا ان
چیزوں کی حقارت کرنی کہ شرع میں جن کی
تعظیم واجب ہے جیسے نعوذ باللہ مصحف کو
کوڑی میں ڈال دینا اور علم و علماء اور امور دینی کا
مذاق اڑانا یا حرام لعینہ کو جس کی حرمت دلیل
قطعی سے ثابت ہو چکی ہو جیسے کہ زنا یا شراب
خواری کو حلال سمجھنا اور جو کوئی امور مذکورہ
میں سے کسی شے کا بھی مرتکب ہوا اس کے

Marfat.com

تمام اعمال سوخت ہوگئے اسے نئے سرے سے نکاح کا کرنا اور اگر توبہ کے بعد مقدور رکھتا ہو تو دوبارہ حج کرنا لازم ہے" سلہ

(ملاحظہ ہو اَکْفُر) پ۵/۱۶ پ۶/۳ پ۱۳/۱۴ پ۲۳/۱۵

تَكْفُرُوْنَ۔ تم کفر کرتے ہو، تم کفر کروگے، کُفْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱/۱۰و۳ پ۲/۲ پ۳/۱۵ پ۴/۱و۲ پ۵/۹ پ۶/۹ پ۹/۱۸ پ۲۳/۳ پ۲۴/۱۶و۷ پ۲۶/۲ پ۲۸/۷

تُكَلَّفُ اسے تکلیف دی جاتی ہے، اسے تکلیف دی جائیگی۔ تَكْلِیْفٌ سے جس کے معنی کسی شخص سے ایسی چیز کی خواہش کرنے کے ہیں کہ جس میں رنج و محنت ہو، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲/۱۴

تُكَلَّفُ۔ تجھ کو تکلیف دی جاتی ہے۔ تجھ کو تکلیف دی جائیگی، تَكْلِیْفٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۵/۸

تَكَلَّمُ تو باتیں کرتا ہے۔ تو باتیں کریگا، تو بولتا ہے، تو بولیگا، تَكَلُّمٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُكَلِّمُ) پ۳/۱۲ پ۵/۴ پ۱۶/۴

تَكَلَّمُ۔ وہ بولتی ہے، وہ بولیگی، وہ بات کرتی ہے، وہ بات کریگی، تَكَلُّمٌ سے جس کے معنی بولنے اور بات کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَكَلَّمُ تھا ایک تا حذف ہوگئی، پ۱۲/۹

تُكَلِّمُنَا۔ ہم سے باتیں کریں گے، ہم سے بولیں گے تُكَلِّمُ، تَكْلِیْمٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، نَا ضمیر جمع متکلم، عربی کا قاعدہ ہے کہ جب فاعل اسم ظاہر ہو تو فعل کو واحد لاتے ہیں اور جمع مکسر (یعنی جس میں واحد کا وزن سلامت نہ رہے) کا حکم مؤنث غیر حقیقی کا حکم ہے کہ اس کے لئے مذکر اور مؤنث دونوں کا صیغہ استعمال کیا جا سکتا ہے، اگرچہ مؤنث کے صیغہ کا استعمال زیادہ فصیح ہے، یہاں چونکہ تُكَلِّمُ کا فاعل اَیْدِیْ ہے یَدٌ کی جمع اس لئے فعل کو مؤنث لایا گیا۔ پ۲۳/۲

تُكَلِّمُوْنِ۔ مجھ سے کلام کرو، مجھ سے بولو، تُكَلِّمُوْا تَكْلِیْمٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے۔ یہاں لَا تُكَلِّمُوْنِ ہے۔ جو فعل نہی ہے، پ۱۸/۶

سلہ مجالس الابرار ص ۸، ۹، طبع مطبع طفائی ۱۲۸۳ھ

تُكَلِّمُهُمْ۔ وہ ان سے باتیں کرے گی، وہ ان
سے بولے گی۔ تَكَلُّمٌ سے، مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
پ ۲۰
تَكْلِيمًا۔ گفتگو کرنا، کلام کرنا، بروزن تَفْعِيلٌ
مصدر ہے (ملاحظہ ہو أُكَلِّمُ) پ ۲
تُكْمِلُوا۔ تم پورا کرو، تم تمام کرو۔ إِكْمَالٌ
سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون
اعرابی لام کے آنے سے حذف ہو گیا (ملاحظہ
ہو أَكْمَلْتُ) پ ۲

تَكُنْ۔ وہ ہووے، وہ ہوتی ہے، وہ ہوگی
كَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب، اصل میں تَكُوْنُ تھا (ملاحظہ ہو أَكُنْ)
پ ۲ پ ۴/۱۲۵ پ ۵/۱۰۹ پ ۶ پ ۷ پ ۱۱ پ ۱۳ پ ۱۶ پ ۲۱

تَكُنْ تو ہو، تو ہو جائے۔ كَوْنٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَكُنْ
(تو نہ ہو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو أَكُنْ)
پ ۲ پ ۴/۱۲ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۲۰

تُكِنُّ۔ وہ چھپاتی ہے وہ چھپائیگی وہ پوشیدہ
رکھتے ہیں، وہ پوشیدہ رکھیں گے إِكْنَانٌ
سے جس کے معنی دل میں کسی بات کے
پوشیدہ رکھنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ
واحد مؤنث غائب، یہاں چونکہ تُكِنُّ کا فاعل
اسم ظاہر صُدُوْرُ ہے جو جمع مکسر ہے اس لئے
فعل کو مؤنث لایا گیا (ملاحظہ ہو تُكِنُّنَا) پ ۲۰/۱۵۲

تَكْنِزُوْنَ۔ تم جمع کرتے ہو، تم ذخیرہ کرتے ہو
تم گاڑتے ہو (ضَرَبَ) كَنْزٌ سے مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، ارباب لغت "کنز" کے معنی
ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

جعل المال بعضه على بعض وحفظه[1] مال کو تلے اوپر رکھنا اور اس کو محفوظ کرنا۔

"مال مکنوز" جمع کردہ مال کو کہتے ہیں۔
یہ كَنَزْتُ التَّمْرَ فِي الْوِعَاءِ سے ماخوذ ہے
جو باردان میں کھجوریں رکھنے کے لئے آتا ہے
کناز اس وقت کو کہتے ہیں جب کھجوریں
جمع کی جاتی ہیں۔ پُر گوشت ناقہ کو ناقةٌ
كِنَازٌ بولتے ہیں۔

شریعت کی اصطلاح میں "کنز" اس
مال کو کہتے ہیں جس کی زکوٰۃ نہ دی جائے
امام بیہقی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما
سے راوی ہیں۔

کل مال ادیت زکاته ہر وہ مال کہ جس کی زکوٰۃ

[1] مفردات راغب، [2] تفسیر خازن۔

Marfat.com

وان کان تحت سبع ارضین فلیس بکنز و کل مال لا تودی زکاته فهو کنز۔ [1]

لا کر دی جائے اگرچہ وہ ساتوں زمینوں کے نیچے ہو کنز نہیں ہے اور ہر وہ مال جس کی زکوٰۃ ادا نہ کی جائے وہ کنز ہے۔

جمہور صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین کا یہی مذہب ہے، اگرچہ بعض اربابِ زہد جیسے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کنز کے لغوی معنی ہی مراد لیتے ہیں اور ان کے نزدیک زندگی کی گزران اور ایک دن کی قوت سے زائد جو مال بھی ہو اس کا جمع کرنا "کنز" میں داخل ہے جو قابلِ مذمت اور آیت کی وعید میں شامل ہے، لیکن ظاہر ہے کہ یہ حکم زکوٰۃ کی فرضیت سے پہلے کا ہے۔ ورنہ جب مال جمع ہی نہیں کیا جا سکتا تو زکوٰۃ کس مال کی لازم ہوگی۔ [illegible]

تَکُوْنَ۔ وہ ہووے، وہ ہوتی ہے، وہ ہوگی کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اکون) [illegible]

تَکُوْنُ۔ تو ہووے، تو ہوتا ہے، تو ہوگا، کَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، [illegible]

تَکُوْنَا۔ تم دونوں ہوگے، تم دونوں ہو جاؤ گے کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر [illegible]

تَکُوْنَنَّ۔ تو ضرور ہو جاتا ہے، تو ضرور ہو جائے گا کَوْنٌ سے مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَکُوْنَنَّ (تو ہرگز نہ ہو) فعل نہی فعل ہے، [illegible]

تَکُوْنُوْا۔ تم ہو، تم ہوتے ہو، تم ہوگے، کَوْنٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے [illegible]

تَکُوْنُوْنَ۔ تم ہو جاؤ، کَوْنٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، [illegible]

---

[1] فتح الباری ج ۸ ص ۲۱۵ طبع امیریہ مصر۔

تَلْوِیْ ۔ داغ دیا جائیگا، (ضَرَبَ) کَیٌّ سے جس کے معنی داغ دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۱۱

فصل اللام

تَلَاقِ ۔ ایک دوسرے سے ملاقات کرنا۔ باہم جمع ہونا، اصل میں تَلَاقِیٌ تھا جو باب تَفَاعُلٌ کا مصدر ہے، ی جو حرفِ علت ہے آخر سے حذف ہو گئی، پ ۱۳

تِلَاوَتِہٖ اس کی تلاوت، اس کا پڑھنا "تلاوت" کا لفظ آسمانی کتابوں کی اتباع اور پیروی کے لئے مخصوص ہے جو کبھی ان کے پڑھنے اور کبھی ان کے مضامین امر و نہی اور ترغیب و ترہیب کے ذہن نشین کرنے سے حاصل ہوتی ہے۔ "تلاوت" "قرارت" سے اخص ہے اسی لئے ہر تلاوت قرارت ہے لیکن ہر قرارت تلاوت نہیں چنانچہ تلوت رقعتك (میں نے تیرے رقعہ کی تلاوت کی) نہیں کہا جائیگا، بلکہ قرآن مجید کے لئے تلاوت کا استعمال ہوگا کیونکہ جب اس کو پڑھا جاتا ہے تو اس کی اتباع واجب ہو جاتی ہے آیت شریفہ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ (اور پیچھے پڑے اس کے جو پڑھتے تھے شیاطین) میں جو شیطانوں کے پڑھنے کو تلاوت کہا گیا ہے وہ اس وجہ سے کہ ان کو یہ زعم تھا کہ وہ کتبِ الٰہیہ کی تلاوت کرتے ہیں "تلاوت" کا فعل جب اللہ تعالیٰ کے لئے استعمال کیا جائے تو اس کے معنی نازل کرنے کے ہوں گے جیسے ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَیْكَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِیْمِ (اے محمد ہم تم پر آیتیں اور حکمت والی نصیحت اتارتے ہیں) آیت شریفہ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ میں علم و عمل دونوں میں اتباع کامل مراد ہے، پ ۱ ع ۱۱

تَلَبَّثُوْا ۔ انہوں نے توقف کیا، وہ ٹھیرے انہوں نے درنگ کی، تَلَبُّثٌ سے جس کے معنی ڈھیل کرنے توقف کرنا اور درنگ کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۲۱ ع ۱۸

تَلْبِسُوْا ۔ تم ملاؤ، تم خلط ملط کرو، تم چھپا دو (ضَرَبَ) لَبْسٌ سے جس کے معنی اصل میں کسی شئے کے چھپا دینے کے ہیں اور اسی مناسبت سے خلط ملط اور مشتبہ کر دینے کے معنی بھی آتے ہیں، مضارع کا صیغہ

Marfat.com

جمع مذکر حاضر، یاد رہے کہ لَبْسٌ کا استعمال صرف معانی کے لئے ہوتا ہے، ذواتُ اعیان کے لئے نہیں، یہاں لَا تَلْبِسُوْا (تم نہ ملاؤ تم نہ چھپاؤ) صیغہ نہی ہے پ۱ ع۵

تَلْبِسُوْنَ۔ تم ملاتے ہو، تم غلط ملط کرتے ہو، تم چھپاتے ہو، لَبْسٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۳ ع۱۵

تَلْبَسُوْنَهَا۔ تم اس کو پہنتے ہو تَلْبَسُوْنَ لُبْسٌ سے، جس کے معنی پہننے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ۱۴ ع۱۴ پ۲۲ ع۱۴

تَلَذُّ۔ وہ لذت پکڑے، وہ لذت پکڑتی ہے وہ لذت پکڑیگی، (سَمِعَ) لَذَّةٌ سے جس کے معنی لذت پانے اور مزہ لینے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۲۵ ع۱۲

تَلَظّٰى۔ وہ بھڑکتی ہے، وہ شعلہ مارتی ہے، تَلَظِّیٌ سے جس کے معنی آگ کے لپٹیں مارنے شعلے بلند کرنے اور بھڑکنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب اصل میں تَتَلَظّٰى تھا۔ ایک تا حذف ہو گئی، پ۳۰ ع۱۴

تَلْفِتَنَا۔ تو ہم کو پھیر دے، تو ہم کو پھیرتا ہے تو ہم کو پھیرے گا (ضَرَبَ) تَلْفِتُ لَفْتٌ سے، جس کے معنی پھیرنے اور موڑنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم پ۱۲

تَلْفَحُ۔ وہ جھلس دیتی ہے، وہ جھلس دے گی وہ جلادیتی ہے، وہ جلادیگی، (فَتَحَ) لَفْحٌ سے جس کے معنی جلادینے اور جھلس دینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۸

تِلْقَاءَ۔ طرف، لِقَاءٌ سے، جس کے معنی ملاقات کرنے کے ہیں، اسم ہے، ملاقات کرنے اور آمنے سامنے ہونے کی جگہ کو تِلْقَاءَ کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے طرف اور جہت کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے، پ۸ پ۱۱ پ۲۰

تَلْقَفُ۔ وہ نگل جاتی ہے، وہ نگل جائیگی (سَمِعَ) لَقْفٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کو پھرتی سے لے لینے اور جھٹ اتار لینے کے ہیں خواہ منہ سے نگلنے کی صورت میں ہو یا ہاتھ سے لے لینے کی شکل میں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۹ پ۱۶ پ۱۹

تُلْقُوْا۔ تم ڈالو، اِلْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر لَا تُلْقُوْا (تم مت ڈالو تم نہ ڈالو

Marfat.com

صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَلْقِ) پ۸

تُلْقُوْنَ . تم ڈالتے ہو، اِلْقَاءٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۴

تَلَقَّوْنَهٗ . تم اس کو لینے لگے، تَلَقَّوْنَ، تَلَقِّیْ سے، جس کے معنی کسی چیز کے لینے اخذ کرنے، تلقین پانے اور سامنے ہونے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، اصل تَتَلَقَّوْنَ تھا. ایک تا، حذف ہو گئی، پ۱۸

تَلْقَوْهُ . تم اس سے ملاقات کرو (سَمِعَ) تَلْقَوْا، لِقَاءٌ سے جس کے معنی ملاقات کرنے کسی کے مقابل ہونے اور کسی کو پانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ لِقَاءٌ سے کبھی تو مقابل ہونا اور پانا دونوں معنی ایک ساتھ مراد ہوتے ہیں اور کبھی دونوں میں سے صرف ایک ہی معنی میں استعمال ہوتا ہے پ۴

تُلْقِیَ . تو ڈالتا ہے، تو ڈالیگا، اِلْقَاءٌ سے مضارع معلوم کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اَلْقِ) پ۷ پ۲۶

تُلْقٰی . تو ڈالا جائے گا، اِلْقَاءٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۱۵

تَلَقّٰی . اس نے سیکھ لیا، اس نے پا لیا، اس نے تلقین پائی، تَلَقِّیْ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَلَقَّوْنَهٗ) پ۱

تُلَقّٰی . تجھے تلقین کیا جاتا ہے، تجھے ملتا ہے، تجھے سکھلایا جاتا ہے، تَلَقِّیْ سے. مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تُتَلَقّٰی تھا، ایک تا، حذف ہو گئی، پ۱۹

تِلْكَ . یہ اسم اشارہ بعید ہے، مفرد مؤنث کے لئے استعمال ہوتا ہے، اصل میں اسم اشارہ تِیْ ہے ل اس پر زیادہ کیا گیا ہے اور کاف حرف خطاب ہے، جس کی حسب احوال مخاطب تذکیر و تانیث اور جمع و تثنیہ میں گردان ہوتی رہتی ہے. پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۵ پ۲۷ پ۲۸ پ۳۰.

تِلْكُمَا . یہ دونوں، اسم اشارہ ہے، تثنیہ کے لئے استعمال ہوتا ہے. پ۸

تِلْكُمْ . یہ سب، اسم اشارہ ہے، جمع مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے. پ۱۲

Marfat.com

تَلْمِزُوْا تم عیب دو، تم عیب لگاؤ، (ضَرَبَ) لَمْزٌ سے، جس کے معنی عیب چینی کرنے اور عیب لگانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا تَلْمِزُوْا (عیب نہ لگاؤ) فعل نہی ہے، پ۲۶

تَلْوُا ۔ تم پیچ دو، (ضَرَبَ) لَیٌّ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو لَیًّا) پ۵

تَلَوْتُهٗ میں اس کو پڑھتا۔ تَلَوْتٌ، تِلَاوَةٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تِلَاوَتِهٖ) پ۱

تَلُوْمُوْنِیْ۔ تم مجھے ملامت کرو، تم الزام دو (نَصَرَ) تَلُوْمُوْا لَوْمٌ سے، جس کے معنی ملامت کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم۔ یہاں لَا نہی موجود ہے اسلئے فعل نہی ہے پ۱۳

تَلْوٗنَ، تم مڑتے ہو، لَیٌّ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، جب اس کے صلہ میں عَلٰی آتا ہے تو اس کے معنی دوسرے کی طرف مڑنے متوجہ ہونے اور انتظار کرنے کے آتے ہیں، فلاں لا یلوی علی احد (فلاں کسی کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھتا) سخت ہزیمت کے موقع پر استعمال ہوتا ہے قرآن مجید میں جو اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓی اَحَدٍ (کہ جب تم بھاگا بھاگ چلے جا رہے تھے اور کسی کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھتے تھے.) وارد ہے وہ اسی موقع کے لئے استعمال ہوا ہے، پ۴

تَلَّهٗ ۔ اس کو پچھاڑا، (نَصَرَ) تَلَّ تَلٌّ سے جس کے معنی زمین پر پچھاڑنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۲۳

تُلْهِكُمْ وہ تم کو غافل کردے، تُلْهِ اِلْهَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر. لَا تُلْهِكُمْ (وہ تم کو غافل نہ کردے) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اَلْهٰكُمْ) پ۲۸

تَلَهّٰی۔ تو غافل کرتا ہے، تَلَهِّیْ سے جس کے معنی کھیلنے اور کسی چیز میں وقت گزارنے اور مشغول ہونے کے ہیں اور جب اس کے صلہ میں عَنْ آتا ہے تو اس کے معنی تغافل کرنے کے ہوتے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَتَلَهّٰی تھا۔ ایک تا گر گئی۔ پ۳۰

Marfat.com

تُلْهِيهِمْ۔ وہ ان کو غافل کرتی ہے تُلْهِي اِلْهَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۲۸
تُلِيَتْ، وہ پڑھی گئی، اس کی تلاوت کی گئی تِلَاوَةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تِلَاوَتِهٖ) پ۹
تَلِينُ۔ وہ نرم ہو جاتی ہے، وہ نرم ہو جائیگی (ضَرَبَ) لِيْنٌ سے جس کے معنی نرم ہونے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب لِيْنٌ خُشُوْنَةٌ کی ضد ہے جس کا استعمال اجسام کے لئے ہوتا ہے اور بطور استعارہ معانی میں سے نرم خوئی وغیرہ اخلاق کے لئے بھی مستعمل ہے۔ لین اور خشونت حسب موقع استعمال کبھی مدح کے لئے اور کبھی مذمت کے لئے لائے جاتے ہیں، پ۲۳
تَلٰهَا۔ وہ اس کے پیچھے ہوا، تَلٰى تُلُوٌّ سے جس کے معنی پیچھے پیچھے چلنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب۔ اصل میں تَلٰى کا استعمال کسی چیز کی متابعت اور پیروی کرنے کے لئے ہوتا ہے۔ پیروی کبھی جسم کے ذریعہ پیچھے پیچھے چل کر ہوتی ہے

اور کبھی حکم کی اقتدار کرنے سے اس صورت میں اس کے مصدر تُلُوٌّ اور تِلْوٌ آتے ہیں اور کبھی پیروی پڑھنے اور معنی میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے اس کے لئے تِلَاوَةٌ کا مصدر استعمال ہوتا ہے، آیت شریفہ وَالْقَمَرِ اِذَا تَلٰهَا (اور قسم ہے چاند کی جب آفتاب کے پیچھے آئے) میں اتباع بر سبیل اقتدا اور مرتبہ میں پیچھے ہونا مراد ہے کیونکہ چاند کی روشنی آفتاب سے لی ہوئی ہے اور وہ آفتاب کا بمنزلہ خلیفہ ہے پ۳۰ ع۱۹

فصل المیم

تَمَّ، کامل ہوا، پورا ہوا، (ضَرَبَ) تَمَامٌ سے جس کے معنی کامل ہونے تمام ہونے اور پورا ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۸
تَمَاثِيْلَ۔ صورتیں، مورتیں، تصویریں، تِمْثَالٌ کی جمع، شریعتِ سلیمانی میں مجسمہ تراشی اور مصوری حرام نہیں تھیں، پ۲۲ ع۸
تُمَارِ۔ تو گفتگو کرے، تو جھگڑے، مُمَارَاةٌ سے جس کے معنی کسی ایسی بات میں جھگڑنے اور گفتگو کرنے کے ہیں کہ جس میں شبہ اور تردد ہو، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر کا، تُمَارِ (تو جھگڑا نہ کر)

Marfat.com

تو گفتگو نہ کر) فعل نہی ہے، ۱۱/۱۵

تَمَارَوْا۔ انہوں نے جھگڑا کیا، انہوں نے تکرار کیا، انہوں نے شک کیا، تَمَارِیْ سے، جس کے معنی شک کرنے اور باہم جھگڑنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۲۷/۱۰

تُمٰرُوْنَهٗ۔ تم اس سے جھگڑتے ہو، تم اس سے گفتگو کرتے ہو، تم اس کے متعلق شک کرتے ہو تُمٰرُوْنَ مُمَارَاۃٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ۲۷/۵

تَمَامًا۔ پورا کرنا، پورا ہونا، تمام کرنا، تمام ہونا، کسی شے کے تمام کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس حد تک پہنچ چکی کہ اب کسی خارجی شے کی اس کو احتیاج نہیں رہی اور ناقص وہ ہے جو کسی خارجی شے کی محتاج ہو، ۸

تَمَّتْ۔ پوری ہوئی، پوری ہے، تَمَامٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۸، ۹، ۱۴

تَمُتْ۔ وہ مرتی ہے، وہ مرگئی، مَوْتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَمُوْتُ تھا، مگر لَمْ کے آنے سے وجہ حرف علت ہے ساقط ہوگیا اور مضارع ماضی منفی کے معنی دینے لگا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو أَمُوْتُ) ۳۴

تَمْتَرُنَّ۔ تم شک و شبہ کرو، تم جھگڑا کرو، اِمْتِرَاءٌ سے، جس کے معنی کسی ایسی چیز کی بابت حجت کرنے اور جھگڑنے کے ہیں کہ جہاں شک شبہ اور تردد ہو، مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَمْتَرُنَّ (تم شک شبہ نہ کرو، تم حجت نہ کرو) صیغہ نہی ہے، ۲۵/۱۱

تَمْتَرُوْنَ۔ تم شک کرتے ہو، تم تردد کرتے ہو، اِمْتِرَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۷، ۲۵/۱۲

تَمَتَّعَ۔ اس نے فائدہ اٹھایا، اس نے فائدہ لیا۔ تَمَتُّعٌ سے جس کے معنی برتنے، فائدہ اٹھانے اور مدتِ منفعت میں استفادہ ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ آیت میں تمتع سے تمتع عرفی مراد ہے نہ کہ شرعی اس لئے وہ تمتع اور قرآن دونوں کو شامل ہے ۲

تَمَتَّعْ، تو فائدہ اٹھا، تو برت لے، تَمَتُّعٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، قرآن مجید میں جہاں کہیں تَمَتَّعْ اور تَمَتَّعُوْا کے صیغے وارد ہوئے ہیں اور دنیا سے تمتع اٹھانے کو کہا گیا ہے وہ بطور تہدید و زجر و توبیخ ہے کہ تمہیں ڈھیل

Marfat.com

دی جاری برت لو جو برتنا ہے۔ پ ۲۴/۱۵

تَمَتَّعُوْا۔ تم برت لو، تم فائدہ اٹھالو، تَمَتُّعٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۲/۹ پ ۱۳/۱۴ پ ۱۷/۱۰ پ ۲۶/۱۲

تُمَتَّعُوْنَ تم کو فائدہ دیا جائیگا۔ تم سے برتوایا جائے گا، تَمَتُّعٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۲۱/۱۸

تَمَثَّلَ۔ وہ متمثل ہوا، اس نے صورت پکڑی تَمَثُّلٌ سے، جس کے معنی صورت پکڑنے اور کسی دوسری چیز کی مثال پر ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اس معنی میں جب تمثل کا استعمال ہوتا ہے تو اس کا تعدیہ بذریعہ لام ہوتا ہے پ ۱۶/۵

تَمُدَّنَّ. تو لمبی کر، تو اٹھا، (نَصَرَ) مَدٌّ سے جس کے معنی کھینچنے کے ہیں، مضارع بانون ثقیلہ کا صیغہ واحد مذکر حاضر، آنکھوں کے لئے جب اس کا استعمال ہو تو اس کے معنی نظر اٹھانے کے آتے ہیں، لَاتَمُدَّنَّ (نہ اٹھا، مت پسار) پ ۱۴/۵ پ ۱۶/۱۶

تُمِدُّوْنَنِ۔ تم میری مدد کرتے ہو، تم میری رفاقت کرتے ہو، تُمِدُّوْنَ، اِمْدَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم، تحریر میں محذوف ہے (ملاحظہ ہو اَمَدَّ دْنَکُمْ) پ ۱۹/۱۹

تَمُرُّ۔ وہ چلتی ہے (نَصَرَ) مُرُوْرٌ سے جس کے معنی چلنے، رواں ہونے اور گزرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۲۰/۲

تَمْرَحُوْنَ۔ تم اتراتے ہو، تم بہت خوش ہوتے ہو مَرَحٌ سے، جس کے معنی اترانے اور بہت زیادہ خوش ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۴/۱۴

تَمُرُّوْنَ، تم گزرتے ہو، مُرُوْرٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۳/۸

تَمْسَسْكُمْ۔ وہ تم کو چھوئے، وہ تم کو پہنچے، (نَصَرَ، ضَرَبَ) تَمْسَسْ مَسٌّ سے جس کے معنی چھونے، ہاتھ لگانے اور پہنچنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ ۴/۳

تَمْسَسْهُ۔ وہ اس کو چھوئے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۸/۱۱

تَمَسَّكُمُ وہ تم کو چھوئے، وہ تم کو چھوئے گی، تَمَسَّ مَسٌّ سے، مضارع کا صیغہ

Marfat.com

واحد مؤنث غائب، یہاں سین کا سین میں
ادغام ہوگیا ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۱۲

تُمْسِکُوْا۔ تم پکڑ رکھو، تم روک رکھو، اِمْسَاکٌ
سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تُمْسِکُوْا
(تم نہ روک رکھو) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو
اِمْسَاکٌ) پ۲۸

تُمْسِکُوْهُنَّ۔ ان عورتوں کو روک رکھو،
اس میں هُنَّ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۲

تَمَسَّنَا۔ وہ ہم کو چھوتی ہے، وہ ہم کو چھوئے گی
تَمَسُّ مَسٌّ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب، نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَمَسَّکُمْ)
پ۱ پ۱۲

تُمْسُوْنَ۔ تم شام کرتے ہو، اِمْسَاءٌ سے جس
کے معنی شام کرنے یا شام کے وقت کسی فعل
کے ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع
مذکر حاضر، جب اس کا استعمال فعل ناقص
کی حیثیت سے ہوتا ہے تو بمعنی کَانَ آتا ہے
یعنی ہوجانے کے معنی دیتا ہے، پ۲۱

تَمَسُّوْهَا۔ تم اس کو ہاتھ لگاؤ، تم اس کو چھوؤ
تَمَسُّوْا مَسٌّ سے، مضارع کا صیغہ،
جمع مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب

لَا تَمَسُّوْا (تم اس کو ہاتھ نہ لگاؤ) فعل نہی ہے
پ۸ پ۱۲ پ۱۹

تَمَسُّوْهُنَّ۔ تم ان (عورتوں) کو ہاتھ لگاؤ
یہاں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے،
شاہ عبدالقادر صاحبؒ فرماتے ہیں، جب خلوت
ہوچکی تو گویا ہاتھ لگایا، پ۲ پ۲۲ پ۲۸

تَمْشِ۔ تو چلے، تو چلتا ہے، تو چلیگا، مَشْیٌ
سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، لَا تَمْشِ
(تو مت چل) صیغہ نہی ہے (ملاحظہ ہو اِمْشُوْا)
پ۱۵ پ۲۱

تَمْشُوْنَ۔ تم چلتے ہو، تم چلوگے، مَشْیٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۷

تَمْشِیْ۔ وہ چلتی ہے، وہ چلنے لگی، وہ چلے گی
مَشْیٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث
غائب۔ پ۱۱ پ۲۰

تَمْکُرُوْنَ۔ تم مکر کرتے ہو، تم حیلے بناتے
تم بداندیشی کرتے ہو، (نَصَرَ) مَکْرٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو مَکْرٌ) پ۱۱

تَمْلِکُ۔ وہ مالک ہوتی ہے، وہ مالک ہوگی
وہ اختیار رکھتی ہے، وہ اختیار رکھے گی،
(ضَرَبَ) مِلْکٌ سے۔ مضارع کا صیغہ

Marfat.com

واحد مؤنث غائب، مِلْكٌ کا استعمال دو معنوں
میں ہوتا ہے، ایک مالک اور والی ہونا،
دوسرے اختیار پانا، خواہ مالک اور والی ہو
یا نہ ہو یہاں دوسرے معنی مراد ہیں پ۲

تَمْلِكُ، تو اختیار رکھتا ہے تو اختیار رکھیگا مِلْكٌ
سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۷

تَمْلِكُوْنَ. تمہارے ہاتھ میں ہو، تم مالک ہو
تم اختیار رکھتے ہو، تم اختیار رکھو گے،
مِلْكٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر
قرآن مجید میں یہ صیغہ دو جگہ آیا ہے، اول جگہ
بمعنی مالک اور والی ہونے کے اور دوسری جگہ
بمعنی اختیار پانے کے ہے پ۲۲ ع۴

تَمْلِكُهُمْ. وہ ان پر بادشاہی کرتی ہے، وہ
ان پر راج کرتی ہے، وہ ان کی مالک ہے
تَمْلِكُ صیغہ واحد مؤنث غائب، هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَمْلِكُ) پ۱۹ ع۱۲

تُمْلٰى. وہ لکھوائی جاتی ہے، وہ پڑھی جاتی ہے
اِمْلَاءٌ سے بمعنی املا کرانے کے، مضارع
مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، املا کی
صورت یہ ہے کہ استاد بولتا اور پڑھتا جائے
اور شاگرد لکھتے اور پڑھتے رہیں، پ۱۸ ع۱۲

تَمْنَعُهُمْ. وہ ان کو منع کرتی ہے، وہ ان کو
بچاتی ہے، وہ ان کو روکتے ہیں، وہ ان کی
حفاظت کرتے ہیں، تَمْنَعُ، مَنْعٌ سے جس کے
معنی نہ دینے، روکنے اور حمایت کرنے کے
ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو بُسْتَ) پ۲۸ ع۴

تَمْنُنْ، تو احسان کرے (نَصَرَ) مَنٌّ سے
جس کے معنی احسان کرنے اور احسان رکھنے
کے آتے ہیں۔ مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر
آیت شریفہ وَلَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ (اور ایسا نہ کر
کہ احسان کرے اور بدلہ بہت چاہے) میں مَنٌّ
سے بعض منت بالقول (زبان سے احسان
جتلانا) مراد لیتے ہیں، ان کی رائے میں اس سے
ممانعت ہے کہ احسان جتلا کر زیادہ طلب کیا
جائے، اور بعض کے نزدیک اس کے معنی یہ ہیں
کہ اس غرض سے نہ دو کہ زیادہ لو، لَا تَمْنُنْ
فعل نہی ہے، پ۲۹ ع۱۵

تَمُنُّوْا. تم احسان رکھو، تم منت رکھو، مَنٌّ
سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر آیت شریفہ
قُلْ لَّا تَمُنُّوْا عَلَيَّ اِسْلَامَكُمْ بَلِ اللّٰهُ
يَمُنُّ عَلَيْكُمْ اَنْ هَدٰىكُمْ لِلْاِيْمَانِ

Marfat.com

(آپ کہیے تم اپنے مسلمان ہونے کا مجھ پر احسان نہ رکھو بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو ایمان کی طرف ہدایت کی) یہاں ان لوگوں کی طرف سے جو منّت ہے وہ قولی ہے جو مذموم ہے اور اللہ کی طرف سے جو منّت ہے وہ فعلی ہے جو محمود ہے، [illegible]

تَمَنَّوُا۔ انھوں نے آرزو کی۔ انھوں نے تمنا کی، تَمَنِّیْ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، تَمَنِّیْ کے معنی ہیں دل میں کسی چیز کا ٹھیرانا اور اس کا تصور باندھنا اور یہ کبھی تو محض ظن وتخمین اور اٹکل پر چلتا ہے اور کبھی غور وفکر کا نتیجہ اور کسی اصل کی بنا پر ہوتا ہے مگر چونکہ تمناؤں اور آرزوؤں کی بنیاد زیادہ تر اٹکل اور تخمینہ پر ہی رکھی جاتی ہے اس لئے جھوٹ کا اس میں بڑا دخل ہوتا ہے اور اسی سبب سے اکثر اوقات تَمَنِّیْ میں بے حقیقت اور ان ہوئی چیزوں کا تصور ہوتا ہے، [illegible]

تَمَنَّوُا۔ تم آرزو کرو، تم تمنا کرو، تَمَنِّیْ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

تَمَنَّوْنَ۔ تم تمنا کرتے ہو، تم آرزو کرتے ہو، تَمَنِّیْ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

تُمْنُوْنَ تم منی ٹپکاتے ہو، اِمْنَاءٌ سے جس کے معنی منی ٹپکانے اور منی ڈالنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر [illegible]

تَمُنُّهَا۔ تو اس کا احسان رکھتا ہے مَنٌّ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، مَنٌّ کی دو صورتیں ہیں، ایک منت بالفعل یعنی نعمت واحسان سے گرانبار کر دینا یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ ہی کی صفت ہے۔ کیونکہ جتنی نعمتیں ہیں اسی کی پیدا کی ہوئی ہیں، دوسرے منت بالقول یعنی زبان سے احسان جتلانا جو انسان کے لئے معیوب ہے، یہاں اس کا استعمال اسی دوسرے معنی میں ہوا ہے، [illegible]

تُمْنٰی۔ وہ ٹپکائی جاتی ہے، وہ ڈالی جاتی ہے، وہ پیدا کی جاتی ہے، وہ مقدر کی جاتی ہے (ضَرَبَ) مَنْیٌ سے جس کے معنی مقدر کرنے آزمانے اور منی کے باہر آنے کے ہیں مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، [illegible]

تَمَنّٰی۔ اس نے خیال باندھا۔ اس نے آرزو کی، اس نے تمنا کی اس نے پڑھا تَمَنِّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، آیت شریفہ

Marfat.com

اَمْ لِلْاِنْسَانِ مَا تَمَنّٰى ۔ فَلِلّٰهِ الْاٰخِرَةُ وَ الْاُوْلٰى (کہیں انسان کو ملتا ہے جو چاہے، بس اللہ ہی کے ہاتھ ہے پچھلا گھر اور پہلا گھر) میں تَمَنّٰى کا استعمال وہی بے حقیقت خیالات باندھنے کے لئے ہوا ہے کہ انسان سوچتا ہے بت کی پوجا سے یہ ملیگا اور وہ ملیگا حالانکہ بت پوجے سے کیا ملتا ہے ملے وہی جو اللہ دے، سورہ حج کی آیت وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِي الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ (اور جو رسول بھیجا ہم نے تجھ سے پہلے یا نبی سو جب لگا خیال باندھنے شیطان نے ملا دیا اس کے خیال میں، پھر اللہ مٹاتا ہے شیطان کا ملایا، پھر پکی کرتا ہے اپنی باتیں اور اللہ سب خبر رکھتا ہے حکمت والا ہے) میں تمنّٰی کے مفسرین نے دو معنی بیان کئے ہیں

(۱) اس نے خیال باندھا، اس نے آرزو کی

(۲) اس نے پڑھا، اس نے تلاوت کی، وجہ یہ ہے کہ تمنّٰی کا استعمال دونوں معنی میں ہوتا ہے۔ امام راغبؒ فرماتے ہیں۔

التَّمَنِّيْ تَقْدِيْرُ شَيْءٍ فِي النَّفْسِ وَتَصْوِيْرُهٗ فِيْهَا۔ — تمنی کے معنی ہیں دل میں کسی چیز کا ٹھیرنا اور اس کا خیال باندھنا۔

اب آرزو کرنے اور خیال باندھنے میں تو یہ معنی صاف ظاہر ہیں اور قرارت کے لئے تمنی کا استعمال اس بنا پر ہوتا ہے کہ پڑھنے والا بھی الفاظ کا اندازہ رکھتا اور ان کا خیال کرتا ہے اسی لئے اندازے اور اٹکل سے پڑھنے کو تمنی کہتے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کو "تمنی" سے کیوں تعبیر کیا گیا اس کی وجہ خود امام راغب کے الفاظ میں یہ ہے۔

ولما كان النبي صلى الله عليه وسلم كثيرا ما كان يبادر الى ما نزل به الروح الامين على قلبه حتى قيل له لَا تَعْجَلْ بِالْقُرْاٰنِ الاية وَلَا تُحَرِّكْ بِهٖ لِسَانَكَ لِتَعْجَلَ بِهٖ سمى تلاوته على ذلك تمنيا ونبه ان للشيطان — اور چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر روح الامین جو کچھ لیکر اترتے آپ اس کے متعلق اکثر جلدی فرماتے تھے، یہاں تک کہ آپ کو حکم دیا گیا کہ قرآن کے پڑھنے میں عجلت سے کام نہ لو اور زبان کو اس کی قرات میں جلدی کرنے کے لئے حرکت نہ دو اس لئے آپ کی اس

Marfat.com

تسلطا علی مثلہ طرح کی تلاوت کو تمنی
فی امنیتہ (اندازے سے پڑھنا) سے موسوم
ولذلک من کیا اور متنبہ کیا کہ اس طرح کے
حیث بین پڑھنے میں شیطان کا دخل
ان العجلۃ ہوتا ہے کیونکہ بیان کردیا
من الشیطن۔ گیا ہے کہ جلدی شیطان
کی طرف سے ہے۔

امام موصوف کی رائے میں یہاں تمنی کا استعمال تلاوت کے لئے ہوا ہے اور اس کی جو توجیہ تفسیر القرآن بالقرآن کے اصول پر انھوں نے بیان فرمائی ہے وہ ان کی امامت فن کے شایانِ شان ہے، افسوس ہے کہ بعض مفسرین نے بھی یہاں یہی معنی بیان کئے لیکن ان کی نظر آیت کی تفسیر کرتے وقت امام موصوف کی توجیہ پر نہیں بلکہ ایک موضوع اور جعلی روایت پر تھی جس کو انھوں نے غلطی سے تفسیر کی کتابوں میں داخل کردیا ہے کہ سورۃ النجم کی تلاوت کے وقت جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں أَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْأُخْرٰى تو سہواً آپ کی زبانِ مبارک سے بتوں کی تعریف میں یہ الفاظ ادا ہوگئے تلک الغرانیق العلی وان شفاعتھن لترتجی (یعنی یہ بت طائران قدسی ہیں اور ان کی شفاعت کی امید کی جاسکتی ہے) یا شیطان نے آپ کی آواز میں آواز ملا کر پڑھ دئے چنانچہ جبرئیل علیہ السلام آئے اور انھوں نے خبر دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بمجرد اطلاع پانے کے سخت ملال ہوا اس پر آپ کی تسلی کے لئے آیت مذکورہ نازل ہوئی اور آیت میں جو دخل شیطانی کا تذکرہ ہے اس سے مراد یہی القائے شیطانی ہے لیکن اس روایت کا جو حال ہے اس کے متعلق شیخ عبدالحق صاحب محدث دہلوی ؒ نے بالکل صحیح تحریر فرمایا ہے کہ:-

"ایں قصہ عقلاً و نقلاً باطل و موضوع است"[2]

[1] غرانیق جانوران آبی کو کہتے ہیں، عُلیٰ کے معنی بلند مرتبت کے ہیں چونکہ بتوں کے متعلق ان کے پجاریوں کا یہ عقیدہ تھا کہ وہ ان کو اللہ سے قریب کرنے والے اور اس کے دربار میں ان کی شفاعت کرتے ہیں، اس لئے طائرانِ بلند پرواز سے ان بتوں کو تشبیہ دی گئی۔ [2] مدارج النبوت ج ا ص ۲۴۴ طبع نولکشور۔

شاہ ولی اللہ صاحبؒ اور ان کے دونوں بیٹوں شاہ رفیع الدین صاحبؒ اور شاہ عبدالقادر صاحبؒ نے "تمنی" کے وہی قبادرؔ معنی "آرزو کرنے اور خیال باندھنے" کے لئے ہیں، شاہ ولی اللہ صاحب نے فتح الرحمٰن میں اس آرزو کی مثالیں دی ہیں چنانچہ تحریر فرماتے ہیں۔

مترجم گوید مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ ہجرت کردند بزمینے کہ نخل بسیار دارد پس وہم بجانب یمامہ و ہجر رفت و در نفس الامر مدینہ بود، و مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بخواب دیدند کہ بمکہ درآمدہ اند و حلق و قصر می کنند پس وہم آمد کہ درہماں سال ایں واقع شود و در نفس الامر بعد از سالہای چند متحقق شد و در امثال ایں صورت امتحان مخلصان و منافقان درمیان می آید واللہ اعلم" (ص ۴۵۳)

اور شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں رقمطراز ہیں۔

"نبی کو ایک حکم اللہ سے آتا ہے اس میں ہرگز تفاوت نہیں اور ایک اپنے دل کا خیال، اس میں جیسے اور آدمی کبھی خیال ٹھیک پڑا کبھی نہ پڑا، جیسے حضرت نے خواب میں دیکھا کہ مدینے سے مکے گئے، عمرہ کیا، خیال میں آیا کہ شاید اب کی برس وہ ٹھیک پڑا اگلے برس، یا وعدہ ہوا کافروں پر غلبہ ہوگا، خیال آیا کہ اب کی لڑائی میں، اس میں نہ ہوا، پھر اللہ جتا دیتا ہے کہ جتنا حکم تھا اس میں تفاوت نہیں" ۱۷ پ ۱۷

تَمُوْتُ۔ وہ مر جائے، اسے موت آئے، وہ مرتی ہے، وہ مر گئی، مَوْتٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَمُوْتُ) ۳ پ ۴

تَمُوْتُنَّ۔ تم مرو، مَوْتٌ سے مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَمُوْتُنَّ (تم نہ مرو تم نہ مرنا) فعل نہی ہے، ۱۶ پ ۲

تَمُوْتُوْنَ۔ تم مرتے ہو، تم مروگے، مَوْتٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۴

تَمُوْرُ۔ وہ پھٹتی ہے، وہ پھٹ جائے گی، وہ لرزتی ہے، وہ لرز گئی، وہ جنبش کرتی ہے، وہ جنبش کرے گی، وہ پھرتی ہے، وہ پھر گئی (نصر) مَوْرٌ سے جس کے معنی پھرنے اور تیز چلنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۲۷ پ ۲۹

تَمْهِيْدًا۔ ہموار کرنا، تیار کرنا، بروزن تفعیل مصدر ہے، ۱۵ پ ۲۹

Marfat.com

تَمِيْدَ - وہ ہلے، وہ جھکے، وہ ہلتی ہے، وہ جھکتی ہے، وہ ہلیگی، وہ جھکیگی (ضَرَبَ) مَيْدٌ سے جس کے معنی کسی بڑی چیز کے ہلنے اور حرکت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب ۱۴، ۲۱، ۱۵

تَمَيَّزُ - وہ پھٹ جائے، وہ پھٹ پڑے، تَمَيُّزٌ سے، جس کے معنی ایک دوسرے سے جدا ہونے اور پھٹ جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب، اصل میں تَتَمَيَّزُ تھا۔ ایک تار حذف ہوگئی، ۲۹

تَمِيْلُوْا - تم جھک پڑو، تم کج روی کرو، تم مڑ جاؤ (ضَرَبَ) مَيْلٌ سے، جس کے معنی درمیان سے کسی ایک طرف ہٹ جانے کے ہیں اور اسی مناسبت سے اس کا استعمال ظلم و جور کے لئے ہوتا ہے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۱۴۲

فصل النون المعجمة

تَنَابَزُوْا - تم چڑ مقرر کرو، تم بے نام نکالو، تم بُرے نام سے پکارو، تَنَابُزٌ سے جس کے معنی باہم چڑ مقرر کرنے، آپس میں برا نام نکالنے اور ایک دوسرے کو چڑانے اور برے نام سے پکارنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، ۱۲

تَنَاجَوْا تم سرگوشی کرو، تم رازداری کرو، تَنَاجِیٌ سے، جس کے معنی باہم رازداری اور سرگوشی کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ۲۸

تَنَاجَيْتُمْ - تم نے سرگوشی، تم نے رازداری کی، تَنَاجِیٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۲۸

تَنَادِ - فریاد کرنا، پکارنا، اصل میں تَنَادِیٌ تھا بر تَفَاعُلٌ، قرآن مجید میں يَوْمَ التَّنَادِ ہے یوم کا مضاف الیہ ہونے کے سبب آخر سے ی جو حرف علت ہے حذف ہوگئی، ۲۴

تَنَادَوْا - انھوں نے باہم ایک دوسرے کو پکارا، انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کو آواز دی، تَنَادِیٌ سے، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، ۲۹

تَنَازَعْتُمْ - تم نے جھگڑا کیا، تم نے نزاع کی، تَنَازُعٌ سے جس کے معنی باہم کشاکشی اور جھگڑا کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

Marfat.com

پ ۵ ع

تَنَازَعُوا انھوں نے جھگڑا کیا، انھوں نے نزاع کی، تَنَازُعٌ سے ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ ۱۲

تَنَازَعُوا تم جھگڑا کرو، تم نزاع کرو، تَنَازُعٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۴

تَنَاصَرُوْنَ تم ایک دوسرے کی مدد کرتے ہو، تَنَاصُرٌ سے، جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۳

تَنَالُوا تم پاتے ہو، تم پاؤ گے، تم پہنچتے ہو، تم پہنچو گے (ترجمہ) نَیْلٌ سے جس کے معنی پانے اور پہنچنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۴

تَنَالُهٗ وہ اس کو پاتی ہے، وہ اس کو پائے گی، وہ اس تک پہنچتی ہے، وہ اس تک پہنچے گی، تَنَالُ نَیْلٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۲

تَنَاوُشُ لینا بروزن تَفَاعُلٌ مصدر ہے پ ۲۲

تَنْبُتُ۔ وہ اگتی ہے، وہ اگاتی ہے (نصر) نَبْتٌ سے جس کے معنی اگنے اور اگانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ (وہ تیل اگاتی ہے) میں بَا حال کے لئے ہے تعدیہ کے لئے نہیں، کیونکہ نَبَتَ خود متعدی ہے مطلب یہ ہے کہ وہ اس طرح اگتی ہے کہ تیل اس میں بالقوہ موجود ہوتا ہے پ ۱۸

تُنْبِتُ۔ وہ اگاتی ہے، اِنْبَاتٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اَنْبَتَكُمْ) پ ۲۳

تُنَبِّئَنَّهُمْ تو ان کو خبر دیگا، تو ان کو جتا دیگا تُنَبِّئَنَّ تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیٌّ سے، جس کے معنی آگاہ کرنے، بتلانے اور خبر دینے کے ہیں مضارع با نون تاکید کا صیغہ واحد مذکر حاضر هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۱۴

تُنَبِّئُوْنَ، تم جتاتے ہو، تم خبر دیتے ہو تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیٌّ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱۱

تُنَبَّؤُنَّ۔ تمہیں خبر دی جائیگی، تمہیں جتایا جائیگا۔ تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیٌّ سے مضارع مجہول با نون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲۸

تُنَبِّئُوْنَهٗ، تم اس کو خبردار کرتے ہو، تم اس کو جتلاتے ہو، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ ۱۳

Marfat.com

تُنَبِّئُهُمْ۔ وہ ان کو جتادے، وہ ان کو خبردار کردے، تُنَبِّئُ تَنْبِئَةٌ اور تَنْبِیْءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۱

تَنْتَشِرُوْنَ تم چلتے پھرتے ہو، تم پھیلتے اور منفرق ہوتے ہو، اِنْتِشَارٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْتَشِرُوْا) پ۲۱

تَنْتَصِرَانِ تم بدلہ لے سکتے ہو، تم بدلہ لیتے ہو، تم بدلہ لوگے، تم مدد لے سکتے ہو، تم مدد لیتے ہو، تم مدد لوگے، اِنْتِصَارٌ سے مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْتَصَرَ) پ۲۷

تَنْتَهِ تو باز آتا ہے، تو باز آئیگا، اِنْتِهَاءٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اصل میں تَنْتَهِیْ تھا۔ لَمْ کے آنے سے ی جو حرف علت ہے حذف ہوگئی (ملاحظہ ہو اِنْتَهُوْا) پ۱۶ پ۱۹

تَنْتَهُوْا تم باز آتے ہو، تم باز آؤگے، اِنْتِهَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اِنْ شرطیہ اور لَمْ کے آنے سے نون اعرابی آخر سے ساقط ہوگیا (ملاحظہ ہو اِنْتَهُوْا) پ۹ پ۲۲

تُنْجِیْکُمْ وہ تم کو نجات دے، وہ تم کو بچائے وہ تم کو نجات دیتی ہے، وہ تم کو بچائے گی۔ تُنْجِیْ اِنْجَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنْجَیْتَنَا) پ۲۸

تَنْحِتُوْنَ۔ تم تراشتے ہو (ضَرَبَ) نَحْتٌ سے جس کے معنی تراشنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۸ پ۱۹ پ۲۳

تُنْذِرُ۔ تو ڈراوے، تو ڈراتا ہے، تو ڈرائیگا اِنْذَارٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنْذِرْ) پ۱ پ۷ پ۸ پ۱۳ پ۱۶ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳

تَنْزِعُ۔ وہ اکھاڑ پھینکتی ہے (ضَرَبَ) نَزْعٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کے اپنی جگہ سے اکھاڑنے اور کھینچ لینے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، مگر اس معنی میں اس کا استعمال صرف اعراض کے لئے ہوتا ہے تَنْزِعُ النَّاسَ (وہ لوگوں کو جگہ سے اکھاڑ پھینکتی ہے)۔ میں بعض نے آندھی کے زور سے ہوا میں اڑجانا مراد لیا ہے اور بعض نے روحوں کا کھینچنا، مگر اول معنی متبادر ہیں پ۲۷

تَنْزِعُ۔ تو چھین لیتا ہے، تو اکھاڑ پھینکتا ہے۔ نَزْعٌ سے معنی چھین لینے کے، مضارع کا صیغہ

Marfat.com

واحد مذکر حاضر، جب نَزَعَ فلان کذا کہتے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ فلاں نے فلاں چیز چھین لی۔ پ ۴/۲۲

تَنَزَّلُ۔ وہ اترتی ہے، وہ اترگی، تَنَزُّلٌ سے جس کے معنی اترنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، اصل میں تَتَنَزَّلُ تھا ایک تا حذف ہوگئی، پ ۱۹/۱۵، پ ۳۰/۲۲

تُنَزِّلَ۔ تو اتار لائے، تو اتارے، تَنْزِیْلٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر پ ۷/۲، پ ۱۵/۱۰

تُنَزَّلَ۔ وہ اتاری جائے، وہ اتاری جاتی ہے وہ اتاری جائیگی، تَنْزِیْلٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۲، پ ۷/۱

تَنَزَّلَتْ، وہ (جماعت) شیاطین اتری تَنَزُّلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب۔ (ملاحظہ ہو بُسَّتْ) پ ۱۹/۱۵

تَنْزِیْلٌ۔ اتارنا، بروزن تَفْعِیْلٌ مصدر ہے "تنزیل" اور "انزال" میں یہ فرق ہے کہ تنزیل میں ترتیب اور یکے بعد دیگرے تفریق کے ساتھ اتارنا ملحوظ ہوتا ہے اور "انزال" عام ہے ایک دم کسی شے کے اتارنے کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے اور یکے بعد دیگرے ترتیب سے اتارنے کے لئے بھی آتا ہے پ ۱۹/۱۵، پ ۲۱/۱۴، پ ۲۲/۱۸ پ ۲۳/۱۵، پ ۲۴/۱۰، پ ۲۵/۱۶، پ ۲۶/۱۹، پ ۲۷/۱۹، پ ۲۹/۹

تَنْزِیْلًا پ ۱۵/۱۲، پ ۱۷/۶، پ ۱۹/۱، پ ۲۹/۲۰

تَنْسَ۔ تو بھولے، تو فراموش کرے (سَمِعَ) نِسْیَانٌ سے جس کے معنی بھولنے اور فراموش کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نسیان اور فراموشی کے تین سبب ہوتے ہیں (۱) ضعف قلب (۲) غفلت (۳) قصد وارادہ یعنی خود چاہ کر دل سے بھلا دینا، اللہ تعالیٰ نے جس نسیان کی مذمت فرمائی ہے، وہ یہی نسیان ہے کہ جس میں اپنے قصد وارادہ کو دخل ہو ارشاد ہے فَذُوْقُوْا بِمَا نَسِیْتُمْ لِقَاءَ یَوْمِکُمْ هٰذَا اِنَّا نَسِیْنٰکُمْ (اب مزہ چکھو جیسا کہ تم نے اس دن کی ملاقات کو بھلا دیا تھا ہم نے تم کو بھلا دیا) اس میں اسی نسیان کا مذکور ہے جو بطریق اہانت اور بقصد وارادہ ہو، اور جس نسیان میں کہ انسان کو معذور قرار دیا گیا ہے وہ ہے کہ اس کا سبب خود اس کا ارادہ نہ ہو، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے رفع عن امتی الخطاء والنسیان (میری امت سے بھول چوک مرفوع (معاف) ہے) یہ وہی نسیان ہے

Marfat.com

کہ جس میں اس کے ذاتی ارادہ کا دخل نہ ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف نسیان کی نسبت ہو تو بطور اہانت سزا کے لئے لوگوں کو اپنی رحمت سے محروم کرنے اور ان کو چھوڑ دینے کے معنی ہوں گے، لَا تَنْسَ (تو فراموش نہ کر، تو مت بھول) فعل نہی ہے یہاں بھی نسیان سے نسیانِ ارادی مراد ہے، پ ۲۰/۱۱

تَنْسَوُا۔ تم بھول جاؤ، تم بھلا دو، تم فراموش کرو، نِسْیَانٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں لَا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ ۲/۱۵

تَنْسَوْنَ۔ تم بھولتے ہو، تم بھولے جاتے ہو، تم بھلا دیتے ہو، تم بھولو گے، تم بھول جاؤ گے، تم بھلا دو گے۔ نِسْیَانٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ ۱/۵

تَنْسٰی تو بھولتا ہے، تو بھولے گا۔ نِسْیَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۳۰/۱۲

تُنْسٰی۔ تو بھلا دیا جائیگا، تو فراموش کر دیا جائے گا۔ نِسْیَانٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ پ ۱۶/۱۴

تَنْشَقُّ۔ وہ پھٹ جائے، وہ شق ہو جائے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو، وہ پھٹتی ہے، یہ شق ہوتی ہے، وہ پھٹ جائے گی، وہ شق ہو جائے گی، اِنْشِقَاقٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِنْشَقَّ) پ ۱۶/۶

تَنْصُرُنَّهٗ۔ تم اس کی ضرور مدد کرو گے، تَنْصُرُنَّ نَصْرٌ سے۔ مضارع بانون تاکید کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اُنْصُرْنَا) پ ۳/۱۷

تَنْصُرُوْا۔ تم مدد کرتے ہو، تم مدد کرو گے، نَصْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر نون اعرابی عامل کے سبب محذوف ہے پ

تُنْصَرُوْنَ۔ تمہاری مدد کی جاتی ہے، تمہاری مدد کی جائے گی، تم مدد دئے جاتے ہو، تم مدد دیئے جاؤ گے، نَصْرٌ سے۔ مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ پ پ

تَنْصُرُوْهُ۔ تم اس کی مدد کرو گے، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے: پ ۱۰/۱۲

تَنْطِقُوْنَ۔ تم بولتے ہو (نَصَرَ) نُطْقٌ سے جس کے معنی بولنے اور بات کرنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ پ

تَنْظُرُ وہ دیکھے، وہ دیکھ لے، وہ دیکھتی ہے،

Marfat.com

وہ دیکھ لیگی، نَظَرٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُنْظُرْ) پ۳۰

تَنْظُرُوْنَ ۔ تم دیکھتے ہو، تم دیکھو گے نَظَرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱ ع۵

تُنْظِرُوْنِ ۔ تم مجھے ڈھیل دو، تم مجھے مہلت دو، اِنْظَارٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے (ملاحظہ ہو اَنْظِرْنِیْ) پ۹ پ۱۱ پ۱۲

تَنْفُخُ ۔ تو پھونک مارتا ہے، تو پھونک ماریگا تو پھونکتا ہے، تو پھونکے گا، نَفْخٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اُنْفُخُ) پ۶

تَنْفَدَ وہ تمام ہو، وہ نبڑ جائے، وہ تمام ہوتی ہے، وہ تمام ہوجائے گی (سمع) نَفَادٌ سے جس کے معنی نبڑ جانے، ختم ہوجانے اور تمام ہوجانے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، پ۱۶

تَنْفُذُوْا ۔ تم نکل بھاگو، تم باہر چلے جاؤ نُفُوْذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اِن ناصبہ کے سبب آخر سے نون اعرابی ساقط ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اُنْفُذُوْا) پ۲۷

تَنْفُذُوْنَ ۔ تم نکلتے ہو، تم نکلو گے، نُفُوْذٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۲۷ ع۱۲

تَنْفِرُوْا ۔ تم نکلو، تم کوچ کرو، تم نکلتے ہو، تم کوچ کرتے ہو، تم نکلو گے، تم کوچ کرو گے، نَفَارٌ اور نُفُوْرٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، لَا تَنْفِرُوْا (تم مت نکلو، تم کوچ نہ کرو) فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اِنْفِرُوْا) پ۱۰ ع۱۲

تَنَفَّسَ ۔ اس نے سانس لیا، اس نے دم کھینچا تَنَفُّسٌ سے، جس کے معنی سانس کی آمد و شد کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ صبح کے تنفس کا مطلب پو پھٹنا ہے، پ۳۰

تَنْفَعُ ۔ وہ نفع دیتی ہے، وہ نفع دیگی، وہ کام آتی ہے، وہ کام آئے گی، وہ فائدہ دیتی ہے وہ فائدہ دیگی (فتح) نَفْعٌ سے جس کے معنی فائدہ دینے سود مند ہونے اور کام آنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱ ع۱۶ پ۹ ع۲۲ پ۲ ع۲۷

تَنْفَعُکُمْ ، وہ تمہارے کام آتی ہے، وہ تمہارے کام آئے گی۔ وہ تم کو نفع دیتی ہے، وہ تم کو نفع دے گی۔ اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے۔ پ۲۸

Marfat.com

تَنْفَعُهٗ. وہ اس کو نفع پہنچاتی ہے، وہ اس کو نفع پہنچائے گی، وہ اس کے کام آتی ہے، وہ اس کے کام آئے گی، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ۳۰ ع۵

تَنْفَعُهَا۔ وہ اس کو فائدہ دیتی ہے، وہ اس کو فائدہ دیگی، وہ اس کے کام آتی ہے، وہ اس کے کام آئیگی، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے۔ پ۱ ع۱۵

تَنْفَعُهُمْ. وہ ان کو فائدہ دیتی ہے، وہ ان کو فائدہ دیگی، وہ ان کے کام آتی ہے، وہ ان کے کام آئیگی، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۲۶ ع۹

تُنْفِقُوْا. تم خرچ کرو، تم خرچ کرتے ہو، تم خرچ کروگے، اِنْفَاقٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہوگیا ہے (ملاحظہ ہو اَنْفَاق) پ۳ ع۴ پ۴ ع۱ پ۸ ع۲۶ پ۱۴ ع۲۴ پ۱۲ ع۲۸

تُنْفِقُوْنَ. تم خرچ کرتے ہو، تم خرچ کروگے اِنْفَاقٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۳

تُنْقِذُ. تو نجات دلاتا ہے، تو نجات دلائیگا۔ تو چھڑاتا ہے، تو چھڑائیگا، تو رہا کراتا ہے، تو رہا کرائیگا، اِنْقَاذٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنْقَذَكُمْ) پ۲۴ ع۱۹

تَنْقُصُ، وہ گھٹاتی ہے، وہ کم کرتی ہے، نَقْصٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اُنْقُصُوْا) پ۲۶ ع۱۵

تَنْقُصُوْا۔ تم گھٹاؤ، تم کم کرو، نَقْصٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی داخل ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ۱۲ ع۸

تَنْقُضُوْا تم توڑو (نصر) نَقْضٌ سے بمعنی توڑنے کے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے، اس لئے فعل نہی ہے اصل میں نَقْضٌ کے معنی ہیں عمارت یا رسی یا ہار کی گرہ اور بندش کھولنے اور پراگندہ کرنے کے۔ اِبْرَامٌ کی ضد ہے اور اسی لئے بطور استعارہ "نقض" کا استعمال عہد شکنی کے لئے بھی ہوتا ہے۔ پ۱۴ ع۱۳

تَنْقَلِبُوْا۔ تم پھر جاتے ہو، تم پھر جاؤ گے، تم پلٹ جاتے ہو، تم پلٹ جاؤ گے، اِنْقِلَابٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اِنْقَلَبَ) پ۴ ع۶

تَنْقِمُ۔ تو بیر کرتا ہے، تو انکار کرتا ہے، تو

Marfat.com

عیب دیتا ہے، تو بیر کریگا، تو انکار کرے گا، تو عیب دیگا، (ضَرَبَ و سَمِعَ) نَقْمٌ سے جس کے معنی غصہ ہونے ناپسند کرنے اور انکار کرنے کے ہیں خواہ اس کا اظہار زبان سے ہو یا سزا دیکر، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، سپ

تَنْقِمُوْنَ۔ تم انکار کرتے ہو، تم بیر رکھتے ہو، تم عیب دیتے ہو، تم انکار کروگے، تم بیر کروگے، تم عیب دوگے، نَقْمٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، سپ ۱۲

تَنْكِحَ۔ وہ نکاح کرے، وہ وطی کرے، نِكَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب یہاں نکاح کا استعمال وطی اور دخول کے معنی میں ہوا ہے (ملاحظہ ہو اَنْكِحُوْا) سپ ۱۲

تَنْكِحُوْا۔ تم نکاح کرو، تم عقد کرو، نِكَاحٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے سپ ۱۱

سپ ۵ سپ ۲۲
تُنْكِحُوْا۔ تم نکاح کردو، تم عقد کرادو، اِنْكَاحٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنْكِحُوْا) سپ ۱۱

تَنْكِحُوْهُنَّ۔ تم ان سے نکاح کرو، تم ان سے عقد کرو، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے، سپ ۲۸

تُنْكِرُوْنَ۔ تم انکار کرتے ہو، تم انکار کروگے اِنْكَارٌ سے، جس کے معنی انکار کرنے اور نہ پہچاننے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، "انکار" "عرفان" کی ضد ہے، اصل میں اس کے معنی نہ پہچاننے یعنی قلب پر کسی ایسی چیز کے وارد ہونے کے ہیں کہ جو اس تصور میں نہ ہو یہ جہالت کی ایک قسم ہے جیسے فَدَخَلُوْا عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهٗ مُنْكِرُوْنَ (جب وہ اس کے پاس آئے تو اس نے ان کو پہچان لیا اور وہ اس کو نہیں پہچانتے تھے) اور کبھی زبان سے انکار کرنے کے لئے بھی اس کا استعمال ہوتا ہے زبان سے انکار کا سبب وہی دل کا انکار ہے، لیکن بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ دل میں اس کی صورت موجود ہوتی ہے اور زبان سے انکار ہوتا رہتا ہے، اس صورت میں خلاف واقع انسان جھوٹ بولتا ہے کہ دل میں اقرار اور زبان پر انکار ہوتا ہے چنانچہ یہاں بھی زبان سے جھٹلانا

Marfat.com

اور نہ ماننا مراد ہے، پ۱۲

تَنۡکِصُوۡنَ۔ تم بھاگتے ہو، تم پھرے جاتے ہو، (ضَرَبَ) نکوص سے، جس کے معنی کسی چیز سے پھرے جانے اور باز رہنے کے ہیں۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۸

تَنۡکِیۡلًا۔ رسوا کرنا، عذاب دینا، سزا دینا، ضعیف اور عاجز بنا دینا، قید کر دینا، بروزن تَفۡعِیۡلٌ مصدر ہے، پ۵

تَنُوۡٓءُ۔ وہ بھاری ہوتی ہے، وہ تھکتی ہے (نَصَرَ) نَوۡءٌ سے، جس کے معنی بھاری ہونے اور بوجھ کے مارے گرے جانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مونث غائب پ۲۰

تَنُّوۡرُ۔ تنور، جس میں روٹی پکائی جاتی ہے علامہ خازن بغدادی تفسیر لباب التاویل میں رقمطراز ہیں۔

"تنور فارسی زبان کا لفظ ہے، معرب ہے، چونکہ اہل عرب اس کے دوسرے نام سے واقف نہیں اس لئے قرآن مجید میں یہی لفظ استعمال ہوا اور جس لفظ کو وہ جانتے تھے وہی بتایا اور بعض کا قول ہے کہ تنور فارسی اور عربی دونوں میں اسی طرح ہے (اس لئے یہ عربی بھی ہے اور فارسی بھی) اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اصل میں تو تنور عجمی لفظ ہے پھر عربوں نے اس کو بولنا شروع کیا تو عربی ہو گیا جیسے دیباج وغیرہ الفاظ ہیں

یہاں تنور سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے، عکرمہ اور زہری کا بیان ہے کہ سطح زمین مراد ہے کیونکہ نوح علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ جب تم پانی کو سطح زمین پر ابلتا ہوا دیکھو تو کشتی پر سوار ہو جانا، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تنور کے جوش مارنے (یعنی سطح زمین کے ابلنے) کو نوح علیہ السلام کے لئے اس حادثۂ عظیم کی علامت قرار دی گئی تھی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فار التنور کے معنی ہیں طلع الفجر و نور الصبح (یعنی پو پھٹ گئی اور صبح روشن ہو گئی) صبح کی روشنی کو تنور میں سے آگ نکلنے کے ساتھ تشبیہ دی گئی حسن بصری، مجاہد و شعبی کہتے ہیں کہ تنور وہی ہے جس میں روٹی پکائی جاتی ہے یہی اکثر مفسرین کا قول ہے اور یہی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی ایک روایت میں منقول ہے۔ اور یہی قول زیادہ صحیح ہے کیونکہ لفظ جب حقیقت اور مجاز میں دائر ہو تو اس کا حقیقت ہی پر حمل کرنا اولیٰ ہوتا ہے اور لفظ تنور اس جگہ کے نام کے لئے کہ جہاں

Marfat.com

روٹی پکائی جاتی ہے حقیقت ہے۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ الف لام "التنور" میں ہے وہ عہد کا ہے اور یہاں پہلے سے سامع کے نزدیک کوئی چیز متعین نہیں، لہذا تنور کا کسی اور معنی پر محمول کرنا ضروری ہے اور وہ معاملہ کے شدت اختیار کر جانے کے معنی ہیں پس معنی یہ ہوں گے کہ جب پانی شدت سے ابلنے لگے اور زور کرے تو اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو بچاؤ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ بعید نہیں کہ نوح علیہ السلام کو وہ تنور معلوم ہو، حسن بصریؒ کا بیان ہے کہ وہ تنور پتھر کا تھا اور حضرت حوا اس میں روٹیاں پکاتی تھیں، پھر وہ حضرت نوح علیہ السلام کے پاس آگیا تھا اور ان سے کہہ دیا گیا تھا کہ جب تم دیکھو کہ پانی تنور سے ابل رہا ہے تو اپنے ساتھیوں کو لیکر کشتی میں سوار ہو جانا۔[1] ۲۳/۴ ۱۸/۲

تَنْهَرْ۔ تو ڈانٹے، تو جھڑکے (فَتَحَ) نَهْرٌ سے، جس کے معنی سختی کے ساتھ ڈانٹنے اور جھڑکنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں لاء نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے ۳۰/۱۸

تَنْهَرْهُمَا۔ تو ان دونوں کو جھڑکے، تو ان دونوں کو ڈانٹے، اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے، ۱۵/۳

تَنْهَوْنَ۔ تم منع کرتے ہو، تم روکتے ہو نَهْيٌ سے، مضارع معروف کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَنْهٰكُمْ) ۷/۴

تُنْهَوْنَ۔ تم کو منع کیا جاتا ہے، تم کو روکا جاتا ہے، نَهْيٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۵/۲

تَنْهٰى۔ وہ روکتی ہے، وہ منع کرتی ہے نَهْيٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب۔ ۲۱/۱

تَنْهٰنَا۔ تو ہم کو منع کرتا ہے، تو ہم کو روکتا ہے تَنْهٰى نَهْيٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، ۱۲/۴

تَنِيَا۔ تم دونوں سستی کرو، تم دونوں سست ہو، (ضَرَبَ) وَنْيٌ سے جس کے معنی سست ہونے اور سستی کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ تثنیہ مذکر حاضر، یہاں لاء نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، ۱۶/۱۱

[1] لباب التاویل ج ۳ ص ۱۸۹ طبع مصر ۱۳۱۷ھ

Marfat.com

فصل الواو

تَوَّابٌ - پھر آنے والا، توبہ کرنے والا، معاف کرنے والا، توبہ قبول کرنے والا، بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ ہے۔ تَوْبَۃٌ سے مشتق ہے لغت میں توبہ کرنے والے اور توبہ قبول کرنے والے دونوں کو تواب کہا جاتا ہے، بندہ توبہ کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے اس لئے اس کا استعمال اللہ اور بندہ دونوں کے لئے ہوتا ہے، جب بندہ کی صفت میں آئے تو اس کے معنی کثرت سے توبہ کرنے والے بندہ کے ہوں گے چنانچہ جب وہ یکے بعد دیگرے گناہوں کو مسلسل ہر وقت چھوڑتے چھوڑتے بالکل تارک الذنوب ہو جاتا ہے تو وہ تواب کہلاتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی صفت میں استعمال ہوتا ہے تو اس کے معنی کثرت سے مسلسل بار بار بندوں کی توبہ قبول فرمانے والے کے ہیں، امام ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں۔

التواب ھو الذی یتوب علی عبادہ فیقبل توبتہم کلما تکررت التوبۃ تکرر القبول [1]

تواب وہ ہے کہ جو اپنے بندوں پر مہربانی فرما کر ان کی توبہ کو قبولیت بخشے کہ جتنی دفعہ توبہ دہرائی جائے اتنی ہی بار قبولیت کی تکرار ہو۔

قرآن مجید میں تواب کا لفظ جتنی جگہ آیا ہے، اللہ تعالیٰ کی صفت کے لئے آیا ہے، پ ۱ ع ۴ و ۱۵ پ ۲ ع ۳ پ ۵ ع ۶ پ ۱۸ ع ۶ پ ۲۶ ع ۱۴

تَوَّابًا - پ ۵ ع ۶ پ ۵ ع ۹ پ ۳۰ ع ۲۵

تَوَّابِیْنَ، توبہ کرنے والے، تَوَّابٌ کی جمع، بحالت نصب وجر، پ ۲ ع ۱۲

تُؤَاخِذْنَا۔ تو ہم کو پکڑے، تُؤَاخِذُ مُؤَاخَذَۃٌ سے، جس کے معنی گناہ پر پکڑنے اور گرفت کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر نا ضمیر جمع متکلم، یہاں چونکہ لا نہی پر اس لئے فعل نہی ہے، پ ۳ ع ۸

تُؤَاخِذْنِیْ۔ تو مجھے پکڑے، اس میں ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے، یہ بھی صیغہ نہی ہے، پ ۱۵ ع ۲۲

تَوَارَتْ۔ وہ چھپ گیا، وہ پوشیدہ ہو گیا وہ چھپ گئی، وہ پوشیدہ ہو گئی، تَوَارِیٌ سے، جس کے معنی پوشیدہ ہونے اور چھپ

[1] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی طبع انوار احمدی الہ آباد ۱۳۱۳ھ ص ۵۹

Marfat.com

جانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، واضح رہے کہ توارت کا فاعل شمس ہے جو یہاں مضمر ہے اور شمس یعنی آفتاب عربی میں مؤنث مستعمل ہوتا ہے پ۲۳ ع۱۲

تَوَاصَوْا۔ انھوں نے وصیت کی، وہ کہہ مرے، انھوں نے تاکید کی، تَوَاصِیْ سے جس کے معنی ایک دوسرے کو باہم نصیحت کرنے اور کہہ مرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۳۰ ع۲ سورۃ ۲۸

تَوَاعَدْتُمْ۔ تم نے وعدہ مقرر کیا، تَوَاعُدٌ سے، جس کے معنی آپس میں ایک دوسرے سے وعدہ کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱

تُوَاعِدُوْهُنَّ۔ تم ان سے وعدہ کرو تَوَاعُدًا مُوَاعَدَةً سے جس کے معنی کسی سے وعدہ کرنے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب یہاں لائے نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے۔ پ۲ ع۱۲

تَوْب۔ توبہ کرنا، تَابَ یَتُوْبُ کا مصدر ہے پ۲۴

تَوْبَةٌ۔ توبہ کرنا، گناہ سے باز آنا، توبہ کی توفیق دینا، توبہ قبول فرمانا، یہ بھی تَابَ یَتُوْبُ کا مصدر ہے، لازم اور متعدی دونوں طرح مستعمل ہوتا ہے، تَابَ اللّٰهُ عَلَى الْعَبْدِ جب بولا جاتا ہے تو اس کے معنی آتے ہیں اللہ نے بندہ کو توبہ کی توفیق دی اور تَابَ العبد کے معنی ہیں بندہ نے توبہ کی، ارشاد ہے ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا (پھر ان کو توبہ کی توفیق دی تاکہ وہ توبہ کریں، یا پھر ان پر مہربان ہوا تاکہ وہ باز آجائیں) غرض جب علی کے ساتھ استعمال ہوتا ہے تو متعدی ہوتا ہے، اور مہربان ہونے اور توبہ کی توفیق دینے کے معنی ہوتے ہیں اور بغیر علی کے آتا ہے تو لازم ہوتا ہے اور توبہ کرنے کے معنی ہوتے ہیں،

امام خطابی فرماتے ہیں معنی التوبۃ عود العبد الی الطاعۃ بعد المعصیۃ۔[1] (توبہ کے معنی گناہ کے بعد بندہ کا نیکی کی طرف پلٹنا)۔

علامہ راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔

"گناہ کے باحسن وجوہ چھوڑ دینے کا نام توبہ ہے یہ معذرت کی سب سے اچھی شکل ہے کیونکہ معذرت

[1] الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۵۹۔

کی تین ہی صورتیں ہیں، یا تو عذر بیان کرنیوالا یوں کہیگا کہ میں نے کیا ہی نہیں یا یہ بیان کریگا کہ میں نے اس وجہ سے کیا، یا میں نے کیا تو ہی لیکن برا کیا۔ اور میں باز آیا، اس کے سوا چوتھی صورت نہیں، بس یہ اخیر صورت توبہ ہے، شریعت میں توبہ کا مطلب ہے (۱) گناہ کو بُرا سمجھکر چھوڑ دینا (۲) جو کچھ غلطی ہوگئی اس پر نادم ہونا۔ (۳) دوبارہ نہ کرنے کا پختہ ارادہ کرنا (۴) جن اعمال کا اعادہ کے ذریعہ تدارک ہو سکتا ہے ان کا جہاں تک ممکن ہو تدارک کرنا[1] جب یہ چاروں باتیں جمع ہوں گی تب توبہ کی شرطیں پوری ہوں گی "

پ۴ پ۵ پ۱۱ پ۲۵ پ۲۸

تَوْبَتُهُمْ ان کی توبہ، تَوْبَةٌ، مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ آیت شریفہ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بَعْدَ اِيْمَانِهِمْ ثُمَّ ازْدَادُوْا كُفْرًا لَّنْ تُقْبَلَ تَوْبَتُهُمْ (بیشک جو لوگ اپنا ایمان لانے کے بعد کافر ہو گئے اور پھر کفر میں بڑھتے رہے ان کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی) میں جو عدم قبولیت کے لئے فرمایا گیا ہے اس کی صورت یہ ہے کہ ان کو توبہ کرنا ہی نصیب نہ ہوگا کہ قبول ہو، پ۳

تُوْبُوْا تم توبہ کرو، تم باز آجاؤ، تم رجوع کرو تَوْبَةٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱

پ۱۲ پ۱۸ پ۲۸

تُؤْتُوْا تم دو، اِیْتَاءٌ سے، جس کے معنی دینے اور لانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر چونکہ یہاں لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے پ۴

تُؤْتُوْنِ تم مجھ کو دو، اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم محذوف ہے، پ۱۳

تُؤْتُوْهُنَّ تم ان کو دیتے ہو، تُؤْتُوْنَ اِیْتَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب، پ۵

تُؤْتَوْهُ تم کو وہ دیا جائے تُؤْتَوْا، اِیْتَاءٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۳

تُؤْتُوْهَا تم اس کو دو، اس میں هَا ضمیر

[1] اگر حق العبد ہے تو اس کا تدارک ادا کرنے سے ہوگا اور اگر حق اللہ ہے اور قضا مشروع ہے تو قضا کرنے سے ورنہ محض توبہ ہے - ۱۲ منہ

Marfat.com

واحد مؤنث غائب ہے۔ پ۱۳
تُؤْتِیْ۔ تو دیتا ہے، تو دیگا، اِیْتَاءٌ سے۔
مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۳
تُؤْتِیْ۔ وہ دیتی ہے، وہ لاتی ہے، اِیْتَاءٌ سے
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱۳ ع۱۹
تُؤْثِرُوْنَ۔ تم اختیار کرتے ہو، تم پسند کرتے
ہو، تم ترجیح دیتے ہو، اِیْثَارٌ سے، مضارع
کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اثر) پ۳۰ ع۱۲
تَوْجَلْ۔ تو ڈر (ہجم) وَجَلٌ سے، جس کے
معنی ڈر محسوس کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
واحد مذکر حاضر یہاں لا نہی موجود ہے،
اس لئے فعل نہی ہے، پ۱۴
تَوَجَّهَ۔ وہ متوجہ ہوا، اس نے رخ کیا۔
تَوَجُّهٌ سے جس کے معنی متوجہ ہونے، کسی
طرف رخ کرنے اور باہر نکلنے کے ہیں،
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۰
تَوَدُّ۔ وہ چاہیگی، وہ آرزو کریگی، وہ دوست
رکھے گی (ہجم) وُدٌّ سے، جس کے معنی
دوست رکھنے اور آرزو کرنے کے ہیں،
مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۳ ع۱۱
تُؤَدُّوْا۔ تم ادا کرو، تم پہنچا دو، تَأْدِیَۃٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر اَنْ ناصبہ
کے آنے سے آخر سے نون اعرابی ساقط ہو گیا
ہے (ملاحظہ ہو اَدَّی) پ۵
تَوَدُّوْنَ۔ تم چاہتے ہو، تم دوست رکھتے ہو
تم آرزو کرتے ہو، وُدٌّ سے، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۹ ع۱۵
تُؤْذُوْا۔ تم ایذا دو، تم تکلیف پہنچاؤ، اِیْذَاءٌ
سے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو
اذی) پ۲۲
تُؤْذُوْنَنِیْ۔ تم مجھے ستاتے ہو، تم مجھے ایذا دیتے ہو
تُؤْذُوْنَ۔ اِیْذَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، نون وقایہ، ی ضمیر واحد
متکلم ہے، پ۲۸
تُوْرُوْنَ۔ تم سلگاتے ہو، تم روشن
کرتے ہو، اِیْرَاءٌ سے، جس کے معنی چقماق سے
آگ نکالنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۲۷ ع۱۵
تَوْرٰىۃٌ۔ توریت، اس آسمانی کتاب کا نام
ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی
تھی، علامہ زمخشری کی رائے میں توراۃ اور
انجیل دونوں عجمی لفظ ہیں چنانچہ سابق میں

Marfat.com

لفظ "انجیل" کے تحت ان کی تصریح مرقوم ہو چکی ہے، قاضی بیضاوی نے بھی انہی کی تحقیق کو مسلم رکھا ہے اور علامہ شیخ زادہ حواشی تفسیر بیضاوی میں رقمطراز ہیں۔

"لوگوں کا ان دونوں لفظوں کے متعلق اختلاف ہے کہ آیا یہ اشتقاق اور تصریف کے تحت آسکتے ہیں یا نہیں کیونکہ یہ دو مقدس کتابوں کے دو عجمی عبرانی نام ہیں، مصنف (قاضی بیضاوی) نے اسی دوسرے خیال کو اختیار کیا ہے، اور جو لوگ ان کے اشتقاق کے قائل ہیں وہ کہتے ہیں کہ تورات وری الزند سے مشتق ہے جس کا استعمال چقماق کی لکڑی کے سلگ کر آگ دینے کے لئے ہوتا ہے، چنانچہ وری الزند (چقماق کی لکڑی سلگ اٹھی) اور اوریتہ انا (میں نے اس کو سلگا کر آگ جلا دی) دونوں طرح مستعمل ہے، ارشاد الٰہی ہے اَفَرَاَیْتُمُ النَّارَ الَّتِیْ تُوْرُوْنَ (بھلا دیکھو تو آگ جو تم سلگاتے ہو) اس کا ثلاثی (وری) لازم ہے اور رباعی (اوری) متعدی ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَالْمُوْرِیٰتِ قَدْحًا (پھر قسم ہے آگ نکالنے والوں کی پتھر جھاڑ کر) پس چونکہ تورات میں وہ ضیاء و نور تھا جس کے ذریعہ انسان ضلالت سے نکل کر ہدایت پر آجاتا ہے جس طرح کہ اندھیرے سے اجالے میں نکل آتا ہے اس لئے یہ کتاب تورات سے موسوم ہوئی اور اس کی تائید ارشادِ خداوندی وَلَقَدْ اٰتَیْنَا مُوْسٰی وَھٰرُوْنَ الْفُرْقَانَ وَضِیَآءً (اور ہم نے دی تھی موسیٰ اور ہارون کو فیصلہ کرنے والی اور روشنی) سے ہوتی ہے۔ یہی قراء اور جمہور کا قول ہے، فراء کا بیان ہے کہ اس کا وزن تَفْعِلَةٌ عین کے زیر سے ہے۔ پھر زیر کو زبر سے تبدیل کر لیا گیا۔ یہ طائی تلفظ یعنی بنی طے کی زبان ہے چنانچہ وہ ناصیۃ کو ناصاۃ اور جاریۃ کو جاراۃ اور ناحیۃ کو ناحاۃ بولتے ہیں اور بعض نے اس کا وزن تَفْعَلَةٌ عین کے زبر سے بتایا ہے"۔ [1]

راغب اصفہانی کہتے ہیں۔ اس کا وزن فَوْعَلَةٌ بتایا گیا ہے اور تَفْعَلَةٌ اس لئے قرار نہیں دیا گیا کہ اس کا وجود کم ہے اور تا واؤ کا بدل ہے جس طرح کہ تَیْقُوْرٌ ہے کیونکہ اس کی اصل وَیْقُوْرٌ تھی۔ تا کو واؤ سے بدل لیا گیا۔

[1] حواشی شیخ زادہ ج ۱ص ۱۰۱ طبع قسطنطنیہ ۱۲۸۳ھ

واضح رہے کہ تورات وہ کتاب ہے جو خاص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی پس موجودہ کتاب جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد تصنیف ہوئی اور جس میں کچھ مضامین اصلی تورات کے بھی بطور یادداشت درج کرکے اس کا نام "تورات" رکھ دیا گیا ہے، قطعی وہ تورات نہیں جس کا ذکر قرآن مجید میں کیا گیا ہے پ۳ (۳ و ۴) پ۳ (۱) پ۶ (۱۰، ۱۱، ۱۲ و ۱۴) پ۶ پ۹
پ۱۰ (۲) پ۱۱ (۱۲) پ۲۶ (۱۱)

تَؤُزُّهُمْ وہ (شیطانوں کی ٹولی) ان کو ابھارتی ہے، وہ ان کو اچھالتی ہے، وہ ان کو بدکاتی ہے (نَصَرَ) تَؤُزُّ، اَزٌّ سے، جس کے اصل معنی تو دیگ کے جوش مارنے کے ہیں اور پھر اسی مناسبت سے ورغلانے، ابھارنے، آپس میں گتھ جانے، اور اچھال دینے کے بھی آتے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۶

تُوَسْوِسُ۔ وہ وسوسہ ڈالتی ہے، وہ خیال ڈالتی ہے، وَسْوَسَۃٌ سے جس کے معنی بری بات کے جی میں ڈالنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۲۶ (۱۶)

تُوْصُوْنَ۔ تم وصیت کرتے ہو، تم وصیت کرو گے، اِیْصَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَوْصٰنِیْ) پ۴ (۱۲)

تَوْصِیَۃٌ۔ وصیت کرنا، کہہ مرنا، بروزن تَفْعِلَۃٌ باب تَفْعِیْل کا مصدر ہے پ۲۳ (۱۴)

تُوْعِدُوْنَ۔ تم ڈراتے ہو، اِیْعَادٌ سے جس کے معنی ڈرانے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۸ (۱۸)

تُوْعَدُوْنَ۔ تم سے وعدہ کیا جاتا ہے، وَعْدٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَعِدَانِنِیْ) پ۸ پ۱۲ پ۱۵ پ۲۳ (۳ و ۴) پ۲۴ (۱۸) پ۲۶ (۱۲ و ۱۸) پ۲۹ (۱۱ و ۲۱)

تُوْعَظُوْنَ۔ تمہیں نصیحت کی جاتی ہے، وَعْظٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ، جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَعِظُکَ اور تَعِظُوْنَ) پ۲۸

تَوَفَّتْہُ۔ اس (فرشتوں کی جماعت) نے اس کو قبض کیا، اس کو اٹھا لیا، تَوَفَّتْ، تَوَفِّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَتَوَفّٰھُمْ) پ۷

تَوَفَّتْھُمْ۔ اس (فرشتوں کی جماعت) نے ان کو قبض کیا، اس نے ان کو اٹھا لیا، اس میں هُمْ

Marfat.com

ضمیر جمع مذکر غائب ہے۔ پ ۶

تُؤْفَكُوْنَ۔ تم پلٹائے جاتے ہو، تم پھیرے جاتے ہو۔ اَفْكٌ سے، جس کے معنی کسی شئے کے اپنے اصلی رخ سے پھرنے کے ہیں۔ مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں اعتقاد میں حق سے باطل کی طرف اور قول میں راستی سے دروغ بیانی کی طرف اور فعل میں نکوکاری سے بدکاری کی طرف پھیرا جانا مراد ہے، پ ۸ [illegible]

[illegible]

تَوَفَّنَا۔ تو ہم کو اٹھالے، تو ہم کو قبض کرلے، تَوَفَّ تَوَفِّیْ سے امر کا صیغہ، واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم (ملاحظہ ہو تَوَفّٰهُمْ) [illegible]

تَوَفَّنِیْ۔ تو مجھے اٹھالے، تو مجھے قبض کرلے اس میں نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے [illegible]

تُوَفَّوْنَ۔ تم کو پورا دیا جائیگا۔ تَوْفِيَةٌ سے جس کے معنی پورا پورا دینے کے ہیں، مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، [illegible]

تُوَفّٰی۔ پورا دیا جائیگا۔ تَوْفِيَةٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب، [illegible]

[illegible]

تَوَفَّيْتَنِيْ۔ تو نے مجھے اٹھالیا، تو نے مجھے قبض کیا، تَوَفَّيْتَ، تَوَفِّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے یہاں آسمان پر اٹھایا جانا مراد ہے، واضح رہے کہ تَوَفِّیْ کے اصل معنی لغت میں کسی چیز کو پورا لینے اور اس پر پورے طور پر قبضہ کرنے کے ہیں، نیند کی حالت میں ہوش کو پورے طور پر اٹھالیا جاتا ہے۔ موت کے وقت روح پورے طور پر قبض کرلی جاتی ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کی زندگی ہی میں حسب تصریح آیت کریمہ وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ وَاِنَّ الَّذِيْنَ اخْتَلَفُوْا فِيْهِ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ ۚ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا ۝ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ (انہوں نے نہ اس کو مارا ہے نہ سولی پر چڑھایا لیکن وہی صورت بن گئی ان کے آگے، اور جو لوگ اس کے بارے میں اختلاف کرتے ہیں وہ اس جگہ شبہ میں ہیں ان کو اس کی کچھ خبر نہیں صرف اٹکل پر چل رہے ہیں یقیناً اس کو قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اس کو اپنی طرف اٹھالیا) آسمان پر مع جسم کے پورے طور پر اٹھالیا گیا تھا۔ اس لئے

Marfat.com

تینوں صورتوں کے لئے قرآن مجید میں توفی کا استعمال ہوا ہے کیونکہ پورے طور پہ لے لینا اور قبض کر لینا تینوں صورتوں میں موجود ہے۔ یعنی توفی جنس ہے اور روح کھینچ لینا، ہوش چھین لینا اور جسم سمیت اٹھا لینا، یہ تینوں اس کی انواع ہیں، قاضی بیضاوی فرماتے ہیں۔

والتوفی اخذ الشئ توفی کے معنی ہیں کسی چیز کو وافیا والموت پورے طور پہ لینا اور موت نوع منه سه اس کی ایک قسم ہے۔

علامہ گازرونی حاشی تفسیر بیضاوی میں لکھتے ہیں۔

انه (ای التوفی) توفی کا نیند کے لئے مجازا استعمل مجازا استعمال ہوا ہے کیونکہ وہ للنوم لانه قبض بھی ایک طرح کا قبض فی الجملة سه کرنا ہے۔

جن لوگوں کا مذاقِ عربیت پختہ نہیں وہ جب دیکھتے ہیں کہ عام لوگ توفی کا استعمال روح قبض کرنے اور مار ڈالنے کے لئے کرتے ہیں تو وہ روح قبض کرنے ہی کو توفی کے حقیقی معنی سمجھ لیتے ہیں جو سراسر غلط ہے، بلاغت کے نکتہ شناس جانتے ہیں کہ محاورات بلغاء میں اس کا استعمال ہمیشہ اس کے حقیقی معنی یعنی پورا لینے اور قبض کرنے کے اعتبار سے ہوتا ہے اور چونکہ موت اور نیند میں بھی یہ بات موجود ہے اس لئے ان دونوں کے لئے بھی اسی اعتبار سے توفی کا لفظ بولا جاتا ہے علامہ ابوالبقاء کفوی حنفی کلیات میں رقمطراز ہیں۔

التوفی الاماتة و توفی یعنی موت دینا اور قبض الروح وعليه روح قبض کرنا اور یہ عام استعمال العامة لوگوں کا محاورہ ہے، یا او الاستیفاء واخذ پورا لے لینا اور حق وصول الحق وعلیه استعمال کر لینا یہ بلیغوں کا محاورہ البلغاء سه ہے۔

جس طرح ہم اپنی زبان میں بھی کسی کی خبر مرگ سناتے وقت کہتے ہیں "فلاں پورا ہو گیا" یا اس کا کام تمام ہوا" جو توفی فلاں اور در گذشت کا ٹھیٹ ترجمہ ہے" اسی طرح

سه تفسیر انوار التنزیل ج ۱ ص ۲۳ طبع میمنیہ مصر۔ سه حواشی گازرونی بر تفسیر بیضاوی ج ۲ ص ۱۹۹ طبع مصر

سه کلیات ابوالبقاء طبع ایران ۱۲۸۶ھ

Marfat.com

عربی میں توفی کا استعمال موت کے لئے ہوجاتا
ہے جو اس کے حقیقی معنی نہیں ہیں، چنانچہ
امام راغب فرماتے ہیں۔
وقد عبر عن الموت اور موت اور نیند کی بھی توفی
والنوم بالتوفی۔ سے تعبیر کی گئی ہے۔
امام موصوف نے وقد عبر کے الفاظ
اسی لئے استعمال کئے ہیں کہ موت اور نیند
کو کوئی اس کے حقیقی معنی نہ سمجھے بلکہ یہ مرادی
اور تعبیری معنی ہیں، اب آپ خود غور فرماسکتے
ہیں کہ وہ شخص اردو زبان کا کتنا بڑا ادیب
ہوسکتا ہے جو پورا ہونے، اور کام تمام ہونے
کا مطلب صرف مرنا اور روح قبض ہونا ہی
سمجھے، اور ان کے حقیقی اور مجازی معنی میں
فرق نہ کرسکے۔
واضح رہے کہ یہاں توفی سے "توفی رفع"
یعنی حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا
بحفاظت تمام مع جسد اطہر کے اٹھایا جانا مراد
ہے، علامہ خازن بغدادی لکھتے ہیں۔
فالمراد بہ وفاۃ اس سے مراد پورے طور پر اٹھا
الرفع لا الموت[1] لینا ہے موت نہیں ہے۔

اور یہی توفی کے حقیقی معنی ہیں چنانچہ علامہ
موصوف فرماتے ہیں۔
من قولہم توفیت یہ معنی عرب کے محاورہ
الشئی واستوفیتہ توفیت الشئی واستوفیتہ
اذا اخذتہ وقبضتہ سے ماخوذ ہیں جو پورے طور پر
تاماً۔[1] اٹھا لینے اور قبضہ کر لینے کے
[2] لئے بولتے ہیں۔
(مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو تَتَوَفّٰهُمُ) ث
تَوْفِيقًا۔ ملاپ، موافقت کرنی، توفیق کے
معنی ہیں اصل میں دو چیزوں میں مطابقت
کرنا، اسی لئے عرف میں تقدیر کے موافق
اچھے اعمال سرزد ہونے کا نام توفیق ہے
یہاں اصلاح باہمی اور ملاپ کے معنی ہیں ث
تَوْفِيقِىٓ۔ مجھ سے بن آنا، میری توفیق، تَوْفِيق
مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، یہاں
دینی اللہ کی دین سے اچھے اعمال بن آنے
کے معنی ہیں، ث
تَوَفَّتْهُمْ۔ اس (فرشتوں کی جماعت) نے
ان کو قبض کیا، اس نے ان کو اٹھایا، وہ ان
کو اٹھاتی ہے۔ وہ ان کو قبض کرتی ہے توفی

[1] لباب التاویل ج ۲ ص ۹۴ طبع مصر ۱۳۱۷ھ [2] ایضاً ج ۲ ص ۲۹۹۔

Marfat.com

تَوَفِّیْ سے ماضی کا صیغہ بھی ہو سکتا ہے، اور مضارع کا بھی، مضارع ہونے کی صورت میں اس کی اصل تَتَوَفّٰی تھی ایک تا، حذف ہوگئی، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، ۳۳

تُوْقِدُوْنَ۔ تم آگ سلگاتے ہو، تم آگ روشن کرتے ہو، اِیْقَادٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَوْقَدَ) ۵۶

تُوَقِّرُوْہُ۔ تم اس کی توقیر کرو، تم اس کا ادب کرو، تُوَقِّرُوْا، تَوْقِیْرٌ سے، جس کے معنی تعظیم کرنے اور ادب رکھنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، ۴۸

تُوْقِنُوْنَ۔ تم یقین کرو، تم یقین کرنے لگو، تم یقین کرتے ہو، تم یقین کرو گے، اِیْقَانٌ سے، جس کے معنی یقین کرنے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۴۵

تَوَکَّلْ۔ تو بھروسا کر، تو اعتماد کر، تو توکل کر، تَوَکُّلٌ سے، جس کے معنی کسی پر بھروسہ کرنے اور اعتماد کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، اس کا تعدیہ بذریعہ علی ہوتا ہے۔

شاہ ولی اللہ صاحب "توکل علی اللہ" کی تعریف ان الفاظ میں فرماتے ہیں۔

التوکل وھو ان یغلب علیہ الیقین حتی یفتر سعیہ فی جلب المنافع ودفع المضار من قبل الاسباب ولکن یمشی علی ما سنہ اللہ تعالٰی فی عبادہ من الاکتساب من غیر اعتماد علیھا۔ ۱	"توکل" یہ ہے کہ بندہ پر یقین اتنا غالب ہو کہ جلب منفعت اور دفع مضرت میں اسباب کے متعلق اس کی کوششیں سرد پڑ جائیں۔ لیکن اللہ تعالٰی نے اپنے بندوں میں جو کسب کے طریقے مقرر فرما دیئے ہیں بغیر اس کے کہ ان پر اعتماد ہو، ان طریقوں پر گامزن رہے۔

امام حافظ الدین ابن البزاز کردری حنفی صاحب فتاوی بزازیہ رقمطراز ہیں۔

"توکل کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ کہ جس کو حضور علیہ السلام نے سابقین کی صفت بتلایا ہے چنانچہ ارشاد ہے ھم الذین لا یرقون ولا یسترقون ولا یکتوون وعلی ربھم یتوکلون۔ (یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں نہ منتر کراتے ہیں، نہ داغتے ہیں نہ داغ لگواتے ہیں اور اپنے رب پر بھروسہ رکھتے ہیں)

---

۱ حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۶۹ طبع خیریہ مصر ۱۳۲۲ھ

Marfat.com

یہ توکل جو کچھ قضا الٰہی ہو چکی اس پر دل کا مطمئن ہو جانے کا نام ہے، بغیر اس کے کہ نفع کے فوت ہونے یا مضرت کے پہنچ جانے کی پروا یا اضطراب ہو، بندہ کے نزدیک وصول (ملنا) و حرمان (نہ ملنا) میں برابری نہ ہونا توکل کی اس قسم کے منافی ہے، اسی طرح اسباب پر متوجہ ہونا اور ان میں مشغول ہونا اس توکل کو ختم کر دیتا ہے اور اسی کی طرف حضور علیہ السلام نے حدیث لو توکلتم علی اللہ[1] میں اشارہ فرمایا ہے کیونکہ معلوم ہے کہ پرندے حصولِ منفعت یا دفع مضرت کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور ملنے نہ ملنے کی پروا نہیں کرتے، پس حضور علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ اگر تم اس صفت پر ہو کہ ملنے نہ ملنے کی پرواہ کرو اور جیسا توکل کا حق ہے اسی طرح توکل کرو تو بغیر بوئے جوتے جو کچھ تمہاری قسمت میں آیا ہے تمہیں ضرور مل جائے، یہ وہ توکل ہے جس کی تعریف کی گئی ہے اور دعوت دی گئی ہے۔

توکل کی دوسری قسم وہ ہے جس کی اجازت دی گئی ہے دعوت نہیں دی گئی جو مضرت اور مکروہات کے دفعیہ اور حدود کی نگرانی اور آفات سے بچاؤ کے لئے ہوتا ہے کیونکہ یہ بھی توکل ہے اگرچہ ناقص ہے۔ چنانچہ عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ نے جب حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ ارسل ناقتی واتوکل ام اقیدھا واتوکل (کہ کیا میں ناقہ کو چھوڑ دوں اور توکل کروں یا باندھ دوں اور توکل کروں) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بل قیدھا وتوکل (بلکہ باندھ اور توکل رکھ) کیونکہ عمرو توکل کے ذریعہ گم شدگی سے حفاظت چاہتے تھے، نہ کہ جو کچھ قضا الٰہی میں ہو چکا ہے اس پر مطمئن ہونا، پس حضور علیہ السلام نے ان کو اسی نوع کا حکم دیا جس کے متعلق مشورہ تھا کیونکہ جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے، اسی کے مثل وہ ہے جو حضور علیہ السلام نے کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا جو کہ غزوہ تبوک سے رہ جانے والے تین اشخاص میں سے ایک تھے کہ تم اپنا کچھ مال رہنے دو، جبکہ انہوں نے یہ

[1] یہ پوری حدیث یہ ہے لو توکلتم علی اللہ حق توکلہ لرزقتم کما ترزق الطیر تغدو خماصا وتروح بطانا (اگر تم اللہ پر اس طرح توکل کرو جس طرح کہ توکل کا حق ہے تو تمہیں اسی طرح رزق ملے جس طرح کہ پرندوں کو ملتا ہے کہ صبح کو خالی پیٹ اٹھتے ہیں اور شام کو بھرے پیٹ جاتے ہیں۔

Marfat.com

کہا تھا کہ میری توبہ ہے کہ میں اپنے مال سے الگ ہو جاؤں اور بلال رضی اللہ عنہ کو یہ ہدایت کی تھی کہ انفق بلال ولا تخش من ذی العرش اقلالا (بلال خرچ کر اور عرش والے سے کم دینے کا خوف نہ کر) نیز حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے جب حضور علیہ السلام کے لئے کچھ کھجوریں چھپا کر رکھدی تھیں تو ارشاد کیا تھا اما تخشی ان یخسف اللہ بہ فی نار جہنم (تو ڈرتا نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کے سبب سے جہنم کی آگ میں دھنسا دے) وجہ یہ تھی کہ حضور علیہ السلام کا توکل کامل تھا جو پروردگار کی طرف سے آپ کے لئے مقدر تھا اس پر مطمئن تھے۔ حظ نفس کی طرف التفات نہ تھا اور دوسروں کا مقصد مکروہات سے احتراز اور دفع مضرت کی تدبیر تھی۔[1] پ ع پ ع پ ع پ ع پ ع پ ع پ ع پ ع

تَوَكَّلْتُ۔ میں نے بھروسہ کیا، میں نے اعتماد کیا، میں نے توکل کیا، تَوَكُّلٌ سے ماضی کا صیغہ، واحد متکلم پ ع پ ع پ ع پ ع

تَوَكَّلْنَا۔ ہم نے بھروسہ کیا، ہم نے اعتماد کیا، تَوَكُّلٌ سے، ماضی کا صیغہ، جمع متکلم، پ ع پ ع پ ع

تَوَكَّلُوْا۔ تم بھروسہ کرو، تم توکل کرو، تَوَكُّلٌ سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ع پ ع

تَوْكِيْدِهَا۔ اس کی پختگی، اس کی مضبوطی، تَوْكِيْدٌ بروزن تَفْعِيْلٌ مصدر ہے۔ بمعنی استوار کرنا، پختہ کرنا، مضاف ہے، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ع

تَوَلَّ۔ تو پھر آ۔ تو ہٹ جا، تو منہ پھیر لے، تَوَلِّیٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، تَوَلِّیٌ کا تعدیہ جب بلاواسطہ ہوتا ہے تو اس کے معنی کسی سے دوستی رکھنے، کسی کام کو اٹھانے اور والی و حاکم ہونے کے ہوتے ہیں جیسے وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ (جو کوئی تم میں ان سے دوستی کرے وہ ان ہی میں سے ہے) اور وَالَّذِیْ تَوَلّٰى كِبْرَهٗ (اور جس نے کہ اٹھایا اس بڑی بات کو) اور فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ (پھر تم سے یہ توقع ہے کہ اگر تم والی ہو) اور جب عَنْ کے ساتھ متعدی ہوتا ہے

[1] ملاحظہ ہو مناقب امام اعظم مصنفہ امام کردری ج ۱ ص ، طبع دائرۃ المعارف ۱۳۲۱ھ

خواہ عن لفظوں میں مذکور ہو یا پوشیدہ ہو تو
منہ پھیرنے اور نزدیکی چھوڑنے کے معنی آتے
ہیں جس طرح کہ یہاں اسی معنی میں استعمال
ہوا ہے، پھر منہ پھیرنے کی بھی دو صورتیں ہیں
ایک وہاں سے ٹل جانا دوسرے توجہ نہ کرنا،
اور حکم نہ ماننا، [illegible]

تَوَلَّاهُ۔ وہ اس کا رفیق ہوا، اس نے اس سے
دوستی کی، تَوَلّٰی تَوَلِّیٌ سے، ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب،
یہاں تَوَلِّیْ کا استعمال دوستی کرنے کے معنی
میں ہوا ہے، پ۱۷ ع۸

تُوْلِجُ۔ تو داخل کرتا ہے، تو لے آتا ہے اِیْلَاجٌ
سے، جس کے معنی داخل کرنے اور لے آنے کے
ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۳ ع۱۱

تَوَلَّوْا۔ انھوں نے پشت پھیری، انھوں نے
منہ موڑا، تَوَلِّیْ سے، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر
غائب۔ یہاں چونکہ تعدیہ بذریعہ عن ہے جو
مقدر ہے اس لئے پشت پھیرنے اور منہ پھیرنے
کے معنی ہوں گے، آیت سورہ مجادلہ اَلَمْ تَرَ
اِلَی الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ
(کیا تو نے نہ دیکھا ان لوگوں کی طرف کہ دوستی
کرتے ہیں اس قوم سے کہ جن پر اللہ غصہ ہوا ہے)
تَوَلِّیْ بمعنی دوستی کے ہیں۔ پ۲۸ ع۳

تَوَلَّوْا۔ تم پھر جاؤ گے۔ تَوَلِّیْ سے بمعنی منہ پھیرنے
کے، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، اصل میں
تَتَوَلَّوْا تھا، ایک تا حذف ہو گئی تو تَوَلَّوْا
(مت پھرو) صیغہ نہی ہے، [illegible]
[illegible]
[illegible]

تَوَلَّوْا۔ تم رخ کرو، تم پھر جاؤ، تَوْلِیَةٌ سے
مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی
عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے، تَوْلِیَةٌ لغاتِ
اضداد میں سے ہے منہ کرنے اور منہ پھیرنے
دونوں معنی کے لئے آتا ہے، چنانچہ اَنْ تُوَلُّوْا
وُجُوْهَكُمْ (کہ تم اپنے منہ کرو) میں پہلے معنی
کے لئے، اور بَعْدَ اَنْ تُوَلُّوْا مُدْبِرِیْنَ (جب
تم جا چکو گے پیٹھ پھیر کر) میں دوسرے معنی
کے لئے استعمال ہوا ہے، [illegible]

تُوَلُّوْنَ تم منہ موڑو گے، تم پھر جاؤ گے، تَوْلِیَةٌ سے
مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، [illegible]

تُوَلُّوْهُمْ۔ تم ان سے منہ موڑو، یہاں لا، نہی
موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، هُمْ ضمیر

Marfat.com

جمع مذکر غائب، پ۹/۱۴

تَوَلَّوْهُمْ - ان سے دوستی کرنے لگو، تَوَلَّوْا تَوَلّیٌ سے معنی دوستی کرنے کے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۲۸/۸

تَوَلّٰی - اس نے منہ موڑا، اس نے پیٹھ پھیر دی اس نے اٹھایا، وہ متولی ہوا، وہ پھر گیا، تَوَلِّیْ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَوَلِّیْ) پ۲/۹، پ۳/۱۷، پ۵/۸،۱۲، پ۸/۱۶، پ۹/۱، پ۱۳/۴، پ۱۱/۱۱،۱۲ پ۱۸/۸، پ۲۰/۹، پ۲۷/۱،۲،۷، پ۲۹/۶،۱۸، پ۳۰/۵،۱۲،۱۷،۲۱

تَوَلَّیْتُمْ - تم پھر گئے، تم نے منہ موڑا، تم والی ہوئے، تم حاکم ہوئے، تَوَلِّیْ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۱/۸،۱۳، پ۴/۲، پ۱۰/۲، پ۱۱/۱۲، پ۲۶/۷،۱۰، پ۲۶/۱۹

تُؤْمَرُ - تجھکو حکم دیا جاتا ہے، اَمْرٌ سے، مضارع مجہول کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو اَمْر) پ۱۴/۷

تُؤْمَرُوْنَ - تم کو حکم دیا جاتا ہے، اَمْرٌ سے مضارع مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱/۸، پ۱۴/۵

تُؤْمِنْ - تو ایمان لایا، تو یقین لایا، اِیْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر۔ لَمْ کے آنے سے مضارع ماضی منفی کے معنی میں ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اٰمَنَ) پ۳/۳

تُؤْمِنَ - وہ ایمان لائے۔ وہ ایمان لاتی ہے۔ وہ ایمان لائیگی، اِیْمَانٌ سے، مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، پ۲/۷، پ۲۲/۳

تُؤْمِنُنَّ - تم ضرور ایمان لاؤ گے، اِیْمَانٌ سے مضارع با نون تاکید صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہو گیا ہے، پ۳/۱۷

تُؤْمِنُوْا - تم ایمان لاتے ہو، تم ایمان لاؤ گے اِیْمَانٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر نون اعرابی عامل کے سبب سے حذف ہو گیا ہے۔ پ۳/۱۹، پ۴/۹، پ۱۵/۱۲، پ۲۴/۷، پ۲۵/۱۲، پ۲۶/۱۷ پ۲۷/۱۴، پ۲۸/۱،۷

تُؤْمِنُوْنَ - تم ایمان لاتے ہو، تم ایمان لاؤ گے اِیْمَانٌ سے۔ مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر پ۱/۹، پ۳/۲، پ۵/۵، پ۱۸/۱۰، پ۲۷/۱۴، پ۲۸/۱۰، پ۲۹/۹

تُؤْوِیْ - تو جگہ دے، تو جگہ دیتا ہے۔ تو جگہ دیگا، اِیْوَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اٰوٰی) پ۲۲/۳

تُؤْوِیْهِ - وہ جگہ دیتی ہے، وہ فرو کش کرتی ہے وہ ٹھکانہ دیتی ہے، تُؤْوِیْ اِیْوَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۹/۶

Marfat.com

فصل الهاء

تُهَاجِرُوْا۔ تم وطن چھوڑ جاؤ، مُهَاجَرَةٌ سے جس کے معنی کسی سے قطع تعلق کرنے، چھوڑنے اور ایک جگہ سے دوسری جگہ ہجرت کر جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، [illegible]

تَهْتَدُوْا۔ تم راہ پاؤ، تم راہ پاتے ہو، تم راہ پاؤ گے، اِهْتِدَاءٌ سے، مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، نون اعرابی عامل کے سبب حذف ہو گیا ہے (ملاحظہ ہو اهْتَدَوْا) ۲/۱۰۰ ۱۲/۱۵

تَهْتَدُوْنَ۔ تم راہ پاؤ، تم راہ پاتے ہو، تم راہ پاؤ گے، اِهْتِدَاءٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۱/۲ ۲/۳ ۱/۴ ۸/۷ ۲۵/۲

تَهْتَدِىْ۔ وہ راہ پاتی ہے، وہ راہ پائے گی، اِهْتِدَاءٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب، ۱۹/۱۸

تَهْتَزُّ۔ وہ ہلتی ہے، وہ پھنپھناتی ہے، وہ بل کھاتی ہے۔ اِهْتِزَازٌ سے مضارع کا صیغہ، واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اهْتَزَّتْ) ۱۹/۱۱ ۲۰/۸

تَهَجَّدْ۔ تو جاگ اٹھ، تو بیدار ہو جا، تو تہجد پڑھ تَهَجُّدٌ سے۔ جس کے معنی سونے اور جاگ اٹھنے دونوں کے آتے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، یہاں نماز تہجد ادا کرنا مراد ہے شیخ سلام اللہ دہلوی لکھتے ہیں۔

"تہجد کے معنی ہیں نماز کے لئے ہجود یعنی نیند کو چھوڑ دینا جیسے تَأَثُّم کے معنی ہیں اثم یعنی گناہ کو چھوڑ دینا۔ پھر خود اس نماز ہی کے لئے اس کا استعمال ہو گیا۔ اور سونے کو بھی تہجد کہتے ہیں لہذا یہ اضداد میں سے ہے"[1] ۱۵/۹

تَهْجُرُوْنَ۔ تم چھوڑتے ہو، تم بیہودہ بکتے ہو، هَجْرٌ سے۔ مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر هَجْرٌ کے معنی چھوڑنے اور ہزیان بکنے دونوں کے آتے ہیں اور یہاں دونوں صحیح ہیں، ۱۸/۴

تَهْدُوْا۔ تم راہ پر لاؤ، هِدَايَةٌ سے مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہدایت کا استعمال راہ پر لانے اور راہ بتانے دونوں معنی کے لئے ہوتا ہے پہلی صورت میں مطلوب تک پہنچنا ضروری ہے دوسری میں نہیں، یہاں دوسرے معنی مراد ہیں (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو هُدًى) ۵/۹

[1] الکمالین علی الجلالین ص۲۲۵ طبع نول کشور

Marfat.com

تَهْدِیْ۔ تو راہ دیتا ہے، تو راہ بتاتا ہے، تو راہ پر لائیگا، تو راہ دکھائیگا، ھِدَایَۃٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۹ پ۱۱ پ۲۰ پ۲۵

تَهْلُکَۃِ۔ ہلاکت میں ڈالنا، ھَلَکَ، یَھْلِکُ کا مصدر ہے، پ۲

تُهْلِکُنَا۔ تو ہم کو ہلاک کرتا ہے، تو ہم کو ہلاک کرے گا، تُهْلِكُ اِھْلَاکٌ سے مضارع کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم، پ۹ ع۱۲

تَهِنُوْا۔ تم سست ہو جاؤ، تم بودے ہو جاؤ، تم سستی کرو، وَھْنٌ سے مضارع کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے (ملاحظہ ہو اَوْھَنُ) پ۴ پ۱۲ پ۲۶

تَهْوِیْ۔ وہ گرتی ہے، وہ گر گئی، وہ پھینک دیتی ہے، وہ پھینک دیگی (ضَرَبَ) یہ صیغہ قرآن مجید میں دو جگہ استعمال ہوا ہے ایک سورہ حج میں تَهْوِیْ بِہِ الرِّیْحُ (اس کو ہوا پھینکدیتی ہے، اس کو ہوا گرادیتی ہے) یہ ھُوِیٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی اوپر سے نیچے گرنے اور جلد گزر جانے کے ہیں مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ دوسرے سورہ ابراہیم میں فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْ اِلَیْھِمْ (سو رکھ بعض لوگوں کے دل ان کی طرف جھکتے ہوئے) اصمعی کہتے ہیں ھَوَی یَھْوِیْ ھُوِیًّا کا استعمال اوپر سے نیچے کی طرف گرنے کے لئے ہوتا ہے، فراء تَهْوِیْ اِلَیْھِمْ کے معنی تُرِیْدُھُمْ بتاتے ہیں یعنی "وہ ان کا ارادہ کریں" "وہ ان کو چاہیں" چنانچہ بولتے ہیں رأیت فلانا یھوی نحوک (میں نے فلانے کو تیرا ارادہ کرتے ہوئے دیکھا) کہ یھوی بمعنی یرید (وہ ارادہ کرتا ہے) ہے نیز فراء نے تھوی کے معنی تسرع الیھم کے بتائے ہیں یعنی ان کی طرف تیزی سے آئیں، ابن الانباری اس کے معنی تنحط الیھم وتنحدر وتنزل (وہ ان کی طرف فروکش ہوں، اتریں اور نزول کریں) بیان کرتے ہیں، یہ ارباب لغت کا بیان ہے مفسرین میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما مشتاق ہونے کے معنی کہتے ہیں، سدی مائل ہونا اور قتادہ تیزی سے روانہ ہونا بتلاتے ہیں[1] پ۱۳ پ۱۷

تَهْوٰی۔ وہ خواہش کرتی ہے، وہ خواہش کریگی وہ چاہتی ہے، وہ چاہیگی (سَمِعَ) ھَوًی سے جس کے معنی خواہش کی طرف نفس کے مائل

[1] تفسیر خازن ج ۴ ص ۴۱

Marfat.com

ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو تبنت) پ۱۱ پ۱۴ پ۲۷

فصل الیاء المثناۃ

تایئسوا۔ تم ناامید ہو، (یئس) یاس سے جس کے معنی ناامید ہونے کے ہیں، مضارع کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں چونکہ لا نہی موجود ہے اس لئے فعل نہی ہے، پ۱۳

تیسّر۔ وہ آسان ہوا، وہ میسر ہوا، تیسّر سے جس کے معنی آسان ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۹

تیمّموا۔ تم قصد کرو، تم ارادہ کرو، تم تیمم کرو، تیمّم سے، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، "تیمم" کے معنی لغت میں مطلق قصد کرنے کے ہیں اور شریعت کی اصطلاح میں پاک مٹی یا اس چیز کا جو پاک مٹی کے قائم مقام ہو (جیسے پتھر چونہ وغیرہ) قصد کرنا اور طہارت کی نیت سے دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر چہرہ اور دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا مراد ہے، پ۳ پ۵ پ۶

تین۔ انجیر، قاضی بیضاوی لکھتے ہیں۔

"انجیر اور زیتون، اللہ تعالیٰ نے پھلوں میں خصوصیت کے ساتھ ان ہی دو کی قسم کھائی ہے کیونکہ انجیر ایک عمدہ میوہ ہے جس میں فضلہ نہیں ہوتا، اور غذائے لطیف سریع الہضم اور کثیر النفع ہے طبیعت کو نرم کرتا ہے اور بلغم کو تحلیل کرتا ہے گردوں کو صاف کرتا ہے، ریگ مثانہ کو نکالتا ہے، جگر اور تلی کے سدے کھولتا ہے، بدن کو فربہ کرتا ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ بواسیر کا قاطع اور نقرس کو نافع ہے۔ اور زیتون پھل کا پھل، سالن کا سالن اور دوا کی دوا ہے اس کا تیل لطیف ہوتا ہے جس کے فائدے بہت ہیں باوجودیکہ پہاڑی قسم کے علاقہ میں ہوتا ہے جہاں دہنیت نہیں ہوتی ہے، بعض کا قول ہے کہ تین اور زیتون سے مراد ارض مقدس کے دو پہاڑ ہیں یا دمشق اور بیت المقدس دو مسجدیں یا دو خاص شہر مراد ہیں"[1] پ۳۰

۱؎ انوار التنزیل تفسیر سورہ والتین۔

Marfat.com

بابُ الثاء المثلثة

فصل الالف

ثَابِتٌ. ثابت، استوار، محکم، مضبوط، ثَبَاتٌ اور ثُبُوْتٌ سے یعنی استوار ہونے اور ثابت رہنے کے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے پ۱۳/۲۴

ثَاقِبٌ. چمکنے والا، درخشندہ، جلا دینے والا، ثُقُوْبٌ سے، جس کے معنی آگ کے روشن ہونے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۲۳/۱۱ پ۳۰/۱۱

ثَالِثُ. تیسرا، اسم عدد ہے۔ مذکر کے لئے آتا ہے پ۶/۱۴ پ۲۶/۱۰

ثَالِثَۃَ. تیسری، اسم عدد ہے، مؤنث کے لئے آتا ہے، پ۲۷/۶

ثَامِنُهُمْ ان کا آٹھواں، ثَامِنٌ، اسم عدد مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۵/۱۵

ثَانِیَ دوسرا، اسم عدد ہے، مذکر کے لئے آتا ہے پ۱۰/۱۲

ثَانِیَ. موڑنے والا (ضَرَبَ) ثَنْیٌ سے جس کے معنی موڑنے کے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۱۷/۸

ثَاوِیًا. مقیم، باشندہ، رہنے والا، (ضَرَبَ) ثَوَاءٌ سے، جس کے معنی اقامت گزیں ہونے اور رہنے بسنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۲۰

فصل الباء الموحدۃ

ثُبَاتٍ. متفرق، جدا جدا، گروہ گروہ، ثُبَۃٌ کی جمع جس کے معنی جماعت اور گروہ کے ہیں پ۵

ثَبِّتْ. تو ثابت رکھ، تو قائم رکھ، تو ٹھیرا دے تَثْبِیْتٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَثْبِیْتًا) پ۲/۱۷ پ۴

ثَبَّتْنٰكَ. ہم نے تجھے ثابت رکھا، ہم نے تجھے ٹھیرا رکھا، ثَبَّتْنَا تَثْبِیْتٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم كَ ضمیر واحد مذکر حاضر، پ۱۵/۸

ثَبِّتُوْا. تم ثابت رکھو، تم استوار کرو۔

Marfat.com

تم قائم رکھو، تَثْبِيتٌ سے، امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ۱۶

ثَبَّطَهُمْ اس کو باز رکھا، ان کو روک دیا، ثَبَّطَ تَثْبِيطٌ سے، جس کے معنی روک دینے اور باز رکھنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۱۰

ثُبُوتِهَا۔ اس کا جما، اس کا استوار ہونا، اس کا ثابت ہونا، ثُبُوتٌ مضاف، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، ثُبُوتٌ ثَبَتَ يَثْبُتُ کا مصدر ہے جس کے معنی جمنے، استوار ہونے اور ثابت رہنے کے ہیں، پ۱۴

ثُبُورًا۔ ہلاکت، موت، ہلاک ہونا، مر جانا، ثَبَرَ يَثْبُرُ کا مصدر ہے، پ۱۸ پ۳۰

فصل الجيم المعجمة

ثَجَّاجًا۔ زور شور کے ساتھ برسنے والا، ثَجٌّ سے جس کے معنی زور شور کے ساتھ پانی کے برسنے اور بہنے کے ہیں بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ پ۳۰

فصل الراء المهملة

ثَرَى۔ خاک نمناک گیلی مٹی سیلی زمین اسم ہے پ۱۶

فصل العين المهملة

ثُعْبَانٌ۔ اژدہا، اسم ہے، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ۹ پ۱۹

فصل القاف

ثِقَالٌ۔ بھاری، گراں بار، بوجھل، ثَقِيلٌ کی جمع (ملاحظہ ہو اِثَّاقَلْتُمْ) پ۲۶

ثِقَالًا پ۸ پ۱۰ آیت شریفہ اِنْفِرُوا خِفَافًا وَّثِقَالًا (نکلو ہلکے اور بوجھل) میں خفاف اور ثقال سے کیا مراد ہے، بعض جوان اور بوڑھے مراد لیتے ہیں، بعض مفلس اور تونگر بتلاتے ہیں بعض مسافر اور مقیم کہتے ہیں اور بعض چست اور سست بیان کرتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ یہ سب معانی عموم آیت میں داخل ہیں کیونکہ آیت کا مقصود جہاد فی سبیل اللہ میں نکلنے کی دعوت ہے کہ ہر حال میں اللہ کی راہ میں نکلنا چاہئے خواہ دشواری اٹھانی پڑے یا آسانی ہو، شاہ ولی اللہ صاحب فتح الرحمٰن میں فرماتے ہیں۔

• یعنی در حالیکہ اسباب وحشم بسیار دارید

Marfat.com

بالجز قدر ضروری بدست شما نباشد وبایں توجیہ
آیت محکم باشد غیر منسوخ واللہ اعلم۔

ثَقِفْتُمُوْهُمْ. تم نے ان کو پایا، (سَمِعَ) ثَقِفْتُمُوْا ثَقْفٌ سے جس کے معنی کسی چیز کے پانے اور اس پر کامیاب ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واو اشباع کا ہے ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، اصل میں تو ثَقْفٌ کے معنی ہیں کسی شے کا ادراک کر لینے کے نیز اس کے کرنے اور انجام دینے میں مہارت اور حذاقت کے پائے جانے کے اور اسی لئے نظر کی مشاقی کی بدولت کسی چیز کو نگاہ سے پالینے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے، پھر مجازاً بغیر اس کے کہ حذاقت ومہارت ملحوظ ہو صرف پانے اور ادراک کرنے کے لئے بولنے لگے، چنانچہ قرآن مجید میں اس کا استعمال اسی معنی میں ہوا ہے، پ ۲/۸ پ ۵/۹

ثُقِفُوْا. وہ پائے گئے. ثَقْفٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۵/۴ پ ۲۲/۵

ثَقَلَیْنِ. دو بھاری چیزیں، دو ثقیل خلقتیں یعنی انسان اور جن، ثَقَل کا تثنیہ، انسان اور جن کا نام ثقلان یا تو اس لئے ہوا کہ یہ زمین پر بھاری ہیں یا اس لئے کہ یہ گرانقدر ومنزلت ہیں یا اس لئے کہ یہی تکلیف شرعیہ سے گرانبار ہیں، پ ۲۷/۱۴

ثَقُلَتْ. وہ بھاری ہوئی، (کَرُمَ) ثِقَلٌ سے، جس کے معنی گرانبار ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو اِثَّاقَلْتُمْ) پ ۸ پ ۹/۱۲ پ ۱۴/۶ پ ۳۰/۲۶

ثَقِیْلًا. گراں، بھاری، ثَقِیْلٌ بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے قَوْلًا ثَقِیْلًا (بھاری بات) سے مراد دعوت وتبلیغ اسلام ہے، پ ۲۹/۱۸و۲۰

فصل اللام

ثَلٰثٌ. تین، اسم عدد ہے، مؤنث کے لئے آتا ہے، پ ۱۶/۴ پ ۱۸/۱۴ پ ۲۳/۱۵ پ ۲۹/۲۱

ثُلٰثَ. تین تین، اسم ہے، ثَلٰثَةٌ ثَلٰثَةٌ سے معدول ہے، پ ۴/۱۲ پ ۲۲/۱۳

ثُلُثُ. تہائی، تیسرا حصہ، اسم ہے، پ ۴/۱۲

ثُلُثَا. دو تہائی، ثُلُثٌ کا تثنیہ، بحالت رفع نون تثنیہ اضافت کے سبب سے گر گیا ہے، پ ۴/۱۲

Marfat.com

ثُلُثَانِ۔ دو تہائی، ثُلُثٌ کا تثنیہ بحالتِ رفع، پ ۶/۲

ثَلٰثَةِ۔ تین، اسم عدد ہے، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ ۲/۸و۱۲، پ ۳/۱۲، پ ۶/۴، پ ۱۰/۴و۱۲
پ ۷/۲، پ ۱۱/۲، پ ۱۲/۹، پ ۱۵/۵، پ ۲۶/۱۲، پ ۲۸/۲و۱۷

ثَلٰثَ مِائَةٍ۔ تین سو، ثَلٰثَ مضاف مِائَةٍ مضاف الیہ، پ ۱۵/۱۶

ثَلٰثُوْنَ۔ تیس، اسم عدد ہے، بحالت رفع "ثلاثون" آتا ہے، پ ۹/۲

ثُلُثَهٗ۔ اس کا تہائی، ثُلُثَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۹/۱۱

ثُلُثَیْ۔ دو تہائی، ثُلُثٌ کا تثنیہ بحالتِ نصب و جر، نون تثنیہ اضافت کے سبب حذف ہو گیا ہے، پ ۲۹/۱۴

ثَلٰثِیْنَ۔ تیس، اسم عدد ہے، نصب و جر کی حالت میں "ثلاثین" آتا ہے، پ ۹

ثُلَّةٌ۔ انبوہ کثیر، بڑی جماعت، اصل میں ثُلَّةٌ لغت میں اُون کے گچھے کو کہتے ہیں اور کثرتِ اجتماع کی مناسبت سے انبوہ کثیر کے لئے ثُلَّةٌ کا استعمال ہوتا ہے
پ ۲۷/۱۲و۱۵

فصل المیم

ثَمَّ۔ وہاں، وہیں، اس جگہ، اسم اشارہ ہے، مکان بعید کے لئے آتا ہے اور باعتبار اصل کے ظرف ہے، پ ۱/۱۲، پ ۱۵/۸، پ ۱۹/۱۱، پ ۳۰/۹

ثُمَّ۔ پھر، حرف عطف ہے، ماقبل سے مابعد کے متاخر ہونے پر دلالت کرتا ہے، خواہ یہ متاخر ہونا بالذات ہو یا باعتبار مرتبہ کے یا وضع کے لحاظ سے ہو، پ ۱/۲و۳و۹و۱۰و۱۱
پ ۲/۷و۱۴، پ ۳/۳و۴و۶و۱۲و۱۹، پ ۴/۶و۸و۱۱و۱۳و۱۶، پ ۵/۱۱و۱۲و۱۳و۱۶
پ ۶/۲و۹و۱۰و۱۲، پ ۷/۲و۳و۴و۵و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۲و۱۳و۱۷
پ ۸/۱۲و۱۷و۱۹، پ ۹/۶و۷و۹و۱۳، پ ۱۰/۳و۴و۵و۹و۱۲و۱۸
پ ۱۱/۳و۷و۱۰، پ ۱۱/۱و۲و۳و۵و۷و۸و۹و۱۰و۱۲و۱۳و۱۴و۱۵و۱۶
پ ۱۲/۳و۴و۵و۶و۸و۹و۱۰و۲۱، پ ۱۳/۳و۷و۱۱، پ ۱۴/۱و۱۳و۱۵و۱۸و۱۹
پ ۱۴/۲۰و۲۱و۲۲، پ ۱۵/۱و۴و۷و۸و۱۰و۱۳و۱۷، پ ۱۶/۳و۸و۱۵و۱۹
پ ۱۶/۱۳و۱۴و۲۱، پ ۱۷/۱و۵و۸و۹و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵و۱۹
پ ۱۸/۱و۲و۳و۱۲، پ ۱۹/۲و۹و۱۰و۱۲و۱۵و۱۶و۱۷و۱۹
پ ۲۰/۱و۴و۹و۱۰و۱۲و۱۵، پ ۲۱/۲و۳و۵و۶و۷و۹و۱۱و۱۲و۱۴و
پ ۲۱/۱۵و۱۸، پ ۲۲/۳و۵و۹و۱۱و۱۲و۱۴و۱۵و۱۸و۱۹، پ ۲۳/۶و۷و۸
پ ۲۳/۱۲و۱۵و۱۶و۱۷، پ ۲۴/۲و۳و۴و۱۰و۱۳و۱۵و۱۸، پ ۲۵/۲۱
پ ۲۵/۲و۳و۷و۱۳و۱۷و۱۸و۱۹، پ ۲۶/۲و۳و۸و۱۱و۱۴

Marfat.com

پ ۲۷ (۵ و ۷ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۹ و ۲۰) پ ۲۸ (۲ و ۵ و ۱۱ و ۱۳) پ ۲۹ (۲ و ...)

پ ۲۹ (۲ و ۷ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ و ۲۱) پ ۳۰ (۲ و ۳ و ۵ و ۷ و ۸)

پ ۳۰ (۸ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۹ و ۲۶)

ثَمَانِیَ آٹھ۔ اسم عدد ہے، مؤنث کے لئے آتا ہے، پ ۲۰

ثَمَانِیَۃَ آٹھ، اسم عدد ہے مذکر کے لئے آتا ہے، پ ۸ پ ۱۵ پ ۲۵

ثَمَانِیْنَ اسّی۔ اسم عدد ہے۔ بحالتِ نصب و جر استعمال ہوتا ہے، پ ۱۸

ثَمَرٌ پھل، میوے، اس کا واحد، ثَمَرَۃٌ اور جمع ثِمَارٌ اور ثَمَرَاتٌ ہے، پ ۱۵

ثَمَرَاتٌ پھل، میوے، ثَمَرٌ کی جمع پ ۱ (۳ و ۱۵) پ ۲ پ ۳ پ ۸ پ ۹ پ ۱۳ (۱۰ و ۱۶ و ۱۸) پ ۱۳ (۸ و ۱۵) پ ۲۰ پ ۲۲ پ ۲۳ پ ۲۶

ثَمَرَۃٍ پھل، میوہ، واحد ہے، پ ۱

ثَمَرِہٖ اس کے پھل، اس کے میوے، ثَمَرِ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۸ پ ۸ پ ۲۲

ثَمَنَ مول، قیمت، اسم ہے بیچنے والا جو کچھ فروخت شدہ چیز کے مقابلہ میں لیتا ہے خواہ زر نقد ہو یا سامان اس کا نام ثمن ہے اور ہر وہ چیز جو کسی چیز کے عوض میں حاصل ہو وہ اس کا "ثمن" کہلاتا ہے، پ ۱۲

ثَمَنًا پ ۱ (۵ و ۱۰) پ ۲ پ ۴ پ ۶ (۱۰ و ۱۱) پ ۱۱ پ ۴ پ ۱۲ پ ۱۴

ثُمُنُ آٹھواں حصہ، اسم عدد ہے، پ ۴

ثَمُوْدُ حضرت صالح علیہ السلام کی قوم کا نام ہے۔ لفظ "ثمود" کو بعض عجمی بتاتے ہیں اور بعض عربی اور چونکہ یہ قبیلہ کا نام ہے اس لئے غیر منصرف پڑھتے ہیں، عربی ہونے کی صورت میں یہ ثَمَدٌ سے مشتق ہے بروزن فَعُوْلٌ، ثَمَدٌ بارش کے اس تھوڑے پانی کو کہتے ہیں جو گڑھے میں جمع ہو جاتا ہے، سردی میں باقی رہتا ہے اور گرمی میں سوکھ جاتا ہے ابو عمرو بن العلاء نے جو لغت و عربیت کے امام ہیں تصریح کی ہے۔

سمیت ثمود	چونکہ اس قوم میں پانی
لقلۃ مائھا	کی کمی تھی اس لئے وہ
الثمد الماء القلیل	ثمود کے نام سے موسوم
وکانت مساکنھم	ہوئی، ثَمَد تھوڑے
الحجر بین	پانی کو کہتے ہیں ان کی
الحجاز والشام	آبادیاں حجر میں حجاز و شام

الی وادی القریٰ کے درمیان وادی القریٰ تک
واقع تھیں۔ [1]

قاضی بیضاوی ثمود کی وجہ تسمیہ بیان
کرتے ہیں۔

سموا باسم ابیہم اپنے مورث اعلیٰ ثمود بن
الاکبر ثمود بن عابر عابر بن ارم بن سام بن
بن ارم بن سام بن نوح کے نام پر پوری قوم
نوح [2] کا نام پڑ گیا ہے۔

مولانا سید سلیمان صاحب ندوی کی تحقیق اس بارے میں جداگانہ ہے وہ فرماتے ہیں۔

"ثمود کی لفظی تحقیق شاید عربی میں صحیح نہ ملے ثمد عربی زبان میں آبِ قلیل کو کہتے ہیں، لیکن اس سے کوئی خاص مناسبت نہیں معلوم ہوتی، عبری میں ایک لفظ تامید ہے جس کے معنی "دائم" اور "خالد" کے ہیں، عربی کی "ث" اور عبری کی "ت" ایک چیز ہے، عبری میں ث نہیں ہے اس لئے اکثر وہ الفاظ جو عربی میں "ث" سے ہیں، عبری میں "ت" ہیں، اس بنا پر ثمود کے معنی عام سامی زبان میں وہی ہوں گے جو عربی میں خالد کے معنی ہیں اور بہت قبائل عرب کے نام میں [3]

قوم ثمود، سامی اقوام ہی کی ایک شاخ ہے سامی اقوام کو عرب مورخین "امم بائدہ" (ہلاک شدہ قومیں) کہتے ہیں، کیونکہ وہ انقلابات و حوادث کی نذر ہو کر فنا ہو گئیں، اور "عرب عاربہ" بھی کہتے ہیں کیونکہ وہ عرب کے خالص النسل باشندے تھے جن میں غیر قوموں کا پیوند نہیں لگا تھا اور بعض یہود کی غلط اتباع میں ان کو عمالیق بھی کہتے ہیں ان امم بائدہ یا عرب عاربہ کا سلسلۂ نسب تمام مورخین کے بیان کے مطابق ارم بن سام بن نوح پر منتہی ہوتا ہے۔

تحقیقات جدیدہ یعنی انکشافات عصریہ اور قدیم تاریخ دونوں کا متفقہ فیصلہ ہے کہ عرب کے قدیم باشندے یعنی امم سامیہ بڑی پُرشکوہ اور باعظمت قومیں تھیں، جنھوں نے بابل و اسیریا، مصر و شام اور قرطاجنہ میں بڑی بڑی متمدن سلطنتیں قائم کیں اور

[1] معالم التنزیل امام بغوی ج ۲ ص ۲۰۸ طبع مصر ۱۳۳۲ھ [2] انوار التنزیل بیضاوی ج ۱ ص ۲۵۰ طبع مصر ۱۳۳۲ھ [3] ارض القرآن ج ۱ ص ۱۸۸ طبع معارف اعظم گڑھ۔

Marfat.com

مدت دراز تک ان ممالک کو اپنے زیرِ نگیں رکھا عرب مورخین ان ہی امم سامیہ کو عرب بائدہ یا عرب عاربہ اور ان کے مختلف قبیلوں کو عاد، ثمود اور طسم و جدیس کہتے ہیں، اندرونِ عرب میں حضرموت سے سواحل خلیج فارس کے طول میں عراق تک عاد، حجاز سے حدودِ سینا تک ثمود یمامہ میں طسم و جدیس اور یمن میں اہلِ معین حکمراں تھے۔

ثمود کا دورِ ترقی ہلاکت عادِ اولیٰ کے بعد سے شروع ہوتا ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عہد سے پہلے پہلے ختم ہو جاتا ہے۔ ثمود شمالی عرب کی ایک زبردست اور پر شوکت قوم تھی، عاد کی طرح فنِ تعمیر میں اسے بھی ید طولیٰ حاصل تھا۔ پہاڑوں کو تراش کر سر بفلک عمارتیں اور بلند و رفیع مقبرے تیار کرنا ان کا بھی دستور تھا۔ ان کی یادگاریں اب تک موجود ہیں۔

بت پرستی ان کا مذہب تھا، اللہ وحدہٗ لاشریک لہٗ کی عبادت سے منہ موڑ کر ستاروں کی ہیکلوں کے پرستار بن گئے تھے، چنانچہ سنتِ الٰہیہ کے مطابق حضرت صالح علیہ السلام ان کی طرف مبعوث ہوئے، اور انھوں نے ان کو دینِ حق کی دعوت دی لیکن بدبخت قوم نے قبول نہ کیا اور معجزہ کی طالب ہوئی۔ آخر "ناقۃ اللہ" معجزہ کی شکل میں ظاہر ہوئی۔ اور حضرت صالح علیہ السلام نے صاف صاف اعلان کر دیا کہ اب تمہارا مطالبہ پورا ہو چکا، یہ اونٹنی اللہ کی ایک آیت اور نشانی ہے، اسے نہ چھیڑو، اور زمین پر چرنے دو، چشمہ کا پانی ایک دن تم پینا اور ایک دن یہ پیے گی، اگر اس اونٹنی کو کسی طرح کا گزند پہنچا تو پھر خیر نہیں۔ عذابِ الٰہی کا آنا حتمی اور یقینی ہے، لیکن بدنصیب قوم نے آپ کے فرمان پر دھیان نہ کیا۔ قوم میں ایک مختصری محدود اور کمزور جماعت آپ پر ایمان لا چکی تھی، اس نے آپ کی دعوت کو لبیک کہا لیکن کافروں میں نو اشخاص نے جو قوم میں سربر آوردہ اور بڑے مفسد تھے یہ سازش کی کہ حضرت صالح علیہ السلام اور ان کے خاندان پر شبخون مارا جائے۔ انھوں نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالیں۔ آخر عذاب الٰہی نے ایک ہولناک زلزلہ کی صورت میں ظاہر ہو کر باستثناء صالح اور مومنین صالح تمام قوم

فلک کے گھاٹ اتار دیا، قرآن مجید میں حضرت
صالح علیہ السلام کی دعوت تبلیغ اور ثمود
کی سرکشی و عدوان اور بالآخر عبرتناک طور
پر عذاب الٰہی سے ان کی ہلاکت کا بیان
نہایت تفصیل سے مذکور ہوا ہے۔

یہ واضح رہے کہ ان کے طریق ہلاک
کو قرآن مجید نے کہیں رجفہ (زلزلہ) کہیں صاعقہ
(کڑک) کہیں صیحہ (چیخ) سے تعبیر کیا ہے، اور
کہیں صرف عذاب بتایا ہے۔ یہ ایک ہی
حقیقت کی مختلف تعبیرات ہیں، ایک
کوندتی اور گرجتی ہوئی بجلی جب پوری قوت
کے ساتھ لرزہ فگن انداز میں کسی مقام پر گرے
تو بیک وقت زلزلہ، کڑک اور چیخ سب کچھ
ہے، بعض مفسرین نے یہاں زلزلہ مراد لیا ہے
اس لئے قرین قیاس ہے کہ یہ آتش فشاں
زلزلہ ہو، کیونکہ جغرافیہ دانان قدیم و جدید کا
اس پر اتفاق ہے کہ ارض ثمود آتش فشاں
مادہ سے بھری ہوئی ہے (ملاحظہ ہو اصحٰب
الحِجر، صالح، ناقۃ اللہ، واد) پ ۸/۱۴
پ ۸/۱۵ پ ۱۲/۸و۹ پ ۱۳/۱۴ پ ۱۵/۹ پ ۱۷/۱۳ پ ۱۹/۱۲و۱۵ پ ۱۹/۱۶ پ ۳۰/۱۰

فصل الواو

ثَوَاب، ثواب، انعام، جزا، بدلہ، ثواب
ثَوْبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی کسی شے
کے اپنی پہلی حالت کی طرف جس پر کہ وہ تھی
یا اس حالت کی طرف کہ جو اول مرتبہ انسانی
ذہن میں اس شے کے متعلق قائم ہوتی ہے
لوٹنے اور رجوع کرنے کے ہیں اس لئے
انسان کے اعمال کی جو جزا اس کی طرف
راجع ہو اسے "ثواب" کہا جاتا ہے اور لغوی
حیثیت سے گو ثواب کا استعمال اچھے اور برے
دونوں قسم کے اعمال کی جزا کے لئے ہوتا ہے
لیکن عرف میں زیادہ تر نیک اعمال کی جزا
کے لئے مستعمل ہے، پ ۴ع۱۶ پ ۵ع۱۱ پ ۶ع۱۲ پ ۱۲ پ ۱۳

ثُوِّبَ۔ بدلا دیا گیا، تَثْوِیْبٌ سے جس کے معنی
بدلہ دینے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ، واحد
مذکر غائب، ثُوِّبَ کا استعمال قرآن مجید میں
برے اعمال کی جزا ہی کے لئے ہوا ہے۔ پ ۳۰

فصل الیاء المثناۃ

ثِیَابٌ۔ کپڑے، پوشاک، ثَوْبٌ کی جمع جس کے

معنی کپڑے کے ہیں، اس کی جمع اَثْوَابٌ
بھی آتی ہے، پ ۲۹ ثِيَابًا پ ۱۲

ثِيَابَكَ تیرے کپڑے، ثِيَابَ مضاف كَ
ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، آیت شریفہ
وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (اور اپنے کپڑے پاک کر)
میں بعض نے "ثیاب" سے اس کے حقیقی معنی
(کپڑے) مراد لئے ہیں۔ اور بعض کہتے ہیں
کہ "ثیاب" نفس سے کنایہ ہے یعنی اپنی جان
کو پاک رکھ جیسے شاعر کہتا ہے ع ثیاب
بنی عوف طهاری نقیة (بنی عوف
کے دل پاک صاف ہیں) کہ یہاں "ثیاب"
سے مراد ان کے نفوس، دل اور جانیں
ہیں۔ پ ۲۹

ثِيَابَكُمْ تمہارے کپڑے، تمہاری پوشاک
ثیاب مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
مضاف الیہ، پ ۱۸

ثِيَابَهُمْ ان کے کپڑے، ان کی پوشاک
ثیاب مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ، پ ۱۱ پ ۲۹

ثِيَابَهُنَّ ان کے کپڑے، ان کی پوشاک
ثیاب مضاف هُنَّ ضمیر جمع مونث غائب
مضاف الیہ پ ۱۸

ثَيِّبَاتٍ بیاہی ہوئیں، بیوہ عورتیں، ثَيِّبٌ
کی جمع، جس کے معنی بیاہی ہوئی اور نیز اس
عورت کے ہیں جس کے خاوند نے اسے طلاق
دیدی ہو یا وہ مرچکا ہو۔ پ ۲۸

Marfat.com

بَابُ الجِيمِ المُعجَمَة

فصل الالف

جَآءَ۔ وہ آیا (ضَرَبَ) مَجِیْئٌ سے، جس کے معنی آنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب عربی میں جس معنی میں اِتْیَانٌ آتا ہے وہی معنی مَجِیْئٌ کے ہیں، لیکن مَجِیْئٌ اس سے زیادہ عام ہے کیونکہ اِتْیَانٌ کے معنی بسہولت آنے کے ہیں۔ علاوہ ازیں اِتیان کا استعمال کبھی صرف ارادہ کے اعتبار سے ہی ہو جاتا ہے، اگرچہ اس کا حصول نہ ہو، اور مجیئ کا استعمال اس کے حصول کے اعتبار سے ہوتا ہے، جَآءَ کا استعمال اعیان اور معانی اور خود آنے اور کسی کے حکم سے آنے سب کے لئے ہوتا ہے، نیز کسی جگہ یا کام یا وقت کا قصد کرنے کے لئے بھی آتا ہے، جب اس کے صلہ میں با آئے تو یہ متعدی ہو جاتا ہے اور لانے کے معنی ہوتے ہیں۔ پ۵ ۸۸، پ۶ ۱۳ و ۲۸، پ۸ ۱۱، پ۹ ۴ و ۶، پ۱۰ ۱۳ و ۱۸

پ۱ ۲، پ۱۲ ۳۲ و ۵۸ و ۷۳ و ۸۸ و ۹۴، پ۱۳ ۴۳ و ۳۳ و ۵۵، پ۱۴ ۵۴ و ۹۶، پ۱۵ ۱ و ۹
پ۱۶ ۲، پ۱۸ ۲ و ۴ و ۶۳، پ۱۹ ۶ و ۱۸، پ۲۰ ۳ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳، پ۲۱ ۱۸، پ۲۲ ۱۴ و ۱۶
پ۲۳ ۶ و ۷، پ۲۴ ۱۲، پ۲۶ ۱۴ و ۱۹، پ۲۷ ۱۰ و ۱۸، پ۲۸ ۱۲، پ۲۹ ۵ و ۶
پ۳۰ ۱۲ و ۲۵

جَآءَتْ۔ وہ آئی، مَجِیْئٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۶ ۱۹، پ۸ ۱۲ و ۱۳، پ۱۲ ۶ و ۱۲، پ۱۹ ۱۸
پ۱۹ ۱۴، پ۲۶ ۴، پ۳۰ ۵ و ۵

جَآءَتْكَ۔ وہ تیرے پاس آئی، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ۲۴ ۴

جَآءَتْكُمْ۔ وہ تمہارے پاس آئی، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۲ ۳، پ۸ ۱۶ و ۱۸، پ۱۱ ۱۱، پ۲۴ ۸

جَآءَتْنَا۔ وہ ہمارے پاس آئی، اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے، پ۹ ۲

جَآءَتْهُ۔ وہ اس کے پاس آئی۔ اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ۱۲ ۱، پ۱۲ ۴، پ۱۳ ۴

جَآءَتْهَا۔ وہ اس کے پاس آئی۔ اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے پ۱۱ ۸

Marfat.com

جَآءَتْهُمْ. وہ ان کے پاس آئی، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۲/۱۰ پ۳/۱ پ۶/۲و۹ پ۷/۱۰و۱۴ پ۸/۳و۱۱ پ۹/۲و۳ پ۱۱/۶و۱۵ پ۱۳/۱۲ پ۱۹/۱۶ پ۲۱/۳ پ۲۲/۱۵ پ۲۳/۱۱و۱۴ پ۲۴/۳ پ۳۰/۲۲

جَآءَكَ. وہ تیرے پاس آیا۔ اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے (ملاحظہ ہو جَآءَ) پ۱/۱۲، پ۲/۱ پ۳/۱۴ پ۷/۱۰و۱۲ پ۱۰/۱۱ پ۱۲/۱۱ پ۲۸/۸و۱۲

جَآءَكُمْ. وہ تمہارے پاس آیا۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۱/۱۱ پ۲/۱۰ پ۶/۳و۴و۷ پ۷/۱۹ پ۸/۶و۱۵و۱۶ پ۹/۱۲ پ۱۱/۵و۱۳و۱۹ پ۲۲/۱۰و۱۹ پ۲۴/۹ پ۲۶/۱۳ پ۲۸/۷و۸

جَآءَنَا. وہ ہمارے پاس آیا۔ اس میں نَا ضمیر جمع متکلم ہے پ۸/۱ پ۱۶/۱۲ پ۲۴/۹ پ۲۵/۱۰ پ۲۹/۱

جَآءَنِیْ. وہ میرے پاس آیا۔ اس میں نونِ وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ۱۶/۹ پ۱۹/۱ پ۲۴/۱۲

جَآءُوْ. وہ آئے۔ مَجِیْءٌ سے۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہے پ۹/۱۰ پ۱۲/۱۲ پ۱۸/۸و۱۲ پ۳۰/۲ پ۲۹/۳

جَآءُوْكَ. وہ تیرے پاس آئے، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ۵/۶ پ۶/۱۰ پ۶/۹ پ۲۸/۲

جَآءُوْكُمْ. وہ تمہارے پاس آئے۔ اس میں كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ۵/۹ پ۶/۱۲ پ۲۱/۱۸

جَآءُوْهَا. وہ اس کے پاس آئے، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۲۴/۵و۱۷

جَآءُوْهُمْ. وہ ان کے پاس آئے، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۱/۱۲ پ۲۱/۸

جَآءَهٗ. وہ اس کے پاس آیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۱۲/۱۷ پ۱۵/۱۱ پ۲۰/۹ پ۲۱/۳ پ۳۰/۵

جَآءَهَا. وہ اس کے پاس آیا۔ اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۱۹/۱۲ پ۲۲/۱۹

جَآءَهُمْ. وہ ان کے پاس آیا۔ اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱/۱۲ پ۳/۱۰و۱۷ پ۴/۲ پ۵/۸ پ۷/۱۴ پ۸/۷و۱۱ پ۸/۸ پ۱۱/۸و۱۵ پ۱۳/۹ پ۱۴/۲۱ پ۱۵/۱۱و۱۲و۲۰ پ۱۸/۴ پ۱۹/۱۵ پ۲۰/۷و۸و۱۹ پ۲۱/۲ پ۲۲/۱۱و۱۸ پ۲۳/۱۰ پ۲۴/۸و۱۹ پ۲۵/۱۱و۱۲و۱۸و۲۰ پ۲۶/۶و۱۵ پ۲۷/۵و۸ پ۲۸/۹

جَابُوْا. انہوں نے تراشا، (نَصَرَ) جَوْبٌ سے جس کے معنی تراشنے اور قطع کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۳۰/۱۴

جٰثِمِیْنَ. اوندھے پڑنے والے، زانو کے بل گرنے والے، جُثُوْمٌ سے جس کے معنی سینے کے بل اوندھے منہ زمین پر پڑنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، جَاثِمٌ کی جمع، پ۸/۱۶ پ۹/۱ پ۱۲/۶و۸ پ۲۰/۱۹

Marfat.com

جَاثِیَۃٌ. زانو پر بیٹھنے والی، زانو پر گرنے والی، جُثُوٌّ اور جُثِیٌّ سے، جس کے معنی زانو پر بیٹھنے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مونث غائب، یہاں لفظ "جاثیہ" جمع کی جگہ پر استعمال ہوا ہے جیسے جَمَاعَۃٌ قَائِمَۃٌ یا جَمَاعَۃٌ قَاعِدَۃٌ بولتے ہیں، پ ۲۵

جَادَلْتُمْ. تم نے جھگڑا کیا، تم جھگڑے، مُجَادَلَۃٌ سے جس کے معنی جھگڑا کرنے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جِدَال) پ ۵/۱۴

جَادَلْتَنَا. تو نے ہم سے جھگڑا کیا۔ جَادَلْتَ مُجَادَلَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر نَا ضمیر جمع متکلم، پ ۱۲/۳

جَادَلُوْا. انھوں نے جھگڑا کیا۔ مُجَادَلَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ ۲۴

جَادَلُوْكَ. انھوں نے تجھ سے جھگڑا کیا، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ ۱۴/۱۹

جَادِلْهُمْ. تو ان سے جھگڑا کر، تو ان کو الزام دے، تو ان سے مناظرہ کر، جَادِلْ مُجَادَلَۃٌ سے، امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۱۴/۲۲

جَارٌ. پڑوسی، ہمسایہ، جو پڑوس میں رہے وہ جار کہلاتا ہے، یہ اسماءِ متضائفہ میں سے ہے جس طرح کہ اخٌ (بھائی) اور صدیق (دوست) ہیں کہ جس کا یہ پڑوسی وہ اس کا پڑوسی، کبھی کبھی مجازاً جار بمعنی مددگار، حامی اور رفیق کے بھی آتا ہے۔ چنانچہ اِنِّیْ جَارٌ لَّكُمْ میں یہی معنی مجازی مراد ہیں، پ ۵، پ ۸

جَارِيَاتٌ. چلنے والیاں جَرْیٌ سے جس کے معنی پانی کی روانی کی طرح تیز چلنے کے ہیں اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مونث، جَارِیَۃٌ کی جمع، پ ۲۶/۱۸

جَارِيَۃٌ. کشتی، چلنے والی، بہنے والی، رواں جَرْیٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مونث چونکہ کشتی سطحِ آب پر چلتی ہے، اس لئے جاریۃ کہلاتی ہے، پ ۲۹، پ ۳۰/۱۲

جَازٍ. کفایت کرنے والا، کام آنے والا، بدلہ دینے والا، جَزَاءٌ جس کے معنی کام آنے کافی ہونے، اور بدلہ دینے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ ۲۱/۱۴

جَاسُوْا. وہ گھس پڑے، وہ داخل ہوگئے (القصص) جَوْسٌ سے، جس کے معنی لوٹ مار کے لئے

Marfat.com

گھس پڑنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ ۱۵/۴

جَاعِلٌ. بنانے والا، کرنے والا، رکھنے والا، جَعْلٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر۔ (ملاحظہ ہو جَعَلَ) پ ۱/۴ پ ۳/۱۴ پ ۲۲/۱۳

جَاعِلُكَ. تجھکو بنانے والا، تجھکو کرنے والا، تجھے رکھنے والا، جَاعِلٌ مضاف، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱/۱۵

جَاعِلُوْنَ. بنانے والے، کرنے والے، رکھنے والے، جَعْلٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر جَاعِلٌ کی جمع۔ پ ۱۵/۱۴

جَاعِلُوْهُ، اس کو کرنے والے، اس کو بنانے والے، جَاعِلُوْ مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، اضافت کے سبب سے نون جمع گر گیا ہے (ملاحظہ ہو جَعَلَ) پ ۲۰/۴

جَالُوْتَ. ایک کافر بادشاہ کا نام ہے، یہ عجمی لفظ ہے، عربی میں اس کی کچھ اصل نہیں بحر روم کے کنارے مصر و فلسطین کے درمیان جو عمالقہ آباد تھے ان ہی میں سے تھا۔ بڑے زور و قوت کا فرمانروا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد ایک مدت تک بنی اسرائیل کا کام بنا رہا، پھر جب ان کی نیت بگڑی، دینداری میں فتور آیا تو غنیم مسلط ہوا، یہی جالوت ان پر چڑھ دوڑا ان کے اطراف کے شہر چھین لئے، بڑی لوٹ مار مچائی اور بہت قتل و غارت کیا، اور توارت کو فنا کر ڈالا، جو معزز اور سردار تھے ان کو گرفتار کر کے ساتھ لیتا تھا اور باقی کو رعایا بنا کر ان پر خراج مقرر کیا، جو لوگ باقی بچے وہ بھاگ کر بیت المقدس میں جمع ہوئے اور پیغمبر وقت سے درخواست کی کہ کوئی با اقبال بادشاہ ہم پر مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ بارگاہ الٰہی سے طالوت ان پر بادشاہ مقرر کیا گیا، اور طالوت کی سرکردگی میں بنی اسرائیل کی ایک مختصر سی جماعت جو تین سو تیرہ نفوس پر مشتمل تھی، جالوت کی فوج کے مقابل ہوئی، جالوت خود مقابلہ کو نکلا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ہاتھ سے مارا گیا، اور اس کے لشکر نے شکست فاش اٹھائی، جالوت اور طالوت کی جنگ اور جالوت کے قتل کا قصہ قرآن مجید سورۂ بقرہ میں تفصیل سے مذکور ہے۔

Marfat.com

جَامِدَۃٌ۔ جمی ہوئی، ٹھیری ہوئی۔ جُمُوْدٌ سے، جس کے معنی جمنے اور ٹھیرنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۲۰

جَامِعٌ۔ جمع کرنے والا، اکٹھا کرنے والا۔ اَجْمَعٌ سے جس کے معنی جمع کرنے اور اکٹھا کرنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ ۴ پ ۱۴ پ ۱۵

جَانٌّ۔ جن، سانپ، جِنٌّ کی جمع ہے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس طرح ابو البشر (سارے انسانوں کے باپ) کا نام آدم ہے، اسی طرح ابوالجن (جنوں کے باپ) کا نام جانٌّ ہے، قتادہ کا بیان ہے کہ جان ابلیس ہی ہے اور بعض علماء کا خیال ہے کہ جان ابوالجن اور ابلیس ابوالشیاطین ہے، جن مسلمان بھی ہوتے ہیں اور کافر بھی۔ جس طرح بنی آدم کھاتے پیتے اور مرتے جیتے رہتے ہیں، یہی حال ان کا ہے، اور شیاطین مسلمان نہیں ہوتے نہ ابلیس کے مرنے سے پہلے ان کو موت آئے گی۔[1] راغب کی رائے میں جان جن کی ایک خاص نوع ہے۔ سانپ کی شکل جو بہت لہراتی اور پھنپھناتی ہوا سے بھی عربی میں جان کہتے ہیں پ ۱۴ پ ۱۹ پ ۲۰ پ ۲۷

جَانِبٌ۔ جانب، کنارہ، طرف، کروٹ، رخ اصل میں جَنْبٌ پہلو کو کہتے ہیں، عرب کی عادت ہے کہ وہ اعضاء وجوارح ہی کو بطور استعارہ سمتوں کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ چنانچہ یمین وشمال اصل میں دائیں بائیں ہاتھ کا نام ہے اور دائیں بائیں سمتوں کے لئے بھی استعمال ہوتے ہیں۔ اسی طرح پہلو کی سمت کو جَنْبٌ اور جَانِبٌ بولتے ہیں پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۲۰ پ ۲۳

جَانِبِہٖ۔ اس کا بازو، اس کی کروٹ، اس کی جانب، جَانِبِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۵ پ ۲۵

جَاوَزَا۔ وہ دونوں آگے چلے، وہ دونوں گزرے، مُجَاوَزَۃٌ سے جس کے معنی کسی چیز سے گزر جانے اس کو پار کرنے اور آگے بڑھنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، پ ۱۵

جَاوَزْنَا۔ ہم نے پار کرایا۔ ہم نے پار اتارا۔ مُجَاوَزَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۹ پ ۱۱

---

[1] تفسیر خازن ج ۴ ص ۵۳۔

Marfat.com

جَاوَزَهٗ۔ وہ اس کے پار اترا، وہ اس کے پار ہوا جَاوَزَ مُجَاوَزَةٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۱۱

جَاهِدْ۔ تو جہاد کر، تو لڑائی کر، مُجَاهَدَةٌ سے امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، مجاہدہ زبان اور ہاتھ دونوں سے ہوتا ہے (ملاحظہ ہو مُجَاهِدُوْنَ) پ ۱۹ پ ۲۰

جَاهَدَ۔ اس نے جہاد کیا، اس نے جنگ کی مُجَاهَدَةٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ ۹ پ ۲۰

جَاهَدَاكَ۔ وہ دونوں تجھ سے لڑے، انھوں نے تجھ پر زور ڈالا، ان دونوں نے تجھ پر کوشش کی، جَاهَدَ مُجَاهَدَةٌ سے، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر پ ۲۰ پ ۲۱

جَاهَدُوْا۔ انھوں نے جہاد کیا، انھوں نے محنت کی، وہ لڑے، مُجَاهَدَةٌ سے، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ ۲ پ ۵ پ ۱۰ پ ۱۴ پ ۲۱ پ ۲۶

جَاهِدُوْا۔ تم محنت کرو، تم لڑو، تم جہاد کرو، مُجَاهَدَةٌ سے، امر کا صیغہ، جمع مذکر حاضر، پ ۶ پ ۱۰ پ ۱۷

جَاهِدْهُمْ، تو ان سے جہاد کر، تو ان سے مقابلہ کر، جَاهِدْ فعل امر، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۱۹

جَاهِلُ۔ جاہل، بے خبر، نادان، جَهَالَةٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو جَهَالَةٌ) پ ۴

جَاهِلُوْنَ۔ نادان، جاہل، ان سمجھ، جَاهِلُ کی جمع، بحالت رفع، اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر، پ ۱۳ پ ۱۹ پ ۲۴

جَاهِلِيَّةِ۔ جاہلیت، نادانی، حالت جہل اسم ہے، جَهْلٌ سے مشتق ہے، قبل از اسلام کے حالات اور زمانے کو جاہلیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ بیضاوی لکھتے ہیں۔

والمراد بالجاھلیۃ	جاہلیت سے مراد
الملۃ الجاھلیۃ	ملت جاہلیت یعنی
التی ھی متابعۃ	اپنی خواہش پر چلنا
الھویٰ۔ [1]	ہے۔

پ ۴ پ ۲۲ پ ۲۶

[1] انوار التنزیل ج ۱ ص ۱۹۶۔

Marfat.com

جٰهِلِيْنَ۔ جاہل، نادان، بے عقل۔ جَاهِلٌ
کی جمع بحالتِ نصب وجر، اسم فاعل کا صیغہ
جمع مذکر، پ۷ ب۱۰، پ۹ ب۱۱، پ۱۲ ع۳، پ۱۳ ب۹

جَآئِرٌ۔ کج، ٹیڑھا، جَوْرٌ سے، جس کے معنی
راہ سے ہٹنے اور کج ہونے کے ہیں، اسم
فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ۱۴ ع۷

فصل الباء الموحدة

جُبّ۔ وہ گہرا کنواں، جس کی کوئی تعمیر
نہ کی گئی ہو، اسم ہے۔ پ۱۲ ع۱۲

جَبَّارٌ۔ سرکش، زور کرنے والا، زبردست
دباؤ والا، خود اختیار، جَبْرٌ سے، مبالغہ کا صیغہ
اہلِ لغت کی تصریح کے مطابق "جبر" کے
معنی اصل میں ایک طرح کی زبردستی کے
ساتھ کسی شئے کی اصلاح کرنے کے ہیں لیکن
جبر کا استعمال صرف اصلاح یا محض زبردستی
کے لئے بھی ہوتا ہے، انسانوں میں جبّار وہ
شخص کہلاتا ہے کہ جو اپنے نقص کو علوِ مرتبت
کے اس ادعا سے پورا کرنا چاہے جس کا وہ
مستحق نہیں ہے، بایں معنی "جبار" کا استعمال
بطورِ مذمت ہی ہوتا ہے، کبھی کبھی جبّار
اس کو بھی کہتے ہیں جس کا دوسرے پر دباؤ و
زور ہو جیسے وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِجَبَّارٍ (اور
تیرا ان پر دباؤ نہیں، اور تو ان پر زور کرنے والا
نہیں)۔

صفتِ باری تعالیٰ میں جو وصف جبّار
مذکور ہے جیسے الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ
اس سلسلہ میں دو قول ہیں، ایک یہ کہ چونکہ
باری تعالیٰ اپنے فیضانِ نعمت سے سب
لوگوں کی حالتیں درست کرتا اور ان کے
نقصانات پورے فرماتا ہے اس لئے اس کا
نام جبّار ہے، یعنی نقصانات کا پورا کرنے والا
احوال درست کرنے والا، عرب والے بولتے
ہیں جبرت الفقیر یعنی میں نے فقیر کی حالت
درست کر دی اسے تونگر کر دیا۔

دوسرے یہ کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اپنے ارادہ کے
آگے سب کو مجبور کر دیتا ہے اس لئے وہ جبّار
سے موسوم ہے، امام بیہقی کتاب الاسماء والصفات
میں محمد بن کعب سے روایت کرتے ہیں۔

انما یسمی الجبار	وہ جبار سے اس لئے موسوم ہے
لانہ یجبر الخلق	کہ مخلوق کو اپنے ارادہ کے
علی ما اراد (ص۲۶)	آگے مجبور کر دیتا ہے۔

Marfat.com

اس توجیہ پر دو اعتراض کئے گئے ہیں، ایک بحیثیتِ لفظ، دوسرا بحیثیتِ معنی۔ لفظی حیثیت سے تو بعض اربابِ لغت نے یہ اعتراض کیا ہے کہ مجبور کرنے کے معنی میں اِجْبَارٌ آتا ہے نہ کہ جَبْرٌ اور بابِ اِفْعَالٌ سے مبالغہ کا صیغہ بروزن فَعَّالٌ نہیں آسکتا، پس جَبَّار کا صیغہ باب اِجْبَارٌ سے نہیں بن سکتا، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جَبْرٌ سے بنا ہے، اِجْبَارٌ سے نہیں اور جَبْرٌ کے معنی بھی مجبور کرنے کے آتے ہیں، چنانچہ مروی ہے لا جبر و لا تفویض (نہ مجبور کرنا ہے، نہ سونپ دینا)۔ ابو النجم بیہقی نے تاج المصادر میں تصریح کی ہے کہ باب اِجْبَارٌ ہی سے ہے مگر خلافِ قیاس ہے۔

دوسرا اعتراض معنوی حیثیت سے معتزلہ کی ایک جماعت نے کیا ہے، چنانچہ وہ اس معنی کو تسلیم کرنے سے انکار کرتی اور یہ کہتی ہے کہ اللہ کی شان اس سے بالاتر ہے کہ وہ بندوں کو مجبور کرے، حالانکہ یہ انکار کی بات ہی نہیں کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمتِ الٰہیہ کے اقتضا کے مطابق بندوں کو بہت سی ایسی چیزوں پر مجبور کر رکھا ہے کہ جن سے ان کو رہائی نہیں مل سکتی۔ نادان اور گمراہ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ایسا نہیں سو یہ نرا وہم ہے، بیماری، موت حشر پر سب مجبور ہیں، اللہ تعالیٰ نے ہر ایک کو خاص صنعت اور خاص طریقۂ اعمال و اخلاق پر مسخر فرمایا ہے کہ بس اسی کی انجام دہی میں مصروف اور اسی کی دھن میں لگا ہوا ہے، بندہ مجبور بصورتِ مختار ہے۔ چنانچہ جو کوئی جس دھن میں لگا ہوا ہے اسی میں مگن ہے اسے چھوڑنا نہیں چاہتا اور کوئی کسی کام سے بیزار ہے کڑھتا رہتا ہے مگر اس طرح کئے چلا جا رہا ہے کہ گویا اس کے بدلہ کوئی اور کام اس کو ملتا ہی نہیں، اسی کے متعلق ارشادِ الٰہی فَتَقَطَّعُوٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ زُبُرًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ (انہوں نے اپنا کام آپس میں پھوٹ کر ٹکڑے ٹکڑے کر لیا، اور ہر فرقہ جو ان کے پاس ہے اس پر ریجھ رہے ہیں) اور نَحْنُ قَسَمْنَا بَيْنَهُمْ مَّعِيْشَتَهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَرَفَعْنَا بَعْضَهُمْ فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ (ہم نے دنیا کی زندگی میں ان کے درمیان

Marfat.com

ان کی روزی کو تقسیم کیا اور بعض کو بعض پر بلند مرتبہ کیا ہے) اور اسی اعتبار سے اللہ کی صفت قَاهِرٌ ہے کیونکہ اس کا قہر اسی پر ہوتا ہے جس پر قہر کرنے کی اس کی حکمت مقتضی ہوتی ہے۔ ؎

امام حلیمی فرماتے ہیں۔

کہ جو لوگ اس کو جَبْرٌ سے جو کرۂ کی نظیر ہے قرار دیتے ہیں وہ اس لئے کہ اس کے مفہوم میں کسی شئے کا نیست سے ہست کرنا داخل ہے کیونکہ جب کسی شئے کے ہونے کو چاہا اور وہ ہوگئی اور ہونے میں اور اس کے چاہنے میں دیر نہ لگی اور جو چاہا اس کے سوا دوسری بات کا ہونا ممکن نہیں تو اس طرح پر اس کا کسی چیز کو کرنا گویا جبر ہی ہے، کیونکہ مراد کے حاصل ہونے میں جو رکاوٹ ہو اس کے دفع کرنے کا طریقہ جَبْر کہلاتا ہے پس جب یہ ایک حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو چاہے اُسے کوئی نہ روک سکے تو یہ صورت میں جبر ہی ہوا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ثُمَّ اسْتَوٰى اِلَى السَّمَآءِ وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْاَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا قَالَتَآ اَتَيْنَا طَآئِعِيْنَ ۝ (پھر وہ متوجہ ہوا آسمان کی طرف اور وہ دھواں ہو رہا تھا تو کہا اس کو اور زمین کو آؤ تم دونوں خوشی سے یا زور سے وہ بولے ہم آئے خوشی سے) جَبَّارٌ کے، اس کے علاوہ اور معانی بھی کئے گئے ہیں۔ پس جو اس باب سے "جبار" کو ملاتا ہے وہ ابداع اور جبر میں فرق نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ کے بدیع ہونے کے اقرار ہی کو اس کے جبار ہونے کا اقرار قرار دیتا ہے۔"

امام ابو سلیمان خطابی فرماتے ہیں۔

الجبار الذی جبر الخلق علی ما اراد من امرہ ونھیہ یقال جبرہ السلطان و اجبرہ بالالف و یقال ھو الذی جبر مفاقر الخلق وکفاھم اسباب المعاش والرزق ویقال بل الجبار

جبار وہ ذات ہے جس نے اپنی مخلوق کو اپنے امر و نہی پر جس طرح چاہا مجبور کر دیا۔ چنانچہ بولتے ہیں جبرہ السلطان واجبرہ الف کے ساتھ یعنی بادشاہ نے اپنے حکم ماننے پر مجبور کر دیا، اور بعض کا قول ہے جبار وہ ذات ہے کہ جس نے اپنی مخلوق کی حاجتوں کو پورا کیا اور ان کے

ؔ مفردات راغب۔

Marfat.com

العالی فوق خلقہ من قولھم تجبّر النبات اذا علا[1] — معاش اور روزی کے اسباب کی کافی ہو اور بعض کہتے ہیں بلکہ جبار کے معنی اس ذات کے ہیں جو اپنی مخلوق سے اوپر ہو کیونکہ سبزہ جب بلند ہوتا ہے تو تجبّر النبات بولتے ہیں۔

علامہ خازن بغدادی نے تصریح کی ہے کہ جبار ذات باری کے لئے وصفِ مدح ہے اور انسانوں کے حق میں صفتِ ذم۔[2] پ۶ ع۵، پ۱۳ ع۱۶، پ۱۶ ع۹، پ۲۸ ع۶

جَبَّارًا پ۱۶ ع۲، ۵، پ۳۰ ع۵

جَبَّارِيْنَ۔ گردن کش، زور آور، زبردست، جَبَّارٌ کی جمع بحالت نصب وجر، پ۶ ع۸، پ۱۹ ع۱۱

جِبَالٌ۔ پہاڑ، جَبَلٌ کی جمع ہے، پ۱ ع۲، پ۹ ع۱۶، پ۱۳ ع۲

پ۱۳ ع۱۰، ۱۹، پ۱۴ ع۱۵، ۱۶، ۱۷، پ۱۵ ع۳، ۸، پ۱۶ ع۹، ۱۰، پ۱۷ ع۶، ۹، پ۱۹ ع۱۲

پ۲۰ ع۱۲، پ۲۱ ع۲، پ۲۲ ع۶، ۸، ۱۶، پ۲۳ ع۱۱، پ۲۷ ع۲، ۳، پ۲۹ ع۵، ۷، ۱۲، ۱۶، ۲۱

پ۳۰ ع۱، ۲، ۹، ۱۳، ۲۶

جِبَاهُهُمْ ان کی پیشانیاں، ان کے ماتھے جِبَاہٌ جَبْھَۃٌ کی جمع، جس کے معنی پیشانی کے ہیں مضاف ہے، ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۰ ع۱۱

جِبْتِ، بت، راغب لکھتے ہیں۔

"جبت اور جبس اس دھودن کو کہتے ہیں جو کسی کام کا نہ ہو اور کہا گیا ہے کہ تا سین ہی کا بدل ہے، نیز ہر وہ چیز جس کے سوائے خدا کی پوجا کی جائے "جبت" کہلاتی ہے اور جادو اور کاہن کو بھی جبت کہتے ہیں۔"

اصل میں جبت کے معنی میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ "جبت" کے معنی جادو کے بتاتے ہیں۔ عکرمہ کا قول ہے کہ "جبت" حبشی زبان میں شیطان کو کہتے ہیں[3]، ابن ابی حاتم نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی روایت کیا ہے[4]۔ طبری نے مجاہد سے جادو کے اور سعید بن جبیر اور ابو العالیہ کی جادوگر اور قتادہ سے شیطان اور حضرت

---

[1] حلیمی اور خطابی کے اقوال کے لئے ملاحظہ ہو کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۲۷ -طبع انوار احمدی الٰہ آباد ۱۳۱۳ھ۔ [2] لباب التاویل ج ۷، ص ۹۲۔

[3] صحیح بخاری کتاب التفسیر سورہ نساء، باب قولہ وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفر [4] اتقان ج ۱ ص ۱۲۹ طبع مصر

Marfat.com

ابن عباسؓ سے بت کے معنی نقل کئے ہیں۔[1]
بغوی نے ابن سیرینؒ اور مکحول کا قول نقل کیا
ہے کہ جبت کاہن کو کہتے ہیں. ابو عبیدہ کا
بیان ہے کہ ہر وہ معبود جس کی اللہ کے سوائے
عبادت کی جائے "جبت" ہے[2]، امام ابن جریر
طبری کا فیصلہ اس سلسلہ میں نہایت صاف
ہے جس سے ان تمام مختلف اقوال میں توفیق
ہو جاتی ہے، فرماتے ہیں۔

ان المراد بالجبت — یقیناً جبت اور طاغوت سے
والطاغوت جنس — وہ جنس مراد ہے جس کی
من کان یعبد من — اللہ تعالیٰ کے سوائے پوجا
دون الله سواء — کی جائے خواہ وہ بت ہو یا شیطان
کان صنما او شیطانا — آدمی ہو یا جن، پس اس میں
جنیا او انسیا فیدخل — جادوگر اور کاہن بھی
فیہ الساحر والکاھن — آجاتے ہیں۔
والله اعلم[3] — واللہ اعلم

صحیح ابوداؤد میں حضرت قبیصہ رضی اللہ عنہ سے
مروی ہے۔
سمعت رسول الله — میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ
صلی الله علیه وسلم — وسلم سے سنا کہ پرندوں کو
العافیة والطیرة و — اڑا کر شگون لینا اور بدفال
الطرق من الجبت۔ — لینا اور ریالوں کا خط کھینچنا
[4] — "جبت" میں داخل ہے۔

ج ب ر

جِبْرِيْلَ. جبریل علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کے
ایک مقرب فرشتے کا نام ہے، جبریل کے تلفظ
میں تیرہ لغات ہیں، جن کی قرارت کی گئی ہے
لیکن بیشتر قرارتیں شاذ ہیں، ابوحیان نے
البحر المحیط میں اور سمین نے اعراب القرآن میں
ان سب کو ذکر کیا ہے جو حسب ذیل ہیں (۱)
جِبْرِيْل جیم کے زیر سے (۲) جَبْرِيْل جیم
کے زبر سے (۳) جَبْرَئِيْلُ بروزن خَنْدَرِيس
(۴) جَبْرَئِل ہمزہ کے بعد یا نہیں (۵) جَبْرَئِلّ
اس میں لام پر تشدید ہے (۶) جِبْرَائِيل
(۷) جِبْرَائِل (۸) جَبْرَال (۹) جَبْرِيل
(۱۰) جِبْرَايِيل اس میں دو یا ہیں پہلی پر زیر
ہے (۱۱) جَبْرِيْن (۱۲) جِبْرِيْن (۱۳) جبرائین
ان میں سات کو امام جمال الدین بن مالکؒ نے

---

[1] ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۸ ص ۱۸۹ و ۱۹۰ طبع امیریہ مصر [2] معالم التنزیل ج ۱ ص ۲۵۲ طبع مصر۔
[3] فتح الباری ج ۸ ص ۱۹۰۔ [4] سنن ابی داؤد ج ۱ ص ۱۸۹ طبع نولکشور لکھنو

Marfat.com

اور بقیہ چھ کو امام سیوطیؒ نے نظم کیا ہے ابن مالک کا شعر ہے۔

جبریل جبریل جبرائیل جبرائل
وجبرئل وجبرال وجبرین

سیوطیؒ کہتے ہیں۔

جبرئل وجبرایل مع بدل
جبرائل دیباء ثم جبرین

"مع بدل" سے جبرائین کی طرف اشارہ ہے، کیونکہ یا کو ہمزہ سے بدلا گیا ہے اور لام کو نون سے۔"

علامہ ابن الجنی المحتسب میں فرماتے ہیں کہ "عرب جب کسی عجمی لفظ کا تلفظ کرتے ہیں تو گڑبڑ کرتے ہیں، اصل میں یہ نام گوربال تھا، گ ے جو کاف اور قاف کے درمیان ہے، اس کے بعد طول استعمال کی بنا پر اس میں وہ تبدیلی آگئی کہ جس نے اس قدر تفاوت تک اس کو لا ڈالا، اور "جبریل" کے معنی "عبداللہ" بندۂ خدا کے بتائے گئے ہیں، کیونکہ جبر بمنزلہ رجل یعنی مرد کے ہے، اور مرد اللہ کا بندہ ہوتا ہے اور "ال" نبطی زبان میں اللہ تعالیٰ کا نام ہے۔[1] اور جبر کا استعمال بھی بمعنی مرد صرف ابن الاحمر کے اس شعر میں ہوا ہے:

اشرب برا دوق حییت بہ
وانعم صباحا ایھا الجبر"

علامہ ابو حیان کا بیان ہے۔

"جبریل" عجمی لفظ ہے جو علمیت اور عجمہ کی بنا پر غیر منصرف ہے اور ان لوگوں نے بڑی دور کی کہی جو اس طرف گئے کہ وہ جبروت اللہ سے مشتق ہے، یا اس طرف کہ وہ مرکب اضافی ہے، نیز جس نے یہ کہا کہ جبر بندہ اور ائل اللہ دونوں سے مل کر بنا ہے اور حضرموت کی طرح سے مرکب امتزاجی ہے۔"[2]

حافظ ابن حجر عسقلانی، فتح الباری میں لکھتے ہیں۔

"یہ اگرچہ سریانی لفظ ہے۔ لیکن معنی کے اعتبار سے عربی زبان سے موافقت واقع ہو گئی ہے، کیونکہ جبر کے معنی بگڑی ہوئی چیز کی اصلاح کے ہیں اور جبریل بھی وحی پر مقرر ہیں جس کے ذریعہ اصلاحِ عام حاصل ہوتی ہے۔"[3]

[1] لیکن اس اعتبار سے "جبریل" کے معنی بجائے بندۂ خدا کے مردِ خدا ہونے چاہئیں۔ [2] ان تمام حوالوں کیلئے ملاحظہ ہو تنویر الحوالک علی موطا مالک للسیوطی ج ا ص ۱۴۲ طبع مصر ۱۳۴۳ھ [3] فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۷

Marfat.com

تفسیر ابن جریر میں جبریل کے معنی کے متعلق سلف سے حسب ذیل اقوال مروی ہیں۔

• عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جبریل کے معنی عبداللہ میکائیل کے معنی عبیداللہ جس اسم میں ایل ہو، اس کے معنی اللہ کے بندگی کرنے والے کے ہیں؛

• عکرمہ سعید معنی عبد (بندہ) اور ایل اللہ ہے،

عبداللہ بن الحارث البصری عبرانی میں "ایل" اللہ کو کہتے ہیں۔

علی بن الحسین زین العابدینؒ جبریل کا نام عبداللہ میکائیل کا عبیداللہ اور اسرافیل کا عبدالرحمن ہے جس اسم میں ایل ہو وہ اللہ کا بندگی کرنے والا ہے

دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً یہی روایت کی ہے۔ [۱]

حافظ ابن حجر فتح الباری میں ان روایات کو نقل کرکے فرماتے ہیں۔

• اور اس کے بالکل برعکس بھی معنی کئے گئے ہیں یعنی ایل کے معنی تو بندہ کے ہیں اور اس سے پہلے جو لفظ ہو وہ اللہ کا نام ہے جیسے عبداللہ عبدالرحمن اور عبدالرحیم ہیں کہ لفظ عبد تو نہیں بدلتا اور اس کے بعد کے الفاظ بدلتے رہتے ہیں اگرچہ معنی ایک ہی رہتے ہیں، نیز اس بات کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ عربی کے علاوہ اور زبانوں میں اسم مضاف میں اکثر مضاف الیہ مضاف سے پہلے ہوتا ہے؛ [۲]

علامہ سیوطیؒ حافظ صاحب کی اس عبارت کو ذکر کرکے فرماتے ہیں۔

قلت هذا ارجح — میں کہتا ہوں یہ زیادہ راجح ہے
والآثار السابقة — اور آثار سابقہ اس کی شہادت
تشهد له [۳] — دیتے ہیں۔

بہرحال معنی چاہے کچھ بھی ہوں یہ خیال رہے کہ فرشتوں کے نام عام آدمیوں کی طرح سے نہیں ہوتے کہ جو جی میں آیا نام رکھ دیا، زنگی کا نام کافور اور فاسق کا صالح، بلکہ ان کے نام توقیفی یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر کئے ہوئے ہیں (بلا تشبیہ عرض ہے کہ) جس طرح سے بادشاہوں کی طرف سے امیروں کو القاب اور خطابات بخشے جاتے ہیں جو ان کے منصب اور مرتبے پر دلالت کرتے ہیں، اسی طرح فرشتوں کے اسماء ہیں جو ان کے

[۱] و [۲] تنزیہ الحوالک ج ص ۱۴ و ۱۵۔ [۳] فتح الباری ج ۸ ص ۲۲۶

Marfat.com

مرتبہ کمال کو بتلاتے ہیں۔
قرآن مجید نے جبریل امین کو روح القدس (پاک روح) روح الامین (فرشتہ معتبر) رسول کریم (پیغامبر گرامی قدر) ذو مرۃ (زور آور یا حسین) ذی قوۃ (صاحب طاقت) شدید القویٰ (سخت قوتوں والا) مکین (مرتبہ والا) مطاع (سب کا مانا ہوا) امین (با امانت) جیسے گرانقدر اوصاف سے متصف کیا ہے، اور ان سے عداوت کو خدا سے عداوت کا سبب بتایا ہے۔

طبرانی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل سے دریافت فرمایا تم کون سے کاموں پر مقرر ہو تو انہوں نے بتایا ہوا اور لشکروں پر یعنی ہواؤں کا چلانا، اور لشکروں کی فتح و شکست کا کام ان کے سپرد ہے[1]۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی شکل پر دیکھا، ان کے چھ سو پر تھے۔

حضرت جبریل علیہ السلام کی پیدائش حضرت آدم علیہ السلام سے قبل ہوئی اور وفات ملک الموت کی موت سے پہلے ہوگی یہ امر متفق علیہ ہے کہ جبریل میکائیل اسرافیل ملک الموت علیہم السلام سب فرشتوں کے افسر اور ان سب میں اشرف ہیں، اور ان چاروں میں جبریل اور اسرافیل علیہما السلام ہیں اور ان دونوں کی تفضیل میں توقف ہے، جس کا سبب روایات کا اختلاف ہے، طبرانی کی معجم کبیر میں ایک حدیث آئی ہے افضل الملائکۃ جبریل (سب فرشتوں میں جبریل بڑھکر ہیں) لیکن اس کی سند ضعیف نیز اس کے معارض روایت موجود ہے اس لئے اس بارے میں توقف ہی اولیٰ ہے[2]۔ حافظ ابو الشیخ کی کتاب العظمۃ فرشتوں کے ذکر پر مشتمل ہے اور اس میں ان کے متعلق بہت سی حدیثیں اور آثار مروی ہیں[3]۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے بھی تفسیر فتح العزیز سورۃ البقرہ میں زیر آیت مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ

[1] فتح الباری ج ۶ ص ۲۴۸ [2] تنویر الحوالک ج ۱ ص ۱۵۔ [3] فتح الباری ج ۶ ص ۲۱۸۔

Marfat.com

مِیکَالَ فَاِنَّ اللّٰہَ عَدُوٌّ لِّلْکٰفِرِیْنَ. حضرت جبریل علیہ السلام کے حالات میں بہت سی حدیثیں ذکر کی ہیں. تفصیل کے لئے ان کا مطالعہ کافی ہے، پ ۱/۱۲ ع ۱۹/۱۹

جَبَل۔ پہاڑ، اسم ہے، پ ۳/۲ پ ۹/۱۱ پ ۱۴/۱۴ پ ۲۵/۹

جِبِلًّا۔ خلق، بڑی جماعت، جَبَلٌ یعنی پہاڑ کے معنی میں چونکہ بڑائی اور عظمت کا تصور موجود ہے اس لئے بڑی جماعت کو جِبِلٌّ کہنے لگے، یعنی ایسی جماعت جو اپنی بڑائی میں مثل پہاڑ کے ہو، پ ۲۳/۲

جِبِلَّۃَ۔ خلقت، خلائق، یہاں اس کا استعمال بطور مبالغہ ہوا ہے، پ ۱۹/۱۴

جَبِیْنِ: پیشانی، ماتھا، اسم ہے، پ ۲۳/۷

فصل الثاء المثلثة

جِثِیًّا۔ زانو پر گرے ہوئے، اوندھے گرے ہوئے جاثٍ کی جمع ہے جس کے معنی زانو کے بل گرنے والے کے ہیں پ ۱۶/۸

فصل الحاء المهملة

جَحَدُوْا۔ انہوں نے انکار کیا، وہ منکر ہوئے (فتح) جَحْدًا اور جُحُوْدٌ سے جس کے معنی دل میں جس چیز کا اثبات ہو اس کی نفی اور جس کی نفی ہو اس کا اثبات کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ ۱۲/۶ پ ۱۹/۱۹

جَحِیْم دوزخ، دہکتی ہوئی آگ. جَحْمَۃٌ کے معنی آگ کے سخت بھڑکنے کے ہیں، جَحِیْمٌ اسی سے مشتق ہے، فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے، امام ابن جریج سے مروی ہے کہ دوزخ کے سات طبقے ہیں (۱) جہنم (۲) لظیٰ (۳) حطمہ (۴) سعیر (۵) سقر (۶) جحیم (۷) ہاویہ۔[1] پ ۱/۱۲ پ ۶/۹ پ ۷/۴ پ ۸/۲ پ ۱۴/۱۴ پ ۱۹/۹ پ ۲۳/۶،۷،۱۰ پ ۲۴/۹ پ ۲۵/۱۸ پ ۲۹/۲،۹،۱۲،۱۸ پ ۳۰/۲،۹،۷،۸،۱۰،۱۲ پ ۲۹/۲ ۔ جَحِیْمًا پ ۲۹/۱۲

فصل الدال المهملة

جَدُّ۔ شان، عزت، فیض، اسم مصدر ہے پ ۲۹/۱۲

جِدَارٌ۔ دیوار، اسم ہے، پ ۱۶/۱، جِدَارًا پ ۱۵/۱۹

جِدَالٌ۔ جھگڑا کرنا، باب مُفَاعَلَۃ کا مصدر ہے، باہم جھگڑنے اور ایک دوسرے پر چھا جانے کے لئے گفتگو کرنے کو جدال یعنی

[1] معالم التنزیل ج ۴ ص ۵۵۔

Marfat.com

دھاندلی کرنا کہتے ہیں۔ یہ جَدَلْتُ الحبلَ سے ماخوذ ہے جس کا استعمال رسی بٹنے کے لئے ہوتا ہے، چونکہ جھگڑا کرنے میں بھی بڑے پیچ وتاب کھانے پڑتے ہیں اور ہر ایک دوسرے کی رائے کو اپنے ہی پیچ میں لانا چاہتا ہے، اس لئے اس طرح کی گفتگو کو جدال کہا جاتا ہے، بعض علماء کا قول ہے کہ اصل میں جدال کے معنی کشتی لڑنے اور مقابل کو زمین پر دے پٹکنے کے ہیں، جَدَالَۃٌ سخت زمین کو کہتے ہیں جدال اسی سے لیا گیا ہے ۴

جِدَالَنَا۔ ہم سے جھگڑنا، جِدَالَ مضاف نا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، ۱۲

جُدَدٌ۔ راستے، گھاٹیاں، جُدَّۃٌ کی جمع۔ جس کے معنی کھلے ہوئے راستے کے ہیں، ۲۲

جُدُرٍ۔ دیواریں، جِدَارٌ کی جمع، ۲۸

جَدَلًا۔ سخت جھگڑنا، باب سَمِعَ کا مصدر ہے جس کے معنی شدید خصومت کرنے کے آتے ہیں اور جَدَلٌ اسم بھی ہے سخت جھگڑنے کے معنی میں آتا ہے، ۱۵

جَدِیْدًا۔ نیا، جَدٌّ سے، جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہے اصل میں کٹے ہوئے کپڑے کو ثوب جدید کہتے ہیں اور چونکہ جس کپڑے کو کاٹا جاتا ہے وہ عموماً نیا ہوتا ہے اس لئے ہر نئی چیز کو جدید کہنے لگے

جَدِیْدًا۔ ۱۵ ۱۴ ۱۵ ۱۲

فصل الذال المعجمة

جُذَاذًا۔ ریزہ ریزہ، ٹکڑے ٹکڑے، بروزن فُعَالٌ بمعنی مَفْعُوْلٌ ہے جَذٌّ سے مشتق ہے جس کے معنی کاٹنے اور توڑنے کے ہیں، ۱۷

جِذْعِ۔ تنا، ٹہنا، شاخ، جُذُوْعٌ کا مفرد ہے، ۱۶

جَذْوَۃٍ۔ چنگاری، انگارا، شعلہ جُذًی اور جِذًی جمع، ۲۰

جُذُوْعِ۔ تنے، شاخیں، جِذْعٌ کی جمع ہے ۱۶

فصل الراء المهملة

جَرَادٌ۔ ٹڈے، ٹڈیاں، ملخ، اسم جنس جَرَادَۃٌ اس کا واحد جس کے معنی ٹڈی کے ہیں، یہ بھی ہوسکتا ہے کہ یہ اصل ہو اور اسی سے جَرَدَ الارض (زمین کو ٹڈیاں صاف کر گئیں) مشتق ہو، اور یہ بھی ممکن ہے یہ خود جَرْدٌ سے

Marfat.com

مشتق ہو، جس کے معنی ننگا کرنے اور کھال اتار لینے کے ہیں اور چونکہ ٹڈیاں کھیتوں کو برباد اور درختوں کو چاٹ کر صاف کر دیتی اور ان کے پوست کھا کر زمین ننگی کر دیتی ہیں اس لئے ان کو جَرَادٌ کہا جاتا ہے۔ پ ۹ س ۲۷

جَرَحْتُمْ - تم نے کمایا (فتح) جَرْحٌ سے، جس کے معنی زخمی کرنے، کمانے اور کسی میں طعن کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، یہاں کمانے کے معنی میں استعمال ہوا ہے پ ۱۲

جُرُزًا - بنجر، چٹیل، جَرْزٌ سے جس کے معنی کاٹ دینے اور کھا کر صاف کر دینے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ ہے، یعنی وہ زمین جس کے درخت اور گھاس چھانٹ دیئے گئے ہوں، اور چونکہ چٹیل میدان اور بنجر زمین درختوں اور گھاس سے خالی ہوتی ہے اس لئے جُرُزٌ کہلاتی ہے، پ ۱۱۔ جُرُزًا پ ۱۵

جُرُفٍ - کھائیاں، اصل میں نالہ یا نہر کا وہ کنارہ جس کو پانی کے بہاؤ نے کاٹ کر رکھ دیا ہو اور وہ گرنے کے قریب ہو جُرُفَۃٌ کہلاتا ہے جُرُفٌ اس کی جمع ہے، پ ۱۱

جَرَائِمَ کے لئے ملاحظہ ہو لا جَرَمَ، پ ۱۲ پ ۲۰ و ۱۱ پ ۳۰

جُرُوْحَ - زخم، جَرْحٌ کی جمع ہے، جس کے معنی زخم کے ہیں، پ ۱۱

جَرَیْنَ - وہ چلیں، وہ جاری ہوئیں، جَرْیٌ سے، جس کے معنی رواں ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع مؤنث غائب، پ ۸

فصل الزاء المعجمۃ

جُزْءٌ - حصہ، اَجْزَاءٌ جمع، پ ۱۴

جُزْءًا پ ۳ پ ۱۵

جَزَاءً - جزا دینا، بدلہ دینا، سزا دینا، وہ معاوضہ یا بدلہ جو مقابلہ سے مستغنی کر دے خیر کے بدلے میں خیر اور شر کے بدلہ میں شر جزا کہلاتا ہے، مصدر ہے پ ۱۰ پ ۸ پ ۳ و ۲ پ ۱۰ پ ۸ پ ۱۱ پ ۱۴ پ ۱۲ پ ۱۱ پ ۱ و ۱۸ پ ۱۴ پ ۱۵

جَزَاءٌ - پ ۱۰ پ ۱۴ پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۲

پ ۱۴ و ۸ و ۱۲ پ ۱۱ پ ۱ و ۱۱

جَزَاؤُكُمْ - تمہاری جزا، تمہاری سزا، تمہارا بدلہ، جَزَاءٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر

Marfat.com

مضاف الیہ، پ ۱۱

جَزَآؤُهٗ. اس کی جزار، اس کی سزا، اس کا بدلہ، جَزَآءُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۳

جَزَآؤُهُمْ ان کی سزا، ان کی جزا، ان کا بدلہ، جَزَآءُ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۶ پ ۹ پ ۱۵ پ ۱۶ پ ۲۲ پ ۲۴

جَزَاهُمْ ان کو بدلہ دیا، ان کو جزا دی، (ضَرَبَ) جَزَىٰ جَزَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، واضح رہے کہ قرآن مجید میں جَزَىٰ ہی کا استعمال ہوا ہے جَازَىٰ کا نہیں، اس کی وجہ یہ ہے کہ مُجَازَاۃٌ کے معنی مکافات کے ہیں اور اس میں دونوں طرف کر مقابلہ ہوتا ہے، مکافات کے معنی ہیں برابر کا بدلہ کرنے کے یعنی ہر نعمت کے مقابلہ میں ویسی ہی نعمت دینا اور اللہ کی نعمتیں ایسی نہیں ہوتیں کہ جن کے مقابلہ میں کوئی چیز آسکے اس لئے ظاہر ہے کہ اللہ عزوجل کے لئے مکافات کا لفظ کس طرح استعمال کیا جاسکتا ہے، پ ۱۹

جَزِعْنَا ہم نے بیقراری کی، ہم نے اضطراب کیا، (سَمِعَ) جَزَعٌ سے جس کے معنی بے صبری کرنے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱۳

جَزُوْعًا گھبرا جانے والا، اضطراب کرنے والا جَزَعٌ سے بروزن فَعُوْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، پ ۲۹.

جِزْيَةَ، وہ رقم جو ذمیوں سے لی جاتی ہے، جزیہ کے معنی لغت میں جزا کے ہیں، یہ کافر کے قتل کا بدلہ ہے کہ اگر جزیہ نہ دیتا تو قتل کیا جاتا اس کی جمع جُزًی ہے جیسے لِحْيَۃٌ کی لِحًی جزیہ کی دو قسمیں ہیں، جزیہ صلحی اور جزیہ قہری جو جزیہ بطور صلح متعین ہوا ہو وہ جزیہ صلحی ہے اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں ہوتی، باہمی رضامندی سے جو طے ہو جائے وہی لیا جاتا ہے اور اس میں کمی بیشی یا تبدیلی روا نہیں ہے کیونکہ اس کو بدل ڈالنا عہد شکنی ہے، اور جو جزیہ کہ کافروں کے مغلوب ہو جانے کے بعد اور ان کو ان کی املاک پر قائم رکھنے کے بعد لیا جائے وہ جزیہ قہری ہے، یہ جزیہ ہر کھانے والے محتاج سے جو زر و سیم کے کمانے پر قادر ہو ہر ماہ میں ایک درہم یعنی تقریباً پانچ آنے (۵ر) جیسے، اور متوسط الحال سے جو نہ

Marfat.com

فقیر ہو نہ غنی ہو ہر ماہ میں دو درم یعنی دس آنے
مہینہ اور غنی کثیر المال سے ہر ماہ میں چار درم
یعنی سوا روپیہ مہینہ لیا جائیگا، امام ابوالحسن
کرخیؒ نے تصریح کی ہے کہ جو ذمی دس ہزار
درم یا زیادہ کا مالک ہو وہ غنی ہے اور جو
دو سو درم یا زیادہ کا مالک ہو وہ متوسط الحال
ہے۔ اور جو دو سو درم سے کمتر کا مالک ہو یا
کسی چیز کا مالک نہ ہو وہ فقیر اور محتاج ہے
اور امام ابو جعفر طحاویؒ نے عرف کو معتبر رکھا
ہے یعنی جس کو اہلِ شہر غنی یا متوسط یا فقیر
کہتے ہوں وہی معتبر ہے نابالغ بچہ، عورت
غلام، مدبر، مکاتب، ام ولد کے لڑکے اپاہج
اندھے اور اس فقیر پر جو کماتا نہ ہو جزیہ نہیں
ہے۔[1] پ۱۰

جَزَيْتُهُمْ۔ میں نے ان کو بدلہ دیا، میں نے
ان کو جزا دی، جَزَيْتُ جَزَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد متکلم، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے پ۱۸

جَزَيْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بدلہ دیا، ہم نے
ان کو سزا دی جَزَيْنَا جَزَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع متکلم، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب پ۲۲

فصل السین المهملة

جَسَدًا۔ دھڑ، بدن، جسد کے معنی جسم ہی
کے ہیں مگر یہ اس سے اخص ہے کیونکہ جسد
وہ ہے جس میں رنگ ہو اور جسم کا استعمال
اس کے لئے بھی ہوتا ہے جس کا رنگ ظاہر نہ ہو
جیسے پانی اور ہوا، اَجْسَادٌ جمع پ۱۶ پ۲۳ پ۱۷

جِسْمِ۔ جسم، بدن، جس میں لمبائی چوڑائی اور
گہرائی پائی جائے وہ جسم کہلاتا ہے
اَجْسَامٌ جمع، پ۲۸

فصل العین المهملة

جَعَلَ۔ اس نے کیا، اس نے بنایا، اس نے
ٹھیرایا، جَعْلٌ سے جس کے معنی کرنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، امام راغب
لکھتے ہیں۔

جَعَلَ ایسا لفظ ہے جو تمام افعال کے لئے
عام ہے، یہ فَعَلَ، صَنَعَ اور اس قسم کے تمام
افعال سے اعم ہے، اس کا استعمال پانچ طرح پر
ہوتا ہے۔

[1] ملاحظہ ہو در مختار کتاب الجہاد فصل فی الجزیہ

Marfat.com

(۱) صار اور طفق (ہوگیا، لگا) کی جگہ استعمال ہوتا ہے اس وقت متعدی نہیں ہوتا، جیسے جعل زید یقول کذا (زید یہ کہنے لگا) شاعر کہتا ہے۔

وقد جعلت قلوص بنی سھیل
من الاکوار مرتعھا قریب

(بنی سہیل کی اونٹنی ایسی ہوگئی کہ گلوں سے اس کی چراگاہ قریب ہے)۔

(۲) اوجد (اس نے ایجاد کیا، اس نے پیدا کیا) کی بجائے آتا ہے، اس صورت میں اس کا تعدیہ ایک مفعول کی طرف ہوتا ہے جیسے وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ (اور اس نے پیدا کیا اندھیرا اور اجالا) اور جَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ (اور اس نے بنا دیئے تمہارے واسطے کان اور آنکھیں اور دل)

(۳) ایک شئے کو دوسری شئے سے پیدا کرنے اور بنانے کے لئے جیسے وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا (اور اللہ نے بنا دیں تمہارے لئے تمہاری قسم سے عورتیں) اور وَجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا (اور بنا دیں تمہارے واسطے پہاڑوں میں چھپنے کی جگہیں) اور وَجَعَلَ لَكُمْ فِيْهَا سُبُلًا (اور رکھ دیں تمہارے واسطے اس میں راہیں)۔

(۴) کسی شئے کو دوسرے حالت کی بجائے ایک حالت پر کر دینے کے لئے جیسے جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا (اس نے کیا تمہارے واسطے زمین کو بچھونا) اور وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا (اور اللہ نے کیے تمہارے واسطے اپنی پیدا کی ہوئی چیزوں کے سایے) اور وَجَعَلَ الْقَمَرَ فِيْهِنَّ نُوْرًا (اور کیا چاند کو ان میں روشن) اور اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (بیشک ہم نے کیا ہے اس کو عربی قرآن)۔

(۵) کسی چیز کے متعلق کسی بات کا تجویز کرنا خواہ وہ حق ہو یا باطل، حق کی مثال جیسے اِنَّا رَآدُّوْهُ اِلَيْكِ وَجَاعِلُوْهُ مِنَ الْمُرْسَلِيْنَ (ہم اس کو تیری طرف پھیر لانے والے اور اس کو پیغمبروں میں سے کرنے والے ہیں) اور باطل کی مثال جیسے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا (اور اللہ کی پیدا کی ہوئی کھیتی اور مویشی میں اللہ کا ایک حصہ ٹھیرایا) اور وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ (اور مقرر کرتے ہیں اللہ کے واسطے بیٹیاں) اور اَلَّذِيْنَ جَعَلُوا الْقُرْاٰنَ عِضِيْنَ (انھوں نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کیا)۔

Marfat.com

★ پ۳/۱۷، پ۵/۵، پ۷/۸و۱۲، پ۸/۳و۱۲و۱۵، پ۹/۱۱، پ۱۰/۱۲،
پ۱۱/۹و۱۲، پ۱۲/۱۰، پ۱۳/۴و۷، پ۱۴/۱۴و۱۶، پ۱۵/۱۱، پ۱۶/۵و۱۱، پ۱۷/۷،
پ۱۸/۱۷، پ۱۹/۳و۴، پ۲۰/۱و۱۰و۱۲، پ۲۱/۶و۹و۱۲و۱۷، پ۲۲/۴و۵،
پ۲۳/۱۰و۱۵، پ۲۴/۱۲و۱۲و۱۹، پ۲۵/۴و۷و۱۹، پ۲۶/۱۱و۱۲و۱۹، پ۲۸/۱۷،
پ۲۹/۲و۹و۱۸

جُعِلَ. مقرر کیا گیا، ٹھیرایا گیا، لازم کیا گیا، جَعْلٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ۲۴/۱۲

جَعَلَا. ان دونوں نے ٹھیرایا، ان دونوں نے مقرر کیا، جَعْلٌ سے، ماضی کا صیغہ تثنیہ مذکر غائب، پ۹/۱۲

جَعَلْتُ. میں نے کیا، میں نے بنایا، میں نے پیدا کیا، جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم پ۲۹

جَعَلْتُمْ. تم نے کیا، تم نے ٹھیرایا، تم نے بنایا، جَعْلٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۵، پ۱۱/۱۲، پ۱۴

جَعَلَتْهُ. اس نے اس کو کر دیا، اس نے اس کو بنا دیا، جَعَلَتْ جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہُ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۴

جَعَلَكُمْ. اس نے تم کو کیا، اس نے تم کو بنایا، جَعَلَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۶/۸و۱۹، پ۸/۱۲و۱۶و۳۰، پ۱۳/۱۹، پ۲۳/۱۴و۱۶، پ۲۴/۱۶

جَعَلْنَا. ہم نے کیا، ہم نے کر دیا، ہم نے ٹھیرایا، ہم نے مقرر کیا، جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ۱/۱۵، پ۵/۲و۹، پ۶/۷و۱۱، پ۷/۹، پ۸/۱و۲و۸و۱۹، پ۱۲/۱۷، پ۱۳/۲و۵، پ۱۵/۲و۳و۵و۶و۱۲و۱۴و۱۹و۲۰، پ۱۶/۹، پ۱۷/۲و۵و۱۶، پ۱۸/۱۷، پ۱۹/۱و۲و۳، پ۲۰/۳و۱۵، پ۲۱/۳و۱۹، پ۲۲/۸و۱۲و۱۸، پ۲۳/۴و۷، پ۲۵/۹و۱۰، پ۲۶/۳، پ۲۷/۲۰، پ۲۹/۱۸، پ۳۰/۱

جَعَلْنٰكَ ہم نے تجھ کو کیا، ہم نے تجھ کو رکھا اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ۱۴، پ۲۳/۱۱، پ۲۵/۱۸

جَعَلْنٰكُمْ، ہم نے تم کو کیا، ہم نے تم کو بنایا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے پ۲، پ۱۱/۱۲، پ۲۶/۱۴

جَعَلْنٰهُ. ہم نے اس کو کیا، ہم نے اس کو بنایا ہم نے اس کو مقرر کیا. ہم نے اس کو کر ڈالا، ہم نے اس کو رکھا، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، واضح رہے کہ فرق مبتدعہ، جہمیہ معتزلہ، امامیہ اور بعض زندیہ اور بعض خوارج نے جو خلق قرآن کے قائل ہیں آیت شریفہ اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِيًّا (ہم نے رکھا اس کو قرآن عربی زبان کا) کو اپنے دعویٰ کی دستاویز سمجھ رکھا ہے جس کو ہمیشہ برہان جلی کے طور پر

Marfat.com

اپنے مدعا کے اثبات میں پیش کیا جاتا رہا ہے چنانچہ ربیع الاول ۲۱۸ھ میں جب خلیفہ مامون الرشید عباسی نے اپنے عقیدہ خلق قرآن کی حمایت میں حکومت کی طاقت سے کام لینا چاہا اور گورنر بغداد، اسحٰق بن ابراہیم خزاعی کو ایک مبسوط خط کے ذریعہ حکم دیا کہ وہ تمام علمائے وقت کو جمع کر کے خلق قرآن کے مسئلہ میں ان کے خیالات دریافت کرے اور جو لوگ اس کے منکر ہوں انہیں سخت سے سخت سزا دی جائے۔ تو اسی آیت سے استدلال کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

وقد قال الله تعالیٰ اور خداوند عالم اپنی کتاب فی محکم کتابہ الذی محکم میں جس کو اس نے سینوں جعلہ لما فی الصدور کی بیماریوں کے لئے شفا اور شفآء للمؤمنین اہل ایمان کے لئے رحمت و رحمة وھدی ہدایت قرار دیا ہے ارشاد اِنَّا جَعَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا فرماتا ہے ہم نے کیا ہے اس کو فکل ما جعله الله عربی قرآن پس ہر وہ چیز جو فقد خلقه وقال خدا کی بنی ہے اس کو مخلوق اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ہے چنانچہ فرمایا حمد ہے اس خَلَقَ السَّمٰوٰتِ اللہ کے لئے جس نے خلق وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ کیا زمین اور آسمان اور بنایا الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ[1] تاریکی اور روشنی کو"

بشر مریسی نے عبدالعزیز بن یحییٰ مکی سے مناظرہ میں اسی آیت کو پڑھ کر کہا تھا کہ "یہ قرآن کے مخلوق ہونے میں نص ہے" ہمیں قادیانیوں پر بھی تعجب ہوتا تھا کہ وہ جب اپنے مدعا پر کسی آیت کو دلیل گردانتے ہیں تو ان کی عربی دانی پر بے اختیار ہنسی آنے لگتی ہے۔ مگر ان واقعی عربی دانوں سے بھی جب اس قسم کی حرکت سرزد ہو تو پھر غیروں کا کیا شکوہ۔ بے شک جَعَلَ کا استعمال پیدا کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے لیکن کتنا پوچ ہے یہ دعوٰی کہ کل ما جعله الله فقد خلقه یعنی جہاں جعل الله ہو پیدا کرنے ہی کے معنی ہیں۔ ہم پوچھتے ہیں فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ پھر کر ڈالا ان کو جیسے بھس کھایا ہوا یہاں کس کا خلق مراد ہے اور وَقَوْمَ نُوْحٍ لَّمَّا كَذَّبُوا الرُّسُلَ اَغْرَقْنٰهُمْ وَجَعَلْنٰهُمْ لِلنَّاسِ اٰيَةً ؕ اور نوح کی قوم نے جب رسولوں کو جھٹلایا تو ہم نے ان کو غرق کیا

[1] تاریخ الامم والملوک ابن جریر طبری ج ۱۰ ص ۲۸۴ طبع مصر

Marfat.com

اور لوگوں کے حق میں نشانی کر دیا) اب یہاں
غرق کرنے کے بعد پھر ان کو پیدا کیا گیا تھا
حقیقت یہ ہے کہ جس طرح "توفی" کے معنی سمجھنے
میں منکرینِ حیاتِ مسیح نے غوطے کھائے ہیں
اسی طرح ان بدعت پرستوں کو جَعَلَ کے معنی
سمجھنے میں دھوکہ ہوا ہے، جس کا اصلی سبب
قرآن مجید کے محاورات اور عرب کے استعمالات
پر غور نہ کرنا ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ ایک جگہ بھی
قرآن یا غیر قرآن میں جعل بمعنی خَلَقَ نہیں ہے
وہ ایک عام مفہوم ہے بمعنی کرنے کے جو بحیثیت
مصداق کبھی تصیر یعنی کر دینے کبھی ایجاب یعنی
لازم کرنے کبھی حکم لگانے کبھی بنانے اور موسوم کرنے
اور کبھی پیدا کرنے وغیرہ پر منطبق ہوتا ہے، چنانچہ
امام راغب کی تصریحات سابق میں منقول
ہو چکی ہیں۔ آیتِ مذکورہ میں بھی جَعَلَ کا استعمال
بمعنی تصییری ہے، ذرا سے غور سے معلوم
ہو سکتا ہے کہ اگر صرف جَعَلْنٰہُ ہوتا تو بیشک
پیدا کرنے کے معنی بن سکتے تھے لیکن ایسا نہیں
بلکہ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ارشاد ہے جس کے
معنی اس کے عربی قرآن کر دینے کے ہیں نہ کہ

پیدا کرنے کے، شیخ الاسلام امام ابنِ تیمیہ اپنے
ایک فتویٰ[1] میں جو مسئلہ کلام باری کے متعلق ہے
تحریر فرماتے ہیں

قولہ جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ارشادِ الٰہی ہے جَعَلْنٰہُ قُرْاٰنًا
لم یقل جعلنہ فقط حتی عَرَبِیًّا صرف جَعَلْنٰہُ
یظن انہ بمعنی خلقنہ نہیں فرمایا کہ گمان ہوتا بمعنی
ولکن قال جَعَلْنٰہُ خلقناہ ہے بلکہ جَعَلْنٰہُ
قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا ای صیرنا قُرْاٰنًا عَرَبِیًّا فرمایا یعنی
عربیا لانہ قد کان ہم نے اس کو عربی قرآن رکھا
قادرا علی ان ینزلہ کیونکہ اللہ کو اس پر قدرت تھی
عجمیا وینزلہ عربیا کہ وہ اس کو عجمی زبان فرمائے یا
فلما انزلہ عربیا کان عربی نازل کرتا پس جب اس کو
قد جعلہ عربیا دون عربی نازل کیا تو اس کو عربی
عجمی (ص ۲۳) رکھا عجمی نہیں

پ ۶ ۱۵ پ ۱۰ ۱۰ پ ۱۱ ۱۲ پ ۲۵ ۶،۷،۱۲ پ ۱۵ ۲۶ پ ۲۹ ۱،۱۹،۲۱
جَعَلْنٰهُمْ ہم نے اس کو بنایا، ہم نے ان کو کر دیا
ہم نے ان کو کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
ہے، پ ۱۲ ۱۶ پ ۱۸ ۱،۲ پ ۱۴ پ ۱۱ ۲۵
جَعَلْنٰهُنَّ ہم نے ان کو کیا، ہم نے ان کو بنایا
اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے، پ ۲۴ ۱۴

[1] فتویٰ لاہور میں ۱۹۳۱ء میں چھپا ہے۔

Marfat.com

جَعَلَنِیْ. اس نے مجھ کو کیا، اس نے مجھ کو بنایا، اس نے مجھ کو ٹھیرایا، اس میں نون وقایہ ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ۱۶ ۵ پ۱۹ ۱ پ۲۳ ۱

جَعَلُوْا. انھوں نے کیا، انھوں نے کرلیا، انھوں نے ٹھیرایا، انھوں نے مقرر کیا جَعْلٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، امام بیہقی مقاتل سے روایت کرتے ہیں کہ جَعَلُوْا کی تفسیر دو طرح پر ہے۔

(۱) جَعَلُوْا بِهٖ یعنی وصفوا الله یعنی انھوں نے اللہ کے لئے بنایا، انھوں نے اللہ کے لئے بیان کیا، چنانچہ سورۂ انعام میں اللہ فرماتا ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ (اور انھوں نے اللہ کے لئے شریک بنائے) اور سورہ زخرف میں ارشاد ہے۔ وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا (اور انھوں نے حق تعالیٰ کے لئے اس کے بندوں میں سے ایک جز یعنی اولاد بنائی) نیز وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا (اور انھوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں عورت بنایا)

(۲) جَعَلُوْا یعنی قد فعلوا الفعل یعنی انھوں نے اپنے عمل کے ذریعہ کر ڈالا، چنانچہ سورۂ انعام میں ارشادِ الٰہی ہے وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ مِمَّا ذَرَاَ مِنَ الْحَرْثِ وَالْاَنْعَامِ نَصِيْبًا (اور انھوں نے اللہ کے لئے اس نے جو کھیتیاں اور مویشی پیدا کئے ان میں اس کا ایک حصہ لگایا) یعنی انھوں نے اپنے عمل سے اس کے لئے ایک حصہ لگایا۔[1] پ۸ ۱۸ پ۳ ۵ پ۸ و ۱۱ و ۱۴ ۱۳
پ۹ ۲۶ پ۱۸ ۱۹ پ۹ ۲۳ پ۸ و ۲۵ پ۹ ۲۹

جَعَلَهٗ. اس نے اس کو کیا۔ اس نے اس کو کرڈالا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے
پ۲ ۹ پ۱۵ و ۱۹ پ۲ ۱۲ پ۱۳ ۹ پ۱۴ ۳۰

جَعَلَهَا. اس نے اس کو کیا، اس نے اس کو کردیا، اس میں هَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے
پ۹ ۲۵ پ۵ ۳۱

جَعَلَهُمْ. اس نے ان کو کیا، اس نے ان کو کرڈالا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے
پ۱۲ ۱۶ پ۲ ۲۵ پ۳۰

فصل الفاء

جُفَآءً ناکارہ، ناچیز، وہ جھاگ اور کوڑا جو

---

[1] کتاب الاسماء والصفات ص ۱۶۳

نالہ کے بہاؤ میں دونوں کناروں پر آکر جم جاتا ہے، یا دیگچی کے ابھان کے ساتھ اوپر آکر رہ جاتا ہے، اسم ہے، ۳۱/۸

جِفَانٍ۔ لگن، جَفْنَةٌ کی جمع، جس کے معنی لگن کے ہیں، ۳۴/۱۳

فصل اللام

جَلَاءَ۔ جلاوطنی، جلاوطن ہونا، اجڑنا، جَلَا یَجْلُو کا مصدر ہے، ۳/۵۹

جَلَابِيبِهِنَّ۔ ان کی بڑی چادریں۔ جَلَابِيبُ جِلْبَابٌ کی جمع، جس کے معنی بڑی چادر کے ہیں جو قمیص اور کرتے وغیرہ پر اوڑھی جاتی ہے، مضاف ہے، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، ۵۹/۳۳

جَلَالِ۔ بزرگی، عظمت، بلند مرتبہ ہونا، جَلَّ یَجِلُّ کا مصدر ہے، جَلَالَةٌ کے معنی عظمت قدر یعنی بلند مرتبہ ہونے اور جَلَالُ کے معنی عظمت قدر کی انتہا کے ہیں اور اسی لئے یہ اللہ کی مخصوص صفت ہے، چنانچہ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اسی کو کہا جاتا ہے دوسرے کیلئے استعمال نہیں کیا جاسکتا ہے، ۵۵/۲۷، ۷۸

جَلْدَةً۔ درہ مارنا، کوڑے مارنا، کھال پر مارنا جَلَدَ يَجْلِدُ کا مصدر ہے، ۴/۲۴

جُلُودِ۔ کھالیں، چمڑے، جِلْدٌ کی جمع ہے، جس کے معنی کھال کے ہیں، آیت شریفہ اللّٰهُ نَزَّلَ أَحْسَنَ الْحَدِيثِ كِتَابًا مُّتَشَابِهًا مَّثَانِيَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُمْ وَقُلُوبُهُمْ إِلَىٰ ذِكْرِ اللّٰهِ (اللہ نے اتاری بہتر بات، یکساں کتاب ہے، دہرائی جانے والی، اس سے ان لوگوں کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہیں، پھران کے چمڑے اور ان کے دل اللہ کی یاد پر نرم ہو جاتے ہیں) میں جُلُودُ سے مراد بدن اور قُلُوبُ سے مراد نفوس اور جانیں ہیں، ۲۳/۳۹

جُلُودًا ۵۶/۴

جُلُودُكُمْ۔ تمہارے چمڑے، تمہاری کھالیں جُلُودُ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ ۲۲/۴۱

جُلُودُهُمْ۔ ان کے چمڑے، ان کی کھالیں جُلُودُ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ۵۶/۴، ۲۰/۲۲

Marfat.com

جَلّٰهَا۔ اس کو روشن کیا، اس کو ظاہر کیا، جَلّٰی تَجْلِیَۃٌ سے جس کے معنی ظاہر کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب پ ۳۰/۱۹

فصل المیم

جَمًّا۔ جی بھر کر، بہت، مصدر ہے، ہر شے کی کثرت اور زیادتی کے لئے آتا ہے، پ ۳۰

جَمَالٌ۔ رونق، جمال، آبرو، خوبی کا ہونا، مصدر ہے، حسنِ کثیر یعنی بہت خوبی کو جمال کہتے ہیں، اس کی دو قسمیں ہیں (۱) وہ خوبی جو انسان کی ذات یا اس کے بدن یا اس کے فعل سے مخصوص ہو (۲) وہ خوبی جو اس سے دوسرے کو پہنچے۔ چنانچہ حدیث شریف میں جو وارد ہے ان اللہ جمیل یحب الجمال (بیشک اللہ خوبیوں والا ہے اور خوبی کو دوست رکھتا ہے) اس میں اسی بات کو بتلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی سے ساری خوبیاں جاری ہوتی ہیں اس لئے جو خوبیوں سے متصف ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے، پ ۱۴

جِمٰلَتٌ۔ اونٹ، جِمَالَۃٌ کی جمع، اور جِمَالَۃٌ جَمَلٌ کی جمع ہے، جَمَلٌ اس اونٹ کو کہتے ہیں جس کی کھونٹیاں نکل آئی ہوں، امام راغب کی رائے میں ممکن ہے کہ جَمَلٌ جَمَالٌ ہی سے ماخوذ ہو، کیونکہ عرب اونٹوں کے ہونے کو اپنے لئے آبرو اور رونق سمجھتے تھے چنانچہ قرآن مجید نے بھی ان کے اس خیال کی طرف اشارہ فرمایا ہے، ارشاد ہے وَلَكُمْ فِيْهَا جَمَالٌ حِيْنَ تُرِيْحُوْنَ وَحِيْنَ تَسْرَحُوْنَ (اور تم کو ان سے رونق ہے جب شام کو پھیر لاتے ہو اور جب چراتے ہو) پ ۱۴

جَمْعٌ۔ اکٹھا ہونا، جمع ہونا، اکٹھا کرنا، جمع کرنا، جماعت، فوج، جَمَعَ یَجْمَعُ کا مصدر ہے بمعنی جماعت اور فوج کے بھی آتا ہے، اس کی جمع جُمُوْعٌ ہے، پ ۹، پ ۱۴، پ ۱۵

جَمْعًا پ ۱۱، پ ۲۵

جَمَعَ۔ اس نے جمع کیا، اس نے فراہم کیا اس نے اکٹھا کیا، جَمْعٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۱۶، پ ۲۹، پ ۳۰

جُمِعَ۔ وہ اکٹھا کیا گیا، وہ جمع کیا گیا، جَمْعٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۱۹، پ ۲۹

Marfat.com

جَمْعٰنِ، دو گروہ، دو فوجیں، دو جماعتیں، جَمْعٌ کا تثنیہ، بحالتِ رفع ہے ۔ پ۴ پ۱۹

جُمُعَةِ جمعہ، چونکہ اس دن سب مسلمان نماز کے لئے ایک جگہ جمع ہوتے ہیں اس لئے "جمعہ" کہلاتا ہے۔ پ۲۸

جَمْعُكُمْ۔ تمہارا جمع کرنا، تمہاری جمعیت جَمْعٌ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۹

جَمَعْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو جمع کیا، جَمَعْنَا جَمْعٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۲۹

جَمَعْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو جمع کیا، ہم نے ان کو اکٹھا کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۱۶

جَمَعُوْا۔ وہ جمع ہوگئے، وہ اکٹھے ہوگئے۔ جَمْعٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۴

جَمْعَهٗ، اس کا جمع کرنا، اس کا اکٹھا کرنا جَمْعَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۲۹

جَمَعَهُمْ۔ اس نے ان کو جمع کیا، اس نے ان کو اکٹھا کیا، جَمَعَ صیغہ ماضی، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ۲

جَمْعِهِمْ ان کو اکٹھا کرنا، ان کو جمع کرنا، جَمْعِ مصدر مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۵

جَمَلٌ۔ اونٹ، اس کا استعمال زیادہ تر مذکر کے لئے ہوتا ہے (ملاحظہ ہو جِمٰلَتٌ) پ۸

جُمْلَةً۔ اکٹھا، سارا، جَمْلٌ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی اکٹھا ہونے کے ہیں، پ۱۹

جَمِيْعٌ سب، سارے، جَمْعٌ سے، بروزن فَعِيْلٌ بمعنی مَجْمُوْعٌ ہے پ۸ پ۱۱ پ۲۷

جَمِيْعًا پ۱ پ۲ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۸ پ۲۹

جَمِيْلٌ، بہتر، خوب تر، جَمَالٌ سے بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ پ۱۲ پ۱۴ پ۲۱ پ۲۹

جَمِيْلًا پ۲۱ پ۲۲ پ۲۹

فصل النون

جَنَّ۔ اس نے ڈھانپ لیا، اس نے چھپا لیا، (نَصَرَ) جَنَّ سے جس کے معنی کسی چیز کے

Marfat.com

حواس سے چھپ جانے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ہے۔

جِنٌّ جن، اور مخلوقات کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی مستقل مخلوق ہیں ان کی پیدائش آگ سے ہوئی ہے لیکن ان کی تخلیق کی تفصیلی کیفیت سے ہم کو آگاہی نہیں ہے، ہماری طرح یہ بھی احکام شرعیہ کے مکلف ہیں ان میں توالد و تناسل کا سلسلہ بھی ہے اور نیک و بد بھی ہیں، جنّ سے مشتق ہے چونکہ یہ عام طور پر نظروں سے غائب رہتے ہیں، اس لئے ان کا نام "جن" ہوا۔ امام راغب فرماتے ہیں۔

"لفظ "جن" کا استعمال دو طرح پر ہوتا ہے، ایک بمقابلہ انسان ان تمام روحانیوں کے لئے جو حواس سے پوشیدہ ہیں" اس صورت میں فرشتہ اور شیاطین بھی اس میں آجاتے ہیں پس ہر فرشتہ جن ہے لیکن ہر جن فرشتہ نہیں، اور اسی اعتبار سے ابو صالح نے کہا ہے کہ سب فرشتے جن ہیں اور بعض کا قول ہے کہ نہیں بلکہ جن روحانیوں کی ایک قسم ہیں کیونکہ روحانیوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) اخیار، یعنی نیک ہی نیک، یہ فرشتے ہیں،

(۲) اشرار، یعنی سرتاسر بد، یہ شیاطین ہیں،

(۳) اوسط، یعنی درمیانی، ان میں نیک بھی ہیں اور شریر بھی یہ "جن" ہیں، چنانچہ ارشاد الٰہی قُلْ اُوْحِیَ اِلَیَّ سے لیکر (وَاَنَّا مِنَّا الْمُسْلِمُوْنَ وَمِنَّا الْقَاسِطُوْنَ (یعنی ہم میں حکم بردار بھی ہیں اور بے انصاف بھی) اس بات کو بتلا رہا ہے[1]"

تمام ارباب مذاہب کے نزدیک جو کسی آسمانی مذہب کے قائل ہیں "جن" کا وجود مسلم ہے، لیکن بعض دانش فروشوں نے ان کے ماننے سے انکار کر دیا ہے، حالانکہ عقلاً کوئی وجہ انکار نہیں، سوائے اس کے کہ وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہیں اور ہمیں دکھائی نہیں دیتے۔ لیکن کسی چیز کا ہم کو نظر نہ آنا یا اس کی کیفیت کا ہمیں معلوم نہ ہونا اس کے نہ ہونے کی دلیل کب ہے، قرآن مجید و احادیث متواترہ کے نصوص جب صراحت کے ساتھ "جن" کے وجود کو ثابت کر رہے ہیں اور بہت سی حدیثوں میں رویت جن کا ذکر بھی ہے تو پھر کسی مسلمان کا ان کو ماننے سے انکار کرنا

[1] مفردات امام راغب۔

Marfat.com

کیا معنی، خصوصاً جبکہ ہر زمانے میں بکثرت ایسے سچے لوگ بھی موجود ہیں جو بیان کرتے ہیں کہ ہم نے جن کو مختلف صورتوں میں دیکھا ہے، ایسی صورت میں ان کے وجود سے وہی شخص انکار کرے گا جو بدیہیات کو جھٹلائے اور دیدہ و دانستہ ہٹ دھرمی پر اتر آئے۔

ابن حبان اور حاکم نے ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنوں کی تین قسمیں ہیں، ایک قسم کے پر ہیں وہ ہوا میں اڑتی ہے، دوسری سانپ اور بچھوؤں کی ہے، تیسری قسم (ایک مقام پر کچھ عرصہ) اترتی اور چل دیتی ہے۔[1]

حافظ الحدیث قاضی بدرالدین شبلی حنفیؒ المتوفی ۷۶۹ھ کی کتاب آکام المرجان نے احکام الجان جنوں کے حالات میں ایک مستقل تصنیف ہے جو چھپ کر شائع ہو چکی ہے۔ جن کے متعلق تفصیلی معلومات کے لئے اس کا مطالعہ کافی ہے، قادیانیوں نے قرآن میں جہاں جہاں "جن" کا ذکر ہے اس سے انسان ہی مراد لئے ہیں جن کی وجہ سے ان کو جگہ جگہ ایسی تاویلیں کرنی پڑیں کہ ان کو پڑھ کر بے اختیار ہنسی آنے لگتی ہے اتنا نہیں سمجھتے کہ قرآن میں ان کی تخلیق شعلۂ آتش سے بیان کی گئی ہے تو کیا انسان بھی آگ سے پیدا ہوئے ہیں حالانکہ حضرت آدم علیہ السلام کے متعلق صاف تصریح موجود ہے خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ (اللہ نے آدم کو مٹی سے پیدا کیا) پھر یہ آگ سے پیدا شدہ انسان کون سے آدم کی نسل سے ہیں، پ۸ ۱۸
پ ۸ ۱و۲و۳و۱۱، پ ۹ ۱۲، پ ۱۵ ۱۰و۱۲، پ ۱۹ ۱۷و۱۸، پ ۲۲ ۹و۱۱، پ ۲۳ ۱۷و۱۸
پ ۲۶ ۳و۴، پ ۲۷ ۱و۲و۱۲، پ ۲۹ ۱۱

جَنًا میوہ، جو عمدہ چیز پھل یا سونا، یا شہد وغیرہ کی جنس سے حاصل کی جائے، وہ جنا کہلاتی ہر یہاں میوہ مراد ہے، اَجْنَاءٌ اور اَجْنٍ جمع ہے، پ۲۷ ۱۴

جَنّٰتٍ، جنتیں، بہشتیں، باغات، جَنَّةٌ کی جمع، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ جنّٰت بلفظ جمع اللہ تعالیٰ نے اس لئے ارشاد فرمایا ہے کہ جنتیں سات ہیں (۱) جنۃ الفردوس (۲) عدن (۳) جنۃ النعیم (۴) دار الخلد (۵) جنۃ الماوی (۶) دار السلام

[1] فتح الباری ج ۶ ص ۲۴۶۔

Marfat.com

(۷) علیین[1]۔ پ۳/۱۰، پ۴/۵و۱۱و۱۳، پ۵/۵و۱۰، پ۶/۷و۱۲، پ۷/۱و۶و۱۸، پ۸/۴، پ۱۰/۹و۱۵و۱۶، پ۱۱/۲و۹، پ۱۳/۷و۹و۱۹، پ۱۴/۹و۱۰، پ۱۵/۱۹، پ۱۶/۲و۷و۱۳، پ۱۷/۹و۱۰و۱۳، پ۱۸/۷، پ۱۹/۸و۱۱و۱۳، پ۲۱/۱۰و۱۵، پ۲۲/۱۹، پ۲۳/۲و۹و۱۳، پ۲۴/۹، پ۲۵/۴و۱۳و۱۷، پ۲۶/۹و۱۰و۱۵و۱۸، پ۲۷/۲و۱۰و۱۴و۱۵، پ۲۸/۲و۱۰و۱۵و۱۶و۱۸، پ۲۹/۲و۷و۹و۱۹، پ۳۰/۱و۱۰و۲۳

جُنَاحٌ۔ گناہ، جُنُوْحٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ایک طرف مائل ہونے کے ہیں، اس لئے وہ گناہ جو انسان کو حق سے مائل کر دے اور دوسری طرف جھکا دے "جُنَاح" سے موسوم ہوا اور پھر ہر گناہ کے لئے اس کا استعمال ہونے لگا، پ۲/۱۳و۹و۱۳و۱۵و۱۶، پ۳/۷، پ۴/۱۵، پ۵/۱و۱۲و۱۸، پ۶/۲، پ۱۸/۱۲و۱۳، پ۲۱/۱۷، پ۲۲/۳و۴، پ۲۸/۸

جَنَاحٌ۔ بازو، اَجْنِحَةٌ جمع، "جناح" پرندہ کا پر، کسی شے کی جانب اور پہلو اور بازو اور ہاتھ، تینوں معنی کے لئے آتا ہے پہلے معنی کی مثال وَلَا طٰۤئِرٍ یَّطِیۡرُ بِجَنَاحَیۡہِ (اور نہ پرندہ کہ اڑتا ہے اپنے دو پروں سے) دوسرے کی مثال وَاضۡمُمۡ یَدَکَ اِلٰی جَنَاحِکَ (اور ملالے اپنا ہاتھ اپنے پہلو سے) اور تیسرے کی مثال وَاضۡمُمۡ اِلَیۡکَ جَنَاحَکَ (اور ملا اپنی طرف اپنا ہاتھ) ہے، اور قرآن مجید میں جو وَاخۡفِضۡ لَہُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحۡمَۃِ (اور ان دونوں کے لئے ذلت کا بازو مہربانی سے بچھا دے) وارد ہے یہ استعارہ ہے، کیونکہ ذلت کی دو قسمیں ہیں ایک ذلت انسان کو گراتی ہے اور دوسری بڑھاتی ہے اور یہاں چونکہ دوسری قسم کی ذلت مقصود ہے، جس سے اس کا مرتبہ بجائے گھٹنے کے بڑھتا ہے اس لئے جناح کا لفظ بطور استعارہ استعمال کیا گیا ہے یعنی ان کے سامنے ذلت اختیار کر کے رحم و کرم کا وہ برتاؤ پیش کر کہ جو تجھ کو اڑا کر اللہ کی رحمت کے بلند مقام پر پہنچا دے، پ۱۵/۳

جَنَاحِكَ۔ تیرا بازو، تیرا ہاتھ، تیرا پہلو، جَنَاحٌ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر۔ مضاف الیہ، پ۱۴، پ۱۶، پ۱۹/۱۵، پ۲۰/۷

جَنَاحَیْهِ۔ اس کے دونوں بازو جَنَاحَیْ جَنَاحٌ کا تثنیہ ہے، اضافت کے سبب نون تثنیہ حذف ہو گیا ہے ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۷

[1] مفرداتِ راغب

Marfat.com

جَنْبِ ۔ طرف، پہلو، "الصاحب بالجنب" سے پہلو کا رفیق یعنی قریبی دوست مراد ہے ارشاد الٰہی اَنْ تَقُوْلَ نَفْسٌ یّٰحَسْرَتٰی عَلٰی مَا فَرَّطْتُّ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ (ایسا نہ ہو کہ کوئی نفس کہنے لگے اے افسوس اس پر کہ میں نے کمی کی اللہ کی طرف سے) میں جَنْب سے مراد اللہ کا حکم اور اس کی وہ حد ہے جو اس نے ہمارے لئے مقرر فرمائی ہے (ملاحظہ ہو جَانِبْ) [illegible]

جُنُبٌ ۔ دور، اجنبی، جنبی، جَنْبٌ سے فعل کا استعمال معنی کے لئے ہوتا ہے ایک اپنے پہلو پر چل دینا یعنی دور کرنا دور ہونا۔ دوسرے اپنے پہلو پر جھکنا یعنی مائل اور مشتاق ہونا، یہاں جُنُبٌ اول معنی کے اعتبار سے بمعنی مخاطب ہے یعنی دور، ایک طرف مذکر مونث مفرد جمع سب کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ جنبی جسے جنابت لاحق ہو، یعنی جس پر غسل واجب ہو جنبی کو جُنُبٌ اس لئے کہا جاتا ہے کہ جب تک وہ غسل نہ کرے نماز اور مسجد سے دور رہتا ہے۔ [illegible]

جُنُبًا [illegible]

جَنْبِهٖ ۔ اس کا پہلو، جَنْب مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ (ملاحظہ ہو جَانِب) [illegible]

جُنَّةٌ ۔ سپر، ڈھال، آڑ، پردہ، جُنَنٌ جمع جَنٌّ سے مشتق ہے، چونکہ ڈھال سے بدن کو چھپایا جاتا ہے، اس لئے اس کو جُنَّةٌ کہتے ہیں۔ [illegible]

جَنَّةٌ ۔ بہشت، جنت، باغ، جَنٌّ سے مشتق ہے، درختوں والا ہرا بھرا باغ جس کے درخت زمین کو چھپالیں جنت کہلاتا ہے، جنت کو جنت یا تو دنیوی باغات سے تشبیہ دیکر کہا گیا اگرچہ دونوں میں بہت بعید ہے یا اس لئے کہ جنت کی نعمتیں ہماری آنکھوں سے مستور ہیں، ارشاد ہے فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّآ اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ (پس کسی کو معلوم نہیں جو آنکھوں کی ٹھنڈک ان کے واسطے چھپائی گئی ہے) [illegible]

Marfat.com

جِنَّةٌ۔ جنون، سودا، دیوانگی، جَنٌّ سے مشتق ہے، چونکہ دیوانگی عقل کو چھپا دیتی ہے اس لئے اسے جِنَّةٌ کہتے ہیں، پ ۹/۱۱ پ ۱۸/۳ پ ۲۲/۱۲

جِنَّةِ۔ جنوں کی جماعت، جِنِّیٌّ کی جمع، پ ۱۱ پ ۱۲ پ ۲۳ پ ۳۰/۲۸

جَنَّتَانِ۔ دو جنتیں، دو بہشتیں، دو باغ، جَنَّةٌ کا تثنیہ بحالت رفع، پ ۲۲ پ ۲۷/۱۲

جَنَّتَكَ۔ تیرا باغ، جَنَّةَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱۵/۱۷

جَنَّتَهٗ۔ اس کا باغ، جَنَّةَ مضاف، هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۵/۱۷

جَنَّتِيْ۔ میری جنت، میری بہشت، جَنَّةَ مضاف۔ ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۳۰/۱۱

جَنَّتَيْنِ۔ دو جنتیں، دو بہشتیں، دو باغ، جَنَّةٌ کا تثنیہ بحالت نصب وجر، پ ۱۵ پ ۲۲ پ ۲۷/۱۲

جَنَّتَيْهِمْ۔ ان کے دو باغ، جَنَّتَيْ مضاف هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ ن تثنیہ اضافت کے سبب سے حذف ہو گیا ہے پ ۲۲

جَنَحُوْا۔ وہ جھکے، جُنُوْحٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو اِجْنَحْ) پ ۱۰

جُنْدٌ۔ لشکر، فوج، جَنَدٌ سے ماخوذ ہے، جَنَدٌ اس سخت زمین کو کہتے ہیں جس میں پتھروں کا ڈھیر ہو پھر ہر گروہ اور جماعت کو جُنْدٌ کہنے لگے، پ ۲۳ پ ۲۵/۱۴ پ ۲ جُنْدًا پ ۱۶/۸

جُنْدَنَا۔ ہمارا لشکر، ہماری فوج، جُنْدَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، پ ۲۳/۹

جَنَفًا۔ ظلم، کجی، طرفداری، فیصلہ میں ایک طرف جھک پڑنا مصدر ہے، پ ۲

جُنُوْبُكُمْ۔ تمہارے پہلو، جُنُوْبٌ، جَنْبٌ کی جمع مضاف ہے، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ (ملاحظہ ہو جَنْبٌ اور جَانِبٌ) پ ۵/۱۲

جُنُوْبُهَا۔ ان کے پہلو، جُنُوْبُ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۷/۱۲

جُنُوْبُهُمْ۔ ان کے پہلو، جُنُوْبُ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۴ پ ۱۰ پ ۲۱/۱۵

جُنُوْدٌ۔ لشکر، فوجیں، جُنْدٌ کی جمع پ ۱۲ پ ۱۹ پ ۲۳ پ ۱۹ پ ۲۱ پ ۱۰ پ ۱۸ پ ۲۱ پ ۲۶ پ ۲۹ پ ۳۰

جُنُوْدًا۔

جُنُوْدِهٖ۔ اس کے لشکر، اس کی فوجیں، جُنُوْدِ مضاف هٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۰/۱۲

Marfat.com

جُنُودَهُمَا۔ ان دونوں کے لشکر، ان دونوں کی فوجیں، جُنُودَ مضاف، هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۱

جَنِيًّا۔ تازہ چنا ہوا میوہ جَنْیٌ سے، بروزن فَعِيلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، پ ۱۶

فصل الواو

جَوِّ۔ ہوا، جِوَاءٌ اور اَجْوَاءٌ جمع، پ ۱۴

جَوَابَ۔ جواب، جَوْبٌ سے مشتق ہے جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں چونکہ جواب بھی فضا کو قطع کرکے کہنے والے کے منہ سے سننے والے کے کانوں تک پہنچتا ہے، اس لئے جواب کہلاتا ہے، اَجْوِبَةٌ جمع لیکن جواب ابتدائی گفتگو کے لئے نہیں بلکہ بعد کے کلام کے ساتھ مخصوص ہے جو سوال کے مقابلہ میں واقع ہو، پ ۸ پ ۱۱ پ ۲۰

جَوَابِ۔ تالاب، حوض جَابِيَةٌ کی جمع ہے جس کے معنی بڑے حوض کے ہیں، پ ۲۲

جَوَارِ۔ کشتیاں، جہاز، جَارِيَةٌ کی جمع (ملاحظہ ہو جَارِيَة) پ ۲۵ پ ۲۷ پ ۳۰

جَوَارِحِ۔ شکاری جانور، زخمی کرنے والے جَارِحَةٌ کی جمع جس کے معنی شکاری جانور کے ہیں خواہ پرندہ ہو یا درندہ جَرْحٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں، "جوارح" کو جوارح اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زخمی کردیتے ہیں، پ ۶

جُودِيِّ۔ ایک پہاڑ کا نام ہے جو ملکِ شام میں ہے، مجاہد سے صحیح بخاری میں روایت ہے کہ جودی جزیرہ میں ایک پہاڑ ہے[1]۔ پ ۱۲

جُوعٍ۔ بھوک، پ ۲ پ ۱۴ پ ۲۸ پ ۳۰

جَوْفِهٖ۔ اس کے اندر، اس کا پیٹ، اندرونی حصہ جو خالی ہو جَوْفٌ کہلاتا ہے، مضاف ہے ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۱

فصل الهاء

جِهَادِ۔ جہاد، اللہ کی راہ میں لڑنا، محنت کوشش، جَاهَدَ يُجَاهِدُ کا مصدر ہے، دشمن کے مقابلہ میں جو کچھ بن سکے کر گزرنے کا نام جہاد ہے۔ جہاد تین طرح کا ہوتا ہے، ۱ دشمنانِ دین سے، ۲ شیطان سے، اور نفس سے اور

[1] صحیح بخاری کتاب الانبیاء باب قول اللہ تعالیٰ ولقد ارسلنا نوحًا الی قومہ۔

Marfat.com

تین چیزوں سے کیا جاتا ہے زبان سے ہاتھ سے
اور دل سے، پ۲۸ جِهَادًا پ۲۸
جِهَادِہٖ۔ اس کی محنت، اس کا جہاد، جِهَادِ
مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۷
جِهَارًا۔ پکارنا، بلند آواز کرنا علی الاعلان، کھلم
کھلا، برملا، جَاهَرَ یُجَاهِرُ کا مصدر ہے۔ پ۲۹
جَهَازِهِمْ۔ ان کا سامان، ان کا اسباب، جس
ساز و سامان کی تیاری کی جائے جَهَازْ کہلاتا
ہے، اَجْهِزَۃٌ جمع ہے مضاف ہے، هُمْ
ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۳ ۲، ۳
جَهَالَةٍ۔ نادانی، جَهِلَ یَجْهَلُ کا مصدر
ہے۔ جہالت کی تین قسمیں ہیں (۱) علم سے
خالی ہونا، یہ اصل معنی ہیں (۲) کسی شے
کے متعلق غلط اعتقاد رکھنا (۳) کسی فعل کے
انجام دینے کا جو حق ہے اس طرح انجام نہ دینا
خواہ اس فعل کے متعلق اعتقاد صحیح ہو یا غلط
مثلاً دیدہ و دانستہ نماز کا چھوڑ دینا، آیت شریفہ
وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى لِقَوْمِهٖٓ اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ
اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ؕ قَالُوْٓا اَتَتَّخِذُنَا هُزُوًا
قَالَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ
(اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو اللہ فرماتا
ہے تم کو ذبح کرو ایک گائے، بولے کیا تو
پکڑتا ہے ہم کو ٹھٹھے میں، کہا پناہ اللہ کی اس سے
کہ میں ہوں نادانوں میں) میں جو ٹھٹھے کو جہالت
قرار دیا گیا وہ اسی اعتبار سے ہے کہ ٹھٹھے کے
طور پر گائے کی قربانی کے لئے کہہ دینا ایک نازیبا
فعل ہے جو جہالت میں داخل ہے، یہ بھی
واضح رہے کہ جَاهِل کا لفظ ہمیشہ مذمت
ہی کے لئے نہیں آتا بلکہ کبھی کبھی بغیر مذمت کے
بھی اس کا ذکر ہوتا ہے جیسے يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ
اَغْنِيَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (جاہل نہ مانگنے کے
سبب سے ان کو دولتمند سمجھے) کہ سیاق بتلاتا
ہے کہ یہاں جاہل کی مذمت مقصود نہیں ہے
پ۱ پ۱۴ پ۲۶ پ۲۶

جَهْدَ۔ تاکید، پوری کوشش، طاقت، مشقت
جَهَدَ یَجْهَدُ کا مصدر ہے، اس کے معنی
پورے طور پر کوشش و مشقت کرنے کے ہیں،
اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَيْمَانِهِمْ (یعنی انہوں نے
پوری کوشش سے قسمیں کھائیں) پ۷ پ۱۴
پ۱۳ پ۱۴ پ۱۸

جُهْدَهُمْ۔ ان کی مشقت، ان کی محنت جُهْدَ
مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۰

Marfat.com

جَهْرَ۔ زور سے کہنا، ظاہر کرنا، اصل میں دیکھنے
بولنے میں کسی چیز کے کھلم کھلا ظاہر ہونے
کا نام 'جہر' ہے، ...

جَهْرًا۔ ...

جَهَرَ۔ اس نے ظاہر کیا۔ اس نے زور سے کہا جَهْرٌ
سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ...

جَهْرَكُمْ۔ تمہارا ظاہر کرنا، تمہارا زور سے کہنا،
تمہارا کھلا، جَهْرَ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر
حاضر مضاف الیہ، ...

جَهْرَةً۔ آشکارا، روبرو، کھلم کھلا، جَهَرَ، يَجْهَرُ
کا مصدر ہے، ...

جَهَّزَهُمْ۔ اس نے ان کے لئے تیار کردیا
جَهَّزَ تَجْهِيْزٌ سے، جس کے معنی سامان تیار
کردینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ...

جَهَنَّمَ۔ جہنم۔ دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے
بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ اصل میں فارسی
لفظ تھا۔ جہنام معرب کرلیا گیا ہے، ...

...

جَهُوْلًا۔ بڑا نادان، بڑا جاہل، جَهْلٌ اور جَهَالَةٌ
سے بروزن فَعُوْلٌ مبالغہ کا صیغہ، ...

فصل الیاء المثناة

جِيَادُ۔ خاصے، تیز رو، جَوَادٌ کی جمع جَوَادٌ
اس تیز رو گھوڑے کو کہتے ہیں جو اپنی پوری
دوڑ ختم کرڈالے۔ ...

جَيْبِكَ۔ تیرا گریبان، جَيْبٌ بمعنی گریبان
مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر
مضاف الیہ ...

جِئْتَ۔ تو لایا، تو آیا، مَجِيْءٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو جاءَ) ...

جِئْتِ۔ تو لائی، تو آئی، مَجِيْءٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مؤنث حاضر، ...

جِئْتُكَ۔ میں تیرے پاس لایا، میں تیرے پاس
آیا، جِئْتُ مَجِيْءٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم
كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ...

Marfat.com

جِئۡتُكُمۡ۔ میں تمہارے پاس لایا، میں تمہارے پاس آیا، اس میں کُمۡ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے

پ ۲۵ س ۸ پ ۴ س ۲ پ ۲۴

جِئۡتُمۡ۔ تم آئے، تم لائے، جَیۡئٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۲ س ۹

جِئۡتُمُوۡنَا۔ تم ہمارے پاس آپہنچے، اس میں واو اشباع کا، نَا ضمیر جمع متکلم ہے، پ ۷ س ۱۸

جِئۡتَنَا۔ تو ہمارے پاس آیا، تو ہمارے پاس لایا جِئۡتَ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، نَا ضمیر جمع متکلم پ ۹ س ۵ پ ۱۲ س ۵ پ ۱۲ س ۱۲ پ ۱۶ س ۱۲

جِئۡتَهُمۡ۔ تو ان کے پاس آیا، تو ان سے پاس لایا، اس میں هُمۡ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ ۵ س ۹

جِيۡدِهَا۔ اس کی گردن، جِیۡدٌ معنی گردن، جُیُوۡدٌ اور اَجۡیَادٌ جمع، جِیۡدِهَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ س ۲۶ پ ۳۰

جُيُوۡبِهِنَّ۔ ان کے گریبان، جُیُوۡبٌ جَیۡبٌ کی جمع مضاف ہے، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۸

جِيۡٓءَ۔ وہ لایا گیا، مَجِیۡئٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۲۳ س ۳۰

جِئۡنَا۔ ہم آئے، مَجِیۡئٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم پ ۵ س ۴ پ ۷ س ۲ پ ۸ س ۱۲ پ ۱۶ س ۱۲ پ ۱۲ پ ۲۵ س ۱۲

جِئۡنٰكَ۔ ہم تیرے پاس لائے ہیں، ہم تیرے پاس آئے ہیں، اس میں كَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے پ ۱۴ س ۱۱ پ ۲۶ س ۵

Marfat.com

بابُ الحَاءِ المُهمَلَة

فصل الالف

حَاجَّ۔ اس نے جھگڑا کیا، مُحَاجَۃٌ سے جس کے معنی باہم حجت کرنے یعنی ہر ایک کے دوسرے کو اس کی دلیل اور راہ سے ہٹانے کی خواہش کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۳/۶۵

حَاجِّ۔ حاجی، حج کرنے والے، اسم جمع ہے بمعنی حُجَّاجٌ کے، ۹/۱۹

حَاجَۃً۔ حاجت، ضرورت، خواہش، خطرہ، کام، غرض، حَوَائِجُ اور حَاجَاتٌ جمع۔ ۱۲/۶۸، ۴۰/۸۰، ۵۹/۹

حَاجَجْتُمْ۔ تم نے جھگڑا کیا، تم نے حجت کی مُحَاجَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۳/۶۶

حَاجِزًا۔ حجاب، پردہ، اوٹ، روک، آڑ، حَجْزٌ سے جس کے معنی دو چیزوں کو آڑ کے ذریعہ ملنے سے روک دینے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، ۲۷/۶۱

حَاجِزِیْنَ۔ باز رکھنے والے، روکنے والے حَاجِزٌ کی جمع بحالت نصب و جر، ۶۹/۴۷

حَاجَّكَ۔ اس نے تجھ سے جھگڑا کیا، حَاجَّ مُحَاجَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ ک ضمیر واحد مذکر حاضر، ۳/۶۱

حَاجُّوْكَ۔ انھوں نے تجھ سے جھگڑا کیا، حَاجُّوْا مُحَاجَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ک ضمیر واحد مذکر حاضر، ۳/۲۰

حَاجَّہٗ۔ اس نے جھگڑا کیا، حَاجَّ ماضی کا صیغہ ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، ۶/۸۰

حَادَّ۔ وہ مخالف ہوا، اس نے مقابلہ کیا۔ مُحَادَّۃٌ سے جس کے معنی لڑنے اور مخالفت کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۵۸/۲۲

حٰذِرُوْنَ۔ ڈرنے والے، خطرہ رکھنے والے مسلح، ہتھیار لگانے والے، حَذَرٌ سے جس کے معنی کسی خوفناک بات سے بچنے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، حَاذِرٌ کی جمع ہے

Marfat.com

حَاذِرُونَ کے معنی اصل میں خطرہ سے بچنے والے
کے ہیں اور چونکہ ہتھیار خطرہ سے بچنے ہی کے
لئے باندھتے ہیں اس لئے ہتھیار بند اور
مسلح کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے یہاں
دونوں معنی بن سکتے ہیں، پ۱۹/۸

حَارَبَ۔ اس نے جنگ کی، وہ لڑا۔ مُحَارَبَۃٌ
سے، جس کے معنی باہم جنگ کرنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۱۱

حَاسَبْنٰھَا۔ ہم نے اس سے حساب لیا،
حَاسَبْنَا مُحَاسَبَۃٌ سے، جس کے معنی باہم
حساب کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، جمع متکلم
ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ۲۸/۱۸

حَاسِبِیْنَ۔ حساب لینے والے، حِسَابٌ
سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر حِسَابٌ کی جمع
بحالت نصب و جر (ملاحظہ ہو حساب) پ۱۷ پ۱۸

حَاسِدٍ۔ حسد کرنے والا، جلنے والا، حَسَدٌ
سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو
تَحْسُدُوْنَنَا) پ۳۰

حَاشَ۔ حاشا، پاک ہے، دور ہے۔ امام راغب
فرماتے ہیں۔

"ابو عبیدہ کا بیان ہے کہ حاش کا مطلب تنزیہ
اور استثناء ہے، ابو علی فسوی کہتے ہیں کہ حاش
اسم نہیں ہے کیونکہ حرف جر اس جیسے لفظ پر نہیں
آتا اور نہ حرف ہے کیونکہ حرف جب تک مضاعف
نہ ہو اس میں سے حذف نہیں ہوتا۔ حالانکہ حاش
اور حَاشٰی دونوں طرح بولتے ہیں۔ پس بعض تو حاشٰی
کو اس کے باب کی اصل قرار دیکر لفظ حوش (یعنی
وحشی) سے مشتق ملتے ہیں جس سے کہ حوشی الکلام
(کلام وحشی) ہے۔ . . . اور بعض اس پر محمول کرتے
ہیں کہ یہ حشی کا مقلوب ہے جس سے حاشیہ
بنا ہے۔"[1]

امام جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہیں۔

"ارشاد الٰہی حَاشَا لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوْٓءٍ
(پاکی ہے اللہ کے لئے ہم نہیں جانتے اس پر کچھ برائی)
اور حَاشَا لِلّٰهِ مَا هٰذَا بَشَرًا (پاکی ہے اللہ کے
واسطے نہیں یہ شخص آدمی) میں حاشا اسم ہے
فعل اور حرف نہیں ہے، دلیل یہ ہے کہ بعض کی
قرارت حَاشًا لِلّٰهِ تنوین کے ساتھ ہے۔ اور
ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرارت حَاشَا اللّٰهِ
اضافت کے ساتھ ہے جیسے معاذ اللہ اور

[1] مفردات امام راغبؒ۔

Marfat.com

سبحان اللہ نیز وہ قرأت سبعہ میں لام پر داخل ہوا ہے، حالانکہ جار جار پر داخل نہیں ہوتا اور قرأت سبعہ میں جو تنوین متروک ہے وہ اس سبب سے ہے کہ چونکہ وہ "حاشا" حرفیہ سے لفظوں میں مشابہ ہے اس لئے مبنی ہے۔ اس کے مبنی ہونے کی بنا پر ہی ایک جماعت کا خیال ہے کہ یہ اسم فعل ہے جس کے معنی ابترا او اور تبرأت کے ہیں یعنی میں بیزار ہوں لیکن اس خیال کو اس بنا پر رد کر دیا گیا ہے کہ وہ بعض لغات میں معرب بھی استعمال ہوا ہے اور مبرد اور ابن جنی نے اس کو فعل سمجھا ہے اور آیت کے معنی کئے ہیں جانب یوسف للمعصیۃ لاجل اللہ (یوسف اللہ کے لئے معصیت کی طرف سے دور ہے) مگر حاش اللہ کے یہ معنی دوسری آیت میں نہیں بن سکتے۔ فارسی کا بیان ہے کہ حاشا فعل ہے حَشًا سے بنا ہے جس کے معنی ناحیہ یعنی طرف کے ہیں اس اعتبار سے اس کے معنی ہوئے صار فی ناحیۃ (وہ ایک طرف رہا) یعنی جو الزام ان کو لگایا گیا اس سے دور اور علیحدہ رہے اور نہ اس فعل کا ارتکاب کیا اور نہ اس سے ملوث ہوئے۔ قرآن مجید میں حاشا بہر حال استثنائیہ ہی ہے۔[1] پ ۱۲ ع ۱۴ و ۱۶

حٰشِرِیْنَ۔ نقیب، اکٹھے کرنے والے، جمع کرنے والے، حَشْرٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، بحالت نصب وجر، ملاحظہ ہو اَحْشُرُوْا پ ۱۹ ع ۸ و ۱۱ پ ۱۴

حَاصِبًا۔ بادِ سنگبار، پتھروں کا مینہ، ہوا کا پتھراؤ، سخت آندھی، نیز وہ پتھراؤ جو تند ہوا میں ہو حاصب کہلاتا ہے، حَصْبَاءٌ کی مشتق ہے۔ حصبار کنکریوں کو کہتے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر پ ۱۵ ع ۱۵ پ ۲۰ ع ۱۶ پ ۲۷ ع ۹ پ ۲۹ ع ۲

حَاضِرًا۔ حاضر، سامنے، روبرو، حُضُوْرٌ سے جس کے معنی حاضر ہونے اور سامنے موجود ہونے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ، واحد مذکر پ ۱۵ ع ۱۸

حَاضِرَةَ الْبَحْرِ۔ لب دریا، سمندر کے کنارے حَاضِرَۃ حُضُوْرٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث مضاف ہے اَلْبَحْرِ مضاف الیہ بحر قلزم مراد ہے، پ ۹ ع ۱۱

حَاضِرِی باشندے، رہنے والے، حَضَارَۃٌ سے جس کے معنی شہر میں رہنے کے ہیں۔ –

---

[1] اتقان فی علوم القرآن ج ا ص ۱۶۱ و ۱۶۲ طبع مصر [2] صحیح البخاری کتاب بدء الخلق باب صفۃ النار و انہا مخلوقۃ

اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، اصل میں حافظین
تھا، اضافت کے سبب نون جمع حذف
ہوگیا۔ سپ

حافرۃ۔ پہلی حالت، اُلٹے پاؤں، زمین،
حفر سے جس کے معنی زمین کھودنے کے
ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث عرب
میں "حافرۃ" اُلٹے پاؤں لوٹنے اور پہلی
حالت پر پلٹنے کے لئے ضرب المثل ہوگیا ہے
انسان جس راستہ آیا اُلٹے پاؤں اسی راستہ
پلٹا تو چلنے کے سبب قدموں کے نشانات
سے جو زمین کھدی اسی نسبت سے "حافرہ"
کہلائی، یا قابل کو فاعل سے تشبیہ دیکر
"حافرہ" کہدیا، امام بغوی لکھتے ہیں۔
"اور بعض کا قول ہے کہ "حافرہ" کے معنی روئے
زمین کے ہیں جس میں ان کی قبریں کھدتی ہیں،
اس کا نام حافرہ بمعنی محفورہ ہے جیسے عیشۃ
راضیۃ بمعنی مرضیہ کے ہے اور یہ بھی کہا گیا
ہے کہ "حافرہ" یوں نام پڑا کہ وہ مستقر حوافر ہے
یعنی سموں اور کھروں کے ٹکنے کی جگہ ہے[1]"
سپ ۳۰

حافظ۔ نگہبان، حفاظت کرنے والا، حِفظ
سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، حفظ کبھی
تو اس ہیئتِ نفس کو کہا جاتا ہے، جس کے ذریعے
جو چیز سمجھ میں آتی ہے قائم رہتی ہے اور کبھی
دل میں یاد رکھنے کو کہتے ہیں جس کی ضد نسیان
ہے اور کبھی قوتِ حافظہ کے کام میں لانے
کے لئے استعمال ہوتا ہے، نیز ہر قسم کی جستجو اور
نگہبانی اور نگرانی کے لئے بھی بولا جاتا ہے
اور یہاں یہی اخیر معنی مراد ہیں سپ ۳۰

حافظا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کے
اسماء حسنیٰ میں استعمال ہوا ہے۔ امام حلیمی نے
اس کے معنی لکھے ہیں الصائن عبدہ عن
اسباب الهلكة في دينه ودنياه (جو اپنے
بندے کو دینی اور دنیوی معاملات میں ہلاکت
کے اسباب سے بچائے)[2] سپ ۳

حفظت۔ نگہبانی کرنے والیاں، حافظۃ
کی جمع، حِفظ سے اسم فاعل کا صیغہ،
جمع مؤنث، سپ ۵

حافظوا۔ تم خبردار رہو، تم محافظت کرو
تم نگرانی رکھو۔ محافظۃ سے جس کے معنی

[1] معالم التنزیل ج ۷ ص ۱۸۱ طبع مصر۔ [2] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۴۲ طبع انوار احمدی الہ آباد

Marfat.com

کسی چیز کی نگہداشت اور نگرانی کرنے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۳/۵

حَافِظُوْنَ۔ نگرانی کرنے والے، نگاہ رکھنے والے، حفاظت کرنے والے، نگہبان حَافِظٌ کی جمع حِفْظٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالت رفع پ ۱۱/۳ پ ۱۲/۱۲ پ ۱۳/۲ پ ۱۴/۱ پ ۱۸/۱ پ ۲۹/۱

حَافِظِیْنَ۔ نگہبانی کرنے والے، حفاظت کرنے والے۔ حَافِظٌ کی جمع بحالت نصب و جر پ ۱۳/۴ پ ۱۶/۷ پ ۲۲/۲ پ ۳۰/۸

حَافِّیْنَ۔ گرداگرد، گھیرنے والے، حَفٌّ سے جس کے معنی اردگرد سے گھیر لینے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۲۴/۵

حَاقَ۔ اس نے گھیر لیا، وہ الٹ پڑا، وہ نازل ہوا، (ضَرَبَ) حَیْقٌ سے، جس کے معنی گھیر لینے اور نازل ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، بعض کا خیال ہے کہ یہ اصل میں حَقَّ تھا جو بدل کر حَاقَ ہو گیا۔ جیسے زَلَّ اور زَالَ اور ذَمَّ اور ذَامَ، پ ۷ پ ۱۲/۱ پ ۱۴/۱۰ پ ۱۷/۲ پ ۲۴/۱۲ و ۱۳ پ ۲۵/۲۰ پ ۲۶/۲

حَاقَّةٌ۔ حق ہونے والی، ثابت ہونے والی حَقٌّ سے، جس کے معنی حق اور ثابت ہونے کے ہیں۔ اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، یہاں روزِ قیامت مراد ہے، پ ۲۹/۵

حٰکِمِیْنَ۔ حکم کرنے والے، فیصلہ کرنے والے حُکْمٌ سے بمعنی فیصلہ کرنے کے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۸/۱۸ پ ۹/۱ پ ۱۱/۴ پ ۱۲/۴ پ ۱۳/۴

حَالَ۔ وہ حائل ہو گیا، وہ بیچ میں آپڑا (نَصَرَ) حَوْلٌ سے جس کے معنی کسی شے کے متغیر ہونے اور دوسرے سے جدا ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، اور چونکہ حائل ہونے اور بیچ میں آپڑنے میں دوسرے سے جدائی ضروری ہے اس لئے اس معنی میں بھی اس کا استعمال ہوتا ہے، پ ۱۲/۴

حَامٍ۔ حامی، جوانے والا اونٹ، شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں فرماتے ہیں، "جس اونٹ کی پشت سے دس بچے پورے ہوتے لائق سواری کے اور بوجھ کے اس باپ کو لادنا موقوف کرتے اور چارے پانی پرسے نہ ہانکتے وہ حامی تھا" پ ۷

حَامِدُوْنَ۔ تعریف کرنے والے، شکر کرنے والے، سراہنے والے۔ حَمْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، حَامِدٌ کی جمع (ملاحظہ ہو حَمْدٌ) پ ۱۱/۳

Marfat.com

حٰمِلٰتِ۔ اٹھانے والیاں، حَامِلَۃٌ کی جمع
حَمْلٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث)
(ملاحظہ ہو یَحْمِلُ اور حَمْلًا) پ ۲۶/۱۸
حَامِلِیْنَ اٹھانے والے، حَامِلٌ کی جمع،
حَمْلٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر پ ۲۰/۱۲
حَامِیَۃً دہکتی ہوئی، جلتی ہوئی، حَمْیٌ
سے جس کے معنی دہکنے اور گرم ہونے کے ہیں
اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، پ ۳۰/۱۲ و ۱۶

فصل الباء الموحدۃ

حُبُّ۔ محبت، حَبَّ یُحِبُّ کا مصدر ہے، جو
چیز پسند ہو یا جو شے اچھی معلوم ہو اس کے
چاہنے کا نام حُب اور محبت ہے، محبت
کی تین صورتیں ہیں یا تو کسی لذت کے سبب
سے ہوتی ہے جیسے مرد کا عورت سے محبت کرنا
آیت شریفہ وَیُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰی حُبِّہٖ
مِسْکِیْنًا (اور اس کی محبت میں محتاج کو کھانا
کھلاتے ہیں) میں اسی محبت کا ذکر ہے، یا
کسی نفع کے باعث جس طرح کہ نفع دینے والی
چیزوں سے محبت کرتے ہیں، آیت شریفہ
وَاُخْرٰی تُحِبُّوْنَهَا نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ
(اور ایک بات جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی
طرف سے اور فتح نزدیک) میں یہی محبت
مراد ہے، یا کسی فضیلت کی بنا پر جس طرح
کہ اہل علم باہم علم کی وجہ سے محبت رکھتے
ہیں، اللہ تعالیٰ کے بندے سے محبت کرنے کا
مطلب اس پر انعام و نوازش فرمانا ہے اور بندے
کے اللہ تعالیٰ سے محبت کرنے کے معنی اس کا
قرب طلب کرنے کے ہیں پ ۲/۸ پ ۳/۱۰ پ ۲۳/۱۲ پ ۳۰/۲۵

حُبًّا پ ۲/۴ پ ۱۲/۱۲ پ ۳۰/۱۲

حَبٌّ۔ دانہ، غلہ، اناج، گندم اور جو وغیرہ
اناج کے دانہ کو حَبٌّ اور حَبَّۃٌ کہتے ہیں
حُبُوْبٌ جمع، پ ۷/۱۸ پ ۲۶/۱۵ پ ۲۷/۱۱

حَبًّا۔ پ ۷/۱۸ پ ۲۳/۲ پ ۳۰/۱ و ۵

حَبَّۃٍ پ ۳/۲ پ ۷/۱۲ پ ۱۷/۴ پ ۲۱/۱۱

حِبَالُھُمْ۔ ان کی رسیاں، حِبَالٌ حَبْلٌ
کی جمع ہے جس کے معنی رسی کے ہیں مضاف ہے
ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۶/۱۲ پ ۱۹/۷

حَبَّبَ۔ اس نے محبت ڈالی، اس نے پیارا
کر دیا، اس نے محبوب بنا دیا، تَحْبِیْبٌ سے
جس کے معنی دوست بنا دینے اور محبوب کر دینے
کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۲۶/۱۲

Marfat.com

حَبِطَ۔ وہ اکارت ہوا، وہ ضائع ہوا، وہ نابود ہوا، وہ مٹ گیا، (سمع) حَبْطٌ سے، جس کے معنی کام کے اکارت ہونے اور ضائع ہو جانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَحْبَطَ) پ ۱۴/۲ پ ۷/۲۲

حَبِطَتْ۔ وہ اکارت ہو گئے، وہ مٹ گئے وہ ضائع ہو گئے، حَبْطٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو حَبِطَتْ) پ ۲ پ ۳ پ ۶ پ ۱۰ پ ۱۱

حُبُكٌ۔ راہیں، یا تو حَبِیْكَةٌ کی جمع ہے جیسے طَرِیْقَةٌ اور طُرُقٌ ہے یا حِبَاكٌ کی جمع ہے جیسے مِثَالٌ اور مُثُلٌ ہے۔ حَبِیْكَةٌ اور حِبَاكٌ دونوں کے معنی ستاروں کی راہ کے آتے ہیں، پ ۲۶/۱۸

حَبْلٌ۔ رسی، عہد، پیمان، حَبْلٌ کے معنی اصل میں تو رسی کے ہیں مگر مجازاً عہد و پیمان کے لئے بھی استعمال ہوتا ہے، پ ۴ پ ۳۰

حَبْلُ الْوَرِیْدِ۔ رگِ جان۔ شہ رگ، دھڑکنی رگ، گردن کی رگ مراد ہے جس میں جان پھرتی ہے، دل سے دماغ تک، اس کے کٹنے سے موت ہے[1]۔ چونکہ رگ بھی ہیئت میں رسی سے ملتی جلتی ہے اس لئے شہ رگ کو "حبل الورید" کہتے ہیں۔ پ ۲۶/۱۴

حُبِّهٖ۔ اس کی محبت، حُبٌّ مضاف اور ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲ پ ۲۹/۱۶

فصل التاء المثناة

حَتْمًا۔ ضرور، لازم، قضا، مقدر یعنی طے شدہ فیصلہ الٰہی کا نام "حتم" ہے، پ ۱۶/۸

حَتّٰی۔ جب تک، یہاں تک، علامہ سیوطی لکھتے ہیں "حتّٰی حرف جر ہے اِلٰی کی طرح انتہاء غایت کے لئے آتا ہے مگر چند باتوں میں دونوں الگ ہو جاتے ہیں، منجملہ ان کے حتّٰی جن باتوں میں جدا ہے وہ یہ ہیں کہ وہ صرف اسم ظاہر اور اسی اسم آخر کو جر دیتا ہے کہ جس سے پہلے ذی اجزاء یعنی تقسیم ہونے والا ہو اور یہ اس سے ملا ہوا ہو جیسے سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِ (سلامتی ہے وہ یہاں تک کہ فجر طلوع ہو) اور اس سے پہلے جو فعل تھا اس کے خاتمہ کرکے ختم ہو جانے کا پتہ دیتا ہے اور ابتداء غایت کے مقابل استعمال

[1] موضح القرآن

Marfat.com

نہیں ہوتا اور اس کے بعد مضارع جو اَنْ مقدرہ کے سبب منصوب ہو واقع ہوتا ہے اور دونوں مصدر مجرور کے معنی میں ہوتے ہیں۔ اس صورت میں حَتّٰی تین معنی میں آتا ہے (۱) اِلیٰ (تک) کے ہم معنی ہوتا ہے جیسے لَنْ نَّبْرَحَ عَلَیْہِ عٰکِفِیْنَ حَتّٰی یَرْجِعَ اِلَیْنَا مُوْسٰی (ہم اسی پر لگے بیٹھے رہیں گے جب تک موسیٰ ہمارے پاس پھر آئے) کہ اِلیٰ رجوعہ۔ (اس کی واپسی تک کے معنی ہیں (۲) کَیْ تعلیلیہ (تاکہ) کے ہم معنی جیسے وَلَا یَزَالُوْنَ یُقَاتِلُوْنَکُمْ حَتّٰی یَرُدُّوْکُمْ (اور وہ تو لگے ہی رہتے ہیں تم سے لڑنے کو یہاں تک کہ تم کو پھیر دیں) اور لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی یَنْفَضُّوْا (مت خرچ کرو ان پر جو پاس رہتے ہیں رسول اللہ کے یہاں تک کہ بھاگ جائیں) اور کسی جگہ دونوں کے معنی بن سکتے ہیں جیسے فَقَاتِلُوا الَّتِیْ تَبْغِیْ حَتّٰی تَفِیْٓءَ اِلٰٓی اَمْرِ اللّٰہِ (تو سب لڑو اس چڑھائی والے سے جب تک کہ پھر آئے اللہ کے حکم کی طرف) (کہ یہاں اِلیٰ اور کَیْ دونوں کے معنی صحیح ہیں)

(۳) اِلَّا کے ہم معنی استثناء میں ابن مالک وغیرہ نے اس کی مثال وَمَا یُعَلِّمٰنِ مِنْ اَحَدٍ حَتّٰی یَقُوْلَا (اور وہ دونوں کسی کو نہیں سکھاتے یہاں تک کہ کہہ دیتے ہیں) کو قرار دیا ہے۔

حَتّٰی ابتدائیہ بھی ہوتا ہے یعنی ایسا حرف کہ جس کے بعد جملوں کی ابتدا ہوتی ہے۔ چنانچہ اسمیہ، فعلیہ، مضارعیہ ماضیہ سب پر آتا ہے جیسے حَتّٰی یَقُوْلُ الرَّسُوْلُ (لام کے) پیش کے ساتھ اور حَتّٰی عَفَوْا وَّقَالُوْا۔ اور حَتّٰی اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ۔ ابن مالک نے یہ ادعا کیا ہے کہ وہ اس آیت میں اِذَا کا اور اگلی دو آیتوں میں اَنْ مضمرہ کا جار واقع ہوا ہے لیکن اکثر کی رائے اس کے برخلاف ہے اور حَتّٰی عاطفہ بھی آتا ہے مگر میرے علم میں قرآن کے اندر عطف کے لئے نہیں آیا ہے، کیونکہ اس کے ذریعہ عطف بہت کم ہوتا ہے اسی لئے کوفہ والوں نے تو سرے سے اس کے عاطفہ ہونے ہی سے انکار کر دیا ہے۔ [1]

۱ ۱۲۶۹ و ۱۲۰ و ۱۲۰ — ۲ [illegible] — ۳ [illegible]
۴ ۱۰۶۹ و ۱۲۰ و ۱۲۰ — ۵ [illegible] — ۶ ۱۲۰ و ۸ — ۷ [illegible]

[1] اتقان ج اس ۱۶۲ طبع مصر۔

پ۸: ۲ و ۵ و ۶ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۸ — پ۹: ۲ تا ۱۹ — پ۱۰: ۲ و ۵ و ۶ و
پ۱۰: ۷ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ — پ۱۱: ۳ و ۸ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ — پ۱۲: ۳ و ۱۱
پ۱۳: ۳ و ۶ و ۸ و ۱۰ — پ۱۴: ۱ و ۳ — پ۱۵: ۳ و ۴ و ۱۰ و ۱۱ و ۲۱ و ۲۲
پ۱۶: ۱ و ۳ و ۸ و ۱۳ — پ۱۷: ۳ و ۴ و ۷ و ۱۳ — پ۱۸: ۲ و ۴ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۵ و ۱۶
پ۱۹: ۱۵ و ۱۸ — پ۲۰: ۳ و ۶ و ۹ — پ۲۱: ۹ — پ۲۳: ۲ و ۹ و ۱۲ — پ۲۴: ۵ و ۹ و ۱۶
پ۲۵: ۱ و ۹ و ۱۰ و ۱۳ — پ۲۶: ۲ و ۵ و ۶ و ۸ و ۱۲ — پ۲۷: ۱ و ۳ و ۱۸ — پ۲۸: ۷ و ۱۳ و ۱۶
پ۲۹: ۸ و ۱۲ و ۱۴ — پ۳۰: ۲۲ و ۲۳ و ۲۶

یہ بھی واضح رہے کہ اگر حَتّٰی کے بعد دخولِ غایت کے لئے کوئی دلیل موجود ہو تب تو اس پر عمل ظاہر ہی ہے اور اگر کوئی دلیل موجود نہ ہو تو اصح یہ ہے کہ غایت داخل سمجھی جائیگی۔

فصل الثاء المثلثة

حَثِیْثًا۔ دوڑتا ہوا، شتاب، جلد، حَثٌّ سے، جس کے معنی کسی کام پر ابھارنے اور رغبت دلانے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل یعنی حَاثٌّ (رغبت کرتے ہوئے) یا بمعنی مفعول یعنی مَحْثُوْثٌ (جسے رغبت دلائی گئی ہو) صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے جس کا استعمال سریع یعنی جلد اور شتاب کے معنی میں ہوتا ہے، پ۸ ع۱۴

فصل الجیم المعجمة

حَجَّ۔ حج کرنا، حَجٌّ، حِجٌّ کا مصدر ہے، اصل لغت میں حج قصد زیارت کو کہتے ہیں، اور اصطلاح شرع میں حج کی نیت سے اول احرام باندھ کر طواف اور وقوف کو اوقات مخصوصہ میں ادا کرنا اس کا نام حج ہے۔ پ۲ ع۸ و ۹، پ۴ ع۱۱

حِجٌّ۔ حج کرنا، حج، یہ بھی مصدر ہے، اور اسم ہوکر بھی مستعمل ہوتا ہے، پ۴

حَجَّ۔ اس نے حج کیا، حَجٌّ اور حِجٌّ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۲

حِجَاب۔ پردہ، اوٹ، ملنے سے روکنا، مصدر ہے، حُجُبٌ جمع، آیت شریفہ وَبَیْنَهُمَا حِجَابٌ (اور دونوں کے بیچ میں پردہ ہے) میں حجاب سے ایسا پردہ مراد نہیں ہے جو دیکھنے سے روک دے، بلکہ وہ آڑ مراد ہے جو جنت کی لذت و نعمت کو دوزخیوں تک پہنچنے سے مانع ہے اور وَمَا کَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّکَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ (اور کسی آدمی کی طاقت نہیں کہ اللہ اس سے بات کرے

Marfat.com

مگر اشارۃً سے یا پردہ کے پیچھے) میں حجاب سے وہ پردہ مراد ہے جو رویت سے مانع ہو پ ۲۲/۶ پ ۲۲/۱۲ پ ۲۳/۱۵ پ ۹ حِجَابًا پ ۱۵ پ ۲۵

حِجَارَۃٌ۔ پتھر، حَجَرٌ کی جمع، پ ۱/۲ پ ۱۸/۹ پ ۷/۱۳ پ ۱۵/۵ پ ۱۲ پ ۲۹/۲۹ پ ۳۰

حُجَّتُنَا۔ ہماری دلیل۔ حُجَّۃٌ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ (ملاحظہ ہو حُجَّتُہَا) پ ۲/۱۶

حُجَّتُہُمْ۔ ان کی دلیل، حُجَّۃٌ مضاف ہُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۵/۱۹،۲

حِجَجٌ۔ برس، سال حِجَّۃٌ کی جمع ہے، جس کے معنی سال کے ہیں، پ ۲۰/۶

حِجْرٌ۔ پتھر، اَحْجَارٌ اور حِجَارَۃٌ جمع پ ۱ پ ۹

حِجْرٌ۔ ممنوع، عقل، اصل میں جس مکان کا احاطہ پتھروں سے بنایا جائے وہ حِجْر کہلاتا ہے۔ اسی لئے ثمود کی آبادیاں چونکہ پتھروں کو تراش کر بنائی گئی تھیں حِجْر کہلائیں، ارشاد ہے کَذَّبَ اَصْحٰبُ الْحِجْرِ الْمُرْسَلِیْنَ (حِجر والوں نے رسولوں کو جھٹلایا) ۹ھ ہجری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تبوک جاتے ہوئے اس شہر سے گزرے تھے۔ دولتِ عثمانیہ کے زمانہ میں یہ حجاز ریلوے کا اسٹیشن تھا۔ اور چونکہ پتھروں کے احاطہ سے مقصود حفاظت اور روک تھام ہوتی ہے اور عقل بھی انسان کی حفاظت کرتی اور اس کو روکتی رہتی ہے اس لئے اس کو بھی "حِجْر" کہا جاتا ہے، ارشاد ہے هَلْ فِیْ ذٰلِكَ قَسَمٌ لِّذِیْ حِجْرٍ (کیا ان میں عقل والوں کے لئے قسم ہے) اور اسی وجہ سے وہ چیز جس سے روکا اور منع کیا جائے حِجْر کہلاتی ہے جیسے هٰذِهٖۤ اَنْعَامٌ وَّ حَرْثٌ حِجْرٌ (یہ مویشی اور کھیتی منع ہے) اور حِجْرًا مَّحْجُوْرًا (اوٹ روکی ہوئی) پ ۸/۴ پ ۱۴/۶ پ ۱۹ حِجْرًا، پ ۱۹ (دو) ۳/۳

حُجُرٰتٌ۔ حجرے، گھروں کی چاردیواری حُجْرَۃٌ کی جمع، پ ۲۶/۱۳

حُجُوْرِكُمْ۔ تمہاری گودیاں، حُجُوْرٌ حِجْرٌ کی جمع، جس کے معنی حفاظت کے ہیں اور چونکہ گود میں بھی بچہ کی حفاظت ہوتی ہے اس لئے اس کو حجر کہتے ہیں۔ مضاف ہے کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۴

حُجَّۃٌ۔ دلیل، حجت، حُجَجٌ جمع، پ ۲/۲ پ ۳/۲ پ ۸/۵ پ ۲۵/۲

Marfat.com

فصل الدال المهملة

حِدَاد۔ تیز۔ حدید کی جمع، پ۲۱

حَدَائِق۔ باغات، حدیقۃ کی جمع جس کے معنی اس باغ کے ہیں جس کے گرد چار دیواری کھنچی ہو، باغ کا نام حدیقہ اس مناسبت سے رکھا گیا کہ وہ اپنی ہیئت و شکل میں حدقہ یعنی آنکھ کی پتلی کے مشابہ ہے جس طرح وہ گھری ہوئی اور بارونق اور باآب و تاب ہوتی ہے اسی طرح حدیقہ ہوتا ہے،
پ۲۰ پ۳۰

حَدَب۔ اونچان، بلندی، مصدر ہے، حَدِبَ الرجل اس وقت بولتے ہیں جبکہ آدمی کبڑا ہو جائے اور اس کی کمر اوپر کو اٹھ آئے اسی بات سے تشبیہ کی بنا پر اونچی اور بلند زمین کو حدب کہتے ہیں پ۱۷

حَدِّث۔ تو بیان کر، تحدیث سے جس کے معنی بیان کرنے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ۳۰

حُدُود۔ حدیں۔ حد کی جمع۔ حد اس آڑ اور روک کو کہتے ہیں جو دو چیزوں کو آپس میں ملنے سے روکے، حدود اللہ سے مراد احکام الٰہی ہیں، پ۲ پ۴ پ۲۸

حُدُودَهٗ۔ اس کی حدیں، حدود مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ۴

حَدِیث۔ بات (ملاحظہ ہو اَحَادِیث) پ۵
پ۷ پ۹ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۲۱ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶
پ۲۷ پ۲۹ پ۳۰

حَدِیثًا پ۵ پ۱۳ پ۲۹

حَدِید۔ تیز لوہا، حدید لوہے کو بھی کہتے ہیں اور نیز ہر وہ چیز جو بذاتہ باریک ہو، خواہ باعتبار خلقت کے خواہ باعتبار معنی کے حدید کہلاتی ہے، اس صورت میں یہ حِدَّۃ سے جس کے معنی تیز ہونے کے ہیں۔ بروزن فَعِیل صفت مشبہ کا صیغہ ہے، پ۱۶ پ۱۷
پ۲۲ پ۲۶ پ۲۷ **حَدِیدًا** پ۱۵

فصل الذال المعجمة

حَذَر۔ ڈر، ڈرنا، حذر یحذر کا مصدر ہے
پ۱ پ۲

حِذْرَکُم۔ تمہارا بچاؤ، جس کے ذریعہ بچاؤ ہو حذر کہلاتا ہے، مضاف ہے، کُم ضمیر

Marfat.com

جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۵

حِذْرَهُمْ۔ ان کا بچاؤ۔ حِذْر مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۵ ۱۱

فصل الراء المهملة

حُرٌّ۔ آزاد۔ اَحْرَارٌ جمع، پ۲

حَرٌّ۔ گرمی، حُرُوْرٌ جمع پ۱۰ ۱۱ پ۱۴ ۱۱ حَرًّا پ۱۰ ۱۲

حَرَامٌ، حرام، حرمت والا، ممنوع، حُرُمٌ جمع، امام راغب لکھتے ہیں۔

"جس چیز سے منع کر دیا جائے وہ حرام ہے، خواہ تسخیر الٰہی منصوص ہو یا بہ منع قہری یا عقل کی رو سے یا شرع کی طرف سے یا اس شخص کی وجہ سے جس کا حکم مانا جاتا ہے۔"

تسخیر الٰہی کے سبب سے حرام ہونے کی مثال وَحَرَّمْنَا عَلَيْهِ الْمَرَاضِعَ (اور ہم نے دائیوں کا دودھ اس پر حرام کر دیا ہے کہ اللہ نے اپنی تسخیر سے دائیوں کا دودھ پینے سے روک دیا، اور منع قہری سے حرمت کی مثال اِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَهُمَا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ (بیشک اللہ نے ان دونوں کو کافروں پر حرام کیا ہے) یعنی جنہوں نے کافروں کو اس سے محروم کر دیا

باقی وجوہ حرمت کی مثالیں ظاہر ہیں، ماہ حرام کو بھی حرام اسی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان وقتوں میں بعض ان چیزوں کو حرام کر دیا ہے جو دوسرے اوقات میں حلال ہیں، اسی طرح بیت الحرام اور مشعر الحرام ہے (ملاحظہ ہو بَيْتُ الْحَرَامِ) پ۲ ۸ و ۱۸ و پ۲ ۱۱ و ۹ پ۳ پ۸ ۱۸ پ۱۰ ۸ و ۹ و ۱۰ پ۱۳ ۲۱ پ۱۵ ۱ پ۱۷ ۷ و ۱۰ پ۲۶ ۱ و ۲ حَرَامًا پ۱۱ ۱۱

حَرْبٌ۔ لڑائی، جنگ، حُرُوْبٌ جمع۔ پ۲ پ۶ ۱۳ پ۱۰ ۲ پ۲۶ ۴

حَرْثٌ۔ کھیتی، زراعت، حَرَثَ یَحْرُثُ کا مصدر ہے۔ اس کے معنی بیج ڈالنے اور کھیتی کرنے کے ہیں اور کھیت کو بھی کہتے ہیں آیت شریفہ نِسَآؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ (تمہاری بیویاں تمہاری کھیتی ہیں) میں عورتوں کو بطور تشبیہ کھیتی سے تعبیر کیا گیا ہے کہ جس طرح کھیت میں بیج ڈالنے سے غلہ پیدا ہوتا ہے اسی طرح رحم میں نطفہ قرار پانے سے اولاد پیدا ہوتی ہے پ۲ پ۲ ۱۲ و ۱۱ پ۳ پ۳ پ۸ پ۱۷ ۴

حَرْثَكُمْ۔ تمہاری کھیتی حَرْث مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ پ۲ ۱۲ پ۲۹ ۴

Marfat.com

حَرْثِهٖ اس کی کھیتی، حَرْثِ مضاف، ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۲۵/۴۲

حَرَجٌ - تنگی، مضائقہ، گناہ، تنگ، اصل میں تو "حرج" کے معنی کسی چیز کے مجتمع ہونے کی جگہ کے ہیں اور ایک جگہ جمع ہونے میں چونکہ تنگی کا تصور موجود ہے، اس لئے تنگی اور گناہ کو حرج کہا جاتا ہے ۶/۲۰ ۸/۲ ۱۸/۲ ۱۷/۱۲ ۱۴/۲ ۲۲/۲ و ۲۲ ۱۰/۲۶ **حَرَجًا** ۶/۵ ۲/۵

حَرْدٍ - تیزی اور غصہ کے ساتھ روکنا۔ ۱/۵

امام البغوی لکھتے ہیں۔

"حرد کے معنی لغت میں قصد کرنے روکنے اور غصہ ہونے کے ہیں، حسن، قتادہ، اور ابوالعالیہ نے سعی و کوشش سے تفسیر کی ہے، قرظی، مجاہد اور عکرمہ نے اس طے شدہ معاملہ کو بتایا ہے جس کی باہم قرارداد کرلی ہو، یہ دونوں تفسیریں قصد کے معنی پر مبنی ہیں کیونکہ جب کسی چیز کا ارادہ رکھتا ہو وہ کوشش سے کام لیتا اور معاملہ کے متعلق طے کرلیتا ہے، ابوعبیدہ، قتیبی کا بیان ہے کہ (غَدَوْا عَلٰى حَرْدٍ) یعنی مسکینوں کو روکنے کے لئے اپنے گھر سے سویرے چلے، چنانچہ بارش نہ ہو تو عرب والے بولتے ہیں حاردت السنۃ (یعنی امسال پانی رک گیا) اور جب ناقہ کے دودھ نہ رہے تو کہتے ہیں حاردت الناقۃ (اونٹنی نے دودھ روک دیا) شعبی اور سفیان نے مسکینوں پر گھسنے اور غصہ کرنے کے معنی کئے ہیں ۲ ۲۹/۳

حَرَسًا - پاسبان، چوکیدار، حَارِسٌ کی جمع جس کے معنی پاسبان اور چوکیدار کے ہیں حَرْسٌ اور حِرْزٌ کے جس طرح الفاظ ملتے جلتے ہیں ایسے ہی معنی بھی ملتے جلتے ہیں، فرق اتنا ہے کہ حِرْزٌ کا استعمال سامان اور اسباب کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے اور حَرْسٌ کا مکان کی پاسبانی اور چوکیداری کے لئے۔ ۸/۱۱

حَرَصْتَ - تو للچایا، تو نے حرص کی۔ حِرْصٌ سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو حَرِيْصٌ) ۵/۱۳

حَرَصْتُمْ - تم نے حرص کی، تم نے لالچ کیا، حِرْصٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ۵/۱۹

حَرِّضْ - تو رغبت دلا، تو تاکید کر، تَحْرِيْضٌ سے جس کے معنی کسی کام پر رغبت دلانے اور ابھارنے کے ہیں امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ۸/۵ ۹/۵

له مفردات راغب۔ ٢ه معالم التنزیل ج ۴، ص ۱۱۲ طبع مصر ۱۳۳۲ھ

Marfat.com

حَرَضًا مضمحل، بیمار، بیکار، جو چیز نکمی اور بیکار ہو جائے اور وہ در خور اعتنا نہ رہے "حرض" کہلاتی ہے۔ یہ اصل میں مصدر ہے، پ ۱۳ س ۱۲

حَرْفٍ۔ کنارہ، طرف، رخ، اَحْرُفٌ اور حُرُوْفٌ جمع، پ ۱۷ س ۹

حَرِّقُوْهُ۔ اس کو جلاؤ، حَرِّقُوْا تَحْرِیْقٌ سے جس کے معنی اچھی طرح سے جلا دینے کے ہیں امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب۔ پ ۱۷ س ۲۰ ع ۵ ۱۵

حَرَّمَ۔ اس نے حرام کیا۔ اس نے منع کیا، تَحْرِیْمٌ سے جس کے معنی حرام کر دینے اور سختی سے روک دینے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو حَرَام) پ ۲ پ ۳ پ ۴ پ ۶ پ ۷ پ ۸ پ ۱۰ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵

حُرِّمَ۔ حرام کیا گیا، منع کیا گیا تَحْرِیْمٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۳ پ ۱۸ پ ۴

مُحْرِمٌ۔ احرام باندھنے والے، حرام، ادب والے، حَرَامٌ کی جمع۔ چونکہ حالت احرام میں انسان کو بہت سی باتوں سے رکنا پڑتا ہے اس لئے اس کو حرام کہتے ہیں، اسی طرح ماہِ حرام ہے (ملاحظہ ہو حَرَام) پ ۵ پ ۷ پ ۱۱

حُرُمًا پ ۴

حَرَمًا۔ حرم، پناہ کی جگہ، ادب کا مقام مکہ معظمہ کا ایک مخصوص حصہ جس کی حدود میں اللہ تعالیٰ نے اس کے ادب کی وجہ سے بعض چیزوں کو حرام کر دیا ہے۔ علامہ ابن ملقن نے حدودِ حرم کو نظم کیا ہے فرماتے ہیں۔

وللحرم التحدید من ارض طیبۃ
ثلثۃ امیال اذا رمت اتقانہ

حرم کی حد مدینہ طیبہ کی جانب سے تین میل ہے جبکہ اے مخاطب تو اس کے حفظ کا قصد کرے

وسبعۃ امیال عراقٌ وطائفٌ
وجُدّۃ عشر ثم تسع جعرانہ

اور سات میل عراق اور طائف کی طرف سے ہے اور جدہ کی طرف سے دس میل ہے پھر جعرانہ کی طرف سے نو میل ہے۔

ومن یمن سبع بتقدیم سینھا
وقد کملت فاشکر لربک احسانہ[1]

[1] الدر المختار، کتاب الحج،

اور یمن کی طرف سے سات میل ہے اور البتہ
حدود حرم کی پھیل ہو گئیں سو تو اپنے رب کے
احسان کا شکر ادا کر۔ (ناظم نے کہا کہ اخیر شعر
سبع بتقدیم سین ہے تاکہ تسع سے مشتبہ نہ ہو
(ملاحظہ ہو بیت الحرام) ۲/۳ ۱۴/۳

حُرُمٰتُ - حرمتیں، بزرگیاں، حُرْمَۃٌ کی
جمع، حرمت اس چیز کو کہتے ہیں جس کا
ادب ضروری ہو۔ ۲۲/۳ ۳۰/۱۱

حُرِّمَتْ وہ حرام کی گئی، تحریم سے ماضی مجہول
کا صیغہ، واحد مؤنث غائب ۴/۲۳ ۵/۱۵ ۵/۳

حَرَّمْنَا ہم نے حرام کر دیا۔ تحریم سے
ماضی کا صیغہ جمع متکلم ۴/۲ ۶/۵ ۶/۱۴۶ ۱۶/۱۱۸ ۱۴/۱۱۸

حَرَّمُوْا انھوں نے حرام ٹھیرایا، تحریم سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب۔ یہ واضح رہے
کہ جو چیز اللہ کی طرف سے حرام نہ ہو اس کی
تحریم لائے معنی ہے، ۳/۶

حَرَّمَہَا اس کو حرمت دی، اس کا ادب رکھا
حَرَّمَ فعل ماضی ہے، ھَا ضمیر واحد
مؤنث غائب ۲۷/۹۱

حَرَّمَہُمَا۔ اس نے ان دونوں کو حرام کر دیا۔
اس میں ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے، ۳/۶

حَرُوْرٌ - لو، دھوپ، گرم ہوا، اسم ہے۔ ۲۱/۳۵

حَرِیْرٌ، ریشم، اسم ہے ۲۲/۲۳ ۳۵/۳۳ حَرِیْرًا ۷۶/۱۲

حَرِیْصٌ۔ حرص کرنے والا، تلاش رکھنے والا،
حِرْصٌ سے بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ
(ملاحظہ آحْرَصَ اور تَحْرِصُ) ۹/۱۲۸

حَرِیْقٌ۔ آگ، جلانے والا، جلا ہوا، حَرْقٌ سے
جس کے معنی جلانے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ
صفت مشبہ کا صیغہ، فاعل اور مفعول دونوں
کے معنی دیتا ہے، یہاں بمعنی فاعل آگ کے
معنی میں ہے، ۳/۱۸۱ ۸/۵۰ ۲۲/۹ [illegible]

فصل الزاء المعجمة

حِزْبٌ گروہ، جماعت، اَحْزَابٌ جمع۔
۵/۵۶ ۲۳/۵۳ ۳۰/۳۲ ۵۸/۱۹

حِزْبَہٗ۔ اس کا گروہ، اس کی جماعت،
حِزْبَ مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب
مضاف الیہ، ۳۵/۶

حِزْبَیْنِ۔ دو فرقے، دو جماعتیں، دو گروہ،
حِزْبٌ کا تثنیہ بحالت نصب وجر، ۱۸/۱۲

حُزْنٌ۔ غم، بیقراری، رنج، اندوہ اَحْزَانٌ
جمع۔ ۱۲/۸۴

Marfat.com

حَزَنَ. رنج، اندوہ، بیقراری، غم، اَحْزَانٌ جمع، پ ۱۳. حَزَنًا پ ۱۰ پ ۲۰

حُزْنِیْ. میرا غم، میرا رنج، میری بیقراری حُزْنِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۳

فصل السین المہملۃ

حِسَاب. حساب، شمار، گنتا. حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے، آیت شریفہ وَاللّٰہُ یَرْزُقُ مَنْ یَّشَآءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ (اور اللہ روزی دیتا ہے جس کو چاہے بے شمار) کے متعلق امام راغب نے حسب ذیل وجہیں لکھی ہیں (۱) استحقاق سے زیادہ عطا فرماتا ہے۔ (۲) عطا فرماتا ہے اور لیتا نہیں (۳) اس قدر عطا فرماتا ہے کہ بشر کے لئے اس کی عطاؤں کا شمار ناممکن ہے (۴) بلا مضائقہ اور بغیر کسی تنگی کے دیتا ہے (۵) انسان کے گمان سے زیادہ دیتا ہے (۶) جس قدر اپنی مصلحت سمجھتا ہے، عطا فرماتا ہے انسانوں کے حساب پر نہیں رکھتا۔ (۷) مومن کو دیتا ہے اور دے کر حساب نہیں لیتا (۸) اللہ تعالیٰ قیامت میں ایمان والوں کو ان کے استحقاق سے زیادہ ان کو بدلہ عطا فرمائیگا، اسی طرح جہاں اور مقامات پر قرآن مجید میں بِغَیْرِ حِسَاب واقع ہے سمجھنا چاہیے، پ ۲، پ ۳، پ ۹ و ۱۰، پ ۱۳ و ۱۲، پ ۱۷، پ ۱۱، پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۸ و ۹ و ۱۲ و ۱۸ و ۱۹، پ ۲۴، پ ۲۸، پ ۲۳ ۱۱ و ۱۲ و ۱۲ و ۱۶، پ ۲۷ ۸ و ۱۰ و ۱۲، حِسَابًا پ ۱۸، پ ۳۰ ۱ و ۲ و ۹

حِسَابَكَ. تیرا حساب، حساب مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱۲

حِسَابَهٗ. اس کا حساب، حساب مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۸ ۶ و ۱۱

حِسَابَهُمْ. ان کا حساب، حساب مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ۔ پ ۱۲ ۱ و ۱۲ پ ۱۷ پ ۲۸ ۱۰ پ ۳۰ ۱۱

حِسَابِيَهْ. میرا حساب، حساب مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، اور ہ اس میں وقف کی ہے جیسے مَالِيَهْ اور سُلْطَانِيَهْ میں ہے۔ پ ۲۹

حِسَانٌ. خوبصورت، حسین، نفیس، عمدہ حَسَنٌ، حَسِیْنٌ، حَسَنَةٌ اور حَسْنَآءُ کی واحد ہے پ ۲۷

حَسِبَ. گمان کیا، سمجھا، خیال کیا، (ماضی اور مضارع دونوں میں عین کلمہ کو کسرہ) حُسْبَانٌ سے جس کے معنی گمان کرنے اور سمجھ بیٹھنے کے

Marfat.com

ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، راغب کہتے ہیں۔

حُسْبَانٌ یہ ہے کہ دو نقیضوں میں سے کسی ایک کے متعلق اس طرح رائے قائم کر لی جائے کہ بس اسی کا گمان ہو اور اسی پر انگلی اٹھے، دوسری کا دل میں خطرہ بھی نہ آنے پائے اور اس میں شک پیدا ہونے کی گنجائش رہے۔ ظن بھی اس کے قریب قریب ہی ہے لیکن ظن کے اندر دل میں دونوں نقیضوں کا خیال موجود ہوتا ہے، اور ایک کا خیال دوسرے پر غالب رہتا ہے۔

حُسْبَانٌ حساب، شمار، حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے، آیت شریفہ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا (اور بھیج دے اس پر عذاب) میں حُسبان کی دو تفسیریں کی گئی ہیں، ایک آگ یا بھبوکا دوسرے عذاب اور حقیقت میں حساب کے مطابق سزا مراد ہے حُسْبَانًا

حَسِبْتَ، تو نے سمجھا، تو نے گمان کیا حِسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر،

حَسِبْتُمْ تم نے گمان کیا، تم نے جانا حِسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر،

حَسِبَتْهُ۔ اس کو خیال کیا، اس کو گمان کیا اس کو جانا، حَسِبَتْ حِسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب

حَسِبْتَهُمْ۔ تو نے ان کو جانا، تو نے ان کو خیال کیا، تو نے ان کو گمان کیا، اس میں ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے،

حَسْبُكَ۔ تجھ کو کفایت ہے، تجھ کو بس ہے، حَسْبُ حَسَبَ یَحْسُبُ کا مصدر ہے مگر بمعنی کافی ہونے کے استعمال ہوتا ہے، مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ،

حَسْبُنَا۔ ہم کو کافی ہے، ہم کو بس ہے، حَسْبُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ،

حَسِبُوْا۔ انہوں نے جانا، انہوں نے گمان کیا حِسْبَانٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

حَسْبُهٗ۔ اس کو بس ہے، اس کو کفایت ہے حَسْبُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ،

حَسْبُهُمْ۔ ان کو بس ہے، ان کو کافی ہے حَسْبُ

Marfat.com

مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ ۲۵/۲

حَسْبِیَ. مجھ کو بس ہے، مجھ کو کافی ہے، حَسْبُ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ پ ۱۰/۳

حَسَدَ۔ اس نے حسد کی، اس نے جلا، حَسَدٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَحْسُدُوْنَنَا) پ ۲۶/۹

حَسَدًا۔ جلنا، حسد کرنا، حَسَدَ یَحْسُدُ کا مصدر ہے، پ ۱/۱۲

حَسَرٰتٍ۔ افسوس، پشیمانیاں، حَسْرَۃٌ کی جمع ہے، پ ۲/۴ پ ۱۲/۲۲

حَسْرَتَنَا۔ ہماری پشیمانی، ہمارا افسوس، حَسْرَۃَ مضاف، نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ پ ۷/۱۰

حَسْرَتٰی وادریغا۔ اے افسوس، حَسْرَۃَ مصدر ہے، اور ی عربی ہے جیسے لَھْفِیْ اور دَلْتِیْ میں ہے، پ ۲۴/۲

حَسْرَۃً۔ افسوس پشیمانی پچھتاوا، حَسِرَ یَحْسَرُ کا مصدر ہے، پ ۸/۲ پ ۹/۱۸ پ ۱۶/۵ پ ۲۳/۱ پ ۲۹/۹

حُسْنُ۔ اچھا ہونا، عمدہ ہونا، حَسُنَ یَحْسُنُ کا مصدر ہے پ ۲۳/۱۲ پ ۱۳/۱۰ پ ۷/۲ پ ۱۲/۱۰ پ ۲۳/۱۲

حُسْنًا پ ۱۵/۱ پ ۱۶/۱۲ پ ۲/۴ پ ۱۱/۱۱ پ ۱۶/۱۲ پ ۲۵/۴

حَسُنَ خوب ہوا، اچھا ہوا، حُسْنٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۵/۶

حَسَنٍ، اچھا، عمدہ، خوب، حُسْنٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ، ہر خوش کن اور پسندیدہ چیز حسن کہلاتی ہے اس کی تین قسمیں ہیں (۱) وہ چیز جو عقل کے اعتبار سے مستحسن ہو (۲) وہ جو خواہش کے لحاظ سے پسندیدہ ہو، (۳) وہ جو محسوس ہونے میں عمدہ معلوم ہو، پ ۳۰/۱۲

حَسَنًا پ ۲۰/۱۹ پ ۳/۱۲ پ ۲/۱۷ پ ۸/۱۹ پ ۱۱/۱۲ پ ۸/۸ پ ۱۲/۱۵، ۱۹ پ ۱۵/۱۲ پ ۲۱/۱۲ پ ۱۳/۱۵ پ ۲۰/۱ پ ۲۳/۱۲ پ ۲۲/۱ پ ۲۸/۱۸ پ ۲۹/۱۹ پ ۲۹/۱۲

حَسَنٰتِ خوبیاں، بھلائیاں، نعمتیں، نیکیاں حَسَنَۃٌ کی جمع، پ ۹/۱۰ پ ۱۲/۱۰

حَسُنَتْ، وہ اچھی ہوئی، وہ خوب ہوئی حُسْنٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۹/۴ پ ۱۹/۵

حَسَنَۃٌ۔ خوبی، بھلائی، نیکی، نعمت، ہر وہ نعمت جو انسان کو اس کی جان یا بدن یا حالات میں حاصل ہو کر اس کے لئے مسرت کا سبب بنے، حسنہ کہلاتی ہے، سیئہ اس کی ضد ہے، یہ دونوں اسم جنس ہیں جن کے

Marfat.com

تحت مختلف انواع داخل ہیں چنانچہ ارشاد ہے وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ (اور اگر ان کو کچھ بھلائی پہنچتی ہے تو کہتے ہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے) یہاں حسنہ سے مراد فصل کی عمدگی اور فراخی و کامیابی ہے اور وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ (اور اگر پہنچتی ہے ان کو برائی) میں سیئۃ سے قحط تنگی اور ناکامی مراد ہے، اسی طرح وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ (اور جو تجھ کو بھلائی پہنچے سو اللہ کی طرف سے) میں حسنۃ سے ثواب اور وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ (اور جو تجھ کو برائی پہنچے سو تیرے نفس کی طرف سے) میں سیئہ سے عتاب مراد ہے، حَسَنٌ حَسَنَةٌ اور حُسْنٰی میں فرق یہ ہے کہ حَسَنٌ اعیان (ذوات و اشخاص) اور احداث (معاملات واقعات) دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے، اسی طرح "حسنۃ" جبکہ صفت ہو کر مستعمل ہو تو دونوں کے لئے بولی جاتی ہے اور اسم ہو کر مستعمل ہو تو صرف احداث ہی میں اس کا استعمال متعارف ہے اور حُسْنٰی کا استعمال صرف احداث میں ہوتا ہے، اعیان میں نہیں ہوتا، پ۱/۲،۹،۱۰ پ۲ پ۵/۳،۵،۸ پ۴/۳ پ۴/۲ پ۱/۴ پ۱۳/۷،۹ پ۱۲/۱۰،۱۲،۲۲ پ۹/۱۸ پ۱۴/۳،۹،۱۲ پ۲۱/۱۱ پ۲۳/۲ پ۱۸/۱۸ پ۱۵/۲ پ۲۱/۲۔

حُسْنُهُنَّ. ان کا حسن، ان کی خوبصورتی، حُسْنُ مضاف، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۲/۱۸

حُسْنٰی. اچھی، عمدہ، بروزن فُعْلٰی حُسْنٌ سے۔ افعل التفضیل کا صیغہ واحد مؤنث پ۵ پ۶/۱۲،۶ پ۱۱/۲،۸ پ۴/۳ پ۱۴/۱۴ پ۱۲/۱۵ پ۱۶/۲،۱۰ پ۱۴/۱۷ پ۲۳/۲۵ پ۲۶/۲،۱۴ پ۲۶/۲ پ۲۷/۱۴

حُسْنَيَيْنِ. دو اچھی چیزیں (یعنی فتح یا شہادت) حُسْنٰی کا تثنیہ، پ۱۰/۱۱

حُسُوْمًا. سخت نحس، جڑ سے کاٹنے والے جڑ سے کاٹ دینا عرب کے محاورے میں جو نحوست جڑ سے اکھیڑ دے "حسوم" کہلاتی ہے یہ حَسَمَ يَحْسِمُ کا مصدر بھی ہو سکتا ہے، جس کے معنی جڑ سے کاٹ دینے اور زخم کو مسلسل داغ دینے کے ہیں اور حَاسِمٌ کی جمع بھی جو اسم فاعل کا صیغہ ہے جیسے شَاهِدٌ کی جمع شُهُوْدٌ ہے، اس صورت میں اس کے دو ترجمے کئے گئے ہیں ایک "جڑ کاٹنے والے"

Marfat.com

دوسرا لگاتار۔ اس معنی میں یہ داغنے کے تسلسل
کے اعتبار سے استعمال ہوتا ہے، ۲۰/۵

حَسِیْبًا۔ حساب لینے والا، حساب کرنیوالا
حِسَابٌ سے بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے
جب یہ اسماء حسنیٰ کے سلسلہ میں اللہ تعالیٰ کی
صفت میں استعمال ہو تو امام حلیمی لکھتے ہیں
اس کے معنی ہیں بغیر حساب لگائے ان اجزاء
اور مقداروں کا ادراک کرنے والا جن کو بندے
اپنے حساب سے معلوم کرتے ہیں کیونکہ حساب
کرنیوالا تو اجزاء لگانے کے بعد دیگرے ادراک کرتا
جاتا ہے اور حساب کے ختم پر جملہ میزان معلوم
کرتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا علم کسی چیز کی بابت
کسی بات کے واقع ہونے اور حالت کے پیدا
ہونے پر موقوف نہیں، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ
حَسِیْبٌ بمعنی کافی ہے فَعِیْلٌ بمعنی مُفْعِلٌ
ہے عرب والے کہتے ہیں نزلت بفلان
فاکرمنی واحسبنی یعنی میں فلاں کے پاس
اترا تو اس نے میری عزت کی اور مجھے اتنا
دیا کہ جب مجھے کافی ہو گیا اور میں کہہ اٹھا کہ مجھے
بس ہے۔ [۱] ۴/۶ ۴/۸۶ ۳۳/۳۹ ۳۳/۳۹

حَسِیْرٌ۔ تھکا ہوا، درماندہ، حَسْرٌ سے، جس کے
معنی تھکنے اور عاجز ہونے کے ہیں۔ بروزن
فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی فاعل بھی
ہو سکتا ہے یعنی تھکنے والا اور عاجز اور بمعنی
مفعول بھی یعنی تھکا ہوا اور درماندہ، ۶۷/۴

حَسِیْسَهَا۔ اس کی آواز، اس کا کھٹکا، اس
کی آہٹ، حرکت اور آہٹ کو حسیس کہتے
ہیں۔ مضاف ہے، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب
مضاف الیہ، ۲۱/۱۰۲

حَشْرٌ۔ لوگوں کا اکٹھا کرنا، ان کو گھیرنا۔ حَشَرَ
یَحْشُرُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو اُحْشُرُوْا)
۵۹/۲ ۵۰/۴۴

حَشَرَ۔ اس نے اکٹھا کیا، اس نے جمع کیا۔
حَشْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۷/۱۷
حُشِرَ۔ اکٹھا کیا گیا، جمع کیا گیا۔ حَشْرٌ سے ماضی
مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، ۱۷/۲۰ ۱۲۵/۲۰ ۶/۴۶

حُشِرَتْ۔ وہ اکٹھی کی گئی، وہ جمع کی گئی
وہ اکٹھے کئے گئے، وہ جمع کئے گئے۔ حَشْرٌ
سے۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب،
(ملاحظہ ہو حُشِرَتْ) ۸۱/۵

[۱] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۳۲ طبع انوار احمدی الہ آباد۔

Marfat.com

حَشَرْتَنِیْ۔ تو نے مجھے اٹھایا۔ تو نے مجھے گھیر بلایا
حَشَرْتَ حَشْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر
حاضر، ن وقایہ ی ضمیر واحد متکلم، پ ۱۶
حَشَرْنَا۔ ہم نے اٹھایا، ہم نے جمع کیا حَشْرٌ
سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۸
حَشَرْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو اٹھایا، ہم نے
ان کو گھیر بلایا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر
غائب ہے، پ ۱۸

فصل الصاد المهملة

حَصَادِهٖ۔ اس کی کٹائی، اس کا کاٹنا حَصَادٌ
حَصَدَ یَحْصُدُ کا مصدر ہے جس کے معنی
کھیتی کاٹنے کے ہیں مضاف ہے، ہ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۸
حَصَبُ۔ ایندھن، پ ۱۷
حَصْحَصَ۔ وہ کھل گیا، وہ ظاہر ہو گیا۔
حَصْحَصَةٌ سے جس کے معنی ظاہر و ہویدا
ہونے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۱۲
حَصَدْتُّمْ۔ تم نے کاٹا، حَصَادٌ سے،
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ ۱۲
حَصِرَتْ۔ وہ تنگ ہو گئی، وہ رک گئی، وہ
تنگ ہو گئے، وہ رک گئے، (سینے) حَصْرٌ سے
جس کے معنی تنگ ہونے اور بھینچنے کے ہیں
ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۵
حُصِّلَ۔ وہ حاصل کیا گیا، وہ ظاہر کیا گیا
تَحْصِیْلٌ سے، جس کے معنی چھلکے میں سے
گودہ نکالنے کے ہیں جیسے کان میں سے سونا
نکالنا یا خوشہ میں سے گندم نکالنا۔ ماضی مجہول
کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۳۰
حَصُوْرًا۔ عورت کے پاس نہ جانے والا، عورتوں
سے بے رغبتی رکھنے والا، جو عورت کے
پاس نہ جائے، خواہ نامردی کے باعث خواہ
پاکبازی اور عفت کی وجہ سے وہ حصور
ہے۔ آیت میں دوسرے معنی مراد ہیں کیونکہ
یہ لفظ مقام مدح میں استعمال ہوا ہے،
حَصْرٌ سے بروزن فَعُوْلٌ مبالغہ کا صیغہ
ہے، پ ۳
حُصُوْنُهُمْ۔ ان کے قلعے، حُصُوْنٌ
حِصْنٌ کی جمع، جس کے معنی قلعے کے
ہیں، مضاف ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ، پ ۲۸
حَصِیْدٌ۔ کھیتی کٹی ہوئی، جڑ سے کٹا ہوا،

Marfat.com

حَصَادٌ ۔ بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مفعول صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے، پ۱۲ ع۵ پ۲۶ ع۱۵

حَصِیْدًا ۔ پ۱۱ ع۸ پ۱

حَصِیْرًا ۔ زندان خانہ، قید خانہ، تہدی خانہ

حَصُوْرٌ ۔ بروزن فَعُوْلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ بمعنی فاعل بھی ہوسکتا ہے کیونکہ قید خانہ روکنے والا ہوتا ہے اور بمعنی مفعول بھی کیونکہ وہ رکا ہوا ہوتا ہے، پ۳ ع۱۳

فصل الضاد المعجمة

حَضَرَ ۔ وہ آیا، وہ حاضر ہوا۔ (نَصَرَ) حُضُوْرٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو حَاضِرًا) پ۱۴ پ۲ پ۱۲ پ۳ ع۱۲،۱۲ ع۱۹

حَضَرُوْهُ ۔ وہ اس کے پاس آئے حَضَرُوْا حُضُوْرٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب پ۲۶ ع۱۴

فصل الطاء المهملة

حُطَامًا ۔ ریزہ ریزہ، چورا، روندن، جو چیز چورا ہوکر ریزہ ریزہ ہوجائے اور روندی جانے لگے "حطام" کہلاتی ہے، حَطْمٌ سے مشتق ہے جس کے معنی توڑنے کے ہیں، پ۲۳ ع۱۴ پ۲۷ ع۱۵،۱۹

حَطَبٌ ۔ لکڑی، ایندھن، ہیزم، اَحْطَابٌ جمع، پ۲۹ ع۱۴ ۔ حَطَبًا پ۲۹ ع۱۱

حِطَّةٌ ۔ ہم بخشش مانگتے ہیں، تو ہمارے گناہ جھاڑ (گناہ اترے)، حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں "اس کلمہ کے معنی میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں یہ (اترنے) کی ہیئت کا نام ہے (یعنی اتار کا) حَطٌّ سے مشتق ہے (جس کے معنی بلندی سے کسی چیز کے نیچے اترنے کے ہیں) جیسے جِلْسَۃٌ (بیٹھک) ہے اور بعض کہتے ہیں اس کے معنی توبہ کے ہیں چنانچہ شاعر کہتا ہے۔

فاز بالحطة التی جعل اللہ بها ذنب عبدہ مغفورا

(وہ اس توبہ پر فائز ہوا کہ جس کے ذریعہ اللہ نے اپنے بندے کے گناہ کو بخشدیا) اور بعض کا قول ہے کہ اس کے معنی معلوم نہیں محض امتثال امر مقصود تھا۔ اور ابن ابی حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ سے روایت کی ہے کہ ان سے کہا گیا تھا کہ تم مغفرت مانگو۔ [1] پ۱ ع۱

[1] فتح الباری ج ۸ ص ۲۲۹ طبع امیریہ مصر

Marfat.com

حُطَمَۃ۔ روندنے والی، حَطْمٌ سے مشتق ہے دوزخ کے ایک طبقہ کا نام ہے۔ پ ٣٠ پ ٣٠ ٢٩ ٢٩

فصل الظاء المعجمۃ

حَظِّ حصہ، نصیب، مقررہ حصہ کو حظ کہتے ہیں۔ حُظُوظٌ جمع اور احظ ہے۔ پ ٤ پ ٥ پ ١١ حَظًّا۔ پ ٤ پ ٥

فصل الفاء

حَفَدَۃً۔ پوتے، حَافِدٌ کی جمع ہے جو حَفْدٌ سے جس کے معنی خدمت کے لئے دوڑتے ہوئے حاضر ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے۔ ہر وہ شخص جو خوشی سے دوڑتے ہوئے خدمت کے لئے حاضر ہو خواہ رشتہ دار ہو یا اجنبی، حافد کہلاتا ہے، مفسرین کا بیان ہے کہ حفدۃ سے پوتے وغیرہ مراد ہیں کیونکہ ان کی خدمت زیادہ سچی ہوتی ہے، پ ١٤

حُفْرَۃٍ۔ گڑھا۔ حَفْرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی زمین کھودنے کے، حُفَرٌ جمع، پ ٤

حَفِظَ۔ اس نے نگرانی کی، اس نے حفاظت کی، حِفْظٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو حَافِظًا) پ ٣

حِفْظًا۔ بچاؤ، حفاظت، حَفِظَ یَحْفَظُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو حَافِظًا) پ ٢٣ پ ١٤

حَفِظْنٰھَا۔ ہم نے اس کو محفوظ رکھا، ہم نے اس کو بچائے رکھا، حَفِظْنَا حِفْظٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ ١٤

حَفَظَۃً۔ نگہبان، حفاظت کرنے والے، حَافِظٌ کی جمع ہے، پ ٣

حِفْظُھُمَا۔ ان دونوں کی حفاظت، ان دونوں کی نگرانی، حِفْظٌ مصدر مضاف ہے، ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب، پ ٣

حَفَفْنٰھُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو گھیر لیا، ہم نے ان دونوں کے گرداگرد پیدا کردیا، (نَصَرَ) حَفَفْنَا حَفٌّ سے، جس کے معنی گرداگرد گھیر لینے اور ہر طرف سے گھیرے میں لینے کے ہیں ماضی کا صیغہ جمع متکلم، ھُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ پ ١٥

حَفِیٌّ۔ بحث کرنے والا، متلاشی، کسی چیز سے پورے طور پر باخبر، بڑا مہربان۔ حَفَاوَۃٌ سے جس کے معنی تلاش کے ساتھ کسی کا حال پوچھنے اور کسی کام میں مہربان ہونے کے ہیں

Marfat.com

صفت مشبہ کا صیغہ ہے حَفِیًّا، پ۱۶ ع۶

حَفِیْظٌ نگہبان، حفاظت کرنے والا، یاد رکھنے والا، حِفْظٌ سے بروزن فَعِیْلٌ بمعنی فاعل ہے اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے کیونکہ وہ کل کا نگہبان ہے پ۸ ع۵ پ۱۲ ع۵ پ۱۳ ع۲ پ۲۲ ع۱ پ۲ ع۱۰ حَفِیْظًا پ۵ ع۸ پ۱۳ ع۲

فصل القاف

حَقٌّ حق۔ حق کے اصلی معنی مطابقت اور موافقت کے ہیں اور اس کا استعمال چار طرح پر ہوتا ہے (۱) اس ذات کے لئے جو اپنی حکمت کے اقتضاء کی بنا پر کسی شے کی ایجاد فرمائے، اللہ تعالیٰ کو اسی لئے حق کہا جاتا ہے۔ ارشاد ہے وَرُدُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ مَوْلٰىهُمُ الْحَقِّ (اور پھیرے جائیں گے اللہ کی طرف جو ان کا مالک حق ہے) اور فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ الْحَقُّ (سو یہی ہے اللہ تمہارا پروردگار حق) (۲) وہ چیز جو حکمت کے مقتضیٰ کے مطابق ایجاد کی گئی ہو، اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کل فعل حق ہیں، چنانچہ ارشاد ہے هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَآءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ ذٰلِكَ اِلَّا بِالْحَقِّ (وہی ہے جس نے بنایا سورج کو روشن اور چاند کو اجالا، اور اس کی منزلیں مقرر کیں تاکہ برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کرو، یہ سب اللہ نے نہیں بنایا مگر حق کے ساتھ) یعنی چونکہ سورج کی چمک، چاند کی دمک اور اس کی منزلوں کا تقرر تاکہ برسوں کا حساب اور شمار معلوم ہو سکے یہ سب حکمتِ الٰہی کے مقتضیٰ کے مطابق بنایا گیا ہے اس لئے سب حق ہے (۳) کسی شے کے متعلق وہ اعتقاد رکھنا جو نفس الامر کے مطابق ہو، چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ فلاں کا اعتقاد حق ہے' ارشاد ہے فَهَدَى اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِاِذْنِهٖ (پھر اللہ نے اپنے ارادہ سے ایمان والوں کو اس حق بات کی ہدایت فرمائی جس میں وہ جھگڑ رہے تھے) (۴) وہ قول یا فعل جو اسی طرح واقع ہو جس طرح پر کہ اس کا ہونا ضروری ہے اور اسی مقدار اور اسی وقت میں ہو کہ جس مقدار اور جس وقت میں اس کا ہونا واجب ہے۔ چنانچہ قولِ حق اور فعلِ حق

Marfat.com

اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے ارشاد ہے لٰکِنْ حَقَّ الْقَوْلُ مِنِّیْ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ (لیکن یہ بات میری طرف سے ثابت ہو گئی کہ مجھ کو دوزخ بھرنی ہے)۔

آیت شریفہ وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ (اور اگر پیروی کرے حق ان کی خواہشوں کی تو آسمان اور زمین اور جو کوئی ان کے بیچ میں ہیں خراب ہو جائیں) میں حق سے ذات باری تعالیٰ بھی مراد لی جا سکتی ہے اور وہ حکم بھی جو حکمت الٰہی کے مقتضیٰ کے مطابق ہو، یہ بھی واضح رہے کہ حق کا استعمال واجب، لازم اور جائز کے معنی میں بھی ہوتا ہے جیسے وَكَانَ حَقًّا عَلَيْنَا نَصْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ (اور ہم پر ایمان والوں کی مدد لازم ہے) اور كَذٰلِكَ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ (اسی طرح ذمہ ہمارا ہے ہم ایمان والوں کو بچا دیں گے)

پ۱: ۲ و ۵ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ — پ۲: ۱ و ۲ و ۵ و ۱۰ و ۱۷

پ۳: ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷ — پ۴: ۲ و ۳ و ۷ و ۱۰ — پ۵: ۱۳

پ۶: ۲ و ۳ و ۹ و ۱۱ و ۱۴ — پ۷: ۱ و ۲ و ۶ و ۷ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

پ۸: ۱ و ۲ و ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۳ — پ۹: ۱ و ۲ و ۳ و ۶ و ۷ و ۱۰ و ۱۱

پ۹: ۱۲ و ۱۵ و ۱۸ — پ۱۰: ۲ و ۱۱ و ۱۲ — پ۱۱: ۶ و ۸ و ۹ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۵

پ۱۲: ۲ و ۳ و ۷ و ۱۰ و ۱۷ — پ۱۳: ۸ و ۹ و ۱۵ و ۱۶ — پ۱۴: ۱ و ۳ و ۷

پ۱۴: ۵ و ۶ و ۷ و ۳ — پ۱۵: ۲ و ۶ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۶ و ۲۰

پ۱۶: ۲ و ۱۵ — پ۱۷: ۲ و ۵ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۷

پ۱۸: ۲ و ۴ و ۵ و ۶ و ۹ و ۱۲ — پ۱۹: ۱ و ۴ — پ۲۰: ۲ و ۴ و ۷ و ۸ و ۹ و ۱۷

پ۲۱: ۲ و ۴ و ۹ و ۱۲ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۷ — پ۲۲: ۲ و ۷ و ۹ و ۱۱ و ۱۲

پ۲۳: ۱۲ و ۱۵ و ۱۶ و ۱۸ — پ۲۳: ۶ و ۱۰ و ۱۱ و ۱۳ و ۱۴ و ۱۵ و ۱۶

پ۲۴: ۱ و ۲ و ۴ و ۷ و ۸ و ۱۱ و ۱۲ و ۱۴ و ۱۶ — پ۲۵: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۷

پ۲۵: ۹ و ۱۳ و ۱۵ و ۱۷ و ۱۹ و ۲۰ — پ۲۶: ۱ و ۲ و ۳ و ۴ و ۵ و ۱۲ و ۱۵ و ۱۷

پ۲۷: ۱۴ و ۱۷ و ۱۸ — پ۲۷: ۶ و ۱۴ و ۱۸ و ۲۰ — پ۲۸: ۷ و ۹ و ۱۵ — پ۲۹: ۶ و ۷

پ۳۰: ۲ و ۲۸ حَقًّا پ۲: ۶ و ۱۵ — پ۵: ۱۵ — پ۶: ۱ — پ۸: ۱۲ — پ۹: ۱۵

پ۱۰: ۹ — پ۱۱: ۳ و ۹ و ۱۵ — پ۱۳: ۵ — پ۱۴: ۱۱ — پ۱۹: ۲ — پ۲۱: ۸ و ۱۰

حَقَّ۔ حق ہوا، ثابت ہوا، مطابق ہوا۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ۸: ۱ — پ۲۱: ۱۵

حُقُبًا۔ مدت ہائے دراز، برسوں، قرنوں، حُقُبٌ زمانے کو کہتے ہیں اس کی جمع اَحْقَابٌ ہے (ملاحظہ ہو اَحْقَابًا) پ۱۵: ۲۱

حَقَّتْ۔ ثابت ہوئی، ٹھیک پڑی، مطابق ہوئی، حَقَّ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ۱۱: ۹ و ۱۵ — پ۱۱: ۱۱ — پ۲۴: ۵ و ۹ — پ۳۰: ۹

حُقَّتْ۔ وہ اسی لائق ہے، وہ ثابت کی گئی

Marfat.com

وہ مطابق کی گئی، وہ لائق بنائی گئی، حَقٌّ
سے، ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب ۳۰

. . . .

. . . .

. . . .

حَقِّهٖ. اس کا حق، حَقٌّ مضاف ہُ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ ۶ ۱۵ ۱۷

حَقِيْقٌ. سزاوار، لائق، ثابت، قائم، حَقٌّ
سے، بروزن فَعِيْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، ۹

فصل الکاف

حُكَّامِ. حاکم، فیصلہ کرنے والے، حَاكِمٌ
کی جمع، ۲

حُكْمٌ. حکم، حکم کرنا، حَكَمَ يَحْكُمُ کا مصدر ہے
کسی چیز کے متعلق فیصلہ کرنے کا نام "حکم"
ہے۔ خواہ وہ فیصلہ دوسرے کے لئے لازم
کردیا جائے یا نہ کیا جائے، ۱۲ ۱۱ ۷
۱۵ ۱۳ ۱۳ ۱۰ ۱۳ ۱۸ ۱۳ ۲۴ ۸ ۲۸

حُكْمًا ۱۲ ۱۳ ۱۶ ۱۱ ۵ ۱۹

حَكَمَ. اس نے حکم کیا، وہ فیصلہ کرچکا (نَصَرَ)
حُكْمٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ۲۳

حَكَمًا. منصف، فیصلہ کرنے والا، حُكْمٌ سے
صفت مشبہ کا صیغہ، واحد اور جمع سب کے
لئے مستعمل ہے، خصوصی فیصلہ کرنے والے کو
حَكَمٌ کہتے ہیں، اس لئے یہ حاکم سے زیادہ
بلیغ ہے، ۵ ۲ ۶ ۵

حَكَمْتَ. تو نے حکم کیا، تو نے فیصلہ کیا، حُكْمٌ
سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، ۶

حَكَمْتُمْ. تم نے حکم کیا، تم نے فیصلہ کیا۔
حُكْمٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ۵

حِكْمَةَ. حکمت، دانش، سمجھ، علم، پکی باتیں
تدبیر، علم و عقل کے ذریعہ حق بات کے
دریافت کرلینے کا نام "حکمت" ہے، اس
لحاظ سے حکمتِ الٰہی کا مطلب اشیاء کی معرفت
اور ان کو نہایت ہی درست طریقہ پر ایجاد
کرنا ہے، اور انسان کی حکمت موجودات کو
پہچاننا اور نیک کاموں کا سرانجام دینا ہے
آیتِ شریفہ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا لُقْمٰنَ الْحِكْمَةَ
(اور ہم نے دی ہے لقمان کو عقلمندی) میں
حضرت لقمان کو اسی حکمت کے ساتھ موصوف
کیا گیا ہے، آیاتِ شریفہ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَ
الْحِكْمَةَ (ان کو سکھاتا ہے کتاب اور عقلمندی)

Marfat.com

اور وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ (اور یاد کیا کرو جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی باتیں اور عقلمندی کی، حکمت سے علم نبوت مراد ہے، حِکَمٌ جمع پ۱/۱۵ پ۲/۲و۱۳و۱۴ پ۳/۵و۱۲و۱۷ پ۴/۸ پ۵/۵و۱۲ پ۶/۵ پ۱۴/۲۲ پ۱۵/۲ پ۲۱/۱۱ پ۲۲/۱ پ۲۳/۱۱ پ۲۵/۱۲ پ۲۶/۸ پ۲۸/۱۱

حُکْمِہٖ۔ اس کا حکم، اس کا فیصلہ، حُکْمٌ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۳/۱۲ پ۱۵/۱۹ پ۱۶/۵ پ۲۵/۲

حُکْمِہِمْ۔ ان کا حکم، ان کا فیصلہ، حُکْمٌ مضاف ھُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۶/۴

حَکِیْمٌ۔ حکمت والا، بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ، اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ کیونکہ اصل حکمت اسی کی حکمت ہے۔ پ۱/۴و۱۵ پ۲/۹و۱۱و۱۲و۱۵ پ۳/۴و۹و۱۰و۱۲ پ۴/۲ پ۵/۷ پ۶/۱۰ پ۷/۳و۸و۱۵و۱۸ پ۸/۲و۳ پ۹/۱۵ پ۱۰/۳و۴و۵و۱۴ پ۱۰/۸و۹و۱۰و۱۱و۱۳و۱۴و۱۵ پ۱۱/۱و۲و۹و۱۴ پ۱۲/۱۱ پ۱۳/۴و۵و۱۳ پ۱۴/۲و۱۳ پ۱۶/۱۴ پ۱۸/۷و۸و۱۳ پ۱۹/۱۶ پ۲۰/۱۵و۱۹ پ۲۱/۶و۱۰و۱۲ پ۲۲/۶و۹و پ۲۲/۱۳و۱۸ پ۲۳/۱۵ پ۲۴/۹و۱۹ پ۲۵/۲و۳و۶و۷و۱۲و۱۳و۱۶و۲۰ پ۲۶/۱و۱۲و۱۹ پ۲۷/۱۲ پ۲۸/۲و۳و۷و۸و۹و۱۱و۱۴و۱۹

حَکِیْمًا پ۴/۱۲و۱۴ پ۵/۷و۱۰و۱۲و۱۳و۱۵ پ۶/۲و۳ پ۱۴/۱۸ پ۲۶/۹و۱۱ پ۲۹/۲۰

فصل اللام

حِلٌّ۔ حلال، حلال ہونا، حَلَّ یَحِلُّ کا مصدر ہے، پ۲ پ۳ پ۴/۱۰ پ۲۸/۸۔ حِلاًّ پ۱۱/۱

حَلَّافٍ۔ بڑا قسمیں کھانے والا، حَلْفٌ جس کے معنی قسم کھانے کے ہیں بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ، پ۲۹/۳

حَلَالٌ، حلال، حلال ہونا، حَلَّ یَحِلُّ کا مصدر ہے، پ۱۴/۱۱ حَلَالاً پ۲ پ۵ پ۶ پ۷ پ۱۱ پ۱۴/۲۱

حَلَائِلُ۔ بیویاں، جوروئیں، حَلِیْلَۃٌ کی جمع جس کے معنی زوجہ کے ہیں۔ حَلِیْلَۃٌ بروزن فَعِیْلَۃٌ حَلٌّ سے مشتق ہے، جس کے معنی گرہ کھولنے، اترنے اور حلال ہونے کے ہیں، چونکہ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کی ازار کھولتے ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ اترتے ہیں اور ایک دوسرے کے لئے حلال ہیں اس لئے حَلِیْلٌ اور حَلِیْلَۃٌ کہلاتے ہیں پ۴/۱۵

حَلَفْتُمْ۔ تم نے قسم کھائی، حَلْفٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۷/۱

حُلْقُوْمٌ۔ حلق، گلا، حَلَاقِیْمُ جمع، پ۲۷/۱۹

حَلَلْتُمْ۔ تم حلال ہو، احرام سے نکلو، حِلٌّ

Marfat.com

اور حَلَال سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر پ۶ ع۵

حُلُمَ، بلوغ، عقل، اَحْلَام جمع، پ۱۸ ع۱۴

حُلُّوْا۔ ان کو پہنایا گیا، تَحْلِیَۃ سے جس کے معنی زیور پہنانے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۲۹ ع۱۹

حَلِیْمٌ، بردبار، تحمل والا، باوقار، حِلْم سے جس کے معنی جوش غضب سے نفس اور طبیعت کو روکنے یعنی بردباری اور تحمل کرنے کے ہیں بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ اللہ کے اسماء حسنیٰ میں ہے کیونکہ اصل حلم اسی کا ہے۔ پ۲ ع۱۲،۱۴ پ۳ ع۴ پ۴ ع۱۲،۱۷ پ۵ ع۴ پ۱۱ ع۳ پ۱۲ ع۸ پ۱۷ ع۱۵ پ۲۲ ع۱۴ پ۲۸ ع۱۹ حَلِیْمًا پ۵ ع۲،۱۷ پ۲۲ ع۳،۱۷

حُلِیِّهِمْ۔ ان کے زیورات، ان کے گہنے حُلِیٌّ حَلْیٌ کی جمع ہے جیسے ثُدِیٌّ ثَدْیٌ کی جمع ہے، حَلْیٌ کے معنی زیور اور گہنے کے ہیں حُلِیٌّ مضاف، هِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۹ ع۸

فصل المیم

حٰمٓ۔ حا میم، حروف مقطعات ہیں (ملاحظہ ہو الٓرٰ) پ۲۴ ع۱۵،۱۶ پ۲۵ ع۲،۶،۱۳،۱۸ پ۲۶ ع۱

حَمَاٍ گارا، کیچڑ، پ۱۴ ع۳

حِمَارٌ۔ گدھا، حَمِیْرٌ اور حُمُرٌ جمع، پ۳ ع۳

حِمَارِكَ۔ تیرا گدھا، حِمَارِ مضاف، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۳ ع۳

حَمَّالَةَ۔ خوب اٹھانے والی، حَمْلٌ سے بروزن فَعَّالَۃٌ مبالغہ کا صیغہ، حَمَّالَةَ الْحَطَبِ (ایندھن سر پر لئے پھرنے والی) ابولہب کی جورو کی صفت ہے، اس کا نام اروی بنت حرب ہے کنیت ام جمیل اور لقب عوراء (کانی) ہے اپنے بدبخت شوہر ابولہب کی طرح اس شقیہ کو بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت ترین عداوت تھی۔ حاکم نے بسند ثقات حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ ایک مرتبہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر چند روز تک وحی نازل نہ ہوئی تو ابولہب کی جورو بولی اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے تو اس کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ تیرا شیطان تجھ کو چھوڑ گیا۔ تب سورۂ والضحیٰ نازل ہوئی۔[1] ایندھن سر پر لئے پھرنے کو

[1] فتح الباری ج ۳ ص، طبع امیریہ مصر۔

بعض نے تو حقیقت پر محمول کیا ہے، ان لوگوں کا بیان ہے کہ وہ خست کے مارے ایندھن جنگل میں سے آپ لاتی تھی اور کانٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں ڈال دیتی تھی تاکہ آتے جاتے چبھیں، اور بعض نے کہا ہے کہ سخن چینی سے استعارہ ہے، چونکہ وہ چغلخوری کے سبب قبیلہ میں لڑائی کی آگ بھڑکاتی تھی، اس لئے قرآن مجید نے اس کو حمالۃ الحطب کہا، پ۳۰

حَمْدٌ۔ تعریف، خوبی، اللہ تعالیٰ کی فضیلت اور ثنا کو حمد کہتے ہیں، یہ مدح سے خاص اور شکر سے عام ہے کیونکہ مدح ان افعال پر بھی ہوتی ہے جو انسان سے اس کے اپنے اختیار سے سرزد ہوتے ہیں اور ان اوصاف پر بھی جو بہ تسخیر الٰہی اس میں موجود ہیں چنانچہ جس طرح انسان کی مدح طول قامت اور رخ صبیح پر ہوتی ہے اسی طرح بال کے خرچ کرنے اور سخاوت وحصول علم پر بھی ہوتی ہے، اور حمد صرف ان امور پر ہی ہوتی ہے جو بہ تسخیر الٰہی ہوں اور شکر وہ ہے جو نعمت کے مقابلہ میں ہو پس ہر شکر حمد ہے اور ہر حمد شکر نہیں ہے، اور ہر حمد مدح ہے لیکن ہر مدح حمد نہیں ہے۔ پ۱ ع۱، پ۷ ع۱۲، پ۸، پ۸ ع۱۱، پ۹ ع۱۹ و ۱۴، پ۱۳ ع۱۲ و ۱۱، پ۱۴ ع۱۶، پ۱۵ ع۲، پ۱۵ ع۱۶ و ۲۰، پ۱۵ ع۲ و ۲۲، پ۱۹ ع۲ و ۵ و ۱۲ و ۱۵، پ۲۰ ع۲ و ۱۲ و ۱۲، پ۲۳ ع۹ و ۱۶، پ۲۳ ع۵ و ۱۰ و ۱۲ و ۱۳، پ۲۵ ع۲ و ۲۰، پ۲۶ ع۱۶، پ۲۸ ع۲، پ۲۸ ع۱۶، پ۲۹ ع۲۵

حَمْدِكَ۔ تیری تعریف، تیری خوبیاں حَمْدِ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر، مضاف الیہ، پ۱

حَمْدِهٖ۔ اس کی تعریف، اس کی خوبیاں حَمْدِ مضاف ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب، مضاف الیہ، پ۱۳ ع۲، پ۱۵ ع۵، پ۱۹ ع۴

حُمُرٌ۔ گدھے، حِمَارٌ کی جمع، پ۲۹ ع۱۶

حُمْرٌ۔ سرخ، اَحْمَرُ کی جمع پ۲۲ ع۱۴

حٰمٓ عٓسٓقٓ۔ حا، میم، عین، سین، قاف حروف مقطعات ہیں (ملاحظہ ہو الٓمٓ) پ۲۵

حَمْلٌ۔ حمل، پیٹ کا بچہ، اَحْمَالٌ جمع (ملاحظہ ہو تَحْمِلُ) پ۹ ع۱۴، پ۲۸ ع۱۶

حَمْلًا پ۹

حِمْلٌ۔ بوجھ، اَحْمَالٌ اور حُمُولَةٌ جمع (ملاحظہ ہو تَحْمِلُ) پ۱۳

حِمْلًا پ۱۶

حَمَلَ. اس نے اٹھایا، حِمْلٌ سے،
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۶/۱۵

حُمِّلَ. اٹھوایا گیا، بوجھ رکھا گیا، تَحْمِیْلٌ سے
جس کے معنی بار کرانے اور بوجھ رکھنے کے
ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب پ ۹/۱۲

حَمَلَتْ. اس نے اٹھایا، حَمْلٌ اور حِمْلٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب (ملاحظہ
ہو تحمِل) پ۵ پ ۹/۱۲

حُمِلَتْ. وہ اٹھائی گئی، حَمْلٌ اور حِمْلٌ سے
ماضی مجہول کا صیغہ واحد مؤنث غائب پ ۱۰/۵

حُمِّلْتُمْ. تم پر بوجھ رکھا گیا، تم سے بوجھ اٹھوایا
گیا، تَحْمِیْلٌ سے. ماضی مجہول کا صیغہ،
جمع مذکر حاضر، پ ۱۵/۱۳

حَمَلْتَهٗ. تو نے اس پر بوجھ رکھا. حَمَلْتَ
حَمْلٌ اور حِمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر
حاضر، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب، پ ۳۰/۸

حَمَلَتْهُ. اس نے اس کو اٹھایا، اس کو پیٹ
میں رکھا، حَمَلَتْ حَمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ
واحد مؤنث غائب، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب
پ۱۰ پ۱۱ پ۲

حَمَلْنَا. ہم نے بار کرایا، ہم نے سوار کرایا۔
حَمْلٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم (ملاحظہ ہو
حِمْلٌ) پ ۱۵/۲ پ ۱۶/۱ پ ۲۳/۲

حُمِّلْنَا. ہم پر لادا گیا، ہم سے اٹھوایا گیا،
تَحْمِیْلٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱۶/۱۲

حَمَلْنٰكُمْ. ہم نے تم کو چڑھا لیا، ہم نے تم کو
لادا دیا، ہم نے تم کو سوار کر دیا، اس میں کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ ۲۵/۵

حَمَلْنٰهُ. ہم نے اس کو چڑھا لیا، ہم نے
اس کو سوار کر لیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر
غائب ہے، پ ۲۷/۸

حَمَلْنٰهُمْ. ہم نے ان کو چڑھایا، ہم نے
ان کو سواری دی، اس میں هُمْ ضمیر جمع
مذکر غائب ہے، پ ۱۵/۷

حُمِّلُوْا. ان سے اٹھوایا گیا، ان پر لادا گیا،
تَحْمِیْلٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ، جمع
مذکر غائب، پ ۲۹/۱۱

حَمْلُهٗ. اس کا حمل میں رہنا، حَمْلٌ مضاف ہٗ ضمیر
واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲۶/۲

حَمْلُهَا. اس کا حمل، حَمْلٌ مضاف، هَا ضمیر
واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ ۲۸/۸

حِمْلُهَا. اس کا بوجھ، حِمْلٌ مضاف، هَا ضمیر

Marfat.com

واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۲

حَمَلَهَا. اس کو اٹھا لیا، حَمَلَ صیغہ ماضی هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، پ۲۲

حَمْلُهُنَّ. ان (عورتوں) کا حمل، حَمْلَ مضاف، هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۸

حَمُولَةً. لدنے والے، بوجھ اٹھانے والے حُمْلٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ، پ۸

حَمِيْدٌ. ستودہ، تعریف کیا ہوا، سراہا ہوا، حَمْدٌ سے بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ بمعنی مفعول یعنی محمود ہے، اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے ہے کیونکہ وہی حقیقی طور پر مستحقِ حمد ہے، پ۳ پ۷ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۳ پ۲۱ پ۲۲ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۶ پ۲۷ پ۲۸ پ۳۰

حَمِیْدًا. پ۲۶

حَمِیْرَ. گدھے، حِمَارٌ کی جمع ہے۔ پ۱۴

حَمِیْمٌ. نہایت گرم پانی، گہرا دوست، اصل میں حَمِیْمٌ سخت گرم پانی کو کہتے ہیں اور اسی اعتبار سے اس قریبی دوست کو بھی حمیم کہا جاتا ہے جو اپنے دوست کی حمایت میں گرم ہو جائے، پہلے معنی کے لحاظ سے اس کی جمع حَمَائِمُ ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے اَحِمَّاءُ ہے، پ۷ پ۱۱ پ۱۶ پ۱۹ پ۲۳ پ۲۳ پ۲۴ پ۲۵ پ۲۷ پ۲۹

حَمِیْمًا. پ۲۹ پ۳۰

حَمِئَةٍ. کیچڑ والا، دلدل والا، حَمَأٌ سے جس کے معنی کیچڑ اور دلدل ہونے کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ، پ۱۶

حَمِیَّةَ. کد، ضد، حمیت، قوت غضبیہ، جب جوش میں آئے اور بڑھ جائے تو حمیت کہلاتی ہے۔ پ۲۶

فصل النون

حَنَاجِرَ. حلق، گلے، نرخرے، حَنْجَرَةٌ کی جمع، پ۲۱ پ۲۴

حَنَانًا. رحمت، شفقت، مہربانی، وہ رقتِ قلب جس میں شفقت موجود ہو، حَنَّ یَحِنُّ کا مصدر ہے، پ۱۶

حِنْثِ. گناہ، قسم توڑنا، اَحْنَاثٌ جمع، پ۲۷

حُنَفَآءَ. حنیفی، اللہ کی طرف ہونے والے، حَنِیْفٌ کی جمع، پ۱۷ پ۳۰

حَنِیْذٍ. بریاں، تلا ہوا، بھونا ہوا۔ حَنْذٌ سے

Marfat.com

جس کے معنی تلنے اور بھوننے کے ہیں بروزن فَعِیْلٌ بمعنی مفعول صفتِ مشبہ کا صیغہ، پ۱۲ ع۷

حَنِیْفًا۔ ایک طرف ہونے والا، حَنْفٌ سے جس کے معنی گمراہی سے استقامت کی طرف مائل ہونے کے ہیں، بروزن فَعِیْلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ، جو کوئی ایک راہ حق پکڑے اور سب باطل راہیں چھوڑے " حنیف " کہلاتا ہے، شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں:-

" حنیف آں را گویند کہ استقبال کعبہ کند
و حج گزارد و ختنہ نماید و از جنابت غسل کند حاصل
آنکہ نام کسے بود کہ بشریعت ابراہیمی متدین باشد "[1]

پ۱ ع۱۶، پ۳ ع۱۰، پ۵ ع۱۵، پ۶ ع۱۵، پ۷ ع۷، پ۱۱ ع۱۴، پ۱۳ ع۲۲، پ۲۱ ع۷

حُنَیْنٍ، حنین، طائف کے قریب ذوالمجاز کے پہلو میں ایک وادی کا نام ہے جو مکہ معظمہ سے بجانب عرفات کچھ اوپر دس میل ہے، حنین بن قانیہ بن مہلائیل کے نام پر موسوم ہے، شوال ۸ھ میں یہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبیلہ بنو ہوازن سے مشہور جنگ ہوئی تھی، جو غزوۂ حنین اور غزوۂ ہوازن کے نام سے مشہور ہے، پ۱۰ ع۹

فصل الواو

حَوَارِیُّوْنَ۔ حواری، حَوَارِیٌّ کی جمع، بحالتِ رفع، حواری حَوَرٌ سے مشتق ہے جس کے معنی خالص سپیدی کے ہیں، یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اصحاب کا خطاب ہے، صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ چونکہ ان کے کپڑے سپید تھے اس واسطے وہ " حواری " کہلائے[2]، ابن ابی حاتم نے ضحاک سے روایت کی ہے کہ حواری نبطی زبان میں دھوبی کو کہتے ہیں، مگر وہ بجائے حا کے ہا بولتے ہیں، اور قتادہ سے روایت کی ہے کہ حواری اس کو کہتے ہیں جس میں خلافت اور حکومت کی صلاحیت ہو نیز اُن سے وزیر کے معنی بھی مروی ہیں، ترمذی وغیرہ نے ابن عیینہ سے ناصر و مددگار کے معنے نقل کئے ہیں، ان اخیر کے تین معانی کا مفہوم قریب قریب ہے۔ یونس بن حبیب نے

---

[1] فتح الرحمٰن سورۂ آلِ عمران آیت مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا

[2] صحیح بخاری باب مناقب الزبیر بن عوام۔

Marfat.com

خالص کے معنی بتاتے ہیں اور ابن الکلبی نے خلیل یعنی دلی دوست کہا ہے۔[1] شاہ عبدالقادر صاحب موضح القرآن میں لکھتے ہیں:

• حضرت عیسیٰؑ کے بارہ یار کا خطاب تھا حواری، حواری اصل میں کہتے ہیں دھوبی کو، ان میں پہلے جو دو شخص ان کے تابع ہوئے دھوبی تھے حضرت عیسیٰؑ نے ان کو کہا کہ کپڑے کیا دھوتے ہو میں تم کو دل دھونے سکھادوں وہ ان کے ساتھ ہوئے اس طرح سب کو یہ خطاب ٹھیر گیا۔ پ۱۲ ع۵ ج۱

حَوَارِيِّينَ۔ حواری، حَوَارِيٌّ کی جمع بحالتِ نصب وجر، ع۵ ج۱

حَوَايَا۔ انتڑیاں، آنتیں، حَوِيَّةٌ کی جمع، جس کے معنی آنت کے ہیں، ع۵

حُوْبًا۔ گناہ، وبال، اسم ہے، ع۱۲

حُوْتٌ۔ مچھلی، حِيْتَانٌ جمع، پ۱۱ ع۹ پ۲۳ ع۹

حُوْتَهُمَا۔ ان دونوں کی مچھلی، حوت مضاف هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۵ ع۲۱

حُوْرٌ۔ حوریں، حَوْرَاءُ کی جمع، حوراء، نہایت گوری عورت کو کہتے ہیں، امام بغوی لکھتے ہیں مورودہ عورتیں ہیں جن کی سفیدی گہری ہو، مجاہد کا بیان ہے کہ ان کے گورے پن اور رنگ کی صفائی کے سبب ان پر نگہ کام نہ کر سکے، ابو عبیدہ کہتے ہیں حوریں وہ ہیں جن کی آنکھ کی سفیدی نہایت سفید اور سیاہی نہایت گہری ہو۔[2] پ۲۵ ع۱۶ پ۲۷ ع۱۲ و ع۱۴

حَوْلٌ، گرد، حوالی، مصدر ہے، اصل میں حول کے معنی کسی چیز کے متغیر ہونے اور دوسرے سے جدا ہونے کے ہیں، اور اسی اعتبار سے کسی چیز کی اس جانب کو جس کی طرف اس کا پلٹنا اور منتقل کرنا ممکن ہو حول کہتے ہیں، پ۱ ع۱۱ ع۵

حَوْلٌ۔ برس، سال، چونکہ سال پلٹتا رہتا ہے اس لئے حول کہلاتا ہے، پ۲ ع۱۵

حِوَلًا۔ جگہ بدلنی، تبدیلی، پلٹنا، مصدر ہے پ۱۶ ع۲

حَوْلَكَ۔ تیرے حوالی، تیرے گرد، حَوْلِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۴ ع۷

حَوْلَكُمْ۔ تمہارے گرد، تمہارے آس پاس، حَوْلِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۱۱ ع۲ پ۲۶ ع۴

---

[1] فتح الباری ج ۷ ص ۶۴ طبع امیریہ [2] معالم التنزیل ج ۷ ص ۱۶۵ طبع مصر۔

Marfat.com

حَوْلَهٗ۔ اس کے گرد، اس کے آس پاس،
حَوْلَ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

حَوْلَهَا۔ اس کے آس پاس، اس کے ارد گرد،
حَوْلَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب
مضاف الیہ،

حَوْلَهُمْ۔ ان کے ارد گرد، ان کے آس پاس
حَوْلَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب
مضاف الیہ،

حَوْلَيْنِ۔ دو برس، دو سال حَوْلٌ کا تثنیہ،

فصل الیاء المثناۃ

حَيَّ۔ وہ زندہ رہا، وہ جیا، (سَمِعَ) حَيَاةٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، حَيَّ اصل
میں حَيِيَ تھا یا کا یا میں ادغام ہو گیا۔
(ملاحظہ ہو حَیٰوۃ)

حَيٌّ۔ زندہ، حَيَاةٌ سے صفت مشبہ کا صیغہ،
(ملاحظہ ہو اَحْیٰی)

حِيْتَانُهُمْ۔ ان کی مچھلیاں، حِيْتَانٌ
حُوْتٌ کی جمع مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر

غائب، مضاف الیہ،

حَيْثُ۔ جہاں، جس جگہ، ظرف مکان ہے،
مبنی بر ضمہ ہے، مکان مبہم کے لئے آتا ہے
جس کی جملہ مابعد سے تشریح ہوتی ہے، اور
جب مَا اس کے بعد آتا ہے تو مجازات یعنی
شرط و جزا کے معنی ہوتے ہیں،

حَيْرَانَ۔ حیران، سراسیمہ، بہکا ہوا، متردد،
حَيْرَةٌ سے، جس کے معنی بہکنے اور متردد ہونے
کے ہیں صفت مشبہ کا صیغہ،

حِيْلَ۔ حائل کر دیا گیا، جدائی ڈال دی گئی
(نَصَرَ) حَوْلٌ سے بمعنی جدائی ڈالنے کے
ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب،

حِيْلَةً۔ بہانہ، چارہ، کسی حالت کو خفیہ طور
پر جس ذریعہ سے پہنچا جائے اس کا نام "حیلہ"
ہے، اس کا استعمال زیادہ تر برائی کے
حاصل کرنے میں ہوتا ہے، اور کبھی کبھی جس
چیز میں حکمت ہو اس کے لئے بھی بولا جاتا
ہے، یہ حَوْلٌ سے مشتق ہے، لیکن ماقبل کو
کسرہ ہونے کے سبب واؤ کو یا سے بدل

Marfat.com

یا گیا۔ حِیَلٌ جمع ہے، پ ۱۱/۵

حِیْنٌ، وقت، زمانہ، مدت، اَحْیَانٌ جمع،
• حین، کسی شئے کے بلوغ اور حصول کے وقت کا نام ہے، اس کے معنی میں جو ابہام ہے مضاف الیہ سے اس کی تخصیص ہوجاتی ہے جیسے وَلَاتَ حِیْنَ مَنَاصٍ (اور وقت نہ رہا تھا خلاصی کا) کہ حین یعنی وقت کے معنی میں جو ابہام تھا اس کی مضاف الیہ یعنی مناص (خلاصی) سے تخصیص ہوگئی، اس کا استعمال متعدد معانی کے لئے ہوتا ہے، (۱) مدت کے لئے جیسے وَمَتَّعْنٰھُمْ اِلٰی حِیْنٍ (اور ہم نے ان کا ایک مدت تک کام چلایا) (۲) برس اور سال کے لئے جیسے تُؤْتِیْ اُکُلَھَا کُلَّ حِیْنٍ (ہر سال اپنا پھل لاتا ہے۔ (۳) گھڑی جیسے فَسُبْحَانَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ۔ (سو پاک اللہ کی یاد ہے جس گھڑی کہ تم شام کرو اور جس گھڑی کہ تم صبح کرو) (۴) زمانہ مطلق یعنی کوئی وقت جیسے ھَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ حِیْنٌ مِّنَ الدَّھْرِ (کبھی ہوا ہے انسان پر ایک وقت زمانہ میں) پ ۱/۴ پ ۲/۷ پ ۶/۷ پ ۸/۹
پ ۱۱/۱۵،۱۶ پ ۱۲/۱۳ پ ۱۳/۱۱ پ ۱۴/۶،۱۶ پ ۱۷/۲،۲ پ ۱۸/۲،۲،۱۲
پ ۱۹/۲،۱۵ پ ۲۰/۵ پ ۲۱/۵ پ ۲۳/۲،۹،۱۰،۱۲ پ ۲۳/۲،۳ پ ۲۴/۱،۲ پ ۲۹/۱۹

حِیْنَئِذٍ اس وقت، حِیْنَ مضاف اِذٍ مضاف الیہ، پ ۲۷/۱۴

حَیُّوْا۔ تم دعا دو، تم سلام کرو، تَحِیَّۃٌ سے جس کے معنی سلام کرنے اور زندگی کی دعا دینے کے ہیں، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، (ملاحظہ ہو تَحِیَّۃٌ) پ ۵/۸

حَیَوَانُ۔ زندگی، جینا، حَیِیَ یَحْیٰی کا مصدر ہے، اصل میں حَیَیَانٌ تھا، یا ثانیہ واو سے بدل دی گئی، یہ حَیَاۃٌ سے زیادہ بلیغ ہے کیونکہ فَعَلَانَ کے وزن میں حرکت و اضطراب جو لازمۂ حیات ہے موجود ہے، اور یہی وجہ ہے کہ اس مقام پر لفظ حیات کی بجائے حَیَوَانُ کا استعمال کیا گیا ہے، پ ۲۱/۲

حَیٰوۃ۔ زندگی، جینا، حَیِیَ یَحْیٰی کا مصدر ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اَحْیَا)۔ پ ۱/۱۰،۱۱
پ ۲/۹،۱۵ پ ۲/۱۰ پ ۳/۲،۲ پ ۵/۶،۱۰،۱۲ پ ۷/۱۳ پ ۸/۳،۱۱،۱۳
پ ۹/۱۲،۱۳ پ ۱۰/۹،۸،۱۳،۱۴،۱۵ پ ۱۱/۲ پ ۱۳/۹،۱۱،۱۳،۱۴
پ ۱۴/۱۹،۲۰ پ ۱۵/۸،۱۷،۱۸ پ ۱۶/۲،۱۲،۱۴،۱۶ پ ۱۸/۲،۱۰،۱۹
پ ۲۰/۹،۱۰،۱۱،۱۵ پ ۲۱/۲،۳،۱۳،۲۰ پ ۲۲/۱۳ پ ۲۳/۱۴ پ ۲۴/۱۰،۱۸

Marfat.com

پ۲۴/۱۸و۱۹ پ۲۵/۱۵و۲۰ پ۲۶/۸ پ۲۷/۲و۱۱ پ۲۹/۱ پ۳۰/۲و۱۲

حَيَاتِكُمْ. تمہاری زندگی، حَيَاةِ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۲۶/۲

حَيَاتُنَا. ہماری زندگی، ہمارا جینا، حَيَاةُ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، پ۹/۵ پ۸/۲

حَيَاتِيْ. میری زندگی، میرا جینا، حَيَاةِ مضاف ی ضمیر واحد متکلم مضاف الیہ، پ۳۰/۱۴

حَيَّوْكَ. انھوں نے تجھ کو دعا دی، انھوں نے تجھے سلام کیا، حَيَّوْا تَحِيَّةٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، کَ ضمیر واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَحِيَّةٌ) پ۲۸/۲

حَيَّةٌ. سانپ، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے یکساں استعمال ہوتا ہے، حَيَّاتٌ جمع، پ۱۶/۱۱

حُيِّيْتُمْ. تمہیں دعا دی جائے، تمہیں سلام کیا جائے تَحِيَّةٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو تَحِيَّةٌ) پ۵/۸

Marfat.com

بَابُ الخَاءِ المُعجَمَة

فصل الالف

خَابَ۔ وہ نامراد ہوا، وہ خراب ہوا، اس کا مطلب فوت ہوا (ضَرَبَ) خَیْبَۃٌ سے جس کے معنی نامراد ہونے اور مطلب فوت ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے پ ۱۳/۱۶
پ ۱۶/۱۲ و ۱۵، پ ۳۰/۱۶

خَاتَمَ۔ مہر، ختم کرنے والا، خَوَاتِمُ اور خُتُمٌ جمع، چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی تھے کہ آپ پر نبوت ختم ہوگئی اور آپ کے بعد کوئی اور نبی نہیں آنے والا اس لئے قرآن مجید نے آپ کو خَاتَمَ النَّبِیّٖنَ (مہر سب نبیوں کی) فرمایا ہے۔ یعنی تمام نبیوں کا ختم کرنے والا، کیونکہ سب کے بعد مہر اخیر میں لگائی جاتی ہے پ ۲۲

خَادِعُهُمْ۔ ان کو دغا دینے والا، ان کو فریب دینے والا، خَادِعٌ خِدَاعٌ سے۔ جس کے معنی فریب دینے اور دغا دینے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر مضاف ہے، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ یُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَهُوَ خَادِعُهُمْ (منافق جو ہیں دغا بازی کرتے ہیں اللہ سے اور وہ ان کو دغا بازی کی سزا دے گا) میں خَادِعٌ کے معنی دغا کی سزا دینے والے کے ہیں، خدع (یعنی دغا کی سزا) کو خدع سے تعبیر کرنا مقابلۃً اور مجازاً عرب کا عام محاورہ ہے (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو یُخٰدِعُوْنَ) پ ۵/۸

خَارِجٌ۔ نکلنے والا، خُرُوْجٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ، واحد مذکر (ملاحظہ ہو اُخْرُجْ) پ ۵/۲

خَارِجِیْنَ۔ نکلنے والے۔ خُرُوْجٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۶/۶ پ ۲۰/۸

خَازِنِیْنَ۔ جمع کرنے والے، ذخیرہ کرنے والے، خزانہ کرنے والے، خَزْنٌ سے، جس کے معنی خزانہ میں جمع کرنے کے ہیں۔

Marfat.com

اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ١/٢

خَاسِرُوْنَ۔ ٹوٹا پانے والے، نقصان اٹھانے والے، زیان کار، خُسْرٌ اور خُسْرَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع، (ملاحظہ ہو خُسْر اور خُسْرَان) پ ٩ ١، ٢، ١٥، ١٧ و ٢٣ پ ١٨/٢٤ پ ١٥ پ ١١ پ ١٢ پ ١٣ پ ٢١ پ ٢٢ پ ٢٣ پ ٢٤ پ ٢٨ ١٢ و ٣

خَاسِرَةٌ۔ ٹوٹے والی، زیان دہندہ، خُسْرٌ اور خُسْرَانٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، پ ٣٠

خٰسِرِيْنَ۔ ٹوٹا پانے والے، نقصان اٹھانے والے، خراب ہونے والے، زیان کار، خُسْرٌ اور خُسْرَانٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت نصب و جر، پ ٦ ٥، ٨، ٩ و ١٢ پ ٧ پ ٨ پ ٩ پ ١٠ پ ١١ پ ١٢ پ ١٣ پ ١٤ پ ١٥ پ ٢٣ ١٢ و ١٧ پ ٢٤ پ ٢٥ پ ٢٦

خَاسِئًا۔ ذلیل، خوار، درماندہ، خَسْأٌ سے جس کے معنی دھتکار پڑنے درماندہ ہونے اور تھک کر رہ جانے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، پ ٢٩

خَاسِئِيْنَ۔ ذلیل، خوار، خَسْأٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ١ پ ٩

خَاشِعًا۔ دب جانے والا، عاجزی کرنے والا، خُشُوْعٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو تَخَشَّعَ) پ ٢٨

خٰشِعٰتِ۔ فروتنی کرنے والی عورتیں، عاجزی کرنے والی عورتیں، دبی رہنے والی عورتیں خُشُوْعٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ جمع مؤنث پ ٢٢

خَاشِعُوْنَ۔ زاری کرنے والے، عاجزی کرنے والے، خُشُوْعٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت رفع، پ ١٨

خَاشِعَةٌ۔ ذلیل ہونے والی، خوار، دبی جانے والی، خُشُوْعٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث، پ ٢٤ ١٩ پ ٢٩ ٤ و ٨ پ ٣٠ ١ و ٢

خَاشِعِيْنَ، فروتنی کرنے والے، عاجزی کرنے والے، ڈرنے والے، خُشُوْعٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالت نصب و جر، پ ١ پ ٤ پ ١١ پ ١٧ پ ٢٥ پ ٢٥

خَاصَّةً۔ خاص کر، چن کر، خَصٌّ سے جس کے معنی مخصوص کرنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، پ ٩ ١٧

خَاضِعِيْنَ۔ عاجزی کرنے والے، جھکنے والے، خضوعٌ سے، جس کے معنی عاجزی کرنے جھکنے اور تواضع کرنے کے ہیں اسم فاعل کا

Marfat.com

صیغہ، جمع مذکر، بحالتِ نصب وجر،

خَاضُوْا۔ انھوں نے قدم ڈالے، انھوں نے بحث کی، (نَصَرَ) خَوْضٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو خَوْض)

خَاطَبَهُمُ، ان سے خطاب کیا، ان سے بات چیت کی، خَاطَبَ مُخَاطَبَۃٌ سے جس کے معنی بات چیت کرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب

خَاطِئُوْنَ۔ گنہگار، خَطَأٌ سے، جس کے معنی گناہ کرنے کے ہیں، اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع، خَاطِئٌ کی جمع، جس کے معنی گناہ کا قصد کرنے والے کے ہیں (ملاحظہ ہو اَخْطَأْتُمْ اور خَطَأً)

خَاطِئَۃٍ، گناہ، گناہگار، خَطِئَ یَخْطَأُ کا مصدر بھی ہے اور اسمِ فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث بھی،

خٰطِئِیْنَ. گناہگار، خطا کرنے والے، چوکنے والے، خَطَأٌ سے، اسمِ فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ نصب وجر،

خَافَ۔ وہ ڈرا، اس نے خوف کیا۔ خَوْفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو اَخَافُ)

خَافَتْ. وہ ڈری، اس نے خوف کیا، خَوْفٌ سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب

خَافِضَۃٌ پست کردینے والی، نیچا کردینے والی، خَفْضٌ سے، جس کے معنی پست ہونے پست کرنے اور جھکا دینے کے ہیں۔ اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث

خَافُوْا. وہ ڈرے، انھوں نے خوف کیا، خَوْفٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب،

خَافُوْنِ. مجھ سے ڈرو۔ خَافُوْا خَوْفٌ سے امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم،

خَافِیَۃٌ۔ چھپنے والی، پوشیدہ ہونے والی، بھید، خَفَاءٌ سے۔ اسمِ فاعل کا صیغہ واحد مؤنث

خٰلٰتِكَ. تیری خالائیں، خَالَاتٌ خَالَۃٌ کی جمع، جس کے معنی خالہ کے ہیں مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ

خٰلٰتِكُمْ. تمہاری خالائیں، خَالَاتٌ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ

Marfat.com

خَالِدٌ۔ ہمیشہ رہنے والا، سدا رہنے والا خُلُوْدٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو خُلُوْد) [illegible] **خَالِدًا** [illegible]

خٰلِدُوْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے، سدا رہنے والے، خُلُوْدٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر بحالتِ رفع، [illegible]

خٰلِدِیْنَ۔ ہمیشہ رہنے والے، سدا رہنے والے، خُلُوْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالت نصب وجر، [illegible]

خٰلِدَیْنِ۔ (دونوں) ہمیشہ رہنے والے، سدا رہنے والے، خُلُوْدٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ تثنیہ مذکر، [illegible]

خَالِصٌ۔ خالص، نرا، صاف خُلُوْصٌ سے جس کے معنی خالص اور صاف ہونے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر، خالص اور صافی دونوں ہم معنی ہیں فرق اتنا ہے کہ خالص ملاوٹ کے بعد ہوتا ہے اور صافی کا استعمال اس کے لئے بھی ہوتا ہے، جس میں سرے سے ملاوٹ نہ ہو، [illegible] **خَالِصًا** [illegible]

خَالِصَۃٌ۔ خالص، نری، خُلُوْصٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث غائب: [illegible]

خٰلِفِیْنَ۔ پیچھے رہنے والے خَلْفٌ سے جس کے معنی پیچھے رہنے اور پیچھے آنے کے ہیں اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، [illegible]

خَالِقٌ۔ پیدا کرنے والا، بنانے والا۔ خَلْقٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر (ملاحظہ ہو خَلْقٌ) [illegible]

خَالِقُوْنَ۔ پیدا کرنے والے، بنانے والے خَلْقٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ۔ جمع مذکر بحالت رفع، [illegible]

خَالِقِیْنَ۔ پیدا کرنے والے، بنانے والے، خَلْقٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالت نصب وجر، [illegible]

خَالُكَ تیرا ماموں، خَالٌ معنی ماموں اَخْوَالٌ جمع مضاف ہے، كَ ضمیر واحد مذکر حاضر

Marfat.com

مضاف الیہ، ۳/۲

خَالِیَۃٌ. گزشتہ، گذرنے والی، خُلُوٌّ سے، جس کے معنی گزرنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۵/۲۴

خَامِدُوْنَ. بجھنے والے، خُمُوْدٌ سے، جس کے معنی بجھنے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر بحالت رفع، ۲۹/۳۶

خَامِدِیْنَ. بجھنے والے، خُمُوْدٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر، بحالت نصب و جر۔ ۱۵/۲۱

خَامِسَۃَ. پانچویں، اسم عدد ہے، ۹/۲۴

خَانَتٰهُمَا. ان دونوں عورتوں نے ان دونوں کی خیانت کی، انہوں نے ان سے دغا کی، خَانَتَا، خِیَانَۃٌ سے، ماضی کا صیغہ، تثنیہ مؤنث غائب هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب۔ (ملاحظہ ہو تَخُوْنُوْا) ۱۰/۶۶

خَانُوْا. انہوں نے خیانت کی، انہوں نے دغا کی، خِیَانَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۷۱/۸

خَاوِیَۃٌ. افتادہ، گری ہوئی، کھوکھلی، خَوَاءٌ سے، جس کے معنی گھر کے خالی ہونے، گر پڑنے اور ڈھ جانے، نیز اندر سے کھوکھلے ہو جانے کے ہیں، اسم فاعل کا صیغہ واحد مؤنث، ۲۵۹/۲ ۴۵/۲۲ ۵۲/۲۷ ۷/۶۹

خَاسِئِیْنَ. نامراد، خَیْبَۃٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، (ملاحظہ ہو خَابَ) ۱۲۷/۳

خَائِضِیْنَ. بحث کرنے والے، گھسنے والے خَوْضٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ، جمع مذکر (ملاحظہ ہو خَوْض) ۴۵/۷۴

خَائِفًا. ترساں، ڈرنے والا، خَوْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ، واحد مذکر (ملاحظہ ہو خَوْف) ۲۱/۲۸

خَائِفِیْنَ. ترساں، ڈرنے والے خَوْفٌ سے اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، خَائِفٌ کی جمع، ۱۱۴/۲

خَائِنَۃَ. خیانت، دغا، خِیَانَۃٌ سے۔ اسم فاعل کا صیغہ، واحد مؤنث، یہاں اس کا استعمال مصدر کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے، یعنی خیانت کرنے اور دغا دینے میں جیسے کہ قُمْ قِیَامًا ہے، اور اسم فاعل کے معنی میں تو ظاہر ہی ہے ۱۳/۵ ۱۹/۴۰

Marfat.com

خَائِنِیْنَ۔ خیانت کرنے والے، دغاباز، خِیَانَۃٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ جمع مذکر، پ ۶ سیا

فصل الباء الموحدة

خَبْءٌ۔ پوشیدہ، چھپی چیز، جو چیز پوشیدہ طور پر جمع کی گئی ہو خَبْءٌ کہلاتی ہے، مصدر بمعنی اسم مفعول، مَخْبُوْءٌ (چھپا ہوا) ہے، پ ۱۹

خَبَالٌ۔ تباہ کرنا، خرابی مچانا، فساد، تباہی، خَبَلَ یَخْبِلُ کا مصدر ہے، وہ خرابی یا فساد کہ جس کے لاحق ہونے سے کسی جاندار میں اضطراب اور بے چینی پیدا ہو جائے۔ مثلاً جنون یا ایسا مرض کہ جو عقل اور فکر پر اثر انداز ہو اُسے خبال کہتے ہیں، پ ۴ سیا

خَبَائِثَ۔ گندے کام، ناپاک چیزیں، خَبِیْثَۃٌ کی جمع، پ ۹ پ ۱۷

خَبَتْ۔ وہ بجھی، (نَصَرَ) خَبْوٌ اور خُبُوٌّ سے، بمعنی بجھنے کے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ ۱۵

خَبُثَ۔ وہ خبیث ہوا، وہ خراب ہوا، خَبَاثَۃٌ اور خُبْثٌ سے بمعنی خبث ہونے، ناپاک ہونے اور خراب ہونے کے، ماضی کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ ۸

خَبَرٌ۔ خبر، جو اشیاء کہ بتانے سے معلوم ہوں، ان کے جاننے کا نام خبر ہے، اَخْبَارٌ جمع، پ ۱۹ پ ۲۰

خُبْرًا۔ دانش، سمجھ، خبر، خبرداری، خَبَرَ یَخْبُرُ کا مصدر ہے، پ ۱۵ پ ۱۶

خُبْزًا۔ روٹی، نان، اسم ہے، پ ۱۲

خَبِیْثٌ۔ خبیث، گندی چیز، ناپاک، پلید، ہر وہ چیز جو ردی اور خسیس ہونے کے سبب بری معلوم ہو خبیث کہلاتی ہے، خواہ وہ شے محسوس ہو یا امر معقول یعنی حواس کے ذریعہ اس کا پتہ چلے یا عقل کے ذریعہ اُس کو دریافت کیا جائے، اس اعتبار سے اعتقاد باطل، گفتگوئے دروغ، افعالِ قبیحہ سب اس میں داخل ہیں، غرض جس کا باطن خراب ہو، خبیث ہے، خُبْثٌ اور خَبَاثَۃٌ سے بروزن فَعِیْلٌ صفت مشبہ کا صیغہ ہے، خُبُثٌ، خُبَثَاءُ، اَخْبَاثٌ اور خَبَثَۃٌ جمع، پ ۴ پ ۵ پ ۷

خَبِیْثٰتٌ۔ زنانِ ناپاک، خبیث عورتیں، گندیاں، خَبِیْثَۃٌ کی جمع، پ ۱۸

Marfat.com

خَبِيثُونَ۔ خبیث مرد، گندے اشخاص، خَبِيثٌ کی جمع، بحالتِ رفع، پ۱۸

خَبِيثَةٍ۔ ناپاک، گندی، خَبِيثٌ کا مؤنث پ۱۳/۱۶

خَبِيثِينَ۔ گندے مرد، خبیث لوگ، خَبِيثٌ کی جمع، بحالت نصب و جر، پ۱۸

خَبِيرٌ۔ خبردار، دانا، خُبْرٌ سے بروزن فَعِيلٌ صفتِ مشبہ کا صیغہ، اسمارِ حسنیٰ میں سے ہے اور قرآن مجید میں یہ ذاتِ باری ہی کے لئے استعمال ہوا ہے، امام طیبی نے اس کے معنی لکھے ہیں المتحقق لما یعلمہ[۱] (اپنے علم پر یقین)۔

پ۳/۱۴ پ۴/۵ پ۴/۹و۱۷ پ۵/۲ پ۶/۸و۱۵و۱۹ پ۷/۸ پ۱۰/۱۶ پ۱۱/۱۰ پ۱۱ پ۱۳/۱۰و۱۲ پ۱۳/۲ پ۱۷/۱۲و۱۵ پ۲۰/۲و۱۹ پ۲۱/۲ پ۲۲/۳ پ۲۶ پ۲۶/۱۴ پ۲۸/۱و۲و۶و۱۵و۱۸ پ۲۹/۲ پ۳۰/۲۶ خَبِيرًا پ۵/۲و۳و۱۷ پ۱۵/۲و۳و۱۱ پ۱۹/۲ پ۲۲/۱۶ پ۲۲/۱ پ۲۹

فصل التاء المثناة

خَتَّارٍ۔ عہد شکن، عہد کا توڑنے والا، قول کا جھوٹا، خَتْرٌ سے، جس کے معنی بری طرح عہد شکنی کرنے کے ہیں کہ جس سے انسان ضعیف اور ڈھیلا ہو جائے، بروزن فَعَّالٌ مبالغہ کا صیغہ، پ۲۱

خِتٰمُهٗ۔ اس کی مہر کرنے کی چیز، اس کا خاتمہ، خِتَامٌ کے دو معنی آتے ہیں۔ ایک مہر کرنے کی چیز یعنی وہ مسالہ جس سے مہر کی جائے، دوسرے ہر شئے کا آخر اور خاتمہ، خِتَامٌ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، آیت شریفہ خِتٰمُهٗ مِسْكٌ میں مفسرین نے دونوں معنی مراد لئے ہیں یعنی اس کے مہر کرنے کی چیز مشک ہے، یہ ترجمہ اول معنی کے اعتبار سے ہے، یعنی جس چیز کی اس پر مہر کی ہے وہ مشک ہے تاکہ اس کی خوشبو شیشہ لیتے ہی دماغ میں بس جائے، اور دوسرے معنی کے اعتبار سے اس کا ترجمہ ہوگا "اس کا خاتمہ مشک ہے" یعنی اس کا آخری مزہ مشک ہے، چنانچہ قتادہ کا بیان ہے کہ کافوری کی آمیزش ہوگی اور اخیر مزہ مشک کا ہوگا۔[۲] پ۳۰/۸

خَتَمَ۔ اس نے مہر لگائی (ضَرَبَ) خَتْمٌ سے جس کے معنی مہر کرنے اور ختم کرنے کے ہیں ۔ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، امام راغب لکھتے ہیں۔

[۱] الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۳۳۔ [۲] معالم التنزیل ج ۷، ص ۱۸۵۔

Marfat.com

• ارشادِ باری خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ (اللہ نے
ان کے دلوں پر مہر کردی اور فرمانِ الٰہی قُلْ
اَرَءَیْتُمْ اِنْ اَخَذَ اللّٰهُ سَمْعَکُمْ وَاَبْصَارَکُمْ
وَخَتَمَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ (تو کہہ دیکھو تو اگر چھین لے
اللہ تمہارے کان اور آنکھیں اور مہر کردے
تمہارے دلوں پر) میں اللہ تعالیٰ کی اس
عادتِ جاریہ کی طرف اشارہ ہے کہ انسان
جب اعتقادِ باطل اور ارتکابِ حرام میں حد کو
پہنچ جاتا ہے اور کسی طرح اس کو حق کی طرف
التفات نہیں ہوتا تو اس سے اس کی ہیئت
کچھ ایسی ہو جاتی ہے کہ گناہوں کو اچھا سمجھنا
اس کی خو بن جاتی ہے اور گویا اس طرح اس
کے دل پر مہر لگ جاتی ہے۔

اور یہی مطلب ہے اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ
طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ وَسَمْعِهِمْ وَاَبْصَارِهِمْ
(یہ لوگ وہ ہیں کہ مہر کردی اللہ نے ان کے دل
اور کانوں پر اور آنکھوں پر) اور اسی طرح
ارشادِ باری وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ
عَنْ ذِکْرِنَا (اور نہ کہا مان اس شخص کا کہ جس
کے دل کو ہم نے اپنی یاد سے غافل کر دیا ہے)
میں اغفال کا استعارہ اور فرمانِ الٰہی
اِنَّا جَعَلْنَا عَلٰی قُلُوْبِهِمْ اَکِنَّةً اَنْ یَّفْقَهُوْهُ
(ہم نے رکھی ہے ان کے دلوں پر اوٹ کہ
اس کو نہ سمجھیں) میں کِنٌّ (پردہ، اوٹ) کا استعارہ
اور آیتِ شریفہ وَجَعَلْنَا قُلُوْبَهُمْ قٰسِیَةً
(اور ہم نے ان کے دلوں کو سخت کر دیا) میں
قساوت (دلوں کی سختی) کا استعارہ ہے۔

پ ۷/۱ ۷/۱۱ ۲۵/۱۳

فصل الدال المهملة

خَدَّیْکَ تیرا رخسارہ، تیرا گال، خَدٌّ بمعنی رخسارہ
خُدُوْدٌ جمع، مضاف ہے، کَ ضمیر واحد
مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۲۱

فصل الذال المعجمة

خُذْ تو پکڑ، تو لے، اَخْذٌ سے، امر کا صیغہ،
واحد مذکر حاضر (ملاحظہ ہو اَخَذَ) پ ۲ پ ۹ ۱۴
پ ۱ پ ۱۲ پ ۱۳ پ ۲۲ ۱۳

خُذُوْا تم پکڑو، تم لو، اَخْذٌ سے، امر کا صیغہ
جمع مذکر حاضر پ ۱ پ ۸ ۱۲ پ ۹ ۱۲ پ ۲ پ ۹ ۱۱

خَذُوْلًا مصیبت میں تنہا چھوڑ دینے والا،
خَذْلَانٌ سے جس کے معنی ہیں وقتِ مدد

Marfat.com

ایسے شخص کی مدد چھوڑ کر علیحدہ ہو جانا کہ جس
سے مدد کی امید ہو، بروزن فَعُوْلٌ مبالغہ
کا صیغہ ہے، پ۱۹
خُذُوْهُ۔ اس کو پکڑو، اس کو لو، اس میں ہٗ
ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ۷ پ۲۴ پ۲۹
خُذْهَا۔ اس کو پکڑ، اس کو لے، اس میں ھَا
ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۱۶
خُذُوْهُمْ۔ ان کو پکڑو، اس میں ھُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب ہے، پ۵ پ۱۰

فصل الراء المهملة

خَرَّ۔ وہ گر پڑا، خَرٌّ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر
غائب، (ملاحظہ ہو تَخِرُّ) پ۶ پ۱۳ پ۱۷
پ۲۲ پ۲۳
خَرَابِهَا۔ اس کا اجاڑنا، اس کا ویران کرنا
خَرَاب، خَرِبَ یَخْرَبُ کا مصدر ہے
مضاف ہے، ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب
مضاف الیہ، پ۱
خَرَاجُ۔ حاصل، مال، مزدوری، خراج، اَخْرَاجٌ
اور اَخْرِجَةٌ جمع، اصل میں خراج محصول اور
مالگزاری کو کہتے ہیں، یہاں اجر و ثواب اور

اللہ کا دیا ہوا رزق مراد ہے، پ۱۸
خَرَّاصُوْنَ۔ اٹکل دوڑانے والے، جھوٹ
بکنے والے، خَرَّاصٌ کی جمع، خَرَّاصٌ خَرْصٌ
سے مبالغہ کا صیغہ ہے (ملاحظہ ہو تَخْرُصُوْنَ)
پ۲۶
خَرَجَ۔ وہ نکلا، خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب (ملاحظہ ہو خُرُوْجٌ) پ۴ پ۵ پ۱۰
خَرْجًا۔ محصول، باج، مال، اَخْرَاجٌ جمع، پ۱۶
خَرَجْتَ۔ تو نکلا، خُرُوْجٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر حاضر، پ۲
خَرَجْتُمْ۔ تم نکلے، خُرُوْجٌ سے ماضی کا صیغہ
جمع مذکر حاضر، پ۲۸
خَرَجْنَ۔ وہ (عورتیں) نکلیں، خُرُوْجٌ سے
ماضی کا صیغہ، جمع مؤنث غائب، پ۲
خَرَجْنَا۔ ہم نکلے، خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ
جمع متکلم، پ۱۲
خَرَجُوْا۔ وہ نکلے، خُرُوْجٌ سے، ماضی کا صیغہ
جمع مذکر غائب، پ۲ پ۴ پ۵ پ۱۰ پ۲۶
خَرْدَلٍ۔ رائی، خَرْدَلَةٌ واحد، پ۱۷ پ۲۱
خُرْطُوْمٌ۔ سونڈ، خَرَاطِیْمُ جمع، آیت کریمہ
سَنَسِمُهٗ عَلَی الْخُرْطُوْمِ (اب داغ دیں گے

Marfat.com

ہم اس کی سونڈ پر) یہ اس کے رسوا کرنے کا کنایہ ہے۔ ۲۹/۱۶

خَرَقْتَهَا۔ تونے اس کو پھاڑ ڈالا، تونے اس کو قطع کر دیا، (ضَرَبَ) خَرَقْتَ خَرْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، (ملاحظہ ہو تَخْرِقُ) ۱۵/۲۲

خَرَقُوْا۔ انہوں نے تراشا، خَرْقٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب، ۷/۱۸

خَرَقَهَا۔ اس کو پھاڑ ڈالا، اس کو قطع کر دیا، خَرْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب هَا ضمیر واحد مؤنث غائب، ۱۵/۱۸

خَرُّوْا۔ وہ گر پڑے، خَرٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو تَخِرُّ) ۱۳/۵، ۱۶/۵، ۲۱/۱۵

خُرُوْج۔ نکلنا، خَرَجَ يَخْرُجُ کا مصدر ہے، خروج کے معنی نکلنے کے ہیں، خواہ اپنی قرارگاہ سے نکلے یا اپنی حالت سے اور قرارگاہ خواہ گھر ہو یا شہر یا خیمہ اور حالت خواہ اندرون میں ہو یا اسباب خارجی میں سب کے لئے خروج کا استعمال ہوتا ہے، ۷/۱۳ و ۱۶، ۲۳/۱۵، ۲۶/۱۵ و ۱۹

فصل الزاء المعجمة

خَزَآئِنُ۔ خزانے، خَزَانَةٌ اور خَزِيْنَةٌ کی جمع، ۷، ۱۲، ۱۳، ۱۴/۱۱، ۱۵/۱۰، ۲۳/۴، ۲۷، ۲۸/۱۲

خَزَآئِنُهٗ۔ اس کے خزانے، خَزَائِنُ مضاف هٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۲۸/۲

خَزَنَةٌ۔ خزانچی، نگہبان، چوکیدار، داروغہ خَازِنٌ کی جمع، ۲۴/۱۰

خَزَنَتُهَا۔ اس کے داروغہ، اس کے چوکیدار، اس کے نگہبان، خَزَنَةٌ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، ۲۴/۵، ۲۹/۱

خِزْیٌ۔ ذلت، خواری، رسوائی، خَزِیَ يَخْزٰی کا مصدر ہے، ۱/۱۰ و ۱۲، ۶/۹ و ۱۰، ۱۱، ۱۵، ۲۸/۱، ۱۰، ۱۷/۸، ۲۳/۱۷، ۲۴/۱۹

فصل السين المهملة

خَسَارًا۔ زیان۔ نقصان، ٹوٹا، خَسِرَ يَخْسَرُ کا مصدر ہے، ۱۵/۹، ۲۲/۱۰، ۲۹/[illegible]

خُسْرٌ۔ زیان، نقصان، ٹوٹا، خَسِرَ يَخْسَرُ کا مصدر ہے خُسْرٌ خَسَارٌ خُسْرَانٌ تینوں مصدر ہیں اور تینوں کے معنی خسارہ کے ہیں یعنی پونجی گھٹ جانا اور سرمایہ میں گھاٹا اور ٹوٹا پڑ جانا، یہ بھی واضح رہے کہ کبھی تو خسارہ

Marfat.com

کی نسبت انسان کی طرف کی جاتی ہے چنانچہ کہتے ہیں فلانے کو گھاٹا ہوگیا ہے اور کبھی فعل کی طرف چنانچہ بولتے ہیں اس کی تجارت گھٹ گئی اور کبھی خارجی چیزوں کی طرف جیسے مال وجاہِ دنیوی وغیرہ میں اور خسارہ کا استعمال بیشتر ان ہی خارجی اشیا کے متعلق ہوتا ہے، اور کبھی نفیس اور گرانقدر نعمتوں کی طرف جیسے صحت اور تندرستی، عقل وہوش، ایمان، ثواب وغیرہ میں۔ اللہ تعالیٰ نے "خُسْرَانٌ مُّبِیْنٌ" ان ہی گراں قدر نعمتوں کے خسارے کو فرمایا ہے پ۱۷ خُسْرًا پ۲۸

خَسِرَ۔ اس نے ٹوٹا پایا، وہ گھاٹے میں رہا، اس نے گنوایا، خُسْرٌ خَسَارٌ اور خُسْرَانٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۵ پ۹ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۷ پ۲۳

خُسْرَانٌ۔ گھاٹا، ٹوٹا، زیان، نقصان خَسِرَ یَخْسَرُ کا مصدر ہے، پ۱۵ پ۲۳

خَسِرُوْا۔ انھوں نے ٹوٹا پایا، انھوں نے نقصان اٹھایا، خُسْرٌ خَسَارٌ اور خُسْرَانٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب پ۸ پ۱۲ پ[illegible] پ۱۱ پ۲۳ خُسْرَانًا پ۵

خَسَفَ۔ وہ گہن میں آیا، (ضَرَبَ) خُسُوْفٌ سے جس کے معنی چاند کے گہن میں آنے کے ہیں ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۹

خَسَفَ۔ اس نے دھنسایا، (ضَرَبَ) خَسْفٌ سے۔ جس کے معنی زمین میں دھنسانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۲۰

خَسَفْنَا۔ ہم نے دھنسایا، خَسْفٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ۲۰

فصل الشین المعجمة

خُشُبٌ۔ لکڑیاں، خَشَبٌ کی جمع، پ۲۸

خُشَّعًا۔ عاجزی کرنے والے، خشوع کرنے والے خَاشِعٌ کی جمع جو خُشُوْعٌ سے، اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو تَخْشَعُ) پ۲۷

خَشَعَتْ۔ دب گئی، نیچی ہوگئی، پست ہوگئی عاجز ہوگئی، خُشُوْعٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، پ۱۶

خُشُوْعًا۔ عاجزی، فروتنی، خَشَعَ یَخْشَعُ کا مصدر ہے، پ۱۵

خَشِیَ۔ وہ ڈرا، اس نے خوف کھایا (سَمِعَ) خَشْیَةٌ ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب

Marfat.com

پ ۵/۱۲ پ ۱۴/۱۳ پ ۱۴/۱۲ پ ۳۰/۱۲

خَشِیْتُ. میں ڈرا. خَشْیَۃٌ سے ماضی کا صیغہ واحد متکلم، پ ۱۶/۱۴

خَشْیَۃِ. خوف، ڈر، ہیبت، خشیت، اس خوف کو کہتے ہیں جس میں تعظیم شامل ہو، یہ بات اکثر حالات میں جس کا ڈر ہو، اس کے علم سے ہوتی ہے، اسی بنا پر آیہ شریفہ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا (اللہ سے ڈرتے وہی ہیں اس کے بندوں میں جو عالم ہیں) میں علماء کو خشیت سے مخصوص کیا گیا ہے. پ ۱ پ ۸

پ ۱۵/۱ پ ۱۸/۲ پ ۲۸/۹

خَشْیَتِہٖ. اس کی ہیبت، اس کا خوف، اس کا ڈر، خَشْیَۃٌ مضاف ہ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۲/۱۰

خَشِیْنَا. ہم ڈرے، خَشْیَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱۶/۱

معنی کے اعتبار سے باب مُفَاعَلَۃٌ کا مصدر ہے اور دوسرے معنی کے لحاظ سے خَصْمٌ کی جمع ہے، پ ۲ پ ۸/۲۵

خَصْمُ. خصومت کرنے والا، جھگڑنے والا، واحد تثنیہ، جمع اور مؤنث سب کے لئے استعمال ہوتا ہے، خُصُوْمٌ خِصَامٌ اور اَخْصَامٌ جمع، پ ۱۳/۱۷

خَصْمٰنِ. دو جھگڑنے والے، خَصْمٌ کا تثنیہ پ ۱۱/۹ پ ۱۳/۱۷

خَصِمُوْنَ. جھگڑالو، خصومت کرنے والے خَصِمٌ کی جمع، جو خَصْمٌ سے جس کے معنی جھگڑنے کے ہیں صفتِ مشبہ کا صیغہ ہے پ ۱۲/۲۵

خَصِیْمٌ. سخت جھگڑنے والا، خَصْمٌ سے بروزن فَعِیْلٌ مبالغہ کا صیغہ ہے. بمعنی کثیر المخاصمت اَخْصَامٌ خُصَمَاءُ اور خُصْمَانٌ جمع، پ ۱۴/۱۱ پ ۱۶/۱۳. خَصِیْمًا، پ ۱۲/۵

فصل الصاد المہملة

خَصَاصَۃٌ. احتیاج، بھوک، تنگی، فاقہ، خَصَّ یَخُصُّ کا مصدر ہے، پ ۲۸

خِصَامِ. جھگڑا کرنا جھگڑا کرنے والے، اول

فصل الضاد المعجمة

خُضْتُمْ. تم نے بحث کی، تم نے قدم ڈالے خَوْضٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر (ملاحظہ ہو خَوْض) پ ۱۰/۱۵

Marfat.com

خُضْرٌ سبز ہرے، اَخْضَرُ اور خَضْرَاءُ کی جمع پ۱۵ پ۱۷ پ۲۷ پ۲۷ خُضْرٌ، پ۱۹

خَضِرًا. سبزہ، سبز، سبزی، خَضِرٌ سے، جس کے معنی سبز اور ہرے ہونے کے ہیں، صفتِ مشبہ کا صیغہ، پ۷ پ۱۵

فصل الطاء المهملة

خَطَأً. چوک، چوک جانا، گناہ کرنا، خَطِئَ يَخْطَأُ کا مصدر ہے، امام راغب نے خطا کے معنی لکھے ہیں العدول عن الجهة یعنی اصلی رخ سے ہٹ جانا، اس کی مختلف صورتیں ہیں (۱) ایسی چیز کا ارادہ کرے جس کا کرنا اچھا نہیں اور پھر اس کو کر ڈالے، یہ خطا مکمل خطا ہے کہ جس پر انسان سے بازپرس ہوگی، اس کے لئے خَطِئَ يَخْطَأُ خِطْأً اور خِطْأَةً بولا جاتا ہے۔ ارشاد ہے۔ اِنَّ فِرْعَوْنَ وَ هَامَانَ وَ جُنُوْدَهُمَا كَانُوْا خٰطِئِيْنَ (بیشک فرعون اور ہامان اور ان کے لشکر خطا کار تھے) یہاں خطا سے یہی خطا مراد ہے جو سراسر قابلِ مذمت ہے (۲) ارادہ تو اچھے کام کا کیا لیکن چوک جانے سے بلا ارادہ اس کے خلاف ہوگیا اس کے لئے اَخْطَأَ يُخْطِئُ فَهُوَ مُخْطِئٌ آتا ہے اور کبھی خَطِئَ يَخْطَأُ کا استعمال بھی اسی معنی میں ہوتا ہے یہاں خطا سے یہی مراد ہے، اس شخص سے فعل میں خطا ہوگئی لیکن ارادہ نیک ہی تھا اس لئے شرعاً اس خطا پر بازپرس نہیں ارشاد ہے لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَا اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا، (اور گناہ نہیں تم پر جس چیز میں چوک جاؤ لیکن گناہ وہ ہے جس پر دل سے ارادہ کیا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے) (۳) ارادہ برے فعل کا کیا لیکن اتفاق سے اس کے خلاف سرزد ہوگیا، اس کا فعل گو درست ہے لیکن ارادہ میں خطار ہے اس لئے یہ شخص قابلِ مذمت ہے اس کا قصد بھی مذموم ہے اور فعل بھی قابلِ ستائش نہیں کیونکہ نادانستہ طور پر سرزد ہوا ہے۔

بہرحال جس شخص نے کسی چیز کا ارادہ کیا اور اتفاق سے اس کے خلاف واقع ہوگیا تو خطا ہے اور جو اس کے ارادہ کے مطابق ہو تو صواب ہے اور کبھی خطا کا استعمال اس کیلئے

Marfat.com

بھی ہوتا ہے جس نے کسی برے فعل کا ارتکاب
کیا، یا برے ارادہ کا قصد کیا، غرض یہ لفظ
مشترک ہے اور متعدد معانی میں مستعمل ہے
اس لئے جو لفظ حقیقت کو اس کے معنی میں
تامل کرنا ضروری ہے (ملاحظہ ہو اَخْطَأْتُمْ) پ۵
خِطْأً گناہ، چوک، خطا، خَطِئَ یَخْطَأُ کا
مصدر ہے، بمعنی گناہ کرنے کے آتا ہے، پ۱۵
خِطَابٌ. کلام، سخن، بات، گفتگو، باب
مُفَاعَلَةٌ کا مصدر ہے، پ۲۳ خِطَابًا پ۱۹
خَطٰیٰکُمْ. تمہارے گناہ، تمہاری خطائیں
تمہاری تقصیریں، خَطَایَا خَطِیْئَةٌ کی
جمع مضاف ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر،
مضاف الیہ (ملاحظہ ہو خَطِیْئَةٌ) پ۱
خَطٰیٰنَا. ہمارے گناہ، ہماری خطائیں،
ہماری تقصیریں، خَطَایَا مضاف نَا ضمیر
جمع متکلم مضاف الیہ، پ۱۶ پ۱۹
خَطٰیٰهُمْ. ان کے گناہ، ان کی خطائیں، ان
کی تقصیریں، خَطَایَا مضاف هُمْ ضمیر
جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۲۹
خَطْبُكَ. تیرا حال، تیری حقیقت، تیرا معاملہ
وہ اہم معاملہ جس کے متعلق لوگوں میں

کثرت سے بات چیت ہو خَطْبٌ کہلاتا ہے
خَطْبُ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر
مضاف الیہ، پ۱۶
خَطْبُکُمْ. تمہاری مہم، تمہارا معاملہ، تمہاری
خبر، خَطْبُ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر
مضاف الیہ، پ۱۲ پ۲۷
خَطْبُکُمَا. تم دونوں (عورتوں) کا حال،
تمہارا کام، خَطْبُ مضاف کُمَا ضمیر
تثنیہ مذکر حاضر، مضاف الیہ پ۲۰
خَطْبُکُنَّ. تمہارا حال، تمہاری حقیقت
خَطْبُ مضاف، کُنَّ ضمیر جمع مونث حاضر
مضاف الیہ پ۱۲
خِطْبَةِ. پیغام نکاح، منگنی، نکاح کی
بات چیت کو خطبہ کہتے ہیں، خَطَبَ یَخْطُبُ
کا مصدر ہے، پ۲
خَطِفَ، اس نے اچک لیا، یہ اگرچہ ضَرَبَ
اور سَمِعَ دونوں سے مستعمل ہے اور دونوں
بابوں سے اس کی قرأت ہوتی ہے لیکن
سَمِعَ سے زیادہ فصیح ہے خَطْفَةٌ سے
ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ۱۸
خَطْفَةَ. جھپٹ سے اچک لینا، خَطِفَ

Marfat.com

يَخْطَفُ کا مصدر ہے ۲۴

خُطُوٰتِ ، قدم، خُطْوَةٌ کی جمع ہے ۲، ۸، ۱۸

خَطِيْئٰتِكُمْ تمہارے گناہ، تمہاری خطائیں، تمہاری تقصیریں، خَطِيْئٰتُ خَطِيْئَةٌ کی جمع مضاف ہے، کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، ۱

خَطِيْئٰتِهِمْ ، ان کی خطائیں، ان کی تقصیریں، ان کے گناہ، خَطِيْئٰتِ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، ۲۹

خَطِيْئَةً ، خطا، تقصیر، "خطیہ" اور "سیئہ" دونوں کے معنی قریب قریب ہیں، لیکن "خطیہ" کا استعمال بیشتر اس فعل کے متعلق ہوتا ہے جو خود بذاتہ مقصود نہیں ہوتا، بلکہ قصداً اس فعل کے وقوع کا سبب ہوتا ہے جیسے شکار کو نشانہ بنایا گولی خطا کر کے انسان کو جا لگی، یا کسی نشلی چیز کا استعمال کیا اور نشہ کی حالت میں کوئی قصور کر بیٹھا، غرض سبب کی دو قسمیں ہیں، ایک وہ جس کا انجام دینا ممنوع ہے جیسے نشہ کرنا، اس صورت میں جو خطا ہو قابل گرفت ہے۔ دوسرا وہ جو منع نہیں، جیسے شکار کرنا، آیت شریفہ وَمَنْ يَّكْسِبْ خَطِيْئَةً اَوْ اِثْمًا (اور جو کوئی کمائے تقصیر یا گناہ) میں "خطیہ" سے وہ فعل مراد جو بلا قصد سرزد ہوا ہے، ۱۴

خَطِيْئَتُهٗ ، اس کا گناہ، اس کی خطا، خَطِيْئَةُ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، ۱

خَطِيْئَتِيْ ۔ میری خطا، میرا گناہ، میری تقصیر، خَطِيْئَةِ مضاف، ی ضمیر واحد متکلم، مضاف الیہ، ۱۹

فصل الفاء

خِفَافًا ، سبکبار، ہلکے، خَفِيْفٌ کی جمع، (ملاحظہ ہو خَفِيْفًا) ۱۰

خَفَّتْ ، وہ ہلکی ہوئی، (ضَرَبَ) خِفَّةٌ سے جس کے معنی ہلکا اور سبک ہونے کے ہیں۔ ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب، ۸، ۱۸، ۲۳

خِفْتُ ۔ میں ڈرا، مجھے خوف ہے، خَوْفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم، (ملاحظہ ہو، اَخَافُ) ۱۶

خِفْتِ ۔ تو ڈری، خَوْفٌ سے، ماضی کا صیغہ

واحد مؤنث حاضر، پ۲۴

خِفْتُكُمْ: میں تم سے ڈرا، اس میں كُمْ ضمیر
جمع مذکر حاضر ہے، پ۱۹

خِفْتُمْ: تم ڈرے، تم کو ڈر ہوا، خَوْفٌ سے
ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر ہے پ۴، پ۵، پ۱۲، پ۱۲، پ۱۶

خَفَّفَ: اس نے تخفیف کی، اس نے ہلکا کر دیا
تَخْفِيْفٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب
(ملاحظہ ہو تَخْفِيْفٌ) پ۵

خَفِيٌّ: پوشیدہ، چھپی ہوئی، خَفَاءٌ سے جس کے
معنی پوشیدہ ہونے اور چھپنے کے ہیں، صفت
مشبہ کا صیغہ پ۲۵، خَفِيًّا پ۱۶

خُفْيَةً: پوشیدہ، چھپی ہوئی، خَفِيَ يَخْفٰى
کا مصدر ہے، پ۸ پ۱۴

خَفِيْفًا: ہلکا، سبک، خِفَّةٌ سے، جس کے معنی
ہلکا اور سبک ہونے کے ہیں، بروزن فَعِيْلٌ
صفت مشبہ کا صیغہ ہے، خَفِيْفٌ، ثَقِيْلٌ
کے مقابلہ میں بولا جاتا ہے، ان دونوں کا استعمال
حسب ذیل معانی میں ہوتا ہے (۱) وزن کے
اعتبار سے ایک کو "خفیف" اور دوسرے
کو "ثقیل" کہا جاتا ہے، چنانچہ کہتے ہیں یہ ہلکا ہے
وہ بھاری ہے (۲) زمانہ کی مناسبت کے
اعتبار سے چنانچہ ایک مقررہ وقت میں جب
ایک گھوڑا دوسرے سے زیادہ دوڑے تو کہتے
ہیں فرس خفیف اور فرس ثقیل ہے (۳) جو
لوگوں کو بھلا معلوم ہو اس کو خفیف (آسان)
اور جو برا معلوم ہو اس کو ثقیل (گراں) بولتے
ہیں، اس صورت میں خفیف مدح اور ثقیل
ذم ہے اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ (اب تخفیف
کی اللہ نے تم سے) اور حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا
(حمل رہا ہلکا سا حمل) اسی کی مثالیں ہیں (۴)
جو طیش میں آجائے اسے خفیف اور جس میں
وقار ہو اسے ثقیل کہتے ہیں، اس معنی میں خَفِيْفٌ
مذمت ہے اور ثَقِيْلٌ مدح ہے (۵) جن اجسام
کا رخ اوپر کی جانب ہو جیسے آگ وغیرہ خفیف
ہیں اور جن کا رخ نیچے کی جانب رہے جیسے
پانی وغیرہ ثقیل ہیں (ملاحظہ ہو اِثَّاقَلْتُمْ
اور ثِقَالًا) پ۱۰

فصل اللام

خَلَا: وہ تنہا ہوا، وہ اکیلا ہوا، وہ خلوت میں
ہوا، (نَصَرَ) خَلَاءٌ سے، جس کے معنی خلوت
میں ہونے اور اکیلے ہونے کے ہیں، ماضی کا صیغہ

Marfat.com

واحد مذکر غائب، پ ۱

خَلَا۔ وہ گزرا، وہ ہوچکا، (نَصَرَ) خُلُوٌّ سے جس کے معنی گزرنے کے ہیں، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۲۲/۱۵

خِلَافٍ۔ خلاف، الٹا، مخالفت، پیچھا باب مُفَاعَلَة کا مصدر ہے؛ آیہ کریمہ اَوْ تُقَطَّعَ اَيْدِيْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ (یا کاٹے جائیں ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹی طرف سے) میں دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں مراد ہیں، پ ۶ پ ۸ پ ۹ پ ۱۲/۱۶ پ ۱۹

خِلَافَكَ۔ تیرے خلاف، تیرے پیچھے خِلَافَ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ پ ۱۵/۸

خَلَاقَ۔ حصہ، اپنی خلق اور عادت سے جو فضیلت انسان حاصل کرے اس کا نام خلاق ہے، پ ۲ پ ۱۰ پ ۳۰/۱۶

خَلَّاقُ۔ پیدا کرنے والا، اصل بنانے والا، خَلْقٌ سے، مبالغہ کا صیغہ، امام حلیمی نے اس کے معنی لکھے ہیں الخالق خلقا بعد خلق[1] - (ایک مخلوق کے بعد دوسری کو پیدا کرنے والا) اسماء حسنیٰ الٰہیہ میں سے ہے (ملاحظہ ہو خَلْقٌ) پ ۱۴/۳ پ ۲۳

خَلَاقِكُمْ۔ تمہارا حصہ، خَلَاقِ مضاف، كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱۰/۱۵

خَلَاقِهِمْ۔ ان کا حصہ، خَلَاقِ مضاف ہِمْ ضمیر جمع مذکر غائب، پ ۱۰/۱۵

خِلَالٌ۔ دوستی، باب مُخَالَّة کا مصدر ہے نیز خُلَّةٌ کی جمع بھی ہو سکتی ہے۔ جس کے معنی دوستی کے ہیں اور خَلِيْلٌ کے بھی جس کے معنی گہرے دوست کے ہیں، پ ۱۳/۱۶

خِلَالَ۔ درمیان، بیچ، وسط، خَلَلٌ کی جمع ہے جس کے معنی دو چیزوں کی درمیانی کشادگی کے ہیں، پ ۱۵/۱

خِلَالَكُمْ۔ تمہارے درمیان۔ خِلَالِ مضاف كُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، مضاف الیہ، پ ۱۲/۱۰

خِلَالَهُ۔ اس کے درمیان، خِلَالِ مضاف ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ پ ۱۲/۱۸ پ ۸/۲۱

خِلَالَهَا۔ اس کے درمیان، خِلَالِ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ پ ۱۵ پ ۲۰

[1] کتاب الاسماء والصفات امام بیہقی ص ۱۸ طبع انوار احمدی الہ آباد

Marfat.com

خِلٰلَهُمَا۔ ان دونوں کے درمیان خِلَالَ مضاف
هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۵
خَلٰٓئِفَ۔ جانشین، نائب، قائم مقام،
خَلِیْفَۃٌ کی جمع، پ۸ پ۱۱ پ۲۲
خَلَتْ۔ وہ گزر گئی، خُلُوٌّ سے ماضی کا صیغہ،
واحد مؤنث غائب (ملاحظہ ہو خَلَا) پ۱
پ۲ پ۴ پ۸ پ۱۱ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۲۲ پ۲۴ پ۲۶
خُلْدِ۔ ہمیشہ رہنا۔ دوام، بقا، (ملاحظہ ہو
خُلُوْدٌ) پ۸ پ۱۱ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۲۳
خَلَصُوْا۔ وہ اکیلے بیٹھے (نَصَرَ) خُلُوْصٌ
سے، جس کے معنی خالص ہونے کے ہیں،
ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب یہاں خالص ہونے
سے مراد تنہا بیٹھنا اور اکیلے میں ہونا ہے، پ۱۳
خُلَطَآءِ۔ شرکا، شرکت والے، خَلِیْطٌ کی
جمع، جس کے معنی شریک کے ہیں، پ۲۳
خَلَطُوْا، انھوں نے ملایا، (ضَرَبَ) خَلْطٌ
سے، جس کے معنی ملانے اور آمیزش کرنے کے
ہیں، ماضی کا صیغہ، جمع مذکر غائب، پ۱۱
خَلَفَ۔ وہ جانشین ہوا، وہ پیچھے آیا،
(نَصَرَ) اول معنی کے اعتبار سے خِلَافَۃٌ
سے، جس کے معنی جانشین ہونے کے ہیں۔
اور دوسرے معنی کے اعتبار سے خَلْفٌ سے
جس کے معنی کسی کے پیچھے آنے کے ہیں، ماضی
کا صیغہ، واحد مذکر غائب، پ۹ پ۱۶
خَلْفٌ، ناخلف، برے جانشین، امام بغوی
لکھتے ہیں۔
"خلف اس قرن (نسل) کو کہتے ہیں جو دوسرے
قرن کے بعد آتا ہے، ابوحاتم کا بیان ہے کہ
خَلْفٌ لام کے سکون سے بمعنی اولاد ہے، واحد
اور جمع دونوں کے لئے یکساں مستعمل ہے، اور
خَلَفٌ لام کے زبر سے بمعنی بدل، خواہ اولاد ہو
یا کوئی اجنبی ہو، ابن الاعرابی کا قول ہے کہ
خَلَف زبر کے ساتھ نیک کے لئے آتا ہے اور
جزم کے ساتھ بد کے لئے، نضر بن شمیل کہتے
ہیں کہ خَلَف لام کی حرکت اور سکون کے ساتھ
تو بری نسل کے لئے استعمال ہوتا ہے، لیکن
اچھی نسل کے لئے بغیر لام کی حرکت کے نہیں آتا،
محمد بن جریر نے تصریح کی ہے کہ اکثر مدح میں تو لام کا
زبر مستعمل ہے اور ذم میں اس کا سکون اور کبھی ایسا بھی
ہوتا ہے کہ مذمت میں متحرک ہوتا ہے اور مدح میں ساکن[1] پ۹ پ۱۶

[1] معالم التنزیل ج ۲ ص ۲۵۰۔ طبع مصر۔

Marfat.com

خُلَفَآءَ۔ جانشین، خَلِیفَۃٌ کی جمع پ۸ پ۱۲، پ۱۹، پ۲۱

خِلْفَۃً۔ آگے پیچھے آنے والے، اصل میں مصدر ہے، ہیئت فعل کو بتاتا ہے، خَلْفٌ کے معنی ہیں کسی کے پیچھے آنے کے - اور خِلْفَۃٌ کے معنی ہیں لگاتار ایک دوسرے کے پیچھے آنا، پ۱۹

خَلَفْتُمُوْنِیْ۔ تم نے میری جانشینی کی، تم نے میری نیابت کی۔ خَلَفْتُمْ خِلَافَۃٌ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر حاضر، واو اشباع کا ہے، ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم، پ۹

خَلْفَكَ۔ تیرے پیچھے، خَلْفَ بمعنی پیچھے، قُدَّامُ کی ضد ہے، ظروفِ غایات میں سے ہے۔ مضاف ہے كَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۱۱

خَلْفَكُمْ۔ تمہارے پیچھے، خَلْفَ مضاف کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ۴

خَلْفَنَا۔ ہمارے پیچھے، خَلْفَ مضاف نَا ضمیر جمع متکلم مضاف الیہ، پ۱۶

خُلِّفُوْا۔ وہ پیچھے چھوڑے گئے، تَخْلِیفٌ سے جس کے معنی پیچھے چھوڑنے کے ہیں، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب، پ۱۱

خَلْفِهٖ۔ اس کے پیچھے، خَلْفَ ظرف مضاف ہے ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۸، پ۱۲، پ۲۲، پ۲۶

خَلْفَهَا۔ اس کے پیچھے، خَلْفَ مضاف هَا ضمیر واحد مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۱

خَلْفَهُمْ۔ ان کے پیچھے، خَلْفَ مضاف هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۳، پ۸، پ۹، پ۱۳، پ۱۶، پ۱۷، پ۲۲

خَلْقٌ۔ آفرینش، پیدائش، بنانا، پیدا کرنا، خَلَقَ، یَخْلُقُ کا مصدر ہے، اصل میں تو "خلق" کے معنی تقدیر مستقیم یعنی صحیح انداز ٹھیرانے کے ہیں اور اس کا استعمال کسی چیز کے بغیر نمونہ اور پیروی کے ایجاد کرنے کے لئے بھی ہوتا ہے، چنانچہ ارشاد ہے خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ (اس نے پیدا کیا آسمانوں اور زمین کو) کہ یہاں خلق کا استعمال ابداع یعنی بے مثال اور بے نمونہ سابق بنانے کے لئے ہوا ہے، چنانچہ آیت بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (بنا نکالنے والا آسمانوں اور زمین کا) اس بات پر دلالت کر رہی ہے، نیز ایک شے کے دوسری شے سے بنانے اور

Marfat.com

ایجاد کرنے کے لئے بھی مستعمل ہے جیسے
خَلَقَكُمْ مِنْ نَفْسٍ وَاحِدَةٍ (اس نے
تم کو پیدا کیا ایک جان سے) اور خَلَقَ
الْإِنْسَانَ مِنْ نُطْفَةٍ (بنایا آدمی کو
ایک بوند سے)۔
"خلق" بمعنی ابداع ذاتِ باری کی
مخصوص صفت ہے، آیت شریفہ اَفَمَنْ
يَخْلُقُ كَمَنْ لَا يَخْلُقُ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ (بھلا
جو پیدا کرے برابر ہے اس کے جو پیدا نہ کرے
کیا تم سوچتے نہیں) میں اسی فرق کو واضح
کیا گیا ہے، البتہ دوسرے معنی کہ جس میں ابداع
نہیں بلکہ استحالہ ہوتا ہے بعض اوقات
اللہ تعالیٰ نے اس سے غیر کو بھی موصوف
فرمایا ہے جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ
ان کے معجزہ کے متعلق ارشاد ہے وَاِذْ
تَخْلُقُ مِنَ الطِّيْنِ كَهَيْئَةِ الطَّيْرِ بِاِذْنِيْ
(اور جب تو بناتا تھا مٹی سے جانور کی صورت
میرے حکم سے) اور عام لوگوں کے لئے جو
"خلق" کا استعمال ہوتا ہے تو صرف دو
معنی کے لئے ہوتا ہے، ایک تو اندازہ کرنے
کے لئے اور دوسرے جھوٹ گھڑنے[1]
کے لئے ارشاد ہے وَتَخْلُقُوْنَ اِفْكًا (اور
تم جھوٹی باتیں گھڑتے ہو) چنانچہ کلام کی
صفت میں جہاں بھی خلق کا لفظ آئیگا اس
سے جھوٹ ہی مراد ہوگا امام راغب لکھتے ہیں

ومن هذا الوجه	اسی بنا پر بہت لوگ
امتنع كثير من	قرآن کے متعلق خلق
الناس من اطلاق	کا لفظ استعمال
لفظ الخلق على	کرنے سے رک گئے
القرآن۔	

آیتِ کریمہ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ
الْخٰلِقِيْنَ (سو بڑی برکت اللہ کی جو سب سے
بہتر بنانے والا ہے) میں خلق کا استعمال
اندازہ کرنے اور صورت گری کے معنی میں
ہوا ہے ابداع و ایجاد کے معنی میں نہیں، اور
آیت کریمہ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ
(اور میں ان کو حکم دونگا کہ وہ اللہ کی خلق
کو بدلیں) میں حضرت عبداللہ بن عباس رض
حسن بصری، مجاہد، قتادہ، سعید بن المسیب
اور ضحاک نے "خلق اللہ" کی تفسیر "دین اللہ"
سے کی ہے، یعنی دین کی وضع جو اللہ نے رکھی
ہے اسے بدل کر حرام کو حلال اور حلال کو

[1] گھڑنے

Marfat.com

حرام قرار دیا جائے اور عکرمہ اور مفسرین کی دوسری جماعت کا قول ہے کہ خلق اللہ کی تبدیلی سے صورت بدلنا مراد ہے مثلاً خصی ہونا بدن گودوانا کان چیرنا وغیرہ[1] اسی طرح لا تبدیل لخلق اللہ (بدلنا نہیں اللہ کے بنائے کو) میں بعض نے "خلق اللہ" سے قضا و قدر الٰہی مراد لیا ہے اور بعض نے احکامِ ملت، اور بعض نے تبدیلِ خلقت۔

خلق کا استعمال بمعنی مخلوق بھی ہوتا ہے اور خَلْقٌ اور خُلُقٌ اصل میں دونوں ایک ہی ہیں جیسے شُرْبٌ اور شَرْبٌ اور صَرْمٌ اور صُرْمٌ مگر اتنا فرق ہے کہ خلق کا استعمال خلقت کے لئے مخصوص ہے اور خُلُقٌ کا عادت و خصلت کے لئے، پ ۱۳/۱۵و۸و۶ پ ۱۱/۲و۶ پ ۸/۱۲و۱۴ پ ۹/۱۵ پ ۱۴/۱۱ پ ۱۳/۴ پ ۱۵/۱۱ پ ۱۶/۱ پ ۱۷/۷ پ ۲۰/۱و۱۴ پ ۲۱/۵و۶و۷ پ ۲۲/۷و۱۲و۱۵ پ ۲۳/۱۴و۱۵ پ ۲۲/۱۱ پ ۲۵/۴ پ ۱۸/۱۵ پ ۱۴/۱ خَلْقًا پ ۱۵/۵و۱۱ پ ۱۸/۱ پ ۲۳/۵و۱۵ پ ۳۰/۴

خَلَقَ۔ اس نے بنایا، اس نے پیدا کیا، خَلْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۱/۴ پ ۲/۱۴ پ ۷/۱۴ پ ۸/۱۲و۱۵و۱۶ پ ۸/۱۲ پ ۹/۴ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۱/۹ پ ۱۲/۱

پ ۱۶/۱۵و۱۸و۲۶ پ ۱۰/۱۱ پ ۱۱/۱۰ پ ۱۵/۱۱ پ ۱۸/۵و۱۲و۱۶ پ ۱۹/۱۳و۴ پ ۱/۱۸ پ ۱۱/۱۲و۱۳و۱۵ پ ۲۲/۲و۱۶ پ ۲۳/۱و۲۱ پ ۲۵/۱۲و۷ پ ۲۶/۴ پ ۲۴/۱۱و۱۴ پ ۲۸/۱۵و۱۸ پ ۲۹/۱و۹و۱۸ پ ۳۰/۱۲و۵ پ ۳۰/۷و۱۱و۲۳

خُلِقَ۔ وہ بنایا گیا، وہ پیدا کیا گیا، خَلْقٌ سے ماضی مجہول کا صیغہ واحد مذکر غائب، پ ۹/۴ پ ۱۴/۴ پ ۲۹/۱۱ پ ۳۰/۱

خُلُقٌ۔ عادت، خصلت، خو، خلق اَخْلَاقٌ جمع، پ ۱۹/۱۱ پ ۲۹/۳

خَلَقْتَ۔ تو نے بنایا، تو نے پیدا کیا خَلْقٌ کی ماضی کا صیغہ واحد مذکر حاضر، پ ۴/۱۱ پ ۱۵/۲

خَلَقْتُ۔ میں نے بنایا، میں نے پیدا کیا خَلْقٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد متکلم، پ ۱۳/۴ پ ۱۴/۱۱ پ ۲۳/۱۲

خُلِقَتْ۔ وہ پیدا کی گئی، وہ بنائی گئی، خَلْقٌ سے، ماضی مجہول کا صیغہ، واحد مؤنث غائب پ ۳۰/۱۲

خَلَقْتُكَ۔ میں نے تجھ کو بنایا، میں نے تجھ کو پیدا کیا، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے، پ ۱۶/۴

خَلَقْتَنِیْ۔ تو نے مجھے پیدا کیا، تو نے مجھے

[1] معالم التنزیل ج ۱ ص ۴۹۹ طبع مصر

Marfat.com

بنایا، اس میں نون وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے

پ ۲۳

خَلَقْتَہٗ۔ تو نے اس کو پیدا کیا، تو نے اس کو بنایا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے،

پ ۱۲ پ ۳۰

خَلَقَكَ۔ اس نے تجھ کو بنایا، اس نے تجھے پیدا کیا، اس میں کَ ضمیر واحد مذکر حاضر ہے (ملاحظہ ہو خَلَقَ) پ ۱۲ پ

خَلَقَكُمْ۔ اس نے تم کو بنایا، اس نے تم کو پیدا کیا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ ۲

پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۴ پ ۶، ۲، ۱، ۷، ۶، ۱ پ ۱۴

پ ۱۸ پ ۲۱، ۱۲ پ ۲۵ پ ۲۹

خَلْقِكُمْ تمہیں بنانا، تم کو پیدا کرنا، خَلْقُ مصدر مضاف ہے اور کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ، پ ۱۷ پ ۲۵

خَلَقْنَا۔ ہم نے بنایا، ہم نے پیدا کیا، خَلَقَ سے، ماضی کا صیغہ جمع متکلم، پ ۱۲ پ ۲، ۶ پ ۱۵

پ ۲ پ ۱۹ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۶، ۱۵، ۱۲ پ ۱۰، ۱۲، ۱۴ پ ۱۵

پ ۲۷ پ ۲۹ پ ۲۰، ۱۵

خَلَقْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو بنایا، ہم نے تم کو پیدا کیا، اس میں کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر ہے، پ ۲۸

پ ۲ پ ۱۳ پ ۱۴ پ ۱۵ پ ۱۸ پ ۱۹ پ ۲۱ پ ۲۳ پ ۲۰

خَلَقْنٰہُ۔ ہم نے اس کو بنایا، ہم نے اس کو پیدا کیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے، پ ۲۹

خَلَقْنٰهُمْ۔ ہم نے ان کو بنایا، ہم نے ان کو پیدا کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے

پ ۲۵ پ ۳۰

خَلَقْنٰهُمَا۔ ہم نے ان دونوں کو بنایا، ہم نے ان دونوں کو پیدا کیا، اس میں هُمَا ضمیر تثنیہ مذکر غائب ہے۔ پ

خَلَقَنِیْ۔ اس نے مجھے بنایا، اس نے مجھے پیدا کیا، خَلَقَ صیغہ ماضی ن وقایہ، ی ضمیر واحد متکلم ہے، پ ۱۹

خَلَقُوْا۔ انھوں نے بنایا، انھوں نے پیدا کیا، خَلَقَ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب

پ ۱۴ پ ۲۳ پ ۲۵ پ ۲۶

خُلِقُوْا۔ وہ بنائے گئے، وہ پیدا کئے گئے خَلَقَ سے، ماضی مجہول کا صیغہ جمع مذکر غائب پ ۳۰

خَلْقَہٗ اس کو بنایا، اس کو پیدا کیا، اس میں ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب ہے (ملاحظہ ہو خَلْقَ) پ ۱۲ پ ۱۴ پ ۲۱ پ ۲۵۔

خَلْقَهٗ۔ اس کا بنانا، اس کا پیدا کرنا خَلْقَ مضاف، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ

پ۱۳ ع۸ پ۱۴ ع۸

خَلَقَهَا۔ اس کو بنایا، اس کو پیدا کیا، اس میں ھَا ضمیر واحد مؤنث غائب ہے، پ۱

خَلَقَهُمْ۔ ان کو بنایا، ان کو پیدا کیا، اس میں هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب ہے، پ۸

پ۱۸ پ۲۴ ع۱۵

خَلْقَهُمْ۔ ان کا بنانا، ان کا پیدا کرنا، خَلْقَ مضاف، هُمْ ضمیر جمع مذکر غائب، مضاف الیہ، پ۱۵ ع۸

خَلَقَهُنَّ۔ اس نے ان کو بنایا، اس نے ان کو پیدا کیا، اس میں هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب ہے، پ۲۴ ع۱۵

خَلْقِهِنَّ۔ ان کا بنانا، ان کا پیدا کرنا، خَلْقِ مضاف، هِنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، پ۲۵

خَلَوْا۔ وہ تنہا ہوئے، وہ اکیلے ہوئے، خَلَاءٌ سے، ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو خَلَا) پ۱ پ۴

خَلَوْا۔ وہ گزرے، وہ پہلے ہو چکے، خُلُوٌّ سے ماضی کا صیغہ جمع مذکر غائب (ملاحظہ ہو خَلَا) پ۱ پ۴ پ۱۵ پ۱۰ پ۲ پ۵

خَلُّوْا۔ تم چھوڑ دو، تَخْلِيَةٌ سے، جس کے معنی اصل میں تو کسی خالی مکان میں چھوڑنے کے ہیں مگر پھر ہر طرح پر چھوڑنے کو تَخْلِيَة کہا جانے لگا، امر کا صیغہ جمع مذکر حاضر، پ۱۰

خُلُوْدٌ۔ ہمیشہ رہنا، خَلَدَ يَخْلُدُ کا مصدر ہے کسی شئے کے بربادی سے بچنے اور اپنی اصلی حالت پر باقی رہنے کا نام خلودٌ ہے، اسی بنا پر اہل عرب عام طور پر خلود کا استعمال اس چیز کے لئے کرتے ہیں کہ جو دیر پا ہو اور اس میں تغیر و فساد مدت کے بعد پیدا ہو، چنانچہ چولہے کے ان تین پتھروں کو جن پر دیگ چڑھائی جاتی ہے اسی لئے خَوَالِدُ کہتے ہیں کہ وہ دیر تک قائم رہتے ہیں، عالم آخرت کے لئے جہاں خُلُوْدٌ کا استعمال ہوتا ہے، وہاں اس کے اصلی معنی یعنی تمام اشیاء کا اپنی اپنی حالت پر برقرار رہنا مراد ہیں، پ۲۶ ع۱۱

خُلَّةٌ۔ دوستی، آشنائی۔ قاضی بیضاوی لکھتے ہیں خُلَّةٌ خِلَالٌ سے مشتق ہے (جس کا استعمال اندرون اور درمیان کے لئے ہوتا ہے) کیونکہ وہ

اس محبت کا نام ہے جو نفس کے اندر پیوست ہو کر مل گئی ہو اور بعض کا قول ہے کہ خَلَلٌ سے ماخوذ ہے کیونکہ جب دو شخص دوست ہوئے تو ہر ایک دوسرے کے خلل کو روکتا ہے یا خَلٌّ سے لیا گیا ہے جس کے معنی ریگستانی راستہ کے ہیں، کیونکہ دو دوست راہ کے رفیق ہوتے ہیں، یا خَلَّةٌ سے جس کے معنی خصلت کے ہیں کیونکہ دو دوستوں کی خصلتیں ملتی جلتی ہوتی ہیں۔[1] ب۳

خَلِيْفَةٌ جانشین، قائم مقام، نائب، تا اس میں مبالغہ کے لئے ہے۔ خُلَفَآءُ اور خَلَائِفُ جمع، پ ۱۱ ع

خَلِيْلًا وہ دوست جس کی محبت دل کی گہرائیوں میں جاگزیں ہو، خِلَالٌ اور مُخَالَةٌ سے جس کے معنی کسی سے دوستی کرنے کے ہیں، صفتِ مشبہ کا صیغہ، حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔

"خَلِيْلٌ بروزن فَعِيْلٌ بمعنی فاعل ہے، خُلَّةٌ بالضم سے ماخوذ ہے جس کے معنی اس دوستی اور محبت کے ہیں کہ جو دل کے اندر گھس کر اس کے وسط میں جاگزیں ہو، حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا جو اثر تھا اس کے اعتبار سے یہ بالکل صحیح ہے اور اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس کا استعمال کیا گیا ہے تو بطور مقابلہ ہے اور بعض کا قول ہے کہ "خلت" کے معنی اصل میں استصفا یعنی برگزیدگی کے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل کے لقب سے اس لئے ملقب ہوئے کہ آپ کی دوستی اور دشمنی اللہ کے لئے تھی، اور ان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی خلت کا مطلب ان کی مدد کرنا اور ان کو پیشوا بنانا تھا اور بعض کا قول ہے کہ وہ خَلَّةٌ بفتح خا سے مشتق ہے جس کے معنی حاجت کے ہیں اور ان کا نام خلیل اس لئے ہوا کہ وہ اپنے رب کے ہی ہو رہے تھے اور ساری حاجتیں اسی کے سپرد کر دی تھیں۔[2] خازن بغدادی لکھتے ہیں۔

وخلۃ اللہ للعبد ہی	اللہ کا بندہ کو خلیل بنانے کا مطلب
تمکینہ من طاعتہ وعصمتہ	اس کو اپنی طاعت پر قادر بنانا
وتوفیقہ وستر خللہ	عصمت سے سرفراز فرمانا، توفیق عنایت کرنا، اس کے خلل کو چھپانا، اس کی مدد کرنا
ونصرہ والثناء علیہ[3]	اور اس کی ثنا کرنا ہے۔ پ ۵ ع ۱۷

[1] تفسیر انوار التنزیل ج ۱ ص ۴۲، طبع میمنیہ مصر۔ [2] فتح الباری ج ۷ ص ۵، طبع امیریہ مصر
[3] لباب التاویل ج ۱ ص ۵۰۲ طبع مصر ۱۳۳۱ھ

Marfat.com

فصل المیم

خَمْرًا۔ شراب انگوری، اصل میں تو انگور کے کچے پانی کا نام جبکہ وہ نشہ آور ہو، خمر ہے لیکن مجازاً ہر نشیلی شراب کو خمر کہدیتے ہیں، علامہ لغوی سید محمد مرتضیٰ زبیدی صاحب تاج العروس شرح قاموس رقمطراز ہیں۔

واعلم ان کون	اور یہ جان لینا چاہئے کہ
الخمر اسما للنیٔ من	اتفاق ائمہ لغت انگور کے کچے
ماء العنب اذا صار	پانی کا جب کہ وہ نشہ آور ہو
مسکرا حقیقة	خمر نام ہونا حقیقت ہے
بالاتفاق من ائمة	حتی کہ خمر کا استعمال اس میں
اللغة حتی اشتهر	مشہور ہے۔ دوسری
استعماله فیه وفی	شرابیں ہیں کہ جو مختلف
غیره تسمی باسامی	ناموں سے موسوم ہیں اس کا
مختلفة مجاز اصله	استعمال مجازا ہے۔

خمر یا تو اختمارٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی خمیر اٹھنے کے ہیں، چونکہ اس میں بھی خمیر اٹھکر جوش پیدا ہوتا اور جھاگ آنے لگتے ہیں اس لئے اس کا نام خمر ہوا یا مُخَامَرَةٌ سے مشتق ہے جس کے معنی چھپا لینے کے ہیں، چونکہ یہ وسواس کو گم کردیتی اور عقل و ہوش کو چھپا دیتی ہے اس لئے خمر سے موسوم ہوئی، ابو عبیدہ نے ضحاک تابعی سے اَعْصِرُ خَمْرًا کی تفسیر میں روایت کیا ہے کہ خمر اہل عمان کی زبان میں انگور کو کہتے ہیں،[۱] اس اعتبار سے شرابِ انگوری کو خمر کہنے کی مناسبت ظاہر ہے، خمر کا استعمال عربی میں مؤنث ہو کر شائع ذائع ہے اور گو اس کی تذکیر کو بعض ائمہ لغت نے جائز رکھا ہے لیکن لغتِ فصیح تانیث ہی ہے ۱۲ ث ۲۶

خَمْرًا ۱۵ پ

خُمُرِهِنَّ، ان کی اوڑھنیاں، خُمُرٌ خِمَارٌ کی جمع، مضاف ہے هُنَّ ضمیر جمع مؤنث غائب مضاف الیہ، اصل میں خَمْرٌ کے معنی ہیں کسی شے کے پوشیدہ ہونے کے اور جس چیز کے ذریعہ پوشیدہ ہوجائے وہ "خمار" ہے لیکن عرف میں خمار اس چیز کا نام ہے جس کے ذریعہ عورت اپنے سر کو چھپاتی ہے یعنی اوڑھنی اور دوپٹہ، پ ۱۸

---

[۱] عقود الجواہر المنیفہ ج ۲ ص ۱۰۸ طبع مصر۔ [۲] الاتقان فی علوم القرآن ج ۱ ص ۱۳۵ طبع حسینیہ مصر

Marfat.com

خَمْسَةٌ پانچ، اسم عدد ہے، مذکر کے لئے استعمال ہوتا ہے، پ ۱۶ ع ۱۶

خُمُسَهٗ اس کا پانچواں حصہ، خُمُس اسم مضاف ہے، ہٗ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ ۱۰

خَمْسِیْنَ پچاس، اسم عدد ہے، مذکر اور مؤنث دونوں کے لئے استعمال ہوتا ہے پ ۲۹ ع ۷

خَمْطٍ کسیلا، بدمزہ، امام بغوی لکھتے ہیں۔ "خمط پیلو اور اس کا پھل ہے اس کو جریر بولتے ہیں یہی اکثر مفسرین کا قول ہے، مبرد اور زجاج کا بیان ہے کہ ہر وہ سبزی جس کے مزہ میں اتنی تلخی پیدا ہو جائے کہ اس کو کھایا نہ جا سکے، وہ خمط ہے، ابن الاعرابی کہتے ہیں کہ خمط ایک درخت کا پھل ہے جس کو فسوجا الضبع کہا جاتا ہے، خشخاش کی طرح ہوتا ہے اور جھڑ جاتا ہے، اس سے کوئی نفع اندوز نہیں ہوتا۔"[1] پ ۲۲

فصل النون المعجمة

خَنَازِیْرَ سور، خِنْزِیْر کی جمع، راغب اصفہانی لکھتے ہیں۔
"ارشاد خداوندی وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيْرَ (اور کئے ان میں سے بندر اور سور) کے متعلق کہا گیا ہے کہ اس سے مخصوص جانور کو مراد لیا ہے، اور یہ بھی قول ہے کہ اس سے وہ شخص مراد ہے کہ جس کے اخلاق اور افعال اس جانور کے مشابہ ہوں نہ یہ کہ جس کی خلقت اس طرح کی ہو، اور آیت میں دونوں باتیں مراد ہیں، کیونکہ مروی ہے کہ ایک قوم کی خلقت مسخ ہو گئی تھی، اسی طرح انسانوں میں ایسی جماعت موجود ہے کہ جب ان کے اخلاق کو جانچا جائے تو وہ بندروں اور سوروں کی طرح نکلیں گے اگرچہ ان کی صورتیں انسانوں کی سی صورتیں ہیں۔" پ ۶ ع ۱۳

خَنَّاسِ پیچھے ہٹ جانے والا، چھپ جانے والا، خَنْسٌ سے، جس کے معنی چھپنے اور پیچھے ہٹنے اور رک جانے کے ہیں، مبالغہ کا صیغہ، یہ شیطان کا لقب ہے، کیونکہ جب اللہ کا ذکر ہو تو وہ رک جاتا ہے، نیز وسوسہ

[1] معالم التنزیل ج ۵ ص ۲۳۶ - طبع مصر ۱۳۳۲ء

Marfat.com

ڈال کر غائب ہو جاتا ہے، ۸۱/۱۶

خِنْزِیْر: سو ۲/۱۷۳، ۵/۳، ۶/۱۴۵، ۱۶/۱۱۵

خُنَّس. پیچھے ہٹ جانے والے، پھر جانے والے، رک جانے والے، چھپ جانے والے خانِسٌ کی جمع، جو خَنَسٌ سے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ہے، بعض مفسرین کے نزدیک اس سے ستارے مراد ہیں کیونکہ وہ دن میں چھپ جاتے ہیں اور بعض کے نزدیک چاند اور سورج کے علاوہ پانچوں سیارے کہ جن کو "خمسہ متحیرہ" کہتے ہیں، یعنی مریخ، زحل، عطارد، زہرہ اور مشتری کیونکہ ان کی چال کچھ اس ڈھب سے ہے کہ کبھی یہ مشرق سے مغرب کو چلتے ہیں اور کبھی ٹھٹک کر اُلٹے پھرتے ہیں اور کبھی سورج کے پاس آکر غائب رہتے ہیں، اور بعض کے نزدیک نیل گائے کیونکہ اس میں بھی پیچھے ہٹنے پھر جانے رُکنے اور چھپنے کی صفت موجود ہے، یہ تینوں تفسیریں سلفِ صحابہ اور تابعین سے مروی ہیں۔[۱] ۸۱/۱۶

فصل الواو

خُوَارٌ. گائے کی آواز، اصل میں تو یہ لفظ گائے کی آواز کے لئے مخصوص ہے مگر کبھی کبھی بطور استعارہ اونٹ یا بکری یا ہرن یا تیروں کی آواز کے لئے بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ ۷/۱۴۸، ۲۰/۸۸

خَوَالِفَ. پیچھے رہنے والیاں، خَالِفَۃٌ کی جمع ہے، خَالِفَۃٌ اصل میں خیمہ کے پچھلے ستون کو کہتے ہیں اور عورت سے بھی کنایہ ہے۔ کیونکہ وہ کوچ کرنے والوں سے پیچھے رہتی ہے، ۹/۸۷، ۹/۹۳

خَوَّانٍ. خیانت کرنے والا، دغاباز، خِیَانَۃٌ سے مبالغہ کا صیغہ (ملاحظہ ہو تَخْتَانُوْا) ۲۲/۳۸

خَوَّانًا. ۴/۱۰۷

خَوْضٍ. بیہودہ گوئی، باتیں بنانا، گھسنا، خَاضَ یَخُوْضُ کا مصدر ہے، اصل میں خَوْضٌ کے معنی پانی میں گھسنے کے ہیں اور بطور استعارہ سب کاموں میں گھسنے کے لئے اس کا استعمال ہوتا ہے (ملاحظہ ہو خُضْتُمْ) ۶/۹۱

---

[۱] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو فتح الباری ج ۸ ص ۵۳۳ طبع میریہ بولاق مصر۔

Marfat.com

خَوْضِهِمْ۔ ان کی بحث، ان کی بک بک، خوض مضاف، ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۱

خَوْف۔ ڈر، خوف، خَافَ یَخَافُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو اَخَافُ) پ۱ پ۲ پ۳ پ۴ پ۵ پ۶ پ۷ پ۸ پ۹ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۲ پ۱۳ پ۱۴ پ۱۵ پ۱۶ پ۱۷ پ۱۸ پ۲۰ پ۲۱ پ۲۲ خَوْفًا پ۲۶

خَوْفِهِمْ۔ ان کا ڈر، ان کا خوف، خَوْفِ مضاف، ھِمْ ضمیر جمع مذکر غائب مضاف الیہ پ۱۱

خَوَّلْنٰكُمْ۔ ہم نے تم کو عطا کیا، ہم نے تم کو دیا خَوَّلْنَا تَخْوِیْلٌ سے، جس کے معنی کسی چیز کا مالک بنانے کے ہیں، ماضی کا صیغہ جمع متکلم کُمْ ضمیر جمع مذکر حاضر، پ۷

خَوَّلْنٰهُ۔ ہم نے اس کو بخشا، ہم نے اس کو عطا کیا، اس میں ہُ ضمیر واحد مذکر غائب ہے پ۲۴

خَوَّلَهٗ۔ اس کو عطا کیا، اس کو دیا۔ خَوَّلَ تَخْوِیْلٌ سے، ماضی کا صیغہ واحد مذکر غائب ہُ ضمیر واحد مذکر غائب، پ۲۳

فصل الیاء المثناۃ

خِيَاطِ۔ سوزن، سوئی، اسم ہے، پ۸

خِيَامِ۔ ڈیرے، خیمے، خَیْمَۃٌ کی جمع، پ۲۷

خِيَانَةً۔ خیانت، دغا، خَانَ یَخُوْنُ کا مصدر ہے (ملاحظہ ہو تَخُوْنُوْا) پ۱۰

خِيَانَتَكَ۔ تجھ سے دغا کرنی، خِیَانَۃَ مضاف کَ ضمیر واحد مذکر حاضر مضاف الیہ

خَيْرٌ۔ بہتر، بھلا، نیکی، بھلائی، نیک کام، جو چیز سب کو پسند ہو، وہ خیر ہے عقل، عدل، فضل اور اشیا نافعہ، شر اس کی ضد ہے، خیر کی دو قسمیں ہیں، ایک "خیر مطلق" کہ جو ہر حال میں اور ہر ایک کے نزدیک پسندیدہ ہو جیسے کہ جنت ہے، دوسرے "خیر مقید" جو ایک کے لئے خیر ہو اور دوسرے کے لئے شر جیسے دولت کہ زید کے حق میں خیر ہوتی ہے اور عمرو کے حق میں شر اسی لئے اللہ تعالیٰ نے مال کے متعلق دونوں وصف بیان کئے ہیں، چنانچہ ایک جگہ تو ارشاد ہے اِنْ تَرَكَ خَيْرًا (اگر کچھ خیر یعنی مال چھوڑے) اور دوسرے مقام پر فرمایا ہے اَیَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّ بَنِیْنَ، نُسَارِعُ لَهُمْ فِی الْخَیْرٰتِ بَلْ لَّا یَشْعُرُوْنَ۔ (کیا خیال

Marfat.com

سکتے ہیں کہ یہ جو ہم ان کو دیئے جاتے ہیں مال اور اولاد، تو شتابی کرتے ہیں، ان کی بھلائیوں میں بلکہ یہ لوگ سمجھتے نہیں) قرآن مجید میں جہاں مال کے لئے خیر کا لفظ استعمال ہوا ہے، اس کے متعلق بعض علماء نے تصریح کی ہے کہ اس سے مراد وہ مال ہے جو کثیر ہو اور بوجہ حلال جمع کیا گیا ہو۔

الفاظِ خیر و شر کا دو طرح پر استعمال ہوتا ہے، ایک اسم ہو کر جیسے وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ أُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ إِلَى الْخَيْرِ (اور تم میں ایک جماعت ہونی چاہئے کہ جو نیک کام کی طرف بلائے) دوسرے وصف ہو کر اس صورت میں افعل التفضیل کے معنی ہوتے ہیں جیسے فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوٰى (پس بلاشبہ بہترین زادِ راہ تقویٰ ہے) کہ یہاں خیر، افضل کے معنی میں آیا ہے، آیت شریفہ نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ (ہم لاتے ہیں اس سے بہتر) اور اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ (روزہ رکھو تو تمہارا بھلا ہے) میں خَيْرٌ اسم بھی ہو سکتا ہے اور بمعنی افعل بھی۔ یہ واضح رہے کہ خیر کا استعمال کبھی شر کے مقابلہ میں ہوتا ہے اور کبھی ضر یعنی تکلیف اور سختی کے مقابل میں جیسے وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (اور اللہ اگر تجھ کو کچھ سختی پہنچائے تو کوئی اس کا دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھے کچھ بھلائی پہنچائے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے)

پ۱: ۶و۷و۱۳و۱۴و۲۶ — پ۲: ۳و۶و۷و۹و۱۰و۱۱ — پ۳: ۳و۵و۸و۹و۱۰و۱۱و۱۶و۱۷
پ۴: ۲و۳و۷و۸و۹و۱۱ — پ۵: ۵و۸و۹و۱۲و۱۴و۱۶ — پ۶: ۵و۸و۹و۱۰و۱۲
پ۸: ۹و۱۰و۱۸ — پ۹: ۱و۱۰و۱۱و۱۲و۱۶و۱۸ — پ۱۰: ۷و۱۲و۱۴
پ۱۱: ۲و۷و۱۱و۱۴ — پ۱۲: ۸و۱۵ — پ۱۳: ۱و۲و۳و۴و۶ — پ۱۴: ۱۰و۱۲و۱۸و۲۲
پ۱۵: ۲و۴و۱۴و۱۸ — پ۱۶: ۲و۸و۱۲و۱۶ — پ۱۷: ۳و۶و۹و۱۱و۱۴و۱۵
پ۱۶: ۱۵ — پ۱۸: ۲و۴و۶و۹و۱۰و۱۲و۱۵ — پ۱۹: ۱و۱۸و۲۰
پ۲۰: ۳و۹و۱۱و۱۳و۱۴ — پ۲۱: ۶و۱۸ — پ۲۲: ۱۱ — پ۲۳: ۹و۱۲و۱۳ — پ۲۴: ۱۹
پ۲۵: ۱و۵و۹و۱۱و۱۲و۱۵ — پ۲۶: ۱۹ — پ۲۶: ۱۰ — پ۲۸: ۲و۱۰و۱۲
پ۲۹: ۳و۶و۱۲ — پ۳۰: ۱۲و۱۸و۲۲و۲۳و۲۵

خَيْرًا

پ۲: ۳و۵و۶ — پ۳: ۵ — پ۴: ۳و۹و۱۲ — پ۵: ۴و۱۶ — پ۶: ۱و۳ — پ۸: ۲ — پ۹: ۱۶
پ۱۱: ۳و۱۶ — پ۱۲: ۳ — پ۱۴: ۱۰ — پ۱۵: ۱۶ — پ۱۶: ۱ — پ۱۸: ۸و۱۰و۱۶ — پ۱۹: ۱۹
پ۲۶: ۲و۷و۱۳و۱۹ — پ۲۸: ۱۹و۱۹ — پ۲۹: ۳و۸و۱۲ — پ۳۰: ۲۲

خَيْرٰتٌ۔ نیکیاں، بھلائیاں، خوبیاں، نیک عورتیں، اچھی عورتیں، خَيْرَةٌ کی جمع ہے، آیہ شریفہ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ

Marfat.com

(ان میں نیک عورتیں ہیں خوبصورت) ہیں
بعض علماء کا قول ہے کہ خَیْرَاتٌ اصل میں
خَیِّرَاتٌ ہے جس کی تخفیف کرلی گئی ہے کیونکہ
خیر کا استعمال جب افعل التفضیل کے معنی میں
ہو تو اس کی جمع نہیں آتی، خَیْرَاتٌ خَیْرَةٌ کی
جمع ہے جس کے معنی اس عورت کے ہیں جو خیر
کے ساتھ مخصوص ہو، پ۲ پ۱۰ پ۱۱ پ۱۷
پ۵ پ۱۸ پ۱۹ پ۲۷

خِیَرَةٌ - اختیار، خَارَ یَخِیْرُ کا مصدر ہے۔ پ۲۰ پ۲۲

خَیْطٌ - رشتہ، تاگا، دھاری، قرآن مجید
میں خیط ابیض سے سپیدۂ صبح اور خیط اسود
سے ظلمتِ شب مراد ہے، پ۲

خِیْفَةً - خوف، ڈر، خَافَ یَخَافُ کا مصدر ہے
راغب لکھتے ہیں، خِیْفَةٌ اس حالت کا نام ہے
جو انسان کو خوف کی حالت میں ہوتی ہے
آیہ شریفہ وَیُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ
مِنْ خِیْفَتِهٖ (اور پڑھتی ہے گرج اس کی خوبیاں
اور سب فرشتے اس کے ڈر سے) میں خیفہ کا استعمال
بجائے خوف کے ہوا ہے جو اس امر پر تنبیہ ہے
کہ خوف ہر وقت ان کے شامل حال ہے، ایک
آن ان سے جدا نہیں ہوتا۔ پ۹ پ۱۳ پ۱۶ پ۱۷

خِیْفَتَكُمْ - تمہارا ڈرنا، خِیْفَةِ مضاف کُمْ
ضمیر جمع مذکر حاضر مضاف الیہ یہاں بھی خِیْفَةٌ
کا استعمال خوف کے لئے ہوا ہے، پ۲۱

خِیْفَتِهٖ - اس کا ڈر، اس کا خوف خِیْفَةِ مضاف
ہٖ ضمیر واحد مذکر غائب مضاف الیہ، پ۱۳

خَیْلٌ - گھوڑے، سوار، اصل میں خَیْل
گھوڑوں کا نام ہے۔ مجازاً سواروں کے
لئے بھی استعمال ہوتا ہے، خُیُوْلٌ اور اَخْیَالٌ
جمع، پ۳ پ۱۰ پ۱۴ پ۲۸

خَیْلِكَ - تیرے سوار، تیرے گھوڑے
خَیْلِ مضاف كَ ضمیر واحد مذکر حاضر
مضاف الیہ۔ یہاں خیل سے سوار
مراد ہیں۔ پ۱۵

Marfat.com

دارالاشاعت کی چند جدید مطبوعات

رحمتِ عالم
سید سلیمان ندوی
سائز ۲۰×۲۳/۱۶ صفحات ۹۶

آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل و مستند سیرت طیبہ جو اسکول کے طلبہ اور کم پڑھے لکھے لوگوں کیلئے لکھی گئی ہے عکسی طباعت سفید کاغذ اور کارڈ بورڈ جلد کے ساتھ۔ قیمت ۵ء/۹

قصص الانبیاءؑ
مولانا محمد طاہر صاحب
سائز ۲۳×۸۲/۸
صفحات ۱۹۲

وہ مرتب اور مستند کتاب جس میں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام پیغمبروں کے حالات اور خلفائے راشدین۔ امام حسنؓ و امام حسینؓ اور چاروں اماموں کے حالات درج ہیں۔ عکسی طباعت، سفید کاغذ مجلد قیمت ۵۰/۲

مسلمان فاتحین
ابو مصطفیٰ راہی صدیقی
سائز ۲۰×۲۳/۱۶ صفحات ۲۴۰

اس کتاب میں تاریخ اسلام اور تاریخ عالم کے انتہائی اہم اور زرین حالات اور حق و باطل کے معرکوں اور اسلامی فتوحات کے ناقابل فراموش مستند اور زریں واقعات درج ہیں۔ عکسی طباعت سفید کاغذ قیمت ۱۸/-

نافع الخلائق
حاجی زردار خان صاحب
سائز ۲۰×۲۳/۸ صفحات ۳۴۴

قرآنی آیات کے خواص، اولیاء اللہ اور مشائخ کے مجرب عملیات و تعویذات، علم قیافہ اور تعبیر نامہ خواب کا نہایت مقبول اور مشہور مجموعہ جو مفصل فہرست مضامین کے اضافہ کے ساتھ شائع ہوا ہے عکسی طباعت سفید کاغذ مجلد قیمت ۵۰

نقشِ سلیمانی
خواجہ محمد اشرف لکھنوی
سائز ۲۰×۲۳/۸ صفحات ۲۴۸

عملیات و تعویذات، نقوش و خواص قرآنی، حروف تہجی و مقطعات و اسم اعظم وغیرہ کے خواص و اسرار سے متعلق نہایت مکمل و مستند کتاب ہر قسم کی دینی و دنیوی حاجات کی کنجی۔ عکسی طباعت سفید کاغذ کارڈ بورڈ جلد قیمت =/۳۰

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی ۱

Marfat.com

۷۲۷۵ احادیث و معارفِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا سدا بہار گلشن

تفہیم البخاری

عربی متن مع اردو شرح

صحیح البخاری

امیر المومنین فی الحدیث ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و شرح

مولانا ظہور الباری اعظمی فاضل دارالعلوم دیوبند

دنیائے اسلام کے تمام علماء اس بات پر متفق ہیں کہ روئے زمین پر کلام اللہ کے بعد بخاری شریف سب سے زیادہ صحیح اور مستند کتاب ہے اور علم حدیث میں اس کی نظیر ممکن نہیں ہے۔ اردو زبان میں اسکے متعدد اردو ترجمے اور شرحیں شائع ہو چکی ہیں لیکن یہ جدید شرح مندرجہ ذیل خصوصیات کے ساتھ چھپی ہے جس سے دوسرے تراجم خالی ہیں۔

چند خصوصیات

۱۔ اطمینان بخش ترجمانی اور عام فہم شرح اس زمانے کی ذہنی سطح کے مطابق کی گئی ہے۔
۲۔ احادیث رسول کا مسائل حاضرہ سے کامل انطباق
۳۔ حدیث کے ان پہلوؤں کی واضح ترجمانی جن کو موجودہ شارحین نے چھوا تک نہیں۔
۴۔ بخاری شریف کے لطائف و خصوصیات کی کامل رعایت۔

قدیم و جدید شارحین کی گرانقدر تحقیقات سے پوری کتاب آراستہ و مزین
۶۔ فقہی مذاہب کی ترجمانی معتدل لب و لہجہ میں اور محدثین و فقہاء کے اختلافات کی دل آویز وضاحت۔
ایک کالم میں عربی متن اور مقابل کالم میں ترجمہ و تشریح۔
سائز: [illegible] دیدہ زیب کتابت و طباعت۔ اعلیٰ کاغذ اور حسین جلدیں۔ کامل تین جلد، کل صفحات ۳۰۳۱۲۔ قیمت: ۳۹۰/-

دارالاشاعت کراچی نمبر ۱

Marfat.com

مدلل مکمل **فتاویٰ دارالعلوم** دیوبند

بارہ ۱۲ جلدوں والا عکسی ایڈیشن

تالیف :- مفتی اعظم عارف باللہ مولانا عزیز الرحمٰنؒ

ترتیب وحواشی :- مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ

حسب ہدایت ونگرانی :- حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ

دارالعلوم دیوبند کی خداداد شہرت و مرکزیت اور اس کے فتاویٰ پر تمام ممالک اسلامیہ اور مسلمانوں کی پنچایتوں اور عدالتوں کا اعتماد محتاج بیان نہیں ہے۔ یہ تمام فتاویٰ جواب تک غیر مرتب تھے، ان کی ترتیب کیلئے حضرت قاری محمد طیب مہتمم دارالعلوم نے ایک مستقل شعبہ ترتیب فتاویٰ قائم کیا جس میں ماہر علماء و فقہا کی ایک جماعت نے فتاویٰ کے اس عظیم الشان ذخیرے کو فقہی ترتیب پر مرتب کیا اور ہر فتوے پر بصیرت افروز حواشی لکھے اور اصل عربی کتب کے حوالے بقید صفحات تحریر کئے ہیں جس کی وجہ سے مسئلہ نکالنا نہایت آسان ہوگیا ہے۔ یہ عظیم فتاویٰ، فتاویٰ عالمگیری کی طرح مسلمانوں میں قانون کی حیثیت اختیار کرگیا ہے۔ بارہ جلدوں کے کل صفحات تقریباً ۵۰۰۰

عکسی طباعت، سفید کاغذ، مضبوط اور حسین جلدیں

بارہ حصوں کے کامل سیٹ کی قیمت -/۵۲۵

ملنے کا پتہ : **دارالاشاعت** متصل اردو بازار کراچی ۱

Marfat.com

مظاہر حق جدید

شرح

مشکوٰۃ شریف اردو

از افادات

علامہ نواب محمد قطب الدین خان دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

زبان وبیان کے نئے اسلوب میں

تزئین وترتیب جدید

مولانا عبداللہ جاوید غازی پوری (فاضل دیوبند)

پوری کتاب پانچ جلدوں میں مکمل ہوئی ہے۔

جلد اوّل	صفحات	۹۸۴	مجلّد	اعلیٰ	قیمت		۱۱۷/-
جلد دوم	〃	۸۰۸	〃	〃	〃		۱۱۷/-
جلد سوم	〃	۹۰۸	〃	〃	〃		۱۱۷/-
جلد چہارم	〃	۹۸۴	〃	〃	〃		۱۱۷/-
جلد پنجم	〃	۱۰۶۴	〃	〃	〃		۱۳۲/-
کامل پانچ جلد	کل صفحات	۴۷۴۸			کل قیمت		۶۰۰/-

موزوں سائز ۲۰×۳۰/۸

دار الاشاعت مولوی مسافرخانہ کراچی

Marfat.com

معارِفُ الحدیث

یعنی

احادیثِ نبویؐ کا ایک جدید اور جامع انتخاب

اُردو ترجمہ اور تشریحات کے ساتھ

مولانا محمد منظور نعمانی

جو اس زمانے کے تعلیم یافتہ مسلمانوں کی دینی علمی ذہنی اور فکری سطح اور عصرِ حاضر کے خاص علمی تقاضوں کو پیشِ نظر رکھ کر کیا گیا ہے جس نے اُردو خوانوں اور علومِ جدیدہ کے حامل حضرات پر علمِ حدیث کے حصول کے لیے حجّت تمام کردی ہے۔ ہر حدیث کے عربی متن کے ساتھ آسان اُردو زبان میں ایسی دل نشین تشریح کی گئی ہے جو اپنی نظیر آپ ہے۔ مکمل کتاب سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

قیمت کامل سیٹ	قیمت کامل سیٹ
اعلیٰ کاغذ مجلد ۳۳۶/=	کاغذ قسم دوم =/

دارالاشاعت مولوی مسافرخانہ کراچی

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے بڑی مکمل اور مستند و مقبولِ عام سوانح حیات

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تالیف

علامہ شبلی نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ○ علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے زیادہ مکمل مستند و مقبولِ عام سوانح عمری جو سیرتِ طیبہ کی انسائیکلوپیڈیا تصور کی گئی ہے اور جو مسلسل خراجِ تحسین حاصل کر رہی ہے لیکن افسوس ہے کہ ایسی عظیم الشان کتاب شایانِ شان طریقے پر شائع نہ ہو سکی تھی۔

اب خدا کا شکر ہے کہ ہم نے اسے اس کے اصل اور معیاری قلمی سائز ۲۰×۲۶/۸ پر جدید اور بہترین کتابت اور عکسی طباعت کرائی ہے اور تصحیح کا خاص اہتمام کیا ہے۔

اب تک اس کی صرف ۶ جلدیں ہی طبع ہوتی رہی ہیں ہم نے اسکی ساتویں جلد بھی شائع کی ہے اور ساتوں حصے نہایت عمدہ سفید جاپانی کاغذ پر طبع ہوئے ہیں اور جلدیں نہایت مضبوط اور حسین بنوائی گئی ہیں جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ کل صفحات ۲۳۵۲

سات حصے در چار جلد، کامل سیٹ۔ قیمت ——— کامل سیٹ =/۳۱۵

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی ۱

Marfat.com

بہترین اسلامی کتابیں

قصص القرآن مولانا محمد حفظ الرحمٰن ۴ جلد ۲۰۷/-
مظاہر حق جدید (شرح مشکوٰۃ اردو) ۵ جلد ۵۴۰/-
معارف الحدیث۔ مولانا محمد منظور نعمانی، جلد ۳۱۵/-
تجرید صحیح بخاری مترجم عربی اردو کامل مجلد ۱۱۲/-
شرح حصن حصین مترجم مولانا محمد عاشق الٰہی ۶۰/-
شرح اربعین، امام نوویؒ " " مجلد ۲۷/-
حجۃ اللہ البالغہ اردو، شاہ ولی اللہ دہلوی مجلد ۷۵/-
بہشتی زیور مدلل مکمل مولانا اشرف علیؒ مجلد ۱۰۸/-
فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، مفتی محمد شفیعؒ ۲ جلد ۲۱۶/-
علم الفقہ کامل مولانا عبدالشکور لکھنویؒ ۷۵/-
عقائد علمائے دیوبند و حسام الحرمین مجلد ۴۵/-
احیاء العلوم اردو، امام محمد غزالیؒ ۴ جلد ۳۰۰/-
کیمیائے سعادت اردو " مجلد ۷۲/-
مجالس الابرار، اردو، شیخ احمد رومی مجلد ۹۶/-
مجالس حکیم الامت مفتی محمد شفیعؒ ۴۵/-
مومن کے ماہ وسال اردو، شیخ عبدالحق دہلوی مجلد ۵۷/-
اسلام کا نظام مساجد، مولانا ظفیر الدین مجلد ۲۷/-
اسلام کا نظام عفت و عصمت " " ۳۶/-
اسلام کا نظام اراضی و عشر و خراج، مفتی محمد شفیعؒ ۴۵/-
علمی کشکول منتخب مضامین " " " ۴۵/-
احکام اسلام عقل کی نظر میں، مولانا اشرف علی ۴۲/-

مستند اسلامی کتابیں

ارواح ثلاثہ (حکایات اولیا) مولانا اشرف علیؒ ۳۰/-
آیات بینات، محسن الملک (تردید شیعہ) ۲ جلد ۹۰/-
تحفہ اثنا عشریہ اردو، شاہ عبدالعزیز (تردید شیعہ) مجلد ۱۰۸/-
تاریخ ارض القرآن، سید سلیمان ندویؒ مجلد ۴۵/-
تاریخ فقہ اسلامی اردو، شیخ محمد خضریؒ مجلد ۶۰/-
تذکرہ غوثیہ، سید غوث علی شاہ قلندرؒ مجلد ۶۰/-
تذکرہ مجدد الف ثانی، مولانا محمد منظور نعمانی " ۴۵/-
عیسائیت کیا ہے؟ مولانا محمد تقی عثمانی ۱۴/-
مسلمانوں کا نظم مملکت، ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن مجلد ۴۸/-
لطائف علمیہ ترجمہ کتاب الاذکیا، ابن جوزی " ۴۵/-
کلیات امدادیہ، حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ " ۴۵/-
المنجد عربی اردو، جامع لغات مجلد ۱۳۲/-
المعجم اردو عربی " " ۶۳/-
بیان اللسان عربی اردو مستند لغات مجلد …۶/-
قاموس القرآن (مکمل قرآنی لغات) " …۳/-
جامع اللغات (اردو کی مستند لغت) " ۵۴/-
شمس المعارف (تعویذات) ابن علی بونی مجلد …۲/-
اصلی جواہر خمسہ کامل (تعویذات) " …
بیاض یعقوبی (تعویذات) مولانا محمد یعقوب " ۱۵/-
علاج الغربا حکیم غلام امام …/-
بیماریوں کا گھریلو علاج، طبیبہ ام الفضل ۷۵/-

دارالاشاعت مقابل مولوی مسافرخانہ کراچی

مکمل فہرست کتب مفت طلب فرمائیں

مدینۃ العلم دارالعلوم مجددیہ
نور آباد - فتح گڑھ - سیالکوٹ

Marfat.com